DAMAGE BOOK

188441

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۵۴ د ع Accession No. ۲۱۴۹۰

Author غلام حمدانی گویا

Title دربار آصف

This book should be returned on or before the date last marked below.

NIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-1

ہندو دکن کا فرق اور اون کا وجہ تسمیہ

کوہ بندھیاچل سے جو گجرات کے شمال سے مشرق کو گنگا تک چلا گیا ہے۔ براعظم ہندوستان کے شمالاً جنوباً دو حصے ہو جاتے ہین۔ شمالی ہند دوسرا جنوبی ہند۔ اسکے شمالی ملک کو ہندوستان خاص اور جنوبی کو دکھتے ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ ملک کا نام جو دکن ہوا ہے وہ لفظ دند کا مشتق ہے جس کے معنی جنگل کے ہین اور جب راجہ رامچندر نے بن باس لیا تھا۔ مگر یہ خیال نہایت بعید ہے۔ یہ دکن کا لفظ سنسکرت لفظ دکھش کا بگڑا ہوا ہے جو جنوب کے معنی مین ہے اور بالکل صحیح ہے۔

غرض کہ مسلمانون نے بین ہندوستان خاص اور دکن کی مصنوعی حد فاصل دریاے نربدا تھا۔ مگر چونکہ قومون کی تفریق پہاڑون سے ہوا کرتی ہے اسلئے ہمنے بندھیاچل کو ہی حد فاصل مانا ہے۔ بنگالہ جو نبل کے مشرق کو ہے اور گجرات جو اُسکے مغرب مین ہے نہ شمالی ہند مین داخل سمجھے اتنے یہ جنوبی ہند مین۔ یہ دونون حصے جدا ہی ہین۔

CHECKED 1965

شمالی ہند کی قدرتی تقسیم

ہندوستان خاص اون اضلاع کا نام ہے ... دریاے گنگا اور سندھ بہتے ہین اور اسمین
دریائے سندھ کے قریب کا ریگستان اور وسط ... سندھ بھی داخل ہے۔ دریاے سندھ
کے قریب کا حصہ پنجاب دریاے جہیلم کے مشرق ... نہایت زرخیز اور دلکشا ہے۔ اور جہیلم
کے مغرب مین ناہموار ہے۔ اور جہان پانچون ... ہین۔ اور انکی دھارا ایک ہوکر پہاڑون
اور بیابان کے بیچ کے میدان مین بہتی ہے۔ او ... سے جسقدر زمین سیراب ہوتی ہے
اوسقدر حصہ اوس میدان کا سرسبز ہے۔ اور جب ... دریاے سندھ کی بھر کر قریب سمندر کے
پہونچتی ہے تو اوسکی کئی دھارین ہوجاتی ہین او ... ایک وسیع قطعہ زمین کا ایک
مثلث کی صورت بناتا ہے۔ جو نہایت زرخیز ... میدان جسمین گنگا بہتی ہے باوجود
اسکے کہ جن ندیون سے وہ ملک سیراب ہوتا ہے ... خرچ اکثر کوہستان ہمالیہ مین بھی
ہے۔ اور اون کے درمیان کی زمین بڑی بھلی دوم ... ہے۔ جو نہایت وسیع اور زرخیز
اور بارآور ہے۔ یہی سرزمین اون لوگون کی لود و با ... ہے۔ جو ہندوستان کی تاریخ
مین اول درجہ رکھتے ہین اور اب بھی ہندو ... حصون سے یہانکے باشندے
تعلیم و تربیت مین بڑھے ہوے ہین۔ اور اس ملک ... وسطی اور آب و ہوا کے لحاظ
سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ ہنرمندی مین یہ بڑ ... رہینگے۔ اروالی پہاڑ کا سلسلہ
مغربی ریگستان اور وسط ہند کے بیچ مین حد فا ... ربندہ یا چل کے مغربی سرے سے
گجرات کے حد پر ملتا ہے۔ اور اجمیر سے آگے دھلی ... ملتا چلا گیا ہے۔ یہہ مغربی
ریگستان ایک نشیبی ملک ہے۔ اس کے جنوب و ... قی

فہرست مضامین گلزار اول دربار آصف متضمن بہ حالات ہندوستان

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

نمبر	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
	مقدمہ	
۱	ہندو و دکن کا فرق اور اونکا وجہ تسمیہ	۱
۲	شمالی ہند کی قدرتی تقسیم۔	۲
۳	ہند کا وجہ تسمیہ۔ وسعت وغیرہ	۳
۴	آبادی ہندوستان۔	۴
۵	حدود۔ زبانیں تقسیم وحالات ہاجی پیداوار وغیرہ۔	۵
۶	ہندوستان کی انتظامی تقسیم	۱۰
	گل اول	
۷	**زمانۂ ہنود**	
۷	لفظ ہنود کا ماخذ اور اسکی تحقیق۔	۱۱
	سپتہ سندھ اور سپتہ ہند	
۸	ہندوستان کی حالت قدیم	۱۲
۱۱	بدھ اور اوسکا بیان۔	۱۵
۱۲	ہندوستان پر مہرٹون اور اہل فارس اور یونانیون کے حملے۔	۲۱
۱۳	قوم آریا کی سلطنت۔	۲۵
۱۴	چین مذہب کے واقعات۔	۳۵
۱۵	حساب توریت یونانی۔	۴۹
۱۶	حساب توریت سامریہ۔	۵۰
۱۷	حساب توریت عبرانی۔	۵۱
۱۸	حساب مختار اہل تاریخ انگریزی۔	۵۲
۱۹	مطابق قول ابوالحسن بن مسعود	۵۳
۲۰	مطابق قول حمین خوارزمی	〃
۲۱	مطابق قول بتانی۔	〃
۲۲	مطابق قول حمزۂ اصفہانی۔	۵۴

۱	تفصیل مضامین ۲	۳
۲۵	جدول مطابقت سنین	۵۸
۲۶	سلسلۂ فرمانروایان دارالملک اپتدا دہلی۔ ازابتدائے راجہ جدبشٹر تایت رائے پتھورا۔	۷۰
۲۷	نقشہ ہائے تاج قدیم راجگان ہندوستان	۸۱
	گل دوم	
	عہد اسلام	
۲۸	ملک عرب۔	۸۳
۲۹	حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ سلم شارع اسلام کی ولادت مبارک	۸۷
۳۰	نبوت	۸۸
۳۱	ہجرت مدینہ۔	۸۹
۳۲	اسلام کی فتوحات اور حضرتکی وفات	۹۰
۳۳	خلفائے راشدین کی خلافت۔	۹۰
۳۴	عہد خلفاء بنی امیہ۔	۹۵
۳۵	ملک ہند پر مسلمانوں کی چڑھائی اور فتوحات۔	۹۹

۱	تفصیل مضامین ۲	۳
۳۶	خلفائے بنی عباسیہ۔	۱۱۲
۳۷	سلطان غزنویہ۔	۱۱۴
۳۸	سبکتگین کی ابتدائی حالت اور اہل غزنی سے حکومت۔	۱۱۶
۳۹	عرب کے حملے اور مسلمانوں کی آغاز اور تسلط	۱۱۹
۴۰		۱۲۲
۴۱	ین سبکتگین	۱۲۴
۴۲	ن امیر ناصر الدین سبکتگین	۱۳۲
۴۳	ن الدولہ سلطان محمود	۱۳۳
	ناصر الدین سبکتگین	
۴۴	ل الدولہ امیر محمد بن	۱۵۹
	غزنوی۔	
۴۵	ب الدولہ امیر مسعود	۱۶۰
	مسعود غزنوی۔	
۴۶	لتہ شہاب الدولہ	۱۶۵
	نطان مسعود۔	

اوس کا تمام حصہ ریت ہی ریت ہے۔ اور کوہ ارولی اور دریاے سندھ کے بیچ مین شمال کو ستلج تک اور جنوب مین سمندر تک پھیلا ہوا ہے۔ اگین کہین کہین زرخیز قطعات بھی ہین جسمین سب سے بڑا قطعہ جیسلمیر کا ملک ہے۔ اور ایک چھوٹا حصہ کچھ ریگستان اور کچھ سمندر کے درمیان ہے۔ جو ملک سندھ اور گجرات کے لئے ایک قسم کا پل اور رہگذر ہے۔ وسط ہند ان چارون قدرتی تقسیم کے حصون سے چھوٹا ہے۔ اور زمین اس کی ناہموار (۱۰۰۰) فیٹ سے (۱۵۰۰) فیٹ تک سطح سمندر سے بلند ہے۔ اس کے مغرب مین کوہستان ارولی اور جنوب مین بندھیاچل اور مشرق مین بندیلکھنڈ کی پہاڑیون کا سلسلہ ہے۔ شمال مشرق کو اس حصہ کی زمین ڈھلوان ہوکر اُن قطعات کی زمین سے جاکر ہموار ہوجاتی ہے۔ جس مین گنگا بہتی ہے۔ یہ زمین بھی زرخیز ہے۔

ہند کا وجہ تسمیہ

جسطرح دریاے جیحون کے مشرقی ملک کو عربون نے ماوراء النہر کہا۔ اسیطرح معلوم ہوتا ہے کہ دریاے سندھ کے پورب جو ممالک تھے۔ اون کو سندھ یا ہند خطاب دیا۔ جو عجمی تصرف سے ہندوستان ہوگیا۔ ورنہ سنسکرت مین جو قدیم زبان ہندوستان کی ہے۔ ہند یا ہندوستان نہین ہے۔ عربون کی چڑھائی کے پہلے کل ہندوستان کا صرف ایک نام بہارت ورش تھا جس کے شمالی حصہ کو آریہ ورت اور جنوبی حصہ کو دکھنات کہتے تھے مسلمان مورخون نے بھی ہند کے جنوبی حصہ کو دکن لکھا ہے۔ یورپ والون نے اخیر زمانہ مین ہند کو انڈیا کردیا اور دکن کو اپنے تلفظ مین ڈکن کہنے لگے۔

وسعت و رقبہ

مملکت ہندوستان کل یورپ سے اگر روس خارج کردیا جاے تو بڑی ہے۔ بلا شمولیت بلوچستان کے (جسکا رقبہ ۱۳۰۰۰۰ مربع میل ہے) اور جو کہ ہندوستان کے ایک حد تک ماتحت یا اوس کا باجگذار ہے۔ ہندوستان ۸ سے لیکر ۳۶ درجہ عرض بلد شمالی اور ۶۷ سے (۱۰۰) درجہ طول بلد مشرقی پر مقام گرینج سے ہے۔ گر اوس کا دار الخلافت کلکتہ ۸۸ درجہ مشرقی طول بلد پر واقع ہے اپر برہما (شمالی برہما) کا رقبہ ۳۴۷۳۸۳ مربع میل ہے۔ ماتحت ریاستہاے شان کا رقبہ تخمیناً ۴۴۰۰۰ مربع میل ہے۔ اس تخمینہ کو کشمیر کے رقبہ ۸۰۹۰۰ مربع میل اور منی پور کے رقبہ ۸۰۰۰ مربع میل اور سکم کے رقبہ ۱۵۵۰ مربع میل مین شامل کرلیا جاوے تو کل ہندوستان کا رقبہ مع باجگذار ریاستون کے قریب ۱۶۰۰۰۰۰ میل مربع کے ہوجاتا ہے جس مین سے ۱۶۷۵۹۵ مربع میل زیر حکومت ریاستہاے دیسی اور باقی ماتحت سلطنت انگلشیہ ہے۔

آبادی ہندوستان

سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان کی آبادی ۲۹۴۲۹۶۰۰۰ ہے جو سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری ۲۸۷۳۱۷۰۰۰ کے مقابلہ مین بقدر پون کروڑ کے زیادہ ہے۔ مگر یہ زیادتی چونکہ دس سال کے عرصہ مین ہوئی ہے اس لئے اُسکی سالانہ اوسط گذشتہ مردم شماری کے اوسط سے بدرجہا کم ہے۔ ۲۹۴۲۹۶۰۰۰ آدمیون مین ۲۳۱۰۸۷۰۰۰ آدمی برٹش علاقہ مین رہتے ہین اور باقی ۶۳۱۱۸۰۰۰ شخص ریاستون مین آبادی کے لحاظ سے سب صوبون مین اول درجہ پر صوبۂ بنگال ہے۔ دوسرے درجہ پر صوبہ جات متحدہ اودھ۔ تیسرے درجہ پر صوبۂ بمبئی چوتھے درجہ پر پنجاب۔ اور پانچوین درجہ پر صوبۂ مدراس ہے۔ ہندوستان کی آبادی کا شمار کرتے وقت اس مین برہما۔ آسام۔ اور انڈیمن بھی شامل کرلئے جاتے ہین۔ مگر لنکا بلحاظ آبادی و

انتظام وغیرہ کے ہندوستان سے بالکل مختلف ہے۔

۱۸۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق جزیرۂ انڈمین کی آبادی صرف چوبیس ہزار تھی۔ مگر اب یہ تعداد بمقابلہ سابق کے کہین زیادہ ہے۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

حدود

گلگٹ سے جو سب سے آخر شمالی مقام ہے۔ جہان افواج برطانیہ ہین۔ راس کماری تک ۲۰۰۰ میل سے زاید فاصلہ ہے۔ اور اس سے کسی قدر کم فاصلہ کراچی کے بندر سندھ کا سدیا سے ہے۔ جو آسام کے مشرقی سرحد پر ہے۔ اپر برہما کے ماتحت جو ریاستین ہین اور جنکی سرحد ابھی قایم نہین ہوئی ہے وہ سدیا سے بڑھ کر مشرق کی طرف چلی گئی ہین۔ اور بلوچستان کے طرف انگریزی حکومت کراچی سے بڑھی ہوئی ہے۔ مشرق کے طرف کنگ ٹنگ کی ریاست نے جو میکانگ دریا کمبوڈیا تک چلی گئی ہے۔ ۱۸۸۹ء مین حکومت برطانیہ کو تسلیم کیا اور ایک باجگذار ریاست بن گئی۔ ادہر مغرب کی طرف گورنر جنرل کے ایجنٹ کی حکومت کو جو بلوچستان مین ہے۔ سرحد فارس کے بلوچی افسر تعلیم کرتے جاتے ہین۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD 1891

زبانین

ہندوستان مین بہت سی زبانین بولی جاتی ہین۔ مطابق مردم شماری ۱۸۹۱ء یورپین زبانین اور نیز وہ زبانین انکہزار سے کم آدمی بولتے ہین۔ وہ زبانین جنکو لوگ اپنی مادری زبان سمجھتے ہین ۷۸ ہین جو کہ ۱۲ مختلف زبانون کی شاخین ہین۔ ان مین سے ہر ایک کو کم از کم (۱۰۰۰۰۰) آدمی بولتے ہین۔

تقسیم وحالات طبعی پیداوار وغیرہ

صوبۂ برہما اس قطعہ کے جو پہلے خود مختار تھا اور اب اپر برہما کہلاتا ہے۔ اور جو ۱۸۸۶ء کی ابتدا مین ایشیائی مقبوضات انگریزی سے ملحق کیا گیا تھا۔ خلیج بنگالہ کے مشرق مین واقع ہے اور جزیرہ نمائے ہندوستان کا کوئی حصہ نہین ہے۔ لہذا اس صوبہ کو علیحدہ کرکے ہم بغرض تسہیل جغرافیہ ان تین حصص مین تقسیم کرتے ہین۔ طبقہ ہمالیہ شمالی دریائی سطحات اور جنوبی قطعات مرتفع انمین سے پہلے مین ہمالیہ کے سلسلہ کوہ اور اون کے جنوبی متعلقات شامل ہین۔ چونکہ یہ طبقہ علاقہ سرکار انگلشیہ سے علیحدہ ہے۔ لہذا اسے ہندوستان کی قدرتی شمالی سرحد ہی سمجھنا چاہیئے کہ اس مین دو سلسلہ کوہ ہین۔ جو شمالی مغرب سے جنوبی مشرق تک چلے گئے ہین اور اسکے بعد ایک سلسلۂ کوہ دور تک وادیون کا چلا گیا ہے۔ جنوبی سلسلہ جو ترائی کے جنگل سے بلند ہونا شروع ہوتا ہے۔ جو گنگا کے شمال مین اور اُسکے منبع کے متوازی ہے۔ بیس ہزار فیٹ کی بلندی تک سطح سمندر سے ہے۔ اور جس مین کہ تین بلند چوٹیان ہین۔ یعنے مونٹ ایورسٹ ۲۹۰۲ فیٹ بلند کنچن چنگا ۲۸۱۶ فیٹ بلند اور دھول گری (۲۷۰۰۰) فیٹ سے زاید بلند ہے ہمالیہ صرف ایک محافظ فصیل ہی نہین ہے۔ بلکہ اس کے نیچے جو منطقۂ حارہ کے قطعات ہین اُن کے واسطے پانی کا ذخیرہ ہے۔ اور اون قطعات کو سیراب کرتا ہے۔ ہمالیہ کے اطراف ایک قابل تعریف یکسان حالت کرۂ ارض کی قدرتی مختلف اقسام کی ظاہر کرتے ہین یعنے جون جون نیچے سے انسان اوپر چڑھتا ہے۔ اوس کو منطقۂ حارہ۔ منطقۂ معتدلہ اور منطقۂ باردہ بہ تدریج ملتے ہین۔ ہمالیہ کے پیداوار نباتات مین درخت خرما کے مختلف اقسام انگور کے درخت بکثرت۔ نباشپاتی۔ جو۔ لوبیا۔ اور بہت سے خانگی استعمال کی ترکاریان ہین تجارت کے لئے اس قطعہ مین چیل۔ کوئلہ۔ جو۔ لوبیا۔ اور شہد بہت افراط سے پیدا ہوتا ہے۔ پھل پھول کے طرح حیوانون وچرند پرند کی بھی مختلف اقسام ہین۔ اور جانورون مین سے۔

جنگلی بھینسا مشکی ہرن۔ برفستانی گائی۔ جنگلی بھیڑ۔ اور بکری۔ ریچھ۔ عقاب۔ چکور۔ اور بہت سے اقسام تیتروں وغیرہ کے ہین۔ یہانکی رہنے والی اقوام آریہ۔ تورانی اور پھر دونون ملی جلی رہتی ہین۔ شمالی دریائی سطحات جو ہمالیہ کے دامن مین واقع ہین۔ اور ایک ساحل بحر سے دوسرے ساحل بحر تک چلے گئے ہین۔ ان مین وہ قطعے ہین جو دریائے سندھ۔ گنگا۔ جنوبی برہمپتر اور ان کے معاونون سے سیراب ہوتے ہین۔ ایک دوسرے کے قریب تر چار دریا ہمالیہ سے نکلتے ہین۔ ان مین سے دو پہاڑ کے شمال کو ہین۔ ایک تو سندھ جو مغرب کے طرف بہتا ہے۔ دوسرا برہمپتر جو مشرق کے طرف جاتا ہے۔ باقی دو جنوبی ڈھلوان پر ہین۔ ان مین سے ایک تو ستلج ہے۔ جو کہ مغرب اور جنوب مغرب کے ۰۰ ۹ میل تک بہ کر اور دوسرے دریاؤن کو ساتھہ لیکر دریاے سندھ مین آملتا ہے۔ اور دوسرا دریا گنگا ہے جو جنوب مشرقی طرف کا ایکہزار چھہ سو میل کا سفر طے کرکے خلیج بنگالہ مین آگرتا ہے۔ اس اثنا مین برہمپتر جو شمال کے طرف پہاڑ کے ساتھہ ساتھہ جاتا ہے۔ جب ہمالیہ کی مشرقی حد پر پہونچ جاتا ہے تو یکبارگی جنوب کے طرف پھر جاتا ہے۔ اور پھر مغرب کے طرف بہتا ہے اور آخر مین گنگا سے آملتا ہے۔ اور پھر یہ دونون دریا ملکر خلیج بنگالہ مین آگرتے ہین۔ دریاے سندھ ۱۸۰۰ میل لمبا ہے۔ اور برہمپتر قریبًا ۱۵۰۰ میل۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کوہ ہمالیہ وہ پانی ہندوستان کو بھیجتا ہے۔ جو اس کے شمالی اور جنوبی دونون ڈھلاونون پر جمع ہوتا ہے۔ اس خصوصیت کی وجہ زمین کی عجیب وضع ہے۔ اور اس کے بدولت ملک کو صرف زرخیزی اور شادابی ہی نہین حاصل ہوتی۔ بلکہ اس کی وجہ سے ملک حملہ کنندگان کی آماجگاہ بنگیا۔ سب سے بڑھکر دولت مند و زرخیز سب سے بڑھکر آباد و سرسبز اور سب سے بڑھکر خوش حال و مرفہ حصہ ہندوستان کا وہ حصہ ہے۔ جو ان تین بڑے دریاؤن

کے سطح مین واقع ہے اور جسکا رقبہ بحساب اوسط ۱۲۵۰۰۰ مربع میل ہے ان مین سے ہر ایک دریا ان سطحات کے واسطے جنکو یہ سیراب کرتا ہے بے بہا ہے۔ اور خصوصاً گنگا کے بے بہا ہونے مین تو شک ہی نہین۔ گنگا صرف بنگال کا شاہ راہ ہی نہین۔ بلکہ یہ اس کا بہشتی اور اسے زرخیز کرنے والا ہے۔ بجز اس کے مال کی آمد برآمد جہان ناممکن ہوتی۔ وہان بہت ہی گرانی ہوتی اور صوبہ تقریباً ایک جنگل ہوتا ہے۔ ہر سال لوئر بنگال مین تین فصلین ہوتی ہین۔ مٹر باجرا۔ اور تل۔ اپریل اور مئے مین پیدا ہوتی ہین۔ سب سے پہلے چانول کی فصل سپٹمبر مین اور اس سے بڑی چانول کی فصل دو تین ماہ بعد سب سے بڑی نقولات کے قسم کی پیداوار شمال مغربی بنگال کی آم۔ کیلا۔ جنگلی کپاس اور ترہندی ہے۔ اور جو قطعہ کہ ڈلٹا مین واقع ہے۔ اس سے چانول بانس اور بہت سے اقسام کھجورون کے (ناریل کھجورا ریکا وغیرہ) حاصل ہوتے ہین۔ شمال مین پھر ہمکو غلہ۔ ہندوستانی گیہون۔ جوار۔ لوبیا۔ ملتا ہے۔ اور جنوب کے طرف نیل روئی تمباکو۔ اور مختلف قسم کے رنگ ادویات اور مصالح بھی پیدا ہوتے ہین۔ اون مین مصبر۔ مٹی کا تیل۔ اور گوندسرلیش وغیرہ بھی شامل ہین۔ یہان تربوز۔ کدو۔ چائے کے درخت آم۔ فیون کا درخت بیر اور سن بھی پیدا ہوتے ہین۔ بعینہ جس طرح ہمالیہ شمال کے طرف۔ اور کوہ سلیمان شمال مغرب کے طرف۔ ہندوستان کی قدرتی فصلین ہین۔ اسیطرح بندھیاچل خلیج کیمبے سے مشرق اور مغرب کی طرف چلا گیا ہے۔ شمال کی دریائی سطحات کی ایک مستحکم جنوبی سرحد ہے۔ جنوبی ہند یا دکن کی شکل مثلث نما ہے۔ اور زمانۂ قدیم سے موضوع ہے۔ اس کے دو طرف ساحل کارومنڈل اور مالابار ہین۔ جو اس کہاڑی پر مڑجاتے ہین۔ اور تیسری طرف بندھیاچل ہے۔ جو دریائے نربدا کے شمال مین واقع ہے۔ جن پہاڑون سے یہہ قطعہ محصور ہے اس کے

کوہستانی مثلث کو مشرقی اور مغربی گھاٹ مکمل کرتے ہین۔ چونکہ مغربی گھاٹ ساحل سمندر کے قریب واقع ہے اور دریا کے واسطے کوئی راستہ نہین ہے اور یہی وجہ ہے کہ ساحل مالابار پر دریائے تاپتی کے جنوب مین ہمکو کوئی ندی نہین ملتی تمام دریا جو بکثرت اور بڑے عظیم ہین۔ مشرق کی طرف بہتے ہین اور مشرقی گھاٹ کے درون وغیرہ مین سے گرتے ہوے خلیج بنگال مین آگرتے ہین۔ چار بڑے دریا یہ ہین۔ جنوب کے طرف مہاندی۔ ۵۲۰ میل طول۔ گوداوری ۹۰۰ میل طول کشنا ۸۰۰ میل طول۔ اور کاویری ۴۷۲ میل طول۔ شمال مغرب کے آخرین بہی اور بندہیاچل کے جنوب مین اور اون کے متوازی۔ مگر گھاٹ مغربی کے شمال مین ہمکو نربدا۔ اور تاپتی ملتے ہین۔ جو مغرب کی طرف بہتے ہین۔ ست پڑا ان دونون کے عین بیچ مین واقع ہے۔ جنوبی ہندوستان کے جغرافیہ طبعی مین اس کی تواریخ کا بہت کچھ حصہ ہے۔ جنوب مغربی ساحل جو پہاڑون سے بندھے اپنی بالکل ابتدائی حالت مین ہے۔ اور بہت ہی کم ڈھلوان ہے۔ جنوب مشرقی سمت بہت کشادہ اور زیادہ تر قابل آمدورفت ہے۔ اور اسی وجہ سے تجارت تہذیب اور شایستگی کا بہت اثر پڑا ہے۔ ان طبقات کے کوہستانی سطحات اور خصوصًا مغربی گھاٹ اب تک منطقۂ حارہ کے جنگلی درختون سے ڈھنپے ہوے ہین۔ آبنوس۔ ٹالی۔ یا شیشم انڈین ہوگنی بکثرت ہین۔ اور یہی حال بانس صندل وغیرہ درختون کا ہے۔ کافی کی کاشت بہت عمدہ ہوتی ہے اور چاہ اور سنکونا (وہ درخت جس سے کونین بنتی ہے) پیدا ہونے لگے ہین۔ ہاتھی۔ چیتا۔ جنگلی بھینسا۔ ہرن۔ بھیڑیا۔ اور بہت سے چھوٹے شکاری جانورون سے شکاریون کو بہت کچھ شغل ملجاتا ہے۔ وادیون اور سطحات مرتفع مین بہت سی فصلین بکثرت پیدا ہوتی ہین۔ جنوبی سطح مرتفع سے پچھلے ایام مین بہت کچھ پیداوار معہ سونے کے حاصل ہوئی ہے۔ اور اب جو چیزین نکالی جاتی ہین۔ وہ زیادہ تر چونہ۔ کوئلہ۔ اور لوہا ہین۔ بعض سونے کی

کالون پر بھی میسور مین کامیابی سے کام ہوتا ہے۔

ہندوستان کی انتظامی تقسیم

ہندوستان مین تین طرح کی سلطنتین ہین (۱) سلطنت انگلشیہ (۲) ہندوستانی ریاستین (۳) غیر ملکون کی عملداریان۔

(۱) اس عظیم الشان سلطنت کا ۳/۵ حصہ تخت برطانیہ کے براہ راست زیر حکومت ہے۔ اور بغرض انتظام (۸) صوبون پر منقسم ہے۔ بنگال ممالک متحدہ آگرہ و اودہ۔ (اسکے قبل اسکا نام ممالک مغربی و شمالی واودہ تھا) پنجاب۔ ممالک متوسط۔ برہما۔ آسام۔ مدراس اور بمبئی۔ ہر ایک صوبہ ایک گورنر کے زیر حکومت ہے مگر سب نائب السلطنت (وایسرائے) گورنر جنرل بہادر ہند کے زیر فرمان ہین۔ اور وایسرائے بہادر سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا وزیر ہند کے ماتحت ہوتا ہے۔ جو ایک کونسل کی امداد سے کام کرتا ہے جسمین ۱۵ ممبر ہوتے ہین۔ اس کونسل کا نام انڈیا کونسل ہے۔ اور ولایت (لنڈن) مین قایم ہے۔ اور یہ بجائے اسٹیٹ انڈیا کے اور بورڈ آف کنٹرول کے ہے۔ ۱۸۵۹ء کے ایک قانونکی رو سے سکرٹری آف اسٹیٹ کو اجازت ہے۔ کہ پانچ جگہ کونسل مین خالی رکھے۔ فی الحال کونسل مین ۱۳ ممبر ہین۔ شاہی توضیع قوانین۔ طرز حکومت سپریم گورنمنٹ کے صیغون وغیرہ کی تفصیل و جوڈیشل و انتظامی وغیرہ کی صراحت آیندہ بتفصیل حسب موقع درج کیجائے گی۔

(۲) ہندوستانی ریاستین دو قسم کی ہین۔ ایک تو باجگذار جن کے حکمران گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ حمایت ہین۔ دوسری خود مختار جنکے فرمانروا باختیار خود حکومت کرتے ہین۔ یعنے باقی ۲/۵ دیسی ریاستون کے زیادہ تر ماتحت ہین۔ اور یہ دیسی رئیس سوائے نیپال اور بھوٹان کے جو فعال مین واقع ہین سب شہنشاہ معظم ایڈورڈ ہفتم کی سلطنت اور فرمانروائی کو تسلیم کرتے ہین۔

(۳) غیر ملکون کی عملداریان وہ ہین جو فرانس اور پرتگال کے زیر حکومت ہین۔

نوٹ - ہم نے ہندوستان کا رقبہ آبادی حدود اور انتظامی تقسیم وغیرہ جو بتلائی ہے وہ موجودہ حالت کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ سابقہ حالت اب باقی نہین رہی ہے۔ پس ایسی صورت مین اوسکا بتلانا بے ضرورت وغیر مفید تھا۔

گل اول

زمانۂ ہنود

لفظ ہنود کا ماخذ اور اوسکی تحقیق

یہ ایک عجیب بات ہے کہ ویدسمرتی درشن وغیرہ اہل ہنود کی قدیم سنسکرت کی کتابون مین لفظ ہندو نہین ملتا ہے۔ لیکن اہل فارس کی قدیم دینی کتاب ژندآوا سطہ مین ہندو نام ایک لفظ پایا جاتا ہے۔ جسکو قدیم فارسی مخروطی حروف کے کتبون مین ہیدوس کہا گیا۔ لہذا معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ہندو ژند زبان کا ہے۔ اور اہل ہنود کو یہ لقب پہلے فارسیون سے اور بعد ازان اور قومون سے حاصل ہوا۔

سپت سندھو اور ہپتہندو

رگوید مین کئی جگہ سپتہ سندھو کا بیان آیا ہے۔ سپتہ کے معنی سات اور سندھو کے معنی دریا کے ہین پس سپتہ سندھو سے سات دریا مراد ہین۔ ژندآوا سطہ مین بیان ہے کہ (آہورمزد) یعنے ہرمز نے ابتدا مین سولہ سرزمین پیدا کین۔ جنمین سے ایک کا نام ہپتہ ہندو تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سنسکرت سپتہ سندھو اور ژند ہپتہ ہندو ایک ہی لفظ ہے۔ صرف زبان کے قاعدے کے مطابق حرف س ھ سے بدل گیا۔ گمان غالب ہے کہ یہ وہ سرزمین تھی۔ جس مین سات دریا بہتے تھے۔ اس ہپتہ ہندو زمین کے باشندونکو ہندو یعنے دریا والی زمین کے رہنے والے نام دیا گیا۔ بعض عالم گمان کرتے ہین کہ ہندو لفظ کے اصلی معنی سیاہ ہین۔ اور ہندو سے کالا آدمی مراد ہے۔ انکے خیال کے مطابق اہل فارس نے بہ سبب دشمنی کے اونکو یہ لقب دیا۔ پر اس لفظ کے استعمال پر بغور سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کا یہ گمان غلط ہے۔ کیونکہ سنسکرت لفظ سندھو اکثر سمندر کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ زمانہ حال مین سمندر کا اک عام لقب کالا پانی ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ سندھو یا ہندو لفظ کے پہلے معنی سیاہ تو تھے۔ پر بعد ازان پانی کے رنگ کے لحاظ سے سمندر یا دریا کے واسطے مین استعمال ہوا اور آخر کار رفتہ دریا والی زمین کے رہنے والون کو بھی دیا گیا۔ اکثر علما یہ گمان کرتے ہین کہ ان سات دریاؤن سے دریاے سندھ سرس وتی اور پنجاب کے پانچ دریا مراد ہین اور انہین دریاؤن کے کنارے پر اہل ہنود کے اجداد پہلے آباد ہوے۔ یونانیون نے اہل ہنود کو اندوئی لقب سے ملقب کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ اُنہون نے یہ لفظ اہل فارس سے سیکھا۔

ہندوستان کی حالت قدیم

ہندوستان مین ابتدا عہ ویدون کا زمانہ مانا گیا ہے۔ ہندؤن مین وید کو اناادی اور اپورشیہ اور پرم آتما کے سانس سے پیدا ہونا مانا گیا ہے۔ نہ کہ انسان کی تصنیف۔ یورپ کے علما پہلے

وید کو بارہ سو یا چودہ سو سال مسیح کے قبل کا بتلاتے تھے۔ پھر پروفیسر ہے کوبی صاحب نے نجوم اور موسمون کے واقع ہونے سے حساب لگاکر یہ تحقیق کیا کہ وید مسیح سے چار ہزار سال قبل نازل ہوے مگر اسبات مین تو کسی کو بھی شبہ نہین ہے کہ دنیا کے تمام علمون مین وید سب سے پرانا ہے۔

ویدون مین رگوید سب سے پہلا ہے۔ بھارد واج کے بہت سے منتر اس سے ہی لئے گئے ہین اور منوجی وغیرہ نے بھی صرف تین ویدون کو مستند مانا ہے۔ ہندؤن کا ہمیشہ سے یہی یقین چلا آتا ہے کہ جیسے دنیا کا آغاز نہین ہے۔ اوسیطرح ویدون کی بھی ابتدا نہین ہے اور جو جو کرم جس جس متنفس کے پہلی سرشٹی مین تھے۔ وہ ہی کرم اوس متنفس کے اس سرشٹی مین بھی ہین رشیون کے نام اور جو جو سرشٹی ویدون مین کہے گئے ہین اور ہر مخلوق کی صورت اور کرم ایشور نے وید کے شبدون سے ہی بنائے ہین۔ پرلی ہین۔ یہ سب بیج روپ سے رہتے ہین اور سرشٹی کے ظہور مین پھر ظاہر ہوجاتے ہین جیسے کہ ہر موسم کے علامات اس موسم مین ظاہر ہوکر آخر مین فنا ہوجاتے ہین اور پھر وقت پر ظاہر ہوتے ہین۔ ویسی ہی حالت سرشٹی کے ظہور اور فنا کی ہے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش وغیرہ دیوتا۔ اور ہر متنفس کے کرم اور دہرم برابر ظاہر اور فنا ہوتے رہتے ہین۔ یہ ہی وجہ ہے کہ شبد یعنے وید جو دنیا یعنے سرشٹی کے ظہور اور فنا کو بتلاتا ہے۔ انادی ہے۔

اس بارہ مین کہ منترون کا سلسلہ کب مقرر ہوا اور کس نے مقرر کیا۔ اور کونسا منتر کس رشی کو ملا اختلاف رائے ہوسکتا ہے۔ مگرست اور دہرم اور گیان کی اصلی غرض لکش مین کوئی فرق نہین ہوسکتا وید ایشور کا علم باطنی ہے۔ اور ہرنیہ گربھہ (برہما) وغیرہ کو جو ایشور کے طرف سے ویدون کا ظہور ہوا اور جس کا ذکر شاستروں مین ہے۔ وہ یہہ بتلاتا ہے کہ جن جن رشیون اور

مہاتماؤن نے اپنے گیان اور تپ سے منتر درشن کی شکتی حاصل کی وہ منتراون کو سمادہی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی۔

اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ فلان رشی کو فلان منتر کا درشن فلان وقت مین ہوا تو ہو سکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ گیان یعنے علم جو اوس منتر مین ہے۔ اوس رشی ہی سے شروع ہوا ہوگا۔ معمولی طور پر ارتھہ سے شبد پہلے ہوتا ہے۔ یعنے اشیاء موجودہ کو ہی لفظ ظاہر کرتے ہین۔ لیکن وید کے شبد اور ارتھہ دونون نیتہ یعنے دوامی ہین۔ اور اون کا آپس کا تعلق بھی دوامی ہے دیوتاؤن وغیرہ کی جتنی سرشٹیان ہین وہ سب شبد کے ساتھہ ساتھہ ہوئے ہین۔

ویاس جی کا نام وید ویاس ہوا اوسکا سبب یہ ہے کہ ان ویدون کو اونہون نے ترتیب دی۔ اور اکھٹا جمع کیا۔

وید سے قدیم آریہ لوگون کے اوضاع و اطوار رسم و رواج طرز معاشرت کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حکمت اور فلسفہ مین انہین کہانتک دخل تھا۔ وید کا اصل اصول خدا کی توحید ہے۔

راماین

راماین تمام دنیا کے اتہاسون مین سب سے پرانی ہے۔ یورپ کے علماء اوس کو پانسو برس قبل مسیح بتلاتے ہین۔ کوئی یہ بھی کہتے ہین کہ وہ رویک ماتر (خیالی قصہ) ہی ہے۔

اور اوس سے صرف آریون کا انکا مین جانا ثابت کرنے کا مطلب ہے۔

راماین ایک اتہاس ہے۔ جسکو والمیک جی نے رام چندر جی (چوراہہ دسرتھہ والی اجودھیا کے بیٹے تھے) کے زمانہ مین بنایا تھا اور راماین مہابھارت سے پہلے کی ہے۔ راماین مین چوبیس ہزار اشلوک ہین۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ اجودھیا کے مشہور راجہ دسرتھ کے چار لڑکے تھے۔ پہلی بی بی کوسلیا کے بطن سے رامچندر۔ دوسری بی بی کیکئی سے بھرت۔ اور تیسری بی بی سومترا سے۔ لچھمن اور ستروگن تقریباً اٹھارہ برس کی عمر مین رام چندر جی نے متھلا کے راجہ جنک کی بیٹی سیتا جی سے بیاہ کیا۔ جب راجہ دسرتھ ضعیف ہوے۔ اُن کا ارادہ ہوا کہ گدی اپنے بڑے بیٹے رام چندر جی کے سپرد کرکے سلطنت سے کنارہ کش ہوجائین۔ بھرت کی ماں کیکئی کو یہ بات نہ بھائی۔ اوس نے اپنے شوہر کو اس پر راضی کیا کہ رام چندر جی کو چودہ برس کے لئے جلاوطن کردیا جائے۔ اور بھرت گدی نشین ہو۔ رام چندر جی نے باپ کا حکم بلاعذر قبول کرلیا۔ جب سیتا جی نے سنا کہ اون کا شوہر بن کو جاتا ہے۔ وہ ساتھ ہولین۔ رام چندر جی اپنی بی بی سیتا جی اور اپنے سوتیلے بھائی لچھمن جی کے ساتھ ونداک کے جنگل کو نکل گئے۔ بیٹے کے فراق کا صدمہ راجہ کو ایسا شاق گذرا کہ تھوڑے ہی دنون مین وہ عالم بقا کو راہی ہوا۔ بھرت نے جو اپنے نانا کو دیکھنے گیا تھا نہین چاہا کہ اپنے بڑے بھائی کے ہوتے تخت پر بیٹھے۔ رام چندر کے نام سے سلطنت کرتا رہا۔

اس زمانہ مین لنکا کا راجہ اون سیتا جی کو پکڑ کر لیگیا۔ رام چندر جی نے دکن کے راجہ سگریوا اور اوس کے سپہ سالار ہنومان کی تائید سے اون کو شکست دیکر ہلاک کیا۔ اور سیتا جی کو واپس لائے۔ اس عرصہ مین جلاوطنی کا زمانہ ختم ہوچکا تھا۔ سیتا جی کے ساتھ رامچندر جی اجودھیا کو واپس گئے۔ اور آخر اپنے باپ کی گدی پر بیٹھے۔ سیتا جی کے نصیب مین ابھی بہت سی مصیبتین جھیلنی باقی تھین۔ لوگون کا خیال تھا کہ لنکا سے اونکا پاکدامن آنا ممکن نہین۔

رام چندر جی اونکو بہت چاہتے تھے۔ مگر عوام کی رائے سے بے التفاتی نہ کرسکے۔ آخر بیچاری سیتا جی کو جو اسوقت حاملہ تھین جلاوطن ہونا پڑا۔ بالمیکی رشی نے سیتا جی کو اپنے اسرم مین جگہہ دی۔ یہان اونکے دو جڑوان بیٹے لب اور کش پیدا ہوے۔ بالمیکی نے سیتا جی کو

رامچندر جی سے ملانے کی کوشش کی۔ لیکن اسمین کامیابی نہ ہوئی۔ تاریخ کے اعتبار سے رامچندر جی کا جنوبی ہند اور لنکا پر حملہ کرکے فتح پانا راون کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔

مہابھارت

دوسرا اتہاس مہابھارت ہے۔ ہندوستان کی کوئی دینی یا دنیوی چیز ایسی نہین ہے جو اسمین نہ ہو۔ اس مین کوئی شک نہین کہ اس کتاب مین بہت حصہ وقتاً فوقتاً شامل کیا گیا ہے۔ مگر تھوڑے غور سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کونسا حصہ بعد مین ملایا گیا ہے اور کونسا اصلی ہے لیکن پیچھے کے شامل کئے ہوئے حصہ سے بھی ہر طرح کے معلومات ہوتے ہین۔ مہابھارت کے مضمون کے تین تہہ ہین۔ پہلی تہہ آٹھ ہزار آٹھ سو اشلوکون کی ہے۔ اور اونکی بارے مین بیاس جی کہتے ہین کہ ان اشلوکون کو مین جانتا ہون اور شک جانتا ہے سنجے ممکن ہو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ یہ اشلوک مہابھارت کے اصلی اشلوک ہین۔ دوسری تہہ چوبیس ہزار اشلوکون کی ہے۔ کہ جنہین مہابھارت بغیر کہانیون کے کہی گئی ہے۔ تیسری تہہ ایک لاکھ اشلوکون کی ہے کہ جو آجکل مہابھارت کے نام سے مشہور ہے۔

ہری ونش پرب جو مہابھارت کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے۔ بلا شک بعد مین لکھا گیا۔ یہ نہین معلوم ہوتا کہ مہابھارت چوبیس ہزار اشلوک سے ایک لاکھ اشلوک کی کب ہوئی۔ مگر ان ایک لاکھ اشلوکون کا ذکر چوتھی۔ و پانچوین صدی عیسوی کی وان تیرون مین اور اشولاین گرہ سوتر مین موجود ہے۔ مہابھارت مین اون لڑائیون کا ذکر نہایت اہم کہلاتا ہے۔ جو خاندان بھرت کی دو شاخون کی درمیان واقع ہوئی تھین۔ جس کا اصل واقعہ یون ہے کہ کسی زمانہ مین بھرت نامی ایک راجہ تھا۔ جس کی شہرت اس قدر تھی کہ ہندوستان آج تک

اوسی کے نام سے بھرت ورنش کہلاتا ہے۔ بھرت کی نسل مین سے ایک نے ایک نیا راج قایم کیا۔ جسکی راجدہانی ہستنا پور تھی۔ یکے بعد دیگرے بہت سے راجا بلا شرو فساد ہستنا پور مین راج کرتے تھے آخر کار اون مین سے ایک راجہ دو بیٹے چھوڑ کر مرا۔ ایک کا نام دھرترشٹ تہا۔ اور دوسرے کا پانڈو۔ دھرترشت چونکہ اندھا تھا۔ اوس کا چھوٹا بھائی پانڈو راجہ ہوا اور تھوڑے ہی دنون راج کرکے پانچ بیٹے چھوڑ کر مرگیا۔ یہ پانڈو کہلائے اور اوس اندھے راجہ کے سو بیٹے تھے جو کورو کے نام سے مشہور ہوے۔ پانڈو کے مرنے کے بعد دھرترشت نے اپنے بڑے بیٹے درجودہن کو ہستنا پور کا راجہ بنایا۔ پانڈو اپنی مان کے ساتھ پنچال راجکی راجدہانی کمپلیا کو چلے گئے۔ وہ ایسے وقت وہان پہونچے۔ جب کہ راجہ پنچال کی بیٹی درپدی کا سوئمبر ہونے والا تہا اور بہت سے راج کنور وہان جمع تھے پانڈون کے سنجھلے بھائی ارجن نے تیر اندازی مین اپنی مہارت دکہاکر بازی جیت لی۔ اور درپدی کو حاصل کیا۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ درپدی کی بازی پانڈون نے جیت لی تو دھرترشٹ نے ہستنا پور کی سلطنت کو دو حصہ کرکے آدھا کوروؤن اور پانڈوؤن مین بانٹ دیا پانڈوؤن نے اندرپرست کو جو اب دہلی کہلاتا ہے۔ راجدہانی بنایا۔ اب کوروؤن کی عداوت بھائیون کے ساتھ یہانتک بڑھی کہ اون سے اون کا ملک چھین لینے کیلئے کوروؤن نے ایک نرالی تدبیر نکالی۔ اونھین جوے مین بلایا۔ درجودہن نے جدھشٹر سے بازی بندھی۔ اور لاگ کے پانسے سے بازی جیت لی۔ جدھشٹر نے اس بازی مین صرف اپنا راج ہی نہین کھویا۔ بلکہ خود اپنے کو اور درپدی اور اپنے بھائیون کو درجودہن کی غلامی مین دیدیا۔ اس موقع پر دھرترشٹ بیچ مین پڑا۔ فریقین کا بیان سنکر یہ فیصلہ کیا کہ پانڈو غلام تو نہین ہوسکتے۔ مگر تیرہ برس کے لئے اپنے راج سے دست بردار ہوکر جنگل مین روپوش رہین تاکہ جنگ وجدل برپا نہو۔ اس فیصلے سے دونون فریق راضی ہوے اور پانڈو جنگل کو چلے گئے۔ تیرہ برس کے بعد جب واپس آئے اور اپنا راج طلب کیا تو اونکا

دعوے نامنظور ہوا۔ سب طرفین سے لڑائی کی تیاریاں شروع ہوئین۔ قوم آریہ کے راجاؤن مین سے بعض تو پانڈوؤن کے حامی ہوئے۔ اور بعض نے کوروؤن کا ساتھہ دیا۔ میدان کروچھیتر معرکۂ رزم قرار پایا۔ اٹھارہ روز لڑائی رہی۔ طرفین کے اکثر دلیران جنگ آزمودہ کام آئے۔ آخرکار انیسوین دن پانڈوؤن کو پوری فتح حاصل ہوئی۔ کوروسب کے سب جنگل مین مارے گئے۔ جودشٹھر ہستناپور مین تخت نشین ہوے۔ مہابھارت مین اور بھی بہت سی داستانین ہین۔ لیکن سب سے بڑا واقعہ پانڈوؤن اور کوروؤن کی مشہور لڑائی ہے۔

بدھ اور اوس کا بیان

مہابھارت کے بعد ہندوستان کی حالت بگڑتی گئی۔ اور دن بدن خرابی بدنظمی جہالت مین ترقی اور دھرم مین کمی ہوئی۔ مختلف مذہب جاری ہوگئے۔ برہمنون کا زور بہت بڑہ گیا۔ مگر وہ بھی کرم کانڈ کے گہرے گڑھے مین گرکر اصلیت سے بے خبر ہوگئے۔ یہ حالت قریب ایکہزار سال کے رہی۔ پھر بدہ کی پیدائش مسیح کے پانسو سال قبل ہوئی۔ کوہ ہمالیہ کے دامن مین کورکھپور سے شمال کیجانب تقریباً پچاس میل فاصلے پر ایک چھوٹی سی سلطنت تھی جسکا نام کپلا وستو تھا۔ سنہ عیسوی سے قریب پانسو برس پہلے سورج بنس کی قوم سکھیا کا ایک راجہ شدھودن نام تھا۔ اون کا اکلوتا بیٹا سدھارتھہ نام (جو بعد مین بدھ بھگوان کے نام سے موسوم ہوا) کی شادی رانی یشودھارا سے کیگئی ۲۹ برس کی عمر تک اونہون نے کچھہ نہ کیا۔ اور اون کے باپ نے اس خیال سے کہ جیسا کہ جوتشیون نے کہا تھا۔ یہ چھوڑ کر نہ چلے جاوین۔ اُن کو ایک باغ مین بند رکھا۔ مگر اونہون نے بازار مین پہلے ایک بوڈھے آدمی کو پھر ایک بیمار کو۔ پھر ایک لاش کو۔ اور آخر مین ایک سادھو کو دیکھکر دنیا کی حالت کو معلوم کیا۔ اور یہ خیال کرکے یہان پر سوائے دکھہ کے سکھہ نہین ہے۔ ایکرات

اپنی عورت اور لڑکے کو چھوڑ کر جنگل کی راہ لی۔ پہلے وہ بمبا راجہ کے دار الخلافت راج گرہ مین پہونچے۔ اور وہان پر الرک اور درک دو سادھوؤن سے درشن شاستر پڑہا۔ مگر طبیعت کو اطمینان نہ ہوا اور اروویل کے جنگل مین جاکر چھ برس تک بہت سخت ریاضت کی۔ کہ جس سے بدن سوکھ کر کانٹا ہوگیا۔ اس پر بھی اُن کی طبیعت کو سکون نہ ہوا۔ اور اونہون نے کہانا پینا پھر شروع کردیا۔ اس پر اون کے پانچون ششتی چھوڑ کر چلے گئے۔ مگر سدہارتھ جی اسی تلاش مین رہے کہ مجھے موکش کا راستہ کسی طرح سے ملے۔ چنانچہ اونہون نے گیا مین جاکر ایک درخت کے نیچے جو بعد کو بودھی درخت کے نام سے تمام دنیا مین مشہور ہوا۔ تپ کیا اور مختلف قسم کے خیالات کو جنکو للت وستر مین مار یعنے قاتل کی فوج بیان کی گئی ہے۔ دل سے ہٹا کر دس گھنٹہ کے بعد گیان اور بارہ گھنٹہ مین دویہ درشٹی حاصل کی۔ مگر وہ اس جگہ سے نہ اوٹھے۔ اور سچار مین ہی بیٹھے رہے۔ اور اگلے روز جب اُن کے دل سے تمام میل دھل گیا تو اونہون نے یہ جانا۔ کہ مین نے اپنے جنمون مین اس عمارت یعنے جسم کے بنانے والے کو تلاش کیا۔ مگر وہ نہ ملا۔ اب مین نے اوسکو پالیا۔ بار بار جنم لینا۔ اور مرنا بڑا دکھدائی ہے۔ اب میرے لئے پھر گھر نہ بناویگا مین نے اوسکے کھمبے توڑ دئے۔ میرا چت نروان مین پہونچ گیا۔ اور تمام خواہشات دل سے دور ہوگئین۔ مین نے چار چیزون کو اصلی پایا۔

(۱) تکلیف (۲) باعث تکلیف (۳) اوس کا رفع کرنا (۴) رفع کرنے کا ذریعہ۔

(۱) پیدائش موت بیماری طبیعت کے نامناسب چیزون کے آنے اور مناسب چیز کے جانے سے تکلیف ہے (۲) خواہش یا طمع باعث تکلیف ہے۔ (۳) وہ بذریعہ گیان کے رفع ہوسکتی ہے (۴) اور وہ گیان خواہشات کے دور کرنے سے ملیگا" اس گیان کو حاصل کرکے وہ گیا سے بنارس مین آئے اور وہان پر اپنا مذہب عوام مین پھیلانا شروع کیا اور بعد یعنے روشن

خیال) کے نام سے اپنے تئین مشہور کیا۔ اور اپنے نام سے ایک نیا مذہب جاری کیا عمر کے باقی پینتالیس سال اپنے نئے دین کے پھیلانے اور اوس کے اصول و عقاید کی تعلیم مین بسر کئے اور ہر ہر ملت و ملت کے لوگون کو اپنے نئے دین کا پیرو بنانا شروع کیا۔ اور اسکا عام اعلان کر دیا کہ نجات کی راہ سب کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ بشرطیکہ وہ صدق دل سے اُسپر چلین۔ تھوڑے ہی عرصہ مین بدھ نے اپنے پر تاثیر وعظ و پند سے ہندوستان مین اپنے مذہب کا سکہ بٹھا دیا۔ پہلے اونکے معتقد بہت تھوڑے تھے پھر رفتہ رفتہ بہت بڑھ گئے بہت سے راجہ مثل بمبسار کے اُن کے معتقد ہو گئے۔ تیس برس تک اونہون نے یہی کام کیا اور دوسرون کو فائدہ پہونچانے اور اپنے نفس کو مارنے کا نمونہ دکھا دیا اون کے حیات مین بہار اور گردونواح کے اضلاع کے اکثر لوگ اون پر ایمان لائے۔ اور اونکے دین کو قبول کیا ان مین خاص اون کے خاندان کے لوگ اور راجہ گدھ اور سرداران کو سلا بھی تھے۔ اپنی کوشش کی پوری کامیابی کے بعد بدھ نے اسّی برس کی عمر مین یہ کہکر کہ "سب چیزون کو فنا ہے۔ خود اپنے موکش کو اپنے آپ حاصل کرو"۔ نروان کو پرایت ہوے۔ اونکے بعد اونکے مذہب کی ازحد ترقی ہوئی ہند کے متفرق حصون مین بھی بدھ مذہب دیکھتے ہی دیکھتے پھیل گیا۔ اور آخر پھیلتے پھیلتے۔ تبت برہما۔ سیام۔ سراندیپ۔ چین۔ اور بہت سے ملکون مین بھی پہونچ گیا۔ بہت سے بدھ مذہب کے راجہ بڑے طاقتور ہوے ہین یون تو یہ مذہب ہزار برس تک ہند مین جاری رہا۔ لیکن مگدھ کا راجہ اشوک[1]

[1] ۲۵۰ قبل از مسیح کے قریب راجہ اشوک والی مگدھ و بہار بدھ مذہب کا بڑا راجہ ہوا۔ راجہ اشوک چندر گپت کا پوتا تھا اسکی سلطنت نیپال۔ کشمیر۔ سورت۔ اور قرب وجوار کے ملکون و افغانستان مین کوہ ہندوکش اور سندھ و بلوچستان تک تھی۔ راجہ کے پاس چھ لاکھ پیادے تیس ہزار سوار اور ۹ ہزار ہاتھی علاوہ رتھون کے تھے وہ (۶۰۰۰) بدھ پوجاریون کو روز کھانا دیتا تھا اور اوس کو اپنے قلمرو مین بہت سے عبادت خانے بنوانے کی وجہ سے اُسکی ریاست کو دیہار دیکی ریاست کہتے تھے۔ اس سے مگدھ دیش کا نام بہار ہوا اوس نے بدھ مذہب کے لئے بہت کچھ کیا اور اُس کو بہت

خاندان پر زوال آتے ہی ہندمین جابجا پر برہمنی مذہب زور پکڑنے لگا اور آخر ملک کے تمام لوگون نے اپنے پہلے دہرم کے طرف رجوع کی اور بدھ مذہب ہندوستان سے گویا معدوم ہوگیا۔

لیکن اب بہی مردم شماری سے معلوم ہوا ہے کہ کل انسان مین سے تیرہ فیصدی ہندو۔ اور ساڑے بارہ فیصدی مسلمان اور چالیس فیصدی بدھ مذہب کے لوگ ہین۔

ہندوستان پر مصریون اور اہل فارس اور یونانیون کے حملے

بیان کرتے ہین کہ سب سے پہلے مصر کے دو بادشاہون نے ہند پر حملہ کیا تھا پھر سیریا (بابل) کی مشہور شاہزادی سمیرامس نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ پنجاب کے راجاؤن نے اوسے شکست فاش دی۔ اس کے بعد اہل فارس کا حملہ ہو۔ دارا ابن گہن بادشاہ فارس نے ہند کی دولت و شوکت کی شہرت سنکر ہند پر چڑہائی کی۔ اور سندھ کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین شامل کرلیا۔ سکندر کے زمانہ تک یہ دونون ملک فارس کے باجگذار تھے۔ دارا کی کل سلطنت سے جتنی آمدنی تھی۔ تہائی اُس کی ہند کے خراج سے وصول ہوتی تھی۔

تیسرا حملہ ہندوستان پر یونانیون کا ہوا ۳۲۷ قبل از مسیح سکندر اعظم شاہ مقدونیہ نے تین برس کی عمر مین فارس اور افغانستان کو فتح کرکے ہندوستان پر یورش کی۔ اوسوقت

(بقیہ صفحہ ۲۰) تقویت دی اس کو اوس نے پانچ چیزون کے ذریعہ سے کیا (۱) بڑی کونسل جمع کرنے سے (۲) بدھ مذہب کے اصول تہیرو ونہیرکہہ وانیسے (۳) اُسکی پاکیزگی پر نظر رکہنے کے لئے ایک شاہی دفتر قایم کرنیسے (۴) اپدیشکون کے ذریعہ سے اُسکے اصول پہیلانے سے (۵) بدھ مذہب کے اصول و قواعد کی ایک مستند کتاب بنانے سے۔ ۱۲ آصف

ہندوستان کی حالت ایسی نہ تھی کہ اس بادشاہ عظیم الشان کی فوج کو کوئی روک سکتا۔ پنجاب مین بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین ایک دوسرے کے مخالف بجاے اسکے مقابلہ کرنے کے اُس کے ساتھہ شامل ہونیکو تیار تھین۔ چنانچہ بعض ریاستین سکندر کے زیر فرمان ہوگئین سکندر بلا مزاحمت دریاے جہلم تک بڑہتا چلا آیا۔ اس وقت پنجاب کے راجہ پورس نے تیس ہزار پیادے اور چار ہزار سوار اور تین سو رتھ اور دو سو ہاتھیون سے سکندر کا مقابلہ کیا اور خوب داد شجاعت دی۔ اور اسکی فوج یونانیون سے نہایت دلیری اور بیباکی سے لڑی مگر سکندر کے فوج کی تعداد پچاس ہزار تھی اور آلات حرب بھی اس قسم کے تھے۔ کہ اون کا مقابلہ کرنا آسان کام نہ تھا۔ مزید برآن پورس کے رتھ کیچڑ مین پھنس گئے۔ اور اوس کے ہاتھی آگے نہ بڑہ سکے۔ اس لئے راجہ پورس کو شکست ہوئی۔ اس کے دو بیٹے جنگ مین کام آئے اور وہ خود زخمی ہوا۔ چونکہ سکندر خود بڑا دلیر تھا۔ دوسرونکی دلیری کی بھی داد دیتا تھا۔ اُس نے راجہ پورس کے دلیرانہ مقابلہ کی قدر کی اور اوسے صرف اوسکا راج ہی نہین پھیر دیا۔ بلکہ اپنے مفتوحہ ملکون مین سے بھی کچھہ اُسکے زیر حکومت کر دیا۔ اس کے بعد سکندر رامرستر کے طرف بڑہا اور بلاوگنگ کا قصد کیا مگر اُس کے لشکر نے پنجاب کی گرمی اور لُو سے تنگ آکر آگے بڑہنے سے انکار کیا اور اپنے ملک کو پھر جانے کے لئے ضد کی جس سے سکندر لوٹ جانے پر مجبور ہوا۔ کچھہ فوج کو تری کی راہ سے روانہ کیا اور باقی کو اپنے ساتھہ خشکی سے لیچلا۔ بابل کے ولدل کے پاس پہونچکر اوسکو بخار آیا۔ اور تینتیس برس کی عمر مین اس دار فانی سے رحلت کی۔ سکندر[1] کے حملہ کا ہندوستان پر صرف

---

[1] سکندر کے ہمراہیون نے اُس زمانہ مین ملک کی حالت بہت اچھی بیان کی ہے۔ پنڈتون اور گیانون کی کثرت تھی۔ سکندر نے ایک ہمراہی کو کچھہ سادھوؤن سے کہ جنہون نے اُس کے پاس آنے سے انکار کیا تھا

یہ اثر ہوا کہ اوس نے چندر اجاؤن کے ساتھہ اتحاد کر لیا۔ اور یونانی فوج شہرون مین تعینات کی اور کچھہ شہر آباد کئے۔ سکندر کی وفات کے بعد اُس کی عظیم الشان سلطنت اُسکے سپہ سالارون مین بٹ گئی۔ ایشیائی ممالک معہ ہند کی ریاست کے سلیوکس کے حصہ مین آئے۔

اوسی زمانہ مین چندر گپت[۱] نے اپنی دلیری و شجاعت سے مگدھ دیش مین اپنا راج قایم کیا تھا

بقیہ صفحہ ۲۲ ۔ ملنے کو بھیجا۔ اُس نے دیکھا کہ پندرہ آدمی شہر سے دو میل باہر دھوپ مین ننگے بیٹھے ہین اور کچھہ کھڑے ہین۔ اور کچھہ پڑے ہین۔ لیکن وہ اس جگہہ کو نہین چھوڑتے۔ ایک سادھو سے کہ جس کا نام کلانوس تھا۔ سکندر کے آدمی نے گفتگو کرنی چاہی۔ مگر اوس نے اوس کو بہت لاپروائی سے جواب دیا۔ اسپر دوسرے سادھو نے اس کو برا بھلا کہکر کہا کہ تو کیون اتنا غرور کرتا ہے غیر ملکون کے لوگون کے ساتھہ نیک برتاؤ کرنا چاہئے۔ سکندر نے اسکو اپنے ساتھہ لیجانے پر بہت اصرار کیا مگر اوس نے جواب دیا کہ مین ایسے ہی اچھا ہون۔ اس جسم کے قایم رکھنے کو جو کچھہ چاہئے۔ وہ سب یہان ہی موجود ہے اور جب یہ چھوٹ جاوے گا تو میرے گلے سے بڑی بلا ٹلے گی۔ اس سادھو کا نام منڈلس تھا۔ پھر سکندر نے کلانوس کو اپنے ساتھہ جانے کو کہا۔ اور وہ راضی ہو گیا۔ لیکن راستہ مین جاکے بیمار ہو گیا اور چتا بنا کر آگ مین جل گیا۔ سکندر نے اُسکی بڑی عزت کی۔ اور جب وہ چتا مین جلنے کو گیا تو بہت سا زر نقد وغیرہ اُس کو دیا۔ کہ جو اوس نے لوگون کو بانٹ دیا۔ اور خوشی خوشی چتا مین جاکر بھسم ہو گیا۔ ۱۲ مولف

[۱] ۔ چندر گپت کے باپ کا نام مرار داس تھا جو راجہ قوہری کا بیٹا اگردھ کا راجہ تھا۔ جس نے ۴۰ سال کی عمر مین راجہ سیام کرن والی جھوسی کی راج کنیان جیتروتی سے شادی کی تھی۔ جس کے بطن سے چندگپت پیدا ہوا۔ چنانچہ انہین ایام مین اوس خواص کو بھی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جو جیتروتی کے ساتھہ جہیز مین آئی تھی

اور بعد کو اُس کی اولاد نے اُس راج کو بہت بڑھایا۔ چنانچہ سیلوکس کا مقابلہ چندر گپت سے ہوا لیکن آخر مین صلح ہوگئی۔ سیلوکس نے چند ہاتھی اور دیگر تحائف لیکر پانچ سو سالانہ خراج کے لیکر سندھ کی ریاست چندر گپت کو دیدی اور اپنی لڑکی بھی چندر گپت کو بیاہ کردی اسکے دربار مین ایک ایلچی میگیتھنس ــــ کو بھی مقرر کیا۔ اور چندر گپت نے نہایت اولوالعزمی اور نیکنامی سے ریاست کی اور اسکے بعد اُسکی اولاد اپنی آبائی ریاست پر حکمرانی کرتی رہی۔ چنانچہ چندر گپت کا پوتا راجہ اشوک بہت بڑا اور نامی راجہ ہوا ہے۔ گو چندر گپت بدھ مت کا قائل تھا مگر اوسکا پوتا راجہ اشوک

بقیہ صفحہ ۲۳ ــ اب دونون کی پرورش ہونے لگی مگر افسوس ہے کہ چھ ماہ کے عرصہ ہی مین چترونی کا انتقال ہوگیا اور چندر گپت اوس خواص کے پاس پرورش پانے لگا اور اسی کو ماں سمجھتا تھا۔ چونکہ مراری داس بدھ مذہب کا دشمن تھا۔ اسلئے بدھ مت والون نے حملہ کرکے مراری داس کو قتل اور اوسکی راجدھانی کو تباہ و برباد کردیا۔ اسوقت چندر گپت کی عمر ۵ برس کی تھی بعد فتحیابی جب بدھ مت والے محل مین گھس آئے اور دھنون نے چندر گپت کو تلاش کیا اتفاق کی بات ہے کہ چندر گپت خواص زادہ کے پلنگ پر سوتا تھا اور خواص زادہ چندر گپت کے پلنگ پر تھا خواص نے دریافت پر اپنے لڑکے کو چندر گپت بتلایا چنانچہ بدھ مت والون نے اس کمسن لڑکے کو قتل کرکے اوس خواص سندری کیجانب متوجہ ہوے مہانند جوان بدھ مت والون کا افسر اور راجہ تھا اُسکو سندری کی صورت ایسی بھائی کہ وہ اسکو لیچلنے پر آمادہ ہوا اور اپنے سپہ سالار کو کہا کہ اسکو سمجھا لڑکے کے نہایت احتیاط کیساتھ راجدھانی کو پہونچا دیا جائے چنانچہ مہانند نے راجدھانی پہونچکر سندری سے اپنا مطلب بیان کیا اوس نے جواب دیا کہ ایک شرط کیساتھ یعنے اپنے بعد تیرے بیٹے کو اپنا جانشین کرلے چونکہ مہانند کی عورت مرچکی تھی اور اوسکی لڑکے جوان ہوگئے تھے وہ انکو راج کاج کے بڑے بڑے مختلف عہدون پر مقرر کرچکا تھا۔ اس لئے اُس نے سندری کی شرط منظور کی چنانچہ ایکٹ تک چندر گپت گمنامی کی حالت مین مہانند کے گھر مین بڑے ناز و نعم سے پرورش پایا بعد مین اپنی جرأت اور دلیری اور شجاعت دہادری سے اپنے باپ کے خون کا بدلہ مہانند سے لیا اور اوسکو تمام اولاد کو قتل کرا اور بدھ مذہب کے نام کا مٹا دیا۔ ۱۲ مولف۔

بدھ مذہب کا بڑا حامی اور اوس کی ترقی مین کوشان تھا۔ راجہ اشوک نے ۲۶۰ قبل از مسیح سے ۲۲۳ تک بادشاہت کی۔ اور اوس کی سلطنت نیپال۔ کشمیر۔ سورت۔ اور قرب وجوار کے ملکون۔ افغانستان مین کوہ ہندوکش تک اور سندھ و بلوچستان تک تھی۔ راجہ اشوک کے بعد مگدھ و یش کی شان و شوکت جاتی رہی اور مدھیہ دیش کے راجاؤن کو فروغ ہوا۔ اور ساڑے چار سو برس تک اون کا راج رہا۔ اس راجہ کو شوداشٹ کہتے تھے جو اب سورت ہے۔ اندھر کے بعد وشنو پران سے پایا جاتا ہے۔ کہ ابھیر۔ گردابلاس۔ شاک۔ یون۔ نوسار۔ مونڈ۔ موون۔ وغیرہ راجہ جنوبی ہندوستان مین ہوے۔ شمالی ہندوستان مین راجہ کنشک ۷۸ برس بعد مسیح کے ہوا اور اوسکا راج کابل سے یارقند اور آگرہ اور گجرات تک تھا۔ اسی زمانہ کے قریب ہندوستان پر یونان و توران و کابل و قندہار کے لوگون نے حملہ کیا۔ مگر کوئی اور پتہ اونکے حالات کا نہین ملتا اتنا معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ بکرماجیت کے سمت اور شالیواہن کے شاکھے کے گپت نام سے بھی ایک سمت جاری تھا۔ یہ سمت گپت راجاؤن نے چلایا تھا اور وہ سنہ عیسوی سے ۳۱۹ منہا کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ ان راجاؤن کی تاریخ سکون سے معلوم ہوتی ہے اور الہ آباد مین جو اشوک کی لاٹھ ہے۔ اوس سے پتا لگتا ہے۔ کہ یہ لوگ بھی ایک مرتبہ ہندوستان کے راجہ تھے اور سو برس تک اون کی حکومت رہی۔

پھر وسط ایشیا سے ایک قوم جو ہن نام نے ہند پر حملہ کیا۔ وہ قنوج مالوہ اور گجرات فتح کرکے کچھ عرصہ تک حکمرانی کرتے رہے آخر مالوہ کے مشہور بادشاہ بکرماجیت نے ہندوستان سے اُن کو نکال باہر کیا۔

قوم آریا کی سلطنت

اگلے زمانہ مین کوہ ہندوکش کے شمالی جانب ایک قوم رہتی تھی۔ جسکو آریا کہتے تھے جون جون اُن کی تعداد بڑہتی گئی۔ ان مین سے اکثر وقتاً فوقتاً اپنا وطن چہوڑکر مختلف جوانب کو راہی ہوئے جو مچھم کو گئے وہ۔ یونان۔ اطالیہ۔ جرمن اور دوسرے ملکون مین جا بسے۔ اور جو دکن کے طرف آئے انہون نے پنجاب کو اپنا مسکن بنایا۔ اور ہند کے قدیم باشندون کو تتر بتر کرکے جنگل اور پہاڑون کا راستہ بتایا۔ اور اُن کے ملک پر پورا قبضہ کرلیا۔

قوم آریا نے اپنی کوئی ایسی سلسلہ وار و معتبر تاریخ نہین لکہی جس سے اونکے قدیم حالات اچھی طرح روشن ہون اون کے حالات صرف قصہ کہانیون اور نظم اور مذہبی تحریرون مین مندرج ہین ان تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم آریہ لوگ عافیت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے تھے زراعت اون کا خاص پیشہ تھا۔ مویشی اُن کی اصل پونجی اپنے آبائی وطن چھوڑنے کے قبل ہی سے وہ ایسے حرفون اور دستکاریون سے واقف تھے جو آسایش کے ساتہہ مہذبانہ طور پر زندگی بسر کرنیکے لئے ضروری ہین پنجاب مین آنے کے بعد اُنہون نے کاشتکاری اور صنعت مین ترقی کی۔ وہ خوش نما شہرون اور خوش قطع مکانون مین رہنے لگے۔ ان شہرون مین حجام۔ درزی۔ بڑہئی لوہار۔ سنار۔ اور دوسرے پیشے والے موجود تھے۔ وہ کشتی بناکر سفر دریا بھی کیا کرتے تہذیب مین بھی آریہ لوگ اپنے ہمعصرون سے کہین بڑھے ہوئے تھے۔ وہ عورتون کو عزت کی نگاہ سے دیکہتے اور شادی کو ایک متبرک رسم جانتے تھے۔ اس وقت ملک کا انتظام کسی راجہ یا دارا کے متعلق نہ تھا ہر گھرانے کا بزرگ اپنے خاندان کا حاکم ہوا کرتا۔ اور وہ اُن کا پروہت یعنی پیشوای دین بھی ہوتا تھا۔ آریہ لوگ مخلوقات کے فیضرسان اور عظیم الشان چیزونکی (جیسے آسمان چاند سورج۔ آگ۔ پانی۔ ہوا وغیرہ) مورتین بناکر پوجتے تھے۔ مگر جو عقلمند اور پڑہے لکہے تھے وہ صرف ایک خدا کے قائل تھے۔ اُسیکو سب کا خالق جانتے اور مانتے تھے۔

ابتدا مین قوم آریہ کا ہر شخص سپاہی اور کاشتکار تھا۔ اور جو بادشاہ ہوتا وہ پروہت کا کام بھی انجام دیتا۔ جون جون قوم آریہ کی تعداد بڑہتی گئی اور انکی سلطنت وسیع ہوتی گئی ہر کام ایک خاص گروہ کے ذمے ہوتا گیا۔ جب اُن کے سردار امور جنگ مین اس درجہ مصروف ہوے کہ پیروہ پروہت کے فرائض انجام دینے سے قاصر رہے تو پروہت کا ایک فرقہ علیحدہ ہو گیا اور جب ان کی سلطنت نے اور بھی ترقی کی اور ان کے دشمن بہت سے پیدا ہو گئے تو لشکریون کا ایک گروہ تیار کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اور سپاہیون کا فرقہ کاشتکارون سے علیحدہ کیا گیا یون پیشہ کے اعتبار سے قوم آریہ کے تین فرقہ ہو گئے۔ اول برہمن یعنے پروہت کا فرقہ جو مذہبی رسوم ادا کرتا اور راجاؤنکا مشیر و صلاح کار رہتا۔ دوسرا چھتری یعنے جنگی فرقہ جو ملک کی حفاظت اور قوم پر حکمرانی کرتا۔ تیسرا ویش یعنے کاشتکارون کا فرقہ جو زمین جوتتا اور تجارت کرتا۔ ان کے علاوہ ایک چوتھا فرقہ شودر یا خادمون کا تھا۔ جو اور فرقون خصوصاً برہمنون کی ٹہل خدمت کرتا۔ ابتدا مین قوم آریہ کی یہہ خاص تقسیم انتظام مملکت اور حسن معاشرت کی آسانی کے واسطے کیگئی تھی ورنہ سب آپس مین ایک تھے قومیت کا چندان بچار نہ تھا۔ مگر زمانہ جون جون گذرتا گیا۔ رئیسون کی تعداد اور ثروت مین ترقی ہو گئی۔ آخر ان کی نسل مین شرافت کا سلسلہ بھی قایم ہو گیا۔ چونکہ برہمن عالم پروہت اور فیلسوف تھے ان کی قدر و منزلت بہت بڑہ گئی۔ راجاؤن سے انکی عزت زیادہ کی جاتی تھی۔

* لیکن ان کی طرز زندگی نہایت دشوار قرار دیگئی تھی۔ انہین خط نفسانی سے باز رہنا اور تمام عمر دولت و حشمت شہرت و ناموری سے پرہیز کرنا پڑتا تھا پہلا حصہ انکی زندگی کا تجرد اور تحصیل علم مین صرف ہوتا تھا۔ دوسرا حصہ امور ات خانہ داری۔ کی انجامدہی مین۔ تیسرا ترک الدنیا ہو کر جنگل مین رہنا پڑتا اور چوتھا محض یاد الٰہی مین۔

آریہ لوگ پہلے پنجاب کے اُس مقام پر

LIBRARY HYDERABAD

اور دریائے سرسوتی[1] کے درمیان واقع ہے اور پھر دریائے درسودتی کے کنارے تک پہونچے اسوقت ان دونون دریاؤن کے درمیان کا خطہ برہماورت کے نام سے مشہور تھا قوم آریہ کی عملداری مین یہ جگہ سب سے زیادہ متبرک سمجھی جاتی تھی۔ بعدازان آریہ لوگون نے ردیلکھنڈ جیپور۔ متھرا وغیرہ فتح کئے۔ اور اس حصہ کا نام برہمرشی رکھا اسیطرح رفتہ رفتہ قوم آریہ نے شمالی ہند کے کل ملکون کو فتح کرلیا۔ اور چند روز کے بعد دکن بھی ان کے قبضہ مین آگیا۔ ان مین جو بڑے نامی گرامی کشور کشا تھے اونہون نے راجہ اور مہاراجہ کا خطاب اختیار کیا انکے زیر حکومت ملک آباد اور رعایا شاد رہی۔ اس زمانے تک قوم آریہ تو خبگلیون کے ساتھہ لڑائی بھڑائی کرتی رہی یا کاشتکاری مین مشغول رہی بعد مین جب اُن کے فتوحات مستحکم ہوگئے اور لڑائی بھڑائی سے انہین فرصت ملی۔ ان مین سے چند نے علوم وفنون کی طرف رغبت کی اور ان کو اس مین اس قدر کامیابی حاصل ہوئی کہ اُستاد زمانہ بن گئے۔ بعض علم وفن مین تو یونانیون پر بھی سبقت لیگئے۔ ان لوگون نے فلسفہ کے چھہ مختلف مذاہب نکالے تھے۔ جنھین درشن کہتے ہین۔ علم ریاضی خصوصاً علم ہیئت مین بڑی دستگاہ حاصل کی تھی طبابت۔ موسیقی۔ قانون۔ ادب وغیرہ مین بھی کمال دخل رکھتے تھے۔

جون جون آریہ لوگون کی تعداد اور قوت بڑھتی گئی اُنھون نے بڑی بڑی سلطنتین قایم کین۔ قدیم سلطنتون مین سے ایک اجودھیا کی سلطنت تھی جسے اب اودھ کہتے ہین یہان کوسلون کی حکومت تھی۔ راجہ دسرتھ کے بیٹے راجہ رامچندرجی یہان کے بڑے مشہور راجہ

[1] زمانۂ سابق مین دریای سندھ اور اسکی پانچ شاخون کے علاوہ پنجاب مین اور ایک دریا سرسوتی کے نام سے مشہور تھا اب یہ دریای سندھ تک نہین پہونچتا ہے بلکہ راستہ ہی مین ریگستان مین جذب ہوجاتا ہے۔ ۱۲ مولف

ہوگذرے ہین۔

دوسری سلطنت متھلا کی ہے جسے آجکل تربت کہتے ہین۔ متھلا ویدیہون کے قبضہ مین تھا جسکا مشہور راجہ جنک بڑا علم دوست اور خود بھی بڑا ذی علم تھا۔ آریہ لوگون کی دو اور قدیم عملداریان پانڈون اور پنچلون کے نام سے ہوگذرے ہین۔ پانڈونکی راجدہانی ہستنا پور دہلی سے اتر پورب گوشہ پر واقع تھی۔ اور پنچلون کا پایۂ تخت کمپلیا مین قنوج کے نزدیک تھا۔

دوسری مشہور سلطنت مگدھ کی تھی۔ بنگالہ۔ اوڑیسہ۔ اور گجرات بعد مین آریہ لوگون کے قبضہ مین آئے۔ اندھرا۔ پنڈیا چیرا۔ اور چلا۔ ان چار خاندانون کے راجاؤن نے دکن مین بڑی بڑی سلطنتین قایم کین جنکا ذکر آگے آئے گا۔

بہار مین قوم آریہ کی ایک بڑی سلطنت تھی۔ جو مگدھ کی سلطنت کہلاتی تھی پاٹلی پتر جو آجکل پٹنہ کہلاتا ہے اُسکا پایۂ تخت تھا۔ حضرت عیسیٰ سے ۳۷۰ برس پیشتر نند نام ایک مشہور راجہ نے نصف صدی تک حکمرانی کی۔ ہندوستان مین سکندر کا حملہ اسیکے خاندان کے اخیر راجہ کے زمانہ مین ہوا۔ سکندر کے چلے جانیکے بعد چندر گپت نے چانک نام ایک تربربہمن کی مدد سے شاہی خاندان کے کل لوگون کو مرواڈالا اور خود تخت نشین ہوا۔

مارین نیس لسی سے چلا اس خاندان کے زمانۂ حکومت مین مگدھ دیس کی شوکت و حشمت کو بڑا عروج ہوا۔ چندر گپت نے کل شمالی ہند فتح کرکے بڑے کروفر سے تیس برس سلطنت کی۔ اور ۳۰۰ حضرت عیسیٰ کی پیدایش سے ۹۲ برس قبل وفات پائی۔ بندوسر اپنے باپ چندر گپت کے قدم بقدم چلا اور قریب پچیس برس تک حکومت کی۔ اس کا بیٹا اشوک اگلے زمانہ مین ہند کا بہت بڑا راجہ گذرا ہے۔ باپ کے مرنے پر وہ میلاد عیسی سے ۲۵۸ برس قبل تخت نشین ہوا۔ اس کا بڑا بھائی باپ کے مرتے وقت راجدہانی سے غیر حاضر تھا۔ واپس آکر اشوک سے مقابلہ کرنا

چاہا۔ گرراوہا گپت نے جو اشوک کا بڑا قابل وزیر تھا۔ اوس کے چھکے چھڑا دئیے۔ آیندہ کی خلش سے محفوظ رہنے کے لئے۔ اشوک نے اپنے کل بھائیون کو قتل کرڈالا۔ اگرچہ ابتدائے سلطنت مین اس نے اسطرح خونریزی کی۔ لیکن آگے چلکر بدھ مذہب اختیار کرنے کے بعد اشوک دانا اور رحمدل اور محسن خلائق بن گیا۔ اُس نے بدھ مذہب کی اشاعت کے لئے بہت تدبیرین کین اسکی بڑی خواہش رہتی کہ کسیطرح رعایا کا بھلا ہو۔ اور اون کی بھلائی کے کامون مین جی جان سے کوشش کرتا عمدہ عمدہ نصایح اور احکام ملک مین جابجا چٹانون اور ستونون پر کھدواتا۔ اور اون کے ذریعہ سے رعایا کی تعلیم کرتا۔

راجہ بالکل خودمختار تھا۔ اور ہر شئے اوسکے حکم کے تابع تھی۔ شاہی حکم لوگون کو ایک صدر دفتر کے ذریعہ سے معلوم ہوتے تھے۔ کہ جسکے نائب عموماً شاہزادے یا شاہی رشتہ دار ہوتے تھے۔ ان افسرون مین سے ایک ٹیکسلا مین کہ جو ضلع راولپنڈی مین شاہ دہیری کے قریب دریافت ہوا ہے رہتا تھا۔ اس کے تحت مین وہ تمام ملک تھا کہ جو ستلج کے مغرب مین ہندوکش تک ہے۔ دوسرا اجین مین رہتا تھا۔ اُس کے تحت مین تمام غربی ہندوستان تھا اپنے باپ کے وقت مین اشوک خود اس حصہ پر حکمران تھا۔ تیسرا نایب جو سورنگری مین رہتا تھا۔ وہ جنوبی حصہ پر حکمران تھا۔ مفتوح ملک کے لئے ایک چوتھا نائب مقرر تھا اور وہ توسلی مین رہتا تھا۔ جو کہ غالباً آجکل جوگڈہ کہلاتا ہے۔ راجدہانی کے قرب وجوار کے ملک نائبون کے تحت مین نہین تھے۔ اونکا انتظام خود راجہ کرتا تھا شاہی نائبون کے نیچے رجوک یعنے کمشنر ہوتے تھے۔ جو کہ ہزارون رعایا پر حکمران تھے۔ اونکے نیچے پردیشک یعنے افسر ضلع تھے۔ اون کو عام طور پر مہاماتر کہتے تھے۔ اُن کا فرض تھا کہ راجہ کے رعایا اور یون وغیرہ لوگون مین دھرم کو پھیلائین رعایا کے آرام کا لحاظ رکھین۔ نامناسب قیدیانہ کی شکایت کو دور کرین۔ اگر کوئی قیدی ضعیف العمر ہو یا اوس پر کسی بڑے خاندان کے پالنے کا بوجھ ہو

اور اوس کو پھانسی کا حکم ہو چکا ہو تو وہ اُس کو معافی دلوائین۔ شاہی خیرات تقسیم کرین۔ عورتون کی نگرانی کے لئے خاص افسر ہوتے تھے۔ یہ تمام افسر خاص افسر ضلع کے ساتھہ کام کرتے تھے۔

جانورون کو ناجایز طور پر مارنے یا تکلیف دینے یا ذبح کرنے کیلئے منع کرادیا تھا۔ انسان اور حیوانون کے لئے شفاخانے بنوائے۔ سڑکین تعمیر کرائین۔ کنوئین کھدوائے۔ رفاہ عام کے بہت سے کام کئے بیٹیونکو ماں باپ سے گستاخی کرنے پر سزا مقرر تھی۔ انتظام جنگی کی اور بھی عجیب کیفیت تھی۔ سپاہی تلوار دونون ہاتھون سے مارتے تھے تاکہ زور کا ہاتھہ پڑے۔ سوارون کے پاس دو بھالے ہوتے تھے۔ گر پیادون کے مقابلہ مین اونکی ڈھالین چھوٹی ہوتی تھین۔ وہ گھوڑون پر نہ کاٹھی کستے تھے نہ دہانہ لگاتے تھے۔ بلکہ اون کے منہ پر ایک گول چیز بیل کے چمڑے کی جسمین لوہے کی کیلین اندر کو لگی ہوتی تھین لگاتے تھے۔ گھوڑے کے منہ مین ایک کیل دیجاتی تھی اور اسمین راس لگتی تھی جس وقت سوار راس کو کھینچتا تو اوس کیل سے گھوڑا رک جاتا تھا کیونکہ اسکی وہ کیلین چبھنے لگتی تھین راجہ کے پاس چھ لاکھہ پیادے تیس ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی علاوہ رتھون کے تھے۔ اس تمام فوج کا انتظام تیس شخصون کے سپرد تھا۔ اور اون کی چھ جماعتین تھین۔ اور ہر ایک کے متعلق فوج کا ایک حصہ ہوتا تھا۔

(۱) فوج بحریکا حصہ (۲) رسد بار برداری وغیرہ کا معہ باجے والون اور سائیسون کاریگرون اور کھسیارون کے (۳) پیادہ فوج کا حصہ (۴) سوارون کا حصہ (۵) لڑائی کے رتھون کا حصہ (۶) ہاتھیون کا حصہ۔ ردرمن مین جو پتھر کا لاٹ عرمن کھودا گیا اس سے معلوم ہوا کہ کاٹھیاوار کو حاکم نے اشوک کے حکم کی تعمیل مین نہرین اور پل گرنار کے مصنوعی جھیل سے پانی لینے کیلئے بنائین۔ مالگزاری جمع کرنیکے افسر علیحدہ مقرر تھے اور یہ ہی زیادہ تر آمدنی کا صیغہ تھا تمام زمین راجہ کی تھی۔ بعضون کا قول ہے کہ کاشتکارون کو پیداوار کا صرف ۱/۶ ملتا تھا بعض کہتے ہین کہ وہ ۱/۴ سرکار مین دیتے تھے۔

بہرحال کاشتکار دنپر ظلم وزیادتی نہ تھی۔ علاوہ اس کے اُن کو اور بھی کچھہ دینا پڑتا تھا۔ شہر پاٹلی پتر کہ جو الحال عظیم آباد کہلاتا تھا۔ دریائے گنگ وسون کے میل پر جنوبی کنارہ پر واسنجگہ تھا کہ جہان آجکل پٹنہ آباد ہے کے پورواقع ہین دریاے سون اب دوسری طرف ہوکر جاتا ہے اور اب گنگا دنیا پور مین ملجاتا ہے مگر پرانی دھارا اب بھی معلوم ہوتی ہے یہ شہر ایک چوکور طول مین ۹ میل اور عرض مین ۱½ میل تھا اوسکی چاردیواری لکڑی کی بنی ہوئی تھی جسمین ۶۴ دروازے تھے اسکے چارون طرف ایک بڑی گہری خندق تھی اور اندر ۵۷ برج تھے۔ مگر اشوک نے باہر کی چاردیواری چونہ کی بنوائی اور بہت سی پتھر کی عمارتین ایسی ایسی نادر بنوائین کہ انکو لوگ بعد مین دیوتاون کی بنائی ہوئی کہنے لگے۔ اس شہر کا بہت سا حصہ بانکے پور کے نیچے دبا ہوا بھی نکلا ہے اور چند عمارتون کے اب بھی نشانات پائے گئے ہین اور چند جگہون پر کھودنے سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یونانی مسافرون نے جتنی اوسکی وسعت بتلائی تھی وہ صحیح ہے۔

اس وسیع شہر کا انتظام مثل فوج کے انتظام کے تیس آدمیون کے سپرد تھا۔ اور اونکی بھی ویسی ہی چھہ جماعتین بنائی گئی تھین۔ پہلی کے متعلق صنعت اور کاریگرون کا انتظام دوسری کے ذمہ۔ پردیسیون کے رہنے اور کھانے پینے کا انتظام بیمار پردیسیونکو دوا دیجاتی تھی۔ اور اگر وہ مرجاتے تھے تو اون کو دفن کرادیا جاتا تھا۔ اور اونکی جائدادون کا انتظام سرکار کرتی تھی۔ اور جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی وہ انکے ورثار کو پہونچا دیتے تھے۔ تیسری کے ذمہ پیدائش اور موت کا لکھنا تھا۔ چوتھی کے ذمہ تجارت کا اہتمام تھا۔ جو ناپ اور وزن کی نگرانی کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ اس زمانہ مین ہر ایک موسم کی چیز مناسب وقت پر عام اشتہار کے ذریعہ سے بیچی جاتی تھی۔ اور قیمتین مقرر تھین جو بیوپاری کہ ایک سے زیادہ چیزون مین تجارت کرنا چاہتا تھا۔ اُس کو دُگنا محصول دینا پڑتا تھا۔ پانچوین کے متعلق کارخانہ جات کا انتظام تھا۔ اور اون کی بنائی ہوئی چیزین اسی طرح سے بکتی تھین جس طرح کہ باہر کی آئی ہوئین۔ چھٹی کے متعلق تمام فروخت شدہ چیزونپر محصول جمع کرنا تھا

اس سے بچنے کی سزا موت تھی چندر گپت کا قانون فوجداری بہت سخت تھا۔ اشوک نے اس مین چند ترمیمات کین۔ جب راجہ شکار کو جاتا تھا تو اگر کوئی شخص اس راستہ کے اندر جو رسی سے علیحدہ کر دیا جاتا تھا آجاتا تھا تو اوس کو موت کی سزا دیجاتی تھی۔ اگر کسی کاریگر کے ہاتھہ یا آنکھہ کو نقصان پہونچایا جاتا تھا تو مجرم کو موت کی سزا ملتی تھی۔ اگر کسی کے اور کسی عضو کو نقصان پہونچایا جاتا تھا تو ایسا کرنیوالے کا وہی عضو اور سید ھا ہاتھہ کاٹ دیا جاتا تھا۔ جھوٹی گواہی دینے کی سزا مین ہاتھہ پاؤن کی انگلیان کاٹی جاتی تھین۔ بعض بعض جرایم کی سزا سر مونڈنا تھی جسکو لوگ سب سے بُرا خیال کرتے تھے۔ جو سلطنت کہ اشوک کو چندر گپت سے ملی تھی اوسکی وسعت سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کامل انتظام فوج کا بیرونجات کے حملہ روکنے کے لئے تھا۔ ویسا ہی کامل اندرونی انتظام بھی تھا۔ پاٹلی پوتر ایک بڑی بادشاہت کا تین نسل تک دارالخلافہ رہا۔ اور گو آجکل کے مہذبانہ طریقے وہان پر جاری نہین تھے مگر پھر بھی اشوک نے کابل اور گرنار مین کہ جو وہان سے ایک ایک ہزار میل سے زیادہ دور تھے۔ اپنی حکومت چلائی۔ وہ اتنا طاقتور تھا کہ اپنی سلطنت مین اپنے عہد حکومت کے نوین سال مین لڑائی بند کردی۔ اور سرحد کی جو بڑی جنگلی قومین تھین اون پر بردباری سے حکومت کی۔ بہت سی عمارتین بنوائین اور اپنے قلمرو مین لوگون کو پرہیزگاری اور نیک چلنی سکھائی۔

جسطرح اشوک کو ان باتون مین بزرگی تھی اسی طرح وہ بڑا جنگجو اور بہادر بھی تھا۔ اس نے صرف کل شمالی ہند ہی کو فتح نہین کیا۔ بلکہ علاوہ اس کے ہند کی سرحد کے باہر اور کئی ملکون مین بھی اپنا سکہ بٹھا دیا تھا۔

اوس کے احکام جو بڑے بڑے لاٹون پر کندہ کئے گئے تھے یہ تھے۔

(۱) کوئی جانور کھانے یا یگ کے لئے ذبح نہ کیا جاوے (۲) انسانون اور حیوانون کے لئے دواخانے مقرر ہون۔ اور درخت وکنوئین سڑکون پر بنائے جاوین (۳) پانچ برس مین ایک دفعہ سب لوگ اپنے

گناہون کا اظہار کرین اور بدھ مذہب کے اصول مشتہر کئے جاوین (۴) زمانۂ سابق و حال کا مقابلہ کیا جاوے تاکہ لوگ راجہ کی حکومت مین خوشی سے بسر اوقات کرین (۵) بدھ مذہب کے وعظ کرنے والے غیر ملکون مین جاوین اور غیر ملکون کو اوس کا معتقد بناوین (۶) رعایا کی چال چلن کے نگران افسر مقرر ہون (۷) سب پر یہ ظاہر کیا جاوے کہ مذہب ایک ہے اور سب لوگ برابر ہین (۸) سابق راجاؤن کی آرام طلبی کا راجۂ حال کی پاکیزہ عادتون سے مقابلہ کیا جاوے (۹) نیکی کا کہ جس سے بہبودی ہوتی ہے برتاؤ کیا جاوے (۱۰) اس جہان فانی کی چند روزہ خوشی اور اوس بہبودی آخرکا کہ جسکو راجہ چاہتا ہے مقابلہ کیا جاوے (۱۱) دوسرون کو دہرم پر چلانا ہی سب سے بڑی خیرات خیال کیجاوے (۱۲) ناستکون سے مباحثہ کیا جاوے یہ احکام چودہ لاٹھون پر کندہ کئے گئے تھے۔ چنانچہ دہلی۔ میرٹھ۔ الہ آباد۔ نندگڑھ۔ رام پوروا۔ سانچی وغیرہ مین اب بھی یہ لاٹھین موجود ہین۔ بعض احکام مینارون پر بھی کھدوائے گئے تھے۔ اون مین سے شہباز گڑھی مین جو پشاور سے چالیس میل پر ہے۔ مسیرا ضلع ہزارہ پنجاب مین کالپی مین جو پندرہ میل منصوری پہاڑ سے ہے۔ سوتارا ضلع تھانہ مین جو بمبئی کے قریب ہے۔ کوہ گرنار مین جو خلیج بنگال پر واقع ہے۔ بھونیشور مین جو ضلع کٹک مین ہے۔ اور جوگڈہ مدراس مین موجود ہے۔ اوسوقت مین سنگ تراشی کی بڑی ترقی تھی۔ اور وہ سامان آسایش جو مغلون کے وقت مین مہیا تھا سب موجود تھا۔ لکڑی کا کام بہت خوبصورتی کیساتھ کیا جاتا تھا۔ اور نقاشی ایسی ہوتی تھی۔ کہ گویا چیز منہ سے بول رہی ہے

راجہ اشوک چالیس برس حکومت کرکے ۲۳۲ قبل از مسیح مرا۔ کہتے ہین کہ اوس نے اپنے مرتے وقت تمام راج دہرم ارتھ برہمون کی جماعت کو پُن کردیا اور یہہ کہا کہ مین اندر کے سورگ یا برہما کے لوک مین رہنا نہین چاہتا۔ مین ایسی جاہ و حشمت کو کہ جو مثل گنگا کی لہر کے آتی جاتی رہتی ہے چاہتا ہون۔ مین تو اوس لفس کشی کا خواستگار ہون کہ جسکو رشی بڑا مانتے چلے آئے ہین۔ مجھے وہ بہبودی درکار ہے کہ جس مین کبھی کمی نہین ہوتی۔

اوس زمانہ مین زبان پراکرت جو سنسکرت اور پالی کے بیچ مین تھی بولی جاتی تہی۔ بعض ناٹکون مین جو پراکرت زبان ملتی ہے وہ پالی سے بہت کچھ مشابہت رکھتی ہے۔ اسی پراکرت زبان سے ہندی زبان بنی ہے۔ بڑے آدمی ہمیشہ سنسکرت بولتے تھے پالی یا پراکرت عوام مین رائج تہی۔ تمام مورخون کو جنہون نے اس بارہ مین تحقیقات کی ہے اتفاق ہے کہ ہندوستان کے لوگون نے خود اپنے حروف ایجاد کئے کسی غیر قوم سے لکھنا نہین سیکھا۔ یہ حروف مشابہ اُن حروفون کے تھے کہ جنمین اب سنسکرت اور ناگری لکھی جاتی ہے۔

گدہ ویش مین اشوک کے بعد دو سو برس تک جتنے راجہ ہوے اُن کے مفصل حالات معلوم نہین ہین۔ سنہ عیسوی کے شروع مین گدہ ویس کی آزادی جاتی رہی۔ قوم اندھرا نے اوسپر قبضہ کرکے قریب چار سو برس تک راج کیا۔ پھر گدہ سلطنت قنوج کا ایک جزو بن گیا۔

جین مذہب کے واقعات

یہان پر کسیقدر جین مذہب کے واقعات بہی ناظرینون کی معلومات کیلئے بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مذہب بھی بہت قدیم ہے۔ جب بدھ مذہب ہندوستان سے رفتہ رفتہ اوٹھ گیا تو جین مذہب کو برابر ترقی ہوتی رہی۔ اور اس وقت بہی یہان پر اون کے ۱۳۴۱۴۸ مقلد موجود ہین۔ یہ لوگ بڑے مالدار اور تجارت پیشہ ہین۔ اون مین آپس مین بڑا اتفاق ہے۔ اور اون کی خیرات کی کوئی حد نہین ہے بہت سے خوبصورت جین مندر پارسناتھ کے پہاڑ پر۔ بنگال۔ کاٹھیاوار۔ پالی ٹانہ۔ آبو۔ وغیرہ مین موجود ہین۔ اور ہر بڑے شہر مین ایک نہ ایک مندر ان لوگون کا ضرور ملیگا۔ ویشنوی ہندؤن کو انکے خلاف کہین کہین سخت تعصب ہے۔ اور کہین نہین۔ اور بعض پورانون مین یہ لکہا ہے کہ متوالے ہاتہی کے سامنے چلے جاؤ۔ مگر جین مندر مین نہ جاؤ بعض جگہ ویشنوی ہندؤن اور جینیون مین روٹی اور بیٹی کا بیوہار ہوتا ہے۔ بعض جگہہ نہین۔ اس فرقہ کی شروع تاریخ مین بہت اختلاف ہے۔ عقلاء یورپ انکو پہلے بارہوین صدی مسیح سے قبل کا

نہین مانتے تھے مگر پروفیسر جیکوبی نے یہ ثابت کیا ہے کہ جین شاستر چوتھی صدی قبل از مسیح مین بنایا گیا اور پانچوین صدی عیسوی مین وہ شاستر تحریر مین آیا۔ خود جین لوگ اپنے مذہب کو بدھ مذہب سے پہلے کا بتلاتے ہین اور اس مین کوئی شبہ نہین ہے کہ وکیمبری جین فرقہ اشوک کے وقت مین یعنے تیسری صدی قبل از مسیح موجود تھا۔ بدھ مذہب کے لوگون کا قول ہے کہ بدھ بھگوان کو پانسو ستیالیس برس قبل از مسیح اور مہابیر جینیون کے دیوتا کو پانسو چھتیس برس قبل از مسیح نروان پدھارے۔ اور جین شاسترون کے بموجب وہ بدھ بھگوان کے گرو اور اون سے پہلے ہوئے تھے۔ جینیون کے یہان قریب قریب اتنا ہی بڑا شاستر ہے۔ جیسا اور ہندؤن مین اون کے گرنتھ بھی پوران کہلاتے ہین۔ اور آدی آوتر۔ چامنڈرائی۔ چتورونشتی وغیرہ پوران اور سدھانت اور آگم موجود ہین۔ آگمون اور سدھانتون کی وہی وقعت ہے کہ جو اور ہندؤن کے یہان وید کی علاوہ آگم اور سدھانتون کے اونکے یہان گیارہ انگ یعنے اچارانگ۔ سوترکرت انگ۔ استھان انگ وغیرہ ہین۔ اور ان کے سوائے اخلاق وطریقۂ ریاضت وسدھی تیرتھ انگرون کے وقایع پر سوتر وغیرہ موجود ہین۔ یہ لوگ دو فرقون مین منقسم ہین۔ ایک شویت امبر۔ دوسری دیگمبر یعنے ایک جو کپڑے پہنتے ہین۔ اور دوسرے وہ جو کپڑے نہین پہنتے۔ یہ دونون فرقے ویدون کو نہین مانتے۔ نہ اون کو ایشور کرت کہتے ہین بلکہ وہ اپنے سدھون کو کہ جنہون نے اپنے تپ سے سدھی پائی دیوتاؤن سے بھی بڑا سمجھتے ہین۔ جنوبی ہندوستان مین اون مین ذات کی تفریق ہے۔ شمالی ہندوستان مین وہ سب ایک قوم کے اور بیشتر ویش ہوتے ہین۔ انکے مندرون مین چڑھا دینے والے ہمیشہ برہمن ہوتے ہین۔ اون کو بھوجک کہتے ہین۔ جینیون کی بہت سی رسمین وہی ہین کہ جو اور ہندؤن کی اور شادی غمی مین سوائے ویدمنتر پڑھنے کے باقی سب کام ویسے ہی کیا جاتا ہے جیسے کہ اور ہندؤن مین علاوہ مشویت امبر اور دیگمبرون کے جینیون مین ایک یتی ہوتے ہین۔ کہ جو خیرات پر گذر اوقات کرتے ہین اور دوسرے شراوک کہ جنکو عوام الناس سراوگی کہتے ہین۔ یتی منہ کے سامنے کپڑا باندھتے ہین اور اپنے ساتھ جھاڑو رکھتے ہین تاکہ جانور منہ مین

نہ چلے جاوین یا بیٹھنے سے نہ مرجاوین وہ اپنے بال اوکھاڑتے ہین اور بڑے بڑے برت کرتے ہین۔ بعض اُن مین سے ایک ایک مہینہ تک نہین کھاتے شراوک لوگ معمولی ہندون کا سا برتاو کرتے ہین مگر وہ بیچارے کچھ خیرات دیتے ہین۔ اور صرف اپنے تیرتھانکرون کو ہی مانتے ہین۔ یہ تیرتھانکر وہ لوگ ہوے ہین کہ جنھون نے اپنی پت سے نروان پد کو پایا۔ ایسے چوبیس جن ہوے ہین۔ مگر اسوقت پارسناتھ جی تیسوین اور مہابیر سوامی چوبیسوین تیرتھانکر کی زیادہ تر پوجا ہوتی ہے۔ مہابیر جی کپل کے راجہ کے یہان پیدا ہوے۔ انکے باپ نے انکا نام بردھمان رکھا تھا۔ اونہون نے یشودھا رانی کے ساتھہ شادی کی اور اٹھائیس برس کی عمر مین سنیاس لیا۔ چھہ برس تک اونہون نے مون دھارن کرکے سمادھی لگائی۔ پھر مختلف مقامات پر گئے اور بڑی ریاضت کی اور بڑی تکلیف اوٹھائی۔ نو برس کے بعد اونہون نے اپنا مون برت یعنے زبان بند کرنا توڑا اور کوشمبی مین جاکر سدھرمی یہ پنت ساڑھے بارہ برس کا تھا۔ اور اس مین اونہون نے پندرہ دن سے لیکر چھہ مہینے تک نہین کھایا۔ اون کا بڑا مقولہ یہ ہی تھا کہ جیو ہتیا کبھی نکرو۔ یعنے کبھی کسی کو مت ستاؤ۔ چنانچہ اب بھی جین دھرم کا یہی بڑا مقولہ ہے کہ اہنسا یعنے کسی کو آزار نہ پہونچانا ہی بڑا دھرم ہے۔ باقی اون کے خیالات اور برتاو وہی تھے کہ جو بدھ بھکوان کے تھے۔ اونہون نے بہت سے چیلے کئے۔ اور ضلع بہار اور الہ آباد اور کوشمبی اور راج گڑہ مین اپنا مت پھیلایا پھر جسم کو چھوڑ کر نروان پد کو پراپت ہوئے۔ وہ دنیا کا کوئی لازوال قادر مطلق نہین مانتے تھے۔ نہ پران سے علیحدہ کوئی جیوآتما کہتے تھے۔ اون کا مقولہ تہا کہ صرف جیو یعنے پران اور اجیو یعنے مادہ ہی مختلف صورتون کو اختیار کرتے ہین۔ ان دونون کو فنا نہین۔ صورت اور حالت پلٹ سکتی ہے۔ مگر مادہ اور پران ہمیشہ قایم رہتے ہین۔ سوائے خاص حالتون کے کہ جہان کوئی خاص پران جسم کا تابع نہ رہے۔ انکی مت مین موکش وہ ہے کہ جو بدھ بھکوان کا نروان یعنے جسم مین نہ آنا اور آواگون سے چھوٹنا۔ وہ انسان کا آٹھہ طرح کے کرمون سے کہ جن مین چار طرح کے اچھے اور چار طرح کے برے ہین۔ علیحدہ ہونا ہی بہبودی کا باعث کہتے ہین۔ جینیون کے یہان پانچ مہاورتا ہین یعنے بڑے کلام ہین (۱) کسیکو ایذا نہ پہونچانا۔ (۲) سچ بولنا (۳) ایمانداری کا برتاو

کرنا (۴) پاکدامن رہنا (۵) دنیا کی خواہشات چھوڑنا۔ اون کے یہان دنیا بھی سادہ دلی۔ مذہب کی تقلید اور تپ۔ یہ چار بڑے دھرم اور جسم زبان اور دل کو قابو مین رکھنا۔ یہ تین بڑی قیدین مانی گئی ہین۔ یہہ لوگ بعض موقعون پر خاصکر برسات کے چار مہینون مین نمک۔ سبز ترکاری زمین کے اندر سے نکلنے والی نباتات نہین کہاتے۔ کپڑے مین چھانکر پانی پیتے ہین۔ صابون۔ تیل۔ لوہا وغیرہ کا استعمال نہین کرتے۔ اور بعد غروب آفتاب کے رات کو کہانا نہین کہاتے۔ ان کے سد ہونکی مورتیان یوگ کے کسی آسن سے دھیان لگائے ہوئے بنائی جاتی ہین۔ خاصکر پارسناتھ جی اور مہابیر جی کی اور رشب دیو جی اور نیم ناتھ جی کی بڑی مانتا ہے۔ بسنت پنچمی۔ دیوالی۔ اور بہادون کا مہینہ بڑے پاک ہوتے ہین اون کے اتسو اور رتھ جاترا بڑی شان و شوکت سے ہوتے ہین۔ زیادہ تر یہہ لوگ مغربی اور جنوبی ہندوستان مین رہتے ہین۔ مگدھ و منڈل کے کنارے پر بھی پائے جاتے ہین۔ انکا عروج گیارہوین صدی عیسوی مین بہت ہوا اور جنوبی ہندوستان مین اون کے مذہب کے کوئی کوئی راجہ بھی ہوئے۔ بھگوان شنکر آچاریہ جی نے انکی مت کو سمپت بھنگی نیائی کہکر کہنڈن کیا ہے۔ مگر وہ سنجیدہ بحث جو اونہون نے کی ہے۔ یہان پر لکھنی ضروری نہین ہے۔ صرف یہ کہنا کافی ہوگا کہ وہ جینیون کی اس بات کو کہ دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا نہین ہے۔ یا پران سے الگ کوئی جیو آتما نہین ہے۔ یا ہر ایک جسم مین الگ الگ جیو آتما ہے۔ اور جسم کے گھٹنے بڑہنے کے ساتھہ وہ گھٹتا بڑہتا رہتا ہے۔ جایز طور پر کہنڈن کر سکتے ہین۔

اسکے قبل ہم یہان تک بیان کر چکے تھے۔ کہ قوم اندھرا نے چار سو برس تک راج کیا۔ پھر گدہ ویس سلطنت قنوج کا ایک جزو بن گیا۔

قنوج کی سلطنت پر سب سے پہلے سورج بنسی راجاؤن نے حکومت کی چوتھی صدی مین یہ سلطنت خاندان گپت کے قبضہ مین آئی۔ اس خاندان کے تیسرے بادشاہ سمودر گپت نے کل شمالی ہند فتح کر لیا۔ تخمیناً چار سو پچاس عیسوی مین قوم ہن نے گپت خاندان کو قنوج سے نکالدیا۔ پھر مالوہ کے راجہ یکرا جیت نے

تم ہن سے قنوج فتح کرکے اس سلطنت مین شامل کرلیا۔ یہان پر مختصر سا حال راجہ بکرماجیت کا بیان کیا جاتا ہے۔ ہندو مورخون کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت ۷۵ برس قبل از مسیح ہوا ہے۔ جنکا سمت ابتک جاری ہے اور انگریزی سنہ سے سمت ۱۳۶ برس پہلے کا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بکرماجیت ۵۶ برس قبل از مسیح ہوا۔ لیکن انگریز مورخون کا یہ خیال ہے کہ وہ چھٹی صدی عیسوی مین ہوے۔ اور پانوجوالیس عیسوی مین سمت قایم ہوا۔ اگرچہ سو برس پہلے کا ڈالا گیا۔ ہون ٹوسین چین کا مسافر کہتا ہے کہ بکرماجیت راجہ شلادت کے بعد ہوا جس سے پانسو اسی عیسوی ہوتے ہین۔ کلہن کشمیر کا مورخ بکرماجیت کو کنشک سے تیس راجاؤن کے بعد بتاتا ہے جس سے یورپ کے مورخون کا خیال ہے کہ وہ پانچوین یا چھٹی صدی عیسوی مین ہوے۔

امرسنگھ وارامیر۔ ولروچی۔ دھنتری۔ کھپنک۔ سنکو۔ بیتال۔ بہٹ گھٹکر پر۔ کالی داس۔ یہ راجہ بکرماجیت کے نورتن تھے۔ یعنے درج عقل کے نوجواہر۔ ان مین سب سے بڑا ہوا کالی داس تہا۔ جو شکنتلا کا مشہور مصنف ہے۔ ان کے نسبت بھی انگریزی مورخون نے کہا ہے کہ وہ سب پانچوین یا چھٹی صدی مین ہوے۔ اور مالوے مین جو دہرم دیب بھی اسی راجہ بکرماجیت کے نام سے مشہور ہے بہرحال کچھ ہو۔ بکرماجیت جیسا راجہ ہندوستان مین بعد جدھشٹر اور اشوک کے نہین ہوا۔

فرشتہ لکھتا ہے کہ راجہ بکرماجیت قوم پوار سے تہا۔ آغاز شباب مین لباس فقیری اختیار کرکے سیاحی کی۔ جب پچاس برس کی عمر کو پہونچا تو غیب سے اس کو حکم ہوا کہ سپاہ گری کر۔ چونکہ خدا کا حکم یون ہی تہا۔ بادشاہی کو پہونچ گیا اور خلق اللہ کو ظالمون کے پنجے سے نجات دی۔ اور روز بروز ترقی کرکے تہوڑی ہی مدت مین ملک نہروالہ اور مالوہ اپنے قبضہ مین لایا اور عدل و انصاف سے ہر شہر و دیار کے آدمیون پر اپنے احسان کا سایہ پھیلا دیا۔ یہانتک کہ مقناطیس نے لوہے کو اور کہربا نے کہاہن کو کھینچنا چھوڑ دیا۔ ہندون کا اعتقاد ہے کہ اوسکی حالت اہل دنیا سے بڑہی ہوئی تھی۔ جو کچھہ اوسکے دل مین گذرتا تہا ہو ہو

ظہور مین آجاتا تہا۔ رات کو جو کچہہ اپنی رعیت کے حق مین سوچتا صبح کو روز روشن کیطرح ظاہر ہوجاتا۔ حالانکہ بادشاہ تہا۔ مگر رعیت کے ساتہہ برادرانہ سلوک کرتا تہا۔ گہر مین سوائے مٹی کے لوہے اور چٹائی کے اور کچہہ نر کہتا تہا۔ اوس نے شہر اوجین کو آباد کرکے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور قلعہ مہاکا کی بنیاد رکھی۔ بلکہ اوس مین سکونت بہی اختیار کی۔ مہاکال کا مندر اوجین مین بنا کر برہمن اور جوگیون کے وظیفے مقرر کردئے۔ اور اون کو اوس تنخانہ مین رکہا۔ اور حکم دیدیا کہ شب و روز عبادت الہی مین مشغول رہو۔ اپنا تمام وقت یا تو خلق اللہ کی خدمت گذاری یا خالق کی پرستش مین صرف کرتا۔ ہندو اس راجہ کا بڑا اعتقاد رکہتے ہین۔ اور عجیب و غریب باتین اوس کی نسبت بیان کرتے ہین۔ اوسکی وفات سے ایک سنہ مقرر کرکے اپنے دفترون مین درج کرلیا ہے اس کتاب کی تحریر تک ۱۸۱۰ گذر چکے ہین۔ مگر ہندؤن کے حساب سے سمت ۱۶۶۳ بکرمی گذری ہین۔ آردشیر بکراجیت کا ہمعصر تہا۔ اور بعض اقوال کے بموجب شاہ پور کا ہم عہد ہوا۔ اوسکی سلطنت کے اخیر زمانہ مین سالباہن دکن کے ایک زمیندار نے اوسپر حملہ کیا۔ دریائے نربدا کے کنارے پر دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی۔ سالباہن غالب آیا اور بکراجیت قتل ہوا۔ اوس کے عہد کی روایتین بہت ہین۔ چونکہ اون مین سے کسی کو بہی عقل قبول نہین کرتی۔ اس لئے وہ یہان پر نہین لکہی گئین۔ بکراجیت کے بعد ملک لوہ خراب رہا۔ اور کوئی حاکم منصف و سخی پیدا نہوا۔

اس موقع پر بکراجیت کے پیدایش کے حالات جو مصنف مرآۃ السلاطین نے لکہے ہین وہ مثل قصہ اور کہانی کے ہین۔ اور اوس مین بجز کذب کے صدق کا نام نہین ملتا۔ چنانچہ ہم یہان پر مختصر ناظرینون کی دلچسپی کیلئے تحریر کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے ہمارے منصف مزاج ناظرین خود اندازہ کرسکتے ہین۔

چنانچہ مصنف مرآۃ السلاطین بحوالہ سنگہاسن بتیسی لکہتا ہے کہ "راجہ اندر کی محفل مین اوسکا بیٹا گندہرپسین ایک حور پر جو اوس کے باپ کی منظور نظر تہی۔ عاشق ہوا۔ جب راجہ کو خبر معلوم ہوئی تو بیٹے کو بددعا دی۔ جسکے باعث گندہرپسین عالم علوی سے عالم سفلی مین آیا۔ حالت یہ تہی کہ دن کو گدہا بنا رہتا۔ رات کو آدمی ہوتا

آخر دیارانگری کے نزدیک کسی تالاب مین رہنے لگا۔ دل مین کہا کہ اس راجہ کی لڑکی کو عقد کرنا چاہئے اتفاقاً ایک برہمن اشنان کیلئے تالاب پر آیا تو اس نے آواز دی کہ اے برہمن مین راجہ اندر کا لڑکا ہون۔ اپنے راجہ سے کہہ کہ اپنی لڑکی مجھے بیاہ دے۔ اوس کے عوض مین جو مدعا ہو اوس کا انصرام کرون گا۔ اگر اس کے برخلاف انکار کیا تو شہر کو تہ و بالا کر دون گا۔ چنانچہ برہمن ایک دو بار تو اس آواز پر اعتماد نہ کیا مگر تیسرے بار یہ کیفیت راجہ سے جا عرض کی۔ راجہ متحیر ہو کر تالاب پر آیا۔ اور وہ آواز اپنے کانون سے بیواسطۂ غیر سنا۔ راجہ نے کہا کہ اگر فی الحقیقت تو گندھرپ راجہ اندر کا لڑکا ہے تو بہت جلد شہر کے گرد حصار آہنی تیار کر دے۔ اوس صورت مین اپنی دختر تجھے دون گا۔ گندھرپ سین نے فوراً بے وساطت مزدور اور معمار کے شہر کے گرد آہنی حصار تیار کر دیا جس سے تمام خلق اللہ کو تعجب ہوا۔ راجہ ایفائے وعدہ کے لئے تالاب پر آیا اور آواز دی کہ گندھرپ سین باہر نکل آ۔ بمجرد اس کہنے کے ایک گھوڑا تالاب سے نکل آیا۔ اس ہیئت کو دیکھکر راجہ نہایت شرمندہ اور متفکر ہوا کہ اگر لڑکی بیاہ دیتا ہون لوگ مجھے احمق کہینگے۔ اور انکار کرتا ہون تو معلوم نہین کہ کیا آفت لائے۔ غرض طوعاً و کرہاً راجہ نے اپنی لڑکی کا عقد گندھرپ سین سے کر دیا۔ اوسکا معمول یہ تھا کہ دن کو طویلہ مین بشکل خر گھاس کھاتا تھا۔ اور شب مین آدمی ہو کر راجہ کی لڑکی سے عیش مناتا۔ ایک روز حسب معمول گندھرپ سین رات کے وقت محل مین گیا تھا۔ راجہ نے قابو پاکر اسکے خلعت خری کو جلا دیا۔ گندھرپ سین محل سے نکل کر کہا کہ اے راجہ بہت اچھا کیا کہ اس جامۂ خری کو تو نے جلا دیا۔ کیونکہ راجہ اندر نے مجھے بد دعا دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ جب تیرا جامۂ خری کوئی نابود کر دے گا تب یہان آنے کی راہ ملیگی۔ قبل اسکے میرا ایک لڑکا بھرتری نام لونڈی سے ہوا تھا۔ اب بھی تیری لڑکی حاملہ ہے۔ اس مرتبہ وہ شیر نر پیدا ہوگا۔ جسکے ہزار ہاتھی کی قوت حاصل ہوگی۔ یہ کہکر فوراً آسمان کے طرف اڑ گیا۔ راجہ کو خوف ہوا کہ اگر واقعی ایسا ہوا تو میری اولاد راج کرنا دشوار ہے۔ حکم دیا کہ وضع حمل ہوتے ہی لڑکے کا کام تمام کر دیا جائے۔ جب اوسکی بیٹی کو یہ کیفیت معلوم ہوئی

تو اوس نے خنجر مار کر اپنی جان دیدی۔ گر لڑکا زندہ اور صحیح و سلامت پیدا ہوا۔ جب یہ خبر راجہ کو معلوم ہوئی تو نہایت متاسف ہوا اور یتیم لڑکے پر رحم کہا کر پرورش کرنے لگا۔ اور بکرماجیت نام رکھا۔ اور بہرتری کی بھی پرورش شروع کی۔ جب یہ دونون جوان ہوے تو راجہ نے بکرماجیت کو مالوہ کی حکومت عطا کرنی چاہی مگر بکرماجیت نے یہ عذر کیا کہ میرے بڑے بھائی بہرتری کے ہوتے ہوئے میرے لئے سرداری سزاوار نہین ہے مناسب یہ ہے کہ اوسکو مالوہ کی حکومت عطا کیجائے اور مین اوس کی وزارت سے سرفراز کیا جاؤن چنانچہ راجہ نے بکرماجیت کے معروضہ کو قبول کرکے مالوہ کی حکومت بہرتری کو اور وزارت بکرماجیت کو عنایت کی۔ چونکہ بھرتری عیش و عشرت کا دلدادہ تھا۔ اس لئے تمام ریاست کا بوجھ بکرماجیت کے سر پڑا جس کے باعث بکرماجیت اکثر بہرتری کو نصیحت کرتا رہتا تھا۔ لیکن یہ نصیحت بہرتری کی بی بی اننگ سینا (جسے پنگلا بھی کہتے تھے) کو ناگوار گذری۔ اور بہرتری کو ورغلاں کر بکرماجیت کو شہر سے نکلوا دیا۔

ایک مدت کے بعد ایک برہمن نے کہین سے امرت پھل لاکر راجہ کے نذر کیا۔ راجہ نے وہ پھل رانی کو دیا۔ چونکہ رانی میر آخور سے مبتلا تھی اس لئے وہ پھل رانی نے میر آخور کے حوالہ کی۔ وہ ایک بازاری قحبہ پر مبتلا تھا۔ اوس نے وہ پھل اوسکو دیدیا۔ اوس قحبہ کو خیال گذرا کہ حیات ابدی مجھ جیسی بدکار کیلئے وبال ہے۔ اس لئے یہ پھل انعام کے لالچ مین راجہ کے پاس لیجا کر گذرانا۔ جب راجہ نے اوس پھل کو دیکھا تو متحیر ہوا۔ دریافت کرنے پر تمام واقعات طشت از بام ہوے۔ رانی نے کوٹھے سے گر کر جان دی۔ بعض کتابون مین درج ہے کہ یہ رانی صاحب عصمت تھی۔ اور واقعات اس طرح بیان کئے گئے ہین کہ راجہ بھرتری نے شکار کے موقع پر کسی عورت کو اوس کے شوہر کے ساتھ ہستی ہوتے دیکھ لیا تھا۔ محل مین آکر رانی سے وہ واقعہ بیان کیا۔ رانی نے کہا کہ جلنا تو بہت آسان ہے لیکن محبت کا معنی تو یہ ہے کہ عورت شوہر کے مرتے ہی بلا کسی وسیلہ کے فوراً جان دیدے۔ راجہ اسکی تصدیق کے لئے موقع ڈھونڈتا تھا۔ ایک دفعہ شکار گاہ مین اپنا خون آلودہ جامہ دیکر یہہ کہلا بھیجا کہ راجہ کو کسی نے مار ڈالا۔ معاً اس خبر کے سنتے ہی رانی نے جان چھوڑ دی

بعض نے لکھا ہے کہ راجہ بھرتری کی دو رانیان تھین۔ اور یہ راجہ دونون کو محبت کرتا تھا۔ جو رانی کہ سیر آخور سے مبتلا تھی۔ اوس کا نام انگ سینا تھا۔ اور جو راجہ کے مرگ کی خبر سنکر جان دیدی اوسکو پنگلا کہتے تھے خیر کچھہ ہو۔ اس کے بعد راجہ بھرتری نے ترک سلطنت کیا۔ اور اوس امرت پھل کی بدولت حیات جاوید پائی چنانچہ ابتک زندہ ہے۔

جب راجہ بھرتری نے راج چھوڑ دیا تو ایک دیو سرپال نامی نے اُجین کی حکومت کرنے لگا۔ گر یہ عفریت آدم خور تھا۔ جس سے شہر کی تباہی اور انسانون کی صفائی ہونے لگی۔ آخر رعایا نے تنگ آکر اوس دیو سے یہ کہا کہ ایک آدمی آپ کی خوراک کے لئے روزانہ حاضر کیا جائیگا۔ جسکو اوس آدم خور نے قبول کیا۔ اور یہ حکم دیا کہ جو شخص میری خوراک کے لئے حاضر کیا جائے وہ اوس روز تمام دن حکمرانی کرے اور رات کو میری خوراک بنے۔ چنانچہ یہ قاعدہ جاری ہوگیا۔ ایک دفعہ گجرات سے کسی بنجارے کا گذر اوجین کے تالاب ہوا۔ اور اس کے ساتھہ بکرا جیت بھی تھا۔ جسوقت رات ہوئی تو ایک شغال نے کہا کہ دو گھڑی بعد اس تالاب مین ایک لاش آویگی۔ اوس کے پاس چار لعل گران بہا اور ایک قیمتی فیروزہ ہے۔ جو شخص اس لاش کو میری خوراک کے لئے باہر نکالے وہ سلطنت پائے۔ چونکہ بکرا جیت جانورون کے زبان سے ماہر تھا۔ فوراً تالاب پر آبیٹھا۔ جب لاش آئی تو اوس کو باہر نکالا اور لعل و فیروزہ کو ہمدست کیا۔ جب صبح ہوئی تو اجین کی سیر کو نکلا۔ شہر پناہ کے دروازے پر تجلات شاہی کا ہجوم دیکھا۔ اور ایک کمہار کے لڑکے کو حسب دستور تخت سلطنت پر بٹھانے کی کارروائی کیجارہی تھی۔ مگر اوس کے مانباپ اوس کے ساتھہ چیختے چلاّتے جارہے تھے۔ اس عجوبہ کارروائی سے بکرا جیت کو حیرت ہوئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ کمہار کا لڑکا شام کو اوس دیو لعین کا ناشتہ ہوگا۔ اس امر کے سننے سے اسکو رحم آیا اور کمہار سے کہا کہ تیرے لڑکے کے عوض مین جاتا ہون۔ ہرچند لوگون نے مسافر کشی سے انکار کیا۔ مگر بکرا جیت نے نہ مانا آخر بکرا جیت کو سوار کرکے شہر مین لائے۔ اور تخت سلطنت پر بٹھائے۔ اسکے بعد بکرا جیت نے حکم دیا۔

کہ عمدہ عمدہ لذیذ کھانے پکوا کر شہر کے دروازون پر رکھدئے جائین۔ چنانچہ کارپردازان ریاست نے اسکی تعمیل کی۔ اور وہ عفریت اپنے وقت مقررہ پر پہونچا اور وہ کھانے جو دروازون پر رکھائے گئے تھے خوب پیٹ بھر کر کھائے۔ اور وہان سے شہر مین آیا بکرماجیت کو بھی لقمہ کرنا چاہا لیکن بکرماجیت نے اوس دیو سے زور آزمائی شروع کی۔ اور اوس دیو کو مغلوب کیا۔ جب مارنے کا ارادہ کیا تو اوس نے اس شرط سے امان چاہی کہ پھر کبھی اس سلطنت کا رخ نہ کرونگا۔ اور کوئی مہم سخت پیش آجائے تو مدد کے لئے فوراً حاضر ہونگا۔ چنانچہ اس شرط پر بکرماجیت نے اوس دیو کو زندہ چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو اعیان و دولت وارکان سلطنت حاضر ہوئے۔ اور بخلاف دستور بکرماجیت کو زندہ پایا۔ کمال مسرور ہوئے جب یہ معلوم ہوا کہ بکرماجیت راجہ بھرتری کا بھائی ہے تو بیحد مسرت ظاہر کی۔ ایک مدت تک راجہ بکرماجیت نے نہایت کامیابی کے ساتھہ سلطنت کی۔ اور اپنی قوت و شجاعت سے تمام ملک دکن۔ اڑیسہ۔ بنگ۔ بہار۔ گجرات۔ سومنات۔ فتح کیا۔ آخر مین ولایت اندرپت پر بھی اس نے قبضہ کیا۔

اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ آخر عمر مین سالباہن نام دکن کے زمیندار سے لڑائی کرکے شکست پائی اور قیدی ہوگیا۔ راجہ ولی اور راج ترنگنی مین یہ لکھا ہے کہ جب راجہ بکرماجیت نہایت ضعیف و ناتوان ہوگیا تو سمند۔ پال جوگی نے (جو راجہ کا معتمد علیہ اور مصاحب تھا) کہا کہ اس پیکر ضعیف کو دور کرنا اور نئے شباب کا جامہ پہننے کے آرزو ہو تو مین اوسکی ترکیب سکھلاتا ہون۔ چنانچہ راجہ اوس کے دام تزویر مین آگیا اور اس ترکیب مین مہارت کرکے ایک جوان قالب مین اپنی روح داخل کی۔ اور جوگی نے معاً اپنی روح راجہ کے قالب مین پھونچائی اور راجہ کی روح کو جو جوان کے قالب مین گئی تھی قتل کروالا۔ اور خود سریر آرائے سلطنت ہوا۔

بہرحال اس موقع پر ہم نے بکرماجیت کے حالات تاریخ مرآۃ السلاطین سے بحوالہ سنگھاسن بتیسی اس لئے نقل کیا ہے کہ ناظرین کو اہل ہنود کے اعتقادات کا علم ہو۔ اور مورخون کے اختلاف کے حالات

معلوم ہوجائین۔ ورنہ اس خلاف قیاس قصہ کے لکھنے سے تاریخ کو طوالت دینا یا چڑے چڑیا کی کہانی کا بیان کرنا مقصود نہ تہا۔

راجہ بکرماجیت کے انتقال کی نسبت اوپر دو روایتین بیان کئے گئے ہین۔ ایک تو سالباہن نے مندآ دکن کے ہاتھ شکست پاکر قید ہونا اور بعد مارا جانا۔ دوسرا سمندر پال جوگی کا قالب بدلنا۔ مگر پہلی روایت بہت صحیح معلوم ہوتی ہے۔ جبکا اکثر تواریخون مین ذکر ہے کہ جب راجہ بکرماجیت راجہ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا تو دہلی کے لوگون نے سمندر پال جوگی کو دہلی کی حکومت پر بٹہایا۔ چنانچہ سمندر پال کے خاندان مین دہلی کی ریاست بقول ایک مورخ کے ۳۴۳ برس ۱۶ آدمیون نے ریاست کی۔ اور دوسرا مورخ اس سے کم بتلاتا ہے یعنے ۱۳ آدمیون نے ۲۳۲ برس حکومت کی۔ اور اس خاندان کے اخیر راجہ بکرم پال یا بکہیم پال نے راجہ ملوک چند یا ملوک چند والی بہڑائچ پر لشکرکشی کرکے شکست پائی بلکہ جان سے مارا گیا۔

بہڑائچ کے خاندان مین سے دس آدمیون نے بقول ایک مورخ کے ۱۴۵ برس اور بقول دوسرے کے پچاس سال حکومت کی۔ چنانچہ اس خاندان کے اخیر راجہ گوبند چند کی بی بی مسماۃ پیم رانی نے بوجہ لاولدی کے ایک سال حکومت کرکے عالم بقا کو سدہاری۔ چونکہ اس خاندان مین کوئی وارث باقی نہین رہا تھا اس لئے ہر پریم فقیر کو گدی نشین کیا گیا۔ اس خاندان مین چار آدمیون نے ۵۱ یا ۵۳ برس حکومت کی۔ جب اس خاندان کے اخیر راجہ مہایا تریا مہا پریم نے ترک سلطنت کرکے فقیری اختیار کی تو اکثر راجاؤن نے دہلی پر قبضہ کرنا چاہا مگر راجہ دہی سین یا ویہی سین والی بنگالہ نے پیشقدمی کرکے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ چنانچہ اس خاندان کے ۱۲ آدمیون نے ۱۲۵ یا ۱۵۰ برس تک کمال نیکنامی کے ساتھ حکومت کی مگر اس خاندان کا اخیر راجہ دہور سین یا مورسین کی عیش پرستی شراب خواری اور ظلم و زیادتی کے باعث ارکان سلطنت و اعیان دولت نے کوہستان سوالک کے راجہ دیپ سنگھ کو بہی سے

سازش کرکے دہلی مین بلایا۔ جس نے دمودر سین کو قتل کرکے دہلی کے تخت پر رونق افروز ہوا۔ اس خاندان کے ۶ آدمیون نے ۱۳۹ برس حکومت کی۔ اس کے بعد انکپال تنور نے دہلی پر قبضہ کیا چنانچہ اس خاندان کے ۲۰ آدمیون نے ۱۹۴ برس سات مہینے ۲۸ دن حکومت کرنیکے بعد اس خاندان کے آخر راجہ پرتھی راج پر بلدیو چوہان نے فتح پائی۔ اور دہلی پر قبضہ کیا۔ اس خاندان کے صرف سات آدمی پچاونے سال حکومت کئے۔ اس کے بعد اس خاندان کے اخیر راجہ ناک دیو کے بیٹے رائے پتھورا پرتھوی راج عرف سلطان شہاب الدین غوری نے چڑھائی کی اور رائے پتھورا کو قتل کرکے دہلی پر قبضہ کیا۔ اور دہلی کی سلطنت مسلمانون کے گھرانے مین چلی گئی۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت کے بعد قنوج اور ایک خاندان کے ہاتھہ آیا۔ اس خاندان کا سب سے بڑا بادشاہ پرش بردھن تھا جو سلادت کے نام سے مشہور ہے۔ اوس نے کل آریہ ورت پر اپنا تسلط جمالیا اوس کے مرنے کے بعد سلطنت پر زوال آگیا۔ اور پال خاندان کے راجاؤن نے اوسپر قبضہ کرلیا سلطان محمود کے حملے تک پال خاندان کے راجہ قنوج مین سلطنت کرتے رہے۔

قدیم زمانے مین بنگالہ ہندوستان کے دوسرے حصون کی طرح جنگلی قومون سے آباد تھا۔ مگدہ کی سلطنت قایم ہونے کے بعد قوم آریہ بنگالے مین آبسی۔ کئی سو برس تک بنگالہ مگدہ کے زیر حکومت رہا۔ مسلمانون کی آمد تک خود مختار راجاؤن کے چار خاندان بنگالے مین حکمران رہے۔ پہلے دو خاندانون کے حالات کی کوئی تاریخ موجود نہین ہے۔ تیسرا خاندان پال کا ہوپال نے نوین صدی عیسوی مین قایم کیا۔ اس خاندان کے تیسرے راجہ دیوپال نے کل شمالی ہند کو فتح کرلیا۔ اور مہاراج ادھراج کا خطاب اختیار کیا۔ اُس کے بعد ایک صدی سے زیادہ شمالی ہند مین پال خاندان کے لوگ راج کرتے رہے۔

پال نپس کے بعد سین بنس دسوین صدی عیسوی مین اودیسور سے چلا۔ کچھہ زمانہ تک راجگان سین صرف شرقی بنگالہ مین حکمران رہے۔ جون جون پال کی قوت گھٹتی گئی۔ سینون کی

عملداری بڑھتی گئی۔ اور گیارھوین صدی کے آخر مین وہ لوگ پورے بنگالے کے مالک ہو گئے بلال سین اس نسل کا ایک راجہ تہا۔ اس نے ۳۵ برس سلطنت کی۔ اور اپنا دربار سرنوگرم۔ ندیا۔ اور گور مین کرتا رہا۔ اس کے بعد اوس کا بیٹا لچھمن سین بھی بڑا ذی اختیار بادشاہ ہوا۔ اور عرصۂ دراز تک راج کرتا رہا۔ آخر ۱۱۹۵ء مین بختیار خلجی نامی ایک مسلمان افسر صرف اٹھارہ لشکریون کے ساتھ گھوڑون کا تاجر بنکر داخل ندیا ہوا۔ محل شاہی تک وہ بلا مزاحمت چلا گیا۔ اور ایسے وقت اندر گھس پڑا جب لچھمن سین کہانا کہا رہا تہا۔ چونکہ نجومیون نے پہلے ہی سے پیشین گوئی کی تھی کہ مسلمان عنقریب تمہارا راج لینے والے ہین۔ بختیار اور اوس کے ہمراہیون کا شور وغل سنتے ہی اس پر ایسا خوف طاری ہوا کہ محل کے چور دروازے سے فوراً بھاگ کھڑا ہوا۔ غرض اُس نے ایک کشتی کی۔ اور مشرقی بنگالے کی طرف بھاگا۔ وہ فوج جسے بختیار خلجی نے آس پاس کہین جنگل مین چھپا رکہا تھا۔ باہر نکل آئی۔ اور بنگالے کے دارالسلطنت پر قبضہ کرلیا۔ مشرقی اور جنوبی بنگالے مین ہندون نے اسکے بعد بھی ایک سو برس تک اپنے اختیارات قایم رکہے۔

اب ہم یہان پر دارالسلطنت اندرپت و دہلی کے ہندو فرمانروا ؤن کا ایک تفصیلی نقشہ راجہ جدشٹھر سے رائے پتھورا تک تاریخ سلسلۃ الملوک مولفہ ڈاکٹر سر سید احمد خان مرحوم سے نقل کرتے ہین جس سے جملہ راجگان ہندوستان کے نام و سال جلوس اور مدت سلطنت وغیرہ کی توضیح و تصریح معلوم ہوجائیگی گو دوسری تواریخ مین بھی راجگان ہندوستان کی فہرستین مندرج ہین۔ لیکن ایک دوسرے مین بہت کچہ اختلاف ہے۔ ہمارے خیال مین تو نقشۂ ذیل بہ نسبت اون فہرستون کے نہایت معتبر و مستند معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثر اصحاب کو اس سے اتفاق بھی ہے۔ مگر اس نقشہ کے درج کرنے سے قبل ہم کو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندؤن کا اعتقاد و پیدائش عالم اور زمانۂ طوفان و اختلاف و مطابقت سنین وغیرہ کے حالات کی تفصیل و صراحت و وضاحت کے ساتھ کردیجائے

تاکہ ہمارے معزز ناظرین کے سمجھنے مین آسانی ہو۔ اور کوئی مشکل باقی نہ رہے۔

اول یہ کہ ہندو زمانۂ قدیم کو مانتے ہین۔ اور بہت پرانی تاریخون کا ذکر اور نہایت پرانے حالات بیان کرتے ہین۔ مگر طوفان نوح کے قائل نہین ہین۔

اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ سلسلہ اب عالم مین ہے وہ سب طوفان نوحؑ کے بعد کا ہے۔

اب اس اختلاف کے باعث ہندؤن کی تاریخ کی صحت کیونکر ہوسکتی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے طوفان نوح کا حال بیان کرنا چاہئے۔

واضح ہو کہ چار قومین مشتبہ بالکتاب ہین (یعنے اگرچہ اپنے پاس اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب بتاتے ہین لیکن ہم لوگ اسکو نہین مانتے) اور حضرت نوحؑ کے طوفان کے قائل نہین۔ ایک ہندو (جنکی تاریخ ہم بیان کرتے ہین) دوسرے خطا اور چین والے۔ تیسرے مجوسی (یعنے پارسی آگ کے پوجنے والے) چوتھے اگلے زمانہ کے ترک۔ باقی وہ چار قومین جن پر اللہ نے کتاب نازل کی وہ سب طوفان کے قائل ہین۔

ایک وہ لوگ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اگلے نبیون کی امت مین تھے۔ دوسرے یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت والے۔ تیسرے مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت والے۔ چوتھے مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت والے۔

بعضے مجوسیون نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ طوفان تمام عالم مین نہ تھا۔ بلکہ صرف بابل اور اسکے قرب وجوار مین تھا۔ اور عقبہ حلوان سے جو مدائن مین کا ایک شہر عراق عرب مین بغداد اور اصفہان کے بیچ مین ہے۔ طوفان نے تجاوز نہین کیا۔ اسی سبب سے کیومرث کی اولاد جو مشرق مین رہتی تھی۔ طوفان سے بچ گئی۔ اسیطرح ترک اور ہند اور چین والے بھی کہہ سکتے ہین مگر یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ توریت مقدس سے ثابت ہوتا ہے کہ طوفان تمام عالم مین تھا۔ چنانچہ توریت مقدس کے رسالۂ پیدائش کے ساتوین باب کے انیسوین درس مین لکھا کہ پانی نے زمین پر بہت سے بہت غلبہ کیا۔

کہ جتنے اونچے پہاڑ آسمان کے نیچے تھے سب چھپ گئے۔ اور اسی باب کے تیئسوین درس مین لکھا ہے کہ خدا نے چاہا کہ تمام کائنات جو زمین پر ہے انسان اور چوپایہ اور حشرات اور پرند۔ جانور سب کو زمین پر سے مٹادے۔ صرف حضرت نوحؑ اور اون کے ساتھہ کشتی مین تھے بچ گئے۔ ہندؤن کی تاریخ جو پانچ ہزار برس پہلے کی ہے وہ تو ایک افسانہ سا معلوم ہوتا ہے۔ الّا پانچ ہزار برس کی تاریخ جو ہم لکھتے ہین قریب القیاس اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ بھی اوسی پر دلیل ہے کہ طوفان کے بعد جو حال ہے وہ صحیح اور اوس سے پہلے کا بطور کہانی ہے۔

اب یہ بات قابل بیان کے رہگئی کہ طوفان کو کتنی مدت ہوئی۔ خاص مسلمانون کے مذہبی کتابون مین طوفان کی مدت کا بیان نہین۔ الّا توریت مقدس مین کہ جسکو مسلمان بھی مانتے ہین۔ عالم کی پیدایش اور طوفان کا مذکور ہے۔ توریت مقدس کی کتابین جو پائی جاتی ہین تین ہین۔

ایک توریت سامریہ جسکو انگریزی مین سمارٹین کہتے ہین۔ دوسری اصل عربی۔ تیسری یونانی۔ جس کو انگریزی مین سپتواجنٹ کہتے ہین۔ ان تینون توریتون سے مدت پیدایش عالم اور زمانہ طوفان کا مختلف نکلتا ہے مگر تاریخ والے یونانی توریت پر اعتبار کرتے ہین۔ کیونکہ اس توریت کا ترجمہ دوسو ستتر برس پہلے سن مسیحی سے بہتر علماء یہود نے بطلیموس ثانی کے لئے جو اسکندر کے بعد دوسرا بطلیموس ہے کیا تہا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کے بعد عبری توریت پر یہودیون کی دشمنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لانے کے سبب بہروسا نہین کرتے۔ اسی سبب ہم نے بھی جو طوفان کی مدت اختیار کی ہے۔ وہ یونانی توریت مقدس کے حساب پر درست ہے۔ چنانچہ اس مقام پر ہم ان حسابون کو بیان کرتے ہین۔

حساب توریت یونانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
ازہبوط آدم تا طوفان	۲۲۴۲	اس مدت مین دو سو سال کی زیادتی	ازظہور بخت نصر تا غلبۂ سکندر بر دارا۔	۴۳۴	
ازطوفان تا ولادت ابراہیمؑ	۱۰۸۱		اززمان سکندر تا ولادت مسیحؑ۔	۳۰۴	
ازولادت ابراہیمؑ تا وفات موسیٰؑ	۵۴۵		ازولادت حضرت مسیحؑ تا ہجرت	۶۳۱	
ازوفات موسیٰؑ تا ظہور بخت نصر	۹۷۹		ازہجرت تا الیوم ۱۹۰۶ء م سنہ ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	

جملہ میزان (۷۵۰۰)

اس حساب بموجب طوفان کو پانچہزار دوسو اٹھاون برس ہوے۔ اور یہ نقشہ جو ہندو فرمانروایان ہندوستان کا درج کیا جاتا ہے وہ طوفان سے دوسو ستائیس برس بعد کا ہے۔ ممکن ہے کہ اس مدت مین حضرت نوحؑ کی اولاد تمام عالم مین منتشر ہوگئی ہو۔ اور ہندوستان مین بھی آبسی ہو۔ کیونکہ طوفان کے ایک برس بعد بابل آباد ہوا۔ اور انسان عالم مین منتشر ہونے لگے۔ اور زبانون کی تبدیل شروع ہوگئی۔

حساب توریت سامریہ

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
ازہبوط آدم تا طوفان	۱۳۰۷		ازوفات موسیٰؑ تا ولادت حضرت مسیحؑ	۱۷۱۷	اس مدت مین سو برس کی زیادتی
ازطوفان تا ولادت حضرت ابراہیمؑ	۹۳۷		ازولادت حضرت مسیحؑ تا ہجرت	۶۳۱	
ازولادت ابراہیمؑ تا وفات موسیٰؑ	۵۴۵		ازہجرت تا الیوم ۱۹۰۶ء م سنہ ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	

جملہ میزان (۶۴۲۱)

اس حساب بموجب طوفان کو پانچہزار ایک سوچودہ برس ہوے۔ مگر اس توریت پر تاریخ والے بھروسہ نہین کرتے

کیونکہ اس توریت سے ثابت ہوا کہ ہبوط آدمؑ اور طوفان مین ایکہزار تین سو سات برس کا فاصلہ ہے۔ اور جب طوفان آیا تو عمر حضرت نوحؑ کی بالاتفاق چھہ سو برس کی تھی۔ اور حضرت آدمؑ کی عمر بالاتفاق نو سو تیس برس کی ہوئی۔ تو اس سے لازم آیا کہ حضرت نوحؑ نے دو سو برس تک حضرت آدمؑ کو دیکھا ہو۔ اور نیز اپنے آبا و اجداد سے ملاقات کی ہو۔ اور یہ نہین ہوا۔ اس سبب سے اہل تاریخ نے اس توریت کو چھوڑ دیا۔

حساب توریت عبرانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
از ہبوط آدمؑ تا طوفان	۱۶۵۶		از وفات موسیٰ تا ولادت مسیح	۱۴۱۷	اس حساب سے بموجب توریت کے کہ ہمارے ہاتھ مین ہے
از طوفان تا ولادت حضرت ابراہیمؑ	۲۹۲		از ولادت حضرت مسیح تا ہجرت	۶۳۱	
از ولادت ابراہیمؑ تا وفات موسیٰ	۵۴۵		از ہجرت تا الیوم ۱۹۰۰ء ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	

میزان جملہ (۶۱۲۵)

اس حساب بموجب طوفان کو چار ہزار چار سو انہتر ۴۴۶۹ برس ہوئے مگر اس توریت پر بھی تاریخ والے بھروسہ نہین کرتے کیونکہ اس توریت کے بموجب طوفان مین اور ولادت حضرت ابراہیمؑ مین دو سو بیالیس برس کا فاصلہ ہے اور طوفان کے بعد حضرت نوحؑ بالاتفاق ساڑھے تین سو برس زندہ رہے۔ اس سے لازم آیا کہ حضرت نوحؑ نے اٹھاون برس تک حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات کی ہو۔ اور یون نہین ہوا۔ کیونکہ حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ہودؑ کی امت ہوئی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی امت ہوئی۔ اس سبب سے اہل تاریخ نے اس توریت کو بھی چھوڑ دیا۔

علاوہ اس کے یونانی توریت کے اختیار کرنیکا بڑا سبب یہ ہے کہ کتب بنی اسرائیل مین خبر تھی کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام پانچ ہزار برس کے بعد چھٹے ہزار برس مین پیدا ہونگے۔ یہ خبر یونانی توریت کے حساب بموجب صحیح پڑتی ہے۔ اور اور توریتون کا حساب ٹھیک نہین آتا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے پیدا ہونے کے بعد یہودیون نے اپنی دشمنی سے زمانہ کی مدت کو کم کردیا۔ اس حکمت سے کہ جس زمانہ مین جو شخص پیدا ہوا تھا اس سے سو برس پہلے کی پیدائش بیان کی۔ مثلاً حضرت آدمؑ کی عمر دو سو تیس برس کی تھی۔ جب حضرت شیثؑ پیدا ہوئے۔ یہودیون نے بیان کیا کہ اس زمانہ مین حضرت آدمؑ کی عمر ایک سو تیس برس کی تھی۔ اسی طرح ہر جگہہ کمی کردی۔ کہ کسی کے عمر مین بھی کمی نہ ہوئی۔ اور زمانہ کی مدت کم ہوگئی۔ جب ایسا کر چکے تو کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ تو شروع پانچوین ہزار برس مین پیدا ہوگئے۔ اُن کی خبر تو چھٹے ہزار برس مین پیدا ہونے کی تھی۔

حساب مختار اہل تاریخ انگریزی۔

سال ماقبل سنہ مسیحی	نام واقعہ	زمانہ مابین الواقعتین	کیفیت	سال ماقبل سنہ مسیحی	نام واقعہ	زمانہ مابین الواقعتین	کیفیت
۴۰۰۴	ہبوط آدمؑ	۰		۳۳۱	غلبہ سکندر بر دارا	۴۱۶	
۲۳۴۸	طوفان	۱۶۵۶	موافق توریت عبری	۴	ولادت مسیحؑ	۳۲۷	
۱۹۹۶	ولادت ابراہیمؑ	۳۵۲	مخالف توریت سامری	۰	شروع سنہ مسیحی	۴	
۱۴۵۱	وفات موسیٰ	۵۴۵	" " "	۰	از شروع سنہ مسیحی تا الیوم سنہ ۱۹۰۶ء	۱۹۰۶	
۴۷۷	بخت نصر	۴۷۰					
جملہ میزان (۵۹۱۰)							

اس حساب بموجب طوفان کو چار ہزار دو سو چوبیس برس ہوے۔ مگر اس حساب پر بھی دو اعتراض ہوتے ہین

ایک یہ کہ تینون توریتون کے برخلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ اس حساب سے بھی حضرت مسیحؑ کی ولادت چھٹے ہزار دین برس مین نہین آتی۔ اس واسطے اس حساب کو بھی چھوڑ دیا۔

اب ہم بیان پر مزید صراحت کے لئے دوسرے علماؤن کے اقوال بھی لکھتے ہین۔ تاکہ ہمارے معزز ناظرینو کو ہبوط آدمؑ سے زمانہ ہجرت کے مابین مدت مین جو اختلاف ہے۔ وہ کما حقہ معلوم ہو جائے۔

مطابق قول ابوالحسن بن مسعود

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان نوحؑ تک	۲۲۵۶	اس وقت سے اسکندر رومی تک	۷۱۹
طوفان نوحؑ سے مولد ابراہیمؑ تک	۱۰۷۹	اُس وقت سے مولد عیسیٰؑ تک	۶۷۰
اُس وقت سے بنی اسرائیل تک	۵۶۰	اُس وقت سے خاتم الانبیا تک	۵۲۰
اُس وقت سے بنائے بیت المقدس تک	۶۵۶		

مطابق قول حسین خوارزمی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان نوحؑ تک	۱۰۵۷	موسیٰؑ سے داؤدؑ تک	۵۵۰۰
طوفان سے حضرت ابراہیمؑ تک	۱۲۴۰	داؤدؑ سے عیسیٰؑ تک	۱۲۰۰
ابراہیمؑ سے موسیٰؑ تک	۷۷۰	اُس وقت سے خاتم الانبیا تک	۶۲۰

مطابق قول تباتی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان تک	۲۲۴۲	اُس وقت سے داؤدؑ تک	۵۰۰
اُس وقت سے وفات نوحؑ تک	۳۵۰	اُس وقت سے عیسیٰؑ تک	۱۱۰۰
اُس وقت سے ابراہیمؑ تک	۲۲۴۶	اُس وقت سے مولد نبویؐ تک	۶۲۰
اُس وقت سے موسیٰؑ تک	۷۰۰		

مطابق قول حمزۂ اصفہانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط آدم سے طوفان نوحؑ تک	۱۰۵۶	اُس وقت سے بنائے بیت المقدس تک	۴۸۰
طوفان سے ابراہیمؑ تک	۱۸۹۲	اُس وقت سے بیت المقدس کی بربادی تک	۴۱۰
ابراہیمؑ سے وفات یعقوبؑ تک	۳۰۷	اُس وقت سے ظہور اسلام تک	۱۵۵۰

مطابق قول نصیر الدین طوسی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
بخت نصر سے اسکندر تک	۴۲۴	اُسوقت سے ہجرت خاتم الانبیا تک	۳۳۸
اُسوقت سے آغستوس تک	۱۹۷	اُسوقت سے یزدجرد تک	۱۰
اُسوقت سے آنتی یوخس تک	۱۶۶	اُسوقت سے ہلاکو تک	۶۲۶
اُسوقت سے دقیانوس تک	۱۴۷		

مطابق قول یہود

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
وفات آدمؑ سے نوحؑ تک	۱۰۵۰	اُس وقت سے سلیمانؑ تک	۴۸۰
نوحؑ سے ابراہیمؑ تک	۸۹۴	اُس وقت سے سکندر تک	۵۲۴
اُس وقت سے موسیٰؑ تک	۵۰۰	اُس وقت سے ہجرت نبویؐ تک	۹۲۴

دوم یہ کہ ہندوؤن کے ہان مہابھارت کے بعد کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی۔ اور اسی سبب سے اگلے راجاؤن کا حال نہین پایا جاتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین یہ رواج تھا کہ ہر ایک خاندان کا بھاٹ اور جگہہ ہوتا تھا۔ وہی اس خاندان کے حال اور نسب سے واقفیت رکھتا تھا۔ اور اس خاندان کا سلسلہ اپنی پوتھیون مین لکھہ رکھتا تھا۔ اور جو کچھہ اور حادثات ہوتے تھے۔ وہ بھی اوسی پوتھی مین داخل ہوتے تھے۔ یہ دستور اب تک قایم ہے۔ ہندوستان کے جتنے قدیم زمیندار اور راجہ ہین۔ سب کے خاندان کے بھاٹ اور جگہہ اب تک موجود ہین۔ اور بدستور اوس خاندان کا حال اپنی پوتھی مین اب تک لکھتے ہین۔ اور درحقیقت جو حال اوس خاندان کا اُس سے معلوم ہوتا ہے اور طرح پر معلوم ہونا ممکن نہین۔ اور یہی دستور فارس کے ملک مین بھی تھا۔ کیونکہ شاہنامہ مین جہان یہ مذکور آتا ہے کہ دہقان کہن سال نے یہ بات کہی۔ اس سے وہی بھاٹ اور جگہہ مراد ہے۔ جبکہ ہندوستان کی حکومت ضعیف ہوگئی۔ اور مسلمانون نے غلبہ پایا۔ تب اُن کے عہد مین ہندوستان کے راجاؤن کا سلسلہ درست کرنا چاہا اور پہلی پرانی پوتھیان اوہنے تلاش ہوے اور اون سے فارسی مین کچھہ کچھہ ترجمہ ہوا۔ ان تاریخ کی کتابون اور پوتھیون کے ترجمون مین کئی خرابیان واقع ہوئین۔

ایک یہ کہ مثلاً کسی تاریخ کے لکھنے والے کو کوئی پنہ پوتھی کا بابت کسی ایک خاندان کے نہین ملا تو اس کتاب مین سے وہ سارے کا سارا خاندان لکھنے سے رہ گیا۔

دوسری یہ کہ کسی پوتھی مین کسی راجہ کے اولاد کا مذکور تھا۔ حالانکہ وہ راجہ نہین ہوے۔ اور مسند حکومت پر

نہین بیٹھے۔ مگر تاریخ لکھنے والے نے ان سب کا نام سلسلۂ حکومت مین داخل کر دیا۔
تیسری یہ کہ مثلاً کوئی راجہ دو یا تین ناموں سے مشہور ہے۔ اسکو جدا جدا راجہ خیال کر کر اوسکا نام لکھدیا۔
چوتھی یہ کہ مدت سلطنت مین جسکے اسباب بہت متعدد خیال مین آسکتے ہین۔ اختلاف کیا ہے۔
جس نے اپنی کتاب مین سے کوئی خاندان سارے کا سارا حذف کر دیا ہے۔ اس نے تو مدت سلطنت حد سے
زیادہ بڑہادی ہے۔ اور جس کسی نے کچھ نام بڑہا دئے ہین اُس نے مدت گھٹادی ہے۔ پھر اوسپر بھی
حساب کرو تو وہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب یقینی غلط ہے۔ اور ان سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ کاتبون نے
ان تاریخون کو غلط کر دیا ہے کہ ایک کتاب دوسری کتاب سے نہین ملتی۔
مسلمان بادشاہون کے عہد مین جو کتابین تصنیف ہوئی ہین یہ عیب اون مین بھی ہے۔ کہ اکثر کاتبون
نے ان کتابون کو نہایت غلط کر دیا ہے۔ یہان تک کہ اگر ایک ہی کتاب کا کسی دوسرے نسخہ سے مقابلہ
کیا جاوے تو آپس مین بہت تفاوت نکلتا ہے۔ علاوہ اس کے خود تصنیف کرنے والون نے بھی
اسپر خیال نہین کیا۔ کہ جو سنہ اور سال ہم لکھتے ہین وہ حساب کی رو سے بھی ٹھیک آتا ہے یا نہین۔ ان
خرابیون پر خیال کرنے سے آدمی بہت حیران ہو جاتا ہے اور یقین جانتا ہے کہ ہندوؤن کی تاریخ کا
سلسلہ درست ہونا نہایت دشوار ہے۔ ہم نے اپنی دانست مین اپنے مقدور بھر ان سب باتون پر خیال کیا
اور جہان تک ہو سکا ان خرابیون کو درست کیا۔ اور جس جگہہ ہم نے راجاؤن کی مدت سلطنت اور سال
جلوس مین اختلاف پایا تو اس کتاب کی بات معتبر جانی کہ جسکی مدت سلطنت اور سال جلوس حساب کے
رو سے بھی صحیح آن کر پڑے۔
علاوہ اس کے بعض سن ایسے ہین کہ وہ نہایت مشہور ہین۔ اور اون مین غلطی کا احتمال نہین۔ جیسے
سمت بکرماجیت یا ساکہا سالیاہن۔ یا سال کلجگ۔ اس کے سوا بعضے ایسی تاریخین ہین۔ جو اُسی زمانہ
کے مکانات پر کندہ ہین جیسے کہ سلطان شہاب الدین غوری کے فتح کرنے کی تاریخ پر سپہ سالار قطب الدین ایبک

مسجد قوت الاسلام کے دروازہ پر کندہ ہے۔ اس قسم کے سال اور تاریخ کو ہم نے بطور مرکز کے قرار دیا اور جس حساب سے یہ تاریخین صحیح نکلین اُسی حساب سے ہم نے صحیح جانا غرض کہ ہم نے اس تاریخ کے لکھنے مین وہ سعی اور کوشش کی ہے کہ ہماری دانست مین اس سے زیادہ صحت متصور نہین الّا صحت نامون مین ہم مجبور ہوگئے کہ راجاؤن کے نامون کی صحت کما حقہ جیسا کہ ہم چاہتے تھے ویسی نہین ہوسکتی۔ علاوہ اس کے اصلی نام اور مشہور نام راجاؤن کے ہم نے اس کتاب مین لکھے ہین مگر ہم کو یقین ہے کہ ان نامون کے سوائے اور بھی نام راجاؤن کے مشہور ہون۔ الا ان کا احاطہ کرنا ایک امر دشوار ہے۔

تیسری یہ کہ اس کتاب مین ہندو راجاؤن کی جسقدر مدت سلطنت لکھی ہے وہ سب شمسی حساب سے ہے۔ اور مسلمان[1] بادشاہون کی مدت سلطنت قمری حساب پر ہے۔ کیونکہ تاریخ کی کتابون مین اسی قدر لکھا ہے۔ مگر امتداد زمانہ سب بحساب شمسی مندرج ہے۔

چوتھی یہ کہ مولف کتاب دستور العمل نے مدت سلطنت راجاؤن کی اُنیک پال تنور تک لکھی ہے۔ اس مین ماہ اور یوم کی کسرات جو قلیل تھی چھوڑ دی ہے۔ اور جو کسر تھی پوری کردی ہے۔ ہم نے بھی اسی دستور کو اختیار کیا۔ کیونکہ ان راجاؤن کا سلسلہ بلا کسرات بھی درست ہونا مشکل تھا۔ چہ جائیکہ اس مین حساب شہور اور ایام کا لکھا جاوے۔

پانچوین یہ کہ اس بیان پر یہ تصریح ہوئی ہے۔ کہ اگر کوئی سکہ کسی راجہ کا ہاتھ آوے اور جس قدر مدت سلطنت اُس راجہ کی اس کتاب مین لکھی ہے۔ اس سے ایک برس زیادہ کا سنہ اس سکہ مین

[1] یہان صرف ہندو راجاؤن کا نقشہ دیا جائیگا۔ اور مسلمان بادشاہون کا نقشہ مسلمان بادشاہون کے حالات کے آخر مین درج ہوگا۔ ۱۲ مولف

پڑا ہو تو اس کتاب کی غلطی خیال نہ کریں اور جان لیں کہ یہ ایک سن کی زیادتی اُس کسر کی بابت ہے جو واسطے سہولیت حساب کے چھوڑ دی گئی ہے۔

چھٹی یہ کہ اس کتاب میں جن سنون کا مذکور ہے۔ اُن کی تفصیل بقید مطابقت اس مقام پر لکھدیتے ہیں

جدول مطابقت سنین

نام سنہ	تعداد سال	نام سنہ	تعداد سال
طوفانی	۵۲۵۸	سمت بکرماجیت	۱۹۶۳
ساکھا راجہ جدھشٹر	۵۰۳۱	عیسوی	۱۹۰۶
سال کلجگ	۵۰۰۷	ساکھا سالباہن	۱۸۲۸
اسکندری	۲۲۱۹	ہجری قمری	۱۳۲۴

سلسلہ فرمانروایان دارالملک اندرپت و دہلی از ابتدائے راجہ جدھشٹر لغایت رائے پتھورا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اختیار زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱	راجہ جدھشٹر[۵۱]	راجہ پانڈ	۳۶ طوفانی راجہ جدھشٹر ۳۶ سال قبل شروع کلجگ	ہستناپور	۴۹۷۷	۳۶ سال بعد جنگ مہابھارت	کلجگ کے دسویں برس مطابق چھتیسویں سال جلوس جدھشٹر کے کرشن وتارنے وفات پائی اور راجہ جدھشٹر نے ریاست چھوڑ کر ہمالچل میں اپنے تئیں برف میں ڈال کر گلا دیا۔ راجہ جدھشٹر کی آجات سے تخت پر بیٹھا۔ اور سانپ کے کاٹنے سے مرگیا۔
۲	راجہ پریکچیت	ابھمن بن راجہ ارجن بن راجہ پانڈ	۳۶ سنہ جدھشٹر ۱۲ سال کلجگ	؍	۴۹۴۱	۶۰ سال	
۳	راجہ جنمیجہ	راجہ پریکچیت	۹۶ سنہ جدھشٹر	؍	۴۸۸۱	۸۵ سال	

[۵۱] یہاں پر راجہ جدھشٹر کے تفصیلی حالات اور اسکے بعد کے راجاؤں کا مذکرہ راجہ بکرماجیت تک جو مشل بے سر و پا کہانی اور غیر ضروری ہے

نمبر شمار	اسم راجہ و خطاب	نام راجہ	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۴	راجہ شتانیک عرف راجہ الشمید	راجہ جنمیجہہ	سنہ ۱۸۱ ہجری	ہستناپور	۴۷۹۶	۶۳ سال	
۵	راجہ شہسترانیک عرف راجہ اوہمن	راجہ الشمید	سنہ ۲۶۴	〃	۴۷۱۳	۸۸ سال	
۶	اشومی دھیج عرف راجہ جہاجی	راجہ اوہمن	سنہ ۳۵۲	〃	۴۶۲۵	۸۲ سال	
۷	اہمین کرشن عرف چترتہہ	راجہ جہاجی	سنہ ۴۳۴	〃	۴۵۴۳	۷۵ سال	
۸	نمی عرف راجہ دشت دان	چترتہہ	سنہ ۵۰۹	اول ہستناپور پھر کوشامبی پھر کانکرکوٹ کنکھل پھر ہستناپور	۴۴۶۸	۷۶ سال	گنگا کے چڑھاؤ سے ہستناپور رہ گیا۔ اس سبب سے اس راجہ نے پہلے دکن میں گوتمی ندی کے کنارے پر پرتشٹھان نامی اور پھر اندرپرست میں چلا آیا۔
۹	راجہ چکرعرف اوگرسین	دشت دان	سنہ ۵۸۵	اندرپت	۴۳۹۲	۷۹ سال	
۱۰	راجہ چترتہہ عرف سوگرسین	اوگرسین	سنہ ۶۶۴	〃	۴۳۱۳	۸۰ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۸)

ہونے کے ابتدا میں چھوڑ دیا گیا تہا۔ وہ یہان پر سلسلہ کے لئے ناظرین کے معلومات کے واسطے ہم اس نوٹ کے ذریعہ تحریر کرتے ہین۔ واضح ہو کہ یہ واقعات تاریخ مرآۃ السلاطین سے اخذ کئے گئے ہین۔ یعنے جب راجہ بچھرپ پانڈون کے دادا نے عالم عقبیٰ کی راہ لی تو اوس کا کوئی وارث نہ تہا۔ کارپردازون نے مشورہ کرکے سری بیاس جی (جسکے طول بقا اور فرشتونا مین قدرت الٰہی پائی جاتی تھی) کے ذریعہ مرحوم راجہ کے رانیون کو تین لڑکے پیدا کرائے پہلی رانی نے اُس سراپا جلال کے مشاہدہ کی تاب نہ لاکر آنکھہ بند کرلی تہی۔ اسلئے اسکو نابینا لڑکا پیدا ہوا جسکا نام دہرتراشت رکہا گیا۔ دوسری رانی اوس خورشید طلعت کی شعاع سے زرد ہوئی۔ اوس کا لڑکا زرد رنگ پانڈ نام ہوا۔ تیسرے بار مین لونڈی سے بدرنام کا ظہور ہوا۔ چونکہ بڑا لڑکا دہرتراشت نابینا اور بدر لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا تہا۔ لہذا پانڈ تخت نشین ہوا۔ یہ راجہ اکثر سیر و شکار مین مشغول رہتا تہا۔ اتفاقاً ایک روز وہ آہو نر و مادہ جنگل مین خوش خرامان کر رہے تھے۔ راجہ نے تیر چلہ مین جوڑ کر چلایا دونون گرے۔ درحقیقت یہ آہو نہ تھے کوئی تپسوی آہو کے قالب مین اپنی عورت سے دل لگی کر رہا تہا۔ نزع کی حالت مین اوسکی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ کہ اے خداوند

نمبر شمار	نام بادشاہ	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت حکومت	مدت سلطنت	حالات
۱۱	کیرتھ عرف سونتھہ	سورسین	۸۴۴ھ جیشٹھ	اندرپت	۴۲۳۳	۶۹ سال	
۱۲	برشت مان عرف رسمی یا سرلمجی	سونتھہ	۸۱۳ھ	〃	۴۱۶۴	〃	
۱۳	سوسین عرف راجہ برچھل	رسمی یا سرلمجی	۸۸۲ھ	〃	۴۰۹۵	۶۵ سال	
۱۴	راجہ سونتھہ عرف سکپال	راجہ برچھل	۹۴۷ھ	〃	۴۰۲۰	۶۲ سال	
۱۵	راجہ نرچک شو عرف نرہردیو	راجہ سکپال	۱۰۰۹ھ	〃	۳۹۹۸	۵۱ سال	
۱۶	سکھی نل عرف سوچ رتھہ	نرہردیو	۱۰۶۰ھ	〃	۳۹۱۷	۴۲ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۹)

جس رنگ سے اس نیرنگ ساز نے ہماری صحبت مین تفرقہ ڈالا۔ اوسیطرح یہ بھی زمانہ کی دورنگی دیکھے۔ مہاراجہ بدیسطرح کا پتا اور تخت سلطنت کو چھوڑکر جنگل مین عبادت کرنے لگا۔ اسکے بعد ایک روز اپنی عورت کنتی سے کہا کہ جو شخص بے اولاد مرتا ہے وہ دوزخ مین جاتا ہے۔ اور ہمارے مذہب مین جایز ہے کہ اگر بے اولاد یا جوانی پر قادر رہنو تو برہمن کے ذریعہ اولاد پیدا کرسکتا ہے چنانچہ بوجہ لاولدی ہم تینون بھائیون کی ولادت بھی بیاس جی کے ذریعہ ہوئی ہے۔ کنتی نے جوابدیا کہ جان جانا بہتر ہے مگر غیر مرد کی مقاربت ناممکن۔ ہان البتہ مجھے ایک ایسا افسون یاد ہے کہ جسے چاہون عالم ملکوت سے بلالون اور اوسکی مصاحبت سے اولاد حاصل کرون۔ اگر تمھاری رضا ہے تو اس ڈھب سے اولاد کا ہونا ممکن ہے۔ راجہ نے اجازت دی۔ رانی خلوت مین گئی راجہ باہر پاسبانی کرنے لگا۔ قدرت الٰہی سے رانی بامراد ہوکر باہر آئی۔ نو مہینے کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ جسکا نام جدھشٹر رکھا گیا۔ پھر دوسرا لڑکا بھی اسیطرح پیدا ہوا۔ جو بھیم سین کے نام سے موسوم ہوا۔ بھیم سین نہایت قوی ہیکل تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر جنگل مین شیر نکلا۔ کنتی مارے خوف کے بھاگی۔ لڑکا گود سے چھوٹ کر پتھر پر گرا۔ لڑکے کو تو کوئی صدمہ نہ پہنچا۔ مگر پتھر ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ تیسری مرتبہ رانی نے ارجن کو جنا۔ اور راجہ پانڈ کی دوسری زوجہ سے دو لڑکے نکل اور سہدیو توام پیدا ہوے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت فرمانروائی	مدت سلطنت	حالات
۱۷	پرتھو عرف راجہ بھوبت	سورج رتھ	سنہ ۱۱۰۲ جدشہٹر	اندرپت	۳۸۷۵	۵۸ سال	
۱۸	راجہ سونی	بھوبت	سنہ ۱۱۶۰	〃	۳۸۱۷	۵۶ سال	
۱۹	راجہ مہدہادے	راجہ سونی	سنہ ۱۲۱۶	〃	۳۷۶۱	۵۲ سال	
۲۰	ترپ لکھ عرف شرون چتر	مہدہادے	سنہ ۱۲۶۸	〃	۳۷۰۹	۵۶ سال	
۲۱	دودرتھ عرف بھیکم	شرون چتر	سنہ ۱۳۲۴	〃	۳۶۵۳	۴۸ سال	
۲۲	راجہ منی عرف سندر مہہ بادرتھ	راجہ بھیکم	سنہ ۱۳۷۳	〃	۳۶۰۵	۴۶ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰)

یہ پانچون بھائی صورت۔ سیرت۔ شجاعت۔ دلیری مین یکتائے روزگار تھے۔

ہستناپور مین سلطنت کا کام دھرتراشٹ انجام دیتا تھا۔ جب دھرتراشٹ کی بی بی حاملہ ہوئی تو وضع حمل کے وقت ایک گوشت کا لوتھڑا پیٹ سے نکلا۔ ہر ایک حیران تھا۔ تجویز ہوئی کہ اسکو باہر پھکوا دیا جائے۔ بیاس دیو نے آکر کہا کہ اس پارچۂ گوشت کو نظر سے دور نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے بہت سے بچے پیدا ہونگے۔ بعد ازان بیاس دیو نے اوس پارچۂ گوشت پر سرد پانی چھڑکا۔ فوراً اسکے سو ٹکڑے ہوگئے۔ ہر ایک ٹکڑے کو ایک ایک روغن کی ٹھلیا مین بحفاظت تمام رکھا گیا۔ بعد دو سال کے جب اون کو کھولے تو ہر ایک ٹھلیا سے ایک ایک لڑکا برآمد ہوا۔ سب سے بڑا درجودھن تھا۔ کہتے ہین کہ درجودھن ٹھلیا سے نکلتے ہی زمین کو پھاڑ کر گدھے کی طرح رینگنا شروع کیا۔ ان سو لڑکون کے سوا دوسری بی بی سے ایک لڑکا جمہ نامی پیدا ہوا۔ چنانچہ دھرتراشٹ کی اولاد ایک سو ایک تھی۔ ان سب مین بڑا درجودھن تھا اوسپر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا تھا۔ جب راجہ پانڈ نے دنیا کو چھوڑا تو اوسکی چھوٹی بی بی نعش کیساتھ ستی ہوئی۔ اور باقی پانچ لڑکون کو لیکر کنتی ہستناپور چلی آئی۔ اکثر لوگون نے ان لڑکون کو راجہ پانڈ کا ہونا قبول کیا۔ مگر بعضون نے انکار کیا۔ جنمین سے ایک درجودھن بھی تھا

نمبر شمار	نام مع لقب	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۲۳	بزمدر تہہ عرف راجہ دسوان	راجہ بدارتہہ	۱۴۱۸ء سنہ ۸۱۸ھ	اندرپت	۳۵۵۹	۴۵ سال	
۲۴	سوہاس عرف ادنی پال یا روپال	راجہ دسوان	سنہ ۱۴۶۳ء	〃	۳۵۱۴	〃	
۲۵	شتانیک عرف ابھی دہر	ادنی پال	سنہ ۱۵۰۸ء	〃	۳۴۶۹	۵۱ سال	
۲۶	دردمن عرف ونڈپان	راجہ ابھی دہر	سنہ ۱۵۵۹ء	〃	۳۴۱۸	۳۹ سال	
۲۷	بھیم ز عرف جل آے	ونڈپان	سنہ ۱۵۹۸ء	〃	۳۳۷۹	۴۲ سال	

جو کہتا تہا کہ راجہ پانڈ نے بسبب ناامیدی کی بددعا کے عورت کی مقاربت چہوڑ دی تہی۔ پہر یہ اولاد کیسے ہوئی۔ فوراً آسمان سے آواز آئی کہ یہ راجہ پانڈ کے لڑکے ہین۔ اور فرشتون کے ذریعہ عالم وجود مین آئے ہین۔ اسی آواز کے ساتہہ آسمان سے ان پانچون بہائیون کے سر پر پہول کی بارش ہوئی۔ اور نوبت و نقارے کی آواز بہی آنے لگی۔ اس کے بعد سب نے ان لڑکون کو راجہ پانڈ کی اولاد سمجہنے لگے۔ پہکم بتامہ جو راجہ پانڈ کا چچا تہا ان لڑکون کی تعلیم و تربیت کرنا شروع کیا۔ اور لایق و ہوشیار استادون کو مقرر کیا۔ چنانچہ تہوڑے ہی عرصہ مین یہ پانچون بہائی ہر ایک علم و ہنر مین طاق اور شہرۂ آفاق ہوگئے۔ چنانچہ جدہشٹر نہایت خوشخو اور نیک رو تہا۔ بہیم کشتی گیری اور گرز افگنی مین بےنظیر تہا۔ ارجن تیراندازی مین اپنا ثانی نرکہتا تہا۔ نکل اور سہدیو بہی تیغ زنی اور فنون سپہ گری مین بےمثل تھے۔ دہرتراشٹ کے بیٹے درجودہن کو ان بہائیون پر رشک آتا تہا۔ مگر بہیم سین کی طاقت سے خوفناک رہتا تہا۔ اور اکثر موقعون پر درجودہن بہیم سین کو مارنا چاہا۔ زہر دیا۔ دریا مین ڈالا۔ مگر بفضل الٰہی بہیم سین کا بال بیکا نہوا۔ آخر دہرتراشٹ نے جدہشٹر کی حسن لیاقت کو دیکہکر اپنا ولیعہد کیا۔ درجودہن کو برا معلوم ہوا۔ باپ سے شکایت کی۔ دہرتراشٹ نے بپاس خاطر اپنے بیٹے کے نصف ملک جدہشٹر کو اور نصف ملک درجودہن کو کر دیا۔ اور جدہشٹر کو حکم دیا کہ مع اپنے بہائیون کے شہر برناوہ مین مقیم ہو۔ درجودہن نے اپنے ہواخواہون کو حکم دیا کہ شہر برناوہ کے مکانات گوند اور رال سے تعمیر کرین

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	دار السلطنت	سال جلوس	مدت سلطنت	حالات
۲۸	وندھیاپانی عرف شانتانیک یا دشت پال	دربل سائے	اندرپت	۱۶۴۳ء جد شہر	۳۶ سال	
۲۹	راجپتی عرف کہیم پال	شانتانیک	〃	۱۶۷۹ء	۵۸ سال ۳۳۱۰	
۳۰	کشتی تک عرف راجہ کہین	کہیم پال	〃	۱۷۳۴ء	۴۹ سال ۳۲۴۳	شیش دیون نے چندر بنسیوں کی قوم کو اکیذ اجاتہ سے اسی برس حکومت کی۔ آخر کو بسرادہ وزیر نے راجہ کہین کو مارا اور گدی پر بیٹھا۔
۳۱	راجہ بسرادہ	۰	〃	۱۷۸۳ء	۱۷ سال ۳۱۹۴	
۳۲	سورج سین	بسرادہ	〃	۱۸۰۰ء	۴۳ سال ۳۱۷۷	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۲)

جب پانڈو وہان مقیم ہون تو ان مکانون کو آگ دیدین تاکہ یہ سب جل کر راکھ ہوجائین۔ القصہ جب پانڈو وہان پہونچے تو یہ فریب اون پر ظاہر ہوگیا۔ چنانچہ خود ہی مکانون کو آگ لگاکے نقب کے راستہ سے باہر نکل گئے۔ قضا کا ایک بھیل کی عورت معہ پانچ بچون کے اوسمین جل گئی۔ جاسوسون نے ان لاشون کو پانڈوؤن کے لاشین تصور کرکے درجودہن کو خوشخبری دی۔ پانڈوؤن نے مکان سے نکلتے ہی جنگل کی راہ لی۔ سیر و شکار کرتے ہوئے شہر کمپلہ مین پہونچے۔ جہان کا راجہ دروپد تہا۔ اوس کی لڑکی نہایت حسین اور صاحب جمال تہی۔ اوس زمانہ مین اُس لڑکی کا سوئمبر تہا۔ تمام دنیا کے راجہ جمع تھے۔ راجہ دروپد نے ایک شہتیر میدان مین کہڑا کرکے ایک طلائی مچھلی اوسپر آویزان کرائی تھی۔ اور شہتیر کے نیچے ایک دیگ کلان مین روغن بھرکر رکہا تہا۔ اور اوس کے سامنے ایک زبردست کمان معہ تیر رکہی ہوئی تھی۔ شرط یہ تہی۔ کہ جو شخص اس کمان کا چلہ چڑہاکر اُس شہتیر کی طلائی مچھلی کو مارکر دیگ مین گرائیگا۔ وہ اس حسین و مہ جمال لڑکی کا مالک و خاوند ہوگا۔ مگر کسی کی جرات نہ پڑہی۔ آخر ارجن نے تیر لگایا اور مچھلی تڑپ کر دیگ مین گری۔ شرط پوری ہوئی۔ دروپدی کا عقد ارجن کے ساتہہ کردیا گیا۔ اس لڑکی کے تقدیر مین پانچ شوہر لکہے تھے۔ اس لئے اپنی ماں کے ارشاد بموجب پانچون بہائیون نے اوسکو اپنی زوجیت مین قبول کیا۔ اور

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	استادرزاد	مدت سلطنت	حالات
۳۳	راجہ بیرساہ	سورج سین	سنہ ۱۸۴۳ جد ششم	اندرپت	۳۱۳۴	۵۳ سال	
۳۴	راجہ انیک ساہ یارب سین	بیرساہ	سنہ ۱۸۹۶	〃	۳۰۸۱	۴۸ سال	
۳۵	راجہ ہرجیت یا پترسال	راجہ انیک ساہ	سنہ ۱۹۴۴	〃	۳۰۳۳	۳۶ سال	
۳۶	راجہ دربہہ یا نرمینیت	راجہ ہرجیت	سنہ ۱۹۸۰	〃	۲۹۹۷	۴۴ سال	
۳۷	راجہ سدھی پال یا راجہ ہرجیت	راجہ دربہہ	سنہ ۲۰۲۴	〃	۲۹۵۳	۳۰ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۳)

ہر ایک نے ستر ستر روز کی باری مقرر کی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ہستناپور پہونچی۔ اور معلوم ہوا کہ پانڈو ابھی زندہ ہین۔ اور دروپدی سے شادی کی ہے۔ راجہ دہرتراشٹ نے اون کو بلا کر دوبارہ سلطنت کے دو حصے کر کے نصف اپنے بیٹے کورؤن کو اور نصف پانڈؤن کو عطا فرمائی۔ اور تاکید کی کہ باہم اخلاص و محبت سے رہین۔ اور پانڈوؤن کو اجازت دی کہ دریائے جمن کے کنارے شہر اندرپت مین مقیم ہون۔ جسے اب دہلی کہتے ہین۔ جب راجہ جدشٹر اندرپت مین پہونچا تو اوس کو از سر نو رونق دی۔ اور اکثر ملک تسخیر کئے۔ دولت و حشمت خوب پیدا کی۔ جب ان امور ملکی سے فراغت پائی۔ راجہ سورجگ کا انتظام کیا۔ راجہ سورجگ کا معنی یہ ہے کہ تسم قسم کے کھانے ہزارہا برہمنون کو کھلائے جاتے ہین۔ اور چاندی سونے کے برتن خیرات کئے جاتے ہین۔ اور طرح طرح کے عطریات وغیرہ سے ہوم کیا جاتا ہے۔ عمدہ جگ یہ ہے کہ تمام روئے زمین کے راجہ اس مین شریک ہو کر آب کشی اور طعام پزی وغیرہ کی خدمتین اپنی ذات سے کرتے ہین۔ اور یہ عبادت اوس شخص کو نصیب ہوتی ہے کہ جسکے زیر حکومت سارے دنیا کے حاکم ہون۔ بہرحال راجہ جدشٹر نے جگ کا انصرام کیا تو راجہ درجودہن بھی شریک ہوا۔ اور اس دولت خداداد کو دیکھکر ناسور کہن پھر آنکلا۔ تیغ عداوت نے پرانے زخمون کو ادھیڑ کا دیا۔ جبوقت رخصت ہو کر

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	استداد زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۳۸	راجہ ہرست یا راجہ دربہ	راجہ سدھی پال	۲۰۵۴ سنہ جدہشٹر	اندرپت	۲۹۲۳	۴۳ سال	
۳۹	راجہ سنجی	راجہ ہرست	۲۰۹۷ سنہ	〃	۲۸۸۰	۳۲ سال	
۴۰	راجہ امرجودہ	راجہ سنجی	۲۱۲۹ سنہ	〃	۲۸۴۸	۲۷ سال	
۴۱	امین پال یا راجہ بلارکھ	راجہ امرجودہ	۲۱۵۶ سنہ	〃	۲۸۲۱	۲۳ سال	
۴۲	راجہ سرودہے	راجہ امین پال	۲۱۷۹ سنہ	〃	۲۷۹۸	۴۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۴) اپنے دارالخلافت ہستناپور مین پہونچا تو اپنے مصاحبون سے مشورہ کیا اور کہا کہ کسیطرح راجہ جدہشٹر کو زوال پہونچانا چاہئے۔ نالایق مصاحبون نے یہ رائے دی۔ کہ قمار بازی کا نقشہ جمانا چاہئے۔ اور اُس ترکیب سے سارا کھیل بگاڑکر اون کو زک دیا جائے۔ چنانچہ یہ بات مستحکم ہوئی۔ اور راجہ درجودہن نے راجہ جدہشٹر کو دعوت دیکر ہستناپور بلایا۔ پہلے پہلے لطف و محبت سے پیش آیا۔ بعدازان مجلس قمار آراستہ ہوئی۔ ہار جیت شروع ہوئی۔ راجہ جدہشٹر کو سوائے ہار کے جیت کا پانسا تو ایک بھی نہ پڑا۔ چنانچہ ملک و دولت کے علاوہ اپنے چارون بھائی اور دروپدی بلکہ خود کو بھی ہار بیٹھا۔ پھر کیا تھا۔ درجودہن کی مراد بر آئی۔ لیکن اسپر بھی چین نہ آیا۔ آخر بازی یہ قرار پائی کہ جو شخص ہارے۔ وہ بارہ برس معہ اپنے بھائیون کے جنگل مین رہے۔ اور جیت کی صورت مین اپنا ملک و مال واپس لیوے۔ مگر مقدر تو برائی پر تھے۔ راجہ جدہشٹر نے یہ بھی بازی ہاری۔ اور اپنے بھائیون کو معہ دروپدی کے ساتھہ لیکر جنگل کی راہ لی۔ پورے بارہ ۱۲ سال صحرانوردی کی۔ بعد گذرنے مدت معہودہ کے درجودہن کو کہلا بھیجوایا۔ کہ ہمارا نصف ملک اور مال واپس دے۔ اگر اس مین کچھہ عذر ہو تو بالفعل رفع ضرورت کے لئے صرف پانچ موضع۔ کیتھل۔ کرنال۔ اندری۔ برناوہ۔ اندرپت دیئے جائین۔ ورنہ جنگ کے لئے تیار رہے۔ درجودہن نہایت مغرور تھا۔ صلح کی کوئی بات نہ سنی جنگ پر آمادہ ہوا۔ کورکھیت (جسکا اب تھانیسر

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	استمرار زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۴۳	راجہ پدارتھ	راجہ سرودھی	۲۲۲۶ سنہ بیشمہ	اندرپت	۲۷۵۱	۷۵ سال	
۴۴	راجہ بہبل	راجہ پدارتھ	۲۲۵۱ سنہ	〃	۲۷۲۶	۳۲ سال جملہ ۵۰۰ سال	چودہ آدمیون نے پانسو برس تک حکومت کی۔ آخیر کو بیرباہو وزیر نے راجہ بہبل کو مارا۔ اور آپ گدی پر بیٹھا۔
۴۵	راجہ بیرباہ	۰	۲۲۸۳ سنہ	〃	۲۶۹۴	۳۶ سال	
۴۶	مرار سنگھ	بیرباہ	۲۳۱۹ سنہ	〃	۲۶۵۸	۳۸ سال	
۴۷	شترگھن یا شترگھن	مرار سنگھ	۲۳۴۷ سنہ	〃	۲۶۳۰	۲۱ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۵) کہتے ہین) کے مقام پر معرکۂ رزم ٹھہرا۔ اٹھارہ کوس تک صف کارزار آراستہ ہوئی کہتے ہین کہ طرفین کے لشکر کی تعداد ۱۹ لاکھ ۲۸ ہزار ایک سو ساٹھ نفر سوائے فیل اور اسپ وغیرہ حیوانات کے تھی جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مارے گئے۔ بجز ۱۱ نفر کے کوئی نہ بچا یعنے پانچون بھائی پانڈوان اور ایک کشن دوسرا ساتگ جادو یہ سات آدمی پانڈوون کے جانب کے۔ اور چار آدمی یعنے کرودستاد کرپا چارج برہمن۔ اور درونہ چارج کا لڑکا اسوتھاما ان۔ اور کیرت برما جادو اور ججیش کوردن کے طرف کے جملہ ۱۱ نفر زندہ رہے۔ غرضکہ یہ جنگ کوروں اور پانڈوون کی نہایت عظیم الشان ہوئی۔ جسکی نظیر اوس وقت سے ابتک نہین ملتی اور نہ آیندہ ملنے کی امید ہے۔ گو راجہ جدہشٹر نے فتح پائی۔ مگر اس قدر خونریزی سے سخت متالم و متاسف ہوا۔ ارادہ کیا کہ ترک سلطنت کرے۔ مگر بھیکم پتامہ جو ہنوز مجروح و نیمجان تھا۔ اس ارادے سے باز رکھا۔ چنانچہ بھیکم پتامہ کی فہمایش سے راجہ جدہشٹر نے تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ اور بیاس دیو کے حکم سے اسومیدھ جگ کی تیاری کی۔ اس جگ کی حالت یہ ہے کہ ایک گھوڑا تیز رفتار و عمدہ مطلق العنان چھوڑ دیا جاتا ہے اور تمام عالم مین اوس گھوڑے کو پھراتے ہین۔ جس سرزمین مین وہ گھوڑا پہونچتا ہے۔ وہان کا حاکم اوس کا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ دنیا	مدت سلطنت	حالات
۴۸	مہاپت یادھنی پت	شترکن	سنہ ۲۳۶۸ جدہشٹر	اندرپت	۲۶۰۹	۳۵ سال	
۴۹	مہابل	مہی پت	سنہ ۲۳۹۳	〃	۲۵۸۴	۱۴ سال	
۵۰	سروپ دت	مہابل	سنہ ۲۴۳۴	〃	۲۵۴۳	۲۸ سال	
۵۱	متر سین	سروپ دت	سنہ ۲۴۶۳	〃	۲۵۱۵	۲۴ سال	
۵۲	راجہ سکھ دان	راجہ متر سین	سنہ ۲۴۸۶	〃	۲۴۹۱	۱۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۶) استقبال کرتا ہے۔ اگر کوئی حاکم استقبال نکرے تو اوس سے جنگ کیجاتی ہے۔ جب اوس گھوڑے کا روکنے والا تمام دنیا مین کوئی نہین ہوتا ہے تو یہ جنگ سرانجام پاتا ہے۔ الحاصل راجہ جدہشٹر نے یہ جگ بھی نہایت عزت و وقار سے تکمیل کو پہونچایا۔ جب کلجگ کا زمانہ شروع ہوا تو اپنے بھتیجے کے بیٹے پریچیت بن ابھمن بن ارجن کو گدی نشین کرکے خود معہ اپنے بھائیون و دروپدی کے جنگل کو سدھارا ایک عرصہ تک ٹھٹہ ملتان۔ و پنجاب کی سیر کی۔ بعد ازان ہر ایک نے اپنے بدن کو برف مین گلا دیا۔

ہندوؤن کے اعتقاد مین زمانہ کی گردش کا مدار چار دور پر ہے۔ اول ست جگ ۱۷ لاکھ ۸ ہزار برس اسکی گردش مین امیر و فقیر چھوٹے بڑے سب راست باز اور نیک خصلت پرہیزگار ہوتے ہین۔ اور اون کی زندگانی کی مقدار ایک لاکھ برس ہے۔ دوم ترتیا ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار برس۔ اس عہد مین بہ نسبت اول کے ہر امر کا دسوان حصہ رہتا ہے جیسے کہ عمر کل دس ہزار برس رہجاتی ہے۔ سوم دواپر ۸ لاکھ ۶۴ ہزار برس بہ نسبت ترتیا کے نوحصہ زائل ہوتے ہین۔ عمر ہزار برس کی ہوتی ہے۔ چہارم کلجگ ۴ لاکھ ۳۲ ہزار برس اس عہد مین عمر و قوت اور نکوکاری سے دسوان حصہ رہ جاتا ہے۔ عمر طبعی سو برس کی ہوتی ہے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۵۳	راجہ جیت مل	راجہ سکھ دان	سنہ ۲۵۰۰ جدشہ	اندرپت	۲۴۷۴	۲۹ سال	
۵۴	راجہ بال سنگھ	راجہ جیت مل	سنہ ۲۵۳۲	〃	۲۴۴۵	۴۰ سال	
۵۵	راجہ کلمنی	راجہ بال سنگھ	سنہ ۲۵۷۲	〃	۲۴۰۵	۴۲ سال	
۵۶	راجہ شترمردن	راجہ کلمنی	سنہ ۲۶۱۴	〃	۲۳۶۳	۹ سال	
۵۷	راجہ جیون جات	راجہ شترمردن	سنہ ۲۶۲۳	〃	۲۳۵۴	۲۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۷) یہ زمانہ گذشتہ تینون دور سے نہایت زبون ہے۔ پانڈو اخیر زمانہ دواپر مین تھے۔ جب کلجگ شروع ہوا۔ اہل عالم کی وضع اور طور مین خلل واقع ہونے لگا۔ چنانچہ تمثیلاً اوسی زمانہ کا ایک قصہ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص نے ہستناپور مین ایک مکان خریدا جب اوسکو توڑکر از سر نو بنوانا چاہا تو زمین مین سے بے شمار دفینہ نکلا۔ مشتری نے بایع کو اطلاع دی کہ مین نے مکان خریدا تھا۔ دفینہ جو نکلا ہے۔ وہ تیرا مال ہے لیجا۔ بایع یہ کہتا تھا کہ مین نے مکان سمیت اوس کے حق مرافق کے فروخت کیا ہے۔ جو کچھ اُسمین سے نکلا ہے وہ تیرا مال ہے۔ چنانچہ یہ جھگڑا راجہ جدشٹر کے پاس آیا۔ راجہ نے اوس دفینہ کو چند سے بمد امانت خزانہ مین رکھا۔ جب کلجگ شروع ہوا تو وہ مشتری اور بایع برخلاف سابق کے اوس دفینہ کو حاصل کرنے کی فکر کرنے لگے۔

الحاصل پرچھت تخت پر بیٹھ کر داد و دہش مین مصروف ہوا۔ یہ راجہ بھی اپنے بزرگون کی طرح شکار دوست تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شکار مین لشکر سے دور ہوگیا۔ پانی کی تلاش مین دوڑ دھوپ شروع کی۔ اتفاقاً ایک فقیر نظر آیا۔ جو یاد خدا مین مستغرق تھا۔ راجہ گھوڑے سے اُتر کر پانی کا خواستگار ہوا۔ مگر وہ فقیر اپنے استغراق مین ایسا محو تھا کہ سر تک نہ اوٹھایا۔ راجہ کو غصہ آیا۔ کسی گوشہ مین ایک مردہ

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	اعتماد دیانہ	مدت سلطنت	حالات
۵۸	راجہ پریکھت	راجہ چھوجات	۲۶۵۸ بدبنٹ سنہ	اندرپت	۲۳۲۷	۴ سال	
۵۹	راجہ بیرسین	راجہ پریکھت	سنہ ۲۶۶۴	〃	۲۳۱۳	۳۵ سال	
۶۰	راجہ اودپت	راجہ بیرسین	سنہ ۲۶۹۹	〃	۲۲۷۸	۴۴ سال جملہ ۴۴۰ سال	سولہ آدمیون نے ۴۴۰ برس تک حکومت کی آخر کو وہرنی دیہر وزیر نے راجہ اودپت کو مارا اور آپ گدی پر بیٹھا۔
۶۱	راجہ وہرنی دیہر	۰	سنہ ۲۷۴۳	〃	۲۲۵۴	۳۳ سال	
۶۲	راجہ سین دیج	راجہ وہرنی دیہر	سنہ ۲۷۶۶	〃	۲۲۱۱	۵۶ سال	
۶۳	مہی کنٹک	سین دیج	سنہ ۲۸۲۲ بدبنٹ سنہ ۱۰ اسکندری	اندرپت دل بعد دہلی	۲۱۵۵	۴۱ سال	یہ راجہ اسکندر رومی کا ہمعصر تھا اور اسی نامور کے زمانہ میں مشرق میں راجہ وہوا راجہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ اوس نے ہمایوں دہلی کے راجہ فتح کرکے راجاؤن کے تاجدار تھے۔ اسی سبب سے راجہ وہوا نے اپنے نام پر اندرپت میں دہلی شہر بسایا۔ اور اصلی نام دہلی کا وہوا ہے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۸)

سانپ پڑا تھا۔ گوشۂ کمان سے اوٹھا کر وہ سانپ اوس فقیر کے گلے مین ڈال دیا۔ اور آپ اپنے لشکر کی راہ لی۔ اُس فقیر کا ایک بیٹا سنگی نام کسی دوسرے مقام پر عبادت کرتا تھا۔ کسی نے اوسے جاکر کہا کہ راجہ پریکھت نے تیرے باپ کی گردن پر مردہ سانپ ڈال دیا ہے۔ یہ سنتے ہی اوس نے پیچ و تاب کھایا اور بد دعا دی کہ راجہ پریکھت تچھک کے کاٹ سے ایک ہفتہ مین نابود ہو۔ جب اوس فقیر کو اپنے بیٹے کے اس بد دعا دینے کی کیفیت معلوم ہوئی تو نہایت افسوس کیا اور راجہ کو خبر کردی کہ ایک ہفتہ برابر ہوشیار رہے۔ چنانچہ راجہ نے دریائے گنگ مین ایک ستون بنواکر اوس پر عمارت تیار کیا اور معہ اپنے لواحقین کے وہان رہنے لگا۔ گروہ دعا قبول ہوچکی تھی۔ اسلئے تچھک مار انسان کی صورت ہوکر راجہ پریکھت کے کاٹنے کو چلا۔ راستہ مین ایک دھنتر نام حکیم سے ملاقات ہوئی۔ جو سانپ کے زہر کو دور کرسکتا تھا۔ اور اس واقعہ کو سنکر راجہ پریکھت کے پاس جارہا تھا تچھک نے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	استاد و زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۶۴	مہاجودہ	جی کشنک	۲۸۶۳ سنہ جدید بشٹر	دہلی	۲۱۱۲	۴۵ سال	
۶۵	بیرناتھ	مہاجودہ	۲۹۰۸ سنہ	؍	۲۰۶۹	۲۸ سال	
۶۶	جیون راج	بیرناتھ	۹۳۶ سنہ	؍	۲۰۴۱	۴۵ سال	
۶۷	اودی سین	جیون راج	۲۹۸۱ سنہ	؍	۱۹۹۶	۳۷ سال	
۶۸	راجہ انند جک	اودی سین	۳۰۱۸ سنہ	؍	۱۹۵۹	۵۳ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۹) اوس کو جواہر دیکر واپس کردیا۔ اور آپ اپنے لڑکون کو برہمنون کی صورت بنا کر ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک پہل رکھا۔ اور خود ایک چھوٹا سا کیڑہ بنکر ایک میوہ کے اندر جا چھپا۔ اور اس حالت سے راجہ کی محفل مین پہونچا۔ اور راجہ پریچہت کو کاٹکر اوس کا خاتمہ کیا۔ راجہ پریچہت کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا راجہ جنجی تخت نشین ہوا۔ اور لاکھون بلکہ کروڑون سانپون کو آگ مین جلاکر اپنے باپ کا بدلہ لیا۔ اس راجہ کے بعد یکے بعد دیگرے جو راجگان ہندوستان ہوئے ہین اون کے نام نقشے سے بخوبی معلوم ہون گے۔ مگر تفصیلی کیفیت کسی تاریخ مین بھی نہین ملیگی۔ اس کیفیت مین اکثر مقام پر پیاسید بوکا نام آیا ہے چنانچہ ہم اس موقع پر ناظرین کے معلومات کیلئے اونکی پیدائش کے حالات جو پہلے لکھ چکے ہین۔ بیان کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ چندیری مین ایک راجہ تھا ایک روز شکارگاہ مین اپنی چہیتی رانی کا خیال آیا۔ شہوت غالب ہوئی۔ منزل ہوگیا۔ راجہ مذکور نے اون قطرات کو کسی درخت کے پتے مین رکھکر شاہین کے حوالے کیا کہ رانی کو لیجا کر پہونچا دے۔ جب یہ شاہین چلا تو کہین دوسرے شاہین کی نظر اس پر پڑی۔ وہ سمجھا کہ کوئی غذا لیجا رہا ہے فوراً جھپٹا۔ باہم آویزش ہوئی۔ اور وہ قطرات

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	استمرار زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۶۹	راجہ اجپال	راجہ انندچک	سنہ ۳۰۷۱ جد مشہتر	دہلی	۱۹۰۶	۲۶ سال جملہ ۳۷۴ سال	نواسویون نے ۳۷۴ برس تک حکومت کی آخیر راجہ بکرماجیت کماؤن کے راجہ نے دلی کو فتح کیا۔
۷۰	راجہ سکھونت کمہی	۰	سنہ ۳۰۹۷	״	۱۸۸۰	۱۳ سال	بکرماجیت کی لڑائی مین مارا گیا۔
۷۱	راجہ بکرماجیت والی اوجین	راجہ گندھرپ سین	سنہ ۳۱۱۰ جد مشہتر سنہ ۱۰۸۶ سمبت ۴۲ بکرماجیت	اوجین	۱۸۶۷	۹۳ سال	جبکر راجہ بکرماجیت راجہ سالباہن دکن کے راجہ کی لڑائی مین مارا گیا۔ دلی کے لوگون نے مل کر سمندرپال جوگی کو دلی کی حکومت پر بٹھا دیا۔
۷۲	راجہ سمندرپال جوگی	۰	سمبت ۱۳۵ سنہ سالباہن ۷۵ سنہ مسیحی	دہلی	۱۷۷۴	۲۴ سال	
۷۳	راجہ چندرپال	سمندرپال	سمبت ۱۵۹ سنہ ۱۰۲ ۴	״	۱۷۵۰	۲۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۰) دریائے جمن مین گرے۔ اتفاقاً ایک مچھلی منہ کھولے پھر رہی تھی۔ وہ قطرات اوسکے منہ مین ٹپکے۔ وہ مچھلی حاملہ ہوئی۔ اور ایک بار وہی مچھلی ماہی گیر کے جال مین پھنسی۔ جب شکاری نے اوس کو پاک وصاف کیا تو اس کے پیٹ مین سے دو بچے نر و مادہ توام نکلے۔ ماہی گیر نے لڑکے کو تو راجہ کے پاس پہونچا دیا۔ اور لڑکی کی پرورش خود کرنے لگا۔ راجہ نے اوس لڑکے کا نام مین رکھا۔ جب وہ جوان ہوا تو دریائے ستلج کے کنارے کی جاگیر عطا کی۔ چنانچہ اوسی کے نام کی مناسبت سے اوس ولایت کا نام ماچھی وار مشہور ہوا۔ اور لڑکی کا نام ماہی گیر نے مچھودری رکھا۔ بعض دوجون گندھا بھی کہتے ہین۔ الحاصل جب وہ لڑکی جوان ہوئی تو ایک چھوٹی ڈونگی لیکر ہر ایک آمد و رفت کو پار کرتی تھی۔ اتفاقاً دریا کے کنارے ایک روز پاراسر بن میکیت بن لشیت بن برہما کا گذر ہوا۔ جوان لڑکی کو دیکھ کر مباشرت کی لہر آئی۔ اس صحبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لڑکا اوسیوقت پیدا ہوا۔ جو پیدائش کے وقت ہی چودہ برس کا نظر آتا تھا۔ باپ نے اوسکا نام بیاسدیو رکھا۔ تفرقات باطنی کی وجہ سے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	تعداد ایام	مدت سلطنت	حالات
۷۴	نی پال	چندر پال	سمت ۱۰۶۰ ب / سنہ ۱۲۹ ع	دہلی	۱۷۲۳	۲۱ سال	
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۱۰۸۳ ب / سنہ ۱۵۰ ع	〃	۱۷۰۲	۱۴ سال	
۷۶	سکھپال	دیس پال	سمت ۱۱۲۱ ب / سنہ ۱۶۴ ع	〃	۱۶۸۸	۱۹ سال	
۷۷	گوبند پال	سکھپال	سمت ۱۱۴۰ ب / سنہ ۱۸۳ ع	〃	۱۶۶۹	۱۸ سال	
۷۸	مکھ پال	گوبند پال	سمت ۱۱۵۸ ب / سنہ ۲۰۱ ع	〃	۱۶۵۱	۲۲ سال	
۷۹	ہرچند پال	مکھ پال	سمت ۱۱۸۰ ب / سنہ ۲۲۳ ع	〃	۱۶۲۹	۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال بن ہرچند پال	سمت ۱۱۹۳ ب / سنہ ۲۳۶ ع	〃	۱۶۱۶	۱۵ سال	
۸۱	ہرپال	مہی پال	سمت ۱۲۰۸ ب / سنہ ۲۵۱ ع	〃	۱۶۰۱	۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	ہرپال	سمت ۱۲۳۲ ب / سنہ ۲۶۵ ع	〃	۱۵۸۷	۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۱۲۴۷ ب / سنہ ۲۸۱ ع	〃	۱۵۶۹	۱۵ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷) کسیکو اس واقعہ کی خبر نہوئی۔ اور مجبوری بعد اس واقعہ کے راجہ سنتن کے عقد میں آئی۔ ہم نے ان طول وطویل واقعات سے جو ناظرین کی سمع خراشی کی ہے۔ اوسکی معافی چاہتے ہیں۔ دراصل ہمارا مطلب ہندوؤں کے اعتقادات کو ہدیۂ ناظرین کرنا — اور اون کے پرانے خیالات کو ظاہر کرکے اون پر روشنی ڈالنا تھا۔ ۱۲ مؤلف

نمبر شمار	نام مورث اعلیٰ	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۸۴	بکرم پال یا کہیم پال	کرم پال	سمت ۳۳۵ ہجری ۲۹۸ عیسوی	دہلی	۱۵۵۴	۱۲سال جملہ ۲۳۴ سال	تیرہ آدمیوں نے دو سو تیس برس حکومت کی اخیر کو راجہ ملوک چند والی بھڑائچ نے فتح پائی۔
۸۵	ملوک چند	۰	سمت ۳۴۷ ہجری ۳۱۰ عیسوی	〃	۱۵۴۲	۲سال	
۸۶	بکرم چند	ملوک چند	سمت ۳۶۹ ہجری ۳۱۲ عیسوی	〃	۱۵۴۰	۱۳سال	
۸۷	کاہنچند	بکرم چند	سمت ۳۸۲ ہجری ۳۲۵ عیسوی	〃	۱۵۲۷	ایک سال	
۸۸	رامچندر	کاہن چند	سمت ۳۸۳ ہجری ۳۲۶ عیسوی	〃	۱۵۲۶	۱۱سال	
۸۹	دھیر چند	رامچندر	سمت ۳۹۴ ہجری ۳۳۷ عیسوی	〃	۱۵۱۵	۱۵سال	
۹۰	کلیان چند	دھیر چند	سمت ۴۰۹ ہجری ۳۵۲ عیسوی	〃	۱۵۰۰	۱۶سال	
۹۱	بھیم چند	کلیان چند	سمت ۴۲۵ ہجری ۳۶۸ عیسوی	〃	۱۵۰۰	۱۶سال	
۹۲	ہرچند	بھیم چند	سمت ۴۳۷ ہجری ۳۸۰ عیسوی	〃	۱۵۰۰	ایک سال	
۹۳	گوبندچند	ہرچند	سمت ۴۳۸ ہجری ۳۸۱ عیسوی	〃	۱۴۷۲	۱۳سال	
۹۴	رانی پیم دیوی	زوجہ گوبندچند	سمت ۴۵۱ ہجری ۳۹۱ عیسوی	〃	۱۴۵۸	ایک سال جملہ ۸۵ سال	دس آدمیوں نے پچاسی سال حکومت کی اور جب رانی پیم دیوی مری تو لوگوں نے ملکہ ہرپریم نصیر کو گدی پر بٹھا دیا۔
۹۵	ہرپریم	۰	سمت ۴۵۲ ہجری ۳۹۵ عیسوی	〃	۱۴۵۷	۸سال	
۹۶	گوبندپریم	ہرپریم	سمت ۴۶۰ ہجری ۴۰۳ عیسوی	〃	۱۴۴۹	۲۰سال	
۹۷	گوپال پریم	گوبندپریم	سمت ۴۸۰ ہجری ۴۲۳ عیسوی	〃	۱۴۲۹	۱۶سال	
۹۸	جیایاتر	گوپال پریم	سمت ۴۹۶ ہجری ۴۳۹ عیسوی	〃	۱۴۱۳	۷سال جملہ ۱۵سال	
۹۹	رہی سین	۰	سمت ۵۰۳ ہجری ۴۴۶ عیسوی	〃	۱۴۰۶	۱۸سال	

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	استداد زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سنہ ۵۲۱ ب سنہ ۶۴۴ ع	دہلی	۱۳۸۸	۱۲سال	
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سنہ ۵۳۳ ب سنہ ۶۴۶ ع	〃	۱۳۷۶	۱۵سال	
۱۰۲	مادہو سین	کنور سین	سنہ ۵۴۸ ب سنہ ۶۴۹۱ ع	〃	۱۳۶۱	۱۵سال	
۱۰۳	سور سین	مادہو سین	سنہ ۵۶۳ ب سنہ ۶۵۰۶ ع	〃	۱۳۴۶	۶سال	
۱۰۴	بہیم سین	سور سین	سنہ ۵۶۹ ب سنہ ۶۵۱۲ ع	〃	۱۳۴۰	۵سال	
۱۰۵	کان سین	بہیم سین	سنہ ۵۷۴ ب سنہ ۶۵۱۷ ع	〃	۱۳۳۵	۵سال	
۱۰۶	ہر سین	کان سین	سنہ ۵۷۹ ب سنہ ۶۵۲۲ ع	〃	۱۳۳۰	۹سال	
۱۰۷	گہن سین	ہر سین	سنہ ۵۸۸ ب سنہ ۶۵۳۱ ع	〃	۱۳۲۱	۲سال	
۱۰۸	نراین سین	گہن سین	سنہ ۵۹۰ ب سنہ ۵۳۳ ع	〃	۱۳۱۹	۲۷سال	
۱۰۹	دمودر سین	نراین سین	سنہ ۶۱۷ ب سنہ ۶۵۶۰ ع	〃	۱۲۹۲	۱۱سال جملہ ۱۲۵سال	بارہ آدمیوں نے ۱۲۵ برس حکومت کی۔ انہیں کو ارکان ریاست نے راجہ دیپ سنگھ کو ہستان گوالیار سے راجہ بنا کر دلی میں بلالیا۔
۱۱۰	راجہ دیپ سنگھ کوہی		سنہ ۶۲۸ ب سنہ ۶۵۷۱ ع	〃	۱۲۸۱	۱۷سال	
۱۱۱	رن سنگھ	دیپ سنگھ	سنہ ۶۴۵ ب سنہ ۶۵۸۸ ع	〃	۱۲۶۴	۱۴سال	
۱۱۲	راج سنگھ	رن سنگھ	سنہ ۶۵۹ ب سنہ ۶۶۰۲ ع	〃	۱۲۵۰	۹سال	
۱۱۳	شیر سنگھ	راج سنگھ	سنہ ۶۶۸ ب سنہ ۶۶۱۱ ع	〃	۱۲۴۱	۴۵سال	
۱۱۴	ہر سنگھ	شیر سنگھ	سنہ ۷۱۳ ب سنہ ۶۶۵۶ ع	〃	۱۱۹۶	۱۳سال	

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۱۵	جیون سنگھ	ہرسنگھ	سنہ ۶۶۹ ف سنہ ۱۰۵ ھ	دہلی	۱۱۸۳	۷ سال جملہ ۱۰۵ سال	چہہ آدمیوں نے ایک سو پانچ برس حکومت کی۔ اخیر کو انکپال تنور نے دلی پر قبضہ پایا۔
۱۱۶	انکپال تنور	اوکھرسین	سنہ ۷۷۴ ف سنہ ۱۰۷۶ ھ	″	۱۱۷۶	۱۸ سال	
۱۱۷	باسل دیو	انکپال	سنہ ۷۹۲ ف سنہ ۱۰۷۸ ھ	″	۱۱۵۸	۱۹ سال ایک مہینہ ۱۹ یوم	
۱۱۸	کنک پال	باسدیو	سنہ ۸۱۳ ف سنہ ۱۰۹۷ ھ	″	۱۱۳۹	۲۱ سال ۳ مہینہ ۲۸ یوم	
۱۱۹	پرتھی پال	کنک پال	سنہ ۸۳۵ ف سنہ ۱۱۱۷ ھ	″	۱۱۱۸	۱۹ سال ۶ مہینہ ۱۹ یوم	
۱۲۰	جیدیو	پرتھی پال	سنہ ۸۵۴ ف سنہ ۱۱۳۵ ھ	″	۱۰۹۹	۱۷ سال ۷ مہینہ ۲۸ یوم	
۱۲۱	ہرپال	جیدیو	سنہ ۸۷۲ ف سنہ ۱۱۵۹ ھ	″	۱۰۷۷	۱۴ سال ۹ مہینہ ۹ یوم	
۱۲۲	اودی راج	ہرپال	سنہ ۸۸۶ ف سنہ ۱۱۷۳ ھ	″	۱۰۶۳	۲۶ سال ۷ مہینہ ۱۱ یوم	
۱۲۳	بجہراج	اودی راج	سنہ ۹۰۲ ف سنہ ۱۲۰۱ ھ	″	۱۰۳۶	۳۱ سال ۱۰ مہینہ ۳ یوم	
۱۲۴	انکپال	بجہراج	سنہ ۹۳۴ ف سنہ ۱۲۲۳ ھ	″	۱۰۱۵	۲۲ سال ۳ مہینہ ۱۶ یوم	
۱۲۵	رکہپال	انکپال	سنہ ۹۱۶ ف سنہ ۱۲۵۹ ھ	″	۹۹۳	۲۱ سال ۶ مہینہ ۵ یوم	
۱۲۶	نیکپال	رکہپال	سنہ ۹۳۸ ف سنہ ۱۲۸۱ ھ	″	۹۷۱	۲ سال ۴ یوم	
۱۲۷	گوپال	نیکپال	سنہ ۹۴۰ ف سنہ ۱۲۸۳ ھ	″	۹۶۹	۱۸ سال ۳ مہینہ ۱۵ یوم	
۱۲۸	سلکہن	گوپال	سنہ ۹۵۸ ف سنہ ۱۹۰۱ ھ	″	۹۵۱	۲۸ سال ۲ مہینہ ۱۰ یوم	

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	امتداد زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۲۹	جیپال	سلکھن	سمت ۹۹۳ بکرمی سنہ ۹۳۶ عیسوی سنہ ۳۱۴ ہجری	دہلی	۹۲۶	۱۶ سال ۸ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۰	کنور پال	جیپال	سمت ۱۰۰۰ بکرمی سنہ ۹۴۳ عیسوی سنہ ۳۳۲ ہجری	〃	۹۰۹	۲۹ سال ۹ شہر ۱ یوم	
۱۳۱	انیکپال	کنور پال	سمت ۱۰۲۹ بکرمی سنہ ۹۷۲ عیسوی سنہ ۳۶۲ ہجری	〃	۸۸۰	۲۹ سال ۶ شہر ۱۸ یوم	
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	سمت ۱۰۵۵ بکرمی سنہ ۱۰۰۲ عیسوی سنہ ۳۹۳ ہجری	〃	۸۵۰	۲۴ سال ۱ شہر ۶ یوم	
۱۳۳	مہی پال	بجی پال	سمت ۱۰۸۳ بکرمی سنہ ۱۰۲۶ عیسوی سنہ ۴۱۷ ہجری	〃	۸۲۶	۲۵ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۴	اکر پال	مہی پال	سمت ۱۱۰۸ بکرمی سنہ ۱۰۵۱ عیسوی سنہ ۴۴۳ ہجری	〃	۸۰۱	۲۱ سال ۲ شہر ۵ یوم	
۱۳۵	پرتھی راج	اکر پال	سمت ۱۱۲۹ بکرمی سنہ ۱۰۷۲ عیسوی سنہ ۴۶۵ ہجری	〃	۷۸۰	۲۲ سال ۶ ماہ ۱۶ یوم ۱۹ سال ۸ ماہ ۷ شہر ۱۰ یوم	جس آدمیوں نے چار سو اسی برس سات مہینے ۲۸ دن حکومت کی۔ اخیر کو بلدیو چوان سے فتح پائی۔
۱۳۶	بلدیو	۔	سمت ۱۱۵۲ بکرمی سنہ ۱۰۹۵ عیسوی سنہ ۴۸۹ ہجری	〃	۷۵۷	۶ سال ۱ شہر ۴ یوم	
۱۳۷	امرکنکو	بلدیو	سمت ۱۱۵۷ بکرمی سنہ ۱۱۰۱ عیسوی سنہ ۴۹۴ ہجری	〃	۷۵۱	۵ سال ۲ شہر ۵ یوم	
۱۳۸	کہر پال	امرکنکو	سمت ۱۱۶۳ بکرمی سنہ ۱۱۰۶ عیسوی سنہ ۵۰۰ ہجری	〃	۷۴۶	۲۰ سال ۱ شہر ۵ یوم	
۱۳۹	مسمیر	کہر پال	سمت ۱۱۸۳ بکرمی سنہ ۱۱۲۶ عیسوی سنہ ۵۲۰ ہجری	〃	۷۲۶	۷ سال ۴ شہر ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	سمیر	سمت ۱۱۹۰ بکرمی سنہ ۱۱۳۳ عیسوی سنہ ۵۲۸ ہجری	〃	۷۱۹	۴ سال ۴ شہر ۸ یوم	
۱۴۱	ناک دیو	جاہرا	سمت ۱۱۹۵ بکرمی سنہ ۱۱۳۸ عیسوی سنہ ۵۳۳ ہجری	〃	۷۱۴	۳ سال ۱ شہر ۵ یوم	
۱۴۲	راے پتھورا	ناک دیو	سمت ۱۱۹۸ بکرمی سنہ ۱۱۴۱ عیسوی سنہ ۵۳۶ ہجری	دہلی و اجمیر	۷۱۱	۹۴ سال ۵ شہر ایک یوم جملہ شہر ۹۵ سال	سات آدمیوں نے پچاسی برس ۹ مہینے حکومت کی۔ اخیر راے پتھورا سلطان شہاب الدین غوری کی لڑائی میں مارا گیا اور سلطنت مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ اگرچہ غوری کا بادشاہ غیاث الدین محمد بن سام سلطان شہاب الدین کا بھائی تھا لیکن سلطان شہاب الدین نے ہندوستان کی فتح خود اپنی ہی تجویز اور تدبیر سے کی۔ تاریخ فرشتہ اسی واسطے سلطان شہاب الدین کی بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

یہ نقشہ ہندو حکمرانان دہلی کا ہے۔ اب آیندہ بادشاہان اسلام کے ختم حالات پر اون کا نقشہ درج کیا جائے گا۔ اور اب ہم انھین مختصر حالات پر زمانۂ ریاست اہل ہنود کو ختم کرتے ہین۔ جو ہمارے معزز ناظرینون کی معلومات کے لئے کافی ہے۔ بلکہ کسی دوسری تاریخ دیکھنے کی ضرورت ہی نہوگی کیونکہ ہم نے جس قدر چوٹی کی باتین تھین۔ وہ اخذ کرکے اسمین درج کردئے ہین۔ اب آخر مین ہندو راجاؤن کے تاج[1] کے چند نقشے جو ہمکو کتاب تاج و نشان مولفہ محمد رفیع صاحب رضوی عالی سے دستیاب

[1] تاج شاہی ٹوپی ہے۔ جسکو نظامی گنجوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سکندر نامہ مین یون لکھا ہے کہ ع کلاہ از کیومرث آفاق گیر جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولاً تاج کیومرث نے بنایا تہا۔

تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان مین جسوقت پوشاک پہننے کا رواج شروع ہوا تہا۔ اوس وقت بہی سر پر تاج کا نشان موجود تہا۔ یعنے جو گروہ محض وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اونکے تمام افراد کسی درخت کی پتلی لوچدار شاخ کا حلقہ بناکر سر مین پہن لیتے تھے۔ اور جس شخص کے حلقہ کی شاخ مین پتیان اور پھول شامل ہوتے تھے۔ وہ اہل قوم کا سردار مثل بادشاہ کے سمجہا جاتا تھا۔

پہلے زمانہ مین تاج۔ بہادری۔ اخلاقی۔ گاؤزوری۔ ڈاکہ زنی اور شہسواری وغیرہ طریقون سے حاصل ہوتا تہا۔ اور جس شخص کو کسی گروہ پر تفوق حاصل ہوتا تھا۔ وہ اپنے لباس مین کوئی امتیازی نشان ضرور قایم کرلیتا تہا۔ پھر اس تاج کی حالت مین تبدیلی شروع ہوئی۔ یعنے پہلے جو تاج درختون کے پتون سے بنتا تھا۔ وہ مصنوعی بیل بوٹون سے بنایا جانے لگا۔ بعدہ جسقدر سلطنتین زیادہ ہوتی گئین۔ تاج مین اور بہی ترقیان ہوتی گئین۔ اور مختلف صورتون کے تاج بننے لگے۔ یونان کے زمانۂ عروج مین جو تاج باوقعت تھا۔ وہ صرف ایک حلقہ تہا۔ جو زمانہ کی ترقی کیساتھ پر تکلف ہوتا گیا۔ مگر درخت کی ایک مصنوعی شاخ معلوم ہوتا تہا۔ اس تاج پر ان لوگون کو استحقاق حاصل ہوتا تھا جو گہوڑون اور جسمانی ورزشون مین فتح نمایان حاصل کرتے تھے۔

ہوئے ہین ایزاد کرتے ہین۔ اور اوس کے ساتھہ ساتھہ ہم نے سکہ جات کی بہت کچھہ تلاش کی مگر باوجود تلاش کافی ہمدست نہوے۔ اگر کچھہ ملے بھی تو اون سے یہ پتا نہین چلتا کہ کس راجہ نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۷) سکندر اعظم کا تاج صرف ایک سادہ پٹی سونے کی تہی۔ جسمین بعد فتح ایران میڈ۔ ہے کے دو سینگ بھی شامل کرلئے گئے تھے۔

عرب مین پہلے سلطنت نہ تھی۔ لیکن جب اسلام نے عربون مین حکومت کی بنیاد ڈالی تو اوس کے ابتدائی فرمانروا اون مین تاج کا استعمال نہین ہوا۔ مگر جب عرب کی سلطنت ترکون مین آئی تو اون کے عمامے بتدریج تاج کی صورت ہوتے گئے ترک قبل از اسلام خود پہنتے تھے۔ اور اون کا شاہی خود ایک منقش پٹی تہا۔ جسپر کلغی لگی ہوئی تہی۔ جب عربون کی سلطنت ترکون کے تصرف مین آئی۔ اور بعدہ ترکی حکمران اپنا قدیمی مذہب ترک کرکے مسلمان ہوتے گئے تو اون نے اپنی قدیمی وضع مین بھی ترمیم کی۔ اور خود کے اوپر عمامہ باندہنا اختیار کیا۔

اس ترکی خاندان مین ایک خاندان چغتائیہ تہا۔ جس نے ہندوستان مین حکومت قایم کرلی تہی۔ جو مغلیہ کے نام سے اس وقت تک مشہور رہے۔ جب اس خاندان مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہوا تو اُس نے اپنے تاج کی صورت بدلی کردی یعنے زمانۂ سابق مین مہاراجگان ہندوستان مین کہڑکی دار پگڑی پر ایک سرپیچ جیہر ترنج پہنے ہوئے تھے بطور تاج کے استعمال کرتے تھے۔ اکبر نے اسی طرز کو تہوڑی سی ترمیم کے ساتھہ جاری رکہا۔

خاندان سلجوقیہ نے جو ترکون کی ایک شاخ ہے۔ اوس نے اپنا تاج اسطرح بنایا تہا۔ کہ خود مین جواہرات کے پھول لگائے تھے اور اوس کے اوپر عمامہ باندہکر اوسمین موتیون کی چند لڑیان لگادی تھین۔

بایزید یلدرم نے جب سلطان کا لقب اختیار کیا تو پہلے سلجوقی تاج کو اپنے خاندان مین جاری کیا تہا۔ یہ تاج اگرچہ اب استعمال نہین کیا جاتا۔ مگر موجود ہے۔

صوبۂ اودھ کے صوبہ دار نواب غازی الدین حیدر کو جب انریل اسٹیٹ انڈیا کمپنی نے ۱۸۱۹ء مین [illegible]

اس سکہ کو تیار کرایا تہا۔ اور کس راجہ کے زمانے مین یہ سکے رایج تھے۔

البتہ ٹاڈ راجستان جلد اوّل مین چند سکہ جات کے نقشے (جو کہنڈرات اوجین و دیگر شہر ہائے قدیم سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۸) اوس کے لئے ایک نئی وضع کا تاج شاہی بنایا گیا۔ اس سے پیشتر جلال الدین محمد اکبر الی مندیل استعمال کیا کرتے تھے۔

ایران و مصر اور بابل کے حکمرانون کا تاج بہت قدیمی ہے۔

روما کے زمانۂ عروج مین تاج کی وہی شکل قایم رہی تھی۔ جو درخت کی مصنوعی شاخ سے بنایا گیا تہا۔ مگر بعد کو اوس مین ظاہری شان و شوکت بہی ظاہر کی گئی۔

قسطنطین کے زمانہ مین تاج پر تکلف ہوکر مرصع ہوا۔ اور ایک اونچی ٹوپی کو چوڑی پٹی کے حلقہ مین لیکر سنہری نصف محراب کی شکل بنایا گیا۔ اور محراب پر ایک کرّہ قایم ہوا۔ شاہ جسٹی نین نے اوس کرّہ پر صلیب بنوائی یہ وضع ایسی مرغوب ہوئی۔ کہ یورپ کے تمام عیسائی سلطنتون نے اوسکی تقلید کی۔

پوپ کو چونکہ دنیا آخرت اور مذہب تینون کے اختیارات حاصل ہین۔ اس لئے اُس نے اپنے تاج کو ان تینون اختیارات کا نمونہ ثابت کرنے کے لئے تین درجہ کا اونچا بنایا ہے۔

انگلستان مین جو تاج بنایا گیا۔ وہ حضرت داؤدؑ کے تاج کی نقل تہا۔ جس مین سونے کی متعدد نوکدار میخین لگی ہوئی تھین۔ اور کھوپری کے طرف کہلا ہوا تھا۔

ولیم اول نے اپنے تاج مین صرف چار میخین رہنے دین۔ جن مین سہ برگہ پھول بڑہا کر خوبصورت کر دیا۔ جس سے وہ کسی قدر اونچا ہی ہوگیا۔

ہنری اول نے اپنے تاج کے حلقہ کو جواہرات سے مرصع کرکے اوس مین خوشنمائی اور زیادہ کردی۔

ہنری دوم۔ چارڈ اول اور شاہ جان کے زمانہ مین اور ترقی ہوئی۔

ہنری سوم کا تاج صرف ایک حلقہ تہا۔ جو چند پتیون یا گہنڈیون سے کسقدر بلند کر دیا گیا تہا۔

برآمد ہوئے) درج ہین۔ جن کے دیکھنے سے نام اور سنہ وغیرہ بھی نہین معلوم ہوسکتا۔ پس اس مجبوری کی وجہ ہم معزز ناظرین سے اس عدم تکمیل کی معافی چاہتے ہین۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۹) ایڈورڈ سوم نے سچے کام سے تاج کو خوبصورت بنایا جس مین چار بڑے اور چار چھوٹی چھوٹی پتیان خوبصورت دوائر مین نظر آتی تھین۔ حلقہ مرصع تھا۔ جس سے آٹھ پھول ظاہر ہوتے تھے۔

رچارڈ دوم نے بھی تاج کی یہی شکل اختیار کی تھی۔

ہنری چہارم نے تاج کو موتیون سے رونق دی۔ اور اوسکی پتیان جواہرات سے مرصع کین۔

ہنری پنجم نے سب سے پہلے تاج مین محرابی شکل قایم کی۔ اس تاج کے بالائی حصہ پر کرۂ زمین اور صلیب بنائی گئی جو رومکے تاج سے اخذ کیگئی تھی۔ یہ تاج انگلستان مین پسند ہوا۔

ہنری ششم کے تاج مین محرابین تھین۔

ایڈورڈ چہارم کے تاج مین چار نصف محرابین تھین۔

رچارڈ سوم نے جو تاج بنایا تھا۔ وہ ہنری پنجم کے تاج سے بہت مشابہ تھا۔ صرف اوسکی پتیان اور صلیب، اوسکی نسبت زیادہ خوشنما اور موزون تھین۔

ہنری ہفتم نے اپنے تاج کو شاہان سابق سے زیادہ بلند کیا۔ اور اوسمین دو محرابین قایم کین۔ اور اوس کے حلقہ کو چار محرابون اور چار صلیبون سے اونچا کیا۔

ہنری ہشتم کے وقت مین یہ ایجاد زیادہ ہوئی کہ اسوقت تک جتنے تاج بنائے گئے تھے۔ سب کے پہننے سے سر کھلا رہتا تھا۔ ہنری ہشتم نے اپنے تاج کے نیچے آسمانی مخمل کی ٹوپی داخل کی۔

ملکہ الزبتھ کا تاج ہنری ششم کے تاج سے مشابہ تھا۔

جیمس اول اور چارلس اول نے تاج مین چار محرابین بنائین۔ یہ تاج سونے کا بنایا گیا تھا جسکا وزن سات پونڈ چھ اونس

نقشہ ہائے تاج قدیم راجگان ہندوستان

تاج راجہ بکرماجیت	تاج کرشن عرف کنہیا	تاج راجہ رامچندر والی اجودھیا
تاج راجہ ملوک چند	تاج راجہ سالباہن	تاج راجہ بکرماجیت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸۰) اور قیمت گیارہ ہزار ایک سو ایک روپیہ تھی۔ یہ تاج ۱۸۶۱ء میں پارلیمنٹ کے لئے مستعمل کروایا گیا چارلس دوم کا تاج سینٹ ایڈورڈ کے تاج کے مانند تھا۔

جارج سوم کی تاجپوشی کے وقت جو تاج تیار کیا گیا تھا اوسکی محرابوں میں پہلے تاجوں کے محرابوں سے کچھ زیادہ خوبصورتی ظاہر کیگئی تھی۔ یہی تاج ولیم چہارم کی تاجپوشی کے وقت بھی سر پر رکھا گیا تھا۔

ملکۂ معظمہ وکٹوریہ کا تاج سینٹ ایڈورڈ کے تاج سے مشابہ بنایا گیا تھا۔ جو شاہان گذشتہ کے تاجوں سے زیادہ قیمتی تھا اوسکا وزن صرف نتالیس اونس اور قیمت تین لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ تھی۔ یہ تاج سراپا جواہرات سے مرصع تھا۔

موجودہ شہنشاہ حضور ملک معظم ایڈورد ہفتم دام اقبالہ کے تاج کے دائرے میں بیس ہیرے لگے ہیں۔ جنمیں سے ہر ایک کی قیمت پندرہ پونڈ ہے۔ اس تاج کے وسط میں اوپر کی طرف دو ہیرے جڑے ہیں۔ جو ہر ایک دو ہزار پونڈ قیمت کا ہے۔ اول الذکر بیس ہیروں کے زاویوں پر چوبیس چھوٹے ہیرے نصب کئے گئے ہیں۔ اور ہر ایک کی قیمت سو پونڈ ہے۔ تاج کے گرد صلیبیں ہیں۔ ہر صلیب میں بچیس ہیرے بارہ ہزار پونڈ کے ہیں۔ صلیب کے بالائی حصہ پر چار بڑے ہیرے قیمتی چار ہزار پونڈ کے ہیں۔ بارہ ہیروں کا ایک بھول دس ہزار پونڈ کا ہے

تاج راجہ دیبی سین	تاج راجہ ہرپریم	تاج راجہ دیپ سنگھ
تاج راجہ لبسروا	تاج راجہ پرباہ	تاج راجہ دھرنی دھر
تاج پرتھی راج عرف رائے پتھورا	تاج راجہ جدہشٹر	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱) جیسن اشارہ چھوٹے چھوٹے ہیرے جڑے ہین جنکی قیمت دو ہزار روپیہ ہے۔ محرابون پر موتی اور ہیرے لگے ہین اونکی قیمت پنج ہزار روپیہ ہے اور جابجا انکی ایسی ٹوپیان ہیرے پنہ ہزار روپیہ قیمت کے ہیں۔ تاج کو حلقہ مین موتیون کی قطار ہین اس کی قیمت تین ہزار روپیہ کلغی جواہر نشان ہے اور ماہی مراتب کی قیمت ایک لاکھ روپیہ ہے حضور ملکہ انگلینڈ کا تاج جو جواہرات سے سراپا مرصع ہے۔ اس مین چار صلیب ہین۔ سامنے صلیب مین کوہ نور نامی ہیرا جڑا ہے اور باقی تین صلیبون مین تین ہیرے جو قریب قریب کوہ نور کے ہین جڑے ہین۔ آٹھ شاندار محرابین نکلی ہین۔ جنمین تہری قطار جواہرات کی ہے۔ بالا کی صلیب سے لیکر نیچے کے حلقہ تک کل جگہ جواہرات سے پُر ہے۔ آئین ہیرونکی تعداد تین ہزار چھ سو اٹھاسی ہے۔ اور وزن اس تاج کا بائیس اونس ہے۔ اتنا بھاری تاج اسوقت تک کوئی نہین تھا۔ خلاصہ یہ کہ اسوقت دنیا کی سلطنتون مین مختلف قسم کے تاج کا استعمال ہے۔ مگر سب کی اصل کسی درخت کی شاخ ہی سے پائی جاتی ہے۔ جو کہ زمانہ کی ترقی کے ساتھ تبدیل ہوکر دوسری صورتون مین ہوتی گئی۔ ۱۲ مولف۔

گل دوم

عہد اسلام

ملک عرب

عرب ایک جزیرہ نما ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہے۔ جو براعظم ایشیا کے جنوب مغربی گوشہ مین خلیج فارس اور بحر قلزم کے بیچ مین واقع ہے۔ جو دکن سے مغرب رویہ کوئی ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلہ پر ہے اس کے انتہائے گوشۂ شمال پر بحر روم ہے اور شمال و مغربی گوشہ پر نہر سوئز ہے۔ جس نے اسکو براعظم افریقہ سے جدا کر دیا ہے۔ یعنے مشرق مین خلیج فارس اور بحر عمان۔ جنوب مین بحر عرب۔ مغرب مین بحر قلزم یا بحر احمر۔ شمال مین ملک شام۔ رقبہ (۱۲۱۹۷) مربع میل ہے۔ عرض سے طول دگنا ہے۔ زیادہ سے زیادہ طول پندرہ سو میل ہے۔ عرب کو ایران۔ سریا (شام) مصر۔ اتھی اوپیا (حبش) گھیرے ہوئے ہین۔ ۱۲۔ ۰ ۴ اور ۴ ۳ شمالی عرض بلد اور ۲ ۳۔ ۰ ۳ و ۰ ۶ مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کو جزیرۃ العرب بھی کہتے ہین۔ عرب کی وجہ تسمیہ مین اختلاف ہے بعض

انگریزی مورخ لفظ عرب کا ماخذ "عُربہ" بتاتے ہین جسکے معنی عبرانی زبان مین ہموار بیابان کے ہین چونکہ یہ ملک ریگستانی تھا۔ اس لئے اسکی رعایت سے اسکا نام عرب رکھدیا ہے۔ مگر موجودہ لغات عربیہ مین عُربہ کے معنی نہر جاری کے ہین۔ البتہ "عَرب" بکسر العین سے یہ ماخوذ ہوسکتا ہے۔ جسکے معنی گیاہ خشک کے ہین۔ اور عرب ایک خاص قوم کا نام ہے جو عجم نہ ہو۔ عرابہ کے معنی گندم گون کے بھی ہین۔ یہ سارا ملک نہایت گرم ہے۔ جا بجا کثرت سے پہاڑ ہین۔ ملک بھر مین کوئی دریا ایسا نہین ہے۔ جو سمندر مین گرتا ہو۔ اس کے اکثر حصے ریگزار ہین۔ اور کہین کہین شاداب بھی ہین۔ بطلیموس نے اپنے جغرافیہ مین عرب کے تین حصے کئے ہین۔ عرب الحجر۔ عرب البادی۔ عرب المعمور۔ لیکن یہ صحیح نہین ہے۔ عرب اسکو نہین مانتے۔ عربی جغرافیون مین ملک عرب کی تقسیم پانچ حصون مین لکھی ہے۔ تہامہ۔ حجاز۔ نجد۔ عروض۔ یمن۔ یمن مین صنعا وعدیدہ وغیرہ مشہور مقامات ہین۔ اس صوبہ کے ایک شہر سبا مین حضرت بلقیس جناب سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مین حکمران تھین۔

عُمان عرب کے جنوب و مشرقی کنارہ پر واقع ہے۔ جو ایک علیحدہ خودمختار سلطان کے ماتحت ہے۔ اور امام مسقط (دارالسلطنت عمان) کہلاتا ہے۔ اسکے شمال و مغرب مین نجد واقع ہے۔ جسکا دارالسلطنت حائل ہے۔ اور جس مین وہابیون کی عملداری ہے۔ یمن کے شمال مین حجاز واقع ہے۔ جس مین مکہ۔ مدینہ۔ طائف تین مشہور مقامات ہین۔ بحر قلزم سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر اندرونی جانب مکہ معظمہ ایک درہ کوہ مین آباد ہے جسکے چارون طرف پہاڑیان محیط ہین۔ چار ہزار برس ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اونکے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ایک عبادت خانہ (جسکو خانہ کعبہ کہتے ہین) بنایا تھا۔ اور مکہ معظمہ کے بسانے والے بھی اسمٰعیل علیہ السلام ہی ہین۔

مکہ معظمہ سے جانب جنوب ۱۰ میل کے فاصلہ پر "طائف" ایک نہایت سرسبز مقام ہے۔ مکہ معظمہ مین پرانا صرف ایک کنوان ہے۔ جسے چشمۂ اسمٰعیل و بیر زمزم بھی کہتے ہین۔ مکہ معظمہ کے شمال مین ۷۰ میل کے

فاصلہ پر مدینہ منورہ ہے۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے نسبتاً سرسبز ہے۔ موسم سرما مین یہان اچھی سردی پڑتی ہے۔ مکہ معظمہ سے بجانب شمال و مغرب، ۴۰ میل کے فاصلہ پر بحر قلزم کے کنارے جدہ ایک مشہور بندرگاہ ہے یمن کے جنوب و مشرق مین باب المندب کے پاس عدن کا بندر ہے (سنہ ۱۸۹۳ء سے انگلستان کے قبضہ مین ہے) عرب کے جنوب و مشرقی کنارے پر مسقط ایک بڑا تجارتی شہر ہے۔

عربون کی غذا کا مدار زیادہ تر کھجور پر ہے۔ جس سال کھجور بار آور نہ ہو عرب مین قحط کا خوف ہو جاتا ہے۔ اسکی لکڑی سے پلنگ۔ صندوق۔ الماریان۔ کنگھے اور دیگر اشیائے خانہ داری بنتے ہین۔ عرب مین گھوڑون اور جو لیے جاتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ کھجور کی سو سے زیادہ قسمین ہین۔ اور مختلف طور سے استعمال کیجاتی ہین۔ عربون مین مشہور ہے کہ ایک منتظم بیوی اپنے شوہر کو ایک مہینے تک مختلف طور سے تیار کی ہوئی کھجورین کھلا سکتی ہے۔ کھجور کی لکڑی جہت اور ایندھن کے کام آتی ہے۔ اسکے ریشے رسی بنانے کے کام مین آتے ہین۔ اور پتے۔ ٹوکرے۔ زنبیل وغیرہ کے بنانے مین۔ گوداجہ خشک ہونے کے اونٹون گایون اور بھیڑون کو بطور غذا کے دیا جاتا ہے۔ تیل کی بھی وہان کاشت کیجاتی ہے۔ جس کا رنگ عربونکو بہت مرغوب ہے۔ پودھون کی خاک کو عام عرب صابون کی جگہہ استعمال کرتے ہین۔ چائے یہان کی بہت مشہور ہے۔ عرب ہی کی بدولت یورپ مین چائے پہونچی۔ اور دنیا کے دوسرے حصون مین کاشت کیگئی اب عرب مین چائے بہت تھوڑی پیدا ہوتی ہے۔ مگر نہایت عمدہ اور نفیس ایک قسم کا بابجر ابھی وہان کا خاص غلہ ہے۔

عرب کے گھوڑے کل دنیا مین مشہور ہین۔ یہان سے کسی ملک کے گھوڑے اچھے نہین ہوتے۔ جنکی وفاداری اور جانبازی کے قصے مشہور ہین۔ عرب اپنی عزت و بزرگی گھوڑون ہی پر منحصر کہتے ہین۔ گھوڑے دو قسمون مین منقسم ہین۔ ایک وہ جنکے نسل کا نسب نامہ لکھا ہوتا ہے۔ اور دوسرے وہ جنکا نسب نامہ نہین ہوتا۔ گھوڑون کے نسب نامے ایسی حفاظت سے نگاہ رکھے جاتے ہین۔ جیسے بادشاہون

اور شاہزادون کے۔

اس کے بعد اونٹ کا درجہ ہے جو ریگستان کا جہاز کہلاتا ہے۔ اونٹنیون کے دودھ کو اہل عرب غذا کے طور پر استعمال کرتے ہین۔

عرب کی آبادی ۶ لاکھ سے ایک کروڑ تک اندازہ کیجاتی ہے۔ اصلی آبادی کا اندازہ آجتک ٹھیک نہین کیا گیا ہے۔ یہ جو کچھ بھی ہے۔ یوروپین مبصرون کا ایک قیاس ہے۔ جو اوپر لکھا گیا۔ یہان کے باشندے دو طبقون پر منقسم کئے جاسکتے ہین۔ ایک وہ جو شہرون اور قریون مین رہتے ہین۔ اور دوسرے وہ جو خانہ بدوش ہین۔ اور جنکے رہنے کا کوئی خاص مقام نہین ہے۔ اور بدوی کہلاتے ہین۔ اہل عرب میانہ قد ہوتے ہین۔ ان کے بال اور آنکھین ہندوستانیون کی طرح سیاہ ہوتے ہین۔ انکا رنگ گندمی اور سانولا ہوتا ہے۔ وہ بالعموم قوی اور توانا ہوتے ہین۔

عربون کا قدیم ہی تمدن بھی عالم فریب تھا۔ مارب حمیر کی یادگارین۔ خطامسہ کے کتابے اور الواح تابانیہ یمن کے آثار۔ بلقیس ملکہ سبا کی ارالیشی چیزین عاد و ثمود کے عظیم الشان شہرون کے ڈھیے ہوئے منظر اور قیصر اور یلین کو شکست دینے والی ملکہ زبا (ملکہ زنوبیہ) کی برباد رفتہ عمارتون کے دلچسپ سین یا ایسی چیزین ہین کہ ایک قدامت پسند نگاہ کو خواہ مخواہ اپنی طرف مائل کرلیتی ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ انہین تاریخی یادگار۔ ون پر قدیم عربی تمدن کا سرمایہ پیرس مین فراہم کیا جارہا ہے۔ اور خاص اس طرز تمدن پر کتابین وضع ہو رہی ہین۔

عربون کے قدیم تمدن کا اتنا اثر اب بھی باقی ہے کہ بدوی ہر چند بڑے جاہل اور وحشی ہوتے ہین۔ اور علم سے اونکو مطلق مس نہین۔ لیکن ایک ہر کو دیکھکر بتادیتے ہین کہ یہ برسے گا یا نہین۔ رات کو تھوڑی سی زمین کھود کر اوسمین اپنا سر ڈالدیتے ہین۔ اور چند ساعت کے بعد بتادیتے ہین کہ یہان سے قافلہ فلان سمت کو گیا ہے۔ اور اتنی منزل کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا۔ اونٹون کے نقش قدم دیکھکر بقیہ حالات دریافت کرلیتے ہین

کنسل اور کس قسم کا اونٹ ہے۔ اولدا ہوا ہے یا خالی۔ یہ شبہ درحقیقت ایک بڑے مدوّن علم کا بقیہ ہے۔ جو امتداد جہالت کیوجہ سے جاتا رہا۔ مگر نمونہ کے لئے اس کا خفیف سا اثر اب بھی باقی ہے۔ ہمکو اسی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اصلی عرب عاربہ کا تمدن کیا رہا ہوگا۔ اور اون مین علم حیوانات معرفۃ الارض وتغیرات جوی کو کسقدر ترقی رہی ہوگی۔

قدیم زمانہ مین عرب کے لوگ کئی قبیلون پر بٹے ہوے تھے۔ اوس وقت اور ملک کے لوگون کی طرح اہل عرب بھی اکثر آپس مین لڑتے بھڑتے رہتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر خونریزی ہوجاتی۔ اور خون کا بدلہ لینا فرض سمجھا جاتا۔ صلح وامن کا عرب مین نام بھی نہ تھا۔ اون کا کوئی بادشاہ تھا۔ اور نہ کوئی غیر ملک کا بادشاہ اوس ریگزار ملک پر چڑھ کر جاتا تھا۔ اگرچہ ابتدا مین یہان خدا کی پرستش ہوتی تھی مگر رفتہ رفتہ تمام ملک عرب مین بت پرستی پھیل گئی۔ اہل عرب عقبیٰ کے خیال سے اور اعمال نیک و بد کی جزا و سزا سے محض ناواقف تھے۔ اور موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے بعد اگرچہ مذہب یہود و نصاریٰ بھی وہان شایع ہوا۔ مگر چونکہ اون کی صورت بھی بہت جلد بگڑ گئی۔ اس لئے وہ بھی بت پرستی سے کچھہ کم نہ تھے۔ عرب مین باشندون کے اخلاق بگڑ گئے تھے۔ کشت وخون۔ شراب۔ قمار بازی۔ زنا۔ غارت گری۔ دختر کشی وغیرہ سخت جرایم اون کے روزمرہ کے کام تھے۔ اور جن گناہونکو انسان سنکر کانپ جاتے ہین۔ وہ اون کا کھیل تھا۔ سنہ عیسوی کی چھٹی صدی تک عربونکی یہی حالت رہی۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شارع اسلام کی ولادت مبارک

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش سے پانسو ترپرس کے بعد شہر مکہ معظمہ مین ۱۲ ربیع الاول ۵۸۳ سکندری روز دوشنبہ کو سنہ ہجری سے ۵۳ برس پہلے حضرت اسمٰعیل کی اولاد اور قبیلۂ قریش مین حضرت سرور کائنات مفخر موجودات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے۔

آپ کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ تین چار مہینے پہلے آپ کی ولادت سے آپکے والد کا اور چھ برس کی عمر مین آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی پرورش آپ کے دادا عبدالمطلب کرتے رہے۔ ابھی آپ سات سال کے بھی نہ ہوے تھے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی رحلت پائی۔ اور اپنے چچا ابوطالب کی سرپرستی مین آئے۔ تیرھوین برس مین آپ ابوطالب کے ساتھ اور ۲۵ برس کی عمر مین بی بی خدیجہ کے نوکرون کے ہمراہ ملک شام مین تجارت کے واسطے تشریف فرما ہوے تھے۔ اور اسی سال مین آپنے بی بی خدیجہ سے نکاح کیا جنکے بطن سے حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا علیہا السلام پیدا ہوئین۔

نبوت

آپ عبادت کے واسطے مکہ سے تین میل کوہ حرا کے غار مین اکثر تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور کئی کئی روز تک تنہا وہان پر خدائے واحد کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اکتالیسوین برس، ۱۷ رمضان کو بقول دیگر ۴۰ سال ۶ روز کی عمر مین اول مرتبہ غار حرا مین آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اور حضرت نے پہلے مرتبہ وضو کرکے نماز پڑہی۔ اور اسی روز حضرت نے اپنی بی بی خدیجہ سے اپنی نبوت کا اظہار فرمایا۔ اور پھر علانیہ لوگون مین تبلیغ۔ سالت کرنے لگے۔ عورتون مین بی بی خدیجہ اور لڑکون مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ اور جوانون مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے اسلام کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا مسئلہ توحید ہے۔ حضرت نے بت پرستی کو منع کرنا اور توحید کو پھیلانا شروع کیا۔ مگر مکہ کے باشندے اپنے عقیدون پر جمے ہوے تھے۔ اس سے ناراض ہوئے اور آپ کو وعظ و نصیحت اور مذہب کی اشاعت سے منع کرنے لگے۔ لیکن جب آپ اپنے ارادہ سے نہ پھرے۔ اور اشاعت اسلام مین نہایت سرگرمی ظاہر فرمائی تو اہل مکہ آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والون کو بہت تنگ کرنے لگے۔ اس وجہ سے آپ نے مکہ کے قرب وجوار کے

دیہات مین آنا جانا شروع کیا۔ مگر وہان بھی یہی صورت پیش آئی۔ اس عرصہ مین نبوت سے پانچوین سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہوگئے۔ اور ارکان اسلام پر علی الاعلان عمل کرنیکا طریق نکالا جس سے مکہ والے اور بھی ناراض ہوے۔ اور طرح طرح کے سختیان توڑنے لگے۔ اسوجہ سے کچھہ مسلمان اپنے وطن کو چھوڑکر نجاشی بادشاہ حبش کے پاس چلے گئے۔

ہجرت مدینہ

جب نبوت کے گیارہوین سال ۵۱ سال کی عمر مین معراج ہوئی۔ اور بارہوین سال حج کے زمانہ مین کچھہ مدینہ کے لوگ آکر مسلمان ہوگئے۔ اور تیرہوین سال کامل امداد کا وعدہ کیا تو تمام مسلمان مدینہ چلے گئے اس پر کفار قریش نے حضرت کے قتل کی تجویز کی۔ تاکہ وہ کہین جاکر اور قوت پاکر اون سے انتقام نہ لین تب حضرت رسالت پناہ اور ابوبکر نے رات کو گھر چھوڑکر مکہ کو الوداع کہا۔ اور مدینہ کے ارادہ سے ایک غار ثور مین قیام پذیر ہوے۔ تین دن تک وہی غار مین رہے۔ کیونکہ ابوجہل نے حضرت کے قتل یا تلاش کردینے کے واسطے سو اونٹ انعام مین دینے کا وعدہ کیا تہا۔ چنانچہ چند متلاشی اس غار تک بھی پہونچے۔ مگر وہان کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا دیکھکر واپس چلے آئے تب آپ تیسرے دن اونٹنیپر سوار ہوکر وہان سے راتون رات مدینہ روانہ ہوے۔ اور بہزار مصیبت ۱۲ ربیع الاول م ۶۶۲ء کو نبوت کے تیرہوین سال مدینہ جا پہونچے۔ یہی دن سنہ ہجری کا پہلا دن ہے۔ مگر حساب کے لئے یکم محرم سے سال ہجری شمار کیا جاتا ہے۔

اسلام کی فتوحات اور حضرت کی وفات

چونکہ اسلام کی اشاعت کی مزاحمت دفع کرنے اور اوسکی عزت قایم رکھنے کے لئے یہ ضرور تہا کہ ایذادہندونکو

سزا دیکر اپنی حفاظت کیجائے۔ اس لئے مسلمانون کے مدینہ مین آتے ہی جہاد کی ابتدا پڑی۔ اور حضرت نے دشمنون کی تلاش اور غارت کرنے کے لئے مسلمانون کو بھیجنا شروع کیا۔ اور خود بھی غزوات کئے۔ مسلمانون کے پہلے لشکر نے مقام نخلہ مین فتح پائی۔ اور پھر حضرت نے خود بدر مین جہاد کیا۔ آپ صرف تین سو پانچ آدمیون سے ابوسفیان قافلہ سالار قبیلۂ قریش کے تجارت قافلہ کی تلاش مین گئے تھے۔ اور جسکے بچانے کے واسطے ابوجہل نے ایکہزار آدمیون کے ساتھہ کوچ کیا تھا۔ ۱۷ رمضان ۲ھ مین ستر کافرون کو قتل کرکے فتح حاصل کی۔ اس فتح سے مکہ والون کے دل شکستہ ہوگئے۔ اور گرد و نواح کے قبائل جلد جلد مسلمان ہونے لگے۔ چونکہ اون مین کوئی رشتۂ اتفاق ایسا نہ تھا۔ کہ جسمین پائداری ہوتی اس لئے اتحاد قائم نہ رہتا۔ اس لئے اگرچہ اہل قریش کو جنگ احد (شوال ۳ھ) مین مسلمانون پر کسیقدر غلبہ حاصل ہوا مگر نئے اسلام کے جوش اور نکوئی کی برکت کے سامنے اون کی ہمتین پست ہوتی چلی گئین۔ ۸ھ رمضان ۸ھ مین مکہ بھی حضرت کے قبضہ مین آگیا۔ اور قریش مسلمان ہوگئے۔ اور لوگ آنحضرت کو پیغمبر وقت اور سلطان الزمان ماننے لگے۔ اسلام نے اہل عرب کے دلون مین اتفاق و محبت و توحید کا جذبہ پیدا کرکے آپس کی نااتفاقی دور ہوگئی۔ اور لوگ متفق ہوکر دور دور ملکون کو فتح کرکے وہان اسلام کی اشاعت کرنے لگے آخر اسقدر اسلام کی ترقی اور اشاعت کے بعد آنحضرت نے ترسٹھ برس کی عمر مین ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ م ۶۳۲ء کو راہی رضوان ہوے۔ یہ وقت ایسا تھا کہ قریب قریب تمام عرب حلقہ بگوش اسلام ہوچکا تھا۔ حضرت کو چار صاحبزادے۔ قاسم۔ طیب۔ طاہر۔ ابراہیم۔ اور چار صاحبزادیان۔ فاطمہ۔ زینب رقیہ۔ ام کلثوم پیدا ہوے۔

خلفاے راشدین کی خلافت

آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اکبر ۱۲ ربیع ۱۱ھ م ۶۳۲ء مین

خلیفہ منتخب ہوے۔ آپ کی ولادت ۳۰ عام الفیل ہے۔ اسوقت اسلامی حکومت صرف عرب مین محدود تھی۔ آپ نے اولاً عرب کا فساد فرو کرکے عراق اور شام کی طرف لشکر بھیجا۔ اور آپ کی دوسالہ خلافت مین اسلامی فتوحات کا بحر مواج اپنی آن بان دکھلانے لگ گیا تہا۔ ۶۳۳ء سنہ ۱۲ھ مین جنگ سلاسل نے مسلمانون پر دیگر فتوحات کا دروازہ کہولدیا۔ اور مسلمان عراق عرب مین داخل ہوے۔ حرا کا شہر بہی قبضہ مین آگیا۔ چنانچہ ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ ۶۳۴ء روز چہارشنبہ کو جسکہ آپکی وفات ہوئی۔ دمشق تک یہ ملک فتح ہوگیا تہا۔ آپ نے دوسال تین مہینے ۲۲ یوم خلافت کی۔ آپ کی چار بیبیان تہین۔ جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیان پیدا ہوئین۔ لڑکون کے نام عبداللہ۔ عبدالرحمن۔ محمد۔ اور لڑکیون کے نام اسماء (زوجہ حضرت زبیر بن العوام) حضرت عائشہ (زوجہ محبوبہ حضرت رسول اکرم صلعم) ام کلثوم ہین۔

سنہ ۱۳ھ ۶۳۴ء مین حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ہوے۔ ولادت یکم محرم سنہ ۱۳ عام الفیل ہے آپ کے عہد مین اسلام کی جو جلد جلد ترقی اور اوس کی بنیاد کی مضبوطی ہوئی۔ ایسی پہر کبہی نصیب نہین ہوئی۔ چنانچہ یرموک۔ مدائن۔ حمص۔ حلب۔ قادسیہ۔ عجم۔ نہاوند وغیرہ کی فتوحات آپ ہی کے عہد بابرکت کا نتیجہ تہین۔ جسوقت حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تھے تو اہل عرب کی سلطنت نے اپنا قدم ملک عرب سے باہر نہین نکالا تہا۔ مگر آپ کے عہد خلافت مین ملک پر ملک فتح ہوتے گئے۔ عرصۂ قلیل مین سلطنت عرب کو وہ وسعت حاصل ہوگئی۔ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین کمتر ملیگی۔ متواتر فتوح سے ۶۳۴ء سنہ ۱۳ھ مین یرموک کی لڑائی سے شام مین سلطنت اسلامیہ کو راہ ملی۔ اور ملک شام پر اہل اسلام کا پہریرا لہرانے لگا۔ ۶۳۵ء سنہ ۱۴ھ مین دمشق۔ قادسیہ فتح ہوا۔ ۶۳۶ء سنہ ۱۵ھ مین ایسی سا حمص۔ انٹی اوک۔ (انطاکیہ) اور یروشلیم (بیت المقدس) تسخیر ہوے اور ۶۳۷ء سنہ ۱۶ھ مین عراق عرب کا قدیمی دارالسلطنت مدائن تصرف مین آگیا۔ اور ۶۳۸ء سنہ ۱۷ھ مین فتح قیساریہ سے ملک شام کی فتح درجۂ تکمیل کو پہونچی۔ الجزیرہ پر بہی قبضہ ہوگیا۔ مسلمانون نے بصرہ اور کوفہ کے شہر آباد کئے

خرستان وقستر کا بھی اس سال اضافہ ہوا۔ ۱۴۲ھ ۱۲۱ھ مین نہاوند کی لڑائی نے ایران کے خاندان ساسانیہ کو بالکل سیتا ناس کرکے خاک مین ملا دیا اور سارا ایران مسلمان ہوگیا۔

حضرت عمرؓ کے ہی عہد خلافت ۱۵ھ یا ۱۶ھ ۶۳۶ء مین عثمان بن عاص ثقفی حاکم بحرین وعمان نے حضرت کے بغیر صلاح ومشورہ کے عمان کی راہ سے ساحل ہند پر ایک لشکر جنگ وغزا کے لئے بھیجدیا۔ چنانچہ وہ لشکر بمبئی مین ٹانہ (تہانہ) تک آیا جس پر حضرت عمرؓ نے ناراض ہوکر یہ خط لکھا۔ کہ اے برادر ثقفی تونے لکڑی مین گھن لگا دیا۔ اس مہم مین میرے آدمی شکست پاکر جتنے مارے جاتے۔ بخدا اتنے آدمی تیرے قبیلہ سے قتل کرتا۔۔

اسی زمانہ مین حکم برادر عثمان جو بحرین کا حاکم مقرر ہوا تھا۔ بہروچ پر فوج بھیجی۔ کشتیان لشکر سمیت دریا کی راہ سے روانہ کی۔ اور اس لشکر کا سردار اپنے بھائی مغیرہ بن العاص کو مقرر کیا۔ تاکہ اس راہ سے دیبل پر پہونچے۔ اس زمانہ مین ملک سندھ مین چچ بن سیلاج کا راج ۳۵ سال سے چلا آتا تھا۔ سمباین دیورائج یہان چچ کے طرف سے حاکم تھا۔ افسوس ہے کہ اس لڑائی مین مغیرہ ابن العاص شہید ہوگیا۔

تھوڑے دنون کے بعد عراق کا حاکم ابوموسیٰ اشعری مقرر ہوا۔ ربیع بن زیاد حارثی کو اوس نے بلاد کرمان وکران مین حاکم مقرر کیا۔ دارالخلافت سے ابوموسیٰ اشعری کے نام حکم آیا کہ ممالک ومسالک ہند کا حال حتی الوسع دریافت کرکے اطلاع دے۔ ابوموسیٰ اشعری ابھی مغیرہ کے مہم کا حال دیکھ چکا تھا۔ اوس نے خلیفہ کو جواب لکھا کہ "ہند وسندھ کا راجہ بڑا طاقتور اور متکبر خبیث الباطن وبدھ پرست ہے"۔ اسپر حضرت عمرؓ نے تاکیدی احکام جاری کردئے۔ کہ ہند پر جہاد نہ کیا جائے۔ بحری مہمات حضرت عمرؓ کو پسند خاطر نہ تھین۔ اس مین بہت سی مصلحتین تھین۔ آپ خوب جانتے تھے کہ اہل عرب سب طرف ساحل بحر پر بحری کامون مین مشاق نہین ہین بحر قلزم کے ساحل پر اہل عرب بحری کامون مین ایسے مشاق وچست وچالاک نہ تھے۔ جیسے کہ بحر ہند کے ساحل پر۔ جب ملک مصر فتح ہوا تو آپ نے عمر بن عاص سے پوچھا کہ سمندر کا حال کیا ہے تو اوس نے

جواب مین لکھا کہ سمندر ایک بڑا بوکہر ہے۔ جس مین بعض بانی کو اسطرح کاٹ کے چلتے ہین۔ جسطرح لکڑی کے شہتیرون کو کیڑے" یہ دیکھکر حضرت عمرؓ نے بحری مہمات کی ممانعت فرمادی۔ لیکن تاہم بھی آپ کے عہد مین مسلمان تمام مصر۔ شام۔ ایران کے مالک ہو چکے تھے۔

افسوس ہے کہ اس عادل و فاتح خلیفہ نے سلخ ماہ ذیحجہ سنہ ۲۳ھ م ۶۴۴ء روز شنبہ مین ابولولو کے ہاتھہ شہادت پائی۔ ۶۳ سال عمر تھی۔ آپ نے دس سال چھہ ماہ ۴ یوم خلافت فرمائی۔ آپ کی چھہ بیبیان منکوحہ اور دوسریہ جملہ آٹھہ تھین۔ ازانجملہ آپ کی ایک منکوحہ بی بی۔ ام کلثومؓ بنت اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ ابن ابیطالب علیہ السلام بھی تھین۔ لیکن حضرات شیعہ کو اس سے انکار ہے۔ اور اہل تسنن اس کی تصدیق کرتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جملہ ازواج و سریہ سے آپ کو نو فرزند اور چار صاحبزادیان پیدا ہوئین۔ فرزندون کے نام عبدالرحمنؓ عبداللہؓ۔ زیدؓ۔ زید اصغر۔ عبداللہ اصغرؓ۔ عاصمؓ۔ عیاضؓ۔ عبدالرحمنؓ اوسط ملقب بابوالخیر۔ عبدالرحمن اصغر اور صاحبزادیون کے نام حضرت حفصہؓ زوجہ رسول خدا۔ رقیہؓ۔ فاطمہؓ۔ زینبؓ ہین۔

سنہ ۲۳ھ م ۶۴۴ء مین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے۔ آپ کی ولادت سنہ ۶ عام الفیل ہے۔ آپ کے زمانہ مین بھی خراسان وغیرہ پر لشکر کشی کیگئی۔ بلخ تک فتوحات حاصل ہو چکی تھین۔ ۱۲ سال آپ نے خلافت کی۔ آخر اہل مصر نے خروج کیا۔ ۱۸ یا ۱۴ ذیحجہ سنہ ۳۵ھ م ۶۵۶ء روز جمعہ کو غافقی شقی نے شہید کیا۔ عمر شریف ۸۲ سال تھی۔ سات بیبیون سے آپ نے نکاح فرمایا۔ آٹھہ فرزند۔ آٹھہ دختر پیدا ہوے۔ جنکے نام یہ ہین۔ عبداللہ اکبرؓ عبداللہ اصغرؓ۔ عمرؓ۔ امانؓ۔ خالدؓ۔ ولیدؓ۔ سعیدؓ۔ فرازؓ۔ امانؓ اصغر۔ ارویٰؓ۔ مریمؓ۔ ام عثمانؓ۔ عائشہؓ۔ ام امانؓ۔ ام عمرؓ۔ ام خالدؓ۔ روایت غیر مشہورہ مین وارد ہے کہ آنجنابؓ کے سوائے فرزندان دوختران مذکور کے اور بھی دو صاحبزادیان پیدا ہوی تھین۔ ایک صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلعم کے شکم محترم سے۔ اور دوسری

صاحبزادی ایک سریہ سے واللہ اعلم بالصواب۔

۳۵ھ م ۶۵۶ء مین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ آپ کی ولادت ۳۰ عام الفیل م ۳۰ قبل ہجرت ہے۔ آپ کا زمانہ اکثر خانہ جنگیون مین گذرا۔ لیکن حارس نے آپ ہی کے زمانہ مین سندھ کو فتح کرکے بہت کچھ لوٹا۔ اور بہت سے لونڈی غلام بناکر لیگیا۔ ۴ سال ۹ ماہ خلافت فرمائی۔ افسوس ہے کہ عبدالرحمن ابن ملجم مرادی ملعون نے ۱۷ رمضان کو زخمی کیا۔ اور ۲۱ رمضان ۴۰ھ م ۶۶۱ء کو آپ نے شہادت پائی۔

صحیح تاریخون مین ہے کہ جب تک حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول خدا صلعم زندہ رہین۔ جناب امیر نے خاتون جنت رض کے سوا کسی عورت سے نکاح نہین کیا۔ مگر حضرات شیعہ علل الشرائع مین لکھتے ہین کہ آنجناب ع ایک کنیز خوشیہ پر شیدا اور ابوجہل کی دختر پر فدا تھے۔ پھر بعد وفات حضرت خاتون قیامت کے آنجناب ع نے بہت سے نکاح کیے بعد دیگرے کئے۔ چنانچہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ آنجناب ع کے چار بیبیون سے کم ہون۔ اور سوائے چار بیبیون کے بہت سی زرخرید لونڈیان و سریہ بھی تھین۔ اور وہ بھی آنجناب ع کے تصرف مین تھین۔ اور اکثر اون مین سے اولاد بھی ہوئین۔ چنانچہ مشہور ترین اولاد کی تعداد نو تھی۔

اہل سیر آنجناب ع کی اولاد کی تعداد مین اختلاف رکھتے ہین۔ اکثر کہتے ہین کہ فرزندان و دختران بتیس ۳۲ تھے اور کتاب فصل الخطاب مین روایت پینتیس ۳۵ کی ہے۔ اور بعض کم و بیش لکھتے ہین واللہ اعلم بالصواب۔

پس موافق روایت اول کے آنجناب ع کی اولاد امجاد کی تعداد یہ ہے۔ ۱۶ صاحبزادے۔ اور ۱۶ صاحبزادیان۔ حضرت حسن علیہ السلام۔ حضرت حسین علیہ السلام۔ حضرت محسن علیہ السلام۔ محمد اکبر۔ عبداللہ اکبر۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ محمد اوسط۔ عبداللہ اصغر۔ محمد اصغر۔ یحیی۔ عون۔ عباس۔ جعفر۔ شفیق۔ زینب کبری۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ ام الحسن۔ آمنہ الکبری۔ ام ہانی۔ میمونہ۔ زینب صغری۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ۔ ام الکرام۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ حمانہ۔ نفیسہ۔

اس کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ مسلمانون مین اتفاق نہ رہا۔ خلافت سے سرتابی شروع کی۔ چنانچہ امیر معاویہؓ حاکم شام سے آن بن ہونے لگی۔ گو یہ جھگڑے حضرت خلیفہ چہارم کے ہی زمانہ سے پیدا ہوگئے تھے۔ مگر اب ترقی پذیر ہوگئے۔ چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے چھ ماہ کی خلافت کے بعد امیر معاویہؓ سے حسب ذیل شرایط پر صلح کرلی۔ اور خلافت سے دست برداری اختیار فرمائی۔

اول امیر معاویہؓ شیعان علیؓ سے کچھ کینہ نہ رکھین۔ دوم خراج ملک اہواز کا ہر سال ہمارے خرچ کے واسطے مقرر کرین۔ سوم دو لاکھ درہم سوا خرچ مذکور کے اور بھی ہمکو مرحمت کرتے رہین۔ چہارم اہلبیت رسول اللہ کے پورے پورے حقوق ادا کرتے رہین۔ پنجم بنی ہاشم کے ساتھ انعام واکرام سے پیش آتے رہین۔ اور ہمیشہ انکو اپنے اور اپنے اہلبیت پر ترجیح دیتے رہین۔

بہرحال خلافت کا زمانہ ۱۱ سنہ م ۶۳۲ء سے ۴۰ سنہ م ۶۶۱ء تک رہا۔ اس کے بعد خلفاء بنی امیہ کو عروج ہوا۔

عہد خلفاء بنی امیہ

امیر معاویہؓ ۴۰ سنہ م ۶۶۱ء مین خلیفہ ہوئے۔ آپ آنحضرتؐ کی قوم قریش مین امیہ خاندان سے تھے۔ اسلئے اس خاندان کا نام بنی امیہ یا اموی ہے۔ اس خاندان مین سلسلۂ خلافت قایم ہوا اور اسمین چودہ خلیفہ متواتر ہوئے۔ ان کا دارالخلافہ دمشق تھا۔

امیر معاویہؓ کے عہد مین مسلمانون نے ۴۱ سنہ م ۶۶۱ء مین ہرات پر قبضہ کیا۔ خلفاء عرب سے کبھی ہندوستان کے کسی حصہ عظیم کا تعلق نہین ہوا۔ جب اہل عرب نے ہرات کو فتح کرلیا تو اسکے بعد ۴۴ سنہ م ۶۶۴ء مین وہ کابل مین آدھمکے اور یہان سے ملتان مین اترے۔ بہرحال افغانستان کو فتح کرکے دریائے اٹک تک

بڑھتے چلے گئے۔ ۶۷۴ء م ۵۴ھ مین بخارا فتح ہوا۔ دو سال بعد سمرقند مفتوحہ ممالک کی ذیل مین داخل ہوا۔ ۶۷۰ء م ۵۰ھ مین قیروان بسا کر اسے مقبوضات افریقہ کا دارالحکومت بنایا گیا۔ ۶۹۳ء م ۷۴ھ مین کارتھیج فتح ہوا۔ اور اہل عرب بحر الکاہل تک جا پہونچے۔ ۷۱۰ء م ۹۱ھ مین تانجیر سے ہسپانیہ مین داخل ہوے۔ ۷۱۲ء م ۹۳ھ مین ٹولیڈو فتح ہوا جس کی وجہ سے سلطنت گاتھک تمام و کمال مسلمانون کے زیر نگین ہوگئی۔ ۷۲۵ء م ۱۰۶ھ مین جنوب فرانس کی سمت فوج کشی ہوئی۔ گو چارلس ہمرنے ۷۳۲ء م ۱۱۴ھ مین ٹورس کے قریب فتح حاصل کی۔ مگر مسلمان برابر نربون پر قابض رہے۔ اور برگنڈی و ڈرفش پر حملے کرتے رہے۔ اسطرح مغرب مین خلفا کی سلطنت ایک صدی مین دور تک پھیل گئی۔ شمال مین اناطولیہ پر جو یونانیون کے قبضہ مین تھا مسلمان متصرف ہوسکے لیکن اونہون نے ارمینیا پر چڑھائی کی۔ اور ۷۸۰ء مین ارض روم پہونچگئے۔ بہرحال نہایت کامیابی کے ساتھہ خاندان بنی امیہ کے ارکان نے ۹۲ برس حکومت کی یعنے ۴۱ھ م ۶۶۱ء سے ۱۳۲ھ م ۷۵۰ء تک انکا عروج رہا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباسؓ کے خاندان نے اس بنی امیہ خاندان کے آخر خلیفہ مروان ثانی کو معزول کرکے اپنے خاندان مین سلسلۂ خلافت کو جاری کیا۔ اور ۱۳۲ھ م ۷۵۰ء مین بغداد کی بنیاد ڈالی اور اوس کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ چنانچہ خاندان عباسیہ کا پہلا خلیفہ سفاح تھا۔ جو ۱۳۲ھ م ۷۵۰ء مین تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ اس خاندان کے ۳۷ خلیفہ ہوے۔ تقریباً چھہ سو برس تک انکی سلطنت رہی یعنے ۱۳۲ھ م ۷۵۰ء سے ۶۵۶ھ م ۱۲۵۸ء تک کمال آن بان سے حکومت کی۔ آخر مین اس خاندان کے آخری خلیفہ مستعصم کو ہلاکو خان نے نیست و نابود کر ڈالا۔ گو اسکے قبل ہی خلافت عباسیہ کے اعضا کمزور و ڈھیلے ہوگئے تھے۔ کیونکہ جب خلفاء عرب کی سلطنت کو یہ وسعت حاصل ہوئی۔ کہ بحر اطلنٹک سے سندھ تک اور بحر کیاسپین (خزر) سے رود نیل کے آبشارون تک پھیل گئی۔ جب سلطنت نے یہ وسعت عظیم پیدا کی تو ایک بادشاہ کا یہ کام نہ تھا۔ کہ وہ سب کو یکجا جمع رکھہ کر بادشاہی کرتا۔ پس ضرور تھا کہ وہ حصون مین

جدا جدا منقسم ہو۔ سب سے اول عبدالرحمن (جو بنی اُمیہ کے دسوین خلیفہ ہشام کا پوتا تھا) ۱۳۸ھ ۷۵۵ء مین بالکل اندلس (اسپین) کا خودمختار اور آزاد سلطان تسلیم کیا گیا۔ اور اس نے خاندان عباسیہ سے بالکل تعلق نہین رکھا۔ تیس برس بعد ادریس جو حضرت علیؓ کے اولاد مین سے تھا اور اس لئے وہ خاندان بنی اُمیہ اور خاندان عباسیہ دونون کا مخالف تھا۔ مراکش (مراکو) مین خاندان علویہ کی آزادانہ سلطنت قایم کی۔ اور ۱۷۲ھ ۷۸۸ء مین مدغار (صنعا) کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ باقی شمالی افریقہ کا ایک حصہ بھی خلافت سے نکل گیا۔ اسمین خاندان اغلبیہ کو غلبہ ہوا۔ اور ۱۸۴ھ ۸۰۰ء مین قیروان کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ آیندہ صدی مین مصر اور شام دونون خلافت کی فرمانبری سے نکل کر خودمختار فرمانروا ہوگئے۔

۲۶۴ھ ۸۷۸ء مین طولون آزاد بادشاہ ہوا۔ یہ سچ ہے کہ خاندان طولون کی حکومت کے بعد تیس برس تک خاندان عباسیہ کے طرف سے پھر یہان حاکم مقرر ہونے لگے تھے۔ مگر ۳۲۳ھ ۹۳۴ء مین اخشیدیہ خاندان نے اپنی سلطنت جدا جمائی۔ بعد اسکے دریاے فرات کے مغرب مین کسی ملک نے معاملات ملکی مین خلفاے بغداد کی اطاعت نہین کی۔ مگر دینی اطاعت کو نہین چھوڑا۔ خطبون مین اور سکون مین انہین خلفاے بغداد کا نام ہوتا تھا۔ مگر اسپین اور مراکش مین نہ سکہ پر انکا نام تھا نہ خطبہ مین انکا نام پڑہا جاتا تھا۔ مشرق مین بھی خاندان عباسیہ کی حکومت سے ملک آزاد ہوتے جاتے تھے۔ ۲۰۴ھ ۸۱۹ء مین مامون رشید کا نامور سپہ سالار طاہر ذوالیمینین جب مشرق مین نائب خلیفہ مقرر ہوا تو اوس نے خلیفہ سے سرتابی کی اور خودمختار ہوگیا۔ اس کے بعد اور خاندان صفاریہ سمانیہ۔ غزنویہ پیدا ہوے۔ اور جدا جدا اپنی سلطنت کرنے لگے۔ خلفا کی دینی بزرگی کو یہ سارے خاندان تسلیم کرتے تھے۔ مگر مشرقی اضلاع ایران اور ماوراء النہر کی ساری دولت اور حکومت کو اپنے قبضۂ اقتدار مین رکھتے تھے۔ تیسری صدی کے وسط سے دولت عباسیہ مین ترکی سپاہ کا بڑا غلبہ ہوتا جاتا تھا۔ باقی ملک بھی خاندان بنی بویہ کے قبضہ مین آگئے۔ ۳۳۴ھ ۹۴۵ء مین بغداد بھی انہین کے پاس تھا۔ مگر اس انقلاب سے خلفا کو تبدیلی آقا کے سوا اور

کچھہ فائدہ نہ ہوا یعنے پہلا گروہ ترکی غلامون کے زیر اثر تھے۔ تو اب ادھین ایک اور غیر قوم (دیویہ فرمانروا ملک) کا دست نگر بننا پڑا۔ اس وقت سے ۱۲۵۸ء م ۶۵۶ھ تک جبکہ ہلاکو خان نے عباسی سلطنت کو نیست و نابود کر ڈالا۔ خلفائے بغداد محض دربار کرنے کے قابل رہ گئے تھے۔ مگران درباروں مین کوئی ملکی معاملہ پیش نہ ہوتا تھا۔ اگرچہ خلیفہ ناصر کی طرح بعض اوقات انکی حکومت محل کی چار دیواری کے باہر یا صوبہ عراق عرب تک بھی وسیع ہوجاتی تھی۔

بہرحال خاندان عباسیہ کے خاتمہ پر ہسپانیہ۔ اندلس۔ شمالی افریقہ۔ مصر۔ شام۔ ایران۔ صوبہ جات آزوی جیحون۔ وغیرہ کے متعدد چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوگئے۔ اور ہر ایک حصہ سے۔ اکثر دس پانچ اور بعض حصون سے تو پندرہ بیس خاندانون کا ظہور ہوا۔ اور ہر ایک اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانے لگا۔ چنانچہ ہسپانیہ سے خاندان حمودیہ۔ عبادیہ۔ ریزی۔ جواہری۔ ذوالنونی۔ نصریہ۔ توجیبی وغیرہ نکلے۔ شمالی افریقہ سے مارنیہ۔ حفصیہ۔ حمادیہ۔ محدثیہ۔ زیانیہ۔ شریفیہ۔ المرادیہ وغیرہ پیدا ہوے۔

مصر و شام مین طولونی۔ فاطمیہ ملوک۔ اخشیدی۔ ایوبیہ۔ خدیویہ۔ یمن مین نجاحیہ۔ حمدونیہ۔ طاہریہ امامان۔ یعفوریہ۔ صلیحیہ۔ مہدویہ۔ رسولیہ۔ امامان رشید وغیرہ سر نکالے۔ تس علی ہذا اور بھی چھوٹی چھوٹی بہت سی ریاستین قایم ہوگئین۔ چونکہ ہم اس موقع پر ہندوستان کی تاریخ بیان کر رہے ہین اسلئے ان تمام حالات کا تفصیل کے ساتھہ یہان پر لکھنا غلط مبحث ہوگا۔ صرف ناظرینون کی معلومات کے لئے اس قدر حالات خاندان بنی امیہ و خاندان عباسیہ وغیرہ کے بتا دئے گئے ہین۔ انشاءاللہ تعالے آیندہ حسب موقع بالتفصیل و بالتصریح ان تمام اسلامی خاندانون کا حال لکھا جائیگا۔ اب ہم یہان پر وہ حال لکھتے ہین کہ مسلمان ہندوستان مین کب اور کیسے آئے۔ ابتداءً انھون نے کہان قدم جمایا۔ اور پھر کہان تک ترقی کی۔ آخر ہندوستان پر کس زمانہ مین قبضہ ہوا۔

حضرت عمر خلیفہ دوم کے حالات مین ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ آنجناب کو بحری مہمات پسند نہ تھین۔ اسلئے آپنے تاکیدی احکام

جاری کردئے تھے کہ ہند پر جہاد نہ کیا جائے۔ لیکن یہ ممانعت حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم کے عہد مین دور ہوئی۔ پھر تو رفتہ رفتہ بحری مہمات کو ترقی ہوئی۔ اور اہل اسلام کو بحری مہمات سے فتوحات بھی بکثرت حاصل ہوے۔

ملک ہند پر مسلمانونکی چڑہائی اور فتوحات

جب خاندان بنی اُمیہ کا پانچوان خلیفہ عبدالملک اپنے باپ کی جگہ مسند خلافت پر بیٹھا تو اپنے فرزند سپہ سالار حجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم مقرر کیا۔ اس موقع پر راجہ سراندیپ (سیلون لنکا) نے حجاج کی عنایت و مہربانی حاصل کرنے کی غرض سے آٹھہ جہازون مین بہت سے تحائف عراق بھیجے۔ جنمین لونڈی غلام بھی تھے۔ اور راجہ کی عملداری مین جسقدر مسلمانون کے یتیم بچے تھے۔ وہ بھی ان جہازون مین سوار تھے علاوہ برین حج کے ارادہ سے کچھہ مسلمان بھی ان جہازون مین آکر بیٹھے تھے۔ جب یہ جہاز بلاد قادرون مین پہونچے تو باد مخالف نے راہ راست سے برگشتہ کرکے ساحل دیبل پر پہونچایا۔ یہان بحری قزاقون نے اون جہازون کو لوٹ لیا۔ اور مسلمان مرد و عورتون کو گرفتار کیا۔ اور شاہ سراندیپ کے معتمدون کی فریاد پر مطلق التفات نہ کی۔ جب یہ خبر حجاج کو پہونچی تو اوس نے راجہ داہر کے پاس (جو اوس سرحد کا حکمران تھا) سفیر روانہ کیا۔ اور خطمین یہ لکھا کہ مسلمان مرد و عورتون کو رہا کیا جائے۔ اور تحائف وغیرہ واپس کرے۔ "لیکن داہر نے اوس کا یہ جواب دیا کہ بحری قزاقون پر میرا بس نہین چلتا۔ اس لئے مجبور ہون"۔ جب حجاج کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو ہند و سندہ پر فوج کشی کی اجازت چاہی۔ اول تو خلیفہ نے انکار کیا۔ مگر حجاج کے اصرار پر دوبارہ اجازت دیدی۔ پس حجاج نے عبداللہ بن نبہان اسلمی کو دیبل پر روانہ کیا یہان اوسکو شکست ہوئی۔ اور جان سے بھی مارا گیا۔ پھر حجاج نے بدیل صحابی کو لکھا کہ وہ یمان جائے۔ اور محمد ہارون کو حکم دیا کہ سندھ پر چڑہائی کرنے کے لئے تیار رہے۔ عبداللہ بن نبہان کو حکم کیا کہ

وہ عمان کی طرف سے وہان پہونچے۔ چنانچہ یہ چل کر نیرون تین دیبل سے ملا۔ دیبل تین سو آدمی لیکر مکران سے چلا۔ راہ مین محمد ہارون کا لشکر جرار سے ملا جب یہ لشکر لیکر دیبل پہونچا تو داہر کا بیٹا جے سیہ چار ہزار اسپ و شتر سوار لیکر مقابلہ کیا۔ صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ دیبل کا گھوڑا ہاتھیون سے ڈر کر بگڑتا تھا۔ دیبل نے میدان جنگ مین نہایت جوانمردی و بہادری سے مقابلہ کیا۔ مگر گھوڑے کی شرارت سے نیچے گرا۔ پھر کیا تھا۔ دشمنون نے ہجوم کرکے شہید کر ڈالا اور مسلمانونکو سخت شکست ہوئی۔

جب حجاج کو دیبل کے شہادت کی خبر پہونچی تو نہایت غمگین ہوا۔ اور عہد کیا کہ دیبل کا بہت جلد انتقام لون گا۔ اور سرحد چین تک کسی کافر کو حسام اسلام سے زندہ نہ چھوڑون گا۔ اس موقع پر عامر بن عبداللہ نے کہا کہ ولایت ہند کی تولیت مجھے سپرد ہو۔ حجاج نے کہا کہ تجھ کو یہ طمع ہے۔ مگر منجمون نے یہ حکم لگایا ہے۔ کہ ولایت ہند عماد الدین محمد قاسم کے ہاتھہ سے فتح ہوگی۔

محمد قاسم کو اکثر مورخ محمد بن قاسم ثقفی اور ابو العدا محمد بن القاسم لکھتا ہے۔ مگر یہ بات صحیح ہے کہ محمد قاسم نوجوان۔ سترہ سالہ حجاج کا چچازاد بھائی اور داماد تھا۔ اور ملک فارس مین نہایت عقل و فراست و شجاعت سے کام کر رہا تھا۔ ہند کی مہم عظم جو اوسکے حوالہ ہوئی۔ معلوم نہین کہ اس مین حجاج کی اس قرابت کو کتنا دخل تہا۔ اور اوس کی فرزانگی و دلاوری کا کتنا اثر تہا۔ مگر اس سفر مین خواہ اسکا سبب کچھہ بھی ہو۔ حجاج کی پرلے درجے کی دانائی اور روشن ضمیری معلوم ہوتی ہے کہ اس نے فتح ہند کے واسطے ایسا دلاور شخص مقرر کیا کہ سب طرح سے لایق تھا۔

ولید بن عبدالملک سے حجاج نے ہند پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ لیکن ابتداءً خلیفہ نے اس عذر سے درخواست نامنظور کی۔ کہ قوم مخالف ہے اور ولایت دور دست تیاری لشکر اور اسباب جنگ کی درستی مین زر کثیر صرف ہوگا۔ جب حجاج نے مکرر معروضہ کیا اور جتلایا کہ لشکر اسلام کی ہزیمت کا بدلہ ضرور لینا چاہئے۔ اور جنگ کا سامان ہر طرح موجود ہے۔ اور اس مہم مین جس قدر روپیہ صرف ہوگا

اوسکا دوچند خزانہ مین داخل کرنیکو تیار رہون۔ تب تو خلیفہ نے سفر سندھ کی اجازت دی۔ اور حجاج کی درخواست پر چھ ہزار سپاہ شام بھی روانہ فرمادی۔ جمعہ کے روز حجاج نے خطبہ پڑہا۔ اور لشکر کو کہا کہ زمانہ دوڑ کر رہا ہے۔ اور حرب ہی ہمارا فخر ہے۔ ہم خداوند تعالی کی ستایش زبان سے اور شکر دل سے کرتے ہین۔ کیونکہ وہ ہمکو عظمت دیتا ہے۔ اور کسی دروازہ کو ہم پر بند نہین کرتا۔ بدیل کے مفارقت کی آواز اب تک کان مین آرہی ہے۔ اور لشکر اسلام کے مصائب یاد دلاتی ہے۔ واللہ سچ کہتا ہونکہ تمام عراق کا مال اور جو کچھہ میرے پاس ہے۔ اوس کو اس کام مین جبتک نہ خرچ کرون اور انتظام نہ لون تب تک آرام وچین نہین ہے۔" محمد قاسم کو بھی بہت کچھہ پند ونصایح کئے۔ جس وقت محمد قاسم کوچ کرکے شیراز مین پہونچا تو اوسکے پاس چھ ہزار سوار چھ ہزار جانہ تین ہزار اشتر بختی بارکش موجود تھے۔ جب محمد قاسم مکران پہونچا تو محمد ہارون سے ملاقات ہوئی اور وہ بھی ساتھہ ہولیا۔ لیکن ارمن بیلہ (ارمابیل) کے مقام پر محمد ہارون (جو پیشتر ہی سے علیل تھا) نے وفات پائی اسکے بعد محمد قاسم نے ارمن بیلہ کو فتح کیا۔ اور وہان سے دیبل کی جانب کوچ کیا۔

داہر کے بیٹے جے سیہ کو جو اسوقت نیرون (جسکو اب سندہ کہتے ہین) مین تھا۔ محمد قاسم کے آمد کی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے باپ کو مطلع کیا۔ اور جنگ کی اجازت چاہی۔ داہر نے اوسکے جواب مین اجازت دیدی۔ جسمین لڑائی متواتر کئی روز تک ہوتی رہی۔ آخر لشکر اسلام غالب آیا۔ اور دیبل فتح ہوگیا۔ اور وہ مسلمان مرد وزن جو سراندیپ کے جہازون کے لٹ جانے سے قید ہوگئے تھے رہائی پائے۔ اور ان قیدیون کی حراست پر ایک پنڈت برہمن مقرر تھا۔ جو بعد فتح دیبل کے مسلمان ہوگیا۔ جسکو محمد قاسم نے اپنا نائب کرکے دیبل کی حکومت اوس کے سپرد کی۔ اور حمید بن دراع کو وہان کا شحنہ مقرر کیا۔ اور چار ہزار مسلمانون کو آباد کرکے ایک مسجد بنوادی۔ اور اس لڑائی مین جسقدر غنیمت ہاتھہ آیا تھا۔ اوسکا خمس معہ حاکم دیبل کی دولکھہ کے

حجاج کے پاس بھیجدیا۔

جب راجہ داہر کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے نیرون کے حاکم کو لکھا کہ دریائے مہران سے عبور کرکے برہمن آباد مین آئے۔ اور حصار وغیرہ کی حفاظت مین سعی کرے۔ چونکہ اس کے قبل ہی نیرون کا راجہ حجاج کا مطیع ہوچکا تہا۔ اس لئے اوس نے داہر کی ایک نہ سنی اور محمد قاسم کے لشکر کو ہر طرح آسایش و آرام دیا۔ چنانچہ محمد قاسم نیرون کا انتظام کرکے آگے بڑہا۔ اور بھیج۔ سوستان۔ سیہم وغیرہ کو فتح کیا۔ اسکے بعد آگے بڑہنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس مقام پر حجاج کا ایک خط وصول ہوا جسمین لکہا تہا کہ کہین اور نجاؤ نیرون کو واپس آؤ۔ اور مہران سے عبور کرنے کی تدبیر کرو۔ اور داہر سے لڑائی لڑو۔ اس حکم کے دیکہتے ہی فوراً محمد قاسم نیرون کو واپس آیا۔ اور وہان سے جہم ہوتا ہوا سا کرہ مین پہونچا۔ اور کشتیون کا پل بناکر معہ لشکر دریا عبور کیا۔ ادہر راجہ داہر نے لشکر اسلام کے دریا عبور کرنے کی خبر سنکر اپنے بیٹے جے سیہ کو لشکر کثیر دیکر لڑائی کے لئے روانہ کیا۔ جب لڑائی ہوئی تو لشکر اسلام نے فتح پائی اور جے سیہ کا سارا لشکر مارا گیا۔ صرف جے سیہ بچکر نکل گیا۔ اسکے بعد محمد قاسم داہر سے لڑنے کے ارادہ سے آگے بڑہا۔ جب جے وار (جیپور) مین پہونچا تو داہر سے مقابلہ ہوا۔ اور متواتر پانچ روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر ۱۰ رمضان المبارک ۹۳ھ روز پنجشنبہ کو داہر مارا گیا۔ لیکن داہر کا بیٹا راجہ جے سیہ اور اوسکی بہن رانی بائی اور بہت سے عزیز و اقربا و امرا و سردار لشکر قلعہ راور مین پناہ گزین ہوے۔ جب محمد قاسم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو قلعہ راور پر حملہ کیا۔ ادہر سے سرکردہ لوگون نے جے سیہ کو یہ مشورہ دیا۔ کہ یہان قلعہ مین محصور ہوکر لڑنا اچہا نہین ہے۔ بہتر یہ ہے کہ برہمن آباد چلے۔ جہان آپ کے باپ دادا کی میراث اور خزینے دفینے موجود ہین۔ اور وہان کی رعیت خاندان کی ہوا خواہ بھی ہے۔ چنانچہ جے سیہ نے اس رائے کو پسند کرکے معہ اپنے متعلقین اور عزیز و اقربا کے برہمن آباد چلا گیا۔ لیکن اوسکی بہن رانی بائی قلعہ مین معہ لشکر موجود رہی۔ اور محمد قاسم سے خوب

جب شکست کی صورت اور قلعہ کے مفتوح ہونے کی علامت نظر آئی تو ایک گھر مین تیل وروغن جمع کرکے آگ لگادی اور خود معہ اپنے سہیلیون کے اوس مین گر کر خاکستر ہوگئی۔

جب قلعہ راور فتح ہوگیا تو قیدیون کا شمار کیا گیا۔ تیس ہزار تھے۔ منجملہ اون کے تیس امیرزادیان اور شہزادیان بھی تھین۔ جس مین ایک راجہ داہر کی حقیقی بھانجی سے سیہ نام موجود تھی۔ چنانچہ محمد قاسم نے داہر کا سر اور قیدیون کا خمس اور غنیمت وغیرہ کعب بن محارق کے ہاتھہ حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے ایک عرضداشت کے ساتھہ داہر کا سر اور اوس کے چتر واعلام اور لونڈی غلام خلیفہ کی خدمت مین ارسال کیا۔ خلیفہ نے داہر کی بھانجی کے حسن وجمال کو دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ عبداللہ عباس نے اوسکے لئے درخواست کی تو کہا کہ اے عم زادے اس لونڈی کا جمال ایسا ہے کہ میرا دل اوس پر فریفتہ ہے مگر مناسب یہی ہے کہ تو اسے لے لے۔ چنانچہ خلیفہ کی اجازت سے عبداللہ عباس نے اُسکو اپنے گھر لایا۔ اور اپنی حرم بنایا۔ مگر کوئی اولاد نہوئی۔

اب راور سے محمد قاسم نے برہمن آباد جانے کا ارادہ کیا۔ اثنار راہ مین دو قلعے بہرور اور دھلیلہ واقع ہوئے جنمین سولہ ہزار سپاہی موجود تھے۔ اول بہرور کا محاصرہ کرکے دو مہینے کے عرصہ مین اوسکو فتح کیا۔ اسکے بعد دھلیلہ کو بھی لے لیا۔

اب محمد قاسم نے ہند کے بڑے بڑے نامور امرا ورؤسا کے نام اس مضمون کے پروانے روانہ کئے کہ دین اسلام یا اطاعت اسلام اختیار کرو۔ جب سی ساگر وزیر داہر نے یہ سنا تو محمد قاسم کے پاس آکر امان چاہی۔ چنانچہ محمد قاسم نے اوس کو امان دیکر عہدۂ وزارت عطا کیا اور بینوبہ پسر وہارن کو بلاکر عہد وپیمان کرکے دھلیلہ کا راج اور اوسکے آس پاس کا علاقہ مشرق ومغرب مین دیدیا۔

محمد قاسم وہان سے کوچ کرکے نہر جلوالی کے کنارہ پر برہمن آباد کے مشرقی طرف اترا۔ برہمن آباد مین چالیس ہزار لڑنے والے موجود تھے۔ لیکن جے سیہ کو محمد قاسم کے جانب سے ایسا خوف دل مین

بیٹھ گیا تھا کہ محمدؒ قاسم کے آتے ہی سب اہل وعیال ومال کو چھوڑ کر ریگستان کی راہ سے جے دار (جیسلمیر) پہونچا۔ پھر یہان سے طاکیہ ہوتا ہوا کشمیر گیا۔ اور راجۂ کشمیر کو اپنے اس بے سروسامانی سے آنے کی اطلاع دی۔ راجۂ کشمیر نے نہایت تپاک کے ساتھہ ملاقات کی۔ اور موضع شاکلہا جاگیر دی اور پچاس گھوڑے معہ زین وراس کے ہمراہیون کو دوسو خلعت گرانمایہ عطا کئے۔

ادہر برہمن آباد کے مقام پر چھہ ماہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ آخر شہر والون نے مجبور ہوکر امان چاہی اور برہمن آباد پر محمدؒ قاسم کا قبضہ ہوگیا۔ یہان پر راجہ داہر کی ایک رانی لادی نام اور دو دختران دوشیزہ رہتی تھین۔ دوسرے مرد وزن کے ساتھہ یہ بھی قید ہوکر آئین۔ محمدؒ قاسم نے لادی کو مسلمان کرکے حجاج کی اطلاع سے اپنے نکاح مین لایا۔ اور اون دونون لڑکیون کو معہ دیگر قیدیون کے مال غنیمت کے ساتھہ حجاج کے پاس روانہ کردیا۔ اور حجاج نے اون تمام کو عرضداشت کے ساتھہ خلیفہ کی خدمت مین بھیجا۔

ادہر محمدؒ قاسم نے برہمن آباد کے قبضہ کے بعد لوہانہ پر بھی قبضہ کیا۔ اور اون پر خراج مقرر کرکے دواع مین حمید النجدی کو برہمن آباد کا انتظام سپرد کیا اور اوس کے نائب اور عمال مقرر کئے۔ اور مسجدونکی بنیاد ڈالی۔ اور جاٹون کے ملک کا انتظام کیا۔ پھر وہان سے ساوندی اور اسمہ کے طرف چلا۔ یہ دونون موضع بلا کسی لڑائی جھگڑے کے قبضہ مین آگئے۔ جب ان دونون کے انتظام سے فارغ ہوا تو الور پر لشکر کشی کی۔ کئی روز تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ مگر چند ہی روز مین الور کے باشندے مطیع ہوگئے۔ اور قلعہ حوالہ کیا۔ محمدؒ قاسم نے رواح بن سد کو یہان کا حاکم مقرر کیا۔

اب تھوڑا سا حال جے سیہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب اوسکو راجۂ کشمیر نے شاکلہا جاگیر دی تو اوس نے وہان چند روز قیام کرکے کوچ کو گیا۔ اور وہان کے راجہ درو ہرائے نے اسکا استقبال کرکے بڑی اوبھگت کی۔ اور لشکر اسلام سے لڑنے کے لئے امداد کا وعدہ کیا۔ اور جے سیہ کو اپنا مہمان بنایا۔

اس راجہ کا یہ دستور تھا کہ ہر شب شاہی مین ایک بڑی خلوت خانہ مین عورتون کے ساتھہ شراب پیتا اور ناچ دیکھتا اور گانا سنتا۔ اس مجلس مین کسی اجنبی کو آنے کی ممانعت تھی۔ یہ ایک اتفاق کی بات تھی کہ جے سیہ اوسی روز یہان آیا کہ جو روز راجہ کے عیش وطرب کا تھا۔ راجہ نے بپاس خاطر مہمان جے سیہ کو اوس محفل مین شریک کیا۔ جے سیہ اس محفل مین آیا اور عورتون کے اندر گردن جھکا کر بیٹھہ گیا۔ درودہر کی بہن جانکی جو نہایت حسینہ تھی۔ جے سیہ پر عاشق ہوگئی۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو بناؤ سنگار کرکے جے سیہ کے پاس پہونچی۔ اور مطلب برآری کی التجا کی۔ لیکن جے سیہ نے انکار کیا۔ جب جانکی ناامید ہوئی تو گھر جاکر دوسرے روز درودہر سے کہی کہ کل رات جے سیہ میرے حرم سرا مین فعل بد کی نیت سے آیا تھا درودہر اس کے سنتے ہی غصہ کے مارے آگ ہوگیا۔ اور جے سیہ کے مارنے کی فکر کرنے لگا۔ مگر جے سیہ کو کسی مخبر نے خبر کردی۔ اور وہ رات کو بغیر اجازت درودہر کے کسا (جو جالندہر کی سرحد پر تھا) مین پہونچا اور راجہ لہرا کا مہمان ہوا۔

جب محمد قاسم الور کے انتظام سے فارغ ہوا تو وہان سے کوچ کرکے دریاے بیاس کے جنوبی کنارہ پر یا میہہ مین پہنچا۔ یہان کا رئیس کلسہ بن چندر بن سالنج راجہ داہر کا عم زادہ تھا۔ جب لشکر اسلام سر پر آیا تو معہ امرا و رؤسا زرین کرسی محمد قاسم کے پاس حاضر ہوا۔ چنانچہ محمد قاسم نے کلسہ کی لیاقت وحکمت پر خیال کرکے اوسکو تمام لشکر کا پیشوا بنایا۔ اور خزانہ کی کنجیان اور اپنی مہر اوس کے حوالہ کی۔ غرض وہ سب کامون مین محمد قاسم کا مشیر تھا۔ اسلئے اوسکا نام مبارک مشیر مشہور ہوا۔ اسکے بعد محمد قاسم حصار اسکلندہ پر پہونچا۔ سات روز تک خوب لڑائی ہوئی۔ آخر اسکلندہ کا راجہ بھاگ کر سکہ ملتان (یہ بہت بڑا قلعہ دریاے راوی کے جنوب مین ہے) کے راجہ بجہرہ کے پاس چلا گیا۔ اور اہل شہر نے امان چاہی۔ محمد قاسم نے اہل تجارت وزراعت کو امان دیدی۔ مگر قلعہ مین اکہتر ہزار ہتیار بند سپاہیون کو قتل کیا۔ اور انکے اہل وعیال کو بردہ بنایا۔ اور قلعہ کا حاکم عقبہ بن سلمہ تمیمی کو

مقرر کرکے خود معہ لشکر کے سکہ ملتان کیجانب متوجہ ہوا۔ جب حصار کے سامنے لشکر عرب آیا تو اہل حصار باہر نکل کر لڑنے لگے۔ سترہ روز تک ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا۔ محمد قاسم کے بچپن دوست اس لڑائی مین شہید ہوے۔ اور لشکر شام مین سے دو سو پندرہ آدمی مارے گئے۔ بجز دریاے راوی عبور کرکے ملتان چلا گیا۔ محمد قاسم نے اپنے یاران کے مارے جانیکے سبب سوگند کھائی تھی کہ مین اس قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دون گا۔ پس حکم دیا کہ سارے شہر کو برباد کردین اور وہ خود شہر کے نیچے جو گھاٹ تہا اتر کر ملتان پہونچا۔ گھاٹ پر دشمنون سے لڑائی صبح سے شام تک رہی۔ چنانچہ اسی طرح روزانہ پورے دو مہینے تک یہ لڑائی ہوتی رہی۔ اسکے بعد سرنگ لگا کر حصار کو منہدم کیا اور اندر داخل ہوکر چھ ہزار جنگی سپاہیونکو قتل کرکے اون کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنایا۔ باقی اہل تجارت و زراعت کو امان دی۔ چونکہ اس قلعہ کی فتح مین سپاہیون نے بڑی مدت تک طرح طرح کی آفتین سہین۔ اور مصیبتین اوٹہائی تھین۔ اس لئے محمد قاسم نے تمام غنیمت سپاہیون مین تقسیم کردی۔ چنانچہ جملہ ساٹھ ہزار درم چاندی کی تقسیم جب ہوئی تو ہر سوار کے حصہ مین چار سو درم چاندی آئی۔

اس کے بعد محمد قاسم نے کہا کہ اب دار الخلافہ کے خزانہ کے لئے بھی مال حاصل کرنیکی تدبیر کرنا چاہئے وہ اس معاملہ مین متفکر تہا کہ ناگاہ ایک برہمن آیا اور بیان کیا کہ پہلے زمانہ مین اس شہر مین رائے کشمیر کی اولاد مین سے جیونن نامی راجہ تہا۔ اور اپنے مذہب کا بڑا پکا تھا۔ رات دن بتونکی پوجا مین لگا رہتا تھا۔ جب اوس کے خزانہ مین بیشمار روپیہ جمع ہوگیا تو اوس نے ملتان کے مشرقی سمت مین ایک حوض سوگز سے سوگز بنوایا۔ اور اوس کے گرداگرد درخت لگوائے۔ اور اوس کے درمیان مین ایک تبکدہ پچاس گز کا تعمیر کرایا۔ اور اوس مین ایک بت زرسرخ کا بنوا کر رکہا۔ اور چالیس دگین تین سو تیس من سونے کے ٹکڑون سے بہرکر ان کے نیچے دفن کین۔ اب وہ تمام دفینہ

بجستہ موجود ہے نکال لیا جائے" چنانچہ محمد قاسم اوس پتہ پر جاکر دیکھا تو واقعی سونیکا بت موجود ہے۔ اور کہودنے پر وہ سونے کی دگین بھی برآمد ہوئین۔ بت کا وزن دو سو تیس من تھا۔ اور چالیس دگین جو نکلین تو اون مین سے تیرہ ہزار دو سو من سونا نکلا۔ محمد قاسم نے اوس تمام سونے کو معہ بت کے اور شہر ملتان کی غنیمت مین جو مروارید وجواہر ملے تھے۔ وہ سب شامل کرکے حجاج کے پاس بھیجدیا یہ اتفاق کی بات ہے کہ جس روز بت خانے کے سونے پر قبضہ ہوا تھا۔ اوسی روز حجاج کا خط اس مضمون کا آیا کہ "اے ابن عم جس روز تجھکو لشکر دیکر روانہ کیا تھا تو مین اسکا ضامن ہوا تھا۔ کہ اس لشکرکشی اور مہم مین جتنا روپیہ خرچ ہوگا۔ اتنا روپیہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے خزانہ مین داخل کرون گا۔ اب اس روپیہ کا ادا کرنا مجھ پر واجب ہے۔ آجکی تاریخ تک مفصل ومجمل حساب سے معلوم ہوا کہ ساٹھ ہزار درم وزن نقرہ تیرے خرچ مین آچکا ہے۔ اور جملہ غنیمت نقود واجناس واقمشہ ایک لاکھ ہزار درم وزن نقرہ پہونچ چکے ہین۔ تمکو چاہئے کہ جہان کہین مشہور قصبہ یا شہر ہو۔ وہان مساجد ومینار تعمیر کراؤ۔ اور خلافت کے نام کا خطبہ پڑہواؤ۔ اور سکہ جاری کراؤ۔ اب تک تم کو اپنے اقبال اور نصیبہ کی یاوری اور لشکرکشی سے جو کچھہ حاصل ہوا ہے۔ اس سے یہ توقع ہوتی ہے کہ آیندہ بھی جسطرف جاؤگے۔ فتح تمھارے آگے آگے آئیگی"۔

تمام روسا وشرفاء شہر سے محمد قاسم نے عہد وپیمان کا فیصلہ کرلیا۔ پھر یہان ایک جامع مسجد تعمیر کرائی جسکے مینار بڑے بلند تھے۔ امیر داؤد بن نصر بن ولید عمانی کو امیر ملتان مقرر کیا۔ خزیم بن عبدالملک بن نہیم کو دریاء نہلم کے کنارے پر قلعہ برہمپور مین۔ اور عکرمہ بن ریحان شامی کو سواد ملتان مین اور احمد بن حمیمہ بن عتبہ مدنی کو حصار اجہتا اور کرور مین حاکم مقرر کیا۔ کشتیون مین خزانہ لاد کر دہیل مین بھیجا۔ کہ وہان سے دارالخلافہ کے خزانہ مین پہونچایا جائے۔ اور وہ خود ملتان مین ٹہیرا۔ اب پچاس ہزار سوار کے لشکر پر وہ حکمران تہا۔ محمد قاسم نے ابوحکیم شیبانی کو دس ہزار سوار کے ساتھہ

قنوج روانہ کیا۔ اور وہان کے راجہ کو کہلا بھیجوایا کہ سمندر سے لیکر کشمیر کی حد تک جتنے راجہ فرمانروا ہین۔ وہ سب اسلام کے مطیع اور امیر عماد الدین محمد قاسم لشکر کش عرب کے محکوم ہین۔ جنمین اکثر تو خراج دیتے ہین۔ اور بعض مسلمان ہوگئے ہین۔ پس تو بھی اسلام قبول کر یا جزیہ دینا منظور کرکے عہد و پیمان کرلے"۔ اور خود لشکر لیکر کشمیر کی طرف روانہ ہوا جسکو پنچ ایات کہتے ہین۔

اوسوقت قنوج مین راجہ ہری چند پسر راجہ دے ٹھل راج کرتا تہا۔ جب ابوالحکیم شیبانی اور ہرچند نے یہ تو اوس نے زید بن عمرو الکلابی کو سفیر بناکے راجۂ قنوج کے پاس بھیجا۔ سفیر نے راجہ ہری چند کو محمد قاسم کا پیام پہونچایا۔ جس کا جواب راجہ نے یہ دیا کہ اُس ملک مین سولہ سو برس سے ہمارا راج چلا آتا ہے۔ اس عرصہ مین کسی مخالف کا یہ حوصلہ نہوا کہ ہماری سرحد پر قدم رکھ سکے۔ اب تو اُلٹے پاؤن امیر کے پاس چلا جا۔ اور اُس سے کہدے کہ تم ہمارے ساتھ آؤ تاکہ ہم تمین کی شجاعت کے جوہر کھلائین"۔

جب محمد قاسم کے پاس سفیر نے یہ پیغام لایا تو اوس نے تمام اکابر و اعیان و امرا سپاہ کو جمع کرکے اون سے مشورہ کیا۔ سب نے لڑنے کی رائے دی۔ چنانچہ لڑنے کی تیاریان ہونے لگین۔

یہان لڑائی کے لئے یہ سرگرمیان اور تیاریان ہو رہی تھین۔ وہان پردۂ غیب سے اوریہی گل کہلا۔ کہ صبح کے وقت ایک سانڈنی سوار خلیفہ کا پروانہ لایا۔ جسکی روایت محمد بن علی ابوالحسن یہ بیان کرتے ہین کہ جب راجہ داہر مارا گیا تہا تو اوسکے دو دوشیزہ دختر اسیر ہوئی تھین۔ جنلو محمد قاسم نے خلیفہ کے پاس حجاج کے ذریعہ بھجوا دیا تہا۔ اور خلیفہ نے اون کو اپنی حرم سرا مین داخل کیا تہا۔ کچھ مدت کے بعد خلیفہ کو دونون لڑکیان یاد آئین شب کو انہین بلایا۔ اور ترجمان کو حکم دیا کہ ان سے پوچھے کہ بڑی کونسی ہے اور چھوٹی کونسی۔ بڑی ٹہہر جائے۔ چھوٹی چلی جائے۔ وہ کسی اور شب کو بلائی جائے گی۔ ترجمان نے ان سے نام پوچھا بڑی نے کہا۔ میرا نام سوریا دیبی ہے۔ اور

اور چھوٹی نے عرض کی کہ مجھے پرل دیبی کہتے ہین۔ بڑی کو خلیفہ نے اپنے پاس بلا لیا۔ چھوٹی کو رخصت کیا۔ جب اوس کے چہرہ پر سے نقاب اوٹھایا تو حسن خداداد کا جلوہ نظر آیا۔ خلیفہ کا دل بے اختیار ہو گیا۔ لیکن اوس نے کہا کہ مین بدنصیبی سے حضور کے لایق نہین رہی ہون۔ محمد قاسم نے تین روز تک میری بہار لوٹی ہے"۔ خلیفہ نے یہ سنتے ہی قلم دوات منگا کر یہ پروانہ لکھا کہ "محمد قاسم جہان ہو۔ وہ اپنے کو گائی کی کچی کھال مین بند کر کے یہان پہونچائے"۔ اوسوقت محمد قاسم اردو باربین تھا۔ پروانہ پڑھتے ہی کہا کہ حکم کی تعمیل کیجائے۔ چنانچہ محمد قاسم زندہ چرم خام مین یا گیا۔ اور صندوق مین بند کر کے خلیفہ ولید کے حضور مین لایا گیا۔ خلیفہ نے دریافت کیا کہ محمد قاسم زندہ ہے یا مردہ۔ جسکا جواب یہ دیا گیا کہ حسب الحکم محمد قاسم چرم خام مین بند کیا گیا تو وہ دوسرے روز مر گیا۔ مگر ملک سندھ مین اُسکے مرنے سے کچھ خرابی نہین ہوئی۔ ملوک وامرا اپنے اپنے علاقون کا انتظام بخوبی رکھتے ہین۔ اور خلیفہ کے نام کا خطبہ بدستور پڑھا جاتا ہے۔ خلیفہ نے صندوق کھلوایا اور اون لڑکیون کو بلوایا۔ خلیفہ کے ہاتھہ مین ایک سبز شاخ خاکی تھی۔ وہ محمد قاسم کے دانتون کو لگا کے یہ کہا کہ "اے لڑکیو تم نے دیکھا کہ ہمارا حکم ہمارے عاملون پر کیسا نافذ ہے۔ کہ جسدم محمد قاسم کے پاس ہمارا حکم پہونچا۔ اُسی دم اُس نے ہمارے فرمان پر اپنی جان قربان کر دی"۔ دونو لڑکیان لاش کو خوشی خوشی دیکھتی تھین اور خلیفہ کو ہاتھہ اوٹھا کر دعائین دیتی تھین۔ اسکے بعد کہنے لگین کہ بادشاہ عادل پر لازم ہے۔ کہ وہ خطرناک کامون کو بہت سوچ سمجھہ کر کیا کرے۔ اور دور بینی کو کام مین لائے۔ دوست دشمن سے جو بات سنے اوس مین امتحان اور تحقیق کے بعد عدل کے موافق حکم دیا کرے۔ دنیا مین راستی کم اور جھوٹ بہت ہے۔ جب خلیفہ نے اون سے اس تمہید کا مطلب پوچھا تو اونہون نے صاف صاف بیان کیا کہ "محمد قاسم بالکل بے گناہ تھا۔ وہ ہمارے باپ اور بھائی کی جگہ تھا۔ اوس نے ہمارے باپ کو مارا۔ سارے خاندان کی دولت حکومت عزت

خاک مین ملائی۔ سکو بے خانمان کرکے جلاوطن کیا۔ رانی سے لونڈی بنایا۔ پس اب ہماری مراوین پوری ہوئین۔ اگر محمد قاسم مین عقل ہوتی تو یہان آتا۔ اور ایک روز رہتا۔ پھر چرم خام مین کھچواتا تو زندہ رہتا۔ اور یقینی خلاص ہوتا۔ مگر اس احمق کی یون جان جانی تھی۔ اور خلیفہ کے انصاف پر یہ بٹہ لگنا تھا۔ کہ دو لونڈیون کے کہنے سے اس بیگناہ جوانمرد کو مار ڈالا جس نے ہندوستان کی راجاؤن کو معزول کرکے اسکی سلطنت کا سکہ جایا۔ بلکہ لونڈیان اوسکی خدمت مین بھیجین۔ مندرونکو مسمار کرکے مسجدین بنوائین۔ خلیفہ نے جب یہ باتین سنین تو ندامت کے مارے سر جھکالیا۔ اور ایک گھنٹہ تک بیہوش رہا۔ جب ہوش آیا تو یہ حکم دیا کہ ان لڑکیون کو گھوڑون کی دمون مین باندہ کے شہر مین تشہیر کرکے رود دجلہ مین پھینک دین۔ بعض کہتے ہین کہ زندہ دیوار مین چنوا دینے کا حکم دیا

محمد قاسم دمشق مین دفن ہوا۔ اوس کی وفات کا افسانہ جو اوپر لکھا گیا ہے۔ وہ چچ نامہ اور تاریخ میر معصوم سے نقل کیا گیا ہے۔ مگر فتوح البلدان مین یہ لکھا ہے کہ خلیفہ ولید حجاج کے بعد جمادی الاول ۹۶ھ ۷۱۵ء مین اس دنیا سے رحلت کرگیا۔ سلیمان خلیفہ ہوا۔ جسکے حکم سے محمد قاسم معزول ہوکر بلایا گیا۔ قید ہوا۔ پاؤن مین بیڑیان پڑین۔ شکنجہ مین کھینچا گیا۔ غرض اسکو یہانتک اذیتین پہونچائی گئین کہ جان نکل گئی۔ اوس نے ہندوستان مین کل سوا تین برس حکومت کی۔ اس موقع پر فتوح البلدان کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ محمد قاسم کے دونون مربی حجاج اور خلیفہ ولید مر چکے تھے۔ اور سلیمان حجاج سے عداوت قلبی رکھتا تھا اس لئے محمد قاسم کو شکنجہ مین کھینچا۔ اور مار ڈالا۔

بعض انگریز مورخ محمد قاسم کی وفات پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ گائی کی کھال مین سلوانے کی تعزیر اہل تاتار کے پاس مروج تھی۔ اہل عرب کا یہ دستور نہ تھا۔ مگر پھر انگریز مورخ ہی اس کا جواب دیتے ہین۔ کہ عرب کی تاریخ مین ایک مثال اس زمانہ سے پہلے کی موجود ہے کہ حجاج نے حاکم مصر کو

گدھے کی کھال مین سلوا کر بلوایا تھا۔ اور خلیفہ سلیمان نے موسیٰ سے بھی جس نے اسپین فتح کیا تھا محمد قاسم ہی کا سا سلوک کیا تھا۔ محمد قاسم ایسا ہر دل عزیز تھا کہ جب وہ واپس بلایا گیا تو اہل ہند اوسکے لئے روتے تھے۔ اور کیرج مین اوسکا بت بنا کے پوجنے کے لئے رکھا۔

خلیفہ سلیمان نے محمد قاسم کی جگہ یزید کو مقرر کیا۔ وہ یہان سندہ مین آکر صرف آٹھارہ روز زندہ رہا۔ ہند کے راجاؤن نے سرکشی اختیار کی تھی۔ داہر کے بیٹے جے سیہ نے برہمن آباد پر قبضہ کر لیا۔ سندہ کے مورخ کہتے ہین کہ محمد قاسم کے جانے سے دو برس کے اندر بہت سا ملک محمد قاسم کا فتح کیا ہوا اہل ہند نے مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا۔ عامر بن عبداللہ نے بھی کچھ دنون سندہ کی حکومت کی ہے۔

جب خلیفہ سلیمان ۹۹ھ ۷۱۷ء مین دنیا سے رخصت ہوا۔ اور عمر بن عبدالعزیز اوسکا جانشین ہوا تو اس نے تمام ہندوستان کے سلاطین و امرا کو اس مضمون کے خطوط لکھے کہ تم اسلام قبول کرو تاکہ تمکو سارے حقوق مثل مسلمانون کے حاصل ہو جائین۔ چنانچہ اس حکم کی بنا پر داہر کا بیٹا جے سیہ اور اکثر امیرزادے مسلمان ہو گئے۔ اور اپنے ہندی نامون کو بدل کر عربی نام رکھا۔

یہان کی سرحد پر نائب خلیفہ عمر بن مسلم الباہلی مقرر ہوا۔ پھر جنید بن عبدالرحمن المری نے حکومت کی۔ اس کے زمانہ حکومت مین راجہ جے سیہ نے تردی اختیار کی تھی۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اور جے سیہ قتل ہوا۔ پھر جنید نے کیراج پر قبضہ کیا۔ گجرات ویل مان کو بھی فتح کر لیا۔ بحر و بر مین اس نے اپنی فتوح سے بہت غنیمت اور دولت حاصل کی۔

۱۰۷ھ مین جنید کی جگہ تمیم بن زیاد العتبی مقرر ہوا۔ جسکو پہلے سندھ مین حجاج نے بھی بھیجا تھا۔ دماغ اور جسم اس کے دونون ضعیف تھے۔ وہ دیبل کے قریب میٹھے آب مین مرگیا۔ تمیم ایک بڑا فیاض عرب تھا۔ اس نے ایک کرور اسی لاکھ تاتاری درہم جو خزانہ سندہ مین تھے۔ خرچ کر ڈالے

بعدازان تمیم کی جگہہ حکیم بن عوان الکلبی مقرر ہوا۔ کسکے سوا اور ہندؤن نے بھربت پرستی شروع کردی تھی۔ مسلمانون کے لئے کوئی پناہ کی جگہہ نہ تھی۔ اس لئے اس نے ایک شہر نہر کے مشرقی کنارہ پر آباد کیا۔ اور اسکا نام المحفوظہ رکھا۔

حکیم کے ہمراہ عمر بن محمد بن قاسم تہا۔ جسکو حکیم نے المحفوظہ سے باہر لشکر کشی کے لئے روانہ کیا۔ اوس نے بہت کچہہ فتوح حاصل کین۔ اور امیر کا خطاب اوسکو ملا۔ اوس نے نہر کے اس طرف ایک شہر آباد کیا۔ اور اوس کا نام المنصورہ رکھا۔ کچہہ روزون بعد حکیم مارا گیا۔ اسکے بعد یہاں پر متواتر حاکم ہوتے رہے۔ یہان تک کہ خاندان بنی امیہ کا خاتمہ ہوا۔ اور خاندان عباسیہ نے تخت خلافت پر قدم رکھا۔

عہد خلفائے بنی عباسیہ

خاندان عباسیہ کی خلافت کے زمانہ مین ابومسلم نے سرحد سندہ کی حکومت پر عبدالرحمن کو مامور کیا یہ سندہ مین طخرستان کی راہ سے آیا۔ اور سرحد پر منصور بن جمہور سے مقابلہ ہوا۔ یہ منصور خاندان بنی امیہ کے طرف سے آخری حاکم یہان کا تھا۔ عبدالرحمن کو شکست ہوئی۔ اور مارا بھی گیا۔

بعدازان ابومسلم نے موسیٰ بن کعب التمیمی کو سندہ پر بھیجا۔ پھر منصور و موسیٰ مین لڑائی ہوئی مگر اس دفعہ منصور کو شکست ہوئی۔ اور وہ ریگستان مین بھاگ کر پیاس کے مارے مرگیا۔

چنانچہ سندہ مین یکے بعد دیگرے ہشام بن عمر التغلبی عمر بن حفص بن عثمان ہزارمرد۔ روح ابوالعباس۔ بشر بن داؤد وغیرہ نے حکومتین کین۔ غرض اس عہد خلافت مین ملک سندہ کی حکومت پر شوکت وشان رہی۔ اور شمالی ہند مین بھی راجاؤن کے دل پر اثر ہوا۔ اور خاندان تبت کے دل مین اہل عرب کا خوف پیدا ہوا۔ بہرحال خلافت عباسیہ کے چودہوین خلیفہ المہتدی (جو ۲۵۵ھ سنہ ۸۶۹ء مین تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ تمکہ اہل عرب کا رعب اور خلافت کی

ہیبت سبھون کے دل مین طاری رہی۔ مگر المعتمد اور القادر کے عہدون کے درمیان جو خلیفون کی سلطنت ہوئی اون مین خلفار کے اقتدار اور اختیار مین بتدریج تنزل ہوتا گیا۔ ترکی سپاہ روز بروز خود مختار اور آزاد اور فسادی ہوتی گئی۔ جس کا حال ہم نے مختصر طور پر اسکے قبل یہ بتلادیا ہے۔ کہ خلافت عرب کے ٹکڑے کیونکر ہوے۔ پس جب دل ہی بیمار ہو تو اور دوسرے اعضا کیسے صحیح رہ سکتے ہین۔ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

خلافت کی حکومت سے دور کے صوبے جدا ہوگئے۔ ملک سند کی حکومت کے چھوٹے چھوٹے حصے ہوکر اوس مین جا جا فرمانروا ہوگئے۔ گو خلیفہ کے معاملات ملکی مین وہ مطیع نہین رہے۔ اور نہ خراج بھیجا۔ مگر ہیشہ صاحب اختیار ہونے کے لئے خلفا کی چاپلوسی اور تملق کرتے رہے۔ ملک سند مین اہل عرب کی حکومت کا خاتمہ خلیفہ المعتمد کے زمانہ مین سمجھنا چاہئے۔ اس نے یہان کا حاکم یعقوب بن لیث مقرر کیا۔ اور بلخ وطخرستان کے سوا سجستان اور کرمان مین بھی اوسکے زیر حکم رہے۔

۔ اوسکے چند برس بعد دو بڑی ریاستین ملک سندھ مین ملتان۔ منصورہ قایم ہوئین۔

یعقوب بن لیث کا انتقال ۸۷۹ء مین ہوا اور اوسکے مرتے ہی یہ دونون ریاستین مطلق العنان اس سبب سے ہوگئین کہ اوسکے جانشین جو ہوے۔ وہ ضعیف العقل اور کم زور ہوے۔ اور آل سامان کے سلاطین کی سلطنت کا آغاز تھا۔ اُنکو فرصت نہوئی کہ اس طرف متوجہ ہوتے۔

افسوس یہ ہے کہ اگرچہ اہل عرب کا تعلق ملک سندھ سے تین سو برس تک رہا۔ مگر کوئی اثر اُن کے اس تعلق کا ملک پر باقی نہ رہا۔ اور کسی سیاح کو اس ملک مین سفر کرنے سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ کبھی اُنھون نے یہان قدم بھی رکھا تھا۔ نہ کوئی عمدہ مسجد انکی بنائی ہوئی نظر آتی ہے۔ نہ خانقاہ نہ کوئی اور عمارت نہ کوئی انکی زبان کا اثر ہے۔ نہ اونکے شہرون منصورہ محفوظہ البیضار کا نام ونشان باقی ہے

حجاج نے جو اس مہم سندھ کا حساب وکتاب کیا۔ وہ اسطرح ہے کہ ساٹھ لاکھ درہم اوس نے

خرچ کئے۔ اور بارہ کروڑ درہم پائے۔ چونکہ خلیفہ کا حصہ کل غنیمت کا پانچوان حصہ ہوتا ہے۔ تو کل غنیمت ساٹھہ کروڑ درہم ہوئی۔ ایک درہم ۴ پائی کے قریب ہوتا ہے تو کل غنیمت ۱۳ کروڑ پچہتر لاکھہ روپیہ کے قریب ہوتی ہے ملک سندہ کے باج و خراج کے نسبت مورخون مین بڑا اختلاف ہے یہ اختلاف ہونا ہی چاہئے۔ اس لئے کہ ہر سال مین زمین کی پیداوار کے خراج کی شرح بدلتی رہتی تھی۔ اور ملک کے حدود مین کمی و بیشی ہوتی رہتی تھی۔ ابن حلدون کی فہرست۔ آمدنی سلطنت خلفاء مین لکھا ہے کہ صوبہ سندہ سے ایک کروڑ پندرہ لاکھہ درہم اور پچہتر سیر روغن زیتون خراج مین آتے تھے۔ یہ حساب تخمینی معلوم ہوتا ہے۔ یہ خراج چھبیس ستائیس لاکھہ روپیہ سالانہ کے قریب ہوا۔ ہم نے ملک سندہ کی تاریخ اس زمانہ تک لکھی ہے۔ کہ اسکا تعلق اہل عرب سے رہا۔

خاندان غزنویہ

اسکے قبل ہم نے عہد خلفائے بنی امیہ مین بیان کیا ہے کہ سلطنت اسلامیہ ملک عرب متعدد و متفرق حصون مین تقسیم ہوئی۔ اور مختلف خاندان[۵۱] پیدا ہوے۔ چنانچہ منجملہ ان خاندانون کے ایک خاندان آل سامان[۵۲] کا بہی تھا۔ جو ۲۶۱ھ م ۸۷۳ء سے ۳۸۹ھ م ۹۹۹ء تک وسط ایشیا مین ماوراء النہر اور

[۵۱] ان مختلف و متعدد خاندانونکے حالات تفصیلی طور پر انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ حسب موقع لکھے جائینگے۔ ۱۲ مولفہ۔

[۵۲] سامان خدا ایک ایرانی سردار تہا جس نے اسد بن عبداللہ گورنر خراسان کی تلقین و ہدایت سے زردشتی مذہب چہوڑکر اسلام اختیار کیا۔ اور بیٹے کا نام اپنے محافظ و مربی کے نام پر اسد رکہا۔ اسد کے چاروں لڑکون نے خلیفہ مامون کی ملازمت مین ایسی ناموری حاصل کی۔ کہ صوبہ جات کی گورنری پر ترقی پائی۔ نوح سمرقند۔ احمد فرغانہ۔ یحییٰ شاش اور الیاس ہرات کی حکومت پر فائز ہوا۔ نوح اپنے دیگر بہائیون سے زیادہ اولوالعزم تہا۔ وہ صرف سمرقند مین احمد کا قائمقام

ایران مین سلطنت کرتا تھا۔ اور اپنے گئے وقت مین بھی خراسان اور ماوراء النہر پر قبضہ وتصرف رکھتا تھا۔ انہین کے امیر الجیش نے خاندان غزنوی کی سلطنت کی بنا قایم کی۔ جس نے ہندوستان مین مسلمانون کی ایک مستقل سلطنت قایم کی۔ گو پہلے ملک سندھ پر اہل عرب کا دسو برس تک تسلط رہا ہے۔ مگر سندھ کے طرف سے مسلمانون نے آکر اپنی سلطنت کو ہندوستان مین مستقل نہین کیا۔ بلکہ کابل کی جانب سے آکر اپنی سلطنت کو قایم کیا ہے۔ اسلئے اب کابل کا حال لکھنا ضرور ہے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۴) ہوا۔ بلکہ اس نے کاشغر کا بھی الحاق کرلیا۔ اس کے دوسرے لڑکے اسمٰعیل نے ۹۰۳ء سنہ ۲۹۱ھ مین صفاریون سے خراسان فتح کیا۔ اور طبرستان کے علویہ فرمانروا محمد بن زید کو شکست دی۔ اور خلیج فارس کے بڑے صحرا حدود ہند سے قریب بغداد تک کے ملک پر قابض ہوگیا۔ ماوراء النہر مین اسکی حکومت خوب مضبوطی سے جڑ پکڑ گئی تھی۔ اور اوس کے فیض توجہ سے بخارا دسمرقند اسلامی دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ کے لئے تہذیب وشائستگی۔ دینی ودنیاوی علوم اور ہر قسم کے ہنر وفن کے مرکز بنگئے۔ اسمٰعیل سامانی کے جانشین خراسانی اور سمجھتا نی رعایا کی لیاقتون اور خاندان بویہ کے روز افزون عروج کے وجہ سے ضعیف ہوتے گئے۔ یہانتک کہ نصف صدی ہی مین انکی حکومت ماوراء النہر اور خراسان مین محدود رہگئی۔ ان صوبہ جات مین بھی اصلی اقتدار واختیار ترکی غلامون کے ہاتھہ مین تھا جنھے تمام دربار بھرا ہوا تھا۔ ان مین سے ایک البتگین نامی نے غزنوی خاندان کی بنیاد ڈالی۔ جو ۹۶۴ء سنہ ۳۵۳ھ مین سامانیون کے اس قطعہ ملک پر جو دریائے جیحون کے جنوب کی سمت تھا۔ متصرف ہوا۔ جیحون کے شمال مین ایلک خان (والی ترکستان) نے ان کی طاقت کی روکو روکدیا۔ ایلک خان نے فرغانہ سے سرحد چین تک کے ترکی قبایل کی سرگروہی حاصل کرکے ۹۹۲ء سنہ ۳۸۰ھ مین بخارا چھین لیا۔ اور آخرکار ۹۹۹ء سنہ ۳۸۹ھ مین اس نے خاندان سامانیہ کو تخت وتاج سے محروم کردیا۔ اگرچہ ابراہیم منتصر ۱۰۰۴ء سنہ ۳۹۵ھ تک حصول تخت کے لئے لڑتا رہا۔ بہرحال خاندان سامانیہ نے تقریباً ایک سو تالیس سال فرمانروائی کی اور خاندان مین چھ حکمران ہوے۔ جانشینی خانان ترکستان وخاندان غزنویہ نے پائی۔ ۱۲ مولف۔

کابل کی ابتدائی حالت اور اہل ہنود کی حکومت

ابوریحان بیرونی نے اپنی تاریخ ہند مین لکھا ہے کہ پہلے زمانہ مین ملک تبت سے آئے ہوئے ترک کابل مین راج کرتے تھے۔ پہلا راجہ اون کا برہ تگین برک تھا جب برہ تگین اول اول کابل مین آیا تو ایک غار مین رہنے لگا۔ یہ غار ایسا دشوار گذار تھا کہ جب تک کوئی شخص گھٹنون کے بل نہ چلے اندر نہین جا سکتا تھا۔ اس غار مین وہ چند روز کی خوراک رکھ لیتا تھا۔ پانی پینے کے لئے اُسکے اندر ایک چشمہ تھا۔ جسکا نام اب تک مشہور ہے۔ چند روز بعد دفعتًا برہ تگین غار سے نمودار ہوا۔ غار کے پاس آدمیون کا ہجوم رہتا تھا۔ انکو یہ معلوم ہوا کہ یہ ترک ابھی پیدا ہوا ہے۔ ترکی لباس زیب تن۔ کرتہ بدن پر۔ ٹوپی سر پر۔ بوٹ پاؤن مین۔ اسکی ہئیت عجیب و غریب تھی۔ چنانچہ کابل مین اس نے اپنے کو بادشاہ بنایا۔ اس کے خاندان مین ساٹھ پیڑی تک سلطنت متواتر چلی گئی۔

اس خاندان کے راجاؤن مین ایک راجہ کنک تھا جس نے پیشور مین دنا رہنایا تھا۔ وہ ابتک اوس کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ اسکے پاس قنوج کے راجہ نے کچھ تحفے بھیجے تھے۔ جسمین ایک نہایت عمدہ بافت کا کپڑا بھی تھا۔ راجہ کنک نے اوس کی پوشاک بنانی چاہی۔ درزی کو سینے کے لئے دیا گیا۔ لیکن درزی اُس کے سینے مین یہ عذر کیا کہ اس کپڑے پر آدمی کے پاؤن کا نقش ہے۔ جو کشر ہونت مین وہ نقش شانون کے درمیان مین آتا ہے۔ راجہ نے یہ سمجھا کہ قنوج کے راجہ نے مجھے کمتر و ذلیل سمجھکر درپردہ گستاخی کی ہے۔ اور اسی بنا پر لشکر کثیر لیکر قنوج کی طرف روانہ ہوا۔ جب قنوج کے راجہ کو یہ خبر لگی تو اپنے لشکر کی کمی کے باعث سخت ہراسان ہوا۔ وزیر نے یہ صلاح دی کہ میری ناک اور ہونٹ کٹوا لیجئے تو مین ایک ایسی چال چلتا ہون۔ کہ جس سے یہ بلا اوپر کا اوپر ٹل جائے گی۔ چنانچہ وزیر کے ساتھ یہی عمل کیا گیا۔ یہ نکٹا وزیر سرحد کی طرف چلا۔ جب کابل کے لشکر سے ملا تو اوس نے راجہ کے حضور مین حاضر ہو کر

عرض کیا کہ مین نے قنوج کے راجہ کو آپکی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی فہمایش کی تھی جسکا یہ جواب ملا ہے میری صلاح یہ ہے کہ آپ جس راہ چل رہے ہین۔ وہ بہت دور کا راستہ ہے۔ مین آپ کو ایک نزدیک کا راستہ بتلاتا ہون جسمین ایک صرف ویرانہ حائل ہے۔ جب اوسکو عبور کیجئے تو قنوج آپکے زیر ہوگا۔ راجہ کنک وزیر کے فریب مین آگیا۔ اور اوس کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلا۔ وزیر نے راجہ کو ایسے ویرانے مین لیگیا۔ جس کی انتہا نہ تھی۔ راجہ نے اُس ویرانہ کا سبب پوچھا تو صاف صاف عرض کیا۔ کہ مین نے اپنے آقا کی سلامتی کے لئے یہ چال چلا ہون۔ اب آپکو اختیار ہے۔ راجہ نے یہ بات سنکر اپنا گھوڑا نشیب کی جانب پھیرا۔ اور تھوڑی دور جاکر اپنا نیزہ گاڑا۔ وہان سے پانی اُبلنا شروع ہوا۔ جب وزیر نے یہ عجیب واقعہ دیکھا تو راجہ سے کہا۔ کہ آپ دیوتا ہین۔ میرا اور میرے آقا کا قصور معاف کردیجے۔ راجہ نے جواب دیا کہ تو اپنے ملک کو جا۔ تیرے راجہ کو کافی سزا ملگئی ہے چنانچہ جب وزیر قنوج آیا تو دیکھا کہ راجہ کے دونون ہاتھ اور پاؤن اوسی روز سے بیکار ہین کہ جس روز راجہ کنک نے زمین مین نیزہ گاڑا تھا۔

ان راجاؤن مین سب سے آخر راجہ کٹور مان تھا۔ اور اوسکا وزیر کلر نام ایک برہمن تھا۔ وزیر کی قسمت نے یاوری کی۔ کہین سے ایک دفینہ پایا۔ بڑا صاحب مقدرت ہوگیا۔ اسی زمانہ مین راجہ کی قسمت پلٹ گئی۔ وزیر نے راجہ کی بدافعالی اور بدخیالی کی شکایتون پر راجہ کو قید کرکے پنڈت خانہ مین بھیجدیا۔ اور سامند برہمن کو اوس کا جانشین کیا۔ پھر باترتیب یکے بعد دیگرے راجہ ہوتے چلے جنکے نام کھلوا۔ بہیم جے پال۔ انند پال۔ نروجن پال۔ بہیم پال ہین۔

نروجن پال ۴۱۲ھ مین تخت نشین ہوا۔ اوس کے پانچ برس بعد بہیم پال نے بتخت حکومت پر قدم رکھا۔ اس راجہ کے عہد مین ہند کے خاندان سے راجائی ایسی نکل گئی۔ کہ اس گھرانے کا کوئی چولہا پر ہانڈی چڑہانیوالا بھی کابل مین باقی نہ رہا۔ لیکن اس خاندان کے راجہ نہایت نیک مزاج۔ اور سخی و شجیع

ہوئے ہین۔ چنانچہ اسی خاندان کا ایک راجہ انندپال نام نے باوجود عداوت قلبی ہونے کے امیر محمود والی خراسان کو ایک موقع پر حسب ذیل خط لکھا تہا جس سے اوسکی دوراندیشی۔ اور بلند خیالی۔ علو حوصلگی ظاہر ہوتی ہے۔

"مین نے سنا ہے کہ تمھاری مملکت پر ترکون نے حملہ کیا ہے۔ اور سارے خراسان مین وہ پھیل گئے ہین اگر تم چاہو تو مین خود پانچہزار سوار۔ دس ہزار پیدل۔ سو ہاتھی ہمراہ لیکر تمھارے ساتھہ لڑائی مین شریک ہوسکتا ہون۔ اور اگر تم کو یہ زیادہ پسند ہو کہ مین اپنے بیٹے کو دو چند لشکر دیکر بھیجون تو وہ بھی مجھے منظور ہے۔ یہ کام مین اس نظر سے نہین کرتا۔ کہ آپ کی نظر التفات مجھہ پر ہو۔ بلکہ اس خیال سے کہ مین نے آپ کو مغلوب کرلیا ہے۔ مین نہین چاہتا۔ کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص اس امر مین فوقیت حاصل کرے"۔ یہ راجہ مسلمانون کا سخت دشمن اوسوقت سے تھا۔ کہ اوس کے بیٹے نروجن پال کو مسلمانون نے قید کیا تھا۔ مگر اوسکے برخلاف اوسکا بیٹا مسلمانون کا ہوا خواہ تھا۔

یہ بھی محققین نے تحقیق کیا ہے۔ کہ کابل مین جو کوہستان تبت سے ترک آئے تھے۔ اون کا مذہب بدھ تھا۔ انھون نے ہی یونانیون کی سلطنت کو مشرق مین استیصال کیا تھا۔ ان ترکون کے ہاتھ سے برہمنون کے ہاتھ مین اور برہمنون کے ہاتھہ سے راجپوتون کے ہاتھ مین سلطنت منتقل ہوئی۔

راجہ کنک کا نام اصل مین کنشکا تھا۔ پیشور مین جو اوس نے دہار (بدہ مذہب والون کا معبد) بنایا تھا۔ وہ اب تک موجود ہے۔ اسکو گورکہتری کہتے ہین۔ اس راجہ کا مذہب بدہ تھا۔ کٹورمان یا کٹوزمان جو بیرونی نے لکھا ہے۔ وہ کافر یعنے سیاہ پوش قومون مین سے ایک قوم کا نام معلوم ہوتا ہے۔ چترال و گلگٹ کے فرمانروا اپنا لقب اب تک شاہ کٹور رکہتے ہین۔ چینیون نے جو ہندوستان کے سفرنامون مین کابل کا حال لکھا ہے۔ وہ ابوریحان بیرونی کی تاریخ الہند سے بہت ملتا جلتا ہے۔

کابل پر اہل عرب کے حملے اور مسلمانوں کی سلطنت کا آغاز و تسلط

حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم کی خلافت مین عراق کا والی عبداللہ مقرر ہوا۔ اسکے زمانہ مین اول حملہ کابل پر ہوا ہے خلیفہ سوم نے عبداللہ کو ہدایت کی کہ اضلاع ہند کا حال جاسوس بھیجکر دریافت کرے۔ چنانچہ جاسوسون کے دریافت سے معلوم ہوا۔ کہ ہند پر حملہ کرنا آسان نہین ہے۔ عہدہا مشکلات کا سامنا ہوگا۔ جب یہ خبر خلیفہ سوم کو معلوم ہوئی۔ تو آپ نے حملہ کرنے سے منع فرمایا۔ مگر عبداللہ نے اپنے عم زاد بھائیون مین سے عبدالرحمن بن سمرا کو حکم دیا کہ وہ سیستان پر حملہ کرے۔ عبدالرحمن زرنج کے طرف بڑہا۔ بعد ازان زرنج اور کش کے درمیان جو ملک تھا۔ اوسکو فتح کرلیا۔ پہر زرنج اور ضلع داور کے درمیانی بلاد پر بھی قبضہ کیا۔ اور بست کو بھی لے لیا۔ اس کے بعد زابل کی جانب بڑہا۔

۴۵ھ مین جو امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ کابل کے مقابل آیا۔ یہان کے حاکم کابل شاہ (جو لنگڑا تھا) سے خوب لڑائیان لڑا۔ لیکن کابل شاہ قلعہ بند ہوگیا۔ چنانچہ اس محاصرہ نے ایک سال تک طول کھینچا آخر عبدالرحمن نے حملہ کرکے شہر کو لے لیا۔ کابل شاہ مسلمان ہوگیا۔

اس کے بعد مہلب بن ابی صفرہ جو خراسان مین بڑا صاحب اقتدار تھا مرو کے طرف سے زابل و کابل مین آیا۔ اور ہندوستان مین بناد ہنی اور الہوار (لاہور) تک پہونچا۔ یہان سے دس بارہ ہزار قیدی خراسان کو لیگیا۔

اسی زمانہ مین عباد بن زیاد سجستان کی راہ سے سرحد ہند پر لشکر کشی کی۔ اور رود بار ہندمند (ہلمند) کی راہ سے چلا۔ اور کش مین آیا۔ صحرا کو قطع کرکے قندہار پہونچا۔ اگرچہ یہان کے ملک اس نے فتح کیا۔ مگر بہت مسلمانون کی جانین ضایع ہوئین۔

۶۲ھ مین یزید بن معاویہ نے خراسان و سیستان کی حکومت سلیم بن زیاد کو دی۔ جس نے اپنے چھوٹے

بھائی یزید بن زیاد کو سیستان مین حاکم مقرر کیا۔ یزید بن زیاد کو معلوم ہوا۔ کہ شاہ کابل نے تمرد اختیار کیا۔ اور ابو عبداللہ بن زیاد کو جو کابل مین حاکم تھا۔ گرفتار کرلیا۔ پس فوراً اُس نے کابل پر چڑھائی کی۔ مگر شکست پائی۔ جب سلیم بن زیاد کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے طلحہ بن عبداللہ کو کابل بھیجا۔ اس نے عبداللہ کو پانچ لاکھ درہم دیکر خریدا۔ سلیم نے طلحہ کو سیستان کا حاکم مقرر کیا۔ چنانچہ طلحہ نے لشکر غور و باذغیس کو کابل بھیجکر اہالیان کابل کو جبراً و قہراً مطیع و منقاد کیا۔ اور خالد بن عبداللہ کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔ مگر پھر اوسکو معزول کیا۔ لیکن خالد عراق واپس نہ جاسکا۔ مجبوراً کوہ سلیمان مین جو پشاور اور ملتان کے درمیان ہے سکونت اختیار کی۔ اور اپنی بیٹی کسی مسلمان افغان کو بیاہ دی۔ جس سے دو بیٹے لودی اور سور پیدا ہوے اور انھین کے نام سے لودی اور سوری افغان کہلاتے ہین۔ جنکی بادشاہت کا ذکر آیندہ آئے گا۔

۶۸۳ء سنہ ۶۴ھ مین عبدالعزیز حاکم سیستان نے کابل سے لڑائی کی۔ شاہ کابل شکست پاکر مارا گیا۔

۶۹۷ء سنہ ۷۸ھ مین عبدالملک بن مروان نے عبداللہ کو خراسان کی حکومت سے علیحدہ کرکے حجاج بن ثقفی کو مقرر کیا۔ اور عبداللہ بن ابی بکر کو سیستان بھیجا۔ جب عبداللہ نیمروز پہونچا تو حجاج نے کابل جانے کا حکم دیا۔ اس وقت کابل مین رتبیل حکمران تھا۔ چنانچہ رتبیل نے ایسی چال چلی کہ عبداللہ مجبور ہوکر سات ہزار درم (جسکے تین لاکھ روپیہ سکۂ اکبر شاہی ہوتے ہین) رتبیل کو دیکر جان بچائی جب حجاج کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے عبداللہ کو موقوف کرکے ۷۰۱ء سنہ ۸۲ھ مین عبدالرحمن بن اشعث کو رتبیل سے لڑنیکے لئے کابل بھیجا۔ اور چالیس ہزار سپاہ اوسکے ساتھہ کی۔ مگر یہ بھی ناکام واپس آیا۔ حجاج نے عبدالرحمن کو لعنت ملامت کرکے مکرر کابل کو بھیجا۔ اور عبدالرحمن نے رتبیل سے سازش کرکے اول تو فتح پائی۔ اور دوبارہ شکست کھاکر زابلستان کو بھاگ گیا۔ زابلستان مین اوسکا ایک گماشتہ رہتا تھا۔ جسکے پاس اوس نے پناہ لی۔ لیکن اوس کور نمک نے حجاج کی خوشنودی کے لئے عبدالرحمن کو گرفتار

کرکے بھیجنا چاہا بلجب خبر مرزبان کابل کو پہونچی تو اوس نے درست پہونچکر عبدالرحمن کو اس بلا سے نجات دلائی اور اپنے ملک مین لایا۔ لیکن حجاج نے ۸۴ھ مین رتبیل سے ایسی میٹھی میٹھی باتین بنائین کہ اوس نے اپنے مہمان عبدالرحمن کو باندھ کر حجاج کے پاس بھیجدیا۔ مگر عبدالرحمن نے حجاج کے پاس پہونچنے سے پیشتر راستہ ہی مین ایک بلند ٹیلے سے گر کر جان دیدی۔

۸۶ھ مین بعہد خلافت ہشام بن عبدالملک۔ امین بن عبداللہ قشیری حاکم خراسان نے غور و غرجستان و تیمرون کے علاوہ تمام کابل کو بھی فتح کیا۔

خلفاء المہدی اور الرشید کے عہد مین کابل کے راجہ سے خراج لیا جاتا تھا۔ اور جہان لوگ مسلمان ہوجاتے تھے۔ وہان مسلمان حاکم مقرر ہوتے تھے۔ چنانچہ ۱۵۰ھ سے ۱۹۳ھ تک یہی صورت رہی۔ جب المامون خراسان کا حاکم مقرر ہوا تو اوس نے دو چند خراج طلب کیا۔ اور کابل کو لے لیا۔ کابل کے راجہ نے اطاعت اختیار کرکے اسلام قبول کیا۔ خلیفہ مامون کے طرف سے شہر کابل مین ایک مسلمان گماشتہ رہتا تھا۔ خلفاء بنی امیہ و عباسیہ مین یہی حال رہا۔

پھر ۲۵۶ھ مین خلفاء صفاریہ مین یعقوب بن لیث نے کابل کو فتح کیا۔ اور وہان کے مرزبان کو قید اور شاہ ازرخج کو قتل کیا۔ پھر تو سارا افغانستان مسلمان ہوگیا۔ چنانچہ یعقوب بن لیث کابل سے بہت غنیمت اور تین بادشاہون کے سر اور بہت سے ہندون کے بت لیجاکر خلیفہ بغداد کی نذر کے لئے بھیجا۔

مسلمانون کی مستقل حکومت کابل مین یعقوب بن لیث کے زمانہ سے سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ اوسکے نام کے بہت سے سکے جنمین ۲۶۰ھ و ۲۶۱ھ ضرب ہے۔ پنج شیر اور کابل کے شمال مشرق مین ملتے ہین۔

آل سامان کے زمانہ مین اس خاندان کا ایک غلام التپتگین[1] نام اپنے آقاؤنسے جدا ہوکر غزنین اور

[1] التپتگین دراصل عبدالملک بن نوح (جو خاندان سامان کا پانچوان بادشاہ تہا) کا ترکی غلام تہا اس خاندان مین

کابل پر متصرف ہوا۔ اور ایک مستقل سلطنت قایم کی۔

الپتگین

عبدالملک ابن نوح سامانی کے زمانہ مین الپتگین اولاً افواج خراسان کا سپہ سالار رہا۔ بعد ازان خراسان کا حاکم مقرر ہوا۔ جب عبدالملک نے انتقال کیا تو امرا سنجارا نے الپتگین کے پاس قاصد بھیجکر رائے دریافت کی۔ کہ اب آل سامان مین کسکو تخت نشین کرنا چاہیے۔ اور کون اس بارگران کے اوٹھانیکے لایق ہے۔ جسکا جواب الپتگین نے یہ بھیجا کہ عبدالملک کا بیٹا منصور ابھی تجربہ کار اور نوعمر ہے۔ البتہ اوس کا چچا بادشاہی کے لایق ہے۔ مگر قاصد کے پہونچنے کے قبل یہان امرا نے اتفاق کرکے منصور کو تخت شاہی پر بٹھایا تھا۔ جب یہ جواب منصور کی نظر سے گذرا تو اوس کو بہت شاق گذرا۔ اور فوراً الپتگین کو خراسان کی حکومت سے معزول کرکے دربار مین بلایا۔ لیکن الپتگین یہی تجربہ کار تھا۔ اوس نے دربار جانے مین اپنی جان کی خیر نہین دیکھی۔ اس لیے خراسان کو چھوڑکر اپنے خاصہ لشکر (جو تین ہزار غلامون سے ملو تھا) کے ساتھہ غزنین آیا۔ چونکہ الپتگین کا باپ سامانی فرمانروا ؤن کے جانب سے یہان کا گورنر رہ چکا تھا۔ پس الپتگین کو اپنے والد کے قایم مقام ہونے مین چندان دقت پیش نہ آئی۔ اور امیر الونک (جو اوس وقت غزنین کا حاکم تھا) سے غزنین چھین لی۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۱) یہ دستور تھا کہ اکثر غلام امانت کے عہدون پر سرفراز ہوتے تھے۔ اور دور دور کے صوبون پر حاکم مقرر ہوتے۔ چنانچہ عبدالملک نے قدردانی سے الپتگین کو افواج خراسان کی سپہ سالاری پر مامور کیا تھا۔ بعد ازان ۹۶۱ء مین الپتگین خراسان کا حاکم مقرر ہوا جب عبدالملک کا انتقال ہوگیا تو الپتگین کو خراسان کی حکومت سے معزول ہونا پڑا۔ اور ۹۶۲ء مین الپتگین غزنین چلا گیا۔ باقی حالات کتاب کے متن مین ملاحظہ ہون ۱۲ مولف۔

غزنین پر قبضہ کرنیکے متعلق جامع الحکایات مین یہ لکھا ہے کہ جب الپتگین شہر غزنین کے باہر ڈیرے ڈالے پڑا تھا۔ اور شہر والون نے دروازہ بند کر رکھا تھا۔ اتفاقاً ایکدن اُس کے لشکر کے کچھ سوار فراک مین مرغ باندھے لئے چلے آتے تھے۔ الپتگین نے اون سے پوچھا کہ یہ مرغ دام دیکر خریدے گئے ہین یا یون ہی محنت ظلم سے لائے ہو۔ سوارون نے کہا کہ خرید کر لائے ہین۔

الپتگین کو اس بات کا یقین نہوا۔ گانون کے مقدم کو بلا کر دریافت کرنے سے ظاہر ہوا۔ کہ ہر روز یہ لوگ گانون مین جاکر زبردستی مرغ لاتے ہین۔ اور قیمت نہین دیتے۔ یہ سنکر حکم دیا کہ ان سوارون پر چوری کا الزام پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے فوراً قتل کئے جائین۔ مگر مصاحبون نے تخفیف سزا کے لئے منت وسماجت کرنے پر یہ تجویز کی۔ کہ ان سوارون کے کان چھید کر اوس مین مرغ لٹکائے جائین۔ اور تمام لشکر مین شہیر کی جائے۔ چنانچہ اسکی تعمیل فوری ہوئی۔ اور مرغون کے پھڑپھڑانے سے سوارون کے منہ زخمی ہوگئے اور اس انصاف کا اہل غزنین پر یہ اثر ہوا کہ اونہون نے شہر کے دروازے الپتگین کے لئے کھولدیے اور الپتگین بخوشی تمام شہر غزنین مین داخل ہوکر اوس پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد ہرات۔ بلخ۔ سیستان کو بھی فتح کیا۔ اور خود بالاستقلال بادشاہ بنگیا۔ منصور نے الپتگین پر دو دفعہ لشکر کشی کی۔ مگر دو دفعہ بھی الپتگین غالب رہا۔ بقول احمد اللہ مستوفی کے الپتگین نے پندرہ برس سلطنت کی۔ اسکے بعد توسیع ملک کے لئے موت نے مہلت نہ دی۔ آخر ۳۵۲ھ ۹۶۳ء مین وفات پائی۔

الپتگین کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین تخت غزنین پر قدم رکھا ہے۔ لیکن تاریخ فرشتہ مین اسطرح لکھا ہے کہ جب الپتگین نے انتقال کیا تو اوسکا بیٹا ابو اسحاق۔ سبکتگین کے ہمراہ بخارا روانہ ہوا۔ اسکے بعد امیر منصور نے ابو اسحاق کو غزنین کی حکومت عطا کی۔ اور انتظام ملکی و مالی سبکتگین کے تفویض پائے۔ چنانچہ ابو اسحٰق نے ایک سال کچھ مہینے سلطنت کی۔ اور ۳۶۷ھ ۹۷۷ء مین عقبیٰ کی راہ لی۔

ابو اسحٰق کے بعد بلکتگین (جو الپتگین کا ترکی غلام تہا) بادشاہ ہوا۔ اس نے بھی دو سال حکومت

کرکے دنیا سے وداع ہوا۔ پھر امیر پری (جو بڑا مفسد وظالم تھا) تخت پر بیٹھا۔ اور ابوعلی انوک پسر شاہ کابل کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ جب وہ چرخ کی حدمین آیا تو امیر سبکتگین نے پانچ سو ترکی سواروں سے چھاپہ مارا۔ اور اوس کو قتل کیا۔

ادہر سبکتگین کو یہ فتح حاصل ہوئی۔ اور اُدہر امیر پری کے ظلم سے رعایا عاجز ہوگئی تھی۔ اسلئے سپاہ امیر دن نے اتفاق کرکے امیر سبکتگین کو غزنین کے تخت پر بٹھایا۔

امیر ناصرالدین سبکتگین[۵۱]

جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا تو حصار بست پر امیر طغان قابض تھا مگر تونرکان[۵۲] نے (جو آل سامان سے تہا) قلعہ بست کو غصب کرکے طغان کو نکالدیا۔ اور طغان نے امیر سبکتگین کے پاس حاضر ہوکر امداد چاہی۔ چنانچہ امیر سبکتگین نے طغان کی درخواست منظور کی اور قلعہ بست پر حملہ کرکے تونرکان کو شکست دی۔ اور طغان کا قبضہ قلعہ بست پر کرادیا۔ مگر طغان نے خراج داخل کرنیکا جو وعدہ کیا تہا وہ ایفا نہ کیا۔ ایک روز شکار کے موقع پر امیر سبکتگین کے ہمراہ طغان ہی تھا۔ امیر نے خراج کا تقاضا کیا۔ طغان نے

---

۵۱ کہتے ہین کہ سبکتگین اصل مین ایران کا امیرزادہ اور نیروجرد کی نسل مین تہا۔ مگر ایک سوداگر ناصر یا حاجی نصر نام اوسکو ترکستان سے لاکر الپتگین کے ہاتھہ بیچا تھا۔ چونکہ سبکتگین فراست۔ لیاقت۔ دانائی۔ شجاعت مین بےنظیر تھا۔ اس لئے الپتگین نے اوسکو درجہ بدرجہ ترقی دیکر سپہ سالاری کا عہدہ عطا فرمایا۔ اور اوس کی نجابت وشرافت کے لحاظ سے اپنی بیٹی کا بہی نکاح کردیا۔ تاریخ فرشتہ مین سبکتگین کا نسب نامہ اسطرح لکھا ہے۔ امیر سبکتگین بن جوقان بن قراکم بن غنرال السلان بن تورانامان بن نیر بن نیروجرد والی ملک عجم۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ ہون۔ ۱۲ مولف۔

۵۲ تاریخ فرشتہ مین تونرکان کا نام نہین ہے۔ بلکہ پانور نام لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ مولف۔

بیہودہ جواب دیا۔ اور تلوار کھینچکر امیر پر چلائی جس سے امیر کا ہاتھ زخمی ہوا۔ پھر کیا تھا امیر سبکتگین نے بھی طغان کے سر پر تلوار ماری۔ آدمیون نے بیچ بچاؤ کردیا۔ لیکن طغان امیر کی تلوار سر پر کھاکر ایسا بھاگا کہ پھر اسکو اس ملک کا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ادہر امیر نے قلعہ بست پر قبضہ کرلیا۔ اور نوزکان یا بقول فرشتہ پانوزکا منشی ابوالفتح علی بن محمد (جو نہایت لایق اور انواع واقسام کے فنون سے ماہر انشاپردازی اور خوشنویسی مین بیدل وبینظیر تہا) نام قلعہ بست مین خانہ نشین تہا۔ امیر نے اوسکو تلاش کرکے بلوایا اور میر منشی گری کی خدمت پر سرفراز کیا۔ اسکے بعد ابوالفتح کو اپنا وزیر کرنا چاہا۔ مگر اوس نے پیرانہ سالی کا عذر کرکے خدمت وزارت قبول نہ کی۔ اور بقول فرشتہ ایک مدت کے بعد امیر سے کسی بات پر رنجیدہ ہوکر ترکستان چلا گیا۔

جب امیر سبکتگین نے قلعہ بست سے فرصت پائی تو قصدار (جو غزنین کے قریب ہے) پر حملہ کیا۔ اور وہانکے امیر کو شکست دیکر قید کرلیا۔ لیکن اطاعت و فرمانبرداری اور خراج داخل کرنیکا پیمان لیکر اوس امیر کو از سر نو قصدار کی حکومت سپرد کی۔

اسکے بعد امیر نے دیار ہند کا رخ کیا۔ اب یہان پر ناظرین کی معلومات کے لئے یہ بات بتلانا ضروری ہے کہ اہل اسلام نے ہندوکش سے مغرب کیطرف ایشیا مین اور افریقہ اور جنوبی یورپ مین اسپین اور پرتگال تک قبضہ کرلیا تہا۔ مگر پنجاب مین ایک چپہ بھر زمین بھی مسلمانون کے ہاتھ نہ لگی تھی۔ اور ہندوستان کے فتح کرنے مین مسلمانون نے عمداً توقف کیا تھا۔ اس توقف کے دو سبب تھے۔ ایک تو یہ کہ ہند مین بعض قومین بڑی جوانمرد اور دلاور رہتی تھین۔ اور اہل عرب ہی کی شجاعت وجوانمردی تھی۔ جو انکو زیر کیا۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ ہندؤن کے راج کا جنگی انتظام ایسا مسلسل تھا۔ کہ وہ بیگانہ حملہ آورون کو بڑے بڑے الجھنون مین پھنساکر کامیاب ہونے نہین دیتے تھے۔

ہندوستان کو بندہیاچل پہاڑ نے دو شمالی اور جنوبی حصون مین تقسیم کردیا ہے۔ اور اس پہاڑ کے جنگلون

اور پہاڑیون نے اُتر اور دکن کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی ہے۔ چنانچہ ہندوستان مین جسوقت کہ مسلمان آئے تو اونکو آسانی کے ساتھہ آنا نہین ملا۔ کیونکہ بندہیاچل پہاڑ کے شمال مین ہندؤن کی تین بڑی ریاستین تھین۔ ایک شمال و مغرب مین دریائے سندہ کے میدان مین چارون طرف اور دریائے جمن کے اوپر کے حصہ مین راجپوت سلطنت کرتے تھے۔ یہ پرانے زمانہ کا مگدہ ویش (زمین متوسط) تہا جسکی راجدہانی قنوج تھی۔ دوسری دریائے گنگ کے جنوبی حصہ مین پہاڑ سے نیچے کے طرف بدہ مذہب کے راجہ جنکا لقب پال تہا حکمران تھے۔ بنارس سے بنگال کے ڈلٹا تک ملک اسپین کی قلمرو مین تھا۔ تیسری بندہیاچل کے شرقی و متوسط حصہ کے اضلاع مین بڑی جنگجو اور تندخو پہاڑی قومین رہتی تھین۔ اور مغربی انتہا مین نربدا کے ساحل کے طرف مالوہ کی ریاست تھی جسکا راجہ کرماجیت ہندو راجاؤن کا آفتاب مشہور ہے۔ اور اونکے جنوب مین تین بڑی ریاستین چیرا۔ چولا اور پانڈیا تھین۔ ان راجون کے مجموعہ کا گروہ خواہ وہ اُتر مین ہو یا دکن مین۔ آپس مین ایسا اتفاق کیا تھا۔ کہ بیگانہ اور غیر قوم کے حملہ آورون کو ہندوستان مین قدم نہین رکھنے دیتا تھا۔ اوران مین غیر قومون کے مقابلہ کا زور بھی تھا۔ اوران کی تعداد ایسی کثیر تھی کہ اونکا فتح کرنا بہت مشکل تھا۔ اگر ان گروہون کے مجموعہ پر فتح بہی حاصل کرلی جاتی تھی تو پہر ہر گروہ سے اور ہر گروہ کے افراد سے جدا جدا لڑنا پڑتا تھا۔ پہر بعد فتح کے بہی ہر راج مین سرکشی و تمردی کا مادہ موجود رہتا تہا۔ اور یہی سبب ہے کہ سندہ مین باوجود سخت سعی و کوشش کے مسلمانون کی سلطنت کی ترقی بہت آہستہ آہستہ ہوئی۔ تین صدی بعد شمال و مغرب سے دو بڑے زبردست حملہ آورون کی سعی سے ۱۱۷۶ء و ۱۱۹۲ء کے درمیان پنجاب کے سرحدی حصہ پر مسلمانون کی حکومت قایم ہوئی۔ اور ۱۵۶۵ء مین تالی کوٹ کی فتح سے دکن مین مسلمانون کو مستقل حکومت ملی۔ اور سلطنت اسلام کو شہنشاہ اکبر کے زمانہ مین فروغ ملا۔ لیکن یہ فروغ بہی تھوڑے عرصہ کے لئے یعنے ۱۵۸۰ء سے ۱۷۰۷ء تک رہا۔

اسکے بعد بہی پھر ملک مین ہندؤن نے اپنا تسلط قایم کرنا شروع کیا۔ اور جنوب سے مرہٹے۔ راجپوتانہ سے

راجپوت۔ اور شمال و مشرق سے سکہہ مسلمانون پر غالب آئے۔ اور جسوقت کہ انگریزون نے ہندوستان پر تسلط کیا تو وہ زمانہ ایسا تہا کہ عنقریب ہندوستان کی حکومت خاندان مغلیہ سے ہندوون کے ہاتھ مین جانیوالی تہی۔ بہرحال ہندو اپنی سلطنت کیلئے خاموش نہین بیٹھے۔ بلکہ اکثر مسلمانون سے لڑتے رہے۔ خیر آمدم برسر مطلب۔ جب امیر سبکتگین نے بست و قصدار سے فراغت پائی تو دیار ہند کے جانب توجہ کی۔ اور ہند کے چند قلعے ایسے فتح کئے کہ جہان نہ اہل اسلام کے گہوڑون کے سُم نہ اونٹون کے قدم پہرے تھے۔ چنانچہ ان مفتوحہ قلعون مین جابجا مساجد بناکر اور تاخت و تاراج سے جو غنیمت ہاتہہ لگی اوسکو لیکر غزنین کے طرف مراجعت کی۔ اس وقت ہندوستان مین راجہ جے پال بن انند پال حکمران تہا۔ اور اسکی سلطنت کی دست لاہور سے بلخان اور کشمیر سے ملتان تک تہی۔ جسوقت کہ امیر سبکتگین نے ہند کے چند قلعے فتح کئے تھے۔ اوس وقت راجہ جیپال قلعہ بھٹنڈہ مین تہا جب اوس نے دیکہا کہ امیر نے اوسکی قلمرو مین دست درازی شروع کردی ہے۔ سخت پیچ و تاب کہایا۔ اور آیندہ کے سدباب کیغرض سے لشکر جرار اور فیلان کوہ پیکر لیکر بلخان (جو کابل و پشاور کے درمیان واقع ہے) کے میدان مین امیر سے لڑنے کے لئے آمادہ ہوا۔ ادہر امیر نے بھی غزنین سے جنبش کی۔ چنانچہ سرحد ملتان مین راجہ جیپال و امیر سبکتگین کے فیما بین چند روز تک خوب جنگ ہوئی۔ اس لڑائی مین امیر کا لایق بیٹا سلطان محمود بہی ہمراہ تہا۔

فرشتہ لکہتا ہے کہ سلطان محمود کو کسی نے یہ خبر دی کہ جیپال کی لشکرگاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے اوسکی تاثیر یہ ہے کہ جسوقت اوس مین تہوڑی سی نجاست ڈالدیجائے تو باد و باران کا ایسا طوفان پیدا ہوگا کہ جیپال کا تمام لشکر تباہ ہوگا۔ چنانچہ اسپر عمل کیا گیا۔ اور اوس شخص کے کہنے کے مطابق ایسا طوفان آیا۔ اور برف باری ہوئی کہ دن کی رات ہوگئی۔ دوسرے تاریخون مین لکہا ہے کہ کسی بڑہیا نے یہ ترکیب بتلائی تہی کہ جس سے سخت طوفان آیا۔ اور برف شدت سے گرا۔ مسلمان تو سردی کے عادی تھے۔ اسلئے اونکا کوئی نقصان نہ ہوا۔ مگر ہندون نے اس سردی کی آفت کبہی اوٹھائی نہ تہی۔ اسلئے ہزارہا ون سپاہی

اور جانور سردی سے اکڑ کر مر گئے۔ (یہ وہی میدان ہے۔ جہان سردی کے ہاتھون سے یہی تکالیف لشکر ہند نے انگریزی افسرون کے ماتحت نوسو برس بعد اوٹھایا تھا) جب جیپال نے اپنے لشکر کی یہ تباہی دیکھی تو امیر سے صلح کی درخواست کی۔ امیر تو صلح پر راضی ہوگیا۔ مگر سلطان محمود نے اپنے باپ کو صلح سے روکا۔ جسکے باعث صلح مین کسیقدر توقف ہوا۔ جب راجہ جیپال کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے مکرر ایک دوسرے ہوشیار و مدبر ایلچی کے ذریعہ سلطان محمود کے پاس کہلا بھیجوایا کہ آپ کو ہماری طمع دامنگیر ہے۔ لیکن ہم راجپوتون مین دستور ہے کہ جب مایوسی اور اضطراب بڑھ جاتا ہے تو جو کچھ نقد و جنس ہوتا ہے اوسکو آگ مین جھونکتے ہین اور ہاتھی گھوڑون کو اندھا بناتے ہین۔ اور اہل و عیال کو آگ کے سپرد کرکے دشمن سے اسقدر لڑتے ہین کہ ایک متنفس بھی نہین بچتا۔ غرض کوئی چیز دشمن کے لئے سلامت نہین رکھتے۔ اگر اس وقت آپ صلح نکروگے تو فتح کے بعد نقد و جنس کی جگہہ راکھہ کا ڈھیر۔ اور غلام و باندی کے عیوض مردونکی ہڈیان دیکھوگے۔ اب محمود نے بھی دیکھا کہ ہندون کو مایوس کرنا اچھا نہین ہے۔ معلوم نہین کہ آگے کیا ہو۔ غرض باپ اور بیٹے دونون صلح پر راضی ہوے۔ اور راجہ جیپال نے اقرار کیا کہ دارالسلطنت جاکر عہدنامہ کے موافق ہاتھی۔ گھوڑے۔ مال و دولت بھجواؤن گا۔ اور ہر سال خراج بھی دیا کرون گا۔ اسکے بعد راجہ نے اپنے معتبر رشتہ دار اور عزیز یرغمالیت کے لئے امیر کے پاس بھیجکر امیر کے چند معتمد ملازمونکو اوس مال و دولت وغیرہ کے سپرد کرنے کیلئے ساتھ لیگیا۔ مگر اپنے دارالسلطنت لاہور کو پہونچکر نقض عہد کیا۔ اور امیر کے معتمد ملازم جو ہمراہ گئے تھے۔ اونکو قید کرکے امیر کو لکھہ بھیجا۔ کہ میرے آدمیون کو آپ جبتک نہ چھوڑینگے۔ مین بھی انکو اوسوقت تک قید مین رکھون گا۔

اوس زمانہ کا دستور تھا کہ راجہ کے دربار مین دائین بائین پنڈت و چھتریون کے سردار کھڑے رہتے تھے۔ چنانچہ چھتریون کو راجہ کی یہ حرکت ناشائستہ پسند نہ آئی۔ اس لئے بالاتفاق اونہون نے عرض کیا۔ کہ نقض عہد کسی مذہب مین بھی جایز نہین ہے۔ اور راجاؤن کو اپنے قول و اقرار کی پابندی کرنا ضرور ہے۔ اور بچن کا

توڑنا پاپ ہے۔ مگر پنڈتون نے یہ رائے دی کہ اگر راجہ امیر کو خراج بھجوائیگا تو سارے ہمسر راجاؤن مین خفت اوٹھانی پڑیگی۔ اور شرم وخجالت سے سر اونچا نہ ہوگا۔ راجہ تو اول ہی سے نقض عہد پر تیار تھا۔ اسپر پنڈتون نے بھی بدعہدی کی صلاح دی۔ چونکہ ادبار ونکبت کا زمانہ بھی سر پر سوار تھا۔ اس واسطے عہد وپیمان بھول گیا۔

جب امیر کو اس راجہ کی بدعہدی کی اطلاع ہوئی تو انتقام کی غرض سے لشکر کثیر ہمراہ لیکر ہندوستان پر چڑھ آیا۔ اور سرحدی مقامات پر ایک آفت برپا کردی۔ ادہر جیپال نے دلی۔ اجمیر۔ کالنجر۔ قنوج وغیرہ کے راجاؤن سے لشکر ومال کی امداد لیکر تقریباً ایک لاکھ سوار اور پیادہ ہائے بیشمار کے ساتھ سندہ کے پار ہوا۔ اور لمغان کے میدان مین اترا۔ طرفین نے خوب بہادرانہ کارزار کی۔ آخر جیپال کا لشکر تاب مقاومت نہ لاکر بھاگا۔ لشکر اسلام نے تعاقب کرکے ہزارون کو مارا۔ اور غنیمت وافر سے مالا مال ہوگیا۔ گرد ونواح کے پرگنون سے جو لاہور کی سلطنت مین داخل تھے۔ بہت سا محصول وصول ہوا۔ راجہ کے ملک پر دریائے اٹک تک قبضہ کیا۔ امیر نے پشاور مین دس ہزار سپاہیونکو ایک افسر کے ماتحت چھوڑکر غزنین کو رخت نہ ہوا۔ اس لڑائی کے بعد لمغان کے افغان اور خلجی بھی امیر سبکتگین کے مطیع ہوکر اوسکی سپاہ مین بھرتی ہوے۔

انھین ایام مین امیر نوح بن منصور سامانی نے ابونصر فارسی کے ذریعہ سبکتگین کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ فائق امیر بخارا نے اوسکے شہرون مین ظلم وزیادتی شروع کردی ہے۔ ممکن ہو تو اسکا انسداد کیا جاے۔ آل سامان کی اس مصیبت کا حال سنکر سبکتگین کی رگ حمیت حرکت مین آئی۔ اور فوراً ماوراء النہر کو روانہ ہوا۔ اور نوح بھی ولایت سرخس مین پیشوائی اور استقبال کے لیے آیا۔ امیر نے ملاقات سے پہلے امیر نوح سے یہ التماس کیا تھا۔ کہ ضعف پیری کے سبب سے مجھے گھوڑے پر سے اترنے اور رکاب پر بوسہ دینے سے معاف فرمائیے نوح نے اوسکے التماس کو قبول کیا تھا۔ مگر جب امیر کی نظر نوح کے طلعت پر پڑی۔ ہیبت شاہی نے بے اختیار اوسکو گھوڑے پر سے اتروایا۔ اور رکاب پر بوسہ دلوایا۔ امیر نوح اس سے بہت خوش ہوا۔ اور دونون گلے ملے۔ بعد ازان یہ

تجویز قرار پائی کہ امیر غزنین جاکر لشکر تیار کرکے لائے۔ چنانچہ امیر غزنین کو اور نوح بخارا کو گیا۔ جب فائق کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے رفیق امیر بوعلی سیجوری سے مشورہ کیا۔ کہ اگر سبکتگین کے مقابلہ مین شکست ہوجائے تو کہان پناہ لینی چاہیئے۔ بعد رد و قدح کے یہ قرار پایا کہ فخرالدولہ دیلمی کے پاس جانا چاہیئے۔ بعدازان ابوعلی سیجوری نے جعفر ذوالقرنین کو جرجان کی سفارت پر مقرر کیا۔ اور خراسان کے نفایس و ترکستان کے تحائف اوس کو دیکر فخرالدولہ دیلمی اور اوسکے وزیر کے پاس رشتۂ اتحاد مستحکم کرنیکے لئے روانہ کیا۔ اس عرصہ مین امیر غزنین سے نکلکر بلخ مین آیا۔ اور امیر نوح بھی بخارا سے چلکر اوس سے ملا۔ ادہر فائق اور امیر ابوعلی سیجوری لشکر گران لیکر روانہ ہوئے ہرات کے میدان مین لڑائی ہوئی۔ امیر نے شکست دی۔ فائق اور سیجوری بھاگ کر نیشاپور پہونچے۔ اس فتح کے صلہ مین امیر نوح نے سبکتگین کو ناصرالدین کا خطاب اور سلطان محمود کو سیف الدولہ کا خطاب اور منصب امیرالامرائی جو قبل ازین ابوعلی سیجوری کے نام تھا) عطا فرمایا۔ اسکے بعد امیر نوح بخارا کو واپس گیا۔ اور امیر و سلطان محمود نیشاپور آئے۔ فائق اور سیجوری جو پناہ گزین تھے۔ امیر کی آمد سنکر بھاگ گئے۔ اور فخرالدولہ دیلمی کے پاس پناہ لئے وہان سے امیر غزنین روانہ ہوا۔ اور سلطان محمود تنہا نیشاپور مین رہا۔

فائق اور سیجوری کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً یلغار نیشاپور آئے۔ اور سلطان محمود کا تمام اسباب و مال لوٹ لیگئے۔ ادہر امیر کو فائق و سیجوری کے اس ناشایستہ حرکت کی خبر ہونے پر لشکر جرار کے ساتھہ نیشاپور پہونچا۔ اور نواح طوس مین لڑائی ہوئی۔ امیر نے ان دونون کو پھر شکست دی۔ مگر فائق و سیجوری زندہ بھاگ کر قلعہ کلات مین چھپے۔ اس کے بعد امیر سبکتگین نے بیفکری کے ساتھہ غزنین مین ایک عرصہ تک حکومت کی۔ آخر ماہ شعبان ۳۸۷ھ ۹۹۷ء غزنین حدود بلخ کے اندر ترزمین وفات پائی۔ ۵۶ سال کی عمر تھی۔ اوسکا جنازہ عماری مین غزنین لیجاکر دفن کئے۔

مدت حکومت بیس سال ہے۔

امیر سبکتگین کے متعلق یہان دو حکایات لکھی جاتی ہین۔ گو یہ حکایات پایۂ تاریخ سے ساقط ہین۔ مگران مین انشیائی مورخون کی انسانیت اور آدمیت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ کسطرح تاریخ سے حسن اخلاق کی تعلیم کرتے ہین۔ اور ہمیشہ سے

ایشیائی مورخ ان خوابون فالون طالعون کو تاریخ کا ایک دلکش جزو سمجھتے ہین۔ مگر انگریزی مورخ انکو بالکل تاریخی اعتبار سے فضول جانتے ہین۔ تاریخ بیہقی مین درج ہے کہ جب امیر سبکتگین کو جاتا تھا تو منزل خاکستر مین فروکش ہوا۔ اور یہان پر بہت کچھہ صدقہ وخیرات کیا۔ اسکے بعد گھوڑے پر سوار ہوکر تھوڑی دور پر ایک جگہہ کھودنے کا حکم دیا۔ کھودنے پر ایک لوہے کی میخ نکلی۔ امیر نے اوسکو دیکھکر گھوڑے سے اُترا اور بہت رویا۔ جائے نماز منگا کر دوگانہ شکر الٰہی بجا لایا۔ جب لوگون نے سبب پوچھا تو بیان کیا کہ میرے آقا کے پاس میرے سوا اور بارہ غلام تھے۔ اوس نے مجھکو جیحون سے پار اُتار کر شہر قان مین لایا۔ وہان سے گورکانان آیا۔ یہان کے بادشاہ نے سات غلام خریدے۔ پھر نیشاپور کے راہ مین مرو رود اور رخس مین چار غلام اور فروخت ہوے۔ اب مین اور ایک دوسرا غلام باقی رہے۔ مجھے سبکتگین دراز کہتے تھے۔ اتفاق سے میرے آقا کے تین گھوڑے میری ران کے نیچے زخمی ہوچکے تھے۔ جب مین خاکستر کہا تو ایک پھر میری ران کا گھوڑا زخمی ہوگیا۔ اسپر میرے آقا نے مجھے بہت مارا۔ اور قسم کہائی کہ نیشاپور مین جس قیمت پر بنے تجھے بیچ ڈالون گا۔ چنانچہ مین اسی رنج وغم مین سوگیا۔ حضرت خضر نے بشارت دی کہ تو بڑا آمور بادشاہ ہوگا۔ اور جب تو پھر اس سرزمین مین آئیگا تو تیرے ساتھہ بہت سا لشکر رہیگا۔ مگر خلق خدا کے ساتھہ انصاف کرنا۔ مین نے اُٹھکر غسل کیا۔ اور پچاس رکعت نماز پڑہی۔ اور اس میخ کو لیکر نشان کے لئے یہان گاڑ دیا۔

صبح ہوے پر میرے آقا نے سفر کیا۔ اور وہ میخ طلب کی۔ جب مین نہ دے سکا تو تازیانون سے خوب مارا۔ اور پھر قسم کھائی کہ تجھے جس قیمت پر ہوسکے بیچ ڈالون گا۔ اور نیشاپور تک دو منزل پیادہ چلایا۔ وہان ابتگین نے مجھے اور میرے ساتھہ والے کو خرید لیا۔ اسکے بعد مین نے یہانتک ترقی کی۔

جامع الحکایات مین لکہا ہے کہ نیشاپور مین جب ابتگین کے خدمت مین سبکتگین رہتا تھا تو اوسکے پاس ایک گھوڑے کے سوا کچھہ اور نہ تھا۔ سارا دن جنگلون مین پھرتا اور شکار کھیلتا۔ ایکدن ایک ہرنی اپنے بچے کے

ساتھ چر رہی تھی۔ اس نے گھوڑا دوڑا کر بچہ کو پکڑ لیا۔ اور خوشی خوشی لیکر چلا۔ ہرنی نے بھی گھوڑے کا پیچھا کیا۔ جب اس نے مڑکر دیکھا تو ہرنی پریشان ساتھ آرہی ہے۔ اس نے ترس کھا کر بچہ کو چھوڑ دیا۔ اوسی رات رسول خدا صلعم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور حضرت نے فرمایا کہ اے امیر ناصر الدین تو نے ایک حیوان بیزبان پر رحم کیا ہے۔ اور خدا نے تیرے نام سلطنت لکھی ہے۔ پس تجھکو چاہئے کہ عائمہ خلائق کے ساتھ بھی یہی رحم کا شیوہ رکھے۔

امیر اسمٰعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین

امیر سبکتگین کا جب انتقال ہوا تو محمود کی عمر تیس برس کی تھی۔ اور وہ اسوقت نیشاپور میں تھا۔ امیر اسمٰعیل اسکا چھوٹا بھائی باپ کے پاس تھا۔ بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ اس نے میدان خالی پاکر ۳۸۷ھ میں تاج شاہی سر پر رکھا۔ مگر بعض کا یہ قول ہے کہ باپ کی وصیت کے موافق وہ قبتہ الاسلام بلخ میں تخت پر بیٹھا سپاہ کی دلجوئی اور امرا کی خاطر داری میں خزانہ کے منہ کھولدیے۔ جب یہ خبر محمود کو معلوم ہوئی تو اوس نے بھائی کے پاس ایک تعزیت نامہ ابوالحسن حموی کے ہاتھ اس مضمون کا بھیجا۔ کہ "امیر سبکتگین میرا اور تمھارا پشت پناہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اے برادر عزیز مجھے دنیا میں کوئی چیز تجھسے زیادہ عزیز نہیں ہے۔ اگر تیری عمر بڑی ہوتی۔ اور تو زمانہ کا تجربہ کار ہوتا۔ اور سلطنت کے دقایق سے اور ثبات ملک و دولت کے قواعد سے ماہر ہوتا تو میری عین آرزو ہوتی کہ تو تخت پر بیٹھے۔ باپ نے جو تجھکو اپنا جانشین کیا وہ مصلحت ملکی تھی۔ اگر تخت خالی رہتا معلوم نہیں کیا فساد برپا ہوتا۔ تو پاس تھا۔ اس لئے تخت پر بٹھا دیا۔ اب انصاف کی نظر سے قائل کر۔ اور شریعت غرا کے موجب دولت اور ملک کو تقسیم کر۔ دارالسلطنت میرے حوالہ کر۔ بلخ و خراسان کا ملک تیرے لئے صاف کئے دیتا ہوں"۔ مگر امیر اسمٰعیل نے یہ منصفانہ کلام بھائی کا نہ سنا۔ ناچار محمود نے بجز لڑائی کے چارہ نہ دیکھا۔ نیشاپور اور غزنین سے دونوں بھائی بارادۂ جنگ چلے۔ ہرچند امیروں نے چاہا کہ اسمٰعیل بھائی کا کہنا مان جائے۔ اور لڑائی نہ ہو۔ مگر یہ بات بن نہ پڑی۔ دونوں

بھائیون مین ایک سخت لڑائی ہوئی۔ بکمیت محمود کے ہاتھ رہا۔ غزنین فتح ہوگیا۔ اسمٰعیل گرفتار ہوا۔ اکیدنا محمود نے بھائی سے پوچھا کہ اگر تو مجھپر فتح پاتا تو میرے ساتھہ کیا سلوک کرتا۔ جواب دیا کہ قلعہ مین قید کرتا۔ مگر آرام و آسایش کا سب اسباب مہیا کرتا۔ اس وقت تو اس بات کو محمود نے ٹال دیا۔ مگر پھر اسمٰعیل کو جرجان کے قلعہ مین قید کیا۔ اور سب چین اور آرام کا اسباب اسکے لئے تیار کردیا۔ ساری زندگی قید مین بسر کی۔ پورا ایکسال بھی اسمٰعیل نے سلطنت نہ کی۔ من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ۔

امین الملتہ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی بن امیر ناصر الدین سبکتگین

سلطان محمود کی ماں اعیان زابلستان کی نسل سے تھی۔ اسلئے اُسکو محمود زابلی بھی کہتے ہین۔ اور اسکی تاریخ ولادت شب عاشورہ ۳۶۱ھ ہے۔ جب سلطان محمود کو بھائی کی لڑائی سے فرصت ملی۔ اور ۳۸۸ھ م ۹۹۸ء مین تخت غزنین پر رونق افروز ہوا۔ تو پہلے بلخ کے جانب توجہ کی۔ اسکا سبب یہ تھا کہ امیر نوح نے خراسان مین امیر الامرائی کا منصب سلطان محمود کو اور سکے باپ کے زمانہ مین ہی عطا کیا تھا۔ (جسکا ذکر اسکے قبل ہوچکا ہے) مگر امیر منصور ثانی بن نوح ثانی نے منصب مذکور بکتوزون کے تفویض کردیا تھا۔ اولاً سلطان محمود نے امیر منصور کے پاس ایلچی کے ذریعہ یہ شکایت پیش کی امیر نے جواب دیا کہ "بلخ و ہرات و ترمذ کی عمارت تم کو دیگئی ہے۔ اور بکتوزون کو خراسان کی۔ کیونکہ وہ بھی ہماری دولت کا قدیمی بندہ ہے"۔ پھر دوبارہ سلطان محمود نے ابوالحسن حموی کے ہاتھہ بہت سے تحائف وغیرہ ارسال کرکے وہی شکایت کہلا بھیجی۔ جب ابوالحسن بخارا پہونچا تو امیر منصور نے اوسکو منصب وزارت سے سرفراز کیا۔ پھر کیا تھا سلطان محمود کا جواب ملتوی رہگیا۔ آخر سلطان کو بلخ کے جانب توجہ کرنی پڑی۔ چنانچہ اولاً سلطان نیشاپور گیا۔ بکتوزون کو جب سلطان کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو فرار ہوگیا سلطان نے ایک عرضداشت قطع حجت کے لئے امیر منصور کو لکھی۔ لیکن امیر منصور نے اوسپر مطلق التفات

کیا۔ بلکہ سپاہ جمع کرکے لڑنے کے ارادہ سے ایکدم خراسان ہوتا ہوا سرخس پہونچا۔ گو سلطان مین امیر منصور سے لڑنے کی طاقت اصلی پیمانہ پر تھی۔ مگر کفران نعمت و بدنامی کی سرزنش سے خوف کرکے نیشاپور واپس چلا آیا۔ وہان سے مرغاب گیا۔ ادہر بکتوزون نے فائق کی صلاح سے غدر مچا دیا۔ اور امیر منصور کو گرفتار کرکے آنکھون مین سلائی پھیر دی۔ اور اوسکے بھائی عبدالملک ثانی کو جو ابھی خردسال تھا تخت پر بٹھا دیا یہ سب کچھ کرکے سلطان کے ڈر سے مرو کو چلا گیا۔ سلطان محمود کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً اون بنکھرامونکا تعاقب کرکے اولاً مرو پہونچا۔ جہان بکتوزون اور فائق سے مقابلہ ہوا۔ اور اون دونون بنکھرامون نے شکست پائی۔ مگر فائق نے عبدالملک کو لیکر بخارا روانہ ہوگیا۔ اور بکتوزون نیشاپور گیا۔ انہین ایام مین اتفاقاً فائق نے انتقال کیا۔ اور ایلک[1] خان کاشغری نے بخارا پر چڑھائی کی۔ اور عبدالملک اور اوسکے تمام متبعین کا کام تمام کرکے دولت آل سامان کو جو ۱۲۸ سال تک فرمانروائی کی تھی۔ تباہ و برباد کر دیا۔ ادہر سلطان محمود بلخ و خراسان کی حکومت مین مصروف ہوا۔ اسی زمانہ مین سلطان کو خلیفہ عبدالقادر باللہ عباسی (جو خلفاے عباسیہ کا پچیسوان خلیفہ تھا) نے اوسکی جوانمردی اور شجاعت کا شہرہ سنکر

[1] ان خوانین کے حالات تاریخ مین بہت کم پائے جاتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی کے اختتام پر مشرقی ترکستان کی قبایل کو جو مسلمان ہو چکے تھے متحد کرکے صاحب تاج و تخت ہوئے پہلے انکا دارالسلطنت کاشغر تھا لیکن ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء مین سامانیون سے ماوراالنہر کا ملک فتح کرکے بخارا کو اپنا صدر مقام بنایا۔ جہان سے ایک لشکر کی قبایل پر جو کیا پین سے سرحد چین تک پہیلے پڑے تھے حکومت کرتا تھا۔ انہون نے ہیون کے جنوبی صوبجات پر بھی دندان آتیز کئے تھے۔ لیکن ۴۰۰ھ/۱۰۰۹ء مین محمود غزنوی نے انکو شکست فاش دی۔ چنانچہ اسیوقت سے ایک خانیون کی حکومت ماوراالنہر کاشغر اور مشرقی تاتار مین محدود رہی۔ انکے دور حکومت مین ماوراالنہر سے بہت سی قومون مثلاً ترکمان۔ سلجوق وغیرہ نے ہاتھ پاؤن نکالے۔ جنہون نے بعد مین ایران کا رخ کیا۔ ۱۲ مولف۔

ایک خلعت فاخرہ امین الملت یمین الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ بعدازان سلطان اواخر ذیقعدہ ۳۹۰ھ مین بلخ و ہرات ہوتا ہوا سیستان گیا۔ اور وہان کے حاکم خلف بن احمد کو مطیع کرکے غزنین مراجعت کی اس اثنار مین ایلک خان نے سلطان کو خراسان کی حکمرانی کی مبارکباد دی۔ جسکا جواب سلطان نے ابوالطیب سہل بن سلیمان معلوی کے ہاتھہ ادا کیا۔ اور اوسکے ساتھہ تحائف نفیسہ بھی بھیجوائے۔ چنانچہ ایلک خان نے بھی اکثیر قیمتی اشیا سلطان کی خدمت مین تیار روانہ کیا۔ اس طرفین کے ہدایا و تحائف نے یگانگت و دوستی کی بنیاد قایم کی۔ مگر یہ دوستی بہت جلد مبدل بہ عداوت ہوگئی جسکا بیان آیندہ ہوگا۔

جب ایلک خان کاشغری کے ہاتھہ آل سامان کا خاتمہ ہوگیا۔ تو سلطان محمود خود مختار بادشاہ بنگیا۔ خطبون اور سکون سے آل سامان کا نام نکال کر اپنا نام شریک و جاری کیا۔ اور اپنی سلطنت کا انتظام و بندوبست کرکے یہ خیال کیا۔ کہ جہاد کے ذریعہ سے ہندوستان مین اسلام پھیلایا جائے۔ جس سے دنیا مین ہمیشہ کے لیے غازی کہلائے۔ چنانچہ یہ خیال پختہ ہوا۔ اور ہندوستان کیجانب توجہ کی۔

سلطان محمود کے بارہ حملے ہندوستان پر زیادہ مشہور ہین۔ مگر در اصل وہ سترہ دفعہ ہندوستان آیا ہے۔ اور ان مہمات کی نسبت تاریخون مین بہت اختلاف ہے۔ اور ترتیب مین بھی اکثر مہمات کو مورخون نے مقدم و موخر لکھا ہے۔ انگریزی مورخون نے اسمین بہت کچھہ موشگافیان کی ہین۔ اور اوسکی تحقیقات و دریافت مین خوب زور لگایا ہے۔ ہمارے معزز ناظرینون کو ذیل کے واقعات دیکھنے سے اوسکی تصدیق ہوجائے گی۔

مہم اول۔ فرشتہ اور نظام الدین احمد نے لکھا ہے۔ کہ سنہ ۳۹۱ھ سنہ ۱ مین سلطان محمود نے پہلے دفعہ ہندوستان کے جانب توجہ کی اور چند قلعے فتح کرکے اپنے جانب سے وہان حاکم مقرر کیا۔ اسکے بعد غزنین واپس آگیا۔ مگر اسکا ذکر تاریخ یمینی مین نہین ہے۔

مہم دوم سنہ ۳۹۱ھ سنہ ۱ مین دس ہزار چیدہ سوار لیکر ہندوستان روانہ ہوا۔ پشاور کے قریب اوسکے

باپ کا قدیمی دشمن جیپال والی لاہور بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل اور تین سو زنجیر فیل لیکر آمادہ پیکار ہوا۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۸ محرم ۳۹۲ھ روز دوشنبہ راجہ کو شکست ہوئی۔ پانچہزار ہندو مارے گئے اور خود راجہ معہ اپنے پندرہ عزیزون کے گرفتار ہوگیا۔ اس لڑائی مین غنیمت بیشمار ہاتہہ آئی۔ اور جیپال کے گلے مین بیش بہا مالا (جسکی قیمت ایک لاکہہ اسی ہزار دینار رسخ تھی۔) تہا۔ وہ بھی سلطان کے ہاتہہ لگا۔ علاوہ برین مورخون نے لکہا ہے۔ کہ راجہ کے ساتہہ اوسکے پندرہ عزیز جو گرفتار ہوئے تھے۔ ہر ایک کے گلے مین ایک ایک بیش قیمت مالا تہا۔ اون پر بھی سلطان نے قبضہ کیا۔ اسکے بعد قلعہ بہٹنڈہ[1] (جو راجہ کا مسکن و مامن تھا) کو تاراج و تباہ کیا۔ اور راجہ جیپال کو ساتہہ لیکر غزنین آیا۔ یہان راجہ نے اپنا اور اپنے عزیزون کا زر فدیہ داخل کیا۔ اور خراج کا عہد و پیمان کرکے رہائی پائی۔ مگر جب اپنے ملک مین آیا تو راجہ نے متواتر شکست پانے اور قید ہونے کی ندامت مین اپنے بیٹے انند پال کو تخت نشین کرکے خود آگ مین جلکر خاکستر ہوگیا۔ اور سلطان محمود ماہ محرم ۳۹۳ھ مین سیستان جاکر خلف کو غزنین لے آیا۔

مہم سوم ۳۹۵ھ مین شہر بھاطیہ (بھٹنیر) کا رخ کیا۔ یہان کا راجہ بنجے رائے اپنے مستحکم قلعے اور جرار فوج پر

---

[1] انگریزی مورخون نے قلعہ بٹنڈہ کی تحقیق مین بہت جانفشانی کی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ستلج پار تہا۔ سلطان نے روک ٹوک دریا عبور کرکے فتح کرلیا۔ کرفیل لوڈ کہتے ہین کہ وہ بڑا آباد اور نامی مقام تہا۔ لاہور کا راجہ کبھی لاہور مین اور کبھی اس قلعہ مین رہتا تہا۔ سرجان الیٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ قلعہ بہٹنڈہ کوئی نیا مقام نہین ہے۔ بلکہ وہ بار ہند یا وادی سند ہے۔ جیسا کہ تاریخ نجنوین مین لکہا ہے کہ یہ مقام دریا سندہ کی مغربی کنارہ پر مشہور و معروف ہے۔ اٹک سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور لاہور و پشاور کے قدیمی شارع اعظم سے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہ مشرقی قندہار کا دارالسلطنت تہا۔ ابوالفدا۔ بیرونی۔ بیہقی۔ نے سکندر اعظم کو اسکا بانی قرار دیا ہے۔ اب اسکو ہنڈ کہتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

کمال درجہ مغرور تہا۔ اور کسی کو شمار مین نہ لاتا تھا چنانچہ یہان پر تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ آخر راجہ نے شکست پائی۔ اور قلعہ بند ہوگیا۔ مسلمانون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے خندق کے بہرنیمین مشغول ہوئے راجہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو ایسا پریشان ہوا کہ رات کو پیادہ پا جنگل مین بھاگ گیا۔ لشکر سپاہ سلطانی نے تعاقب کرکے راجہ کو گھیر لیا جب کوئی مخلصی کی صورت نہ دیکھی تو خودکشی کرلی۔

چہارم ۴ سنہ ۳۹۶ھ مین سلطان نے ملتان کے تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس ارادہ کا باعث یہ ہے کہ شیخ حمید لودہی والی ملتان امیر سبکتگین کے ساتھہ اخلاص رکھتا تہا۔ اوسکا پوتا ابوالفتح یا داؤد بن نصیر بن شیخ حمید بہی چند روز اپنے دادا کے قدم بقدم چلا۔ مگر جب شہر بھٹنیر کے محاصرہ مین سلطان مصروف ہوا تو اس نے ناشائستہ حرکات شروع کین۔ اور سلطان مصلحت وقت کے لحاظ سے اوس سال تو کچہہ نہ بولا۔ مگر دوسرے سال سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ابوالفتح قرمطی ہوگیا ہے۔ اور ملتان کے مسلمانون کو بہی قرمطی بنانا

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۶

۲ ہندؤن کا یہ بہی عقیدہ ہے کہ جو راجہ دو مرتبہ مسلمانون سے شکست پائے یا قید ہووے تو پہر سلطنت کرنے کے قابل نہین رہتا۔ اس گناہ کا کفارہ آگ مین جلنا تجویز کیا ہے۔ ۱۲ مولف۔

۱ ہر مذہب کا یہ قاعدہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ جتنی مدت اوسپر گذرتی ہے۔ اوتنی اوسکی تفرقہ ہوتی ہے یعنے بدعتی فرقے نئے نئے پیدا ہوتے جاتے ہین۔ مذہب اسلام بہی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہ تہا۔ اسمین بہی بدعتی فرقے پیدا ہونے شروع ہوے۔ بعض فرقون نے وہ بدعات اختراع کین کہ اصل اسلام کا حصہ انکے مذہب مین تہوڑا ہی باقی رہا۔ ان بدعتی فرقون سے ایک فرقہ قرمطی بہی ہے۔ یہ فرقہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ ہے۔ گو ان دونو فرقون کے مسائل مین فرق ہے۔ مگر مورخ اپنی لاعلمی سے صرف ایک لفظ ملاحدہ کہکر ایسا خلط ملط کرتے ہین۔ کہ معلوم نہین ہوتا کہ ان کی ملوکسی فرقے سے ہے۔ ایک شخص عبداللہ بن میمون نے جو ایرانی تہا۔ مذہب اسماعیلیہ کو اختیار کیا۔ اس نے عرب کے علمہی کو مٹانیکا ارادہ نہین کیا بلکہ اسلام اور سارے مذہبون کے خاک مین ملانے کا قصد کیا۔ اوسکے مذہب کا خلاصہ یہ تہا کہ سارے

چاہتا ہے۔ چنانچہ اوسکے استقبال کے لئے عین موسم باران مین ملتان کو چلا۔ راستہ مین تمام دریا طغیانی پر تھے۔ لہذا سلطان نے راجہ انندپال کو لکھا کہ وہ اپنے ملک مین سے گذرنے دے۔ لیکن اوس نے منظور نہ کیا۔ اور مقابلہ کیلئے آمادہ ہوا۔ سلطان نے بھی سب سمجھا کہ اول انندپال کی گوشمالی کیجائے۔ باوجودیکہ جنگل گنجان تھا۔ مگر سلطان درختون کو کاٹتا اور وہان کے آدمیون کو قتل کرتا انندپال کے جانب روانہ ہوا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۷) مذہب یہودہ ہین۔ اس دنیا مین اور عقبیٰ مین نیک اعمال کی جزا ہے۔ بد افعال کی سزا ہے۔

اس عبداللہ کے مریدون مین سے ایک شخص احمد نام تھا۔ جو قرامطی مذہب کا بانی ہے۔ چنانچہ اس کا عروج ۲۷۸ھ مین ہوا۔ قرمط کے معنی عربی مین خط کے باریک اور تنگ لکھنے کے ہین۔ اور کام کے نزدیک رکھنے کے۔ اور احمد کو قرمط اسلئے کہتے تھے کہ وہ پوشیدہ و باریک طور پر اپنے مذہب کی تلقین کرتا تھا۔ اسی کے نام سے اوس کے فرقے کا نام قرمطی ہوا۔ جسکی جمع قرامطہ آتی ہے۔ اس نے شہری و جنگلی قومون کو جنکا مذہب کچھ بھی نہ تھا۔ اور عقل سے بھی خارج تھے۔ اپنے دین کے طرف دعوت کی۔ اور یہ نامہ لکھا۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" فرج بن عثمان رہنے والا قریہ نصرانیہ کا لکھتا ہے کہ مین مسیح کے طرف سے جو کلمہ ہے دعوت کرتا ہون۔ وہی مہدی تھا۔ وہی احمد بن محمد بن حنفیہ تھا۔ وہی جبرئیل تھا۔ اب انسان کی صورت مسیح بنا ہے۔ اور مجھے کہا کہ تو داعی ہے۔ اور حجتہ ہے۔ اور ناقہ صالح و خر عیسیٰ و یحییٰ بن ذکریا و روح القدس ہے"۔ اور اون کو یہ بھی بتلایا کہ نماز کی چار رکعتین ہین۔ دو طلوع شمس اور دو غروب شمس سے پہلے۔ ہر نماز کی اذان یہ ہے۔ کہ "موذن تین دفعہ کہے اللہ اکبر اور دو دو مرتبہ کہے اشہدان لا الہ الا اللہ۔ اور اشہدان آدم رسول اللہ۔ اور اشہدان نوحاً رسول اللہ۔ اور اشہدان عیسیٰ رسول اللہ۔ اور اشہدان محمد رسول اللہ"۔ اور اشہدان احمد بن محمد بن الحنفیہ رسول اللہ"۔

بیت المقدس کے طرف قبلہ ہے۔ اور اتوار کا دن یوم سبت ہے۔ اُس دن تعطیل چاہئے۔ اور ہر نماز مین سورہ فتح پڑھنی ہے۔ جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے۔ روزہ دو روز مہرجان اور نیم روز کے دن رکھے۔ شراب حرام

جب انندپال نے یہ حالت دیکھی تو شہر سے بھاگ کر جنگل مین پناہ لی۔ اور سلطان بھی اوسکے تعاقب مین وہین سرپر پہونچا۔ آخر انندپال مجبور ہوکر کشمیر بھاگ گیا۔ جب ابوالفتح نے راجہ انندپال کی یہ درگت دیکھی تو خیال کیا کہ ایسا بڑا راجہ تو سلطان کے ہاتون یون مارا مارا پھرتا ہے۔ پھر میری اصل اوقیقت کیا ہے۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ تمام مال ہاتھیون پر بار کرکے سراندیپ چلا جاؤن۔ مگر سلطان بھی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۸) خمر حلال۔ جنابت سے غسل کرنا لازم نہین۔ مگر نماز کے واسطے ضرور فرض ہے۔ جن جانورونکو کچلی اور دانت ہون اونکا کھانا درست۔ اس فرقہ نے ۲۹۰ھ مین شام پر بڑا ہولناک حملہ کیا۔ اور ۳۱۱ھ مین بصرہ اور کوفہ کو لوٹا۔ اور ابوطاہر کو اپنا پیشوا بناکر ۳۱۹ھ مین شہر مکہ کو لے لیا۔ اور بہت آدمیون کو قتل کیا۔ اور حجرالاسود کو لیگئے بیس برس تک اپنے قبضہ مین رکھا۔ خاندان عباسیہ کا جیوان خلیفہ الراضی سالانہ روپیہ انکو اس واسطے دیتا تھا کہ وہ حاجیون کو حج کرنے دین۔ ہلاکو اور منگوخان نے اس فرقہ قرمطیہ اور اسماعیلیہ کے زن و مرد اور بچون کو قتل کیا۔ البوریحان بیرونی نے لکھا ہے کہ قرمطی مشرق مین وادی سند تک پھیل گئے۔ ملتان کے بت اعظم کو توڑا۔ محمود غزنوی نے اسی فرقہ کا ملتان سے منہ کالا کیا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہان سے بالکل خارج نہین ہوے محمد وغوری نے پہراون کو ۵۷۱ھ مین ملتان سے نکالا ہے اور ۶۳۴ھ مین دہلی مین ان کا زور ہوگیا تھا کہ یہان کی جامع مسجد مین بہت آدمیون کو قتل کیا تھا۔ مگر آخر کو قرمطیون مین سے کوئی باقی نہین رہا۔ سب قتل ہوے۔

تاریخ مذاہب الاسلام مولفۂ مولوی محمد نجم الغنی صاحب رامپوری مین لکھا ہے۔ کہ مذہب قرامطہ کا پیشوا احمدان اشعث معروف بہ قرمط ہے۔ اور حمدان کو قرمط کہنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ وہ کوتاہ پا تھا۔ چلنے مین قریب قریب قدم رکھتا تھا۔ بعض کہتے ہین کہ واسط کے علاقہ مین قرمط ایک جگہ کا نام ہے یہان کا رہنے والا تھا۔ اس شخص نے اپنے مقلدونکا نام قرامطہ رکھا تھا۔ اور یہ لقب اوسکے معتقدون مین اس قدر غالب ہوا کہ پھر کوئی آدمی مبارکیہ کو قرامط نہین کہتا تھا۔ صرف اوسی کے پیروون کو قرامط کہا کرتے تھے

اوس سے غافل نہ تھا۔ فوراً ملتان کا محاصرہ کرلیا۔ اور ابو الفتح اس خام خیالی مین محصور ہوگیا چنانچہ یہ محاصرہ سات روز تک رہا۔ آخر ابو الفتح نے منت وسماجت کرکے ان شرائط کیساتھ صلح کرلی کہ پچیس ہزار درم سرخ ہر سال نذرانہ گذرانون گا۔ اور الحاد سے احتراز کرکے احکام شرعی کو ترویج دونگا۔ سلطان نے ان شرایط کو اس لئے منظور کرلیا۔ کہ ارسلان جاذب حاکم ہرات کے قاصد نے یہ خبر دی تہی کہ ایلک خانکا لشکر تباہی مچا رہا ہے۔ پس سلطان کو جلد غزنین آنا چاہئے۔ چنانچہ سلطان اس خبر کے سنتہی ابو الفتح کی شرایط منظور کرکے مہمات بھٹنڈہ راجہ بکھپال (جو پشاور مین ابو علی سیجوری کے ہاتھہ گرفتار ہوکر مسلمان ہوگیا تہا۔ جسے لوگ آب بادشاہ بہی کہتے تھے۔) کے تفویض کرکے فوراً غزنین روانہ ہوگیا۔

اسکے قبل ہم نے سلطان اور ایلک خان کے اتحاد کی کیفیت کے ضمن مین یہ لکھا تھا کہ یہ دوستی بہت جلد مبدل بہ عداوت ہوگئی۔ چنانچہ وہ واقعہ یہی ہے کہ جب سلطان محمود ہم ملتان مین مصروف تہا تو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۹۔) لفظ سارے مبارکیہ کا ہے۔ اس لئے کہ مبارک کا یہ لقب تہا۔ اس کے اتباع اپنے قول کو علم باطن کہتے ہین۔ شرایع اسلامیہ کی تاویل کرتے ہین۔ آیات قرآنی کو ماؤل بناتے ہین۔ اور اسمٰعیل بن جعفر کو خاتم الائمہ اور زندہ جانتے ہین۔ اور حرام چیزون کو مباح سمجھتے ہین۔ مذہب قرمطہ کی ابتدا ۲۶۴ھ مین ہوئی۔ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکہا ہے کہ خلیفہ مقتدر باللہ عباسی نے ۳۰۹ھ مین حسین بن منصور حلاج کو اونٹ پر سوار کرکے تشہیر کیا۔ پہر اوسکو سولی دیدی اور لاش کو جلوا دیا۔ اور لوگون مین اعلان کیا گیا۔ کہ حسین فرقہ قرامطہ کا داعی اور الوہیت کا مدعی تہا۔ ابو الفدا نے لکہا ہے۔ کہ حسین مقتدر کے وزیر حامد کے وجہ سے مارا گیا۔ جس کا قصہ بہت طویل ہے۔ بہرحال مذہب قرامطہ کے متعلق جس قدر اختلافات مورخون نے بیان کئے تھے۔ اون کو ہم نے ظاہر کردیا ہے اب زیادہ طوالت دینے کی ضرورت نہین۔ ۱۲ مولف۔

ایلک خان کو طمع دامنگیر ہوئی۔ اور ملک خراسان کو خالی پاکر اپنے سپہ سالار سیاوش تگین (جو اوس کا رشتہ دار بھی تھا) کو لشکر بیشمار کے ساتھہ خراسان بھیجا۔ اور جعفر تگین کو دارالملک بلخ پر شحنہ بنایا۔ ادہر سلطان مہم ہیٹنڈہ سکھہ پال کے سپرد کرکے لشکر جرار کے ساتھہ بلخ آیا۔ جعفر تگین کو جب یہ خبر لگی تو بلخ سے بہاگ کر ترمذ پہونچا۔ سلطان نے ارسلان جاذب کو دس ہزار سوار کے ساتھہ اوس کے تعاقب مین روانہ کیا۔ اور سیاوش تگین جب جیحون کے کنارے پر آیا تو دریا طغیانی پر تہا۔ اس لئے وہان سے واپس ہوکر مرو پہونچا۔ کہ بیابان کی راہ سے ماوراء النہر چلا جائے۔ وہان سے سرخس گیا۔ محسن ابن طاق نے روکا۔ مگر سیاوش نے اوسے شکست دیکر قتل کیا۔ ادہر ارسلان جاذب نے اوسے سرخس مین ٹہرنے نہ دیا۔ آخر سیاوش نیشاپور روانہ ہوا لیکن ہر منزل مین ارسلان جاذب اوسکا پیچہا کیا۔ جس سے اوسکا مال و اسباب بہت ضایع ہوا۔ پھر سیاوش نے شمس المعالی قابوس سے التجا کی۔ اور بہت مشکل کے ساتھہ بیابان کی راہ سے مرو روانہ ہوا۔ ارسلان کے انتظار مین سلطان مرو مین ٹہرا ہوا تہا جب سلطان نے دیکہا کہ سیاوش بیابان کی راہ سے اسطرف آتا ہے تو ابو عبداللہ طائر کو لشکر عرب دیکر پیچہے بھیجا۔ سیاوش اور عبداللہ کے درمیان خوب مقابلہ ہوا۔ اور عبداللہ نے اوس کے بھائی کو معہ سات سو آدمیون کے قید کرکے غزنین روانہ کیا۔ اور سیاوش تگین نے جان بچاکر چند آدمیون کے ساتھہ ایلک خان کے پاس پہونچا۔ جب ایلک خان نے یہ حالت دیکہی تو قدر خان شاہ چین سے استمداد چاہی۔ چنانچہ قدر خان پانچہزار کی فوج سے ایلک خان کی کمک کو آیا۔ ادہر سلطان نے بہی ترکی۔ خلجی۔ افغانی۔ ہندی۔ غوری۔ لشکرون کو جمع کرکے بلخ سے چار فرسخ پر ایک وسیع میدان مین فروکش ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ ہزارون آدمی ایلک خان اور قدر خان کے مارے گئے یہ شکست ۳۹۷ھ مین ایلک خان کو ایسی ہوئی کہ پہر اوس نے خراسان لینے کا نام نہین لیا۔ آخر ۴۰۳ھ مین ایلک خان کا انتقال ہوگیا۔

تاریخ یمینی مین لکہا ہے کہ جب ایلک خان نے شکست کہاکر فرار پر کمر باندہی تو سلطان نے باوجود موسم سرما

ہونے کے اوسکا تعاقب کیا۔ اکثر سپاہی اس تعاقب سے ناراض تھے۔ کیونکہ سردی بہت سخت اور جان گسل تھی۔ مگر بمصداق حکم حاکم مرگ مفاجات لشکرکو ناچار سلطان کا ساتھہ دینا پڑا۔ چنانچہ دو کوچ ہوے۔ تیسری کوچ پر برف شدت سے پڑی۔ سلطان کے لئے ایک بارگاہ کھڑی کرکے اوس مین اسقدر انگیٹھیان جلائی گئین کہ اکثر مقربان شاہی نے سرما کے کپڑے گرمی کے باعث اوتار ڈالے۔ اس اثنا مین دلچک نام ظریف (جس سے سلطان اکثر ہنسا کرتا تھا) بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوا۔ سلطان نے کہا کہ تو باہر جاکر جاڑے سے کہہ کہ ہم یہان۔ ایسے گرم ہوگئے ہین کہ کپڑون کو اُتار کر پہننے کی نوبت آئی ہے۔ دلچک تعمیلاً باہر گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آکر عرض کی۔ کہ مین نے سلطان کا پیام جاکر کہا۔ اوس نے عرض کیا ہے کہ گو سلطان اور اوس کے مقربین تک میری رسائی نہین ہوسکتی۔ مگر آج کی رات شاگرد پیشہ خوب خبر لون گا۔ جس کے باعث کل کے روز سلطان و اوس کے مقربین کو اپنے اپنے گھوڑون کی آپ خود خدمت کرنی ہوگی۔ حالانکہ یہ تمام گفتگو تمسخرانہ کی گئی تھی۔ مگر اوسکا اثر سلطان کے دل پر ایسا گہرا ہوا کہ فوراً ایلک خان کے تعاقب سے درگذر کرکے مراجعت کا حکم دیا۔

مہم پنجم۔ اس اثنا مین ہندوستان سے خبر آئی کہ سکھہ پال (جسکو آب سار یا نواسہ شاہ کہتے تھے) مرتد ہوگیا ہے۔ چونکہ سلطان نے مہم ملتان کے زمانہ مین ابوالفتح لودی سے صلح کرکے مہم بھٹنڈہ راجہ سکھپال کے تفویض کی تھی۔ اور آپ ایلک خان کی تنبیہ کے لئے غزنین چلا آیا تھا۔ جب اوسکی مرتدی کی خبر معلوم ہوئی تو فوراً کوچ پر کوچ کرتا ہوا ہندوستان آیا۔ مگر سلطان کے پہونچنے کے قبل ابونصر نے سکھپال کو گرفتار کرلیا تھا۔ چنانچہ سلطان سکھپال کو لیکر غزنین آیا۔ اور اوسکو تمام عمر قید مین رکھا۔

مہم ششم۔ ملتان کی تسخیر کیوقت انندپال نے سلطان کے تعاقب سے پریشان ہوکر کشمیر کے راجہ کے پاس پناہ لی تھی۔ گو اوس وقت سلطان نے درگذر کیا تھا۔ مگر وہ خلش اب تک سلطان کے دل مین باقی تھی۔ چنانچہ ۳۹۹ھ سنہ مین سلطان نے ایک لشکر عظیم تیار کرکے انندپال کے سر پر پہونچا۔ اور انندپال بھی سلطان سے

غافل نہ تہا۔ اوس نے بہی تمام ہندوستان کے راجاؤن کے پاس اپنے ایلچی بہیجکر سلطان کے ارادہ سے مطلع کیا تہا۔ اور کہلا بہیجا تہا کہ اگر تم میری امداد مین تاخیر کروگے تو سلطان محمود تباہ اور خاک سیاہ کردیگا۔ انندپال کی اس درخواست نے راجایان۔ اجین۔ کالنجر۔ قنوج۔ دلی۔ اجمیر۔ گوالیار کے دل مین ایسا اثر کیا کہ ہر ایک نے اپنا اپنا منتخب لشکر انندپال کی کمک کے لئے پنجاب کو بھیجدیا۔ اکثر مورخون کا اتفاق اس پر ہے کہ اس لڑائی مین یہانتک مسلمانون کے دفع کرنیمین کوشش کیگئی تھی کہ ہندوستان کی تمام مالدار عورتون نے اپنا اپنا تمام زیور چاندی سونے کا گلاکر اور جواہر بیچکر اور مفلس عورتون نے چرخہ کات کر لڑائی مین روپیہ دیا تہا۔ غرضکہ اسوقت انندپال کے لشکر کی وہ کثرت اور ساز وسامان کی وہ افراط تہی کہ پہلے امیر سبکتگین کے زمانہ مین بہی جیپال نے نہین کیا تہا۔ چنانچہ پشاور کے مقام پر طرفین کے لشکر بلاکسی جنگ کے چالیس روز تک پڑے رہے۔ اور دونون لشکرون نے اپنی اپنی حفاظت کیلئے گرداگرد عمیق خندقین کہدوائی تھین۔ آخر لڑائی کا آغاز ہوا۔ اس اثنار مین بیس ہزار گہکر سر و پا برہنہ ہاتون مین طرح طرح کے ہتیار لئے ہوئے خندق پار ہوکر سلطان کے لشکر مین گہس آئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ مین تقریبًا تین چار ہزار مسلمانون کو شہید کرڈالا۔ ان گہکرون کی دلیری دیکہکر سلطان کا ارادہ ہوا۔ کہ آج لڑائی موقوف کرے ناگاہ راجہ انندپال کی سواری کا ہاتہی نفط و تفنگ کے شور وغل سے بگڑا۔ اور بے تحاشا پیچہے کو بہاگا۔ راجہ کی فوج نے جانا کہ راجہ بہاگا جاتا ہے۔ پہر کیا تہا۔ لشکر مین ہل چل پڑگئی۔ اور سپاہ کا منہ پیچہے کو پہر گیا۔

عبداللہ طائی نے پانچ چہ ہزار عربی سوار۔ اور ارسلان جاذب نے چار ہزار ترکی۔ افغانی۔ خلجی۔ سوار لیکر دو شبانہ روز اُن کا تعاقب کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹہہ ہزار ہندو مارے گئے۔ تیس زنجیر فیل اور بیشمار غنیمت ہاتہہ آئی۔

سلطان نے اس فتح کے بعد نگرکوٹ کا محاصرہ کیا۔ چونکہ تمام فوج راجہ انندپال کی لڑائی مین شامل تہی

اور قلعہ بہادر سپاہیون سے خالی تہا۔ بیچارے پوجاریون نے اپنے سر پر جو یہ آفت دیکہی۔ تیسرے روز جان کی امان چاہی۔ اور قلعہ کے دروازے کہولدئے۔ چنانچہ یہ قلعہ بہت آسانی کے ساتہہ فتح ہوگیا۔ اور سلطان ابوالمظفر احمد بن محمد والی جرجان کو ہمراہ لیکر معہ دیگر مقربین کے قلعہ مین داخل ہوا۔ جواہر کو خود سمیٹا۔ اور طلا و نقرہ اور بیش بہا چیزون کو اوس کے دو حاجب تونتاش اور الغ تگین نے جمع کیا۔ اونٹون پر جسقدر خزانہ بار ہوسکا بار کیا۔ باقی کو افسرون نے دامنون مین لیا۔ کہتے ہین کہ اس قلعہ سے ستر لاکہہ درہم سات لاکہہ دینار سرخ۔ سات سو من آلات نقرئی وطلائی۔ دو سو من کندن و دو ہزار من نقرۂ خالص۔ بیس من انواع جواہر دستیاب ہوے۔ علاوہ برین طرح طرح کے کپڑے سوس کے تھے۔ جنکو بڈہے بڈہے آدمی کہتے تھے کہ ہم نے ایسے نفیس کپڑے کبھی نہین دیکھے۔ ایک چاندی کا گھر اتنا بڑا تہا کہ جسکا طول تیس گز اور عرض بیس گز تہا۔ اور وہ ایسا بنا ہوا تھا کہ چاہو اوسکے ٹکڑے کرلو یا جوڑلو۔ ایک سائبان دیبار رومی کا چالیس گز طول میں گز عرض کا تہا۔ جو دو سونے اور دو چاندی کے ڈہلے ہوے چوبون پر لگایا جاتا تہا۔ جب سلطان نے یہ بیشمار دولت پائی تو وہان سے غزنین کیطرف معاودت کی۔ چنانچہ ۴۰۸ھ مین غزنین کے باہر بارگاہ سلطانی ایستادہ کرکے چاندی اور سونے کے تختون پر وہ تمام جواہر چن دیا گیا۔ ایک مورخ کا قول ہے کہ اس جواہر مین بعض الماس انار کے مقدار مین تھے۔ اس جواہر کے دیکہنے کے لئے ممالک غیر کے سفیر اور ترکستان کا بادشاہ طغان خان بہی آیا تہا۔ چنانچہ اون سب کا بیان ہے کہ کبھی اتنی دولت دیکہنے مین نہین آئی۔ اور نہ کبھی کتابون مین

---

۱۵۱ (حاشیہ صفحہ ۱۴۳) اوسوقت قلعہ نگرکوٹ کا نام قلعہ بہیم نگر تہا۔ چنانچہ نگرکوٹ بہیم نگر۔ کوٹ کانگڑہ ایک ہی نام ہین۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم بلند پہاڑ پر چار و نطرف پانی سے گہرا ہوا ہے۔ تمام ہندوستان کے راجہ رؤسا امراء یہان کے مندر مین نقود و جواہر اور انواع و اقسام کے تحائف و نفائس چڑہاتا عین عبادت جانتے تھے۔ اور اسوجہ سے طلا۔ نقرہ۔ جواہر وغیرہ کے یہانپر خزانے جمع ہوگئے تھے۔ جو کسی بادشاہ کے پاس بہی اسقدر نہونگے۔ اور یہ شہر ہندؤن کا جمع الاصنام کہلاتا تہا۔ ۱۲

پڑھی۔ کہ سلاطین ایران اور روم نے جمع کی ہو یہ دولت خزانہ قارون کو بھی مات کرتی تھی تین روز تک یہ جلسہ رہا۔ بڑے بڑے شاہانہ جشن ہوے۔ سلطان نے مستحقین کو بذل و احسان سے مستغنی کیا۔

۱۴۰۶ھ مین سلطان نے محمد بن سوری والی غور پر لشکر کشی کی۔ (یہ ملک ہرات کے مشرقی پہاڑون مین واقع ہے) بہت سے غوری قتل ہوے۔ اور محمد بن سوری گرفتار ہوا۔ مگر اوس نے خجالت کے مارے زہر آلود نگینے کو چوس کر جان دیدی۔ تاریخ یمینی مین لکھا ہے کہ غوریون نے پہلے اسلام نہین قبول کیا تھا اب قبول کیا۔ لیکن طبقات ناصری وغیرہ مین لکھا ہے کہ غوری حضرت علی علیہ السلام کی خلافت مین مسلمان ہوگئے تھے۔

۶ ہم ہفتم۔ اس دفعہ سلطان نے ہندوستان کا عزم کرکے نارائن کے طرف کوچ کیا۔ ایک دو روز کی لڑائی مین نارائن کے راجہ نے صلح کرلی۔ اور ہر سال پچاس ہاتھی نفائس ہند سے لئے ہوے داخل کرنیکا وعدہ کیا۔ اور دو ہزار سپاہی سلطان کی خدمت کے لئے ہی حاضر کئے۔ چنانچہ ان شرائط کیوجہ سے امن وامان ہوگیا۔ اور ہندوستان وخراسان مین کاروان آنے جانے لگے۔

۸ ہم ہشتم۔ جب ابوالفتح لودہی نے سلطان کو غور کے فتح مین مصروف دیکھا تو پھر سر اوٹھایا چنانچہ اسی باعث سلطان کو ہندوستان آنا پڑا۔ ایکدفعہ سلطان نے ملاحدہ وقرامطہ کو خوب درست کیا اور ابوالفتح کو قید کرکے غزنین لیگیا۔

۹ ہم نہم۔ جب ہند مین شعار اسلام کا رواج ہوتا گیا۔ اور مساجد تعمیر ہوگئین تو سلطان نے ۱۴۰۸ھ مین لشکر گران کیساتھ قلعہ نارودین پر چڑھائی کی۔ یہ قلعہ کوہ بال ناتھ پر واقع ہے۔ یہان کا راجہ نندرپیم تھا۔ متواتر کئی روز تک لڑائی جاری رہی۔ اس کے بعد ہندون نے شکست کھائی۔ نارودین فتح ہوگیا اس لڑائی مین اس کثرت سے غلام ہاتھ لگے۔ کہ بہت ارزان اور سستے بکے۔ جو لوگ کہ اپنے دیس مین بڑے آدمی تھے۔ وہ یہان دوکانداروں کے غلام بنے۔ چنانچہ دو لاکھ غلام غزنین آئے تھے غزنین

اس سال مین بلاد ہند معلوم ہوتا تہا۔ سلطان کے لشکر مین ہر متنفس کے ساتہہ کئے کئے ہندی غلام تہے

سنہ ۴۰۳ھ مین التونتاش سپہ سالار اور ارسلان جاذب نے غرجستان کو فتح کیا۔ اسکے بعد سلطان نے خلیفہ عباسی القادر باللہ کو نامہ لکہا۔ کہ "بلاد خراسان کا اکثر حصہ میرے تصرف مین ہے۔ باقی حصہ جو حضرت کے غلامون کے پاس ہے۔ وہ بہی مجہے عنایت ہو"۔ خلیفہ نے ناچار اس درخواست کو منظور کیا۔ مگر دوسری دفعہ سلطان نے خلیفہ کو لکہا۔ کہ "سمرقند بہی عنایت ہو"۔ جب یہ پیام خلیفہ کے پاس پہونچا تو خلیفہ نے ایلچی کی زبانی کہلا بہیجا۔ کہ "معاذ اللہ یہ کام مجہسے نہ ہوگا۔ میرے بغیر حکم سمرقند کی تسخیر کا اگر تو ارادہ کرے گا تو ایک عالم کو تیرے برخلاف شورش پر آمادہ کر دونگا"۔

سلطان کو اس جواب سے بڑا رنج ہوا۔ ایلچی کو کہا۔ کہ "جاکر کہہ۔ کہ تو یہ چاہتا ہے کہ دار الخلافہ پر ہزار فیل چڑہا کر لیجاؤن۔ اور اوسکو برباد کرکے اسکی خاک ہاتہیون کی پیٹہہ پر غزنین مین لاؤن"۔ اسکے جواب مین خلیفہ کے پاس سے ایک نامہ وصول ہوا۔ جب کہولا گیا تو دیکہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکہا ہے۔ اور بعد اوسکے چار سطرون مین حروف مقطعات الم الم لکہے ہین۔ اور آخر مین الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔ تحریر ہے۔ باقی کچہہ نہین۔ سب دبیر و منشی حیران تہے کہ یہ کیا جواب ہے۔ تفاسیر مین ان حروف کی تفسیر دیکہی۔ مگر کچہہ نہ معلوم ہوا۔ خواجہ ابوبکر فستانی نے جرأت کرکے عرض کی کہ حضور نے جو ہاتہیون کا خوف دلایا تہا۔ اوسکا یہ جواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل ہے یہ سنتے ہی سلطان کے ہوش اُڑ گئے۔ اور جب ہوش مین آیا تو بہت رویا۔ خلیفہ کے رسول سے معذرت کی۔ اور بہت تحائف نذر کے لئے بہیجے۔ اور ابوبکر کو خلعت خاص عنایت کیا۔ سنہ ۴۰۴ھ مین ہندوستان کی فتوحات کا فتح نامہ خلیفہ کو لکہا۔ اور ایک پتہر (جس کی خاصیت یہ تہی کہ زخم پر لگانے سے اچہا ہوجاتا تہا) ہدیہ بہیجا۔

اسکے بعد ولایت خوارزم پر لشکر کشی کی۔ اور اوسکو فتح کرکے التونتاش کو وہان کا حاکم بنایا۔ اور

قیدیون کو غزنین لایا۔

مہم دہم۔ سلطان نے سنا کہ تھانیسر کے ملک مین ہاتھی بڑے زبردست ہوتے ہین۔ جو میدان جنگ مین خوب لڑتے ہین۔ چنانچہ اسی خیال پر سلطان نے تھانیسر پر چڑہائی کی۔ بقول تاریخ یمینی کے شام تک خوب لڑائی ہوئی۔ ہزارون ہندو مارے گئے۔ کشتون کا خون اس قدر بہا۔ کہ ندی کا پانی لال ہوگیا۔ کوئی اوسکو نہ پیتا تہا۔ بہت سے ہاتھی ہاتھ آئے۔ فرشتہ لکہتا ہے کہ جب سلطان نے تھانیسر کا ارادہ کیا۔ تو انندپال کو رسد کے لئے لکہا۔ انندپال نے رسد کا انتظام کر دیا۔ مگر اپنے بھائی کو دو ہزار سوار کیساتھ سلطان کی خدمت مین بھیجکر یہ معروضہ کرایا۔ کہ تھانیسر ہمارا معبد ہے۔ اگر خراج و محصول مدنظر عالی ہو تو پچاس ہاتھی سالانہ نذر دیا کرون گا۔ سلطان نے جواب دیا کہ بت پرستی کی بیخ کنی کرنا اور شرع اسلام کا رواج دینا ہمارا کام ہے۔ جب دلّی کے راجہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے سلطان کے روکنے کی تدبیرین شروع کین۔ مگر راجہ اپنے تدبیرون مین رہا۔ اور سلطان تھانیسر داخل ہوکر خوب دل کہولکر اوسکو لوٹا۔ بتون کو توڑا۔ سب سے بڑے بت جگ توم کو غزنین بہیجا۔ کہ وہان پیرون کے تلے روندا جائے۔ غنیمت بیحساب ہاتھ آئی۔ ایک یاقوت جس کا وزن ساٹھہ تولہ تہا۔ حاصل ہوا۔

مہم یازدہم۔ ۴۰۶ھ مین سلطان نے کشمیر کا ارادہ کرکے قلعہ لوہ کوٹ تک آیا۔ چونکہ یہ قلعہ مستحکم تہا۔ اس لئے محاصرہ طول کہینچا۔ اور کشمیر کے راجہ کو کمک بہی پہونچ گئی۔ برف بہی شدت سے پڑنے لگی۔ ناچار سلطان نے محاصرہ چہوڑکر غزنین کی راہ لی۔ اس سفر مین سلطان کا لشکر ایسے مقام پر آب مین پہونچا۔ کہ جہان پانی کے سوا کچہہ نظر نہ آتا تہا۔ چنانچہ بہت کچہہ فوج ڈوب کر ہلاک ہوئی۔ یہ پہلی دفعہ تہی کہ لشکر اسلام کو اس قدر صدمہ پہونچا۔ اور کوئی مقصد حاصل نہوا۔

مہم دوازدہم۔ پنجاب تو مدتون سے اہل اسلام کے قدم کا رمنا تہا۔ اب سلطان نے وسط ہند کا دروازہ اہل اسلام کے لئے کہولنا چاہا۔ اور ایک لاکہہ سوار اور بیس ہزار پیادے لیکر اولاً کشمیر آیا۔ اور جہلم۔

راجدھی۔ بیاس۔ ستلج کو عبور کرتا ہوا رجب ۹۰۰ھ کو جمنا پار اُترا۔ راستہ مین برن کا قلعہ ملا۔ وہان کا راجہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر دس ہزار آدمیون کے ساتھہ مشرف باسلام ہوا۔ یہان سے قلعۂ مہابن پر لشکر کشی کی۔ وہان کا راجہ کل چند روز تک لڑتا رہا۔ تقریباً پچاس ہزار ہندو اس لڑائی مین مارے گئے۔ آخر راجہ نے بھی خنجر سے پہلے اپنی بی بی کو مار کر خود بھی مارلیا۔ سلطان کو ایک سو اٹھاون ہاتھی اور بہت سی غنیمت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد متہرا پہونچا۔ یہان ہزارون بتخانے تھے۔ ان مین ایک مندر نہایت عظیم الشان تھا۔ جسمین پانچ سونیکے بت (جنکا طول پانچ گز تھا) ہوا مین معلق لٹک رہے تھے۔ ان بتون مین سے ایک کی آنکھہ مین یاقوت جڑے تھے۔ ہر ایک یاقوت کی قیمت پچاس ہزار دینار سے کم نہ ہوگی۔ چنانچہ ان بتون کا کل سونا اٹھانوے ہزار تین سو مثقال تھا۔ ان کے علاوہ چاندی کے دو سو بت تھے۔ سلطان نے ان سبکو توڑکر ہاتھیون اور اونٹون پر بار کرلیا۔ اور باقی بتخانے جلا دئے گئے۔ پھر وہان سے قنوج کیطرف کوچ کیا۔ جب قنوج کی فصیلون مین سلطان داخل ہوا تو اوسمین سات قلعے جدا جدا بنے ہوے تھے۔ اور اوسکے نیچے گنگا بہتی تھی۔ قنوج مین دس ہزار بت خانے تھے۔ جنکو ہندو کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا نے دو دو تین تین ہزار برس کے قبل انکو بنائے ہین۔ سلطان نے ایک ہی دن مین ساتون قلعے لے لئے۔ قنوج کے راجہ کنور رائے نے اپنے ہاتھہ رومال سے باندہ کر معہ عیال واطفال سلطان کی بارگاہ مین حاضر ہوا سلطان نے کمال درجہ اوس پر مہربانی فرمائی۔ اور تین روز تک اوسکا مہمان رہا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ اگر کوئی دشمن تمکو ستائے تو مین فوراً آکر مدد کرون گا۔ بعد ازان شہر مہنج (جسکے کھنڈیر کانپور سے جنوب مین دس میل کے فاصلہ پر پڑے ہین) کو فتح کرتا ہوا قلعۂ آسی یا اسونی[1] کیطرف متوجہ ہوا۔ یہان کا حاکم

---

[1] قلعہ اسونی گنگا کے گوشۂ شمال مشرق مین فتحپور سے دس میل پر ہے۔ یہ بہت پرانا شہر ہے۔ اسکو اسونی کمار کی جو سوج کا بیٹا تھا۔ بنایا تھا۔ اوس نے یہان پر بلدان کیا تھا۔ اور اس شہر کو اپنے نام پر بسایا تھا۔ ۱۲ مولف۔

چنڈیل بہر سلطان کی آمد دیکھکر بھاگ گیا۔ سلطان نے اوس کے پانچون قلعے منہدم کیے اور اکثر سپاہیون کو قتل و اسیر کرکے تمام مال لوٹ لیا۔ وہان سے قلعہ شروا پہونچا۔ یہان کا راجہ چندرائے ہندؤن مین بڑے رتبے کا راجہ تہا۔ لیکن بہیم پال کی نصیحت سے لڑائی تو نہ کی۔ مگر تمام مال و اسباب لیکر پہاڑون مین چلا گیا۔ آخر سلطان ۲۵ شعبان ۴۱۰ھ ۶ جنوری ۱۰۱۹ء کو چندرائے کے سر پہونچا۔ اور ہزارون ہندو مارے گئے۔ ایک ہاتھی جو راجہ کا مشہور تہا۔ وہ خود سلطان کیطرف چلا آیا۔ جس کا نام خداداد رکہا گیا۔ اس لڑائی مین تین ہزار درم کی غنیمت ہاتھ لگی۔ مگر قیدی اس کثرت سے ہاتھ آئے کہ دو سے لیکر دس درم تک ایک ایک قیدی فروخت ہوتا تہا۔ دور دور سے سوداگر خریدنے کو آئے۔ سارا ماورا النہر۔ عراق۔ خراسان۔ قیدیون سے بہر گیا۔ یہان سے ۴۱۲ھ مین کشمیر کا قصد کیا۔ کوہ لوٹ کا ایک مہینہ تک محاصرہ رہا۔ مگر قلعہ نہایت مستحکم تہا۔ اس لئے سلطان محاصرہ اوٹہا کر لاہور آیا۔ چونکہ جیپال کا پوتا ضعیف ہوگیا تہا۔ اور اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لی تہی۔ اس لئے سلطان شہر لاہور پر قابض ہوا۔ اور اپنے امرائے معتمدین سے ایک کو صوبہ پنجاب حوالہ کیا۔ اور اوس کے اضلاع مین عامل مقرر کئے۔ جب ان امور سے فراغت پایا تو غزنین کو مراجعت کی۔

مہم سیزدہم۔ کالنجر کے راجہ نندرائے نے قنوج کے راجہ کو سلطان محمود کی اطاعت کیوجہ سے دبانا شروع کیا۔ چونکہ سلطان نے قنوج کے راجہ سے امداد کا وعدہ کیا تہا۔ اس لئے فوراً کالنجر پر چڑہائی کی۔ مگر سلطان کے وہان پہونچنے تک کالنجر کے راجہ نے قنوج کے راجہ کا کام تمام کردیا۔ اور سلطان نے ہی وہان پہونچکر کالنجر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس لڑائی مین پانچسو ہاتھی غنیمت مین آئے۔ اور راجہ نندرائے جان بچاکر بہاگ گیا۔ اسکے بعد سلطان غزنین کو واپس ہوا۔

مہم چہاردہم۔ سنہ ۴۱۲ھ سنہ ۱۰۲۱ء مین سلطان کو خبر لگی کہ قیرات[1] اور ناردین کے آدمیون نے بغاوت

[1] قیرات کا شہر ہندوستان اور ترکستان کے درمیان واقع تہا۔ جہان کے باشندے شیر پرست تہے۔ اور اسوقت قیرات و ناردین وہ ملک ہے جسمین سوات اور باجور اور ایک حصہ کافرستان کا واقع ہے۔ ۱۲ مولف۔

اختیار کی ہے۔ ان دونون دیار کے باشندے بت پرست تھے۔ چنانچہ سلطان نے قنوج پر حملہ کرکے اوسکو فتح کیا۔ اور یہان کا حاکم معہ تمام شہر کے مشرف باسلام ہوا۔ اور نارون کی فتح کے لئے سلطان نے حاجب علی بن ارسلان یا صاحب علی بن ایلدر کو بھیجا۔ اوس نے نارون کو سرسواری فتح کرکے اوس مقام پر ایک قلعہ بنوایا۔ اور علی قدر بن سبکوتی کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔

مہم پانزدہم۔ سنہ ۴۱۳ھ سنہ ۱۰۲۲ء مین راجہ کالنجر کی تادیب کیواسطے سلطان نے لاہور سے قصد کیا۔ جب گوالیار پہونچا تو پہلے اوس کا محاصرہ کیا۔ چار روز کے بعد راجہ نے امان مانگی۔ اور ۳۵ ہاتھی نذرانہ بھیجے۔ پھر سلطان یہان سے سیدہا کالنجر روانہ ہوا۔ یہ قلعہ سارے ہندوستان مین استحکام و متانت کی باعث بینظیر ہے۔ چنانچہ جب اوس کا محاصرہ ہوا تو نندراے نے تین سو ہاتھی تحفہ بھیجکر امان چاہی۔ اور بہت سا جواہر اور زر نقد بھی پیش کش کیا۔ سلطان نے اوسکی درخواست منظور کرکے وہان سے غزنین کو مراجعت کی۔

اب محمود کا دل لوٹ مار کے حملون سے بھر گیا تھا۔ اور ایسی مہمون مین اوسکو مزہ نہ آتا تھا۔ قنوج کی فتح کے بعد جسقدر حملے اوس نے کئے۔ وہ سب بمجبوری تھے۔ سلطان کی توجہ اس بات پر تھی کہ بتون کو توڑکر بت شکن کہلاؤن۔ چنانچہ اب اوس نے سومنات کا ارادہ کیا۔

مہم شانزدہم۔ سومنات کا حملہ اہل اسلام کا ایک مشہور حملہ ہے۔ اب تو ہندوستان کے لوگ سومنات کا مقام بھی نہین جانتے۔ لیکن وہ اوسوقت بڑے تیرتھون مین گنا جاتا تھا۔ گرہن کے دن لاکھون آدمی دور دور سے یہان آتے تھے۔ مقام اس مندر کا وہان ہے۔ جہان اب جزیرہ نما گجرات مین بہاونگر ہے۔ وہ مہادیو کا مندر تھا۔ جس مکان مین سومنات تھا۔ وہان باہر کی روشنی نہ آتی تھی۔ جواہر اعلا لباس جو در و دیوار مین جھڑے اور جڑاؤ قندیلون مین لگے ہوے تھے۔ اونکی جوت اور جگمگاہٹ سے دن رات وہان برابر تھے۔ جہین ستون مرصع جواہرات کے لگے ہوئے تھے۔ دو سو من سونے کی

زنجیر لٹکتی تہی۔ مصارف کے واسطے دو ہزار گانون معاف تھے۔ دو ہزار پنڈے محافظت کے لئے متعین تھے۔ دروازے کے سامنے سومنات کھڑا تہا۔ پورا پانچ گز لمبا تہا۔ دو گز زمین کے اندر اور تین گز باہر تہا گنگا اگرچہ چھ سو کوس پر ہے۔ مگر روز تازہ گنگا جل سومنات کے اشنان کے لئے آتا تہا۔ پانچ سو گاین تین سو گوئے پوجا کیوقت بھجن گاتے اور ناچتے تھے۔ اس مندر مین اس قدر دولت تہی۔ کہ کسی راجہ کے خزانہ مین نہوگی۔ جب اس مہم سومنات کی تجویزین غزنین مین ہونے لگین تو ہزارون مسلمان ترکستان اور اور ملکون سے حرارت مذہبی کے جوش مین بلا تنخواہ و ماہوار کے صرف غنیمت کی امید مین سلطان کے ہمراہ ہوگئے۔ چنانچہ ماہ ستمبر ۱۰۲۴ء سنہ ۴۱۵ھ مین یہ فوج غزنین سے روانہ ہوئی۔ اکتوبر مین ملتان پہونچی۔ اب یہان سے جنگل ہی جنگل تہا۔ تیس ہزار اونٹون پر پانی غلہ زر لاد اگیا۔ اور ہر سپاہی کو تاکید تہی کہ اپنے کہانے پینے کا سامان ساتھہ رکھے۔ غرض یہ سب سامان درست کرکے ۳۵۰ میل لن ودق میدان کو طے کرکے سلطان اجمیر کے پاس پہونچا۔ جب اجمیر کے راجہ کو خبر ہوئی تو دار الخلافہ چھوڑ کر بہاگا۔ اسکے بعد تارا گڈہ کا قلعہ نظر آیا۔ مگر محمود نے اوسکے محاصرہ کو بیسود جانا۔ اپنا سیدہا سفر منزل بمنزل طے کرنا شروع کیا۔ راہ مین جو اور قلعے پڑے۔ انکو ٹھکراتا ہوا چلا گیا۔ یہان سے گجرات کے مشہور شہر انہل واڑہ مین پہونچا۔ یہان کا راجہ بہی فرار پر کمر باندہا۔ مگر سلطان کیطرح کا مزاحم نہوا۔ سیدہا سومنات کے دہن مین چلا۔ آخر سومنات پہونچا۔ کئی روز تک لڑائیان ہوئین۔ پانچہزار ہندو قتل ہوے۔ اور بہت سے کشتیون مین بیٹھکر گنگا بہا گئے کا ارادہ کیا۔ مگر تعاقب کیوجہ سے کچہہ مارے گئے۔ اور کچہہ ڈوب مرے بعد اس فتح کے محمود مندر کے اندر داخل ہوا۔ اور سومنات کی ناک تبر سے اوڑا دی۔ اور توڑنیکا حکم دیا۔ پجاری پاؤن پر گر کر عرض کئے۔ کہ اس کے عوض جس قدر روپیہ فرمائیے۔ ہم نذر کرتے ہین سلطان نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بت فروش نام پانے سے بت شکن نام پانا بہتر ہے۔ چنانچہ اسکے بعد بت توڑا گیا۔ اسکے پیٹ مین سے اسقدر ہیرے موتی۔ جواہرات۔ بیش بہا نکلے۔ کہ اوس

نذرانہ کی اسکے آگے کچھہ اصل نہ تھی۔ اوس بت کے دو ٹکڑے مدینہ بھجوایا۔ اور دو غزنین روانہ کیا۔ جنمین سے ایک جامع مسجد مین اور ایک دیوان عام کے دروازے پر ڈالدیا۔ کہتے ہین کہ اس مہم مین کم از کم دس کروڑ روپیہ کا مال ہاتھہ آیا۔ انہل واڑہ کا راجہ پرم دیو گندابہ کے قلعہ مین پناہ گیر ہوا۔ یہ قلعہ سمندر مین تھا۔ جب سمندر کا پانی اُترتا تو اوس تک رسائی ہوتی۔ محمود نے قلعہ فتح کیا مگر راجہ ہاتھہ نہ آیا۔ ان فتوحات کے بعد انہل واڑہ مین سلطان نے تمام برسات کاٹی۔ اور اس ملک کی شادابی اور دل آرائی دیکھکر ارادہ کیا۔ کہ غزنین مسعود کو دیدیکے۔ اور اپنا یہان جداوار الخلافہ بنائے۔ اور سلطنت کو چھوڑ جائے۔ یہان رہنے سے اوسکا ارادہ تھا کہ لنکا اور چیکو کو فتح کرے۔ مگر مشیرون نے اسکے خلاف رائے دی۔ اور کہا کہ خراسان کو چھوڑنا اور گجرات کو دار السلطنت بنانا مصلحت ملکی نہین ہے۔ آخر سلطان بھی مراجعت پر راضی ہوگیا۔ اور کہا کہ یہان پر کسی کو حاکم کرنا چاہئے۔ مقربون نے عرض کیا کہ یہین کے کسی شخص کو حاکم کرنا چاہیئے۔ چنانچہ سومنات والون نے ایک مرتاض والشلیم نام کو پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ اس لائق ہے۔ بعضون نے اس سے اختلاف کیا۔ اور کہا کہ ایک اور والشلیم نہایت عاقل و دانا موجود ہے۔ جو اس مرتاض سے بہتر ہے اوسکو حاکم کیا جائے۔ لیکن سلطان نے اس مرتاض کو حاکم بنایا۔ مرتاض نے کہا کہ دوسرے والشلیم کو میرے سپرد کیجے۔ ورنہ وہ تباہی لائیگا۔ سلطان نے دوسرے والشلیم کو گرفتار کرکے اوسکے حوالے کرنا چاہا۔ مگر مرتاض نے کہا کہ بالفعل آپ ہی ساتھہ لیجائیے۔ جب مین مانگون تو حوالے کیجئے۔ خدا کی قدرت جب یہ والشلیم غزنین سے گجرات آیا تو مرتاض اندھا ہوگیا تھا۔ اسلئے وہی قیدی والشلیم گجرات کا راجہ ہوا۔ اور جو گہر کہ اسکے قید کرنیکے لئے بنایا تھا۔ اوسمین یہ مرتاض قید ہوا۔ سچ ہے چاہ کن را چاہ در پیش۔

اب جیسا اس ملک مین آنا سلطان کے لئے دشوار تھا۔ ویسا ہی واپس جانا بھی سخت مشکل تھا۔ اس لئے سلطان اوس راہ سے نہ گیا۔ جس راہ سے کہ آیا تھا۔ بلکہ بیابان اور ریگستان سندھ کی راہ اختیار کی اور ملتان جانیکا قصد کیا۔ راہبر ساتھہ لیا۔ مگر رہبر نے دھوکا دیکر ایک لق و دق بے آب جنگل مین پہونچایا جسکے

باعث بہت آدمی ہلاک ہوے۔ آخر ملتان کی راہ سے غزنین پہونچا۔

تاریخ فرشتہ مین سومنات کے توڑنے کا حال جو لکھا ہوا ہے اوجسکو کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے وہ ایک کہانی بے اصل گھڑی ہوئی ہے۔ گرد لچسپ ہونے سے بیان کی گئی۔ ابوریحان بیرونی نے لکھا ہے کہ سومنات لنگ کی شکل مین تہا۔ اور لنگ کو پیٹ نہین ہوتا۔ جو اوس مین جواہر بھرے جائین۔ ہندوستان مین بارہ مندر لنگ کے ہین۔ انمین سے ایک سومنات بہی تہا۔ انگریزی مورخون نے ایک اور بے اصل کہانی گھڑی ہے کہ سومنات کا صندلی دروازہ محمود نے غزنین لیگیا تہا۔ جسکو سرکار انگریزی نے ۱۸۴۲ء مین غزنین سے ممالک شمالی مین لائی۔ اور اوسکو فتح کا نشان بنایا۔ یہ سب بے اصل ہے۔ جب سلطان نے سومنات فتح کیا تو خلیفہ القادر باللہ عباسی نے سلطان کو خراسان ہندوستان۔ نیمروز خوارزم کا والا بہیجا۔ اور کہف الدولہ والاسلام خطاب عطا کیا۔ اور سلطان کے بیٹے مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملتہ اور دوسرے بیٹے امیر محمد کو جلال الدولہ جلال الملتہ اور اوس کے بہائی امیر یوسف کو عضد الدولہ مؤید الملتہ کے خطابات سے سرفرازی بخشی۔ اور یہ بہی اجازت دی کہ جسکو چاہو اپنا ولیعہد بناؤ۔

۱۷ ہم ہفدہم۔ بعدان تکالیف کے بہی سلطان کو چین نصیب نہوا۔ اور ایک فعہ ہندوستان مین جاٹون کی سرکوبی کے لئے آنا پڑا۔ کیونکہ سومنات کی واپسی کے وقت ان جاٹون نے سلطان کو بہت تکلیف دی تھی۔ چنانچہ سلطان نے چودہ سو کشتیون کا ایک بیڑہ بنوا کر ملتان کے راستہ سے جاٹون پر حملہ کیا۔ اور اون پر فتحیابی حاصل کی۔ اسکے بعد غزنین واپس آیا۔

۱۸ ہم ہیجدہم۔ اسمین سلطان نے ابوالحرب ارسلان کو امیر طوس مقرر کیا۔ اور سلجوقیون کے استیصال کے واسطے لکہا۔ لیکن ابوالحرب کو اوسمین ناکامیابی ہوئی۔ جس سے سلطان کو لکہا کہ خود تشریف لاکر انتظام فرمائے تو مناسب ہے۔ یہان سے مین مجدالدولہ بن فخرالدولہ کی صغرسنی کے باعث اوسکی مان سیدہ سلطنت کرتی تہی۔ سلطان نے اوسکو لکہا کہ خطبہ اور سکہ میرے نام کا جاری کر۔ ورنہ لڑائی

کے لئے تیار رہ۔ سیدہ نے جواب دیا کہ سلطان اگر مجھ بیوہ پر فتح پائے تو کچھ نام نہیں اور شکست کہائے تو موجب بدنامی ہے۔ اس جواب سے سلطان چندے توقف کیا۔ جب وہ مرگئی تو سنہ ۴۲۰ھ مین عراق کو روانہ ہوا جب ماژندران پہونچا تو شمس المعالی قابوس نے بہت سے تحائف نذر گذرانے۔ وہان سے سلطان نے رے کی طرف کوچ کیا۔ مجد الدولہ معہ اپنے بیٹے ابو دلف کے گرفتار ہوا۔ اور غزنین بہیجا گیا۔ سلطان نے اوسکے تمام ملازمون کو جو فرقہ باطنیہ سے تھے دار پر کہینچا۔ اور فرقہ معتزلہ کے کوچے کاٹ کر خراسان بہیجدیا۔ مجد الدولہ کے کتب خانہ مین کتابین بہت تھین۔ ان مین سے جن کتابون مین اقوال اہل اعتزال اور علما کے تہے اونکو جلادیا۔ باقی کتابون کو خراسان بہیجا۔ اور سلطان مسعود کو رے اور اسپاہان سپرد کیا۔ اور ایران فتح کرکے غزنین آیا۔

پچیس برس کے عرصہ مین سلطان نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے۔ ان سب کا نتیجہ یہ تہا۔ کہ پنجاب کے مغربی اضلاع دولت غزنویہ کے تابع ہوگئے۔ قنوج اور گجرات مین سلطان کے تاخت وتاراج کی یاد باقی رہی۔ سلطان نے ہندوستان پر مستقل سلطنت کرنیکا قصد نہین کیا۔ اوسکا مقصود فرمانروائی کرنے سے زیادہ بت شکنی اور دولت گھسیٹنی تہی۔ اور اوس کے جاہ وجلال کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ تمام اہل عرب اور ایرانی۔ اور ترکی سلطان کی اطاعت پوری پوری کرتے تہے۔

سلطان محمود دو سال سے آہسال یا سوراقضیہ مین مبتلا تہا۔ مگر اس مرض کی حالت مین وہ سارے کام کرتا تہا۔ آخر مرض نے زور پکڑا۔ اور ۲۳ ربیع الاول سنہ ۴۲۱ھ م ۹ اپریل سنہ ۱۰۳۰ء مین ۶۵ برس حکمرانی کرکے ۶۳ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ کہتے ہین کہ دو دن مرنے سے پہلے حکم دیا۔ کہ سارے جواہر خانے دولت وخزانے باہر لاکر سجاؤ۔ چنانچہ اسکی تعمیل ہوئی۔ اور سلطان پالکی مین بیٹھکر وہان آیا۔ اور تمام چیزون کو دیکھکر سرد آہین بہرتا تہا۔ اور روتا تہا۔ بعدازان حکم دیا کہ ان سب کو لیجاؤ۔ پہر اصطبل کے گہوڑے اور اونٹ وغیرہ دیکہے۔ اُن کو بہی دیکھکر رویا اور یہ قطعہ پڑہا۔ قطعہ۔

زبیم تیغ جہانگیر و گرز قلعہ کشائے	جہان مسخر من شد چو من مسخر رائے
گہے بعزو بدولت ہمی نشستم شاد	گہے زحرص ہمی رفتمے زجائے بجائے
بسے تفاخر کردم کہ من کسے ہستم	کنون برابر بینم ہمی امیر و گدائے
ہزار قلعہ کشادم بیک اشارت دست	بسے مصاف شکستم بیک فشردن پائے
چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت	بقا بقائے خدا لیست و ملک ملک خدائے

اب یہان پر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ فردوسی اور ایاز کے بھی کسیقدر حالات لکھدئے جائین۔ جو سلطان محمود کے عہد کا ایک اہم اور دلچسپ حصہ ہے۔ کہتے ہین کہ آخر عمر مین سلطان کو خبر ہوئی کہ ایک شخص نشاپور مین دولت بیشمار رکھتا ہے۔ فوراً حاضری کا حکم دیا۔ اور کہا کہ مجھے خبر لگی ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ مین کچھ بھی نہین ہون۔ البتہ دولتمند ہون۔ سب مال لے لیجئے۔ اور مجھے بدنام نکیجئے۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ سلطان نے اوسکا مال لیکر اوسکے ایماندار ہونیکا فرمان لکھدیا۔

عراق کی فتح کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تہا۔ کہ وہان ایک قافلہ سوداگرون کا لٹ گیا۔ ایک عورت سلطان کے پاس فریادی آئی کہ چورون نے میرے بیٹے کو مار ڈالا۔ اور سب اسباب غارت کیا۔ محمود نے فرمایا۔ ملک دور و دراز کا انتظام سخت مشکل ہے۔ عورت نے کہا کہ جب تجھہ سے دور کے ملکون کا انتظام نہین ہوسکتا تو پھر کیون ملکون کو فتح کرتا ہے۔ کیونکہ حفاظت و حراست کی جوابدہی تیرے ذمہ ہے۔ اس کلام سے محمود نادم ہوا۔ اور عورت کو انعام وغیرہ سے راضی کیا۔ اور آیندہ کے لئے ایسا انتظام کیا۔ کہ قافلا کا لٹنا موقوف ہوا۔

گو سلطان محمود کا مزاج سپاہیانہ تہا۔ مگر علوم و فنون و علم ادب کا بڑا شوق تہا۔ اور سب کامون مین کفایت شعار تہا۔ لیکن ہنر پروری اور علم کی قدرشناسی مین دریادل تہا۔ ایک عظیم الشان دارالعلوم بناکر اوس مین بڑا کتب خانہ جمع کیا تہا۔ عالمون کے وظیفون اور پنشنون مین ایک لاکھہ روپیہ سالانہ

صرف ہوتا تہا۔ اوسکی قدردانی اور جوہر شناسی نے چارون طرف سے اہل کمالون کو لاکر غزنین کے دربار مین جمع کردیا تہا۔ چنانچہ عصائر رازی اُستاد رشیدی طوسی۔ مینوچہر۔ بلخی۔ فردوسی۔ حکیم عنصری۔ عسجدی۔ فرخی۔ دقیقی۔ جیسے نامور شعراء اوس کے دربار مین موجود تھے۔ سوا ان شاعرون کے چار سو اور شاعر بہی ملازم تھے۔ فردوسی[۱] کل شعرا کا سرآمد تہا۔

نیرد جرد آخر ساسانی شہریار ایران نے ایران کے تمام بادشاہون کے حالات کیومرث کے زمانہ سے لیکر خسرو پرویز کی تخت نشینی تک بڑی تحقیق و تلاش سے یکجا جمع کئے تھے۔ جسکا نام پاستان نامہ تہا۔ جب اہل اسلام سلطنت ایران کے فرمانروا ہوے تو یہ کتاب نیرد جرد کے کتابخانہ مین اونکے ہاتہہ آئی۔ جب خراسان مین آل یعقوب کے ہاتہہ یہ پاستان نامہ آیا تو ابو منصور عبد الرزاق بن عبد اللہ فرخ معتمد الملک کو یعقوب بن لیث نے حکم دیا۔ کہ خسرو پرویز سے شہریار نیرد جرد کے مرنے تک واقعات جو واقع ہوے ہین۔ وہ لکہکر پاستان نامہ مین اضافہ کئے جائین۔ اس حکم کے موافق ۳۴۶ھ مین یہ کتاب مرتب ہوگئی اور اوسکی نقلین خراسان اور عراق مین پہیلین۔ آل سامان کو جب یہ کتاب ہاتہہ لگی تو اُنہون نے دقیقی شاعر کو حکم دیا۔ کہ اسکو نظم کرے۔ اوس نے دو ہزار شعر لکہا تہا۔ کہ کسی غلام نے اوسکو مار ڈالا۔ جب دولت آل سامان کا زوال آیا اور سلطان محمود کا اقبال چمکا تو اوس نے آل سامان کی تقلید کی۔ اور پاستان نامہ کو نظم کرنا چاہا۔ فردوسی نے دقیقی کے نسبت یہ اشعار لکہے ہین۔ اشعار۔

یکایک از و بخت برگشتہ شد — بدست یکے بندہ برکشتہ شد
زگشتاسب ارجاسب بیتے ہزار — بگفت و سرآمد بر و روزگار

---

[۱] فردوسی شاداب ضلع طوس مین پیدا ہوا تہا۔ حاکم طوس نے ایک باغ بنایا تہا۔ اسکا نام فردوس کہا تہا۔ فردوسی کا باپ مولانا فخر الدین اوسکی باغبانی کرتا تہا۔ اس مناسبت سے وہ اشعار مین اپنا تخلص فردوسی کرتا تہا۔ ۱۲ مولف۔

ادہر فردوسی کو یہ آرزو ہوئی کہ مین اس کتاب کو نظم کرون۔ مگر باستان نامہ اس کے پاس موجود نہ تھا جب ایک دوست نے باستان نامہ لادیا تو ابو منصور محمد امیر طوس نے فردوسی کو یہ نصیحت کی کہ جب یہ کتاب تمام ہو تو کسی بادشاہ کے نذر کرنا۔ چونکہ تمام ملکون مین مشہور تہا۔ کہ سلطان محمود شاعرون کا قدردان ہے۔ اس لئے فردوسی غزنین آیا۔ سلطان نے جملہ شعرائے دربار سے اسکے نظم کی فرمایش کی۔ مگر سب کی نظمون مین فردوسی کی نظم فائق معلوم ہوئی۔ سلطان نے فردوسی کو حکم دیا۔ کہ تو بہی باستان نامہ کو نظم کر۔ اور یہ بہی کہا۔ کہ ہر ہزار اشعار پر ہزار دینار طلا دون گا۔ فردوسی نے جب ایکہزار اشعار لکہے تو سلطان نے اپنے وزیر خواجہ احمد بن حسن میمندی کے ہاتہہ ہزار دینار بہیجے۔ مگر فردوسی نے کہا کہ مین اس کو ایکدم لون گا۔ اور اس رقم سے طوس کی ندی کی بند آب بناؤن گا۔

جب فردوسی شاہنامہ ختم کرچکا تو سلطان نے اپنے وعدہ کو وفا کرنا چاہا۔ مگر خواجہ احمد بن حسن میمندی وزیر نے (جو فردوسی سے دشمنی رکہتا تہا) عرض کی کہ اس بہاری صلہ سے فردوسی کو شادی مرگ ہوجائے گی غرض سلطان کو بہکا کر ساٹہہ ہزار مثقال نقرہ ایاز کے ہاتہہ اوسکے پاس بہیجا گیا اسوقت فردوسی حمام مین تہا۔ جب ایاز نے صلہ پیش کیا تو بہت غمگین ہوا۔ اور کہا کہ سلطان نے اپنا وعدہ وفا نہین کیا۔ ایاز نے وزیر کی نیش زنی کا واقعہ سنایا۔ فردوسی نے بیس ہزار مثقال حمامی کو اور بیس ہزار ایاز کو اور بیس ہزار قصاعی کو دیدئے۔ اور ایک پیالہ شربت کا پیا۔ اور ایاز سے کہا کہ سلطان سے عرض کردو کہ مین نے جو بیج اس کام مین اوٹہایا۔ وہ ان مثقال نقرہ کے لئے نہ تہا۔ جب ایاز نے سلطان سے کہا تو سلطان وزیر پر غصہ ہوا۔ وزیر نے عرض کی کہ بادشاہ کا صلہ ایک درم سے ہزار درم تک برابر ہے۔ مگر فردوسی نے جو اوس صلہ کو حقارت کی نظر سے دیکہا ہے۔ سخت گستاخی کی ہے۔ علاوہ برین فردوسی کا مذہب قرمطی اور معتزلی ہونے کے باعث لایق کشتنی و گردن زدنی ہے۔ سلطان بہی وزیر کے بہڑکانے سے سخت مشتعل ہوگیا تہا۔ مگر فردوسی کو جب خبر ہوئی تو اوس نے صبح کو حاضر ہوکر سلطان کے قدمون پر گرا۔ اور کہا کہ بندہ اون مین نہین ہے۔ بلکہ حاسدون نے مجہے ایسا بنایا ہے

اور اگر ہون بھی تو سلطان کی رعایا ہون۔ جیسا کہ دوسری رعایا گبر و جہود و ترسا سلطان کی رعایا ہونے کی وجہ سے مامون و مصئون ہین۔ اوسیطرح یہ بندہ بھی قتل سے معاف کیا جائے۔ چنانچہ یہ اشعار بھی فی البدیہہ پڑہا

چو در ملک سلطان کہ چون خفتہ ستود		سبے ہست ترسا و گبر و یہود۔	
گرفتند در ظل عدلش قرار		شدہ امین از گردش روزگار	
چہ باشد کہ سلطان گرو ہن شکوہ		رہی را شمارد یکے زان گروہ	

ان اشعار سے سلطان کا غصہ فرو ہوا اور قصور معاف کر دیا۔ پھر کیا تہا۔ فردوسی غزنین سے رخصت ہو گیا اور جاتے جاتے جامع مسجد کی دہلیان سلطان آکر بیٹھتا تہا۔ دیوار پر یہ اشعار لکہہ گیا۔ اشعار۔

خجستہ درگہہ محمود زابلی دریاست		چگونہ دریا کہ آنرا کرانہ پیدا نیست	
چہ غوطہا زدم واندر ندیدم در		گناہ بخت من است این گناہ دریا نیست	

جب محمود نے یہ اشعار دیکہا اور فردوسی کی احباب نے سفارش کی تو حکم دیا۔ کہ ساٹہہ ہزار دینار طلا سہ خلعت شاہی فردوسی کے پاس بہیجدینا چاہئے۔ عجب اتفاق کی بات ہو کہ طوس کی ایک دروازہ سے یہ صلہ آیا۔ اور دوسرے دروازہ سے فردوسی کا جنازہ جاتا تہا۔ کہتے ہین کہ اس صلہ کی رقم سے سلطان نے طوس کی ندی کا آب بند تعمیر کرا دیا جسکو ناصر خسرو نے اپنے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ جب مین طوس گیا تو ایک بڑا بند تعمیر دیکہی جسکو لوگ کہتے تہے کہ یہ باط صلۂ فردوسی سے بنی ہے۔

فردوسی نے سلطان کی ہجو مین ایک مثنوی بہی لکہی ہے۔ جسکے متعلق مورخون کے مختلف خیالات ہین سلطان محمود کے اگرچہ کئے ہزار غلام تہے۔ لیکن ان مین ایاز ممتاز تہا۔ کہتے ہین کہ ایاز والی کشمیر کا بیٹا تہا۔ باپ کے ساتہہ شکار مین گیا تہا۔ چوروں نے قابو پاکر پکڑ لیا۔ اور بدخشان لے گئے۔ اور ایک سوداگر کے ہاتہہ بیچا۔ سوداگر نے عمدہ طور پر تعلیم و تربیت کی اور غزنین لاکر سلطان کے ہاتہہ بیچا۔ ایاز حسن و جمال ظاہری کے علاوہ اخلاق پسندیدہ و صفات حمیدہ مین بہی فرد یکتا تہا۔ اور اسی کی باعث رفتہ رفتہ عروج و تقرب سلطانی حاصل کیا کہ آخر تک محمود کیساتہہ ایاز کا نام ضرب المثل ہو گیا ہے۔ چنانچہ لامارٹین نے ایاز و محمود کے نسبت ایک داستان بڑی رنگین لکہی ہے۔

جلال الملۃ جلال الدولہ امیر محمدؒ بن سلطان محمود غزنوی

سلطان محمود کے تین بیٹے تھے۔ امیر مسعود۔ امیر محمدؒ۔ امیر عبدالرشید۔ امیر مسعود اور امیر محمدؒ۔ دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے تھے۔ لیکن مسعود چند گھنٹے کا محمدؒ سے بڑا تھا۔ سلطان محمود نے بوجہ لیاقت و ہوشیاری ۴۱۸ھ مین امیر مسعود کو اپنا ولیعہد کیا تھا۔ اور امیر مسعود باپ کے ساتھ ہمیشہ جنگ و جدل مین رہتا تھا۔ لیکن بعض ناعاقبت اندیشون نے امیر مسعود کی طرف سے سلطان کے دل مین ایسی بدی ڈالدی۔ کہ تھوڑی ہی مدت کے بعد سلطان نے امیر محمدؒ کو ولیعہد کردیا۔ اور حکم دیا کہ امیر محمدؒ کا نام اور لقب امیر مسعود کے نام اور لقب پر مقدم کیا جائے۔ سلطان کی اس کارروائی سے اکثر امرائے دربار کو رنج ہوا۔ بلکہ بعض معتمد ملازمون نے مسعود سے کہا کہ سلطان آپ سے روز بروز زیادہ بدگمان ہوتا جاتا ہے۔ اگر حکم ہو تو ہم اس قصہ کو پاک کردیتے ہین۔ مسعود نے کہا کہ استغفراللہ مین اور یہ کام۔ مجھے تو اسکا خیال بھی حرام ہے۔

جب سلطان محمود کا انتقال ہوا تو امیر مسعود صفاہان مین جہان سات سو فرسنگ غزنین سے دور تھا۔ اور امیر محمدؒ کوزکانان مین رہتا تھا۔ جب سلطان کو باغ پیروزہ مین دفن کیا گیا تو حاجب بزرگ امیر علی قریب نے امیر محمدؒ کو زکانان سے بلاکر سلطان محمود کی وصیت کے موافق تخت پر بٹھا دیا۔ اور امیر مسعود نے باپ کے مرنے کی خبر سنکر تین روز تک ماتم کیا۔ اس کے بعد اپنے بھائی امیر محمدؒ کو یہ کہلا بھیجا۔ کہ ہم پشت و یک دل ہوکر موافقت کرلین۔ اور کل مخالفت کو بالکل دور کردین۔ تاکہ جہان مین ہمارا نام باقی رہے۔ چونکہ مین بڑا ہون۔ اس لئے خطبہ اور سکہ مین میرا نام اول رہے۔ مین عراق و روم کی سلطنت سنبھالتا ہون۔ اور تم غزنین و ہندوستان کو قبضہ مین رکھو۔ اگر ایسا کروگے تو بہت بچا رہوگے۔" امیر محمدؒ نے اسکا جواب اُسکے خلاف دیا۔ جس سے امیر مسعود نے صفاہان سے کوچ کرکے رے آیا۔ یہان پر امیر مسعود کو خلیفہ بغداد کا ایلچی ملا۔ جو بہت سے تحفہ تحائف اور لوا و منشور لایا تھا۔ خلیفہ کی اس سرفرازی پر امیر مسعود کو بہت خوشی ہوئی اور

اس منشور کی نقلین سب ممالک کے حکام کے پاس بھیجی گئین۔ پھر وہان سے ہرات آیا۔ اور یہان غزنین مین تمام امرا امیر محمدؒ سے بددل تھے۔ چنانچہ امیر یوسف وحاجب بزرگ علی۔ بوسہیل ہمدانی۔ وخواجہ علی میکائیل سرہنگ بوعلی کوتوال وغیرہ نے اکثر امرائے غزنین سے امیر مسعود کے پاس بدین مضمون بھیجے۔ کہ تسکین وقت کے لئے ہم نے امیر محمدؒ کو تخت نشین کیا تھا۔ تاکہ کوئی اضطراب پیدا نہو۔ اُس سے سلطنت کا کام نہین چلسکتا وہ شب و روز لہو ولعب مین مصروف ہے۔ چونکہ آپ ولیعہد ہین۔ اس لئے جلد آکر تخت پر بیٹھئے۔ امیر مسعود اس سے اور بھی قوی دل ہوا۔

ادہر امیر محمدؒ اول رمضان ۴۲۱ھ کو تکینا آباد آیا۔ اور رمضان کا سارا مہینا یہین رہا۔ عید کے روز اُس کے سر پر سے ٹوپی گر گئی۔ جسکو لوگ بڑی بدشگونی سمجھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ۳ شوال کی رات کو علی خویشاوند اور یوسف بن سبکتگین نے سازش کرکے امیر محمدؒ کو قید کردیا۔ اور خود امیر مسعود کیطرف روانہ ہوے۔ اور امیر مسعود ہرات سے نکلکر سیدہا تکینا آباد آیا۔ یہان امیر محمدؒ قلعۂ کوہ شیر مین حاجب بکتگین کی حراست مین معتقد تھا۔ چنانچہ امیر مسعود یہان آکر امیر محمدؒ کو قلعۂ مندیش کو بھیجدیا۔ اور آپ تکینا آباد سے پھر ہرات روانہ ہوا۔ وہان سے کوچ کرکے بلخ پہونچا۔ بعد ازان ۱۳ جمادی الاول ۴۲۲ھ کو غزنین کے طرف کوچ کیا۔ امیر محمدؒ کی سلطنت صرف پانچ مہینے رہی۔

جمال الملۃ شہاب الدولہ امیر مسعود بن سلطان محمود غزنوی۔

ماہ جمادی الآخر ۴۲۲ھ مین امیر مسعود غزنین داخل ہوکر تخت شاہی پر رونق افروز ہوا۔ لاکھون روپیہ خیرات و صدقہ مین دیا۔ اور اپنے بھائی امیر محمدؒ کو نابینا کرکے قلعۂ ولج مین قید کیا۔ اور خواجہ احمد بن حسن میمندی کو (جو سلطان محمود کے حکم سے قلعۂ کالنجر مین قید تھا) رہائی دیکر اپنا وزیر کیا۔ گو خواجہ نے اولاً وزارت سے انکار کیا۔ مگر مسعود کے اصرار سے آخر کو منظور کرلیا۔ اسکے بعد خواجہ حسنک میکائی (جو سلطان محمود کے آخری زمانہ کا وزیر تھا

اور سلطان محمود سے اکثر اوقات امیر مسعود کی چغلی کہایا کرتا تہا) کو قرمطی ہونیکا جرم لگا کر سنگسار کیا۔ اور علی اریارق (جو سلطان محمود کے زمانہ مین سپہ سالار تہا) کو قید کرکے غور بہیجدیا۔ اور سفتگین غازی کو بہی مکروحیلہ سے قید کرلیا۔ اور اپنے چچا یوسف بن سبکتگین کو بہی قلعہ درونہ کی ہوا ابتلائی۔ بہرحال امیر مسعود نے تخت غزنین پر قدم رکہتے ہی اکثر امرا و سلطان محمود و امیر محمدؒ سے (جو ایک زمانہ مین اوسکے خلاف تھے) اپنا دربار پاک وصاف کیا۔ چندروز تو امیر مسعود کو اپنے ہی امیرون کی سرکوبی کرنے مین گذرے۔ انہین ایام مین طغرل بیگ و جغربیگ (جو آل سلجوق[۵۱] سے تھے) جیحون عبور کرکے نسا پہونچے۔

۵۱۔ اسلامی تاریخ مین سلاجقہ کا عہد مسلمانون کے لئے نہایت عروج واقبال کا زمانہ تہا۔ اور اسی خاندان کے نمودار ہونے پر بغداد کی خلافت کا صرف نام ہی نام باقی رہگیا تہا۔ وہ وسیع اور عظیم الشان سلطنت جو بغداد کے ایک خلیفہ کے زیر حکم رہتی تہی۔ اسوقت کثیر التعداد خاندانون مین بٹ گئی تہی۔ اور انہین سلاجقہ کی قوت وزور کے باعث بعد مین اسلامی ایشیا افغانستان کی مغربی سرحد سے بحیرۂ روم تک پہر ایک بادشاہ کے قبضہ مین آگیا۔ جو اجزائے سلطنت بکہر گئے تہے وہ پہر ایک رشتہ مین منسلک ہوے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خاندان سلاجقہ کو تاریخ مین متہم بالشان رتبہ عطا کیا جاتا ہے۔ خاندان مذکور سلجوق بن یکاک ترکمان امیر کی نسل سے تہا۔ یہ خان ترکستان کی ملازمت ترک کرکے معہ اپنے قبیلے کے وادی کرغیز سے جند (بخارا) چلا گیا۔ جہان اس نے اور اسکی قوم نے خلوص قلب سے اسلام قبول کیا۔ سلجوق اور اس کی اولاد نے سامانیون۔ ایلک خان۔ اور محمود غزنوی کی لڑائیون مین حصہ لیا۔ اور خاندان سلاجقہ کے دو بہائیون طغرل بیگ۔ وجغربیگ نے رفتہ رفتہ اتنی طاقت پیدا کرلی۔ کہ وہ خراسان پر حملہ کرنے کے قابل ہوسکے غزنوی۔ افواج کو چندبار شکست دینے کے بعد وہ بعض بڑے بڑے شہرون پر متصرف ہوگئے۔ ۱۰۳۷ء ۴۲۹ھ مین مرو کی مساجد مین جغربیگ داؤد کا خطبہ نماز کے بعد شہنشاہ کے خطاب سے اور اوسکے بہائی طغرل بیگ کا خطبہ اسیطرح نیشاپور مین پڑہا گیا۔ بلخ۔ جرجان۔ خوارزم۔ اور طبرستان کا بہی بسرعت الحاق ہوگیا۔ اسکے بعد جبل ہمدان۔ دینا ور۔ حلوان۔ رے

اور وہان کے رعایا کو خوب لوٹا۔ امیر مسعود نے اونکے دفعیہ کے لئے بکتوزمی خان کو سپاہ جرار کے ساتھہ بھیجا۔ مگر اونہون نے اسکو شکست دی۔ اور اوسکے بعد سلطان مسعود کے تمام ممالک مین متفرق ہوکر غدر مچا دیا۔ پھر سلطان نے نسیاشی کو سپہ سالار مقرر کرکے ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ وہ بھی تین سال تک ان سے لڑتا رہا۔ مگر ہمیشہ ناکام رہا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ علی تگین کو سمرقند اور بخارا مین بڑا غلبہ ہوگیا ہے۔ چنانچہ اسکی گوشمالی کے لئے سلطان نے التونتاش کو ۴۲۳ھ مین روانہ کیا۔ اور غزنین سے پندرہ ہزار سوار اوسکی مدد کو اور روانہ کئے۔ التونتاش آب اموبہ عبور کرکے بخارا کو فتح کیا۔ اور وہان سے سمرقند آیا۔ یہان علی تگین سے لڑائی ہوئی۔ التونتاش مارا گیا۔ امرا نے صلح کرلی۔ ۴۲۴ھ مین خواجہ احمد بن حسن میمندی وزیر نے وفات پائی۔ سلطان نے اوس کی جگہہ ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد کو اپنا وزیر کیا۔ اس اثنا مین سلجوقی دریاے جیحون سے گذر کر نیشاپور مین آئے۔ اور سلطان مسعود نے ہند کے طرف جانیکا ارادہ کیا۔ اعیان سلطنت نے کہا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۱) اصفہان مفتوح ہوے۔ ۴۵۰ھ مین طغرل بیگ بغداد مین داخل ہوا۔ اور اس شہر خلافت مین بخطاب سلطان اسکے نام کا اعلان ہوا۔ ترکی اقوام کے جوق جوق سپاہ مین داخل ہونے سے ان کی طاقت درجہ کمال کو پہونچگئی تمام مغربی ایشیا سرحد افغانستان سے ایشیاے کوچک کی یونانی و فاطمیہ سلطنتون کی حدود تک کا ملک ۴۵۰ھ سے پیشتر ان کے حیطۂ اقتدار مین آگیا۔

طغرل بیگ الپ ارسلان اور ملک شاہ بذات واحد اس وسیع سلطنت پر حکمران رہے۔ لیکن موخر الذکر کے انتقال پر کیارق اور محمد دو بھائیون مین خانہ جنگیان شروع ہوگئین۔ اور خاندان سلاجقہ کی متعدد شاخون نے سلطنت کے مختلف حصون مین علحدہ علحدہ خود مختار حکومتین قایم کین۔ چنانچہ یہ تمام تفصیلی ذکر اور اون مختلف حصون کی خود مختار حکومتون کا حال آیندہ حسب موقع بیان کیا جائے گا۔ اب یہان صرف اس مختصر نوٹ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

کہ پہلے سلجوقیون کو ملک سے نکالئے تو پھر ہندوستان کا قصد کیجئے۔ مگر سلطان نے نہ مانا۔ اور ۱۹ ذی حجہ ۴۲۹ھ کو کابل کی راہ ہندوستان کو چلا۔ چنانچہ ۲۵ محرم کو دینار کوٹ پر دریائے جہلم کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ یہان چودہ روز تک بیماری سے فرش رہا۔ جب صحت ہوئی تو ۶ ربیع الاول کو قلعہ ہانسی پہونچا۔ اور اوسکو فتح کرکے قلعہ سونی پت کے طرف متوجہ ہوا۔ راجہ دیپال ہری جنگل مین بھاگ گیا۔ اور یہ قلعہ فتح ہوگیا۔ پھر وہان سے دیرہ رام گیا۔ رام نے نذرانہ دیکر صلح کرلی۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو غزنین کو مراجعت کی۔ یہان سلطان کی عدم موجودگی سے سلجوقی ترکمانون کی قوت بڑہ گئی تہی۔ اور مملکت مین شورہ وفساد برپا ہوگئے تھے۔

سلطان مسعود چندے غزنین مین ٹہر کر ۴۳۰ھ مین غزنین سے جرجان گیا۔ اور اکثر سرکشون کو سزا دی۔ پھر یہان سے بلخ۔ مرو۔ گورکان ہوتا ہوا دندانقان مین آیا۔ ۸ رمضان ۴۳۱ھ کو ترکمانون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے غزنین کی راہون کو بند کردیا۔ ناچار سلطان کو لڑنا پڑا۔ اس اثنا مین بڑے بڑے سردار غزنین کے ترکمانون سے جاملے۔ اور جو لشکر کہ سلطان کے ساتھہ تہا۔ اوس نے بہی دغا کی۔ آخر سلطان مسعود بہزار خرابی یکہ و تنہا غزنین کو بہاگا۔ اور یہان آکر اون سردارون کو جو لڑائی مین سے بہاگے تہے۔ ہندوستان کے قلعون مین مقید کیا۔ اب سلطان سلجوقیون کے ہاتہہ سے ایسا تنگ آگیا تہا۔ کہ اوس نے ارادہ کیا کہ ہندوستان سے فوج جمع کرکے لڑائی کیجائے۔ چنانچہ تمام خزانہ زر و درہم و جواہر و پارچہ اونٹون پر لادکر معہ عیال و اطفال ہندوستان کا عازم ہوا۔ وزیر نے بہت کچہہ فہمایش کی۔ اور ہندوستان کے عزم سے باز رکہنا چاہا۔ مگر سلطان نے ایک نہ مانی۔ اور سارے ملکون کا انتظام ارکان سلطنت کے سپرد کرکے لاہور کے جانب روانہ ہوگیا۔ خود دریائے سندہ سے اُتر آیا تہا۔ اور خزانے دریا کے پار تہے۔ کہ خاص غلامون کے امیر نوشتگین کی نیت بگڑی اور آپس مین اتفاق کرکے خزانون کو لوٹ لیا۔ اور اندہے امیر محمد کے پاس جاکر اوسکو تخت پر بٹہایا۔ ہرچند امیر محمد نے انکار کیا۔ مگر یہ کب ماننے والے تھے۔ آخر امیر محمد کو ماننا پڑا۔ یہ سب اوسکو ساتہہ لیکر دریائے سندہ عبور کئے۔ اور سلطان مسعود سے لڑنا شروع کیا۔ سلطان مسعود پریشان ہوکر رہتاس مارگلہ کو بہاگا

سپہون نے تعاقب کرکے گرفتار کیا۔ اور سلطان محمدؒ کے سامنے لائے۔ سلطان محمدؒ نے کہا کہ مین تیرے مارنے کا قصد نہین کرتا۔ جس جگہ تیرا جی رہنے کو چاہے بیان کر۔ تاکہ تجھکو اور تیرے اہل وعیال کو وہان بھیجدون۔ مسعود نے قلعہ کیری کو پسند کیا۔ محمدؒ نے اوسکو معہ متعلقین کے وہان بھیجدیا۔ اور ایک جماعت اوسکی حراست کے لئے متعین کردی۔ جب مسعود قلعہ کے طرف جاتا تہا تو اوس کے پاس ضروری خرچ کیلئے بہی روپیہ نہ تہا۔ بہائی سے طلب کرنے پر اس پست ہمت بہائی نے پانسو درم بھجوائے۔ ان درمون کو دیکھکر مسعود رونے لگا۔ اور کہا کہ کل میرے پاس تین ہزار خروار سربار خزانہ تہا۔ آج ایک درم کا مقدور نہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جو شخص کہ یہ درم لایا تہا۔ اوس نے ہزار درم اپنے پاس سے امیر مسعود کو دیئے۔

چونکہ امیر محمد اندہا تہا۔ اوس نے سلطنت کا کام اپنے پاس نرکہا۔ بلکہ وہ سب ۴۳۲ھ مین اپنے بیٹے احمد کے حوالہ کیا۔ لیکن احمد خود مخبوط الحواس تہا۔ چنانچہ اس مخبوط الحواسی کی وجہ ۴۳۳ھ مین سلیمان ولد یوسف بن سبکتگین اور پسر علی خویشاوند سے اتفاق کرکے بلا اطلاع اپنے باپ کے امیر مسعود کو تلوار سے مار ڈالا۔ بعض کہتے ہین کہ زندہ کنوئین مین ڈال کر مٹی بہروادی۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس پاگل نے باپ کو مجبور کرکے قتل کا حکم دلایا۔ سلطان مسعود نے دس سال سے کچہہ زیادہ سلطنت کی۔ امیر مسعود نہایت شجیع۔ سخی۔ کریم الاخلاق تہا۔

جب امیر مسعود مارا گیا تو امیر محمدؒ بہت رویا۔ اور جنہون نے مارا تہا۔ بہت لعنت وملامت کی۔

امیر مودود بن امیر مسعود کو جو باپ کے مرنے کے وقت بلخ مین تہا۔ جب یہ خبر معلوم ہوئی تو ارا کین سلطنت کے مشورہ سے بامیان مین تخت نشین ہوا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ مار یکلہ پر فوج کشی کرکے باپ کے خون کا عوض لے لیکن ابو نصر وزیر منع کرکے غزنین لایا۔ سارا شہر اوس کے استقبال کو گیا۔ غرض امیر مودود اچھی طرح سامان درست کرکے اپنے چچا امیر محمدؒ پر چڑہائی کی۔ دیپور مین مقابلہ ہوا۔ تمام دن لڑائی رہی دوسرے روز امیر مودود نے فتح پائی۔ امیر محمدؒ اور اوس کا بیٹا اور نوشتگین بلخی و پسر علی خویشاوند وسلیمان بن یوسف اسیر ہوکر قتل کئے گئے۔

ابو الفتح قطب الملتہ شہاب الدولہ امیر مودود بن سلطان مسعود

امیر مودود جب باپ کے قاتلون سے انتقام لے چکا تو اوس نے اس موضع پر جہان فتح ہوئی تھی۔ ایک رباط بنائی۔ اور قریہ آباد کرکے فتح آباد نام رکھا۔ اور وہان سے غزنین آکر تخت شاہی پر متمکن ہوا۔ اور منصب وزارت ابو نصر بن احمد کو دیا۔ اور ۴۳۳ھ مین ابو نصر کو معزول کرکے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا۔ اور ابو نصر کو سلطان محمد کے بیٹے نامی حاکم پشاور سے لڑنے کے لئے ہندوستان روانہ کیا۔ چنانچہ ابو نصر نے نامی کو قتل کرکے فتح پائی۔ امیر مودود کا چھوٹا بھائی مجدود اپنے باپ سلطان مسعود کے مرنے پر ملتان سے لاہور آیا۔ اور ایاز کی اعانت سے آب سند۔ تہانیسر۔ ہانسی۔ پر اپنا قبضہ کیا۔ جب سلطان مودود کو یہ خبر لگی تو مجدود کی تنبیہ کے لئے ایک لشکر جرار بھیجا۔ مگر یہ لشکر ابھی لاہور ہی نہ پہونچا تھا۔ کہ عید الضحیٰ کی صبح کو مجدود اپنے خیمہ مین مردہ پایا گیا۔ اس کے بعد ایاز نے بھی وفات پائی۔ اور مجدود کے مرنے سے ہند کا علاقہ مودود سے متعلق ہوگیا۔ اور ملوک ماوراء النہر نے بھی اطاعت قبول کی۔ مگر سلجوقیون سے باوجود اس کے کہ امیر مودود نے چغر بیگ کی بیٹی سے نکاح بھی کرلیا تھا۔ پہلی منازعت مین کوئی کمی نہوئی۔

جب سلطان مودود کو ملوک ہند نے دیکھا کہ وہ مغربی فتوحات مین مصروف ہے تو ۴۳۵ھ مین رائے دہلی اور دوسرے راجاؤن نے اتفاق کرکے ہانسی اور تہانیسر پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قلعۂ نگرکوٹ کو حاصل کرکے از سر نو بت پرستی شروع کردی۔ ادہر ملک پنجاب کے راجاؤن نے بھی سر نکالا۔ اور دس ہزار سپاہ لیکر لاہور کا محاصرہ کیا۔ مگر اتفاقاً لشکر ہنود مین کچھ ایسا اختلاف واقع ہوا۔ کہ محاصرہ چھوڑکر اپنے اپنے ملک کو واپس چلے۔ جب لشکر اسلام نے اونکی کم ہمتی ملاحظہ کی تو اون کا تعاقب کرکے خوب قافیہ تنگ کیا۔ اور جسقدر قلعے کہ اون کے قبض و تصرف مین تھے۔ وہ سب واپس لیکر امان دیا گیا۔ اس فتح عظیم کی خبر جب ملوک ہند کو پہونچی تو سب مطیع ہوگئے۔ مسلمان بہت سی غنیمت اور پانچہزار مسلمانون کو جو ہندؤن نے

قلعون مین قید کر رکھا تھا۔ ساتھہ لیکر لاہور آیے۔

سنہ ۴۳۴ھ مین امیر مودود نے لشکر مرتب کیا۔ اور سنہ ۴۳۵ھ مین ارتگین حاجب کے ساتھہ طخارستان بھیجا۔ ارتگین نے ترکمانون کو شکست دیکر شہر بلخ مین امیر مودود کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد جب ترکمانون نے بلخ پر حملہ کیا تو ارتگین نے خلیفہ سے مدد مانگی۔ جب خلیفہ نے منظور نہ کیا تو وہ غزنین واپس آیا۔ سلطان نے اس قصور مین اوسکو قتل کر ڈالا۔

بعد ازان طغرل حاجب کو لشکر بیشمار دیکر ترکمانون کی تنبیہ کے لئے بست روانہ کیا۔ چنانچہ طغرل نے اون کو شکست دی۔ اور سنہ ۴۳۸ھ مین علم بغاوت برپا کیا۔ سلطان نے اوس کی سرکوبی کے لئے علی بن خادم کو دس ہزار سوار کیساتھہ روانہ کیا۔ مگر طغرل بھاگ گیا۔ اور علی نے اوس کے لشکر کو غارت کیا۔ اور چند آدمیون کو پکڑ کر غزنین لایا۔

سنہ ۴۴۱ھ مین تمام ملوک ماوراء النہر اور بامیان نے امیر مودود سے عہد کیا۔ کہ ہم آپ کی اعانت کرکے ترکمانونکو خراسان سے نکال دینگے۔ جب امیر مودود اسی سال رجب کے مہینے مین غزنین سے لشکر فراوان لیکر روانہ ہوا تو اول ہی منزل مین درد قولنج پیدا ہوا۔ اور ایک ہفتہ کے بعد انتقال کیا۔ ۳۹ سال کی عمر تھی۔ اور نو سال سلطنت کی۔

ابو جعفر مسعود بن امیر مودود

جب سلطان مودود نے سفر آخرت کیا تو علی بن ربیع نے اوس کے بیٹے ابو جعفر مسعود کو (جسکی عمر چار سال تھی) تخت سلطنت پر بٹھایا۔ مگر باشتگین (جو امراے سلطان محمود سے تھا) نے اوس سے اتفاق نہ کیا۔ آخر آپس مین جنگ ہوئی۔ باشتگین غالب آیا۔ اور ابو جعفر مسعود کو تخت سے اوتار کر اوس کے چچا ابو الحسن کو تخت نشین کیا۔ ابو جعفر نے صرف پانچ روز سلطنت کی۔ اور علی بن ربیع

میرک وکیل کی امداد سے بہت کچھ زر و جواہر لیکر پشاور کو چلا گیا۔ اور وہان ملتان و سندہ پر قابض ہوا

امیر ابوالحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی

غرہ شعبان ۴۴۱ھ کو ابوالحسن علی تخت نشین ہوا۔ اور امیر مودود کی زوجہ (جو جعفر بیگ کی بیٹی تھی) سے نکاح کیا۔ اور اپنے بھائی ایزد شاہ و مردان شاہ کو (جو قلعہ نائی مین تھے) غزنین بلا کر معزز عہدون پر مامور کیا۔ اس اثنا مین عبدالرشید بن سلطان محمود نے ابوالحسن پر چڑھائی کی۔ اور ابوالحسن بھاگ گیا اور عبدالرشید[1] ۴۴۳ھ مین تخت نشین ہوا۔ ابوالحسن نے صرف دو سال سلطنت کی۔ جب ابوالحسن گرفتار ہو کر آیا تو عبدالرشید نے اوسکو قلعہ وندی مین قید کیا۔

زین الملۃ سلطان عبدالرشید بن سلطان محمود

جب عبدالرشید تخت نشین ہوا تو نوشتگین حاجب کو ہندوستان کا امیر الامرا بنا کر لشکر کثیر کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا۔ چنانچہ وہ وہان آ کر قلعہ نگرکوٹ کو فتح کیا۔ اس کے بعد امیر نے طغرل حاجب کو (جو سلطان مودود کا سالا تھا) سیستان بھیجا۔ طغرل نے سیستان پر قبضہ کر کے جب خوب قوت حاصل کی تو نمکحرامی پر کمر باندھی۔ اور غزنین کو لے لیا۔ اس کافر نعمت نے امیر عبدالرشید اور سلطان محمود کی اولاد (جنکی تعداد تو یاگیارہ تھی) کو قتل کیا۔ اور سلطان مسعود کی دختر سے نکاح کر کے تخت غزنین پر قدم رکھا۔ جب نوشتگین حاجب کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے امرا غزنین کو غیرت دلائی۔ اور طغرل کے مارنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ

---

[1] عبدالرشید کو اکثر مورخ سلطان مسعود کا بیٹا بتاتے ہین۔ مگر صحیح یہ ہی کہ سلطان محمود کا بیٹا ہی۔ جو سلطان مودود کے حکم سے قلعہ بست مین مقید تھا۔ عبدالرزاق بن احمد حسن میمندی کو قید سے نکال کر اپنے ساتھ لیا۔ اور لشکر کو مطیع کر کے غزنین پر چڑھائی کی۔ ۱۲ مولف

نوروز کے روز جب طغرل تخت شاہی پر متمکن تھا تو ایک ترک سلحدار نے جرأت کرکے اس کو رنگ کا تلوار سے سر اوڑا دیا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد جب نوشتگین غزنین آیا تو امیر ناصرالدین سبکتگین کی اولاد میں سے تین شخص۔ فرخ۔ ابراہیم۔ شجاع۔ (جو قلعون میں قید تھے۔ اور طغرل کی اون تک رسائی نہین ہوتی تھی ورنہ ان تینون کو بھی قتل کرتا۔) موجود تھے۔ اون کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ چنانچہ فرخ زاد کے نام قرعہ پڑا۔ اور سب امرا نے اتفاق سے فرخ زاد کو تخت نشین کیا۔ عبدالرشید کی سلطنت کی مدت ایک سال کی ۴۴۳ھ و ۴۴۴ھ کے قریب رہی۔ اور طغرل نے چالیس روز حکومت کی۔

جمال الدولہ فرخ زاد[1] بن سلطان مسعود

جب فرخ زاد نے تاج شاہی سر پر رکھا تو کاروبار سلطنت نوشتگین کے حوالہ ہوے۔ اور داؤد سلجوقی کو غزنوی خاندان کے انقلاب کی خبر ہوئی تو فوج لیکر غزنین آیا۔ نوشتگین نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ پھر فرخ زاد لشکر عظیم لیکر خراسان روانہ ہوا۔ سلجوقیون کے سپہ سالار کلیارق نے مقابلہ کیا۔ اور ہزیمت اوٹھا کر بھاگ گیا چند سلجوقی امرا گرفتار ہوے۔ جب چقربیگ سلجوق کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو فرخ زاد سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ طرفین نے خوب جنگ رستخانہ کیا۔ مگر اس دفعہ سلجوقی غالب آئے۔ اور کئی غزنوی امیر سلجوقیون کے ہاتھ اسیر ہوے۔ فرخ زاد نے یہ دانائی کی کہ سلجوقی امرا (جو اوسکے پاس قید تھے۔) کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ سلجوقیون نے غزنویون کی یہ مروت دیکھی تو اونہون نے بھی غزنوی امیرون کو رہا کردیا۔ اس کے بعد فرخ زاد نے ۳۲ سال کی عمر میں بعارضۂ قولنج وفات پائی۔ مدت سلطنت چھ سال

---

[1] سلطان فرخ زاد کو روضۃ الصفا میں مسعود کا بیٹا لکھا ہے۔ اور احمد اللہ مستوفی کا قول ہے کہ عبدالرشید کا بیٹا ہے۔ مگر سکون سے روضۃ الصفا کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲ مؤلف

سنہ ۴۴۳ھ سے سنہ ۴۵۰ھ تک ہے۔

ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی

جب سلطان ابراہیم تخت نشین ہوا تو سلجوقیون سے مصالحت کرلی۔ اور ملک شاہ سلجوق کی دختر کو اپنے بیٹے مسعود سے نکاح کیا۔ جب سلجوقیون سے سلطان ابراہیم کی خاطر جمع ہوئی تو ہندوستان مین اوس نے لشکر بھیجا جس نے وہ ملک فتح کئے۔ جو اب تک مسلمانون نے نہین کئے تہے۔ اور سنہ ۴۷۲ھ مین وہ خود ہندوستان آیا۔ قلعہ اجودہن (جو اب پاک پٹن فرید شکر گنج کہلاتا ہے) کو مسخر کیا پہر روپال کا قلعہ لیا۔ وہان سے قلعہ درہ کو فتح کیا۔ ایک لاکھہ لونڈی غلام اسیر کرکے غزنین بھیجے۔ اور غنیمت بہی بہت ہاتہہ آئی۔ بعدان فتوحات کے غزنین آیا۔

سلطان ابراہیم بڑا عابد و متقی تہا۔ باوجود عنفوان شباب کے کل ممنوعات شرعی سے دست کش تہا۔ سال بہر مین تین مہینے کے روزے رکہتا۔ اور خیرات بہت دیتا تہا۔ سلطان کو ۳۰ لڑکے اور ۴۰ لڑکیان تہین لڑکیون کی شادی اکثر سادات عظام اور علما اعلام سے کی تہی۔ سلطان کی وفات ایک روایت کے موافق سنہ ۴۹۲ھ مین اور دوسری روایت کے مطابق سنہ ۴۹۲ھ مین ہوئی۔ پہلی روایت کے موافق سلطنت کی مدت ۳۱ سال اور دوسری روایت کے مطابق ۴۲ سال ہے۔

علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود

جب امیر مسعود بن ابراہیم تخت پر بیٹہا تو سلطان سنجر کی بہن مہد عراق سے شادی کی۔ اور ہندوستان کی امارت امیر عضد الدولہ کو دی۔ جب وہ مر گیا تو طغاتگین کو ہندوستان کا سپہ سالار مقرر کیا چنانچہ طغاتگین نے دریاء گنگ عبور کرکے وہان پہونچا جہان سوار سلطان محمود کے لشکر کے کوئی اور لشکر اسلام

نہین گیا تہا۔ اور بہت سی غنیمت لیکر لاہور واپس آیا۔ امیر مسعود نے بے خرخشہ واندیشہ ۱۶ برس ۹۲ھ م ۱۰۹۸ء سے ۵۰۸ھ م ۱۱۱۴ء تک سلطنت کی۔ وہ ۴۵۳ھ مین بمقام غزنین پیدا ہوا تہا۔ اور بعمر ۵۵ سال ۵۰۸ھ مین دار البقا کو سدہارا۔

تاریخ گزیدہ مین لکہا ہے کہ مسعود کی وفات کے بعد اوس کا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت پر بیٹہا۔ ایک سال اوسکی سلطنت پر گذرا تہا کہ ۵۰۹ھ مین اوسکا بہائی ارسلان شاہ نے اوسکو مار ڈالا۔ مگر دوسرے مورخ کمال الدولہ کی سلطنت کا ذکر ہی نہین کرتے ہین۔ بلکہ مسعود کے بعد ارسلان شاہ کی تخت نشینی لکہتے ہین۔

سلطان الدولہ ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی

امیر مسعود کے بعد جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا تو اوس نے اپنے سب بہائیون کو قید کیا۔ لیکن ایک بہائی ابراہیم شاہ اس کے پنجہ سے نکل گیا۔ اور اپنے مامون سلطان سنجر کے پاس (جو اوندنون اپنے بہائی محمد سلطان بن ملک شاہ کے طرف سے خراسان مین حاکم تہا) جاکر پناہ لی ہر چند ارسلان شاہ نے سلطان سنجر سے بہرام شاہ کو مانگا۔ مگر سلطان سنجر نے ایک نہ سنی۔ اور بہرام شاہ کی مدد پر آمادہ ہوگیا۔ ارسلان شاہ نے اوس کے بہائی سلطان محمد سے سلطان سنجر کی شکایت کی۔ سلطان محمد نے سلطان سنجر کو ایلچی کے ذریعہ یورش سے منع کیا۔ اور ایلچی کو یہ بہی کہدیا۔ کہ اگر سلطان سنجر غزنین روانہ ہوگیا تو کچہہ نہ کہنا۔ جب ایلچی خراسان آیا تو سلطان سنجر کو آمادۂ سفر پایا۔ اس لئے کچہہ نہ کہا۔ جب سلطان سنجر لشکر لیکر بست پہونچا تو ابوالفضل والی سیستان سے ملاقات ہوئی۔ اور دونون ملکر غزنین روانہ ہوے ارسلان شاہ بہی لشکر کو جمع کرکے لڑنے آیا۔ مگر شکست پائی۔ آخر ارسلان شاہ اپنی ماں مہد عراق کے پانون پر گرا۔ اور دو ہزار دینار بہت سے تحائف دیکر سلطان سنجر کے پاس بہیجا۔ اور صلح چاہی۔ ماں پہلے ہی اس کے ظلمون سے تنگ تہی۔ اور اپنے بچون کو قید مین کب دیکہہ سکتی تہی۔ اوس نے بہائی کی

پاس جاکر اوسکو اور بھی تیز کیا۔ سلطان سنجر نے واپسی کا ارادہ کیا تہا۔ مگر جب اپنی بہن سے ارسلان شاہ کے ظلم کی کیفیت سنی تو غزنین پر حملہ کیا۔ ارسلان شاہ نے تیس ہزار سوار اور بہت سے پیادے اور ایک سو ساٹھ ہاتھی لیکر مدافعت پر کمر باندہی۔ مگر ابو الفضل والی سیستان کے بہادرانہ حملوں نے غزنویون کو شکست دی۔ اور ارسلان شاہ ہندوستان کو بہاگ گیا۔ ۲۰ شوال ۵۱۰ھ کو سلطان سنجر غزنین مین داخل ہوا۔ اور خزانو پر دست دراز کیا۔ بہت کچہہ زر و جواہر لیا۔ منجملہ اس زر و جواہر کے پانچ تاج تہے۔ کہ ہر ایک کی قیمت دو لاکہہ دینار تہی۔ اور سترہ تخت سونے چاندی کے اور تیرہ سو زیور جواہر سے مرصع تہے۔

سلطان سنجر چالیس روز غزنین مین رہا۔ اور بہرام شاہ کو تخت نشین کرکے واپس ہوا۔ ادہر ارسلان شاہ ولایت ہند سے فوج جمع کرکے غزنین چلا۔ بہرام شاہ مین لڑنے کی طاقت نہ تہی۔ اس لئے وہ بامیان مین آیا۔ اور سلطان سنجر کے لشکر کو پشت پناہ بنکے دار السلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔ ارسلان شاہ خوف و ہراس کے باعث افغانون مین بہاگ گیا۔ سلطان سنجر نے تعاقب کرکے گرفتار کیا۔ اور بہرام شاہ نے مرواڈالا۔ اور خود مستقل بادشاہ ہوگیا۔ ارسلان شاہ نے تین سال سلطنت کی۔ اور ۲۷ سال کی عمر مین وفات پائی۔

معز الدولہ بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم

جب بہرام شاہ نے ارسلان شاہ سے فراغت حاصل کی تو ہندوستان آیا۔ اور یہان کے سرکشون کو گوشمالی دی۔ اس اثنا مین محمد ہالیم سپہ سالار لاہور نے بغاوت کی۔ بہرام شاہ اوسکی سرکوبی کے لئے خود گیا۔ اور ملتان مین لڑائی ہوئی۔ ہالیم نے شکست پائی۔ اور اپنے دس بیٹون کو لیکر سرزمین جمجہہ مین بہاگا۔ پہر اوس کا پتا نہ لگا۔ کہ زمین کہا گئی یا آسمان۔ اس کے بعد بہرام شاہ سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار مقرر کرکے خود غزنین چلا آیا۔

ایک عرصۂ دراز تک اس بادشاہ کی سلطنت سرسبز رہی۔ مگر آخر وقت غوریون کے ہاتھہ سے سلطنت غزنین خاک مین مل گئی۔

غور جو سلطنت غزنین کا ایک صوبہ تہا۔ بہرام شاہ کے عہد مین قطب الدین محمد غوری سوری (جو بہرام شاہ کا داماد بہی تہا) غور مین حکومت کرتا تہا۔ ان دونون بادشاہون مین کچہہ جہگڑا ہوا۔ بہرام شاہ نے قطب الدین اپنے داماد کو غزنین بلاکر زہر دیا۔ جب یہ خبر اوس کے بہائی سیف الدین کو پہونچی تو وہ انتقام لینے کے لئے غزنین پر چڑہائی کی۔ بہرام شاہ نے بہاگ کر کرمان مین پناہ لی۔ اور سیف الدین نے غزنین پر قبضہ کیا۔ اور اپنے بہائی علاء الدین کو غور روانہ کردیا۔ اور خود نہین رہا۔ جب موسم زمستان آیا۔ اور غور کی راہین برف سے مسدود ہوئین تو بہرام شاہ بہت سا لشکر لیکر غزنین پہونچا۔ چونکہ اہل غزنین سیف الدین سے بظاہر محبت کرتے تہے۔ اور در پردہ بہرام شاہ کا دم بہرتے تہے۔ اس لئے سیف الدین کو گرفتار کرکے بہرام شاہ کے حوالہ کردیا۔ بہرام شاہ نے اول تو سیف الدین کا منہہ کالا کرکے تمام شہر مین تشہیر کیا۔ اور اس کے بعد قتل کرکے اوسکے سر کو سلطان سنجر کے پاس بہیجا۔ اور سیف الدین کے وزیر سید مجد الدین کو بہی دار پر کہنچا۔ اور خود بہی چند روز کے بعد ۵۴۷ھ مین ۳۵ برس حکومت کرکے انتقال کیا۔[۵۱]

ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ

بعد انتقال بہرام شاہ کے اوس کا بیٹا خسرو شاہ تخت پر بیٹہا۔ اور سیف الدین کے قتل کی کیفیت (جو

[۵۱] ایک روایت یہ مشہور ہے کہ جب علاء الدین نے غزنین پر چڑہائی کی تو بہرام شاہ نے اپنے بیٹے دولت شاہ کو سپہ سالار لشکر مقرر کرکے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اور دولت شاہ مارا گیا۔ لشکر نے ہزیمت اوٹہائی۔ بہرام شاہ لاہور بہاگ گیا۔ دولت شاہ کے مارے جانیکا ایسا ملال ہوا کہ ۵۴۷ھ مین انتقال کیا۔ مدت سلطنت ۳۵ سال یا ۴۱ سال ہے۔ ۱۲ مولف۔

بہرام شاہ نے تشہیر کرکے قتل کیا تھا) جب علاء الدین کو یہ خبر پہنچی کلیجے مین آگ لگ گئی۔ فوراً لشکر جرار تیار کرکے غزنین آیا۔ اور خسرو شاہ ہندوستان بھاگ گیا۔ اور لاہور مین اقامت کی۔ اگرچہ پہلے اس نے اور اہل غزنین کے ساتھ سبھی غوریون نے بہت سے جور وستم اوٹھائے تھے۔ اور اوس کے عوض مین جو کچھ علاء الدین کرتا تھوڑا تھا۔ مگر جو اوس نے غضب ڈھایا۔ اور ظلم وستم توڑا اوس کے نام کو دھبہ لگاتا ہے۔ کہ قیامت تک نہ مٹے گا چنانچہ علاء الدین نے غزنین پر قبضہ کرکے آگ لگادی۔ اور اس عروس البلاد کو تین دن یا سات دن تک ایسا جلایا کہ دھوئین سے دن رات معلوم ہوتا تھا۔ اور تمام باشندون کو قتل کیا۔ اور سارے شہر کو لٹوایا۔ اور حکم دیا کہ اس شہر کی تخریب وغارت وقتل مین کوئی بات اوٹھا نہ رکھی جائے۔ جب عوام کے قتل سے فارغ ہوا تو خواص پر ہاتھ صاف کیا۔ اور منتخب سادات غزنویہ کی ایک جماعت کے گلے مین توبرے خاک سے بھرے ہوئے ڈالدئے۔ اور اون کو فیروزہ کوہ مین لایا۔ اور وہان ان توبرون کی خاک کو اون کے خون سے گارا بنایا۔ اور برروح فیروزہ کوہ مین اوس کو لگوایا جب علاء الدین نے یہ سنا کہ سیف الدین کی تشہیر کے وقت عورتون نے دف ودائرہ بجایا تھا۔ تو اون کو بھی قتل کیا۔ کسی پر اوس نے رحم نہ کیا۔ جو چیرین خاندان غزنین کی یادولاتی تھین۔ اون کو بھی برباد کیا۔ قبرین اکھیڑ اکھیڑ کر پھینک دین۔ مردون کی ہڈیون مین آگ لگائی۔ سلطان محمود وسلطان مسعود کی قبرون کو اونکی شجاعت کے سبب سے اور سلطان ابراہیم کی قبر کو اسکے زہد کے سبب سے چھوڑ دیا۔ غرض شہر غزنین کو جلا کر خاک سیاہ کیا۔ اور اس ظلم وستم کے باعث جہان سوز لقب حاصل کیا۔

علاء الدین جہان سوز کی مراجعت کے بعد خسرو شاہ پائے تخت غزنین کی طمع اور سلطان سنجر کی امداد کی امید مین لاہور سے سپاہ آراستہ کرکے غزنین کا رخ کیا۔ ان ایام مین ترکون نے سلطان سنجر کو گرفتار کیا اور غزنین پر بھی قبضہ کرلیا۔ خسرو شاہ نے ترکون کے ساتھ لڑنے کی اپنے مین ہمت نہ دیکھی۔ اور واپس ہوکر لاہور آیا چنانچہ دس سال تک غزنین پر ترکان عراق کا قبضہ رہا۔ پھر غوریون نے غزنین کو اون سے

لے لیا۔ اس کے بعد امرا خسرو شاہ نے غوریون سے غزنین حاصل کیا۔

بعض کتابون مین لکھا ہے۔ کہ علاء الدین جہان سوز کے خوف سے جب خسرو شاہ لاہور چلا آیا تو علاء الدین نے گرمسیر و قلعہ ہارد تکیناباد کو فتح کیا۔ اور سلطان محمد غیاث الدین کے حوالہ کرکے خود غور کو روانہ ہوا۔ جب خسرو شاہ ہند سے فوج لیکر غزنین کو چلا تو علاء الدین نے خسرو شاہ سے بدین شرط مصالحت چاہی۔ کہ وہ تکیناباد کے شہر اور قلعہ کو دیدے۔ اور خود غزنین پر قناعت کرے۔ مگر خسرو شاہ نے منظور نہ کیا تو علاء الدین غوری نے یہ رباعی لکھکر بھیجی۔ (رباعی)

اول پدرت نہاد کین را بنیاد — تا خلق جہان جملہ بہ بیداد افتاد
ہان تا نہی زہر یک تکیناباد — سر تا سر ملک آل محمود بباد

خسرو شاہ کو سلطان سنجر کی امداد کی بڑی امید تھی۔ مگر وہ پوری نہ ہوئی۔ سلطان سعید سنجر کے عہد کا خاتمہ ہوگیا۔ اور خسرو شاہ علاء الدین کے خوف سے پھر لاہور بھاگ کر آیا۔ اور علاء الدین غزنین کو تسخیر کرکے غور گیا۔ اور ۵۵۷ھ سنہ ۱۱۶۰ء مین خسرو شاہ بمقام لاہور انتقال کیا۔ مدت سلطنت سات سال ہے۔

خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی

جب خسرو شاہ مرگیا تو اوس کا بیٹا خسرو ملک لاہور مین تخت پر بیٹھا۔ اور ہندوستان مین اچھی حکومت

لہ تاریخ قاضی بیضاوی مین لکھا ہے کہ علاء الدین غزنین مین اپنے دو بھتیجون غیاث الدین اور شہاب الدین کو چھوڑ گیا۔ اور انہون نے خسرو شاہ کو سلطان کر دیا تھا۔ اسکے بعد خسرو شاہ مقید ہوکر ۵۵۷ھ مین انتقال کیا۔ اور خاندان غزنویہ کا خاتمہ ہوگیا۔ چند روز کے بعد غیاث الدین کا بھی انتقال ہوا اور سارے ملک پر شہاب الدین قابض رہا۔ مگر خواجہ نظام الدین احمد نے تاریخ نظامی مین روضۃ الصفا سے نقل کیا ہے۔ کہ خسرو شاہ کے بعد خسرو ملک اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا ۱۲ مولف۔

جمالی۔ لیکن شہاب الدین غوری (جو علاء الدین کا بھتیجا تھا) نے غزنین پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ ہندوستان کی طمع مین پشاور وافغانستان وملتان وسندھ کو مسخر کرکے ۵۷۶ھ مین لاہور کا رخ کیا۔ خسرو ملک قلعہ بند ہوگیا۔ شہاب الدین نے خسرو ملک کے ایک بیٹے خروسال ملک شاہ نام کو لیکر غور چلا گیا۔ پھر ۵۸۰ھ مین لاہور آیا۔ اور اس نواح کو تاراج کرکے سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک حاکم وہان مقرر کیا اس کے بعد جب ۵۸۲ھ مین سلطان شہاب الدین لاہور آیا تو بیس ہزار سوار و اسپہ و سہ اسپہ سے لاہور پر ایک لخت یورش کی اور خسرو ملک کو گرفتار کرکے لاہور پر قبضہ کیا۔ اور دس سال تک خسرو ملک کو فیروزہ کوہ مین قید رکھا۔ اور اسکے بعد ۵۹۳ھ مین قتل کر ڈالا۔ خسرو ملک نے لاہور مین اٹھائیس سال حکومت کی۔ بقول ایک مورخ کے شہاب الدین نے خسرو ملک کو معہ اوس کے بیٹے بہرام شاہ کے ۵۹۰ھ مین قتل کیا۔ بہرحال خسرو ملک پر آل سبکتگین کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ بقول تاریخ نظامی ۱۵۲ برس تک اس خاندان مین سلطنت رہی لیکن قاضی بیضاوی نے سلطان محمود سے خسرو شاہ تک ۱۶۱ برس لکھے ہین۔ اور قاضی یحیی قزوینی نے اس خاندان کے ۱۴ بادشاہ اور ۱۵۵ برس مدت حکومت بتلائی ہے۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-1

خاندان غوری[1]

جب علاء الدین جہان سوز غزنین کے کامون سے فارغ ہوا تو فیروزہ کوہ آیا۔ اور سلطان کا لقب اختیار کیا اور سلطان سنجر کو جو خراج دیا کرتا تھا۔ وہ نہ بھیجا۔ بلکہ ہرات و بلخ پر قبضہ کرلیا۔ اس پر سلطان سنجر نے لشکر کشی کی۔ اور علاء الدین اسیر ہوا۔ لیکن علاء الدین کی ذکاوت مشہور رہی۔ اور شعر خوب کہتا تھا۔ اس لئے

---

[1] غور کو غورستان بھی کہتے ہین۔ یہ کوہستانی ملک ہرات اور غزنین کے درمیان ہے۔ غوریون کے نسب کے متعلق عجیب روایات ہین۔ طبقات ناصری مین بحوالہ مولانا فخر الدین مبارک شاہ غوریون کے نسب کی ابتدا ضحاک پارسی سے کی ہے

سلطان سنجر نے اوس کو رہا کرکے اپنا ندیم خاص بنایا۔ چند روز کے بعد سلطان سنجر نے اوس کو غور کی سلطنت دیدی جس زمانہ مین کہ علاء الدین قید تہا تو غور مین دنگہ و فساد برپا رہتا تہا۔ اس لئے اعیان غور نے ملک ناصر الدین محمد کو تخت پر بٹہایا تہا۔ مگر وہ بالکل عیش پرست تہا۔ جب علاء الدین ہاہو کر آیا تو ناصر الدین کو غوریون نے بستر مین دبا کر مار ڈالا۔ اور علاء الدین تخت پر بیٹھتے ہی بلاد بامیان اور طخارستان کا انتظام کیا۔ اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۵) کہتے ہین کہ جب ضحاک پر فریدون غالب ہوا تو ضحاک کے غیرون مین سے دو شخص جنکے نام سور و سام تہے۔ کوہستان بامیان (جو بلخ و کابل کے درمیان ہے) مین پناہ گزین ہوے۔ اور اس مقام کو مستحکم کیا۔ اور سور اپنے قبیلہ کا سردار اور سام سپہ سالار ہوا۔ سور کی دختر سام کے بیٹے شجاع سے بیاہی گئی۔ جب سام مرگیا تو اوس کا بیٹا سپہ سالار ہوا۔ لوگون نے چچا اور بھتیجے مین ایسا نفاق ڈالا۔ کہ شجاع اہل و عیال کو لیکر غور مین چلا آیا۔ اور یہان پہونچ کر کہا۔ کہ میرا دیش۔ اس لئے اس مقام کا نام غند دیش ہی ہے۔ جب فریدون کو اس کی خبر لگی تو اوس نے اپنے لشکر کو بہیجا۔ مگر اس امر پر صلح ہوگئی۔ کہ اہل غور خراج دیا کرین۔ اور فقط غور پر قناعت کرین۔ چنانچہ اس خاندان مین سلطنت مدت تک نسلاً بعد نسلا چلی۔ جب شنسب حکمران ہوا تو وہ حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک پر مسلمان ہوا۔ اور اس خاندان کا لقب شنسبانی ہوا۔ اس کے بعد کے حالات تاریکی مین ہین۔ جس کا یون سلسلہ ملتا ہے کہ سلطان محمود نے محمد سور حاکم غور اور اوس کے بیٹے کو جب قید کیا تو محمد نے اپنے بیٹے سے کہلا کہ میری عمر تو ختم ہوچکی ہے۔ مگر تو غور کو چلا جانا کہ ہماری نسل باقی رہے۔ چنانچہ بیٹا بہاگ کر غور پہونچا۔ اور محمود کو جب معلوم ہوا تو محمد سوری کو قتل کیا۔ اور حسن ابن محمد سوری کو غور کی حکومت پر قایم رکہا۔ حسن کا ایک بیٹا حسین تہا۔ جسکو سات بیٹے ہوے۔ جب غزنین مین بہرام شاہ سلطان ہوا۔ اور اوسکی سلطان سنجر سے لڑائی ہوئی۔ تو حسین کے بیٹے سے اوس نے مصالحہ کرکے اُن مین جوڑا تہا۔ اوس کو طلب کیا۔ اور ملک قطب الدین جو بزرگتر اولاد حسین مین سے تہا وہ غزنین گیا۔ اور مدت کے بعد کسی سبب سے بہرام شاہ نے اوس کو قتل کروالا۔ اور یہی اسباب غوریون اور غزنویون مین باعث عناد ہوے کا قول ہے۔ کہ جب محمد بن سوری کو سلطان محمود نے اسیر کیا تو غور کی حکومت اوس کے بیٹے ابو علی کو تفویض

بلاد قروم وبسبت کو تسخیر کیا۔ خراسان مین قلعہ تولک غرجستان کو فتح کیا۔ اس کی آخر عمر مین ملاحد الموت کے ایلچی بہت آئے۔ اور وہ اُن پر مہربانی کرتا تہا۔ اس لئے بدنام بہی تہا۔ تھوڑے دنون بعد چار برس کچھ دن سلطنت کرکے ۱۸ شہر ۱۱۹۶ھ مین انتقال کیا۔

جب علاء الدین کا انتقال ہوگیا تو سب اہلیان دولت نے متفق ہوکر اوس کے بیٹے سلطان سیف الدین محمد کو فیروزکوہ مین تخت نشین کیا۔

کہتے ہین کہ جب سلطان علاء الدین غزنین کو تباہ کرکے غور مین آیا تو اوس نے اپنے بھتیجون غیاث الدین محمد اور معز الدین محمد کو بنجر مین حاکم مقرر کیا تہا۔ ان دونون کے مزاج مین سخاوت وشجاعت بہت تہی۔ اس لئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۶) ہوئی۔ سلطان ابراہیم کے عہد مین جب ابو علی قید ہوا تو محمد عباس اوسکا جانشین بنا۔ غرض سلاطین غوریہ کا خاتمہ قطب الدین حسن بن محمد بن عباس پر ہوگیا۔ اس کا بیٹا سام سلاطین غزنویہ کے خون سے ہند مین آیا۔ ایک تہانہ مین نوکر ہوا۔ لیکن ایک مدت کے بعد دریا کے راستہ سے غور چلا۔ بادمخالف نے کشتی کو غرق کیا۔ مگر اغر الدین حسین بن سام بچگیا۔ اور ایک تختے کے سہارے کنارے جا لگا۔ راستہ مین قزاقون سے ملا۔ اور بہ لحاظ جوان وقوی ہیکل ہونے کے قزاقون نے اپنا سردار بنایا۔ چند روز کے بعد سلطان ابراہیم کے آدمیون نے ان سب کو گرفتار کیا۔ سلطان نے گردن مارنیکا حکم دیا۔ جلاد نے جب مارنا چاہا توحسین نے اپنی بیگناہی کی فریاد مچائی اور جلاد کو اپنی سرگذشت سنائی۔ جلاد نے رحم کہا کر سلطان کے پاس کہلا بہیجا۔ اور سلطان نے بہی اوس کے چہرہ سے آثار نجابت ملاحظہ کرکے اپنے مقربون مین داخل کیا۔ چند روز کے بعد اپنی لڑکی کا عقد اوس سے کر دیا۔ جب سلطان مسعود بن ابراہیم تخت نشین ہوا تو حسین کو غور کا حاکم بنایا۔ جب حسین مرگیا تو بہرام شاہ اور حسین کی اولاد مین کئی بار جنگ ہوئی پہر صلح ہوگئی۔ اس کے بعد حسین کی اولاد مین سے علاء الدین جہان سوز نے خاندان غزنویہ پر جو جو ستم ڈہائے ہین۔ اون کو ہم نے بہرام شاہ غزنوی کے عہد مین بیان کیا ہے۔ متن مین ملاحظہ ہو۔ ۱۲ مولف۔

وہ مرجع خلائق بنگئے۔ لیکن علاءالدین کو وہم ہوا کہ ان دونون کے باعث میرا بیٹا سیف الدین سلطنت سے محروم نہ ہوجائے۔ چنانچہ اسی خیال سے اوس نے ان دونون کو قلعۂ جرجان مین قید کر دیا تہا۔ مگر جب سیف الدین تخت نشین ہوا تو اوس نے اپنے چچازاد بہائیون کو قید سے رہائی دی۔ جب یہ رہائی پائے تو ان مین سے سلطان غیاث الدین[1] سیف الدین کی خدمت مین رہنے لگا۔ اور معزالدین اپنے چچا ملک فخرالدین مسعود کے پاس بامیان چلا گیا۔

سیف الدین محمد ایکدن تیر لگا رہا تہا۔ اور اوس کے ساتہہ درویش بن شیش سپہ سالار غور اور اوس کا بہائی ابوالعباس بہی موجود تہے۔ امرا غور مین یہ دستور تہا کہ جس کسی کو خلعت دیتے۔ اوس کے ساتہہ مرصع دستانے بہی عطا کرتے تہے۔ چنانچہ ملک ناصرالدین حسین نے درویش سپہ سالار کو خلعت کے ساتہہ دستانے بہی عطا کیا تہا اور یہ دستانے سلطان سیف الدین کی بیوی کے ہاتہہ کے تہے۔ اور اس موقع پر وہ دستانے درویش کے ہاتہہ مین تہے۔ جب سیف الدین نے ان دستانون کو دیکہا تو غیرت آئی۔ اور درویش کو کہا۔ کہ چاندماری سے تیر نکال لا۔ جب وہ تعمیل حکم کے لئے چلا تو سلطان نے اوسکو اک تیر ایسا لگایا۔ کہ جگر کے پار ہوگیا۔ اوسکا بہائی ابوالعباس بادشاہ کی اس حرکت سے سخت مشتعل ہوا لیکن اوس وقت تو خاموش رہا مگر موقع کا طالب تہا۔ چند روز کے بعد امرا غزان نے غور کی نواح مین تاخت و تاراجی شروع کی۔ سیف الدین اونکی سرکوبی کے لئے لشکر لیکر نکلا۔ اور شہر وزق پر لڑائی شروع ہوئی۔ اور سلطان بہی لڑائی مین ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ ابوالعباس تو موقع کا طالب تہا۔ سلطان کے پہلو مین آکر ایک نیزہ ایسا مارا۔ کہ وہ گھوڑے سے نیچے گرا۔ جب سلطان گرا تو لشکریون کے دل چھوٹ گئے۔ اور بہاگڑ پڑی۔ اس پریشانی مین کسی نے سلطان کی خبر نلی۔ وہ زندہ تہا

[1] غیاث الدین اور معزالدین دونون حقیقی بہائی تہے۔ اور غیاث الدین کی عمر معزالدین سے تین برس کچہہ دن بڑی تہی۔ اور پہلے غیاث الدین کا نام شمس الدین تہا۔ اور اوسکے بہائی معزالدین کا نام شہاب الدین۔ ۱۲ مولف۔

ایک غزکی نگاہ جو پڑی تو کمر کی تلاشی لینی شروع کی۔ جب کمر خلد نہ کہلی تو اوس نے کمر بند پر چھری لگائی۔ چھری کی نوک پیٹ مین اُتر آئی۔ اور سلطان سیف الدین کی روح پرواز کر گئی۔

غیاث الدین اس لڑائی مین سلطان سیف الدین کے ساتھ تھا۔ جب سیف الدین مارا گیا۔ اور لشکر شکست کھا کر بھاگا تو ابو العباس سب امرا اور شرفا لشکر کو جمع کر کے غیاث الدین کے پاس آیا۔ اور اوس کو تخت نشین کیا اور سب سے بیعت کرائی۔

جب شہاب الدین نے اپنے بھائی کے بادشاہ ہونے کی خبر سنی تو وہ چچا سے اجازت لیکر بامیان سے بھائی کے پاس شبرکوہ مین آگیا۔ اور دیکھا کہ ابو العباس تمام امور سلطنت مین دخیل ہے تو اوسکو ملک سیف الدین کا مارا جانا یاد آیا۔ اور بھائی سے مشورہ کر کے ایک روز سر دربار ابو العباس کا سر ایک ترک کے ذریعہ اُڑا دیا گیا۔ اب ابو العباس کے قتل کے بعد ملک فخر الدین مسعود کو بہتیجون کی سلطنت کی طمع دامنگیر ہوئی۔ اور تاج الدین یلدوز حاکم ہرات۔ اور علاء الدین قماج والی بلخ سے استمداد چاہی۔ چنانچہ وہ دونون رضامند ہو کر ملک فخر الدین کی مدد کو چلے۔ راستہ مین سلطان غیاث الدین کے لشکر نے ان دونون کو مار ڈالا۔ اور یلدوز کا سر اور قماج کا علم ملک فخر الدین کے پاس بھیجا گیا۔ اوس نے یہ دیکھکر پشیمان ہوا۔ اور راحت پر کربا ندھی۔ اس اثنا مین چاردن طرف سے افواج غور نے گھیر لیا۔ اور غیاث الدین و شہاب الدین نے بھیونچ کو چچا کو اپنے ساتھ لشکر گاہ مین لایا۔ اور تخت پر بٹھا کر دست بستہ کھڑے رہے۔ اور کہے کہ اگر سلطنت منظور ہے تو کیجئے۔ بہتیجون کی ان سعادتمندانہ حرکات سے ملک فخر الدین ایسا محجوب ہوا کہ غیاث الدین کو تخت پر بٹھا کر خود بامیان چلا آیا۔ اور بہتیجون نے ایک منزل تک اوس کو پہونچا دیا جب ملک غور مین غیاث الدین کا تسلط ہو گیا تو اوس نے داور اور گرم سیر کو تسخیر کیا۔ پھر بادغیس کو لیا۔ اور ۵۶۷ھ م ۱۱۷۱ء مین ترکون کے ہاتھ سے غزنین کو فتح کیا۔ اور شہاب الدین کو وہان مسلط کر کے خود فیروزکوہ آیا۔ دو سال کے بعد ہرات پر لشکر کشی کی۔ اور اوس کو فتح کر کے پوشنج پر قبضہ کیا۔ جب ملوک

سیستان نے دیکھا۔ کہ سلطان کا تسلط اکثر ملاد خراسان پر ہوگیا ہے تو اونہون نے اطاعت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد شاہ باج مسخر کرکے مرو کو تسخیر کیا۔ غرض کل خراسان مین اوسکا فرمان نافذ ہوگیا۔

اب یہان پر سلطان شہاب الدین کے فتوحات اور ہندوستان پر چڑہائی کے حالات بیان کئے جاتے ہین جب شہاب الدین غزنین کے بندوبست سے فارغ ہوا تو ۱۱۷۵ء مین ملتان کو فتح کیا۔ اس کے بعد اوچہ کو لیا۔ اور ان دونون کو علی کرماج کے حوالہ کرکے خود غزنین آیا۔ ۱۱۷۷ء مین گجرات پر حملہ کیا۔ اور راجہ بھیم دیو نے مسلمانون کو شکست دی۔ اس کے بعد ۱۱۸۶ء مین خسرو ملک سے لاہور لیا۔ اور خسرو ملک کو اور اوس کے بیٹے کو قید کرکے اپنے بھائی غیاث الدین کے پاس بھجوا دیا۔ جو بعد مین دونون قتل کئے گئے۔ جسکا حال اسکے قبل ناظرین ملاحظہ کر چکے ہین۔

۱۱۹۱ء مین سلطان شہاب الدین پھر ہندوستان کا رخ کیا۔ اور قلعہ بھٹنڈہ (جو راجگان عظیم الشان کا پایہ تخت تہا) راجہ اجمیر کے آدمیون سے چھین لیا۔ اور ملک ضیاء الدین تولکی کو حاکم مقرر کرکے مراجعت کا ارادہ کیا۔ اس اثنا مین خبر لگی کہ راجہ پتھورا اور گوبند رائے دو لاکھ سوارتین ہزار ہاتھی کے لشکر سے بھٹنڈہ کے چھڑانے کے لئے آرہے ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی شہاب الدین نے مراجعت کو فسخ کرکے مقابلہ پر کمر باندہی اور تہانیسر و کرنال کے درمیان لڑائی کا آغاز ہوا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ مگر مسلمانون کو شکست[1] ہوئی۔ اور چالیس میل تک ہندؤن نے مسلمانون کا تعاقب کیا۔ اور سلطان شہاب الدین ہی اس معرکہ مین گوبند رائے سپہ سالار لشکر ہنود کے ہاتھہ زخمی ہوا۔ مگر ایک خلجی غلام کی چالاکی سے زندہ رہا۔ ورنہ ہندؤن نے

---

[1] یہ شکست جو مسلمانون نے اوٹھائی۔ وہ صرف ہند و راجاؤن کی متفقہ کوشش کا نتیجہ تہا۔ کیونکہ سلطان شہاب الدین کے عہد مین راجپوتون کی چار بڑی سلطنتین ہندوستان مین تہین۔ چنانچہ دہلی مین راجپوتون کی قوم تواریا قوم مراج کرتی تہی۔ تو اجمیر مین چوہان راجپوتون کی سلطنت تہی۔ اور قنوج مین قوم راٹھور کے راجپوت حکمران تہے۔ اور گجرات مین گہیلے

اس کے مارنے مین کسر اوٹھا نہ رکہی تہی۔ اس کے بعد شہاب الدین لاہور آیا۔ اور وہان چند روز قیام کرکے غور گیا۔ اور اپنے بہائی سے ملا۔ مگر اس شکست کی خلش اوس کے دل مین ایسی ہوتی تہی۔ کہ اوس نے مجتبک کہ ہندؤن سے بدلہ نہ لے لیا۔ تب تک حرم سرا مین بستر پر نہ سویا۔ اور کپڑے بہی نہین بدلے۔ چنانچہ ۱۱۹۴ء مین ایک لشکر عظیم ترک و تاجیک افغانون کا جمع کرکے کوچ کا حکم دیدیا۔ اور آٹھوین روز خود سوار ہوا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۰) قوم کے راجپوت فرمانروائی کرتے تہے۔ دہلی کے راجہ انگ پال کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ صرف بیٹیان ہی تہین۔ جنہین سے ایک کی اولاد قنوج کا راجہ تہا۔ اور دوسرے کی اولاد پرتہی راج تہا جسکو انگ پال نے متبنی کرلیا تہا۔ اس سبب سے پرتہی راج دونون سلطنتون دلی اجمیر کا راجہ ہوگیا۔ اجمیر کی سلطنت اوسکو اپنے باپ سومیشور سے ملی تہی اور دہلی کی سلطنت نانا سے میراث پائی۔ لیکن یہ میراث راجہ جے چند (جو قنوج کا راجہ تہا) کو نہ بہائی۔ یہی راج مغربی و شمالی حملون کی ٹکرون کا جواب دے سکتے تہے۔ مگر اون مین ایسی پھوٹ پڑگئی۔ کہ پرتہی راج کے اکتت ۱۰۸ راجاؤن مین سے صرف ۴۸ راجہ باقی رہگئے۔ اس باہمی نفاق و عداوت پر ایک اور تازیانہ یہ پڑا۔ کہ راجہ جے چند والی قنوج نے جب اشومیدہ یگ کیا تو دہلی کے راجہ پرتہی راج (رائے پتھورا) کو دربانی کی خدمت کے لئے بلایا۔ مگر پرتہی راج شریک نہ ہوا۔ راجہ جے چند کو تو اوسکی تہتک و حقارت کرنا مقصود تہا۔ اس لئے پرتہی راج کی ایک بدصورت و بدقطع مورت بناکر دروازہ کے پاس کہڑی کردی۔ اور اس اشومیدہ یگ کے ضمن مین راجہ جے چند کی راج کنیان کا سویمبر بہی (جس مین لڑکی اپنے شوہر کو پسند کرتی ہے) تہا اور اطراف واکناف کے بڑے بڑے راجہ اس محفل مین شریک تہے۔ چنانچہ لڑکی سب دستور ایک موتیون کا مالا ہاتہہ مین لیکر دربار مین آئی۔ اور تمام راجاؤن کے حلقہ کے طرف اپنی شرگین آنکہون سے دیکہتی ہوئی۔ مغرورانہ رفتار سے دروازہ پر پہونچی۔ اور پرتہی راج کی بدوضع و بدقطع صورت کے گلے مین مالا ڈالدیا۔ سب متحیر و متعجب ہوے۔ اور راجہ جے چند شرم کے مارے پانی پانی ہوگیا۔ اوسیوقت یہ خبر پرتہی راج کو بہی پہونچ گئی۔ اوس نے منتخب دچیدہ سوارون کے ساتہہ بلیغار آکر سب کے روبرو سے اس لڑکی کو اپنے گہوڑے پر سوار کرکے چلتا بنا۔ پرتہی راج کے اس قدر جلد موقع پر پہونچ جانے کا

وہان سے پشاور ہوتا ہوا ملتان پہونچا۔ اور ایک دربار منعقد کرکے سب امیرون اور سردارون کو بلایا۔ اور کہا کہ سال گذشتہ جو دامن اسلام پر داغ لگا ہے۔ اوس کو مٹانا چاہئے۔ سب نے تلوارون پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی۔ غرض شہاب الدین وہان سے نکل کر لاہور آیا۔ اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو ایلچی بناکر رائے پتھورا کے پاس اجمیر بھیجا۔ نامہ کا مضمون یہ تہا کہ اسلام کی اطاعت قبول کرو۔ جب راجہ نے اس نامہ کو دیکھا تو سخت غضبناک ہوا۔ اور غرور و تکبر کے کلمات لکھکر شہاب الدین کے پاس روانہ کیا۔ شہاب الدین نے اوس کے جواب مین نہایت تحمل و بردباری سے یہ لکھا۔ کہ راجہ کی صلاح نیک ہے۔ مگر مین اپنے بڑے بھائی کا فرمانبردار ہون۔ جبتک وہان سے کوئی فیصلہ نہو۔ مین اوس مین کچھہ ردوبدل نہین کرسکتا۔ اور وہان سے جواب آنے کے لئے عرصہ ہوگا۔ لہذا چند روز کی مہلت عطا ہو۔ جب یہ عاجزانہ جواب رائے پتھورا کے پاس پہونچا تو سارے لشکر مین فتح کے نقارے بجائے گئے۔ اور عیش و طرب منانے لگے۔ یہان تو راجہ کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۱) سب یہ تہا کہ وہ اپنے چند شجیع اور بہادر سوارون کیساتہہ مخفی طور پر اس محفل کا رنگ دیکھنے کیلئے اس نواح مین ٹہرا ہوا تہا۔

اس واقعہ کو بعد راجہ جے چندنے پرتہی راج کا بہت دور تک تعاقب کیا۔ مگر ناکام پہرا۔ یون تو اول ہی سے راجہ جے چند پرتہی راج سے عداوت رکہتا تہا۔ مگر اس واقعہ سے اس کا زبردست دشمن بن گیا۔ خود مین تو اتنی ہمت و جرأت نہ تہی کہ پرتہی راج پر لشکر کشی کرتا۔ مگر اس کا عوض یون لیا کہ افغانون کو بلاکر دہلی پر حملہ کرا دیا۔ اور پرتہی راج کی سلطنت کی بربادی کی۔ آپ الگ رہا۔ لیکن دہلی کی فتح کے بعد مسلمانون نے اس کو بہی نہ چہوڑا۔ اور اس ہندو راجاؤن کی نااتفاقی نے ہمیشہ کے لئے ہندوستان کی سلطنت کہو دی۔ ۱۲ مولف۔

لشکر اس غفلت مین تہا۔ اور ادہر شہاب الدین دریا پار اُتر کر بے طرح اون پر ٹوٹ پڑا جس سے راجہ کے لشکر مین بدحواسی پہیل گئی۔ مگر پرتہی راج (جسکو رائے پتہورا بہی کہتے ہین) نہایت دلیر و شجیع تہا۔ لشکر کی اس بدحواسی پر بہی مسلمانون سے کلہ بکلہ خوب لڑا۔ مگر مسلمانون نے شکست دی۔ چنانچہ اس لڑائی مین گوبند رائے نایب السلطنت اور بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ راجہ پرتہی راج بہی گرفتار ہوکر بری گت سے مارا گیا۔ اوس کی رانی بہادری سے چتا مین جل مری۔ اب یہان سے شہاب الدین اجمیر کو گیا۔ اور اوس کو فتح کرکے وہان کی حکومت پرتہی راج کے بیٹے یا اور کسی رشتہ دار کو دیدی۔ اور قطب الدین ایبک کو قصبہ کہرام مین (جو دلی سے ستر کوس ہے) اپنے طرف سے ہندوستان کا نائب مقرر کیا۔ اور خود غزنین چلا گیا۔

قطب الدین ایسا لائق و ہوشیار تہا۔ کہ اوس نے دلی کے اون اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان واقع تہے۔ پرتہی راج کے سب رشتہ دارون سے چہین لیا۔ میرٹھ کوئل اور دلی کو فتح کرکے دلی کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور اسلامی حکومت کے تمام آئین و دستور جاری کئے۔

۱۱۹۱ء سنہ ۵۹۱ھ مین شہاب الدین پہر ہندوستان آیا۔ اور راجہ جے چند والی قنوج کو اٹاوہ کے جانب شمال مین چندوارہ کے اندر شکست فاش دی۔ راجہ کے آنکہہ مین قطب الدین ایبک کے ہاتہہ سے تیر لگا جس کے باعث راجہ ہاتہی پر سے گر کر مر گیا۔ اس فتح سے مسلمانون کا قبضہ قنوج اور بنارس پر ہوگیا۔ اور بنگالہ کا دروازہ مسلمانون کے لئے کہل گیا۔ اور قنوج کے راٹہور چہتریون نے ملک چہوڑ کر دریای سندہ کے مشرقی کنارہ پر راجپوتانہ کی ریاستین قایم کین۔ اب شہاب الدین بنارس مین آیا۔ اور ایک ہزار بتخانے توڑے۔ اور بہت کچہہ غنیمت حاصل کرکے غزنین روانہ ہوا۔

اجمیر کا راجہ جو شہاب الدین نے مقرر کیا تہا۔ اوس کے ہاتہہ سے اجمیر کو ہیمراج (جو پرتہی راج کا غریز تہا) نے چہین لیا۔ قطب الدین نے ۵۹۱ھ م ۱۱۹۴ء مین ہیمراج پر حملہ کرکے اوسکو شکست دی۔ اور اجمیر پر

قبضہ کیا۔ وہان سے گجرات جاکر خوب لوٹا۔ سنہ ۵۹۲ھ م ۱۱۹۵ء مین شہاب الدین پھر ہندوستان آیا۔ اور ملک بیانہ پر قبضہ کرکے قلعۂ گوالیار کا محاصرہ کیا۔ ہنوز قلعہ فتح نہ ہوا تہا کہ ایک ضرورت کی باعث سلطان نے غزنین مراجعت کی۔ اور ملک بیانہ کا انتظام اور قلعہ گوالیار کا محاصرہ بہاء الدین طغرل کے تفویض کیا۔ چنانچہ طغرل نے ایک عرصہ کے بعد گوالیار کو فتح کیا۔ اس کے بعد طغرل مرگیا۔

اس اثنا مین قطب الدین ایبک نے گجرات وناگور کے راجاؤن اور میوات کی پہاڑی قوم سے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست پاکر اجمیر مین قلعہ بند ہوگیا۔ جب غزنین سے امداد آئی تو قطب الدین کو رہائی ملی۔ اور رہائی کے بعد دشمنون سے خوب انتقام لیا۔ اور وہان سے گجرات پر چڑہائی کی۔ اور کوہ آبو کے جاگیردارونکو شکست دیکر گجرات کو تہ وبالا کیا۔ دوسرے سال بندیلکہنڈ مین کالنجر وکالپی اور روہیلکہنڈ مین بدایون کو فتح کرلیا۔

امرا غورین سے ایک امیر محمد بختیار خلجی نام پرگنہ دوآبہ وغیرہ کا جاگیردار نہایت شجیع وجوانمرد تہا۔ قطب الدین نے اوس کو خلعت وغیرہ دیکر بہار کو بہیجا۔ چنانچہ بہار کو اوس نے فتح کرکے بہت سا مال لیکر قطب الدین کے خدمت مین حاضر ہوا۔ قطب الدین نے اوسکو اس کارنمایان کے صلہ مین بہار اور بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا اوس نے وہان پہونچکر شمالی حصۂ صوبہ بہار اور دارالسلطنت لکہنوتی کو فتح کرکے تمام صوبہ بنگالہ پر قابض ہوگیا۔

ادہر ہندوستان مین تو یہ فتوحات ہورہی تھین۔ اور اُدہر شہاب الدین خوارزم کے بادشاہ (جس نے سلجوقیون کی سلطنت کو خاک مین ملاکر وسط ایشیا مین اپنی ایک سلطنت قایم کی تہی) سے لڑائی مین مصروف تہا۔ طوس وسرخس کے مقام پر سنہ ۵۹۹ھ م سنہ ۱۲۰۲ء مین شہاب الدین کو سلطان غیاث الدین محمد کے انتقال کی خبر پہونچی چنانچہ سلطان فوراً غزنین آیا۔ اور اپنے بھائی کی وصیت کے موافق تاج سر پر رکہا۔ غرض سلطان شہاب الدین تمام سلطنت کا انتظام کرکے سنہ ۶۰۰ھ م سنہ ۱۲۰۳ء مین خوارزم پر چڑہائی کی۔ اور خوارزم قلعہ بند ہوا۔ اس اثنا مین بادشاہ خطا کا سپہ سالار قرابیگ اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند۔ خوارزم شاہ کی مدد کو پہونچے سلطان نے مصلحت وقت کے لحاظ سے خوارزم کا محاصرہ چہوڑکر خراسان چلا۔ خوارزم شاہ نے تعاقب کرکے سلطان کو

شکست دی۔ جب سلطان وہان سے بھاگا جاتا تھا تو راستہ مین قراایبک وسلطان عثمان کے لشکر نے سلطان کو گھیر لیا۔ مگر یہ بھی گرتے پڑتے قلعہ اندخود مین (جو ہرات وبلخ کے درمیان ہے) پناہ گیر ہوا۔ پھر سلطان عثمان کی وساطت سے صلح ہوگئی۔ اور سلطان نے قلعہ اوس کے حوالہ کرکے پریشان حال مراجعت کا قصد کیا۔

جسوقت کہ سلطان میدان جنگ سے بھاگا تھا تو اوس کا ایک غلام ایبک نام ہمراہ تھا۔ اوس نے جانا۔ کہ سلطان مارا گیا۔ اور اس کے ساتھ اوسکو سندہ کی سلطنت کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ سلطان کے مرنے کی افواہ چارون طرف اوڑادی۔ اور خود ملتان آیا۔ اور وہان کے حاکم میرحسن کو خلوت مین لیجاکر قتل کیا۔ اور ایک جعلی فرمان دکھاکر ملتان کا حاکم بنگیا۔ ادہر کہکر کی قوم نے لاہور کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور جہلم و سودرہ مین شور وفساد مچایا۔ ادہر سلطان قلعۂ اندخود سے غزنین آیا۔ گر یلدوز نے سلطان کو قلعہ مین داخل ہونے ندیا۔ ناچار سلطان ملتان آیا۔ یہان ایبک نے اطاعت نہ کی۔ لیکن سلطان نے لڑکر اوسکو گرفتار کیا۔ اور سرحد ہندوستان سے سپاہ جمع کرکے غزنین پر قبضہ کیا۔ اور یلدوز کا گناہ امرا کبار کی سفارش سے معاف کردیا۔ اتنے مین خوارزم سے صلح ہوگئی۔ غرض اس موقع پر سلطان سے سب پھر گئے تھے۔ مگر قطب الدین ایبک وفادار رہا۔ اب سلطان نے قطب الدین کو ہمراہ لیکر کہکرون[1] کی خوب گوشمالی کی وہان سے لاہور آکر قطب الدین کو رخصت کیا۔

---

[1] کہکرون کا کچھ مذہب نہ تہا۔ جس کسیکو لڑکی پیدا ہوتی۔ وہ دروازہ پر کھڑا ہوکر پکارتا۔ کہ اسکو کوئی شخص ذبیحت مین قبول کرے۔ اگر کوئی قبول کرتا تو وہ لڑکی اسکے حوالہ کردیتا۔ ورنہ قتل کرڈالتا۔ ایک عورت کئی خاوند کرتی تہی۔ مسلمانونکو تکلیف دینا اونکے دانون اعظیم تہا۔ لیکن سلطان کے اخر ایام سلطنت مین ایک مسلمان اونکا پیشوا ہوا۔ جس نے اسلام کی خوبیان جتاکر اونکو مسلمان ہونے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ کہکرون کے سردار نے سلطان کے پاس حاضر ہوکر اسلام قبول کیا۔ اور اپنی تمام قوم کو بھی مسلمان بنایا۔ سلطان نے اوسکو خلعت فاخرہ مرحمت کرکے اوس کوہستان کی حکومت کا فرمان لکھدیا۔ ۱۲ مولف۔

جب سارے ہندوستان مین امن وامان ہوگیا تو ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء مین سلطان لاہور سے غزنین چلا گیا۔ اور بہاء الدین سلم والی بامیان کو لکھا۔ کہ ہمارا ارادہ ترکستان کے کفارون سے لڑنیکا ہے۔ اسلئے تم ایک لشکر آب جیحون کے کنارے پر جمع کرو۔ غرض کہ اوسی سال ۲ شعبان کو سلطان کا خیمہ موضع ولیک مین دریا وسندہ کے ایک پرفضا مقام پر قایم کیا گیا تھا۔ کہ چند بدمعاش گکھڑون نے (جنکے عزیز واقارب لشکر سلطانی کے ہاتھہ مارے گئے تھے) آدہی رات کے وقت دریا کو عبور کرکے خیمہ مین گھس گئے۔ اور سلطان شہاب الدین کو چھریون سے قتل کرڈالا۔ کہتے ہین کہ سلطان کے جسم پر ۲۲ چھریان پڑے تھے۔ آخر سلطان کا جنازہ بڑی شان وشوکت اور جاہ وجلال سے غزنین روانہ ہوا۔ اور بڑے بڑے حکام جنازہ کے ساتھہ تھے۔ کسی شاعر نے وفات کی تاریخ حسب ذیل کہی ہے۔

شہادتِ ملک بحر وبر شہاب الدین — کز ابتدائے جہان ہمچو او نیامد یک

سوم زغرۂ شعبان بسال ششصد و دو — فتادہ در رہ غزنین بمنزل ولیک

سلطان شہاب الدین نے ۳۲ سال کچھہ ماہ حکمرانی کی۔ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے۔ کہ خزانۂ سلطانی مین سونا اور جواہرات کی پانچ من سیر اتھا۔ پس طلا ونقرہ ودیگر نقود واموال کا اس سے قیاس ہوسکتا ہے۔ کہ کس قدر کثرت سے ہوگا۔ اس نے نو مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا۔ دو مرتبہ شکست پائی۔ اور سات بار کامیاب ہوا۔ سلطان کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ صرف ایک لڑکی تھی۔ سلطان اپنے ترکی غلامونکو اولاد سمجھتا تھا۔ اور اونکی تعلیم وتربیت اعلی پیمانہ پر مثل فرزندون کے کراتا تھا۔ چنانچہ تین غلام اوسکی وفات کے وقت بڑے بڑے صوبجات کے حکمران تھے۔ یعنے قطب الدین ایبک ہندوستان مین۔ تاج الدین یلدز غزنین مین۔ اور ناصر الدین قباچہ سندہ اور ملتان مین۔ اگرچہ اوسکی وفات کے بعد اوسکا بھتیجا سلطان محمود تخت پر بیٹھا۔ مگر ساری سلطنت ان غلامون کے ہاتھہ مین تھی۔ اور بامیان کی سلطنت پر اوس کے عزیز واقارب حکومت کرتے تھے۔ فقط اوس کے پاس غور وہرات وسیستان اور شرقی خراسان باقی تھا۔ فیروزکوہ اوسکا دارالسلطنت تھا۔

جب سلطان محمود تخت نشین ہوا تو اوس نے قطب الدین ایبک کو بادشاہی کا خطاب اور رتبہ بھیجا۔ اگرچہ غزنین کی سلطنت کے دعویدار بامیان کے بادشاہ کی اولاد مین سے پیدا ہوے۔ مگر اوس نے تاج الدین یلدوز کی حکومت مین رخنہ اندازی نہ کی سلطان محمود نے پانچ چھہ برس کے بعد وفات پائی۔ تو اوسکے مغربی ملکون مین لڑائیان اور فساد برپا ہوے۔ اور شاہ خوارزم نے غوریونکے آخری بادشاہ جلال الدین بن بہاء الدین کو قتل کرکے خاندان غوریہ کا خاتمہ کردیا۔ ان لڑائیون کا ذکر یہان مناسب معلوم نہین ہوتا۔ البتہ ہم ان مسلمانون کے حالات و شجرات آیندہ فرمانروایان اسلام کے سوانحات مین بیان کرینگے غرض اب غزنین اور غور سے ہندوستان کو کچھہ تعلق نرہا۔ اور ہندوستان بجائے خود ایک مسلمانونکی سلطنت ہوگئی۔ ہندوستان کا سب سے پہلا بادشاہ قطب الدین ایبک ہوا۔ اور خاندان غوری کی حکومت سنہ ۵۴۳ھ م ۱۱۴۸ء سے سنہ ۶۱۲ھ م سنہ ۱۲۱۵ء تک تقریباً ستر برس قایم رہی۔

خاندان غلامان

سلطان قطب الدین ایبک

سلطان قطب الدین[1] ۱۸ ذی قعدہ سنہ ۶۰۲ھ روز شنبہ کو دہلی سے آکر لاہور مین تخت نشین ہوا۔ پھر چند روز کے بعد دہلی مین آیا۔ اس اثنا مین تاج الدین یلدوز نے لاہور پر چڑھائی کرکے قبضہ کرلیا۔ مگر انجام اوسکا یہ ہوا کہ

[1] قطب الدین ایبک کو ایک سوداگر ترکستان سے نیشاپور مین لیگیا۔ اور قاضی فخر الدین ابن عبد العزیز کوفی رحوفرزند امام اعظم ابو حنیفہؒ سے تھے کے ہاتھہ بیچا۔ اونہون نے اسکو اپنی اولاد کے برابر تعلیم کیا۔ چنانچہ قطب الدین بہت جلد حافظ قرآن مجید ہوگیا اور عربی فارسی مین اچھی لیاقت پیدا کی۔ پھر ایک سوداگر نے بہت سا روپیہ دیکر قاضی صاحب سے اوسکو خرید لیا اور

سنہ ۱۲۰۳ء مین قطب الدین نے اوسکو غزنین سے نکال باہر کیا۔ اور خود چالیس روز تک غزنین مین رہا۔ اور تاج شاہی سر پر رکھکر تخت پر جلوس کیا۔ لیکن تاج الدین یلدوز نے پھر قطب الدین سے غزنین کو لے لیا۔ اور قطب الدین وہان سے لاہور چلا آیا۔ اور عیش و آرام مین زندگی بسر کرنے لگا۔ آخر سنہ ۱۲۰۶ء سنہ ۱۲۱۰ء مین چوگان کھیلتے کھیلتے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ قطب الدین نے بیس برس تک دہلی مین حکومت کی۔ سولہ برس سلطان شہاب الدین کی ماتحتی مین اور چار برس خود مختاری مین گذرے۔

قطب الدین کے انتقال کے بعد امراء سلطنت نے اوس کے بیٹے آرام شاہ کو تخت نشین کیا۔ مگر اس مین سلطنت کی قابلیت نہ تھی۔ چنانچہ چند ہی روز مین اکثر ملک قبضہ سے نکل گئے۔ اور جا بجا بغاوت و فساد شروع ہو گیا۔ آخر امیر علی اسمٰعیل اور امیر داؤد دہلی نے شمس الدین التمش کو جو قطب الدین کا داماد اور پسر خواندہ تھا، بدایون سے طلب کیا۔ اور وہ اپنی جمعیت سے دہلی مین آکر قبضہ کر لیا۔ اور آرام شاہ شہر سے نکل گیا۔ اس کے بعد تھوڑا سا لشکر جمع کر کے شمس الدین سے لڑا۔ مگر شکست پائی۔ اور مر گیا۔ آرام شاہ نے ایک سال بھی سلطنت نہ کی۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۷) سلطان شہاب الدین کے خدمت مین نذر کیا۔ اوسکو ایک کہنے کا یہ سبب ہوا کہ اسکی چھنگلیا ٹوٹی ہوئی تھی سلطان نے اوسپر عنایت و مہربانی شروع کی۔ ایکروز کا ذکر ہے کہ مجلس عیش و طرب مین سلطان نے اوسکو بہت کچھ انعام دیا۔ اوس نے یہ سب انعام فراشون اور ملازمونکو بانٹ دیا۔ جب سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور میر آخوری کے عہدہ سے ممتاز کیا۔ اسکے بعد اجمیر کی فتح پر ہندوستان کا سپہ سالار ہوا۔ سخاوت و شجاعت مین یکتا تھا۔ اور فیاضی اس قدر بڑھی ہوئی تھی۔ کہ لاکھون روپیہ دیتا تھا۔ اور اسی باعث لک بخش لقب ہوا۔ عائد سلطنت سے محبت پیدا کرنیکے لئے اوس نے اون سے نکاح کر لئے تھے۔ چنانچہ تاج الدین یلدوز کی لڑکی سے خود شادی کی۔ اور ناصر الدین قباچہ کو اپنی ایک بیٹی دی۔ جب وہ مر گئی تو دوسری بیٹی سے نکاح کیا۔ شمس الدین التمش کو بھی ایک بیٹی دی تھی۔ ۱۲ مولف۔

اسوقت ممالک ہندوستان کے چار حصے ہوگئے تھے۔ یعنے سندھ ناصرالدین قباچہ کے تصرف مین تھا۔ اور بنگال پر ملوک خلجی کا قبضہ تہا۔ اور دہلی مین سلطان التمش حکمران تھے۔ اور مملکت لاہور کبھی تاج الدین یلدوز کے پاس کبھی ناصرالدین قباچہ کے قبضہ مین۔ کبھی شمس الدین التمش کے قبضہ مین رہتی تہی۔

ابوالمظفر سلطان شمس الدین التمش

جب سلطان شمس الدین التمش[1] ۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء مین تخت پر بیٹھا تو امرا قطبی نے لشکر جمع کرکے

---

[1] ۔ طبقات ناصری مین لکہا ہے کہ شمس الدین التمش ترکان قراختائی سے تہا اور اوس کا باپ قبیلۂ البری سے ایلم خان نام مشہور امرا وقت سے تہا۔ اسکو التمش اس لئے کہتے تہے کہ وہ چاند گہن کی رات مین پیدا ہوا تہا۔ اسکا واقعہ حضرت یوسف کے قصہ سے بالکل مشابہ ہے۔ کیونکہ اس کے حقیقی بہائیون نے اس کے حسن وجمال اور لیاقت وذہانت پر رشک کرکے اسکو سیر کے بہانے باہر لیگئے۔ اور ایک سوداگر کے ہاتہہ بیچ ڈالا۔ اس سوداگر نے بخارا لیجاکر شیخ جہان کے ہاتہہ بیچا۔ وہان سے حاجی بخارا نے خریدا۔ اور اوس سے حاجی جمال الدین جست قبا نے مول لیا۔ اس کے بعد جست قبا نے اوسکو غزنین لایا۔ التمش کیسا ہنہ ایک اچھا غلام اور ایک ہی تہا۔ سلطان معزالدین نے ہر ایک کی قیمت ہزار دینار رکہنا چاہی۔ مگر جست قبا راضی نہوا۔ سلطان نے حماقت کردی کہ کوئی ان غلامون کو نہ خریدے چنانچہ جست قبا ایک رس غزنین مین رہکر بخارا چلا گیا۔ وہان سے پہر غزنین آیا۔ اوسی زمانہ مین قطب الدین گجرات کو فتح کرکے غزنین آیا تہا جب ان دونو غلامونکی شہرت سنی تو سلطان سے خریدنیکی اجازت چاہی۔ مگر سلطان نے جواب دیا کہ مین نے اسکے قبل حماقت کردی ہے کہ کوئی انکو غزنین مین نہ لے۔ البتہ دہلی مین یہ فروخت ہوسکتے ہین۔ جب قطب الدین دہلی آیا تو التمش اور ایبک کو ایک لاکہہ جیتل مین خریدا۔ اور ایبک کا نام طمغاج رکہا اور اوسکو ہیٹنڈہ کا امیر کیا۔ لیکن طمغاج ملک تاج الدین یلدوز کی لڑائی مین جو قطب الدین سے ہوئی تہی۔ مارا گیا اور التمش کو پہلے میرشکار کا عہدہ دیا۔ بعد ازان گوالیار کا حاکم بنایا۔ جب اوسکی لیاقت زیادہ دیکہی تو بدایون کا نائم مقرر کیا۔ اور اپنی بیٹی کا نکاح بہی اوس کے ساتہہ کردیا۔ ۱۲ مولف۔

لڑائی شروع کی۔ چنانچہ سلطان نے جمنا کے میدان مین اون کو شکست دی۔ اور نامی سردارونکو قتل کیا اس کے بعد تاج الدین یلدوز کو (جس نے خوارزم شاہ سے شکست پاکر ہندوستان کی طمع مین پنجاب و تھانیسر پر قبضہ کرلیا تہا) ترادری کے میدان مین جنگ کرکے گرفتار کیا۔ اور قلعہ بدایون مین قید کیا چنانچہ وہ وہین مرگیا۔

۶۱۴ھ م ۱۲۱۷ء مین ناصرالدین قباچہ سے لڑائی ہوئی۔ اور وہ شکست کہا کر بہاگ گیا۔ اور سلطان فتح و نصرت کیساتہہ دہلی آیا۔ اس عرصہ مین طوفان چنگیزخانی کی خبر پہونچی۔ اور جلال الدین شاہ خوارزم چنگیزخان کے ہاتہون تباہ ہوکر دریاے سندہ کے اس طرف بہاگ آیا۔ اور اوسکے پیچہے مغلونکی فوج بہی ملتان و سندہ مین داخل ہوئی۔ سلطان التمش بہت سا لشکر لیکر سلطان جلال الدین کے مقابل ہوگیا اور جلال الدین وہان سے نکل کر ہند و سیستان کی جانب چلتا بنا۔ یہان ناصرالدین قباچہ سے لڑائی ہونے کے باعث کچہ و کران کی راہ سے باہر چلا گیا۔ اوس کے ساتہہ ہی مغلونکی فوج بہی اُلٹی چلی گئی۔ مگر اتنے ہی دنون مین مغلونکی فوج درودنے یہ رنگ دکہایا۔ کہ دس ہزار ہندؤن کو لونڈی غلام بنایا۔ اور جب رسد کی تنگی ہوئی تو ان بیچارے قیدیون کو قید حیات سے رہائی دی۔

۶۲۲ھ م ۱۲۲۵ء مین سلطان نے غیاث الدین حاکم بنگال پر لشکرکشی کی۔ اور اسکو مطیع کرکے سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کرایا۔ اور اپنے بڑے بیٹے کو ناصرالدین کا خطاب دیکر ولایت لکہنوتی (جسمین تمام بنگالہ داخل تہا) کا حاکم مقرر کرکے خود دہلی مراجعت کی۔ اسکے بعد ۶۲۳ھ مین قلعہ رنتھنبور پر لشکرکشی کی۔ (اس قلعہ کے نسبت اکثر مورخون کا قول ہے کہ ستر سے زیادہ بادشاہون نے اسپر حملہ کیا تہا مگر یہ اسقدر مضبوط کسی سے فتح نہ ہوا تہا) اور چند ہی مہینون مین سلطان نے اوسکو فتح کرلیا۔ اس کے دوسرے سال قلعہ مندور (جو حدود مالک مین ہے) پر قبضہ کیا۔ اس اثنا مین ناصرالدین قباچہ نے سلطان سے پرخاش شروع کی۔ اس لئے سلطان ۶۲۵ھ مین اوسکی تنبیہ کے لئے چلا۔ اور قلعہ اوچہ کا

محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ناصرالدین قباچہ نے اپنے تئین دریائے سندہ مین غرق کیا۔ اسکے بعد سارا ملک سمندر تک سلطان کے قبضہ مین آگیا۔ اور ملک سنان الدین حبش والی دیبل وسندہ نے بھی اطاعت قبول کی۔ اور ۶۲۶ھ مین خلیفہ مستنصر عباسی نے شمس الدین کے لئے خلعت بھیجا۔ چنانچہ سلطان نے نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھہ اوسکو پہنا۔ اور بہت خوشی منائی۔ اس عرصہ مین سلطان کے بیٹے ناصرالدین حاکم لکھنوتی کے انتقال کی خبر پہونچی۔ سلطان نہایت مغموم ہوا۔ اور مرحوم بیٹے کا خطاب اپنے چھوٹے بیٹے کو دیا۔ اور ۶۲۷ھ مین ملک خلجی (جو لکھنوتی مین غدر مچایا تہا) کو گرفتار کرکے لکھنوتی کی حکومت علاءالدین جانی کو عطا کی۔ اس کے بعد ۶۲۹ھ مین قلعہ گوالیار کا گیارہ مہینے تک محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور دیویل والی قلعہ بہاگ گیا۔ ۶۳۲ھ مین سلطان نے بلاد مالوہ پر یورش کی۔ اور قلعہ بھیلسہ کو فتح کرکے وہانکے قدیمی بتخانہ کو مسمار کیا۔ اور راجہ بکرماجیت کی مورت معہ دیگر مورتون کے دہلی کی مسجد کے نیچے دفن کرادیا ان فتوحات کے بعد سلطان نے ملتان وپنجاب کیجانب کوچ کیا۔ مگر یہ سفر ایسا نامبارک ہوا کہ راستہ مین بیمار ہوگیا۔ اور دہلی آکر ۲۹ روز زندہ رہا۔ آخر ۲۰ شعبان ۶۳۳ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۲۳۶ء مین اس دار فانی سے رخصت ہوا۔ مدت سلطنت ۲۶ سال ہے۔

ابتک سلطان کی یادگار دہلی مین حوض شمسی اور قطب کی لاٹھہ موجود ہین۔ یہہ لاٹھہ عجائب روزگار ہے۔ ابتک اوسکے پانچ کھنڈ موجود ہین۔ اور اسّی گز اونچی ہے۔ ورنہ پہلے سات کھنڈ تہے۔ اور سو گز بلند تہی۔ اوس کا محیط بنیاد مین پچاس گز اور آخر پر دس گز ہے۔ اسمین ۳۷۸ چکردار زینے بنے ہوے ہین۔

سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن التمش

سلطان رکن الدین باپ کے زمانہ مین لاہور کا حاکم تہا۔ سلطان نے سند وملتان سے واپس ہوتے ہوے اوسکو دہلی ساتھہ لایا تہا۔ باپ کے مرنے کے وقت رکن الدین دہلی مین موجود تہا۔ چنانچہ ۶۳۳ھ مین

سلطان رکن الدین تخت نشین ہوا۔ اور کاروبار سلطنت کو طاق پر رکھکر رات دن عیش وطرب راگ ورنگ مین مشغول ہوا۔ اوس کی مان شاہ ترکان (جو ترکی کنیز تھی) نے رشک وحسد سے سلطان کے چھوٹے بیٹے کی آنکھون مین سلائی پھروا کر قتل کروا دیا۔ اور امور سلطنت مین دخل دینے لگی۔ اوس کے ان حرکات ناشائستہ سے ارکان دولت متنفر ہوگئے۔ اور شاہزادہ غیاث الدین محمد (جو رکن الدین کا چھوٹا بھائی تھا) حاکم اودھ نے اطاعت چھوڑ دی۔ علاوہ برین ملک اعزالدین محمد ساللاری صوبہ دار بدایون۔ ملک علاءالدین شیرخان حاکم لاہور۔ ملک اعزالدین کبیرخانی والی ملتان۔ ملک سیف الدین کوچی فوجدار ہانسی وغیرہ نے اتفاق کرکے علم مخالفت بلند کیا۔ سلطان رکن الدین اونکی سرکوبی کیلئے بہت سا لشکر لیکر پنجاب کی جانب روانہ ہوا۔ راستہ مین تمام امرا اوس سے علحدہ ہوکر دہلی آئے اور سلطان التمش کی بیٹی سلطانہ رضیہ کو تخت دہلی پر متمکن کیا۔ اور رکن الدین کی مان شاہ ترکان کو قید کرلیا۔ جب رکن الدین نے یہ خبر سنی تو دہلی مراجعت کی۔ اور ۶۳۴ھ مین طرفین کے لشکر کا مقابلہ ہوا۔ اور رکن الدین گرفتار ہوگیا۔ چنانچہ چند روز کے بعد اسی قید مین انتقال کیا۔ مدت سلطنت چھ مہینے آٹھ روز ہے۔

ابن بطوطہ لکھتا ہے۔ کہ جب رکن الدین نے اپنے بھائی معزالدین کو مار ڈالا اور رضیہ (جو اسکی حقیقی بہن تھی) کی ملامت پر اوس کے بھی قتل کے درپے ہوا۔ جمعہ کی نماز کو رکن الدین گیا ہوا تھا کہ رضیہ بالاخانہ پر چڑھ کر چلائی کہ رکن الدین نے معزالدین کو مار ڈالا ہے۔ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ لوگون نے یہ سنکر رکن الدین کو گرفتار کرکے رضیہ کے پاس لائے۔ اور معزالدین کے قصاص مین وہ قتل ہوا۔ رضیہ کا بھائی ناصرالدین بہت کم عمر تھا۔ اس لئے رضیہ تخت پر بیٹھی۔

سلطانہ رضیہ بنت سلطان التمش

سنہ ۶۳۶ھ مین رضیہ بیگم تخت پر بیٹھی۔ خدا نے اوسکو شاہان عادل کی خوبیان عطا کی تہین۔ اور امور سلطنت مین اوس کو اچھا ملکہ تھا۔ التمش کی زندگی مین ہی اوس کی لیاقت و فراست ظاہر ہوچکی تھی۔ چنانچہ التمش نے گوالیار کی واپسی پر تاج الملک محمود وبیر سلطنت کو حکم دیا تہا۔ کہ رضیہ کو ولیعہد لکہدیا جائے۔ مگر تاج الملک نے بیٹون کا حوالہ دیا۔ اور اون کی حق تلفی جتلائی۔ سلطان نے جواب دیا۔ کہ وہ آوارہ اور لہو و لعب کے دلدادہ ہین۔ اس لئے سلطنت کی سنبھال اون سے نہ ہوسکیگی۔ گو رضیہ عورت ہے مگر اون مردون سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ میرے بعد رضیہ کے سوا کوئی سلطنت کے لائق نہوگا چنانچہ بادشاہ کی وہ پیشینگوئی اسوقت ظہور مین آئی۔ بہرحال رضیہ بیگم نے انتظام ریاست مین دلچسپی سے حصہ لیا۔ اور چند ہی روز مین رکن الدین کے زمانہ کی خرابیون کو دور کیا۔ مگر اکثر امراء دولت اوس کے مخالف ہوگئے۔ رضیہ نے بہی اون کا کئی دفعہ مقابلہ کیا۔ آخر اون مین سے چند مخالفون کا قلع قمع ہوگیا چنانچہ سیف الدین کوچی معہ اپنے بھائی فخرالدین کے قتل ہوا۔ ملک علاء الدین مارا گیا۔ اور ملک نظام الدین کوہ سرمور مین فوت ہوا۔ اس کے بعد رضیہ نے خواجہ مہذب خرنوی کو نظام الملک کا خطاب عطا کرکے اپنا وزیر بنایا۔ اور ملک سیف الدین ایبک کو لشکر کی نیابت تفویض ہوئی۔ اور قتلغ خان خطاب دیا گیا۔ ملک اعز الدین کبیر خانی کو لاہور کی حکومت عطا ہوئی۔ اور قلعۂ رنتہنور مین ہندون نے جن مسلمانون کو قید کر رکہا تہا۔ قلعہ پر چڑہائی کرکے رہائی دلائی گئی۔ اب لکہنوتی سے لیکر دیول و سندھ تک کل امراء اور ملوک رضیہ بیگم کے مطیع و منقاد تھے۔ مگر یہ صورت بہت جلد بدل گئی۔ کیونکہ رضیہ نے امیر جمال الدین یاقوت حبشی میر آخور کو اس قدر بڑہایا۔ کہ امیر الامرا بنا دیا۔ اور ایسا مقرب کیا۔ کہ رضیہ کو گھوڑے پر سوار ہوتے وقت وہی حبشی ہمیشہ بغل مین ہاتہہ دیکر سوار کراتا۔ خصوصًا یہ ناشائستہ حرکت امراء ترک کو غیرت دلائی۔ اولًا حاکم لاہور نے اطاعت سے منہ موڑا۔ رضیہ نے لشکر لیکر چڑہائی کی۔ حاکم لاہور نے مصلحت وقت کے لحاظ سے اطاعت کرلی۔ اس لئے رضیہ نے ملتان و فراقش بہی اوسکے تفویض کیا

اس کے بعد ملک التونیہ (جو ترکان چہلگانی سے تھا) نے بغاوت کی۔ رضیہ اوسکی سرکوبی کے لئے لشکر فراوان کے ساتھہ بھٹنڈہ کی جانب روانہ ہوئی۔ اثنار راہ مین امرا ترکنے یاقوت حبشی کو قتل کرڈالا۔ اور رضیہ بیگم کو گرفتار کرکے قلعہ بھٹنڈہ بھیجدیا۔ اور خود دہلی مین آکر معزالدین بہرام شاہ بن التمش کو تخت پر بٹھایا اودہر رضیہ نے ملک التونیہ کو اپنا پرچایا۔ کہ دونون مین نکاح ہوگیا۔ اس کے بعد ان دونون نے جاٹون اور گکھڑون کو جمع کرکے دہلی پر حملہ کیا۔ اور ملک اعزالدین بلبن نے بہرام کے حکم سے انکا مقابلہ کرکے شکست دیا۔ پھر چند روز کے بعد رضیہ نے اپنے پراگندہ لشکر کو جمع کرکے دہلی پر چڑہائی کی لیکن بلبن کے ہاتھہ مکر رہزیمت اوٹھائی۔ رضیہ اور ملک التونیہ دونون گرفتار کئے گئے۔ بہرام شاہ نے اونکو قتل کرڈالا۔ رضیہ کی مدت سلطنت تین برس چھہ مہینے چھہ دن ہے۔

ابن بطوطہ لکھتا ہے۔ کہ جب رضیہ شکست کہاکر بھاگی تو بھوک کے مارے ایک کسان سے کہانا مانگ کر کھائی۔ اور رہین سورہی۔ اُسوقت یہ مردانہ لباس مین تھی۔ کسان نے دیکھا۔ کہ اسکے کپڑونکے نیچے ایک قبا مرصع ہے۔ اور غور کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ عورت ہے چنانچہ قبا کی حرص مین اوسکو قتل کرڈالا۔ تمام لباس اوتارلیا۔ گھوڑا بھی لے لیا۔ اور کھیت مین دبادیا۔ جب ان کپڑونکو بازار مین بیچنے لیگیا تو اہل بازار نے کوتوال کو اطلاع کی۔ کوتوال نے لیجاکر خوب مارا۔ آخر کو اوس نے رضیہ کو قتل کا اقرار کیا۔ اور لاش کو بتلادیا۔ آخر بہرام شاہ کے حکم سے لاش کو غسل دیا۔ کفن پہنایا۔ اور جمنا کے کنارے پر دجو شہر سے ایک فرسنگ کا فاصلہ ہے دفن کیا۔

سلطان معزالدین بہرام شاہ بن التمش

۱۰ رمضان سنہ ۶۳۷ھ سنہ ۱۲۳۹ء کو بہرام شاہ تخت نشین ہوا۔ رضیہ سے جسقدر لڑائیان ہوئین اور جسطرح اوسکا فیصلہ ہوا۔ وہ اس کے قبل بیان ہوچکا ہے۔ بہرام شاہ برائے نام بادشاہ تھا کیونکہ امور سلطنت کا

اختیار روا قدار اختیار الدین و نظام الملک۔ مہذب الدین کے ہاتھ مین تہا۔ اختیار الدین نے تو بہرام شاہ کی بہن سے نکاح کرکے گہر پر ہاتھی باندہنا اور تین دفعہ نوبت کا بجوانا (اوس زمانہ مین یہ باتین بادشاہونکے لئے مخصوص تھین) شروع کیا۔ بہرام شاہ ان حرکات سے تنگ آکر دونون کے قتل کے لئے دو ترک مقرر کئے۔ چنانچہ اختیار الدین مارا گیا۔ اور مہذب الدین زخم کہاکر نکل گیا۔ اس کے بعد بدر الدین سنقر سلطنت کے کامون مین دخیل ہوا۔ اور سلطان کے معزول کرنے کے متعلق صفر ۵۳۳ھ مین صدر الملک تاج الدین کے گہر پر امرا کبار کو جمع کرکے مشورہ کیا اور صدر الملک مہذب الدین وزیر کے گہر جاکر اوس کو بہی اس جلسہ مین شریک ہونیکی دعوت دی۔ اتفاقاً اوسوقت سلطان کا ایک معتبر آدمی وزیر کے پاس بیٹھا ہوا تہا۔ وزیر نے اُس کو گوشہ مین چھپاکر صدر الملک کی تمام گفتگو سنوادی اور سلطان کو اس کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ سلطان خود سوار ہوکر صدر الملک کے جلسہ کو متفرق کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس خبر کے سنتے ہی سلطان وہان پہونچا۔ اور سب کو گرفتار کرکے سزا دین۔ اسی اثنا مین خبر آئی کہ چنگیز خانی مغلون نے خراسان و غزنین سے آکر لاہور کا محاصرہ کیا ہے اوس وقت لاہور مین قزاق حاکم تھا۔ اوس نے مغلون کا اچھا مقابلہ کیا۔ مگر اہل لاہور نے اوس کا ساتہہ نہ دینے سے وہ بلی کو چلا آیا۔ اور ترکون نے ۱۹ جمادی الثانی ۵۳۹ھ کو لاہور پر قبضہ کرلیا۔ بہرام شاہ نے نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری وکیل سلطنت کو معہ دیگر امرا کے لشکر کثیر دیکر مغلون کی مدافعت کیلئے روانہ کیا جب یہ لشکر دریا ربیاس کے کنارے پہونچا تو مہذب الدین نے ایک عرضی بہرام شاہ کو یہ لکہی کہ حضور نے امرا منافق کی جماعت میرے ساتہہ کی ہے۔ جس سے کام خراب ہونیکا اندیشہ ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ خود حضور تشریف لائین۔ ورنہ یہ فرمان روانہ کرین۔ کہ بندہ اور قطب الدین جس طرح ہوسکے اس جماعت کو ٹھکانے لگائے۔ سلطان نے سادگی سے یہ جواب دیا کہ اس وقت تو اون سے جیسا ہوسکے کام لیا جائے۔ جب کام سے فرصت ملے تو مین اونکو اچھی طرح سزا دونگا۔ یہہ تحریر

تہذب الدین منافق نے امرا لشکر کو دکھا کر بدظن کیا۔ اور سلطان کے معزول کرنے مین اونکو اپنا متفق بنایا۔ ہر چند سلطان نے اون کی دلہی اور تسلی مین کوشش کی۔ مگر کامیابی نہوئی۔ تہذب الدین کل امرا کو لیکر دہلی آیا۔ اور بہرام شاہ کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ یہ محاصرہ ساڑے تین مہینے تک برابر رہا۔ اور طرفین سے خوب کشت و خون ہوا۔ آخر ذی قعدہ سنہ ۶۳۹ھ مین مخالفون نے شہر کو لے لیا۔ اور بہرام شاہ کو گرفتار کرکے چند روز قید مین رکھا۔ بعد ازان قتل کیا۔ سلطنت کی مدت دو سال ایک مہینہ پندرہ یوم ہے۔

سلطان علاء الدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ

سلطان بہرام شاہ کے بعد ملک عزالدین بلبن بزرگ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ گر امرا نے منظور نہ کیا۔ سلطان شمس الدین کے بیٹے ناصر الدین و جلال الدین اور رکن الدین فیروز شاہ کا بیٹا سلطان علاء الدین مسعود قصر سفید مین مقید تھے۔ امرا نے اون کو رہا کرکے سلطان مسعود شاہ کے سر پر سنہ ۶۳۹ھ سنہ ۱۲۴۱ء مین تاج شاہی رکھا۔ اور جلال الدین کو قنوج۔ ناصر الدین کو بہرائچ کی حکومت دیگئی۔ علاء الدین کی مے نوشی نے سلطنت مین خرابیان پیدا کین۔ اور سنہ ۶۴۲ھ سنہ ۱۲۴۴ء مین مغلون نے بنگالہ پر یورش کی۔ ادہر سے بہی مقابلہ ہوا۔ اور مغل چلتے بنے۔ لیکن امرا نے علاء الدین کی ایم الخزی سے تنگ آکر اوس کو قید کیا۔ اور بہرائچ سے ملک ناصر الدین کو بلاکر بادشاہ بنایا۔ مدت سلطنت چار سال ایک ماہ ہے۔

سلطان ناصر الدین محمود بن التمش

۲۴ محرم سنہ ۶۴۴ھ مطابق جون سنہ ۱۲۴۶ء کو قصر سبز مین سلطان ناصر الدین دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اور ملک غیاث الدین بلبن خرد کو قصدان وزارت عطا کیا۔ اور خان اعظم الغ خان کا خطاب دیا۔ اور اوسکے چہوٹے بہائی شیر خان کو فخر ان معظم کا خطاب دیکر ملتان و پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ کہکروں کو گوشمالی دی گئی۔ اور ملتان لاہور

قدیم جاگیردار جو مغلون سے ساز باز رکھتے تھے۔ اون کو معزول کرکے اون کی اولاد کو مامور کیا گیا۔ اسکی بعد غیاث الدین نے ہندو راجاؤن کی خوب تنبیہ کی۔ اور دلی سے کالنجر تک حکومت کو قایم کیا۔ پھر بیولات وکوہ پایہ کو فتح کیا۔ اس اثنا مین ملک اعزالدین حاکم اوجہ و ناگور نے بغاوت کی۔ سلطان نے اوس کی بھی سرکوبی کی۔ اور قلعہ نرور کو جاہر دیو سے لیا۔ چندیری اور مالوہ مین اپنے حاکم مقرر کئے۔ یہہ سب کچھہ فتوحات جو سلطان کو حاصل ہوے۔ وہ غیاث الدین بلبن کی بدولت تھے۔

۱۲۵۱ء مین عمادالدین ریحانی نے سلطان سے لگا بجھا کر بلبن کو اقطاع جھانسی مین بھیجوا کر خود وزیر ہوگیا لیکن اس کی زمانۂ وزارت مین اکثر صوبہ جات مین بغاوت و سرکشی شروع ہوگئی۔ آخر سلطان کو صوبہ داران اودہ۔ بدایون سرہند وغیرہ کی سفارش پر بلبن کو پھر وزیر کرنا پڑا۔ اس اثنا مین ملکۂ جہان والدۂ سلطان ناصرالدین نے قتلغ خان سے نکاح کرلیا۔ جس سے سلطان کو بیحد ملال ہوا۔ اور قتلغ خان کو اودہ کی جاگیر دیکر رخصت کیا۔ پھر وہان سے بھٹرائچ پر بدل دیا۔ ۱۲۵۵ء مین قتلغ خان اور کشلیخان حاکم سند نے وے پال راجہ جیت پور کی اعانت سے علم مخالفت بلند کیا۔ غیاث الدین بلبن نے حسب الحکم سلطان اون پر چڑھائی کرکے شکست دی۔ بلبن کی سفارش پر کشلیخان کی خطا معاف ہوکر پھر سندہ کی حکومت اوس کو ملگئی۔ مگر قتلغ خان کا حال معلوم نہ ہوا۔ کہ وہ شکست کہا کر کہان چلا گیا۔ اور ۱۲۵۶ء ۶۵۷ھ مین بلبن نے میواتیون کی بیخ کنی کی۔ اور ہزارون میواتی مار ڈالے۔

انہین ایام مین ہلاکو خان نبیرۂ چنگیز خان کا ایلچی دہلی آیا۔ بلبن نے پچاس ہزار سوار۔ اور دو لاکھہ پیادے دو ہزار ہاتھی۔ تین ہزار عراوہ آتشبازی لیکر تزک و احتشام کیساتھہ ایلچی کا استقبال کیا۔ سلطان نے ایلچی کو قصر سفید مین ٹھہرایا۔ اور ملاقات کیوقت ایک طرف سادات و مشایخ اور دوسری طرف عراق۔ خراسان و ماوراء النہر کے شاہزادے اور ہندوستان کے راجہ راؤ مہاراج وغیرہ کو کھڑا کرکے ایسی تزک و شوکت دکھلائی۔ کہ ایلچی بھی دنگ رہ گیا۔ اور اسی نمایشی کارروائی کی بدولت ہلاکو خان نے

ہندوستان کو بچایا۔ آخر ۱۱ جمادی الاول ۶۶۴ھ ۲۰ فبروری ۱۲۸۶ء کو سلطان نے وفات پائی۔ مدت سلطنت بیس برس کئی مہینے ہے۔

یہ سلطان نہایت شجیع۔ سخی۔ زاہد و عابد تھا۔ صرف دربار مین تکلفات برتے جاتے تھے۔ ورنہ گھر بالکل سادہ تھا۔ ایک ہی منکوحہ زوجہ تھی۔ جو تمام گھر کا کام کہانا پکانا، اوس نیکبخت بی بی کو اپنے ہاتھہ سے کرنا پڑتا تھا۔ ایکدفعہ اُس بی بی نے سلطان سے کہا کہ ایک لونڈی روٹی پکانے کے لئے خرید کر دیجائے۔ جس کا جواب سلطان نے یہ دیا۔ کہ بیت المال مین بندگان خدا کا حق ہے۔ میرا مال اوسمین نہین ہے۔ غرض سلطان نے ساری عمر فقیرانہ بسر کردی۔ قرآن شریف کی کتابت پر گذر اوقات تھی۔ کبھی خزانہ شاہی سے ایک پیسا بھی نہین لیا۔ طبقات ناصری اسی بادشاہ کے عہد مین تصنیف ہوئی ہے۔

سلطان غیاث الدین بلبن

سلطان ناصر الدین کے تخت و تاج کا کوئی وارث نہ تھا۔ اور سلطان غیاث الدین[1] بلبن اوسکی زندگی مین

---

[1] غیاث الدین کا باپ بغداد مین دس ہزار خانوادہ کا سردار اور سپہ سالار تھا۔ جب منغلون نے اس دیار کو فتح کیا تو یہہ اُن کے ہاتھہ اسیر ہوا۔ ایک سوداگر نے خرید کر کے جمال الدین بصری کے ہاتھہ بیچا۔ اور جمال الدین نے سلطان التمش کے نذر کیا۔ التمش نے اوس کی لیاقت و فراست کے سبب سے روز افزون ترقی کی حتے کہ اپنی دادی کی عزت بخشی۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ فقیر بخاری نے ذکر کیا کہ بلبن کو مین نے دیکھا وہ نہایت کوتاہ قد اور حقیر و کریہ منظر تھا۔ مین نے اوس سے کہا یا ترک (دک بختھر) اوس نے جواب یا لبیک یا اخوند اور اس کے بعد کہا کہ تو مجھے اس زمان سے جو بازار مین غلام بیچ رہا ہے خرید لے مین نے کہا اچھا اور جتنے پیسے اوس کے پاس تھے وہ دیکر مول لیا۔ اتفاقاً التمش نے سمرقند و بخارا وغیرہ سے غلاموں کے خریدنے کے لئے ایک تاجر بھیجا تھا۔ چنانچہ اوس تاجر نے سو غلام خریدے۔ جنمین ایک بلبن بھی تھا جب سب غلام سلطان کے

کل سلطنت کا مختار رہا۔ چنانچہ ۶۶۴ھ ۱۲۹۶ء مین تخت شاہی پر بیٹھا۔ اس اثنا مین میواتیون نے پھر سر اوٹھایا۔ سلطان نے بذات خود متوجہ ہوکر اُن کی سرکوبی کی۔ اور ایک لاکھ میواتی قتل ہوے اور دہلی کی نواح مین جو جنگل کہ میواتیون کے ملجا و ماوا بنے ہوے تھے۔ اونکو کٹوا کر صاف میدان کردیا۔ اسکے بعد بدایون اور امروہہ کی حاکمونکی زبانی ملک کٹہیر کی سرکشی کا حال معلوم ہوا۔ اوسیوقت سلطان پانچہزار سوار لیکر وہان پہونچا۔ اور اون کی قرار واقعی تنبیہ و تادیب کی۔ کچھ روزون دلی مین آرام لیا۔ پھر کوہستان جود کو تاخت و تاراج کیا۔ گھوڑے اس کثرت سے ہاتھہ آئے۔ کہ چالیس ٹنکہ کو ایک گھوڑا ملنے لگا۔ اس کے تیسرے سال لاہور گیا۔ اور وہان کی حصار کو از سر نو تعمیر کیا۔ کیونکہ یہہ حصار سلطان التمش کی اولاد کے عہد مین مغلون نے تباہ و برباد کردیا تھا۔ جب ان کامون سے فراغت پائی تو اقطاع داران شمسی کا بندوبست کیا چنانچہ سلطان کی اس عاجلانہ توجہ اور فوری انتظام کے باعث پندرہ سولہ سال تک سلطنت مین امن رہا۔ کسی مفسد نے سر نہ اوٹھایا۔ اس کے بعد طغرل خان حاکم لکھنوتی نے (سلطان کے مرنے کی غلط افواہ پر) جمعیت کثیر کو جمع کرکے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ اور مغیث الدین اپنا لقب کیا۔ سلطان نے ۶۷۸ھ ۱۲۷۹ء مین اتگین موے دراز کو اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مگر اتگین نے شکست پائی۔ سلطان نے خفا ہوکر سپہ سالار کو دار پر کھینچا۔ اور دوسری فوج پھر روانہ کی۔ اتفاقاً اس فوج نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۸)

روبرو لائے گئے تو وہ سب کو لیلیا۔ مگر بلبن کو بوجہ بدصورتی کے لینے سے انکار کیا۔ بلبن نے کہا۔ یہہ غلام آپنے کسکے لئے خریدے ہین۔ بادشاہ نے مسخر کیا کہ اپنے لئے۔ بلبن نے جواب دیا کہ یہ سب غلام تو آپ اپنے نفس کے لئے خریدے ہین اور مجھے آپ خدا کیلئے خرید لیجئے۔ اس بات پر سلطان نے اسکو خرید لیا۔ چنانچہ یہی بدصورت بلبن رفتہ رفتہ ترقی کرکے بادشاہی کے درجہ پر پہونچا۔ گو سلطان التمش کے چالیس غلام ترکی جواجاہ و منصب رکھتے تھے۔ جو چہل گانی مشہور تھے اور خواجہ تاش لقب تھا۔ مگر اُس کی نااتفاقی کا سب کے سب شکار رہ گئے۔ اور بلبن ہاتھی لیگیا۔ ۱۲ آصف۔

بھی ہزیمت اوٹھائی۔ آخر سلطان خود لشکر کثیر لیکر چلا۔ جب گنگا پار ہوا تو طغرل خان سلطان کی آمد سے مخوف ہو کر بھاگ گیا۔ مگر ملک محمد شیر انداز حاکم کوئل نے تعاقب کر کے طغرل کو قتل کیا۔ اور سلطان کانہوتی پہونچ کر وہان کے سرداروں اور امیروں کو دار پر کھینچا۔ اون کے عورتوں اور بچونکو بھی قتل کیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے بغرا خان کو وہان کا پادشاہ کر کے خطبہ اور سکہ اوسی کے نام کا جاری کرایا۔ اس کے بعد دلی آیا۔ اس اثنا میں سلطان کا چچا زاد بھائی شیر خان حاکم سرحد ہند نے انتقال کیا۔ بعض کا قول ہے کہ خود سلطان نے اوس کو زہر دلوا کر مارا۔ بہرحال جب یہ خبر سلطان کو پہونچی تو سلطان نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو قاآن الملک کا خطاب دیکر ملتان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ہند کی سرحدون میں مغلون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کر دیا۔ اور اپنا ملک اون کے قبضہ سے نکال لیا۔

جب ارغون خان بن آباق خان بن ہلاکو خان نے تخت ایران کو زینت دی تو تیمور خان (جو چنگیز خانی امرائے عظام سے تھا) حاکم ہرات و قندہار و بلخ و بدخشان وغیرہ نے اپنے عزیزون کا انتقام لینے کی غرض سے بیس ہزار سوار لیکر دیبال پور و لاہور کے درمیان تاخت و تاراج شروع کی۔ ذیحجہ ۶۸۳ھ میں محمد سلطان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر جرار کے ساتھ اون کا مقابلہ کیا۔ کئی مغلون کے سردار قتل ہوئے۔ اور فرار پر کمر باندھی۔ محمد سلطان نے بہت دور تک اون کا تعاقب کیا۔ اور نماز ظہر ادا کرنے کے لئے ایک تالاب پر وضو کر کے پانچ سو آدمیون کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ اس نواح میں ایک مغل سردار دو ہزار سوار سے کمین میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور حملہ کیا۔ سلطان محمد نے بھی مقابلہ میں کوتاہی نہ کی۔ مگر مشیت ایزدی کا علاج نہیں۔ ایک تیر ایسا لگا کہ سلطان محمد کی روح فوراً مفارقت کر گئی۔ اس لڑائی میں حضرت امیر خسرو بھی شہزادہ کے ہمراہ رکاب تھے۔ اسیر ہوئے۔ اور مشکل سے چند روز کے بعد رہائی پائی۔ جب سلطان کو شاہزادے کے شہید ہونیکی

خبر پہونچی تو بہت کچھہ غم والم کیا۔ اور خان شہید کے تمام اقطاع وجاگیر اور مارات شاہی اوسکے نوجوان بیٹے کیخسرو کو مرحمت کی۔ اور ملتان کو بھیجدیا۔ اس کے بعد اپنے چھوٹے بیٹے بغراخان کو لکھنوتی سے دلی بلایا۔ اور تاکید کی کہ اب تو میرے نزدیک سے دور مت ہو۔ چنانچہ بغراخان نے باپ کے حکم کی تعمیل کی مگر چند روز کے بعد بلا اجازت شکار کا بہانہ کرکے لکھنوتی چلا گیا۔ سلطان کو بغراخان کی اس حرکت سے سخت صدمہ ہوا جس سے بیمار ہوگیا۔ حالت بیماری مین اپنے وزیر کو بلا کر کہا۔ کہ بغراخان تو چلا گیا۔ اگر تخت خالی رہیگا تو جھگڑے پیدا ہونگے۔ پس مناسب یہ ہے کہ میرے بعد کیخسرو بن محمد سلطان کو بلا کر تخت نشین کیا جائے۔ اس وصیت کے تیسرے روز سلطان بعمر ۸۰ سال ۱۲۸۶ء مین انتقال کیا۔ مگر وزیر نے وصیت کے خلاف بغراخان کے بیٹے کیقباد کو بادشاہ بنایا۔ اور کیخسرو کو ملتان ہی مین قایم رکھا۔ سلطان کی مدت سلطنت ۲۲ سال کئی ماہ ہے۔

اس بادشاہ نے ایام جوانی مین خوب رندی اور آزادی کی تہی۔ مگر جب بادشاہ ہوا تو توبہ کرلی۔ صوم وصلوٰۃ کا اس قدر پابند تھا۔ کہ اشراق وچاشت وتہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی۔ کبھی بیوضو نہین رہتا تہا۔ وعظ کی مجلسون مین اکثر جاتا تہا۔ بغیر موزہ وٹوپی کے اوس کو کسی خدمتگار نے نہین دیکھا۔ مجلس مین کبھی قہقہہ مار کر نہین ہنستا تہا۔ جب بادشاہ ہوا تو اول سپاہ کا انتظام کیا۔ اُس نے ایک دستور العمل بنایا تہا جس سے اراذل کو ملکی کام نہین ملتا تہا۔ اراذل سے ایسی نفرت تہی۔ کہ کبھی کسی رذیل سے گفتگو تک نہ کی۔ ہندوؤنکو معزز عہدہ کا ملنا موقوف کردیا تہا۔ دربار عام اس شان وشوکت سے ہوتا تہا۔ کہ بہت دور دور سے لوگ دیکھنے کو آتے تہے۔ اس بادشاہ کی اقبالمندی یہ بہی تہی۔ کہ اکثر ملکون کے بادشاہ وشاہزادے اور امرا مغلون سے تنگ ہوکر اس کے پاس رہتے تھے۔ چنانچہ پندرہ بادشاہ دیگر ممالک کے اُس کے دربار مین میہمان تھے۔ اور دہلی کے اکثر محلے اور بازار انہین بادشاہون اور شاہزادون کے نامون سے عباد ہیں۔ سنجری۔ خوارزمی۔ ویلمی۔ علوی۔ اتابکی۔ غوری۔ چنگیزی۔ رومی۔ سنقری۔ یمنی۔ مہلی وغیرہ آباد

ہوگئے تھے۔ انصاف کی یہ حالت تھی کہ ملک نفیق بدایون کے صوبہ دار نے حالت مستی مین ایک فراش کو مار ڈالا جب اوس کی بی بی سلطان کے پاس فریاد آئی تو سلطان نے ملک نفیق کو اس قدر روے لگوائے کہ وہ مرگیا۔ جب ہیبت خان صوبہ دار اودہ نے نشہ مین ایک شخص کا خون کیا۔ اور اوس کی عورت نالشی ہوئی تو سلطان نے صوبہ دار کو پانچسو دُرّے مار کر عورت کے حوالہ کیا۔ اور کہا کہ یہہ آج سے تیرا غلام ہے۔ سلطان نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو جو دس انصیحتین کی تھین۔ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہین۔ مگر ہم یہان طوالت کے خیال سے درج کرنا مناسب نہین سمجھتے۔

سلطان معزالدین کیقباد بن ناصرالدین بغراخان بن سلطان غیاث الدین بلبن

۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء مین کیقباد تخت پر بیٹھا۔ معزالدین لقب ہوا۔ اوس وقت بادشاہ کی عمر ۱۷ یا ۱۸ سال کی ہوگی۔ تعلیم و تربیت اچھی پائی تھی۔ لیکن جوانی کی بدولت عیش و عشرت مین مشغول ہوا۔ کیلوکھری مین ایک عیش خانہ بنایا۔ رات دن ناچ رنگ ہونے لگے۔ ملک نظام الدین برادرزادہ و داماد و ملک الامرا فخرالدین کو دادبیگی کی خدمت عطا کی۔ مگر نظام الدین امور سلطنت مین ایسا حاوی ہوگیا کہ بادشاہ برائے نام رہگیا جب نظام الدین نے امور سلطنت مین اچھا دخل پیدا کرلیا تو بادشاہت کی سوجھی۔ اور امرائے دولت کے تباہ و برباد کرنے پر کمر باندھی۔ چنانچہ کیقباد کو پٹی پڑھا کر ملتان سے کیخسرو کو بلایا۔ اور راستہ مین زہر دیکر مار ڈالا اور نومسلم مغلون کو قتل کرکے جمنا مین بہا دیا۔ ملک شادمک امیر ملتان اور ملک توزکی حاکم برن کو بھی ٹھکانے لگایا۔ نظام الدین کی ان حرکات ناشایستہ پر اوس کا بوڑھا چچا ملک فخرالدین بہت کچھہ فہمایش کیا۔ مگر نظام الدین کے سر مین تو سلطنت کا سودا سمایا ہوا تھا۔ وہ کب کسیکی بات خیال مین لانے والا تھا۔ جب کیقباد کے باپ معزالدین کو یہ حالت معلوم ہوئی تو اوس نے بیٹے کو بہت کچھہ نصیحتین لکھین۔ مگر یہان کسی پر بھی عمل نہوا۔ آخر باپ نے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور کیقباد نے بھی اس کو منظور کیا۔ اور یہ تجویز ٹھہری کہ باپ بیٹون کی ملاقات اودہ کے

مقام پر ہو۔ کیقباد نے تنہا جانے کا ارادہ کیا۔ مگر نظام الدین نے ایسا لگایا بجھایا۔ کہ کیقباد لشکر اور جلوس شاہی کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب باپ نے یہ خبر سنی تو خود بھی لشکر کے ساتھ چلا۔ گھاگرہ ندی کے ایک طرف باپ کا لشکر اور دوسرے طرف بیٹے کا لشکر اوترا۔ تین روز خاموشی مین گذرے۔ چوتھے روز باپ نے بیٹے کے آنیکی آرزو کی۔ مگر نظام الدین نے عرض کیا۔ کہ آپ کا جانا داب بادشاہی کے خلاف ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ آپ تخت پر بیٹھین۔ اور باپ آکر ادب سے مجرا بجا لائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باپ نے جوش محبت مین یہ ذلت بھی گوارا کی۔ جب بغراخان دربار مین آیا تو چوبدار نے لگاہ روبرو جہان پناہ سلامت کی صدا لگائی۔ اور پکارا کہ لکھنوتی کے گنہگار کو امان امان امان۔

اس موقعہ پر باپ کو تین دفعہ زمین بوس ہونا پڑا۔ باپ نے محبت کے مارے سب کچھ کیا۔ اور یہ ناخلف تخت پر بہت کیطرح بیٹھا دیکھا کیا۔ باپ ان حرکات ناشایستہ سے زار زار رونے لگا۔ اب تو بیٹے کو بھی تاب نہ رہی۔ دوڑکر قدمون پر گر پڑا۔ دونون گلے ملکر بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر باپ نے بیٹے کو تخت پر بٹھاکر خود دست بستہ کھڑا رہا۔ حضرت امیر خسرو نے قران السعدین مین باپ بیٹے کی ملاقات کا حال خوب لکھا ہے۔ غرض باپ نے بیٹے کو خلوت مین بہت کچھ پند و نصایح کرکے نظام الدین کے اصلی منشا سے آگاہ کیا۔ اور چند روز کے بعد بنگالہ کو روانہ ہوا۔ ادھر کیقباد بھی دہلی کو چلا۔ جب دار السلطنت پر پہونچا تو پہلے نظام الدین کا کام زہر دیکر تمام کیا۔ اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک نغیرش خلجی (جو نائب سمانہ و میر جاندار تھا) کو بلاکر شایستہ خان کا خطاب دیا۔ اور عارض ممالک مقرر کیا۔ اقطاع برن بھی اوس کے حوالہ کئے۔ اور کثرت شراب سے بادشاہ لقوہ و فالج مین مبتلا ہوا۔ ہاتھ پاؤن رہ گئے۔ امرائے دولت نے اوس کے بیٹے کیومرث کو (جو تین سال کا تھا) حرم سے باہر نکال کر تخت پر بٹھایا۔ اور شاہ شمس الدین خطاب دیا۔ اب سلطنت مین دو فریق ہوگئے۔ ایک فرقہ خلجیون کا تھا۔ یہ سب ملک جلال الدین کے ہمراہ بہار پور مین آگئے۔ اور دوسرا فرقہ ترکون کا تھا۔ وہ کیومرث کو ساتھ لیکر جیوترہ ناصری کے میدان مین آئے

اور ملک خلجی کے بیٹے جو بڑے بڑے جوانمرد دلیر تھے۔ وہ پانچسو سوار لیکر شمس الدین کے لشکر مین گھس گئے اور اوس کو تخت سے اتار لیا۔ اور ترکون کے سردار ملک ایتمر کچن اور ملک ایتمر سرخہ مارے گئے۔ اور اکثر امراء و ملوک نے جلال الدین فیروز خلجی سے بیعت کی۔ اور ترکون کے لڑکون نے دھنکے باپ دادا کو کیقباد نے قتل کرایا تھا) کیلوکھڑی پہونچکر کیقباد کا کام تمام گھونٹون سے تمام کردیا۔ اور لاش کو دریائے جمنا مین ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۱۸ محرم ۶۸۹ھ کا ہے۔ کیقباد کی مدت سلطنت تین سال کئی ماہ تھی۔ اور اس خاندان مین سلطان قطب الدین ایبک سے معز الدین کیقباد تک دس بادشاہ ہوے۔ اور شمس الدین کیومرث کو بھی اگر شمار کیا جائے تو گیارہ بادشاہ ہوتے ہین بہرحال اس خاندان غلامان مین دہلی کی سلطنت تقریباً ۶۶ سال رہی۔ اس کے بعد تو خاتمہ ہوگیا۔ اور خاندان خلجی نے عروج پکڑا۔

گل سوم

خاندان شہریاران خلجیہ

سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بن لغرش خلجی

سلطان جلال الدین فیروز نے چند روز تو کیومرث[1] شاہ شمس الدین کی نیابت مین کام کیا۔ اور اسکے بعد

[1] تاریخ فرشتہ مین بحوالہ نظام الدین احمد بخشی یہ لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین کا نسل چنگیز خان کے داماد قالج خان سے ملتا ہے

اوس کم سن بچے کو قید کرکے قتل کر ڈالا۔ اور آپ ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ء مین بمقام کیلوگڑھی تخت شاہی پر بیٹھا۔ اس وقت سلطان کی عمر ستر برس کی تھی۔ چونکہ اکثر امرا قدیمی کی نظرون مین خلجی بیقدر رہتے۔ اور ہر ایک اونکی اطاعت باعث ننگ و عار سمجھتا تھا۔ اس لئے سلطان نے دلی مین رہنا مناسب نہ سمجھا۔ اور کیلوگڑھی کی عمارتونکو (جو کیقباد کے زمانہ مین اوجھری تھین) پھر بنوایا۔ اور جمنا کے کنارے ایک باغ تیار کیا۔ امرا کو یہ حکم دیا کہ وہ شاہی محلات کے اطراف اپنے اپنے مکان تعمیر کرائین۔ گو امرا کو یہ امر پسند نہ تھا۔ مگر شاہی حکم کی تعمیل ضرور تھی۔ غرض اس بادشاہ کی توجہ سے پرانی دلی اجڑکر نئی دلی آباد ہوگئی۔

اس کے قبل تاج شاہی کا رنگ سرخ تھا۔ لیکن اس رحمدل بادشاہ نے اپنا تاج سفید بنوایا۔ اور اپنے اخلاق و احسان سے چند ہی روز مین امرا دہلی کو اپنا ثنا خوان بنالیا۔ اس کے بعد اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خانخانان اور منجھلے بیٹے کو ارکلی خان اور چھوٹے بیٹے کو قدر خان کے خطابات سرفراز کیا۔ اور اپنے بھائی کو یعرش خان کا خطاب اور عرض ممالک کا عہدہ تفویض کیا۔ اور اپنے دونون حقیقی بھتیجے علاء الدین کو امیر توزک

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۴) واقعات یہ ہین کہ چنگیز خان کا داماد قالج خان اپنی بیوی ہی مال کہتا تھا۔ جب چنگیز نے سلطان جلال الدین خوارزمی کو شکست دیکر اور وہان سے اپنے وطن کو مراجعت کی تو قالج مع اپنے بیس ہزار خانوادون کے جدا ہوکر کوہستان غور و جرجستان مین قیام کیا۔ جب چنگیز مرگیا تو اسکی اولاد نے قالج کی کچھ پروا نہ کی جب سلاطین غور نے ہندوستان کو تسخیر کیا تو قالج کی اولاد نے ہندوستان آکر سلاطین و امرا کی ملازمت اختیار کی۔ چنانچہ جلال خلجی اور سلطان محمود خلجی مندوی دونون قالج کے پوتے ہین۔ قالج کی تحریف ہوکے خالج بنا۔ اور کثرت استعمال سے الف ساقط ہوکر خلج ہوگیا۔ صاحب تاریخ سلجوقیان یہ لکھتا ہے۔ کہ ترک ابن یافث بن نوح کے گیارہ بیٹون مین ایک کا نام خلج تھا جسکی اولاد کو خلجی کہتے ہین۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ خلجی ایک تاتاری قوم ہے۔ جس کا ایک گروہ دریاے سیحون کی تخریج کے پاس دسوین صدی مین بستا تھا۔ ۱۲ مولفہ

ع اس کمسن لڑکے کیومرث نے صرف تین مہینے کئی دن سلطنت کی۔ ۱۲ مولف۔ (یہ نوٹ صفحہ ۲۰۴ سے متعلق ہے)

اور الماس بیگ کو الغ بیگ کا خطاب اور آخور بیگی کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ ان کے علاوہ بہت سے امرا کو خطابات اور جاگیرین عنایت کین۔ جب ان امور سے فرصت پائی تو دہلی آکر اپنے دونون بھتیجے علاء الدین والماس بیگ کے ساتھہ اپنی دو بیٹیون کی شادی بہت دھوم دھام سے کی۔

سلطان کی تخت نشینی کے دوسرے سال ملک چھجو کشلیخان (جو بلبن کا حقیقی بھتیجا تھا) حاکم کٹہر مانک پور نے امیر علی جاندار حاکم اودھ کی اعانت سے چتر شاہی سر پر رکھا۔ اور سلطان مغیث الدین کا لقب اختیار کیا۔ چند روز کے بعد لشکر کثیر جمع کرکے دہلی پر چڑھائی کی۔ ادہر سے سلطان جلال الدین خلجی بدایون کے حدود مین آیا۔ اور لڑائی چھڑی۔ ملک چھجو شکست فاش اوٹھا کر بھاگ گیا۔ مگر چند روز کے بعد ایک غلام نے ملک چھجو کو معہ دیگر امرا باغی کے گرفتار کرکے سلطان کے پاس بھیجا۔ چنانچہ یہ واقعہ حضرت امیر خسرو (جو سلطان کے مقرب تھے) نے اپنا چشمدید تاریخ فیروز شاہی کے مصنف سے یون بیان کیا ہے۔ کہ جب یہ امرا باغی اور ملک چھجو سلطان کے سامنے آئے تو ان کی حالت نہایت خراب اور مصیبت ناک تھی۔ سلطان نے دیکھا تو خوب چلا کر رویا۔ اور حکم دیا کہ مین نے ان تمامون کا قصور معاف کردیا۔ فورا ان کو لیجاؤ۔ اور حمام کرکے نفیس کپڑے پہناؤ۔ جب اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور تمام باغی امرا سلطان کی عنایت سے اچھی حالت مین دربار آئے تو سلطان نے اون سے مخاطب ہوکر کہا۔ کہ "تم نے جو مجھپر چڑھائی کی تھی وہ حق بجانب تھی۔ مگر خدا کی مرضی کچھہ اور تھی۔ اس مین کسیکو چارہ نہین ہے"۔ سلطان کے اس منصفانہ کلام سے سب کے سب خجل و پشیمان ہوئے۔ اور گردنین جھکالین۔ اس کے بعد سلطان نے ملک چھجو کو محافہ مین بٹھا کر ملتان بھیجدیا۔ اور اوس کے عیش و آرام کا سامان مہیا کردینے کے لئے تاکید کردی۔ اور باقی امرا کو بھی خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا۔ اور اپنے بھتیجے علاء الدین خلجی کو کڑہ مانکپور کی حکومت عطا کی۔ اس موقع پر ملک احمد چپ (جو سلطان کا قریبی رشتہ دار تھا) نے عرض کی کہ بادشاہت کا بڑا جز سیاست ہے۔ اگر اس طرح سرکشون کو معافی دیجائے گی تو سلطنت کا کام چلنا دشوار ہے۔ جسکا جواب سلطان نے یہ دیا۔ کہ "مین کسی مسلمان کے خون سے

اس بڑھاپے مین ہاتھہ رنگنا نہین چاہتا۔ مجھے بادشاہی جھوڑنا آسان ہے۔ مگر خدا کے غضب اوٹھانیکی طاقت نہین۔ کیا تو نہین جانتا۔ یہ کل کی بات ہے۔ کہ مین اور یہ ابھائی سلطان بلبن کے نوکر تھے۔ اوسکا احسان ہماری گردن پر ہے۔ اور یہ باغی امراء دہ ہین۔ کہ سلطان بلبن کے عہد مین ہم دونون بھائیون کو آرزو رہتی تھی۔ کہ یہ لوگ ہمارے سلام کے جواب مین علیک کہین۔ اب اللہ تعالی نے مجھکو بادشاہی کے درجہ پہونچایا ہے تو اوس کا یہ معنی نہین ہے۔ کہ مین سلطان بلبن کے اعوان وانصار وامراء کا خون کرون۔ آخر سلطان کی اس رحمدلی سے اکثر اقطاع مین بغاوتین پھیلین۔ مگر بہت جلد رفع ہی ہوگئین۔ اس اثنار مین ایک درویش سید مولانا نام جرجان سے شیخ فریدالدین شکرگنج کی زیارت کے لئے ہندوستان آیا۔ اور چند روز اجودہن مین شیخ کی خدمت کرکے دہلی آیا۔ اور یہان ایک عظیم الشان خانقاہ بنائی۔ جسمین فقرا مساکین اور مسافرون کو دو وقت کہانا دیا جاتا تہا۔ درویش کی یہ حالت تہی۔ کہ خود چانول کی روٹی کہاتا اور ایک چادر اوڑہتا۔ خانقاہ کے خرچ کی یہ صورت تہی کہ روز ہزار من سیدہ پانچسو من گوشت۔ تین سو من شکر۔ دو سو من نبات۔ سو من گھی۔ مطبخ مین صرف ہوتا۔ بظاہر درویش کو کوئی آمدنی نہ تہی۔ لوگونکا خیال تہا کہ اوسکو کیمیا بنانی آتی ہے۔ ایک اور بات اس سے زیادہ حیرت خیز تہی۔ کہ جب کوئی چیز مول لیتا۔ یا کسیکو دینا چاہتا تو اوس سے یہ کہتا کہ اوس بوریہ یا پتہر کے نیچے جس قدر روپیہ یا اشرفی ہے لو۔ چنانچہ بوریہ یا پتہر اوٹھانے پر اوسیقدر روپیہ یا اشرفی موجود ہوتے۔ درویش کے اس تصرف سے غربا ومساکین کے علاوہ امراء دربار کی بہی آمد ہونے لگی۔ بلکہ سلطان کا بڑا بیٹا خانخانان درویش کا ایسا معتقد ہوا۔ کہ درویش نے اسکو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا۔ ان آنے جانے والون مین قاضی جلال الدین کاشانی بڑے فتنہ انگیز تھے۔ چنانچہ قاضی نے درویش کو سلطنت کی طمع دلائی۔ اور دس ہزار آدمیون کو پوشیدہ طور پر بیعت بہی کرائی۔ درویش اپنی سادگی سے قاضی کے دام مین آگیا۔ اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ جمعہ کے روز بوقت سواری سلطان کا کام تمام کیا جائے۔ مگر اتفاقاً یہ راز طشت از بام ہوگیا۔ اور سلطان مخفیہ بھیس بدل کر وہان گیا۔

اور صورت واقعہ کو پالیا۔ اس کے بعد سب کو بلا کر دریافت کیا۔ لیکن ہر ایک نے کانون پر ہاتھہ رکھا اور لاعلمی ظاہر کی۔ چونکہ سلطان خود اپنی آنکھون سے صورت واقعہ کو دیکھا تہا۔ اس لئے حکم دیا۔ کہ شہر کے باہر خوب آگ روشن کیجائے۔ جب آگ روشن ہوئی تو درویش کو حکم دیا۔ کہ معہ رفقا اس آگ مین کود دین۔ اور اپنی صداقت کا ثبوت دین۔ علمار نے عرض کیا۔ کہ اسلام مین درب جایز نہین۔ آگ کا کام جلانا ہے۔ اس مین جہوٹے اور سچے دونون برابر ہین۔ آخر علما کی سفارش پر یہ کارروائی موقوف رہی مگر سلطان نے سب کو جلاوطن کیا۔ اور سید مولا کو بالاخانہ کے نیچے کہڑا کر کے بہت کچہہ سخت و سست کہا۔ ایک حیدری فقیر بادشاہ کے اس غصہ پر اوس کو استرہ سے زخمی کر ڈالا۔ اور سلطان کا منجھلا بیٹا ارکلی خان مست ہاتھی کو پیل کر درویش کا کام تمام کر دیا۔ مگر اس سید مظلوم کا خون وہ رنگ لایا۔ کہ ۶۹۰ھ مین ایسا قحط پڑا کہ ایک چیتل کو ایک سیر اناج فروخت ہوا۔ سوا لک مین ایسی گرانی ہوئی کہ اکثر لوگ بھوک کی تاب نہ لاکر جمنا مین ڈوب ڈوب کر مر گئے۔ اسی سال بادشاہ کا بڑا بیٹا اختیار الدین خانخانان بیمار ہو کر مر گیا۔ ۶۹۱ھ یا ۶۹۲ھ مین عبداللہ منبہ ہلاکو خان نے دس پندرہ من (فی من دس ہزار سوار ہوتے ہین) مغلون کے ساتہہ لیکر ہندوستان پر چڑہائی کی۔ سلطان بہی لشکر کثیر لیکر دہلی سے نکلا۔ برر ام پر لڑائی ہوئی۔ مغلون نے شکست پائی۔ اور صلح کی نوبت آئی۔ سلطان نے عبداللہ کو اپنا بیٹا بنایا۔ اس کے بعد عبداللہ واپس چلا گیا۔ مگر الغو خان منبہ چنگیز خان کئی ہزار مغلون کے ساتہہ سلطان کے ہمراہ دہلی آیا۔ اور مسلمان ہوا۔ سلطان نے الغو کو اپنی دامادی سے مشرف کیا۔ اسی سال سلطان نے منڈور و جہان کے قلعہ جات فتح کر کے بہت سی غنیمت حاصل کی۔ اور سلطان کے بہتیجے علاء الدین نے بہیلسہ کے حملہ کی اجازت چاہی۔ جب سلطان نے اجازت دی تو اوس نے بہیلسہ پر لشکر کشی کر کے قبضہ کیا۔ اور بہت کچہہ غنیمت ہمراہ لیکر دہلی آیا۔ سلطان نے اس کارنمایان کے صلہ مین علاء الدین کو اودہ کی بہی حکومت عطا کی۔ کہتے ہین کہ علاء الدین کی بیوی بہت تیز مزاج تہی۔ اس کے باعث اوسکی زندگی تلخ ہتی تہی۔

اور بھیلسہ کے مقام پر علاء الدین کو معلوم ہوا تہا کہ دکن مین قلعہ دولت گڈہ خزانہ اور جواہرات سے معمور ہے چونکہ علاء الدین کو ایک تو جیوی سے دوری اختیار کرنی اور دوسرا قلعہ دولت گڈہ کے خزانون کی طمع دامنگیر تہی۔ اس لئے اوس نے بلا استمزاج سلطان کے محض اقطاع چندیری کے انتظام کی اجازت لیکر پانچ چھہ ہزار سوار کی جمعیت سے دکن کا رخ کیا۔ اور کڑہ مین علاء الملک کو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا۔ اور بطور یلغار دو دو تین تین دن کے سفر کو ایک ایک دن طے کرتا ہوا دیوگیر پہونچا۔ وہان کا راجہ رام دیو اس ناگہانی بلا سے بہت گہبرایا۔ کیونکہ اوس وقت اوسکا لشکر اوس کے بیٹے کے ساتہہ کہین دور گیا ہوا تہا آخر ہمت کرکے دو چار ہزار آدمیون سے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست پائی۔ علاء الدین وہان کے مہاجنون اور برہمنون کو خوب لوٹا رام دیو کے طویلہ سے (۱۰۰۰) گھوڑے (۴۰) زنجیر فیل لیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کرکے یہ مشہور کیا۔ کہ فلان راہ سے ۲۰ ہزار مسلمانون کا لشکر آتا ہے۔ راجہ نے خوف کے مارے پچاس من سونا اور کئی من موتی اور قیمتہ نفیسہ دیکر صلح کرلی۔ جب یہ خبر رام دیو کے بیٹے کو معلوم ہوئی تو وہ فوراً علاء الدین کے سر پر پہونچا۔ اور اون اشیاء کی واپسی چاہی۔ علاء الدین ڈرنے والا آسامی نہ تہا۔ اوسی تہوڑے سے لشکر کو لیکر ایسا مقابلہ کیا کہ ہندؤن کے چھکے چہوڑا دئے۔ آخر رام دیو کے بیٹے نے بہی شکست پائی۔ اور اس تکبر و سرکشی کے عوض مین بقول تاریخ فرشتہ علاوہ سابقہ تحائف کے ۶۰۰ من سونا۔ ۷ من موتی ۲ من جواہر ہزار من چاندی۔ ۴ ہزار جامہ ابریشمی وغیرہ پیشکش کرکے صلح کرنی پڑی۔ اور ایلچپور مع توابع و مضافات کا محاصل سالانہ کڑہ مانک پور کو بہیجنے کا وعدہ کیا گیا۔ اب علاء الدین نے ان سب غنایم کو لیکر قیدیون کو رہائی دی۔ اور چھبیسوین دن محاصرہ اوٹہاکر کڑہ کو روانہ ہوگیا۔ ۱۲۹۵ء مین جب سلطان جلال الدین شکار کھیلنے گوالیار گیا تو علاء الدین کی اس پوشیدہ کارروائی کا واقعہ طشت از بام ہوگیا۔ اس خبر کے سننے سے سلطان کو بہت مسرت ہوئی۔ اس عرصہ مین علاء الدین کی عرضداشت بہی پہونچی جس مین بلا اجازت جانیکی معافی چاہی گئی تہی۔ اور یہ بہی لکہا تہا۔ کہ جسقدر مال و دولت غنیمت مین ملی ہے۔ وہ سب حضور کی نذر ہے

لیکن ارکان دولت جو زمانہ دیدہ اور سرد و گرم روزگار چشیدہ تھے علاء الدین کے مکر و فریب سے آگاہ تھے۔ اس لئے سلطان کی خیر منا رہے تھے۔ واقعی اودھر ایسا ہی نقشہ تھا۔ کہ علاء الدین لکھنوتی جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اور ظفر خان کے ذریعہ دریائے گھاگرہ سے پار ہونے کے لئے کشتیون کا بھی انتظام ہو چکا تھا۔ ادھر علاء الدین کا بھائی الماس بیگ جو بادشاہ کے پاس تھا۔ وہ اپنے بھائی کی طرف سے امید دلا رہا تھا۔ اور سلطان کے سر پر قضا کھیل رہی تھی۔ آخر سلطان نے کڑہ جانیکا ارادہ کیا۔ احمد چپ کو معہ لشکر خشکی کی راہ سے روانہ کر کے خود چند ہواخواہون کے ساتھ گنگا پار ہوا۔ جب کشتی مقام مذکور پر پہونچی تو علاء الدین نے حاضر ہو کر قدم چوما۔ سلطان نے محبت سے دو ہلکے طمانچے لگائے۔ اور کشتی مین کھینچا۔ اتنے مین علاء الدین کے اشارہ پر (جو اول ہی سے انتظام ہو چکا تھا) محمود بن سالم سامانی نے سلطان پر تلوار کا وار کیا۔ مگر یہہ تلوار کاری نہ لگی۔ اس لئے دوسرا ہاتھہ چلایا۔ سلطان زخم کھا کر پانی کی طرف دوڑا۔ اور کہا کہ اے بدبخت علاء الدین یہہ کیا کیا۔ اختیار الدین نے پیچھے سے اس جلیل القدر سلطان کو زمین پر گرا کر سر کو تن سے جدا کیا۔ سلطان روزہ سے تھا۔ اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری تھا۔ یہ حادثہ افطار کے وقت ۷ رمضان ۶۹۵ھ ۹ جولائی ۱۲۹۶ء کو واقع ہوا۔ بعد ازان بادشاہ کے ہمراہ جو کشتی مین سوار تھے قتل کئے گئے لیکن ان نمکحرامون کا انجام بھی اچھا نہ ہوا۔ چنانچہ محمود بن سالم جذام مین مبتلا ہوا۔ اور اختیار الدین دیوانہ ہو گیا۔ غرض جس قدر لوگ کہ سلطان کے شہید کرنے مین شریک تھے۔ وہ تین چار برس کے عرصہ مین فنا ہو گئے۔ خود علاء الدین کا خاندان بھی تباہ ہوا۔ اوسی کے پروردون نے اوس کے بیٹون کو اندھا اور اوس کی لڑکیون کو ہندؤن کے حوالہ کیا۔ بہرحال سید مولا کے قتل نے جلال الدین کی دوگت بنائی۔ اور جلال الدین کے قتل نے علاء الدین پر یہ آفت ڈھائی۔

سلطان جلال الدین کے شہید ہونے کی خبر جب ملک احمد چپ کو پہونچی تو وہ لشکر لیکر دہلی واپس آیا۔ اور سلطان کے چھوٹے بیٹے قدر خان کو رکن الدین ابراہیم شاہ کا خطاب دیکر تخت پر بٹھایا۔ جب یہہ

کیفیت سلطان کے بڑے بیٹے ارکلی خان کو معلوم ہوئی تو وہ بہت مغموم ہوا۔ اور ملتان ہی مین رہا۔

سلطان علاء الدین الملقب بہ سکندر ثانی

۲۲ ذی حجہ ۶۹۵ھ ۱۲۹۵ء مین سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے بھائی الماس بیگ کو الغ خان اپنے سالے سنجر کو الپ خان۔ اور ملک نصرت جلیسری کو نصرت خان۔ اور ملک ہنر برالدین کو ظفر خان کے خطابات عطا کیا۔ اور تمام دوستون کو بڑے بڑے عہدے دیکر امیر کر دیا۔ اس کے بعد عین برسات مین دہلی کو روانہ ہوا۔ ہر منزل پر جہان اُترتا۔ پانچ من سونے کے ستارے منجنیق مین رکھکر اوڑاتا۔ جس سے تمام قصبات و دیہات مین شہرت ہوگئی۔ کہ علاء الدین سونے کا مینھ برساتا ہے۔ اور بجیاب نوکر کہتا ہے۔ چنانچہ جب وہ بدایون مین پہونچا تو ۵۶ ہزار سوار، ۶ ہزار پیادے جمع ہوگئے۔ برن کے مقام پر امرا جلالی بھی ایک ایک کرکے آملے۔ جنکو علاء الدین نے بیس بیس تیس تیس پچاس پچاس من سونا دیکر خوش کیا۔ اور تمام لشکر مین ہر ایک سپاہی کو تین تین سو ٹنکہ انعام دیا گیا۔ جب ملکہ جہان کو علاء الدین کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس نے ارکلی خان کو لکھا۔ کہ سب امرا و ملوک علاء الدین سے ملگئے ہین۔ تیرا چھوٹا بھائی کمسن و ناتجربہ کار ہے۔ مین عورت ناقص العقل ہون۔ اور مین نے تیرے ہوتے ہوئے جو اوس کو تخت پر بٹھایا۔ خطا کی۔ اب خطا معاف کر دیگر ملک پدر گیر پر عمل کر۔ مگر ارکلی خان نے جواب دیا۔ کہ اب میرے سے کچھ نہین ہوسکتا۔ جب ملکہ جہان کو بڑے بیٹے کیطرف سے یہ جواب صاف ملا تو رکن الدین رات ہی کو کچھ روپیہ خزانہ سے لیکر معہ اپنی ماں و اہل حرم کے ملتان روانہ ہوا۔ اور ملک احمد چپ وغیرہ بھی چلتے بنے۔ صبح کو علاء الدین بلا کسی کشت وخون کے ۶۹۶ھ مین تخت دہلی پر رونق افروز ہوا۔ اور کوشک لال کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ دوسرے روز لشکر کو چھ ماہ کی تنخواہ انعام دی۔ اس کے بعد الغ خان و ظفر خان کو چالیس ہزار سوار دیکر ملتان بھیجا۔ دو مہینے تک ملتان کا محاصرہ رہا۔ آخر ارکلی خان

قدر خان شیخ رکن الدین کے ذریعہ عہد و پیمان کر کے الغ خان کی ملاقات کو گئے۔ اور الغ خان اون کو لیکر دہلی روانہ ہوا۔ اثنا راہ مین ملک نصرت خان نے الغ خان اور ملک احمد چپ کی آنکھون مین میل کچیلائی۔ سارا مال چھین لیا۔ اور بیوی بچون کو جدا کر کے مظلوم شاہزادون کو قلعہ ہانسی مین قید کیا۔ اور کلیخان کے دو بیٹون کو مار ڈالا۔ ملک احمد چپ اور ملکہ جہان کو دہلی مین نظر بند کیا۔ اوسی سال دواخان حاکم ماوراء النہر نے ایک لاکھ مغل سے ہندوستان پر حملہ کیا۔ الغ خان اور ظفر خان نے جالندہر مین مقابلہ کر کے شکست دی۔ بارہ ہزار مغل مارے گئے۔ اس فتح کے بعد سلطان علاء الدین نے الغ خان کے اتفاق سے اون نکحرام امراء کو جو اولاد جلالی سے بیوفائی کر کے علاء الدین سے ملے تھے۔ گرفتار کر کے قتل و قید کیا۔ اور اون کا مال تقریبًا ایک کروڑ روپیہ کا خزانہ مین داخل ہوا۔

۶۹۷ھ مین الغ خان اور ملک نصرت نے گجرات پر چڑھائی کی۔ اور اوس کو تاخت و تاراج کر کے فتح کیا۔ گجرات کا راجہ کرن رائے بھاگ کر رام دیو والی دیوگڈہ کے پاس چلا گیا۔ اُس کی رانیان اور لڑکیان خزانہ ہاتھی وغیرہ امراء شاہی کے ہاتھ آئے۔ ان مین سب سے حسین کنولا دیوی (کولا دیبی) تھی۔ اس کے بعد مسلمانون نے سومنات کے مندر کو اکھیڑ کر دہلی بھیجدیا۔ پھر ملک نصرت کمبایت گیا۔ وہان سے بھی بہت کچھ غنیمت حاصل کی۔ وہان سے واپس ہوکر جب جالور پہونچا تو خمس غنائم پر جھگڑا ہوا۔ نومسلم مغل سردار بگڑ بیٹھے۔ اور ملک نصرت کے بھائی اعز الدین کو مار ڈالا۔ الغ خان کا بہنجا بھی قتل ہوا۔ آخر ملک نصرت نے اونکو متفرق کیا۔ اور فتح و نصرت کے ساتھہ دہلی آیا۔ سلطان نے کنولا دیبی کو مسلمان کر کے عقد کیا۔ اور ظفر خان نے قلعہ سیستان کو فتح کر کے سترہ سو مغل قید کر کے دلی بھیجا۔ اس فتح سے ظفر خان کا نام ہندوستان مین سکندر ثانی ہوگیا جس سے علاء الدین کو بھی حسد ہوا۔ اور اوس کے خرابی کی فکر مین لگا۔ اس اثنا مین قتلق خان خواجہ پسر دواخان دو لاکھ سوار سے ہندوستان آیا۔ سلطان علاء الدین نے علاء الملک کو تمام خزانہ وغیرہ سپرد کر کے کیلی کے مقام پر مغلون کا مقابلہ کیا۔ اس

موقع پر ظفرخان (جو فوج میمنہ کا سردار تہا) اٹہارہ کوس تک مغلون کو قتل کرتا ہوا چلا گیا۔ اور الغ خان (جو فوج میسرہ کا سردار تہا) اوسکی کمک کو نہ جانے سے ایک مغل سردار طرغی خان نے ظفرخان کو گھیر کر قتل کر ڈالا۔ آخر مغل اپنی ولایت کو چلے گئے۔ اور سلطان کو مغلونکی شکست اور ظفرخان کے قتل سے دوہری فتح ہوئی۔ جب مصالح ملکی علاءالدین کے حسب مراد برآئے۔ اور خزانے روز بروز معمور ہوے تو نشہ کی حالت مین اوں نے ارکان دولت سے یہ کہنے لگا۔ کہ اب مجھے دو مہمین درپیش ہین۔ ایک تو حضرت رسول اللہ صلعم نے چار یارون کی اعانت سے جو شریعت پیدا کی تہی۔ مین بہی الغ خان ظفرخان نصرت خان۔ الپ خان کی امداد سے کوئی نیا مذہب نکالون۔ دوسرا کسی معتمد کو دہلی سپرد کرکے خود سکندر رومی کیطرح اقلیم کشائی کرون۔ سلطان کی اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ اور خوب حاشیے چڑہائے۔ مگر علاءالملک کوتوال دہلی نے ایسی نصیحت کی کہ پہر سلطان ایسے بیہودہ خیالات کو بالکل چہوڑ دیا۔

سنہ ۶۹۹ مین سلطان نے الغ خان کو قلعہ رنتہنبور بہیجا۔ پہر ان دونون نے قلعہ جہابن کو لیا۔ پہر رنتہنبور کا محاصرہ کیا۔ وہان کے راجہ ہمیر دیو نے ایسا سخت حملہ کیا۔ کہ نصرت خان مارا گیا۔ اور الغ خان کو محاصرہ چہوڑ کر جہابن آنا پڑا۔ جب یہ خبر سلطان کو پہونچی تو غصہ مین لشکر کشیر لیکر خود نکلا۔ اور تلپت مین مقام کیا۔ یہان ایک روز گہوڑے پر سوار ہو کر شکار کو نکلا۔ اتفاقاً رات ہوگئی۔ لشکر مین نہ آسکا۔ اور وہین شب باش ہوا۔ صبح کو ایک ٹیلہ پر بیٹہا ہوا قمرغہ کا شکار دیکہہ رہا تہا۔ کہ سلطان کا بہتیجا سلیمان المخاطب اکت خان (جو وکیل در تہا) نے چچا کے مارنے کے لئے سو نو مسلم مغل سوار کے ساتہہ شیر شیر کہکر تیر برسانا شروع کیا۔ غلامون نے سینہ سپر ہو کر سلطان کو پشت پر لے لیا۔ اور اکثر آدمیون نے سلطان پر سپر ین ڈالدین۔ اب سلیمان گہوڑے سے اُتر کر بادشاہ کا سر قلم کرنا چاہا۔ غلامون نے واویلا مچایا۔ کہ بادشاہ مارا گیا۔ اس احمق نے اوسکو سچ جانا۔ اور خوشی خوشی بارگاہ مین آکر تخت پر جلوس کیا۔ اور لوگون سے کہا۔ کہ مین نے سلطان کو مار ڈالا ہے۔ لشکر مین مبارک سلامت ہونے لگی۔ جب یہ احمق حرم سرا مین

جانا چاہا تو ملک دینار نے مقابلہ کیا۔ اور کہا کہ جبتک بادشاہ کا سر نہ بتلاؤ گے۔ حرم سرا میں جانے نہ دونگا وہان علاء الدین جو تیروں کے زخموں سے بیہوش پڑا تہا۔ ہوش میں آیا۔ اور زخموں کو باندہکر لشکرگاہ کو چلا۔ سلطان جب لشکر میں پہونچا تو اکت خان افغان پور بہاگ گیا۔ مگر سلطان کے حکم سے گرفتار ہوکر قتل ہوا۔ بادشاہ نے اوس کے بہائی قتلغ خان کو بہی سمانہ ہرانہیون کے مار ڈالا۔ اسکے بعد رنتہبور پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اس اثنا میں خبر آئی۔ کہ سلطان کے پہلے امیر عمر اور منگو خان (جو حاکم اودہ و بدایون تہے) نے بغاوت کی ہے۔ سلطان نے اس بغاوت کو اہم نہ جانا۔ اور دہلی کے امراء کو اون کی سرکوبی کے لئے لکہا۔ چنانچہ وہ دونون گرفتار ہوکر قتل کئے گئے۔ انہین ایام میں ملک عزالدین کوتوال قدیم کا غلام زادہ حاجی مولا شہر کے اوباشون کو جمع کرکے بایزید کوتوال کو مار ڈالا۔ کوشک لال اور شہر پر قبضہ کیا۔ قیدیونکو چہوڑ دیا۔ اور خزانہ و سلح خانہ قیدیون میں تقسیم کرکے اونکو ساتہہ لیا۔ اور شہزادہ علوی کو (جو سلطان التمش کی اولاد مین تہا۔) تخت پر بٹہادیا۔ زبردستی لوگون سے بیعت کرائی۔ لیکن ایک ہفتہ کے اندر ملک حمید الدین نے امروہہ و بدایون سے آکر حاجی مولا اور علوی کو قتل کیا۔ اودہر سلطان اکیسال کے بعد ۷۰۱ھ میں قلعہ رنتہبور کو فتح کیا۔ اور الغ خان کو وہان چہوڑ کر دلی آیا۔ مگر پانچ چہہ ماہ کے بعد الغ خان بیمار ہوکر دہلی آرہا تہا۔ کہ راستہ مین وفات پائی۔ سلطان نے اپنے مشیرونکو جمع کرکے کہا کہ اس سال متواتر چار بغاوتین ہوچکی ہین۔ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے۔ کہ آیندہ بغاوت وسازش نہونے پائے۔ چنانچہ مشیرون نے بغاوت کے اسباب کی تدبیرین نکالین۔ سلطان نے رعایا کیلئے قوانین وضوابط مقرر کئے۔ اور خود شراب خواری سے توبہ کی۔ عیش خانون کو طلاق دیدیا۔ اور تمام مایحتاج اشیاء اور غلہ کی ارزانی کا معقول بندوبست کیا۔ الغرض اس انتظام واہتمام سے بغاوتونکا سدباب ہوا۔ اور رعایا فارغ البال ہوئی۔ اس اثنا میں مغلون کے دو سردار ترتاک و علی بیگ نے ۴ ہزار سوار سے امروہہ پر چڑہائی کی۔ سلطان نے ملک تغلق کو امروہہ بہیجا۔ لشکر اسلام نے فتح پائی۔

اکثر مغل اسیر ہوے۔ اور علی بیگ و ترتاک کو ایک ہندو نے زندہ گرفتار کیا۔ سلطان نے کل مغلونکو
سوا اون کے سرداروں کے قتل کڑالا۔ پھر علی بیگ و ترتاک کے انتقام کے لئے دو اخان کا امیر زبردست
کنک بہت سا لشکر لیکر سوالک آیا۔ ادہر سے ملک تغلق نے مقابلہ کیا۔ اور ہزیمت دی۔ کنک بھی
گرفتار ہوگیا۔ سلطان نے کوشک ہزار ستون کے سامنے تمام مغلون کو ہاتھیون کے پاؤن کے نیچے
کچلوا دیا۔ اور بدایون دروازے کے برج مین بجائے پہرون کے مغلون کے سر لٹکوائے۔ اسکے بعد
اقبال مند مغل نے لشکر گران لیکر ہندوستان پر چڑھائی کی۔ اور غازی ملک تغلق نے مقابلہ کرکے
اکثر کو قتل اور باقی کو اسیر کیا۔ جو ہاتھیون کے نیچے کچلوائے گئے۔ بہرحال کوئی مغل زندہ نہ بچا۔ پھر تو
مغلون کے دل مین ایسا رعب چھایا۔ کہ ہندوستان کا نام خواب مین بھی نہ لیا۔ سلطان تغلق شاہ
(جو اوس زمانہ مین غازی ملک کہلاتا تھا) حاکم دیپال پور و لاہور کا خراسان و ہندوستان مین بڑا
شہرہ ہوا۔ چنانچہ ملک قطب الدین کے عہد تک اوس نے مغلونکو ادہر رخ بھی کرنے نہ دیا۔

۷۰۳ھ مین سلطان نے چتوڑگڈہ کا محاصرہ کرکے چھ مہینے کے بعد فتح کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے
خضرخان کو دیکر خضرآباد نام رکھا۔ وہان کا راجہ تو قید ہوگیا۔ گر اہل و عیال کو صحرا نوردی نصیب
ہوئی۔ اس اثنا مین کسی نے سلطان سے کہا۔ کہ راجہ کی رانی پدمنی نام نہایت خوبصورت ہے۔
اس کے سنتے ہی سلطان پدمنی کا مشتاق ہوگیا۔ اور راجہ کو اوس کے طلب کرنے پر مجبور کیا۔ آخر
راجہ نے اپنے عیال کو طلب کیا۔ چونکہ راجہ کی بیٹی بہت عقلمند تھی۔ اوس نے اپنے قدیم ملازمون کو
بلاکر نشیب و فراز جتلائی۔ اور سات ڈولیون مین ملازمون کو مسلح بٹھاکر روانہ ہوئی۔ اور مشہور کیا
کہ یہ تمام ڈولیان رانی پدمنی کے سہیلیون کی ہین۔ غرض یہ ڈولیان رات کے وقت دلی مین
داخل ہوئین۔ وہان عورتون کے خیال سے پہرہ کا سخت بندوبست کیا گیا تھا۔ جس سے باہر کے
لوگون پر یہ بھید بالکل نہ کھلا۔ جب ان راجپوتون نے راجہ کو رہائی دیکر گھوڑے پر سوار کیا۔ اور

باہر نکلے تو عام طور پر کھل بلی مچ گئی۔ طرفین سے خوب مقابلہ ہوا۔ بہت سے راجپوت مارے گئے۔ مگر راجہ نلوہ نکل گیا۔ سلطان کو تو پدمنی کی لو لگی ہوئی تھی۔ اوسیوقت قلعہ چتوڑ پہونچا۔ اور راجہ سے پھر قلعہ لے لیا۔ لیکن مطلب بر نہ آیا۔ کیونکہ اس ہنگامۂ محشر خیز مین پدمنی عصمت کی حفاظت کے لئے چتا بنواکر مع خاندان کے جلکر بھسم ہوگئی۔ جب سلطان قلعہ لیکر پدمنی کے محل پر پہونچا تو ایک راکھہ کے ڈھیر کے اطراف چند عورتون کو روتے دیکھا۔ جنہون نے سلطان کو دیکھکر ایک مٹھی راکھہ اوڑائی۔ اور کہا۔ کہ یہ پدمنی ہے۔ سلطان کو اس واقعہ سے سخت ملال ہوا۔ اور بے نیل و مرام دار الخلافہ کو واپس آیا۔ انہین ایام مین معلوم ہوا۔ کہ رام دیو والی دیوگڈہ نے تین سال سے خراج نہین بھیجا ہے۔ سلطان نے ملک کافور کو دکن روانہ کیا۔ اور الغ خان حاکم گجرات اور یمین الملک ملتانی حاکم مالوہ کو بھی لکھہ بھیجا۔ کہ اس مہم مین ملک کافور کی امداد کرین۔ جب ملک کافور دیوگڈہ پہونچا۔ تو رام دیو اپنے بیٹے سنکل دیو کو قلعہ مین چھوڑ کر بہت سے تحفہ و تحائف کے ساتھہ ملک کافور کے پاس آیا۔ اور پچھلے تقصیرات کی معافی چاہی۔ اور بہت سا نذرانہ لیکر دہلی آیا۔ بادشاہ نے ایک لاکھہ ٹنکہ دچتر اور رائے رایان کا خطاب دیکر رخصت کیا۔

یہ واقعہ بھی یہان درج کرنے کے لائق ہے۔ کہ جب کملا دیوی کو معلوم ہوا کہ ملک کافور دیوگڈہ گیا ہے تو اوس نے سلطان سے عرض کی۔ کہ جب مین راجہ کرن کے گھر مین تھی تو پروردگار عالم نے مجھے دو لڑکیان عطا کی تھین بڑی تو اوسی زمانہ مین مرگئی۔ مگر چھوٹی دیول دیبی موجود ہے۔ اگر کسیطرح وہ آجائے تو میری تمنا برآئے۔ سلطان نے ملک کافور کے نام فرمان لکھا۔ کہ راجہ کرن۔ دکن کے نواح مین رہتا ہے۔ اوس سے جسطرح بنے۔ دیول دیبی حاصل کرکے یہان بھیجدیجائے۔ چنانچہ ملک کافور نے راجہ کرن سے دیول دیبی کو لیکر بحفاظت تمام دہلی روانہ کیا۔ اوس وقت دیول دیبی کی عمر آٹھہ سال کی تھی۔ جب وہ یہان آئی تو مان بہت خوش ہوئی۔ اور سلطان کا بڑا بیٹا خضر خان اسکا عاشق زار ہوگیا۔ مگر خضر خان کی مان نے یہ خبر سنکر فورًا اپنے بھائی الپ خان کی بیٹی سے خضر خان کی شادی کردی۔ جس سے خضر خان کو بہت رنج ہوا۔

آخر چند روز کے بعد حضرت سلطان نظام الدین اولیاء کی توجہ سے خضر خان کی شادی دیول دیبی سے بھی ہوگئی۔ کہتے ہین کہ اس نیکبخت بی بی نے ہر ایک مصیبت مین اپنے خاوند خضر خان کا ساتھ دیا۔ بلکہ جب خضر خان گوالیار مین قتل ہوا تو دیول دیبی کے دونون ہاتھ اپنے خاوند کے گلے مین پڑے ہوے زخمی ہوے اور وہین قتل ہوکر خاوند کے ساتھ دفن ہوئی۔ اس واقعہ کے تفصیلی حالات آیندہ حسب موقع بیان کئے جائین گے۔ بعض مورخون کا قول ہے۔ کہ دیول دیبی خضر خان کے قتل کے بعد زندہ رہی۔ اور اوس کی دو شادیان ہوئین۔ ایک تو خاوند کے قاتل سے۔ دوسری سلطنت کے غاصب خسرو خان سے۔ الغرض جب ملک کافور دکن مین پہنچا تو سلطان نے راجہ رسل دیو سے قلعہ سیوانہ لیا۔ اور قلعہ جالور کانیر دیو سے فتح کیا۔ یہان ایک نادر واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ جب قلعہ جالور فتح ہوا تو کانیر دیو سلطان کی خدمت مین رہنے لگا۔ ایک دن سلطان نے کہا۔ کہ ہندوستان مین کوئی ایسا زمیندار نہین ہے جو میرے لشکر کا مقابلہ کرے۔ کانیر دیو نے جہالت سے کہا۔ کہ مین سلطان سے مقابلہ کرکے کامیاب نہون تو گردن ماریجائے۔ بادشاہ ہین بجبین ہوکر خاموش رہا۔ جب کانیر دیو اپنے ملک کو چلا گیا تو دو چار ماہ کے بعد سلطان نے اپنی لونڈی گل بہشت کو لشکر دیکر قلعہ جالور بھیجا۔ گل بہشت نے مردانہ مقابلہ کیا۔ جس سے قریب تھا کہ قلعہ فتح ہوجاوے۔ کہ دفعتاً گل بہشت بیمار ہوکر مرگئی۔ اوس کا بیٹا شاہین خان ہوا۔ کانیر دیو نے دھوکا دیکر شاہین کو مار ڈالا۔ جب سلطان کو یہ خبر پہونچی تو سید کمال الدین کو روانہ کیا جس نے قلعہ فتح کرکے راجہ کو معہ متعلقین قتل کیا۔ ۷۰۹ھ ۱۳۰۹ء مین سلطان نے ملک کافور کو پھر دکن روانہ کیا۔ چنانچہ ملک کافور شمالی تلنگانہ مین اندور کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ ورنگل کو بھی کئی مہینہ کے محاصرہ مین فتح کیا۔ اور راجہ کو معہ عیال و اطفال اسیر کرکے دہلی واپس آیا۔

اسوقت کابل اور سندھ سے لیکر بنگالہ اور گجرات کا سارا ملک فتح ہوگیا تھا۔ اور دکن مین بھی فتوحات کاملہ حاصل ہوئی تھین۔ اب سلطان کا ارادہ ہوا۔ کہ ساحل سمندر کے ملکون کو فتح کرے۔ چنانچہ ۷۱۰ھ ۱۳۱۰ء مین ملک کافور

خواجہ حاجی کو کرناٹک بھیجا۔ کرناٹک کے راجہ بلال دیو نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر اہل اسلام نے فتح پائی۔ راجہ کو قید کیا۔ تہخانون کو توڑا۔ سیت بندرامیشور مین ایک مسجد[1] بنائی۔ بہت سے خزانے اور دفینے ہاتھ لگے۔ ان سب کو لیکر ۱۲۱۱ھ مین ملک کافور دلی آیا۔ اور ۳۱۲ ہاتھی، ۲۰ ہزار گھوڑے ۹۶ من سونا اور موتیون کے صندوق۔ بہت سے کوشک ہزارستون کے سلطان کو نذر گزرانا۔ سلطان اس فتح کی خوشی مین ہر ایک امیر کو ۵ من سونا اور مشایخ و مستحقین کو ڈیڑھ من سونا یا اس سے کم علی قدر مراتب عطا کیا۔ اسکے بعد سلطان نے نومسلم مغلون کو یکقلم موقوف کر دیا۔ مغل بیچارے فاقہ کشی سے تنگ آکر سیرگاہ مین سلطان کے مارنے کا ارادہ کیے۔ مگر سلطان کو اسکی خبر ہوگئی۔ اور سلطان نے ایسا فرعونی حکم دیا کہ ایک روز مین ۲۰ یا ۳۰ ہزار نومسلم مغل قتل ہوے۔ اور اون کے زن و فرزند لونڈی غلام بنائے گئے۔ اسکے بعد خبر ملی کہ دیوگڈہ کا راجہ رام دیو مرگیا۔ اور اوس کا بیٹا جانشین ہوا تو خراج بھیجنا موقوف کر دیا۔ چنانچہ ۱۲۱۳ھ مین ملک کافور دیوگڈہ جاکر راجہ کو قتل کیا۔ اور تمام مہاراشٹر اور کرناٹک پر چڑھائی کرکے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین سلطان بیمار ہوگیا۔ اور ملک کافور کو دکن سے اور الغ خان کو گجرات سے طلب کیا۔ اس عرصہ مین خضر خان کی والدہ نے الغ خان کی بیٹی سے شادی خان کی شادی کرنے کی اجازت چاہی۔ ملک کافور کو موقع ہاتھ آیا۔ اور سلطان سے خضر خان اور الغ خان وغیرہ کی خوب دل کھول کر شکایت کی۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ لوگ حضرت کے تمام کرنے کی فکر مین لگے ہوے ہین۔ چونکہ سلطان کا مزاج اول ہی سے متشکی تہا۔ جب یہ گفتگو ملک کافور کی سنی تو فوراً خضر خان اور شادی خان کو قید کرکے قلعہ گوالیار بھیجدیا۔ اور خضر خان کی ماں کو دلی مین قید کیا۔ الغ خان بیچارہ بے گناہ قتل ہوا۔ یہان تو یہ حالات گذر رہے تھے۔ وہان ملک مدین غدر مچا ہوا تہا۔ رانا ہمیر نے چتور گڈہ پر قبضہ کیا۔ اور رام دیو کے داماد ہرپال دیو نے دکن مین فساد کھڑا کیا۔

[1] فرشتہ لکھتا ہے کہ یہ مسجد میرے زمانہ تک موجود اور مسجد علائی کے نام سے موسوم تھی۔ ۱۲ مولف۔

جب ان بدنظمیون کی خبر سلطان کو ہوئی تو بہت صدمہ ہوا۔ جس سے بیماری طول کھینچا۔ آخر ۱۹ شوال ۷۱۶ھ ۱۳۱۶ء کو وفات پائی۔ بعض کہتے ہین کہ ملک کافور نے زہر دیکر مارا۔ مدت سلطنت ۲۰ سال ہے۔

اس بادشاہ کے عہد مین دس باتین عجیب و غریب تھین۔ کہ کسی اور بادشاہ کے عہد مین نہین سنین۔ اول اناج اور کپڑے اور اشیاء ضروری کی ارزانی۔ دوم ہمیشہ لڑائیون مین فتحیاب ہونا۔ سوم مغلون کا استیصال چہارم تھوڑے خرچ مین بہت لشکر کا رہنا۔ پنجم سرکش و متمرد کا سزا پانا اور مطیع رہنا۔ ششم رعایا کا امن۔ ہفتم بازاری آدمیون کا سچ بولنا۔ ہشتم ہزارون مساجد و قلعے حوضون کا بننا۔ چنانچہ ستر ہزار معمار و کاریگر ہمیشہ موجود رہتے تھے۔ نہم مسلمانون کا پابند شرع رہنا۔ دہم ہر فن کے عالم باکمال اور اولیاے کبار کی فراوانی۔ حالانکہ سلطان بے علم و بیدین تھا۔ اور مذہب و شریعت کو بعوذ باللہ ایک ڈھکوسلا اور مکاری جانتا تھا۔

سلطان شہاب الدین عمر بن سلطان علاء الدین

۱۹ شوال ۷۱۶ھ کو ملک کافور نے سلطان شہاب الدین عمر کو تخت نشین کیا۔ اور سلطان کا ایک نوشتہ ارکان سلطنت کو یہ بتلایا۔ کہ بادشاہ نے خضر خان کو ولیعہدی سے معزول کرکے شہاب الدین کو ولیعہد کیا ہے۔ چنانچہ ملک کافور اس پانچ چھ برس کے لڑکے کو سامنے کرکے آپ خود حکومت کرنے لگا۔ اور ملک اختیار الدین سہیل کو گوالیار بھیجکر بادشاہ کے دونو بیٹے خضر خان و شادی خان کو اندھا کیا۔ اور باوجود خوجہ ہونیکے سلطان شہاب الدین کی ماں سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد سلطان کے تیسرے بیٹے مبارک خان کے قتل کی کوشش کیگئی۔ مگر شیت ایزدی مین کسکو چارہ ہے۔ جو ایک مبارک خان کے قتل کے لئے مقرر ہوے تھے۔ اونہین مین سے مبشر و بشیر نے ملک کافور کا خاتمہ کردیا۔ چنانچہ سلطان کے انتقال کو ۳۵ روز گذرے تھے۔ کہ نہ وہ ملک کافور رہا۔ اور نہ اوس کا کوئی مصاحب قتل سے بچا۔ بعد ازان مبارک خان کو قید سے نکال کر سلطان شہاب الدین کا نائب بنایا۔ دو مہینے بھی پورے نہوے تھے کہ

مبارک خان نے شہاب الدین کی آنکھون مین سلائی پھیرکر قلعہ گوالیار مین قید کردیا۔ اور خود سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ سلطان شہاب الدین نے تین ماہ کی برائے نام سلطنت کی۔

سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین

۷ محرم ۷۱۶ھ یکم ۲۲ مارچ ۱۳۱۶ء کو قطب الدین تخت نشین ہوا۔ پہلے بشیر و نذیر نکر امون کو قتل کیا۔ اور باقی باغیون کو بھی اقطاع دور دراز پر بھیجکر یا۔ اور ایک نوعمر پرواری حسن نامی نومسلم (جسکو ملک شادی نے پالا تھا) کو خسرو خان کا خطاب اور منصب وزارت عطا کیا۔ اور اپنا منظور نظر بنایا۔ قید خانون سے سترہ ہزار قیدیون کو رہائی دی۔ جلاوطنون کو وطن آنے کی اجازت ہوئی۔ سپاہ کو چھ ماہ کی تنخواہ انعام مین ملی۔ ۷۱۹ھ یکم ۱۳۱۹ء مین سلطان نے دیوگڈہ پر چڑھائی کی۔ اور دلی مین ایک نوعمر غلام بچہ شادی نام کو وفاء الملک کا خطاب دیکر اپنا نائب مقرر کیا۔ دیوگڈہ کا راجہ ہرپال دیو زندہ گرفتار ہوا۔ سلطان نے اوس کی کھال کھچوائی۔ اور ملک یکلکھی کو دیوگڈہ کی حکومت عطا کرکے دلی واپس آیا۔ اس اثنار مین سلطان علاء الدین کے چچازاد بھائی ملک اسد الدین نے تخت لینے کی فکر کی۔ راز افشا ہوا۔ سلطان نے ملک اسد الدین کو معہ اوس کے عیال و اطفال کے قتل کرڈالا۔ اس کے بعد ملک شاہ کو گوالیار بھیجکر سلطان علاء الدین کے چارون بیٹے شہاب الدین۔ ابوبکر۔ شادی خان۔ خضر خان کو قتل کرایا۔ ولیعہد رانی بھی اپنے عاشق خضر خان کے ساتھ قتل ہوگئی۔ پھر سلطان نے ملک دینار کو ظفر خان کا خطاب دیکر گجرات کا حاکم بنایا۔ اور اوس کی بیٹی سے نکاح کیا۔ مگر چند ہی روز کے بعد ظفر خان کو بھی مروا ڈالا۔ اور گجرات کی حکومت خسرو خان کے ماموں یا بھائی حسام الدین کو دی۔ خسرو خان کو تلنگانہ کی مہم پر بھیجا۔ خسرو نے وہان پہونچکر اوس نواح کے راجاؤنکو خوب لوٹا۔ چنانچہ مہلی کے راجہ سے ۹۲۰ ہاتھی اور ایک پارچہ

الماس (جسکا وزن ۱۰ درم تھا) لیا۔ وہان سے ملیبار ہوتا ہوا دہلی آیا۔

چونکہ خسرو خان سلطان کا منظور نظر تھا۔ اس لئے تمام سلطنتی کاموں مین دخیل ہو گیا۔ اور اس قدر قدرت حاصل کی کہ ہزارون امراء دہلی کو قتل کرایا۔ بہت سے خاندانون کو تباہ و تاراج کیا۔ آخر سلطنت پر دانت لگایا۔ اور اپنے بھائی بند ہندو سپاہیون کو محل شاہی کی حفاظت تفویض کی۔ گو خضر خان مسلمان ہو گیا تھا مگر باطن مین اپنے ہندو مذہب پر قایم تھا۔ اور ہمیشہ اپنے مذہب اور مذہب والونکی تائید کرتا۔

۵ ربیع الاول ۷۲۱ھ ۲۴ مارچ ۱۳۲۱ء کو رات کے وقت خسرو خان کے چچا مندل نے جسکو بابا خسرو خان چند بدمعاشون کو لیکر سلطان کے قتل کرنے کے لئے محل سلطانی مین آیا۔ اولاً قاضی ضیاء الدین سے مقابلہ ہوا۔ جاہر پرداری نے اون کا کام تمام کیا۔ مگر قاضی کے آدمیون نے شور مچایا۔ جس سے سلطان بیدار ہو گیا۔ اور خسرو خان جو اوس کے پہلو مین سو رہا تھا۔ کہا کہ جاکر دیکھہ کہ یہ کیا شور ہے۔ اوس نمکحرام نے کہا۔ کہ گھوڑے چھوٹ گئے ہین۔ اور اون کے پکڑنے کے لئے یہ غل ہو رہا ہے۔ اس عرصہ مین تمام بدمعاش قصر ہزار ستون پر چڑھ آئے۔ اور بادشاہ کا سامنا ہو گیا۔ سلطان نے ان بدمعاشونکو دیکھکر محلسرا کے طرف بھاگا۔ مگر خسرو بال پکڑکر کھینچا۔ اور جاہر نے تلوار چلائی۔ سلطان گرا۔ خسرو چھاتی پر چڑھا۔ اور سر کاٹ کر نیچے پھینکدیا۔ اس کے بعد خسرو محل مین گھسا۔ اور سلطان کے کم سن بچے فرید خان و منگو خان کو اونکی ماؤن کے گود سے لیکر مار ڈالا۔ اور خاندان علاء الدین کو ملیامیٹ کر دیا۔ گویا خاندان خلجی کا مقطع نامبارک یہ مبارک تھا۔ اس نے چار برس چار مہینے سلطنت کی۔ الغرض خاندان خلجیہ مین دہلی کی سلطنت تقریباً ۳۵ برس رہی۔

ناصر الدین خسرو خان

صبح کو یہ نمکحرام تخت پر بیٹھا۔ اور ناصر الدین خسرو خان اپنا لقب رکھا۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ یہ ہندو

اس نے نکاح کیا۔ اور بڑے بڑے باعصمت امیرون کی بیبیون کو ہندؤن کے حوالہ کیا۔ اگرچہ بظاہر لقب اور نام مسلمانون کا تہا۔ مگر باطن مین کٹا ہندو تہا۔ مسجدون کی محرابون مین بت رکہواتا۔ اور ہندؤن سے پجواتا۔ قرآنون کو اوپر تلے رکہکر مونڈہے کرسی بنواتا۔ اور اون پر ہندؤن کو بٹہاتا۔ مورخون کی رائے ہے کہ اگر خسرو خان کوئی عالی خاندان ہوتا تو ضرور ایسا زبردست راجہ ہوتا۔ کہ مسلمانون کو پہر سلطنت کا ہاتہہ آنا مشکل ہوتا۔ مگر ذات اوس کی پرواری تہی۔ اور پرواری ایسی قوم ناپاک ہندؤنکی ہے کہ اونکو شہر مین ہندو گہر تک بنانے نہین دیتے تھے۔

خسرو خان اپنے ہندو بہائی بندونکو بڑے بڑے عہدے عطا کیا۔ اور مسلمانون مین بہی بعض اعلیٰ خدمات تقسیم کین۔ چنانچہ ملک فخرالدین جونا خان کو میر آخور مقرر کیا۔ مگر جونا خان کا باپ ملک غازی حاکم دیپالپور سلطان قطب الدین کے انتقام کی فکر مین لگا ہوا تہا۔ اور جونا خان بہی موقع کا طالب تہا۔ آخر ایک روز چند نفر ملازمون کے ہمراہ جونا خان دیپالپور چلدیا۔ خسرو خان نے بہت کچہہ تعاقب کیا۔ مگر ہاتہہ نہ آیا۔

اب ملک غازی امراء نمک حلال کو ساتہہ لیکر کمال تجمل کے ساتہہ بقول فغانی دہلی آیا۔

	مسیحا یار خضرش رہنما و ہمعنان یوسف		فغانی آفتاب من باین اعزازمی آید

اوہر خسرو خان نے خزانہ کا تمام روپیہ لشکر مین تقسیم کردیا۔ دو ڈہائی سال کی تنخواہ پیشگی دیدی۔ مگر اس فیاضی سے بہی کچہہ کام نہ نکلا۔ بلکہ اکثر امراء دہلی لڑائی سے کنارہ کش ہوے۔ جس سے خسرو خان کا دل شکستہ ہوگیا۔ لیکن پہر بہی اندرپت کے مقام پر ملک غازی سے مقابلہ کیا۔ شکست کہائی۔ اور خود بہاگ کر ملک شادی کے باغ مین چہپا۔ آدمیون نے گرفتار کرکے لایا۔ آخر ۲۳ رجب ۷۲۱ھ ہم ۲۲ اگست ۱۳۲۱ع کو قتل کیا گیا۔ خسرو خان کی مدت سلطنت چار ماہ کئی روز ہے۔

گل چہارم

خاندان شاہان تغلق

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ

سنہ ۷۲۱ھ م سنہ ۱۳۲۱ع کو شک سیری مین سلطان غیاث الدین[1] تغلق تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔

---

[1] فرشتہ لکھتا ہے کہ تغلق کے نسب کے نسبت مین نے لاہور کے آدمیون سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سلطان غیاث الدین تغلق کا باپ ملک تغلق سلطان غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تہا۔ اوس نے یہان کسی جاٹ کی عورت سے نکاح کر لیا جس سے سلطان غیاث الدین تغلق پیدا ہوا۔ لیکن محققین سے مطور ہے کہ تغلق ہمیں مین قبیلہ تہا۔ اس کی لفظ کو ہندیون نے مقلوب کر کے تغلق بنا لیا ہے۔ اور بعض نے تغلق کا تغلونیا ہے۔ اور بطوطہ کہتا ہے کہ لنگا کی خانقاہ مین شیخ امام الدین نے مجھسے بیان کیا کہ سلطان تغلق کی قوم ان ترکون مین سے ہے جنکو عرب مین کرنہ کہتے ہین جو سند و ترکستان کے پہاڑون مین رہتی ہے۔ ابتداً غازی ملک سند مین آکر ایک سوداگر کی نوکری گہوڑونکے چرانیکی کی۔ بعد ازان سلطان علاء الدین کے بہائی الغ خان حاکم سند کے پاس پیادون مین نوکر ہوا۔ پھر سوارون مین بھرتی ہوا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے امیر کبیر ہو گیا۔ اس نے ملتان کی مسجد مین جائے مقصورہ پر یہ لکھوایا ہے۔ کہ "مین تاتاریون سے ۲۹ دفعہ لڑکر شکست دیا ہون۔ اسواسطے غازی ملک لقب پایا"۔ ۱۲ مولف۔

اورخسرو خان کے زمانہ کی بدعنوانیون کو ایک ہفتہ مین درست کیا۔ سلطان علاء الدین کی لڑکیون کے نکاح بڑے بڑے امراء سے کر دیا۔ اور بڑے بیٹے جونا خان کو الغ خان کا خطاب و چتر عطا کرکے ولیعہد بنایا۔ دوسرے چار بیٹون کو بہرام خان۔ ظفر خان۔ محمود خان۔ نصرت خان کے خطاب دئے۔ اور بہرام ایبہ حاکم اجہ (جس نے دہلی کی چڑہائی کے وقت امداد کی تہی) کو اپنا بہائی بنایا۔ اور کشلو خان کو ملتان و سند کی حکومت دی۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے بیٹے الغ خان کو ورنگل و تلنگانہ کی فتح کے لئے دکن روانہ کیا۔ جب یہ لشکر ورنگل پہونچا تو راجہ نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر چند روز کے بعد محصور ہو گیا۔ قریب تہا کہ الغ خان فتحیاب ہو۔ اس اثنار مین شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر (جو الغ خان کے خاص مصاحب تھے) نے لشکر مین یہ مشہور کر دیا۔ کہ سلطان کا دلی مین انتقال ہو گیا۔ جس سے الغ خان کے ہمراہی سرداون نے بغاوت شروع کی۔ اور الغ خان محاصرہ اوٹھا کر بڑی مشکل سے دلی آیا۔ جب سلطان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اوس نے شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کو زندہ درگور کیا۔ باقی دوسرے امراء (جنہون نے بغاوت کی تہی) کو خوب مزا چکہایا۔ اور چار مہینے کے بعد الغ خان کو پہر ورنگل بہیجا۔ اس دفعہ الغ خان نے قلعہ ورنگل کو فتح کیا۔ اور وہان کے راجہ لدردیو کو سمیت عیال و اطفال اسیر کرکے دلی بہیجا۔ پہر جاج نگر پر چڑہائی کی۔ اوس کو بہی لے لیا۔ اور چالیس زنجیر فیل غنیمت مین ہاتہہ آئے۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو دلی واپس آیا۔ انہین ایام مین مغلون نے سرحد پر حملہ کیا۔ اور قرار واقعی سزا پائی۔ سنہ ۷۲۴ھ مین لکہنوتی و سنارگاؤن کی شورش کے دفع کرنے کے لئے سلطان خود روانہ ہوا۔ اور الغ خان کو دہلی مین اپنا نائب مقرر کیا۔ چنانچہ سلطان ناصر الدین بن غیاث الدین بلبن لکہنوتی کا حاکم تہا۔ جب سلطان کے آمد کی خبر سنی تو استقبال کو آیا۔ مگر سنارگاؤن کے حاکم بہادر شاہ نے سلطان کا مقابلہ کیا۔ اور شکست پائی۔ اسکے بعد سلطان نے ناصر الدین کو اطاعت کے صلہ مین چترو درباش اور لکہنوتی کی حکومت کے علاوہ سنارگاؤن اوڈاکر

اور گوالی کی حکومت بھی عطا کی۔

فتوح السلطان مین لکھا ہے۔ کہ وہان سے سلطان ترہت آیا۔ اور دو تین ہفتہ مین قلعہ کو فتح کرکے راجہ کو اسیر کیا۔ اور ترہت کی حکومت احمد خان پسر تلینہ کے تفویض کی۔ اس کے بعد دہلی کو واپس ہوا۔ جب الغ خان نے باپ کے آمد کی خبر سنی تو افغان پور کے قریب دریا کے کنارہ تغلق آباد سے ۳ یا ۴ کوس پر ایک چوبی محل تین یا چار روز کے عرصہ مین تیار کرایا۔ جب بادشاہ آیا تو اوس روز اوسی محل مین شب باش ہوا۔ صبح کو کھانا کھانے کے بعد سب امرا اوس محل سے نکل آئے۔ صرف سلطان اور اوس کا چھوٹا بیٹا محمود معہ دو چار مقربین کے محل مین بیٹھے رہے۔ الغ خان نے گھوڑے ہاتھی پیش کئے۔ اتنے مین اوس محل کی چھت گر پڑی۔ اور سلطان معہ اپنے بیٹے و دیگر پانچ فقیون کے اندر دب کر مر گیا۔ یہ واقعہ ۲۵ ماہ محرم ۷۲۵ھ کو ہوا۔ مگر اس واقعہ کے نسبت اکثر مورخون مین اختلاف ہے۔ اور ہر ایک نے اپنے اپنے خیال کے موافق رائے لگائی ہے۔ چنانچہ بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ محل ہاتھی گھوڑون کی دوڑ کے صدمہ سے گر گیا۔ حاجی محمد قندھاری لکھتا ہے۔ کہ مکان پر بجلی گری۔ بعض کا قول ہے کہ یہ کارروائی الغ خان کی اشارے سے ہوئی۔ اور صدر جہان گجراتی کا قول ہے۔ کہ الغ خان نے ایک طلسم بنوایا تھا۔ جب اوسکو توڑا تو مکان گر پڑا۔ ابن بطوطہ بیان کرتا ہے۔ کہ حسب ایما الغ خان احمد بن ایاس میر عمارت نے اوس کوشک کا ایک حصہ ایسا بنایا تھا۔ کہ جب ہاتھی کے پیر کی دھمک ہو تو وہ فوراً گر پڑے۔ چنانچہ اسی وجہ سے الغ خان نے اپنے عہد شاہی مین احمد بن ایاس کو خواجہ جہان کا خطاب اور وزیر اعظم کا عہدہ عطا کیا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا سے سلطان رنجیدہ تھا۔ اور بنگالہ کی واپسی پر حضرت کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ مین دہلی آتا ہون آپ باہر چلے جائیے۔ اس پر حضرت نے فرمایا۔ کہ "ہنوز دہلی دور است"۔ چنانچہ یہ ضرب المثل اب تک مشہور ہے۔ بہرحال سلطان نے انتقال کیا۔ مدت سلطنت چار سال کچھ مہینے ہے۔ حضرت امیر خسرو نے اسی بادشاہ کے نام تغلق نامہ لکھا تھا۔

سلطان مجاہد ابوالفتح محمد شاہ تغلق

سلطان کے سوم کے روز الغ خان نے سلطان محمد شاہ کے لقب سے تخت دہلی پر قدم رکھا۔ یہ بادشاہ عجائب روزگار سے تہا۔ اوس کی ذات جامع اضداد تہی۔ بہلائیان برائیون پر پردہ ڈالتی تھین۔ اور برائیان بھلائیون کو خاک مین ملاتی تہین۔ فیاض ایسا کہ روپیہ کو ٹھیکری سمجہا۔ عالمون اور فاضلون کو لاکہون روپیہ دیا۔ اس کے ایک دن کا خرچ دوسرے بادشاہون کے سالہاسال کے خرچ کے موافق تہا۔ محتاج خانے۔ شفاخانے۔ مسافرخانے اس کے عہد مین بکثرت تعمیر ہوے۔ صوم وصلوٰۃ کا سخت پابند تہا۔ حرام ولغو سے سخت دور رہتا تہا۔ مگر مسلمانون کا خون جایز تہا۔ کوئی ہفتہ خالی نہ جاتا کہ کسی مولوی۔ مفتی۔ قاضی۔ صوفی۔ قلندر کا قتل نہ ہوتا ہو۔ اوس کے دماغ مین یہ خبط سمایا تہا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرح پیغمبری اور بادشاہی دونون کرون علاوہ برین تحریر وتقریر مین بےنظیر تہا۔ اس پر خوشنویس اور شاعر بہی تھا۔ علم معقول۔ منطق۔ الہیات طبعیات۔ ریاضیات۔ طب وغیرہ مین اعلیٰ درجہ کا بہر حاصل تہا۔ ان اعلیٰ صفات کے ساتہہ مجنون بہی ضرور تہا۔ چنانچہ اوس نے چند منصوبے ایسے سوچے تہے۔ کہ جس سے عام بغاوتین ہوئین رعایا کی تباہی وغیرہ ظہور مین آئی۔ یہان پر اون منصوبون کا ذکر مجملاً ناظرین کی معلومات کیلئے کیا جاتا ہے۔ اول تو اوس نے سکندر کیطرح ہفت اقلیم کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور رقم کے بڑہانیکے لئے تانبے کا سکہ چلانا چاہا۔ جس سے سلطنت کا اعتبار جاتا رہا۔ دوم تین لاکہہ ستر ہزار مغل کی بہرتی کرکے ایران وتوران کی تسخیر پر کمر باندہا۔ اور ایک ہی سال مین خزانہ کا دیوالہ نکل گیا۔ سوم اپنے بھانجے خسرو ملک کو ایک لاکہہ سوار دیکر چین پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جو سب کے سب سفر کے مصائب وآلام کے شکار ہوگئے۔ جو باقی واپس آئے۔ اون کو بہی اوس نے قتل کرڈالا۔ چہارم دیوگڈھ

دولت آباد کے نام سے موسوم کرکے اوس کو دارالخلافہ بنانا چاہا۔ اور دلی کے باشندون کو قطعی حکم دیدیا گیا۔ کہ وہ دلی کو بالکل خالی کرکے ویران بنادین۔ اور دولت آباد کو بسائین۔ چنانچہ اس نادری حکم کی بنا پر بہت سی رعایا تباہ و برباد ہوگئی۔ اس اثنا مین تیمورشاہین خان بن داؤد خان حاکم الوس چغتائی نے ۷۲۷ھ ۱۳۲۷ء مین ہندوستان پر یورش کی۔ اور لمغان سے ملتان تک تباہ و تاراج کیا۔ بادشاہ نے اس بلا کو بہت سے جواہرات۔ سونا۔ چاندی۔ دیکر ٹالا۔ ہرحال بادشاہ کی جنونی طبیعت نے بہت کچھ ظلم و ستم رعایا کی جان پر ڈھائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر امرا نے بغاوت شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلے بہاءالدین گرشاسپ حاکم ساگر نے (جو بادشاہ کا بہانجا تہا) علم بغاوت کھڑا کیا۔ سلطان نے اوس کی سرکوبی کے لئے خواجہ جہان کو بہیجا۔ بہاءالدین شکست پاکر راجہ کنبیلا کے پاس چلا گیا۔ اور خواجہ جہان تعاقب کرکے وہان بہی پہونچا۔ اور راجہ بہاءالدین کے بچانے کے لئے خواجہ جہان سے خوب لڑا۔ آخر شکست پاکر مارا گیا۔ لیکن اوس کے لڑکے رہ بیٹے اسیر ہوے۔ جنکو بادشاہ نے مسلمان کرکے زمرۂ امرا مین داخل کیا۔ ابن بطوطہ لکہتا ہے کہ راجہ کے اون بیٹون مین سے ایک بیٹے ناصر بختیار نامی کو مین نے دیکہا ہے۔ جو سلطان کا مہردار تہا۔ اور راجہ کنبیلہ مارے جانے کے بعد بہاءالدین بلال دیو کے پاس گیا۔ لیکن اوس نے پناہ نہ دی۔ بلکہ گرفتار کرکے خواجہ جہان کے حوالہ کیا۔ اور سلطان نے اوس کی کہال کہچواکر گہاس بہروایا۔ اور تمام شہر مین تشہیر کیا۔ اس کے بعد سلطان نے قلعہ کنڈہانہ (جو نواح دولت آباد مین واقع تہا) پر چڑہائی کی وہان کا راجہ ناک نائیک چند روز لڑتا رہا۔ پہر اطاعت کرلی۔ سلطان نے اوس کو امراء اعظم مین منسلک کیا۔

۷۴۰ھ ۱۳۴۰ء مین ملک بہرام ایبہ کشلو خان حاکم ملتان نے سرکشی کی۔ سلطان نے مقابلہ کرکے اوس کو ہزیمت دی۔ اور جب وہ اسیر ہوکر آیا تو قتل کرڈالا۔ انہین دنون مین ملک فخرالدین نے

لکھنوتی کے حاکم قدر خان کو قتل کرکے لکھنوتی اور چٹ گانون پر قبضہ کیا۔ اور سید حسن شاہ نے ملک تلنگانہ مین بغاوت کی۔ سلطان نے احمد ایاز کو نائب مقرر کرکے دہلی بھیجا۔ اور خود دیوگڈھ سے سید حسن کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ جب سلطان ورنگل پہونچا تو لشکر مین وبا شروع ہوئی۔ بہت سے امرا مرگئے۔ اور خود سلطان بھی وبا مین مبتلا ہوا۔ ناچار ملک نائب وعماد الملک نائب وزیر کو ملک تلنگ کا کام سپرد کرکے واپس ہوا۔ موضع بیرمین سلطان کا ایک دانت گرگیا۔ جسکو سلطان نے بڑی دھوم دھام سے دفن کیا۔ اور ایک گنبد پرتکلف بنوایا۔ جو ابتک موجود اور گنبد دندان محمد تغلق سے مشہور ہے۔ وہان سے پٹن پہونچا۔ اور شہاب سلطان کو نصرت خان خطاب دیکر ملک بیدر تفویض کیا۔ پھر دیوگڈھ ہوتا ہوا دہلی آیا۔ اور جو لوگ کہ حسب الحکم سلطان دہلی سے آکر دیوگڈھ مین آباد ہوگئے تھے۔ اون کو پھر دہلی جانے کا حکم دیا۔ جس مین اکثر لوگ دہلی گئے۔ اور بعض دیوگڈھ ہی مین رہے۔ اس اثنار مین شاہو افغان کی بغاوت پر سلطان متوجہ ہوا۔ مگر اوس نے بہت جلد اطاعت کرلی۔ اور افغانستان کو روانہ ہوگیا۔ بعدازان سلطان نے سنام وسامانہ کے سرکشون کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور ۷۴۳ھ مین کہکرون کے سردار تلک چند کی بغاوت فرو کرنے کے لئے خواجہ جہان کو بھیجا۔

اب سلطان کے دل مین یہ خیال جما۔ کہ خلیفہ عباسی کی اجازت لینا چاہئے۔ چنانچہ حاجی سعید کو عرضی دیکر مصر روانہ کیا۔ جب وہان سے منشور وخلعت آیا تو استقبال کرکے دہلی لایا۔ اور سکہ مین اپنے نام کی جگہہ خلیفہ کا نام تحریر کرایا۔ اور جمعہ وعیدین کے خطبون مین سے اون بادشاہون کا نام نکلوادیا۔ کہ جنہون نے خلیفہ کے بلا اجازت سلطنت کی تھی۔ یہانتک کہ اپنے باپ کا نام بھی خطبہ مین رہنے نہ دیا۔ اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑہایا۔ بدر چاچ کے اکثر قصائد اس خلعت ومنشور کے واقعات سے مملو ہین۔

اس عرصہ مین کشنا ایک پسر لڈر دیو نے بلال دیو راجہ کرناٹک کو ادبہار کر سپاہ اسلام کی راہ مین ایک شہر بلال دیو کے بیٹے بیجن رائے کے نام سے بیجن نگر آباد کروایا۔ (جو بعد مین بیجاپور مشہور ہوا) اور بلال دیو کی مدد سے ورنگل کو مسلمانون کے قبضہ سے لے لیا۔ غرض تلنگانہ اور کرناٹک کی راجاؤن نے باہم اتفاق کر کے ۷۴۴ھ مین دوبارہ آزادی حاصل کی۔ اور سلطان دہلی سے نکل کر قصبۂ کمپور کے پاس دریا دگنگ کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ اور اوس مقام کا نام سرگ دواری (جنت کا دروازہ) رکھا جب سلطان سرگ دواری مین تہا۔ تو چار بغاوتین متواتر وقوع مین آئین۔ اول نظام پائین نے گلبرگہ مین بغاوت کی۔ اور سلطان علاء الدین اپنا لقب کیا۔ سر پر تاج رکھا مگر عین الملک نے فوراً سرکوبی کی۔ دوم شہاب سلطان نصرت خان حاکم سیدر نے سر اوٹھایا جسکو قتلغ خان نے سیدہا کیا۔ سوم علی شاہ (جو ظفر خان کا بہانجا تہا) اپنے بہائیون کو جمع کر کے۔ (جنہین حسن کانگوئی بہی تہا) گلبرگہ کے صوبہ دار کو مار ڈالا۔ اور غدر مچایا۔ اوس کی بہی تنبیہ قتلغ خان نے خوب کی۔ چہارم عین الملک نے سرکشی کی۔ جسکو سلطان نے خود مقابلہ کر کے شکست دی۔ جب عین الملک اسیر ہو کر آیا تو سلطان نے اوس کو خلعت دیا۔ اور کہا کہ "یہ ساری شرارت لوگون کی تہی۔ جس مین عین الملک کو بالکل دخل نہین ہے۔" اس کے بعد سلطان نے قتلغ خان کو مالوہ سے بلایا۔ اور اوس کی جگہ عزیز حمار کو حاکم کر کے مالوہ بہیجا۔ اس کم ظرف نے چند امیر صدہ (مغل کے وہ سردار جنکے زیر حکم سو سوار ہون) کو علانیہ لعنت و ملامت کر کے قتل کیا۔ جس سے تمام مغل سرکشی پر کمر باندہے۔ اور نواح گجرات مین بلوہ مچا دیا۔ سلطان خود اون کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اور اکثر مقامات پر اون کو شکست دی۔ لیکن اس پر بہی اون کی سرکشی کم نہ ہوئی۔ بلکہ ان امیر صدہ کے ہاتہہ عزیز حمار اور پسر رکن الدین تھانیسری۔ ملک احمد لاچین وقتاً فوقتاً مارے گئے۔ اور عالم الملک قید ہو گیا۔ اور ان مغلون نے سارے ملک مرہٹہ کو اقطاع مین تقسیم کیا۔ اور اسمعیل فتح کو نصیر الدین کا

خطاب دیکر اپنا بادشاہ بنایا۔ لیکن سلطان بھی فوراً بھڑوچ سے دولت آباد آیا۔ اور مقابلہ کر کے شکست دی۔ عماد الملک کو ان باغیوں کے گرفتار کرنے کے لئے گلبرگہ بھیجا۔ ابھی یہ کام ختم نہ ہوا تھا۔ کہ ملک طغی نے گجرات مین فساد برپا کیا۔ اور ملک مظفر حاکم نہروالہ کو مار ڈالا۔ اس خبر کے سنتے ہی سلطان گجرات کو دوڑا۔ اور قلعۂ دیوگڈہ کے محاصرہ کو اور امیرون کے تفویض کیا۔ جب بادشاہ گجرات کو چلا تو دکھنیون نے تعاقب کر کے خزانہ اور ہاتھی چھین لیا۔ آخر سلطان بھڑوچ پہونچا۔ اور طغی کنبہات چلا گیا۔ سلطان نے ملک یوسف کو تعاقب مین روانہ کیا۔ مقابلہ کیوقت لشکر شاہی کو شکست ہوئی۔ اور ملک یوسف مارا گیا۔ جب سلطان نے یہ متوحش خبر سنی تو خود کنبہات پر چڑھائی کی۔ طغی وہان سے بھاگ کر اساول (جسکو اب احمد آباد کہتے ہین) پہونچا۔ سلطان بھی اوسکا پیچھا لیا۔ آخر طغی شکست کھا کر ٹھٹہ چلا گیا۔ سلطان گجرات و نہروالہ کے انتظام مین مصروف ہوا۔ جب یہ فساد فرو ہوا تو اور گل کھلا۔ امیران صدہ نے حسن کانگوی کو سلطان علاء الدین کا خطاب دیکر اپنا سرگروہ بنایا۔ اور عماد الملک (جو سلطان کا داماد تھا) کو قتل کر کے دکن پر قبضہ کر لیا۔ اسمٰعیل مخ مستعفی ہوا۔ اب سلطان کو سخت تردد پیدا ہوا۔ اور دو برس گجرات مین رہکر لشکر کا انتظام کیا۔ وہان سے پہلے ٹھٹہ کو روانہ ہوا۔ سنجار تو اول سے سلطان کا منگیر تھا۔ ایک روز مچھلی کھائی۔ سنجار نے معلوت کی۔ خدا خدا کر کے ٹھٹہ پہونچا۔ آخر ۲۱ محرم ۷۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۳۵۱ء کو انتقال کیا۔ مدت سلطنت ۲۷ سال ہے۔

سلطان فیروز شاہ تغلق بن سپہ سالار رجب

جب محمد تغلق کا انتقال ہوا تو مغلون نے بہت کچھ شور و شغب مچایا۔ اور خداوند زادہ (جو محمد سلطان تغلق کی بیٹی تھی) نے امراء کے پاس یہ پیام بھیجا۔ کہ ملک داؤد (جو اوس کا

بیٹا تھا۔ کے ہوتے ہوے فیروز شاہ کو تخت نشینی کا حق نہین ہے۔ مگر امرا کو تو فیروز شاہ کی بادشاہی منظور تھی۔ اس لئے کسیکی ایک نہ چلی۔ ۲۴ محرم ۷۵۲ھ ۲۳ مارچ ۱۳۵۱ء کو فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔

یہان دہلی کی حالت سنئے۔ کہ سلطان محمد آخر دفعہ دولت آباد گیا تو دہلی مین ملک احمد کبیر تغلق خان فیروز شاہ کو چھوڑ گیا تھا۔ جن مین سے ملک احمد اور تغلق خان تو سلطان کے قبل ہی دنیا سے چل بسے تھے۔ اور فیروز شاہ کو سلطان نے اپنے پاس طلب کرکے خواجہ جہان کو اپنا نائب بنا کر دہلی بھیجا تھا۔ خواجہ جہان کے پاس ملک قوام الملک خان جہان اور ملک حسن و حسام الدین وغیرہ موجود تھے۔ جب خواجہ جہان نے سنا کہ سلطان نے انتقال کیا۔ اور مغلون نے

لہ فیروز شاہ ۷۰۹ھ ۱۳۰۹ء مین پیدا ہوا۔ اسکے باپ کا نام سپہ سالار رجب تھا جو غیاث الدین تغلق کا بھائی تھا کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین کے زمانہ مین تین بھائی۔ تغلق۔ رجب۔ ابوبکر۔ خراسان سے دہلی آئے۔ اور سلطان نے اونکی لیاقت دیکھکر تغلق کو دیپال پور کی حکومت دی۔ اور دوسرے بھائیون کو اعلیٰ مناصب پر فراز کیا۔ تغلق کا خیال ہوا کہ اپنے بھائی رجب کی شادی کسی رانا کے لڑکے سے کیجائے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ رانا مل بھٹی کی بیٹیان بہت خوبصورت ہین۔ تغلق نے پیام بھیجا۔ رانا نے منظور کیا۔ جب تغلق نو سختی کی تو اپنی ایک لڑکی بی بی نائلہ نام حوالہ کی۔ تغلق نے اوسکا نام بی بی کدبانو رکھا۔ اور رجب سے شادی کی چند سال کے بعد فیروز شاہ پیدا ہوا۔ سات برس کی عمر مین باپ مر گیا۔ تغلق نے اپنے بھتیجے کی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پر کی۔ اور آئین ملک داری اور قوانین بادشاہی سکھائے اس عرصہ مین تغلق کا انتقال ہو گیا۔ اور محمد شاہ تغلق بادشاہ ہوا۔ اوسوقت فیروز شاہ کی عمر ۱۸ سال کی تھی سلطان نے امیر تاک کی خدمت اور نائب باربک کا خطاب دیا۔ اور بارہ ہزار سوار متعین کئے۔ اسکے بعد مملکت دہلی کو چار حصون مین تقسیم کیا تو ایک بعد فیروز شاہ کے حوالہ کیا۔ بہرحال ۴۵ سال تک فیروز شاہ محمد شاہ کی زیر تعلیم رہا۔ جب سلطان کا حال برا ہوا تو اوس نے فیروز شاہ کو ولیعہد کیا۔ اور وصیت کی کہ میرے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہو۔ ۱۲ مولف۔

سرکشی کی۔ تاتار خان اور سلطان فیروز غائب ہین۔ تو اُس نے ایک مجہول النسب ۶ سالہ لڑکے کو تخت دہلی پر بٹھایا۔ اور غیاث الدین محمود کے نام سے ملقب کیا۔ مگر جب اوسکو معلوم ہوا۔ کہ فیروز شاہ زندہ ہے۔ اور امرا نے ٹہٹہ مین اوسکو تخت نشین کیا ہے۔ چنانچہ عنقریب دہلی آیا چاہتا ہے۔ تو اپنی غلطی پر سخت نادم ہوا۔ اور فوراً ۲۰ ہزار کا لشکر جمع کرکے منتظر رہا۔ مگر امرا دہلی خواجہ جہان کی اس حرکت سے سخت متنفر اور فیروز شاہ کی سلامتی کی دعائین مانگتے تھے۔ بلکہ اکثر امرا نے تو کنارہ کشی کرکے سلطان فیروز شاہ کے استقبال کو چلے گئے۔ آخر مین قوام الملک خان جہان بہی دہلی سے چلتا بنا۔ اور فیروز شاہ سے جا ملا۔ اب تو خواجہ جہان کے ہوش اڑ گئے۔ خود بہی فیروز شاہ کے جانب چلا۔ اور اپنی تقصیرات کی معافی چاہی فیروز شاہ کا ارادہ معافی دینے کا تہا۔ مگر امرا کے کہنے سے سامانہ کو بہیجدیا۔ اور تیر خان نے راستہ مین خواجہ جہان کا کام تمام کیا۔ فیروز شاہ مع الخیر دہلی داخل ہوا۔

یہ اسی بادشاہ کا ایجاد ہے۔ کہ افسرون وعہدہ دارون کو نقد تنخواہ کے عوض زمین دیہات جاگیرین عطا کین اور وراثت کا طریقہ بہی اسی سلطان کا جاری کیا ہوا ہے۔ کہ باپ کی جگہ بیٹا۔ اور وہ نہو تو داماد ورنہ غلام۔ اور جب غلام بہی نہ ہو تو قریب کا رشتہ دار۔ اگر وہ بہی موجود نہ ہو تو بیوی کا کوئی قریبی رشتہ دار مقرر کیا جائے۔ دلی کے قیام کے زمانہ مین فیروز شاہ کی یہ عادت تہی۔ کہ ہر جمعہ کو خداوندزادہ کے سلام کو جاتا۔ اور جامہ خانہ مین یہ دونون بیٹہتے۔ اور خداوندزادہ کا خاوند ملک خسرو سامنے کہڑا رہتا۔ اور اوس کا بیٹا ملک داؤد مان کے پیچہے بیٹہتا۔ تقریباً ایک گہنٹہ یہ محفل رہتی۔ ایکدن حسب معمول فیروز شاہ خداوندزادہ کے پاس بیٹہا ہوا تہا۔ کہ داؤد ملک نے (جو اس سازش مین شریک نہ تہا) بادشاہ کو ایسے اشارے کئے۔ کہ جس سے سلطان متوہم ہوکر فوراً برخاست کیا۔ ہرچند خداوندزادہ نے روکا۔ مگر فتح خان کی عیادت کا بہانہ کرکے چلتا بنا۔ بعد مین معلوم ہوا کہ خداوندزادہ نے بادشاہ کے مارنے کے لئے محل کے بغلی حجرون مین چند زرہ پوش سپاہیونکو چہپا رکہا تہا

اس کے بعد سلطان نے خداوندزادہ کو گوشہ نشین کیا۔ اور اوس کا تمام اسباب ضبط کرکے خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ اور خسرو ملک کو جلاوطنی کا حکم ہوا۔ اور ملک داؤد کو دربار کی حاضری کا فرمان عطا کیا۔

اسکے بعد خطبہ وعید مین سلاطین ماضیہ کے اون نامون کو شریک کرنے کا حکم دیا۔ جو سلطان محمد تغلق کے زمانہ مین موقوف کردئے گئے تھے۔ اور اپنے نام کے بعد محمد بن فیروز شاہ و علاء الدین سکندر شاہ کے نامون کو بھی زیادہ کیا۔

۷۵۴ھ ۱۳۵۳ء مین حاجی الیاس حاکم لکھنوتی شمس الدین کا لقب اختیار کرکے بغاوت پر کمر باندھی۔ سلطان نے دہلی مین خان جہان کو نائب بناکے خود لکھنوتی کے جانب کوچ کیا۔ اور چند روز کے مقابلہ مین اوسکو شکست دی۔ کہتے ہین کہ اس لڑائی مین ایک لاکھ اسی ہزار بنگالی مارے گئے۔ پھر وہان سے دہلی مراجعت کی۔ اور اوسی زمانہ مین اکدالہ کا نام آزاد پور رکھا۔ اور پنڈوہ کو فیروز آباد سے موسوم کیا۔ جب دہلی پہونچا تو کولراس بزرگ و کولراس کوچک کے مقامات پر حصار فیروزہ کے نام سے ایک شہر آباد کیا۔ اور بیٹے کے تولد کی خوشی مین فتح آباد کی بنیاد ڈالی۔ جمنا کے کنارے گاوین گانون کی جگہہ پسند کرکے فیروز آباد کا شہر آباد کیا۔ اس اثنا مین شمس الدین نے سلطان فخرالدین حاکم سنارگانو کو مار ڈالا۔ اور اوس کا داماد ظفر خان سلطان کے پاس دادخواہ آیا۔ سلطان اوس کی استمالت کرکے چند روز کے بعد شمس الدین کی سرکوبی کے لئے لکھنوتی روانہ ہوا۔ اور دریائے گومتی کے کنارے چھ مہینے قیام کرکے سلطان محمد تغلق جوناخان کے نام پر شہر جونا پور آباد کیا۔ جواب جونپور کے نام سے موسوم ہے جب شہر آباد ہوچکا تو متواتر کوچ کرکے بنگالہ پہونچا۔ اس عرصہ مین شمس الدین کا انتقال ہوچکا تھا۔ اور اوس کا بیٹا سلطان سکندر سلطنت کرتا تھا۔ جب اوس نے سلطان کی آمد دیکھی تو اکدالہ مین جا چھپا اور سلطان نے محاصرہ کرلیا۔ مگر آخر مین وزراء نے صلح کرادی۔ پھر ظفر خان کو سنارگانون مین تخت نشین کرنا چاہا۔ جس کو سلطان سکندر نے بھی بخوشی منظور کیا۔ مگر ظفر خان انکار کردیا۔ اور سلطان کے ہمراہ دہلی چلا

جب سلطان جاج نگر پہونچا تو وہان کے راجہ نے سلطان کی آمد سنکر بھاگ گیا۔ چند روز سلطان ہاتھیون کا شکار کھیلا۔ اس کے بعد راجہ نے بیس ہاتھی نذر بھیجکر صلح کرلی۔ جب ان امور سے سلطان کو فرصت ملی تو دہلی کیجانب معاودت کی۔ مگر راہبرون کی غلطی سے چند روز جنگل و بیابان پھرنا پڑا۔ آخر منزل مقصود کا راستہ ملا۔ اور بخیر و عافیت دہلی پہونچا۔ اس کے بعد نگرکوٹ کو فتح کرکے اوس کا نام محمد آباد رکھا۔ اب سلطان کو ٹھٹہ کے فتح کی سوجھی۔ نو ہزار سوار اور چار سو اسی ہاتھی لیکر ٹھٹہ کو روانہ ہوا۔ یہان جام اور بانیہ حکمران تھے اونہون نے سلطان کی آمد دیکھی تو دریائے سندہ کے اوس پار پناہ لی۔ چند روز سلطان دریا کے اسطرف پڑا رہا۔ مگر وبا و قحط نے دم ناک مین کردیا۔ آخر سلطان بے نیل و مرام واپس ہوکر گجرات گیا۔ اور لشکر کو تازہ دم کرکے پھر ٹھٹہ کو روانہ ہوا۔ اس دفعہ موسم اچھا تھا۔ سلطان نے جام و بانیہ کو ایسا مجبور کیا۔ کہ اونہون نے مجبور ہوکر امان طلب کی۔ اور بعد امان سلطان نے جام و بانیہ کو دہلی لایا۔ اور وہان ٹھٹہ مین جام کے بیٹے اور بانیہ کے بہائی تماچی کو حاکم مقرر کیا۔ اس عرصہ مین حاکم گجرات نے بغاوت کی۔ اور بہت جلد سلطان نے اوسکی تادیب کی۔

سلطان کے دو بیٹے تھے۔ بڑا بیٹا فتح خان (جو ولیعہد تھا) نہایت عقلمند و ہوشیار تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اسکی عمر نے وفا نہ کی۔ اور ۱۳۷۵ء مین انتقال کیا۔ چھوٹا بیٹا محمد خان ایسا لائق نہ تھا۔ کہ وہ بعد باپ کے سلطنت کو سنبھال سکے۔ چنانچہ اسیوجہ سے اکثر سلطان طول و تجربہ رہتا تھا۔ آخر جب سلطان کی عمر اسّی برس کی ہوئی تو سب کام خان جہان وزیر کے سپرد ہوا۔ اور وزیر کو جب حکومت کی چاٹ لگی تو اوس نے شہزادہ محمد خان کی سلطان سے شکایت کی۔ اور کہا کہ ظفر خان کی سازش سے شہزادہ کا ارادہ سلطان کو مار کر خود تخت پر بیٹھنے کا ہے۔ چونکہ سلطان کی عقل مین بلحاظ ضعیفی کے فتور تو آہی گیا تھا۔ وزیر کو محمد خان اور ظفر خان کے قید کا حکم دیدیا۔ وزیر نے ظفر خان کو تو قید کرلیا۔ مگر محمد خان اوس کے ہاتھ نہ آیا۔ بلکہ ایک روز محمد خان محافہ مین بیٹھکر سیدھا محل مین گیا۔ اور بادشاہ کے قدمون پر گرکر کہا کہ

خان جہان نے میری نسبت جو کچھ کہا ہے وہ غلط ہے۔ کہین ایسا ہی ہوا ہے کہ بیٹا باپ کے قتل کا ارادہ کرے۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو اس وقت مجھکو اچھا موقع حاصل تہا۔ گر معاذ اللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بیٹے کی اس گفتگو سے سلطان کا دل بھر آیا۔ اور بیٹے کو گلے لگا کر حکم دیا کہ خان جہان کو مار ڈالے اور ظفر خان کو چھڑا لے۔ چنانچہ محمد خان دس بارہ ہزار ملازمون کو لیکر خان جہان کے گھر پر چڑہ دوڑا۔ لیکن خان جہان اسکے قبل ہی ظفر خان کا کام تمام کرکے خود میوات کی راہ لی تہی۔ اس کے بعد محمد خان باپ کے پاس آیا تو سلطان نے ۷۹۹ھ ۱۳۹۶ء مین اپنے روبرو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ کا خطاب دیکر تخت نشین کیا۔ اور خود یاد الٰہی مین مصروف ہوا۔

ناصر الدین محمد شاہ تخت پر بیٹہتے ہی سکندر خان کو گجرات کی حکومت تفویض کی۔ جب یہ گجرات گیا تو راستہ مین میوات کے کوکا چوہان نے خان جہان کو گرفتار کرکے اوس کے حوالہ کیا۔ سکندر خان نے خان جہان کا سر کاٹ کر ناصر الدین کے پاس بھیجدیا۔ ادہر امیران صدہ اور فرحۃ الملک نے اتفاق کرکے سکندر خان کو مار ڈالا۔ چونکہ ناصر الدین مین امور سلطنت کے انصرام کی لیاقت نہ تہی۔ اس لئے اس معضلہ کا کچھ علاج نہ ہو سکا۔ آخر دوسرے امرا بہی بگڑ بیٹہے۔ اور طرفین سے خوب مقابلے ہوے۔ گر فتح ناصر الدین کے ہاتھ رہی جس سے تمام امرا فیروز شاہ کے پاس دوڑے گئے۔ اور سلطان کو پالکی مین بٹہا کر رزم گاہ مین لائے۔ اس کارروائی سے ناصر الدین کے لشکر مین پھوٹ پڑ گئی۔ اور ناصر الدین کوہ سرمور کیطرف بہاگ گیا۔ امرا نے سلطان کے پوتے تغلق شاہ پسر فتح خان کو تخت پر بٹہایا۔ اور سلطان کے داماد سید حسن کو قتل کرایا۔ اس اثنا مین ۳ رمضان المبارک ۸۰۱ھ ۱۳۹۸ء کو فیروز شاہ نے نوے برس کی عمر مین چالیس برس سلطنت کرکے خلد برین کا راستہ لیا۔ اس بادشاہ کو عجائبات رکھنے کا بڑا شوق تہا۔ اور شکار کے جانب بھی طبیعت بہت مائل تہی۔ فال کا دیکھنا۔ خواب کی تعبیر کا پوچھنا۔ بزرگون کے مزارون کی زیارت کرنا اس بادشاہ کا خاص عقیدہ تہا۔ اس بادشاہ نے بہت قسم کے سکے بہی چلائے

جنکے نام چہل دہشت گانی۔ بست و پنج گانی۔ بست و چہار گانی وغیرہ تھے۔ سلطان کو رفاہ عام کا بڑا خیال تھا۔ چنانچہ اکثر خیرات خانے اور شفاخانے بنوائے۔ اور غلاموں کے جمع کرنیکا شوق اس قدر تھا کہ اس نے اپنے زمانہ مین ایک لاکھ اسی ہزار غلام جمع کرکے دنیا بھر کی صنعت و حرفت سکھلائی تھی۔ قدیم کتابون کے ترجمون کا بھی سلطان کو از حد شوق تھا۔ چنانچہ اکثر سنسکرت کے کتابون کا ترجمہ اس کے عہد مین ہوا ہے۔ اور خود سلطان نے ایک کتاب فتوحات فیروز شاہی لکھی تھی۔ اور فیروز آباد کی جامع مسجد مین ایک گنبد پشت پہل بنواکر پہلو مین اس تاریخ کا ایک ایک باب کندہ کرایا تھا۔ جس مین سلطان کے فتوحات اور نصائح درج ہین۔ جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہین۔ مگر ہم مجبورًا لحاظ طوالت اوس کو نظر انداز کرتے ہین۔

غیاث الدین تغلق شاہ ثانی بن فتح شاہ بن سلطان فیروز شاہ بارہ

تغلق شاہ نے اپنے دادا فیروز شاہ کے انتقال کے روز فیروز آباد مین غیاث الدین تغلق شاہ کا لقب اختیار کیا۔ اور تاج شاہی سر پر رکھا۔ ملک زادہ فیروز بن ملک تاج الدین کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر اپنا وزیر بنایا۔ اور شاہزادہ ناصر الدین محمد شاہ کے قتل کے لئے رائے کمال الدین امیر شاہ سامانہ کو لشکر کثیر دیکر سرمور روانہ کیا۔ چنانچہ ایک دو لڑائیان ہوئین۔ اور ناصر الدین نگرکوٹ بھاگ گیا۔ آخر فوج ناکام واپس آئی۔ اس کے بعد تغلق شاہ نے اپنے حقیقی بھائی سالار شاہ کو قید کیا۔ اور تغلق شاہ کا چچیرا بھائی ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ نے رکن الدین نائب وزیر اور بندگان فیروز شاہی کو اپنا طرفدار بناکر ۲۱ صفر ۷۹۱ھ ۱۹ فبروری ۱۳۸۹ء کو حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ملک مبارک کبیری امیر الامرا خان جہان وزیر اور تغلق شاہ یہہ تینون مارے گئے۔

تغلق شاہ کی مدت سلطنت پانچ مہینے ۸ روز ہے۔

ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن فیروز شاہ بارک

بندگان فیروز شاہی کی امداد سے ابوبکر شاہ تخت نشین ہوا۔ اور رکن الدین کو وزیر بنایا۔ مگر رکن الدین نے وزیر ہوتے ہی ابوبکر کے مارنے کی فکر کرنے لگا۔ جب امرا شاہی کو اوس کی بدنیتی معلوم ہوئی تو اونہون نے اوس کا خاتمہ کردیا۔ اس اثنا مین امیران صدہ نے سلطان شہ خوشدل (جو ابوبکر کا خیرخواہ تہا) حاکم سامانہ کو قتل کرڈالا۔ اور اوس کا سر محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ بہیجکر امداد کا وعدہ کیا۔ جب نگرکوٹ مین محمد شاہ کو ملک سلطان کے مرنے کی خبر پہونچی تو سامانہ آیا۔ اور ۱۰ ربیع الآخر ۷۹۱ھ کو تخت پر بیٹھا اور ۲۰ ہزار سوار لیکر ابوبکر سے لڑنے کے لئے دہلی آیا۔ دو روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ تیسرے روز محمد شاہ نے شکست کہاکر جلیسر مین پناہ لی۔ اور اپنے بیٹے ہمایون خان کو سپاہ جمع کرنے کے لئے سامانہ روانہ کیا۔ اس عرصہ مین ملک سرور شحنۂ شہر و ملک الشرق و ناصر الملک والی ملتان۔ وخواص الملک والی بہار۔ وغیرہ پچاس ہزار سوار اور بہت سے پیادے لیکر سلطان محمد سے آملے۔ سلطان محمد نے ملک سرور کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر وزیر بنایا۔ اور ماہ شعبان ۷۹۱ھ مین پھر دہلی پر چڑہائی کی۔ کنڈالی کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ اس دفعہ بہی سلطان محمد کو شکست ہوئی۔ اور بہاگ کر جالیسر آیا۔

محرم ۷۹۲ھ مین شاہزادۂ ہمایون خان ملوک و امرا کو جمع کرکے پانی پت مین مقیم ہوکر نواح دہلی کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ سلطان ابوبکر نے ملک شاہین عماد الملک کو چار ہزار سوار سے روانہ کیا۔ جب مقابلہ ہوا تو ہمایون کو شکست ہوئی۔

جمادی الاول ۷۹۲ھ مین ابوبکر سپاہ کو جمع کرکے جلیسر کیطرف گیا۔ اور سلطان محمد جلیسر سے نکل کر دوسرے راستہ دہلی آیا۔ اور ہمایون کے محل مین اترا۔ جب ابوبکر کو یہ خبر لگی تو وہ لشکر سمیت دہلی

واپس آیا۔ اور ملک بہاء الدین محافظ دروازہ کو قتل کیا۔ اس اثنار مین سلطان محمد چوردروازے سے جالیسر کو چلتا بنا۔ مگر اُس کے امراء وملوک بہت کچھ اسیر وقتل ہوے۔ خلیل خان نائب باربک اور ملک اسمٰعیل (جو فیروز شاہ کا نواسہ تہا) اسی موقع پر مارے گئے۔

ماہ رمضان مین مبشر حاجب سلطان قدیمی بندگان فیروز شاہی کے ساتہہ ملکر ابوبکر کے برخلاف سلطان محمد سے سازش شروع کی۔ جب ابوبکر کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو وہ ناہر کے کوٹلہ کو چلا گیا۔ ادہر ملک مبشر نے سلطان محمد کو ابوبکر کے بہاگنے کی اطلاع دی۔ سلطان محمد ۲۹ رمضان کو جالیسر سے دہلی آیا۔ اور کوشک فیروز آباد مین سر پر تاج رکہا۔ مبشر حاجب کو اسلام خان کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا۔

شاہزادہ ہمایون خان و اسلام خان وغیرہ کو ابوبکر سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ ابوبکر اور بہادر ناہر میواتی نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست اوٹہائی۔ آخر ابوبکر و ناہر نے عفو تقصیر چاہی۔ سلطان نے ناہر کو خلعت عنایت کیا۔ اور ابوبکر کو قلعہ میرٹہہ بہیجدیا۔ چند روز کے بعد ۲۰ ذی حجہ ۷۹۲ھ کو ابوبکر نے انتقال کیا۔ مدت سلطنت ایک سال چہہ ماہ ہے۔

سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ باربک

جب محمد شاہ نے ابوبکر سے فراغت حاصل کی تو اُدہر گیا۔ اور راجہ ناہر سنگہہ کو خلعت دیکر دہلی آیا ۷۹۴ھ مین ناہر سنگہہ اور سردار دہرن سنگہہ نے بغاوت کی سلطان نے ایک طرف تو اسلام خان کو بہیجا۔ اور دوسرے طرف آپ روانہ ہوا۔ چنانچہ دونون کی سرکوبی کی گئی۔ پہر وہان سے سلطان گنگا پار جاکر قنوج اور دلمئو کے سرکشون کو درست کیا۔ اور جلیسر آیا۔ یہان ایک قلعہ تعمیر کرکے محمد آباد نام رکہا اس عرصہ مین خواجہ جہان کا فرستادہ آیا۔ کہ اسلام خان کا ارادہ بغاوت کا ہے۔ جس سے سلطان دہلی واپس آیا۔ اور اسلام خان کو قتل کرکے خان جہان کو وزارت دی۔ مقرب الملک کو محمد آباد بہیجدیا

۹۵ھ مین سلطان نے میوات کو تاخت و تاراج کیا۔ اور ربیع الاول ۹۶ھ مین شاہزادہ ہمایون کو شیخا گکھر (جو لاہور مین بغاوت کر رہا تہا) کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ چنانچہ شاہزادہ لاہور کو جانیوالا تہا۔ کہ دفعتاً سلطان محمد نے ۱۷ ربیع الاول ۹۶ھ مین وفات پائی۔ مدت سلطنت چہہ سال سات مہینے ہے۔

سلطان سکندر شاہ بن ناصرالدین محمد شاہ

سلطان کا منجھلا بیٹا ہمایون خان ۱۹ ربیع الاول ۹۶ھ مین بتخت سلطنت پر بیٹھا۔ اور سکندر شاہ کا خطاب اختیار کیا۔ خواجہ جہان وزیر ہوا۔ اور کل ارباب دخل بدستور سابق بحال رہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ یہ بادشاہ ایک مہینہ ۱۶ روز سلطنت کرکے ۵ جمادی الاول ۹۶ھ کو قبر کی خوابگاہ مین سو گیا

سلطان ناصرالدین محمود شاہ بن محمد شاہ ناصرالدین

۲۰ جمادی الاول ۹۶ھ کو قصر ہمایون مین ناصرالدین محمد شاہ کا چہوٹا بیٹا محمود۔ خان جہان وزیر کی کوشش اور دیگر امراء کی اعانت سے تخت نشین ہوا۔ اور سلطان ناصرالدین محمود لقب پایا۔ خواجہ جہان بدستور وزارت پر رہا۔ اور مقرب الملک کو مقرب خان کا خطاب دیکر وکیل السلطنت و امیر الامرا بنا دیا عبدالرشید سلطان کو سعادت خان کا خطاب ملا۔ ملک سارنگ خان دیبالپور کا حاکم مقرر ہوا۔ ملک دولت خان دبیر و عارض ملک و عماد الملک بنایا گیا۔ مگر دہلی کی سلطنت مین اب کچہہ دم باقی نہ تہا۔ اور ممکن نہ تہا کہ یہ سلطان اس بگڑی سلطنت کو سنبہال لیتا۔ پورب مین ہندوون نے شورش برپا کر رکہی تہی۔ جونپور اور اوس کے نواح مین زمینداروں نے غلبہ پا لیا تہا۔ آخر سلطان خواجہ جہان کو ملک الشرق کا خطاب دیکر قنوج سے بہار تک کا انتظام سپرد کیا۔ اور جب ۹۶ھ مین

۲۰ زنجیر فیل اور لشکر کثیر کے ساتھہ رخصت کیا۔ ملک اشرف اٹاوہ۔ کوئل۔ اور نواح قنوج کے سرکشون کو مطیع بناتا ہوا۔ جونپور پہونچا۔ اس کے بعد کٹیر۔ اودھ۔ سندیلہ۔ دلمؤ۔ بہرائچ۔ بہار۔ ترہت وغیرہ پر بھی قبضہ کیا۔ اور راے جاج نگر وشاہ لکھنوتی کو بھی پیشکش بھیجنے پر راضی کیا۔ ادھر سارنگ خان دیپال پور سے لاہور گیا۔ اور شیخا کھکر کو شکست دیکر لاہور پر قبضہ کیا۔ اور اپنے بھائی ملک کندھو کو عادل خان کا خطاب دیکر لاہور تفویض کیا۔ اور خود دیپال پور چلا آیا۔ شعبان ۷۹۶ھ مین بادشاہ نے مقرب الملک مقرب خان کو دہلی سپرد کیا۔ اور خود سعادت خان بارمک کو ساتھہ لیکر بیانہ و کوالیار کے طرف روانہ ہوا۔ ملک علاء الدین اور ۰ خان نے سعادت خان کے مارنے کی فکر کی۔ مگر قبل از وقوع واقعہ سعادت خان کو خبر ہوگئی۔ اوس نے مبارک خان اور علاء الدین کو تو وہان تمام کیا۔ اور ملو خان بھاگ کر دہلی آیا۔ تین ماہ کے بعد جب سلطان دہلی کے قریب آیا تو مقرب خان نے بغاوت کی۔ اور سلطان کو دہلی مین آنے نہدیا۔ دو چار روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس کے بعد مقرب خان کے ہواخواہون نے بادشاہ کو سعادت خان سے جدا کرکے دہلی لیگئے۔ سعادت خان نے دیکھا۔ کہ سلطان بھی چلا گیا۔ اور برسات کا موسم سر پر ہے۔ اس لئے وہ محاصرہ چھوڑکر فیروز آباد آیا۔ مقرب خان نصرت خان بن فتح خان بن سلطان فیروز شاہ کو میوات سے بلاکر ربیع الاول ۷۹۷ھ مین فیروز آباد کے تخت پر بٹھایا۔ اور نصرت شاہ اوس کا خطاب رکھا۔ آخر امراء نصرت شاہ اور سعادت خان مین پھوٹ پڑی۔ اور سعادت خان بھاگ کر مقرب خان کے پاس دہلی آیا۔ مگر چند روز کے بعد مقرب خان نے اوسکو مار ڈالا۔ اور ملو خان کو اقبال خان کا خطاب دیکر سیری کا قلعہ سپرد کیا۔ ادھر نصرت شاہ نے محمد مظفر کو تاتار خان کا خطاب دیکر وکیل و وزیر مقرر کیا۔ اب دہلی و فیروز آباد مین دو بادشاہ تھے۔ جو شطرنج کے بادشاہون سے مشابہ تھے۔ اور روزانہ دہلی و فیروز آباد کے درمیان (جو پانچ کوس کا فاصلہ تھا) کشت وخون کا بازار گرم رہتا تھا۔ مگر عکبہ کسیکو بھی نہ ہوتا تھا۔ حالت یہ تھی۔ کہ نصرت خان کے قبضہ مین

اضلاع دوآب واقطاع سنبھل وپانی پت وجھجر وروہتک تھے۔ اور سلطان محمود کے پاس سوائے دہلی و سیری کے قلعون کے کچھہ بھی نہ رہا تہا۔ اور امراء لوگ اپنے اپنے اقطاع مین خود سر حاکم و فرمانروا بنے بیٹھے تھے۔ تین برس تک برابر اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ ادہر سارنگ خان حاکم دیبال پور نے (جو سلطان محمود کے طرف سے حاکم تہا) ۸۹۷ھ مین خضر خان حاکم ملتان کو شکست دیکر ملتان پر قبضہ کرلیا۔ اور امیر غالب خان سے سامانہ لے لیا۔ غالب خان نے پانی پت مین تاتار خان کے پاس پناہ لی۔ سلطان ناصر شاہ (نصرت خان) دس ہاتھی اور کچھہ لشکر تاتار خان کے پاس بھیجا۔ اور ہدایت کی۔ کہ سامانہ سارنگ خان سے لیکر غالب خان کا قبضہ کرادے۔ چنانچہ تاتار خان اور سارنگ خان کا مقابلہ ہوا۔ سارنگ خان شکست کہا کر ملتان کے طرف بھاگا۔

شوال ۸۹۸ھ مین اقبال خان عرف ملوخان (جو سارنگ خان کا بہائی تہا) نصرت شاہ کی خدمت مین آیا۔ اور قسم وعہد کرکے نصرت شاہ کو حصار جہان پناہ مین لیگیا۔ مگر یہہ نمکحرام تیسرے ہی روز قسم وعہد سے پھر گیا۔ اور نصرت شاہ سے مقابلہ کیا۔ نصرت شاہ معہ اہل وعیال پانی پت چلا گیا۔ اور فیروز آباد پر اقبال خان نے قبضہ کرلیا۔ آخر امیرون نے نصرت شاہ اور سلطان محمود کے درمیان صلح کرادی۔ ادہر اقبال خان مقرب الملک پر چڑہائی کرکے اوس کو قتل کیا۔ سلطان محمود برائے نام بادشاہ تہا۔ سارے کام سلطنت کے اقبال خان کے ہاتھہ تھے۔ ذی قعدہ ۸۹۸ھ مین اقبال خان پانی پت گیا۔ اور تاتار خان کو شکست دی۔ تاتار خان اپنے باپ ظفر خان کے پاس گجرات چلا گیا۔ غرض اقبال خان کا ایسا اقبال چمکا۔ کہ وہی بالکل سلطنت کا مالک ہوگیا۔

امیر تیمور کا حملہ

اس اثنا مین خبر پہونچی۔ کہ امیر تیمور صاحبقران نواح ہندوستان مین داخل ہوگیا ہے۔ اور عنقریب دہلی

آیا چاہتا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی ملوخان کے ہوش اڑ گئے۔ اور سلطان محمود کو سکتہ ہو گیا۔ ہر ایک نے بچاؤ کی فکر کی۔ اور جو کچھ ٹوٹا پھوٹا لشکر موجود تھا اسکو آراستہ کیا۔ مگر دل قابو سے جاتا رہا تھا۔ اور ہمت بھی

(نوٹ متعلق صفحہ ۲۴۱) ۱؎ ہندوستان کے حملہ کے متعلق تیمور لکھتا ہے کہ جب میں نے سنا کہ جو مسلمان کافر کو قتل کرتا ہے۔ وہ غازی کہلاتا ہے اور کفار کے ہاتھ مارے جانے سے جنت میں جاتا ہے۔ اس مژدہ کے سنتے ہی غازی بننے کا شوق پیدا ہوا۔ اور خیال کیا کہ چین کو فتح کروں۔ یا ہندوستان کو تسخیر کروں۔ آخر قرآن شریف میں فال دیکھا تو ایک آیت نکلی جسکا مضمون یہ تھا کہ اے پیغمبر تو کفار و مشرکوں سے لڑ اور اون کے ساتھ سختی کر۔ فال تو ٹھیک نکلی۔ مگر چین و ہندوستان کا تصفیہ نہ ہوا۔ اس لئے میں نے امراء کو جمع کر کے اون پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ تمامون نے ہندوستان پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ اور میرے مرشد حضرت شیخ زین الدین نے بھی ہندوستان فتح کرنے کی دعا دی۔ اس اثنا میں سرحد کابلستان سے شاہزادہ پیر محمد (جو کابل غزنین قندہار وغیرہ کا حاکم تھا) کی عرضی آئی۔ کہ قدوی اپنے مقرر کردہ اقطاع کا بندوبست کر کے ہندوستان کے بعض اضلاع کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور دریافت سے یہ معلوم ہوا۔ کہ فیروز شاہ کے مرنے کے بعد دارالسلطنت دہلی پر ملوا اور سارنگ خود مختار ہو گئے ہیں۔ اور سلطان محمود کو برائے نام بادشاہ بنا رکھا ہے۔ چنانچہ جب مجھے یہ حالات معلوم ہوئے تو میں نے ایک خط سارنگ کے پاس بھیجا کہ شہنشاہ تیمور نے حکم دیا ہے کہ ہندوستان کا خراج معمول کرنا اگر کوئی سرکشی کرے تو اون کو قرار واقعی گوشمالی دے۔ گو سارنگ نے ایلچی کی تعظیم تکریم تو بہت کچھ کی۔ مگر جواب مغرورانہ دیا۔ اس لئے میں لشکر کو جمع کر کے ہندوستان کے جانب روانہ ہوا۔ اور کوہ سلیمان کے افغانوں کو تباہ کرتا ہوا سندھ اُترا۔ وہان سے اوچہ کو فتح کیا۔ جب ملتان پہونچا تو سارنگ قلعہ بند ہو گیا۔ اب میں نے اس کا محاصرہ کر لیا ہی اور بوجہ استحکام قلعہ کا آسانی سے فتح ہونا ناممکن ہے۔ پس اس وقت حضور کی ہدایات کا منتظر ہوں۔" اس خط کے دیکھنے سے میرا عزم مصمم ہو گیا۔ آخر ۸۰۱ھ ۱۳۹۸ء میں لشکر کو جمع کر کے دارالسلطنت سمرقند سے ہندوستان روانہ ہوا۔ جب آب جیحون کو عبور کر کے اندراب پہونچا۔ تو وہان کے مسلمانان شریف و وضیع نے کفار کٹورو سیاہ پوش کے ظلم و ستم کی شکایت کی۔ اور میں نے بھی ہندوستان جانے کے قبل ان کفاروں کی سرکوبی مناسب سمجھی۔ گو اس ارادہ میں مجھے بہت کچھ سختیاں جھیلنی پڑیں لیکن

جواب دے چکی تھی۔ اودھر تیمور پانی پت سے نکل کر موضع جہان نما کو تاخت وتاراج کرتا ہوا حصار فیروزی آیا۔ یہان کے حاکم میمون نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ ہزارون

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۲) بافغال قادر متعال مین نے کٹور وسیاہ پوش کے کفارون کی اچھی طرح تادیب کی۔ اور مرزا پیر محمد کی امداد کے لئے امیر سلیمان کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ ۸ محرم ۸۰۱ھ کو دریاے سند اترا۔ یہان اسکندر شاہ والی کشمیر کا ایلچی آیا۔ اور اطاعت وانقیاد کا اظہار کیا جسکو مین نے حکم دیا۔ کہ اسکندر شاہ معہ اپنے لشکر کے دیپال پور مین ہمارے لشکر سے آملے۔ اس کے بعد جب دریاے جہد (جہلم) کے کنارے پہونچا تو وہان کے جزیرہ کا حاکم شہاب الدین مبارک شاہ تمبی نے مقابلہ کیا۔ مگر دو چار روز کی لڑائی مین جزیرہ پر قبضہ ہوگیا۔ اور تمبی اوچہ کے طرف بھاگا۔ پھر مین شہر تلمبا مین آیا۔ (جو ۷ میل ملتان سے اسطرف ہے) یہان کی سرکش رعایا کو سزا دی۔ اور تمنہ نے امان چاہی وہان سے نصرت گہکر کو شکست دیکر شاہ نواز ہوتا ہوا دریاے بیاس کے کنارے پہونچا۔ اس عرصہ مین مرزا پیر محمد جہانگیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ سارنگ نے اطاعت کرلی۔ اور ملتان فتح ہوگیا۔ بعد ازان ۴ صفر کو جب پیر محمد آیا تو بیان کیا کہ ملتان کی فتح کے بعد اس قدر بارش ہوئی کہ تمام گھوڑے تباہ ہوگئے۔ اور اہالیان ملتان نے مخالفت اختیار کی۔ اور فدوی مجبوراً حضرت کی قدمبوسی کے لئے چلا آیا۔ مین نے اوس کو گلے لگایا تسلی دی اور تیس ہزار گھوڑے۔ اوس کے لشکر کے لئے دیا۔ اور وہان سے دیپال پور اور شہر پٹن وقلعہ بھٹنیر کو فتح کرکے اجودہن آیا۔ شیخ فرید شکر گنج کی زیارت کی۔ پیر سرستی فتح آباد قلعہ اہرونی کو تاخت وتاراج کرتا ہوا تونہ مین آیا۔ اور ہزار دن جٹون کو فی النار کرکے گہگر کی ندی پر قیام کیا۔ دوسرے روز پل کوپلہ سے نکل کر کیتھل پہونچا۔ یہان سب طرف کی فوج اکٹھی ہوگئی۔ اور امرا و شاہزادے جمع ہوے۔ مین نے اس لشکر کو اس طرح مرتب کیا۔ کہ برفنار (سپاہ کے دست راست کا بازو) پر مرزا پیر محمد جہانگیر۔ مرزا رستم۔ امیر سلیمان شاہ۔ اور دیگر امرا کو مقرر کیا۔ اور جرفنار (سپاہ کے دست چپ کا بازو) پر سلطان محمد خان۔ مرزا خلیل سلطان۔ مرزا سلطان حسین

قید ہوے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ ملوخان چار ہزار سوار پانچہزار پیادے ۔ ۷ جنگی ہاتھی لیکر جہان نما کے قریب ٹہرا ہوا ہے۔ چنانچہ صاحبقران نے مقابلہ کیا۔ اور ملوخان شکست پاکر دہلی کو بہاگا۔ صاحبقران کے لشکر نے تعاقب کرکے دہلی کے دروازہ تک پہونچا دیا۔ اور مع الخیر معاودت کی۔ اس عرصہ مین امیر جہان شاہ اور دیگر امرا تجربہ کار نے عرض کیا۔ کہ اس وقت ہمارے لشکر مین ایک لاکھہ ہندی قید ہین۔ کہین ایسا نہ ہو کہ ہمکو لڑائی مین مشغول دیکھکر سرکشی پر آمادہ ہوجائین۔ اور ہمکو دہلی والون کا مقابلہ پیٹھہ پھیرکر ان کی سرکوبی کرنی پڑے۔ اور دشمن فائدہ اوٹھائے۔ صاحبقران نے امرا کے اس معروضہ کو پسند کیا۔ اور حکم دیا کہ ہر ایک افسر و سپاہی اپنے اپنے قیدیون کو قتل کرڈالے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور ایک لاکھہ[1] قیدی قتل ہوا۔ بعدازان ۷ ربیع الثانی روز سہشنبہ کو سلطان محمود اور ملوخان نے دس ہزار سوار چالیس ہزار پیادے۔ اور ۱۲۵ ہاتھی کے ساتھہ لشکر صاحبقران کا مقابلہ کیا۔ گرانارون کے تیرون کی بوچھاڑ نے ہاتھیون کو ٹہرنے نہ دیا۔ تیر و شمشیر سے اونکی سونڈون کو زخمی کیا۔ سلطان محمود اور ملوخان بہاگ کر شہر مین پناہ لے۔ اور آدہی رات کو دونون بہاگ کر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۳) امیر جہان اور دیگر امرا کو قایم کیا۔ اور قول (درمیان سپاہ) مین قمان یسان نیز قومان کلان۔ امیر اللہ داد علی سلطان قواچی۔ اور باقی امرا و قومانات و امرا و قومانات اپنی پاس رکہے۔ اس ساری لشکر کا پہیلاؤ ۲۰ میل طول اور ۲ میل عرض مین تہا۔ ۲۲ ربیع الاول کو اسندی کو قلعہ مین (جہان کہ اب تحصیل سدیلہ کرکے ہے) منزل ہوئی دوسرے قنوج پور کے قلعہ مین قیام ہوا۔ یہان کے لوگ بہاگ گئے تہے۔ لشکریون نے اون کے گہر ڈہکوا کر قلعہ کو آگ لگادی ۲۴ ربیع الاول کو پانی پت مین مقام ہوا۔ باقی حالات دہلی پہونچنے اور لڑنے کے متن مین ملاحظہ فرمائے۔ ۱۲ مولف۔

[1] اکثر مورخون کو قیدیونکی تعداد مین اختلاف ہی۔ چنانچہ ملفوظات و ظفرنامہ تیموری مین ایک لاکھہ اور طبقات اکبری مین پچاس ہزار لکہا ہی۔ اور مورخ کا قول کہ پندرہ برس کی عمر سے بڑے قیدی قتل کرنیکا حکم تہا۔ العلم عند اللہ۔ ۱۲ مولف

کوہ وبیابان مین روپوش ہوگئے۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ ایک گجرات اور دوسرا برن گیا۔ صاحبقران کو جب یہ خبر ہوئی تو تعاقب مین سپاہ روانہ کیا۔ وہ تو ہاتھ نہ آئے۔ لیکن ملوخان کے دو بیٹے خداداد و سیف الدین عرف ملک شرف الدین گرفتار ہوے۔ صاحبقران نے رات تمام دہلی کے دروازون پر پہرہ چوکی کا رکھا اور ۸ ربیع الثانی سنہ ۸۰۱ روز چہارشنبہ کو دہلی مین داخل ہوا۔ اہل دہلی کو امان دی۔ فتح وظفر کے نقارے بجنے لگے۔ اس کے بعد ہاتھی طلب ہوے۔ جب فیلبانون نے ہاتھیون کا تماشہ دکھایا تو صاحبقران نہایت خوش ہوا۔ اور حکم دیا کہ ان ہاتھیون مین سے ۱۰ سمرقند و ۱۰ تبریز۔ ایک ایک آذربائجان و شروان۔ اور ۱۰ ہرات کو بھیجے جائین۔ تاکہ وہان کے شاہزادے ان عجیب الخلقت جانورون کو دیکھکر مسرور ہون۔ جب جمعہ ہوا تو تیمور نے جامع مسجد مین اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ اور گذشتہ بادشاہون کے نامون کو خطبہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد شبستان بزم ترتیب دیگئی۔ جام ارغوانی چلنے لگا۔ مطربون نے مبارکباد کی تان لگائی۔ شاہزادے اور امرا و اعیان دولت عطاء شاہانہ سے مالا مال ہوے۔ چنانچہ پانچ روز تک مسلسل یہ جلسہ رہا۔ اس کے بعد کچھ ایسے اسباب پیدا ہوے۔ کہ تمام لشکر شہر مین داخل ہوگیا۔ اور اہالیان شہر کو لوٹنے اور اون کی عیال و اطفال کو اسیر کرنے لگا۔ اکثر معززین نے غیرت کے مارے عورتون اور بچون کو گھرون مین بند کر کے آگ لگا دی۔ اور خود لڑکر جان دیدی۔ چنانچہ اس طریقہ سے ہنگامۂ کارزار بہت گرم ہوگیا۔ اور بہت سے لوگ اپنے اہل وعیال کو لیکر پرانی دلّی کی جامع مسجد مین جمع ہوگئے۔ لشکر تیموری نے خانۂ خدا مین بھی گھسکر اون پناہ لینے والون کو ہلاک کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تینون شہر سیری۔ جہان پناہ۔ پرانی دلّی غارت و تباہ ہوگئے۔ اور غنایم وفتوحات مین طرح طرح کے جواہر موتی۔ یاقوت۔ الماس۔ اور اقمشہ۔ ونفائس گوناگون۔ اور سونے چاندی کے برتن۔ نقد روپیہ اور اشرفی معتدبہ ہاتھ آئے۔ اور ہزارون بچے مرد و عورت اسیر ہوے۔ آخر امیر تیمور ۱۵ روز کے قیام کے بعد دہلی سے نکلا۔ اور فیروزآباد ہوتا ہوا قلعہ میرٹھ پر چڑھائی کی۔ الیاس افغان حاکم میرٹھ نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھاکر۔ اور مارا گیا۔ یہان سے تیمور دریاے گنگ کو عبور کرکے

راستہ مین سردار مبارک خان کے لشکر کو شکست دیتا ہوا دروہ کو پلہ (ہردوار) پر حملہ کیا۔ اس عرصہ مین ملک شمنہ سے مقابلہ ہوا۔ امیر نے اوس کو بھی شکست دی۔ پھر کوہ سوالک وجمو کے بدمعاشون کی تنبیہ کی۔ اور لاہور کو تسخیر کرکے دریائے چناب کو عبور کیا۔ اور ہندو شاہ خزانچی کو سمرقند بھیجا۔ تمام امرا کو خلعت فاخرہ عطا کرکے اون کے مقامات پر روانہ کردیا۔ اور خضر خان[1] کو ملتان کی حکومت مرحمت کی۔ اور آپ تعجیل تمام سمرقند کے جانب کوچ کیا۔

اب دہلی کے واقعات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جب لشکر تیموری پامال کرکے چلتا بنا تو دو مہینے تک وبا و قحط کا دور رہا جس سے بچے بچائے آدمی بھی ہلاک ہوگئے۔ اور چرند و پرند کا تک نام ونشان نہین رہا۔ اس کے بعد رجب ۸۰۱ھ مین سلطان ناصرالدین نصرت شاہ (جو اقبال خان کے خوف سے دوآبہ چلا گیا تھا) تھوڑی سی فوج کے ساتھ میرٹھ آیا۔ پھر وہان سے فیروز آباد پہونچا۔ اور دیران دہلی پر قبضہ کیا۔ اس عرصہ مین شہباز خان اور ملک الیاس بھی نصرت شاہ کے پاس آگئے۔ اب نصرت شاہ کو کسی قدر تقویت ہوگئی۔ تو اس نے اقبال خان کی سرکوبی کے لئے شہباز خان کو روانہ کیا۔ مگر راستہ ہی مین چند زمینداروں نے شہباز خان کو قتل کیا۔ اور اقبال خان نے اوس کے لشکر و مال پر قبضہ کرکے دہلی آیا۔ جب نصرت شاہ نے اوس کی آمد دیکھی تو دہلی چھوڑ کر میوات بھاگا اور اوسی جگہہ انتقال ہوا۔ اب تو اقبال خان کا ستارہ چمکا۔ اور دہلی تصرف مین آئی۔ اوس نے سیری مین قیام کیا۔ اور جو لوگ کہ مغلون کے خوف سے ادہر اودہر

[1] خضر خان کو جب سارنگ خان نے گرفتار کرکے قلعہ مین قید کیا تھا تو یہ کسی طرح اوس قلعہ سے بھاگ کر ملکا ہودن کے پاس چند روز بیانہ مین رہا۔ اور وہان سے نکل کر فیروز آباد کے مقام پر امیر تیمور کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ہمیشہ ہمراہ رکاب رہتا تھا چنانچہ اسی باعث تیمور نے ملتان کی حکومت عطا کی۔ بعض مورخون کا قول ہے۔ کہ ملتان کے علاوہ لاہور و دیپال پور کی بھی حکومت سرفراز کرکے دہلی کی حکومت بھی اوس پر مستزاد کی تھی۔ ۱۲ مولف۔

چلے گئے تھے۔ اون کو جمع کرکے پھر سیری کو از سر نو سرسبز و آباد کیا۔ لیکن صرف دوآبہ اور دارالسلطنت پر اقبال خان کا قبضہ تھا۔ باقی ملک مین طوائف الملوکی تھی۔ چنانچہ گجرات مین اعظم خان۔ مالوہ مین دلاور خان قنوج۔ اودہ۔ کٹرہ۔ دلمئو۔ سندیلہ۔ بہڑائچ۔ بہار۔ جونپور مین خواجہ جہان سلطان الشرق ملتان۔ دیپالپور نواح سند مین خضر خان۔ سامانہ مین غالب خان۔ بیانہ مین شمس خان۔ کالپی۔ مہوبہ مین محمود خان پسر ملک زادۂ فیروز حکمرانی کر رہے تھے۔ اقبال خان ان امیرون کو مطیع کرنے کے خیال سے اول تو بیانہ پر چڑھائی کرکے شمس خان کو ہزیمت دی۔ پھر راجہ رائے سنگہ والی کٹہیر سے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین خواجہ جہان نے وفات پائی۔ اور اوس کا متبنےٰ ملک مبارک جانشین ہوا۔ اور مبارک شاہ اپنا خطاب رکھا۔ اقبال خان نے شمس خان۔ اور مبارک خان کو ہمراہ لیکر مبارک شاہ پر لشکرکشی کی۔ مبارک شاہ بھی مقابلہ کے لئے نکلا۔ چنانچہ دریائے گنگ ان دونون لشکرون کے درمیان حائل تھا۔ دو مہینے تک یہ دونون لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ مگر کسی نے گنگا اُترنے کی جرأت نہ کی۔ آخر دونون چلتے بنے۔ اثنار راہ مین اقبال خان نے دغا سے مبارک خان اور شمس خان کو قتل کر ڈالا۔ اسی سال طغی خان داماد غالب خان نے لشکر کثیر جمع کرکے نواح اجودہن مین خضر خان کا مقابلہ کیا۔ اور شکست پاکر قصبۂ بہود چلا آیا۔ لیکن غالب خان نے اوس کو مار ڈالا۔ ۸۱۴ھ مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ (جو ظفر خان حاکم گجرات کی بدسلوکی سے مالوہ مین رہتا تھا) اقبال خان کے پاس دہلی آیا۔ اقبال خان اوس کو لیکر ابراہیم شاہ (جو اپنے بھائی مبارک شاہ کے مرنے پر تخت جونپور پر بیٹھا تھا) پر حملہ کیا۔ مقابلہ مین دونون برابر رہے۔ اس کے بعد اقبال خان دہلی آیا۔ اور محمود شاہ ملک زادۂ ہروی کو نکال کر قنوج پر قابض ہوگیا۔

۸۱۵ھ مین اقبال خان نے گوالیار کی عزیمت کی۔ اور اوس کو شکست دیکر دہلی آیا۔ اس عرصہ مین تاتار خان اپنے باپ ظفر خان حاکم گجرات کو اساول (احمد آباد) مین قید کرکے اپنا خطاب ناصر الدین محمد شاہ رکھا۔ اور دہلی کو فتح کرنے کی غرض سے لشکر کثیر کے ساتھ روانہ ہوا۔ مگر راستہ مین شمس خان نے

زہر دیکر مار ڈالا۔ اور قلعۂ اساول سے ظفر خان کو رہائی دی۔ ۸۰۰ھ میں اقبال خان نے اٹاوہ کو چار مہینے تک محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور اس کے بعد اس ہیروت نے قنوج پر چڑھائی کی۔ سلطان محمود قلعہ بند ہوا۔ چونکہ قلعہ مستحکم تھا۔ اس لئے اقبال خان کی وہاں کچھ نہ چلی۔ آخر مایوس ہوکر محاصرہ اوٹھالیا۔ اور سامانہ جاکر بہرام خان کو مطیع کیا۔ اور اوس کو ساتھ لیکر ملتان کی جانب متوجہ ہوا۔ جب تلونڈی پہونچا تو بہرام خان کی کہال کجھائی۔ پھر وہاں سے اجودھن آیا۔ اور خضر خان حاکم ملتان سے مقابلہ ہوا۔ ۱۹ جمادی الاول ۸۰۰ھ کو اقبال خان نے شکست پائی۔ اور گھوڑے سے گرکر زخمی ہوا۔ اسلام خان لودہی نے سر کاٹ لیا۔ جب یہ خبر دہلی پہونچی تو دولت خان لودہی اور اختیار خان وغیرہ نے محمود شاہ کو قنوج سے بلاکر جمادی الثانی ۸۰۱ھ میں تخت دہلی پر بٹھایا۔ دوآبہ کا فوجدار دولت خان مقرر ہوا۔ فیروز آباد اختیار خان کے سپرد ہوا۔ اور جمادی الاول ۸۰۹ھ میں بادشاہ نے دولت خان کو سامانہ روانہ کیا۔ اور خود سلطان ابراہیم پر فوج کشی کی۔ کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کو امراء نے صلح کرادی۔ اس کے بعد سلطان ابراہیم نے قنوج کو لے لیا۔ اور ۸۱۰ھ میں دہلی کے جانب کوچ کیا۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ اعظم ظفر گجراتی نے الپ خان والئی مندو کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر قابض ہوگیا ہے۔ اور جونپور کی تسخیر کا قصد ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی سلطان ابراہیم فرحا خان کو کچھ سپاہ کے ساتھ برن میں چھوڑا۔ اور آپ جونپور آیا۔ ادہر محمود شاہ برن پر حملہ کرکے قلعہ لے لیا۔ اور فرحا خان مارا گیا۔ دولت خان جو سامانہ کو بھیجا گیا تھا بہرام خان سے مقابلہ کرکے سامانہ فتح کرلیا۔ جب خضر خان کو سامانہ کی تسخیر کا حال معلوم ہوا تو یلغار دولت خان کے سر پر پہونچا۔ دولت خان بھاگا۔ اور خضر خان سامانہ پر قبضہ کرکے زیرک خان کے تفویض کیا۔ اور ۸۱۳ھ میں خضر خان نے قلعہ رہتک کا محاصرہ کیا۔ اور یس خان قلعدار نے مصالحت کرلی۔ پھر مکرر ۸۱۴ھ میں خضر خان رہتک گیا اور اور یس خان سے بمشکش لیکر ناروئل۔ میوات۔ تجارہ۔ سرتھہ وغیرہ کو غارت کرتا ہوا دہلی پہونچا۔ اور سیری کا محاصرہ کیا۔ اس اثنا میں اختیار خان حاکم فیروز آباد نے خضر خان سے سازش کرکے قلعہ تفویض

کردیا۔ چنانچہ چند روز خضر خان فیروز آباد مین قیام کرکے اہل دلی کو خوب تنگ کیا۔ لیکن رسد کی تکلیف سے کچھ عرصہ کے بعد فیروز پور چلا گیا۔ اور رجب ۸۱۷ھ مین سلطان محمود بیس برس دو ماہ سلطنت کرکے انتقال کیا۔ اب فیروز شاہ کے خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ اور دہلی کی سلطنت خاندان تغلق مین تقریباً ۹۶ برس رہی۔

سلطان محمود کے انتقال پر ارکان شاہی نے دولت خان لودہی سے بیعت کی۔ اور ۸۱۶ھ م ۱۴۱۳ء مین دولت خان ٹھہر گیا۔ اس اثنا مین خبر ملی کہ سلطان ابراہیم نے سلطان محمود کے بیٹے قادر خان کو کالپی مین گھیر رکھا ہے۔ دولت خان کے پاس سلطان ابراہیم کے مقابلہ کا لشکر نہ تھا۔ وہ دہلی چلا آیا۔ اور خضر خان ساٹھ ہزار سوار کے ساتھ حصار فیروزہ تک۔ میوات۔ سنبھل وغیرہ کو لوٹتا ہوا حصار سیری پہونچا۔ اور دولت خان کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ چار مہینے تک دولت خان قلعہ کو سنبھالا رہا۔ مگر اکثر امرا خضر خان سے مل گئے۔ آخر دولت خان نے امان چاہی۔ اور ۱۷ ربیع الاول ۸۱۷ھ م ۱۴۱۴ء کو دہلی پر خضر خان کا قبضہ ہوگیا۔ اور دولت خان حصار فیروزہ مین قید ہوا۔ چند روز کے بعد مرگیا۔ بعض کا قول ہے کہ قتل کیا گیا۔ بہرحال دولت خان نے ایک برس تین مہینے سلطنت کی۔

دولت خان نے کبھی کوئی خطاب یا لوازم و مراتب شاہی اختیار نہین کیا۔ صرف ملوخان المخاطب اقبال خان کی طرز و روش پر حکومت کرتا رہا۔ اور سکہ مین بھی فیروز شاہ یا اوسکی اولاد مین سے کسی ایک کا نام رہتا تھا۔

گل بخشی

خاندان سلاطین سادات

سید خضر خان بن ملک سلیمان

جب خضر خان[1] نے دہلی پر قبضہ کیا تو اولاً اپنے نام کے ساتھ کوئی بادشاہ کا لقب یا دعا نہیں کیا۔ بلکہ اپنے کو امیر تیمور کا نائب کہتا تھا۔ چنانچہ سکہ و خطبہ میں بھی امیر تیمور کا نام رکھا۔ اور امیر تیمور کے بعد مرزا شاہرخ کا نام داخل کیا۔ اکثر اوس کو رایات اعلیٰ اور مسند عالی کہتے تھے۔ مگر آخر میں خضر خان کے نام خطبہ پڑھا گیا۔ اور سکہ میں بھی اوسکا نام درج ہوا۔

بہر حال دہلی کے قبضہ کے بعد خضر خان نے ملک الشرق ملک تحفہ کو تاج الملک کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا۔ اور باقی امراء کو بھی حسب مناسب خطابات عطا کئے۔ ۸۱۷ھ میں تاج الملک نے بدایوں و کٹہیر در و ہیلکھنڈ

---

[1] خضر خان سید صحیح النسب تھا۔ اسکے دادا ملک سلیمان کو ناصر الملک مرد ان نے بیٹا کر کے پالا تھا۔ ایک روز ملک مرد ان نے حضرت سید السادات اجلال بخاری قدس سرہٗ کی دعوت کی جب آپ تشریف لائے تو ملک سلیمان نے آستانہ درطشت ہاتھ دھلانیکے لئے سامنے کر دیا حضرت نے ملک مرد ان سے فرمایا کہ اس سید زادہ سے راضی ہونا مناسب نہیں ہے چنانچہ اوس نے ملک سلیمان کے صحیح النسب ہونیکا حال معلوم ہوا۔ علاوہ بریں خضر خان کے اخلاق و اوصاف سخاوت و شجاعت حلم و تواضع صلاح و تقویٰ اخلاق و حسن سیرت سے بھی سیادت ٹپکی پڑتی تھی۔ بہر حال ملک مرد ان کو فیروز شاہ کے زمانہ میں ملتان کی حکومت تفویض ہوئی۔ جب اوسکا انتقال ہو گیا تو اوسکا صلبی بیٹا جانشین ہوا۔ اور ملتان کی حکومت پائی۔ ملک شیخ کی وفات پر ملک سلیمان ملتان کا حاکم ہوا۔ جب وہ بھی مر گیا تو اوسکا بیٹا خضر خان حکومت ملتان سے سرفراز ہوا۔ اگر چہ بعد میں سارنگ خان نے اوس کو ملتان سے نکال دیا تھا۔ پھر تیمور کی عنایت سے ملتان کا حاکم ہوا۔ باقی حالات متن میں دیکھو۔ ۱۲ مولف۔

کے متمردون کی سرکوبی کی۔ اور اون سے خراج وصول کرکے کہور (شمس آباد) وکمبل (کمپل) وسکینہ ہوتا ہوا دہلی آیا۔ اور ۸۱۷ھ مین خضرخان نے اپنے بیٹے ملک الشرق ملک مبارک کو اقطاع فیروزپور وسرہند پر مقرر کیا۔ اس اثنا مین ترک چکون نے ملک سدھو کو مار ڈالا۔ اور بغاوت برپا کی۔ داؤد خان اور زیرک خان نے اون کی گوشمالی کرکے دریائے ستلج کے پار بھگا دیا پھر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قلعہ ناگور کا محاصرہ کیا۔ جس کے دفعیہ کے لئے خود خضرخان روانہ ہوا۔ اور گجراتی مالوہ کو بھاگ گیا۔ خضرخان پھر وہان سے بھیانن ہوتا ہوا گوالیار وبیانہ سے خراج وصول کرکے دہلی آیا۔ ۸۲۰ھ مین خبر آئی کہ ملک طغائی نے علم بغاوت برپا کیا ہے۔ چنانچہ اوس کے دفعیہ کے لئے زیرک خان حاکم سامانہ بھیجا گیا۔ جب زیرک خان قریب آیا تو باغی بھاگ گئے۔ مگر زیرک خان نے تعاقب کرکے ملک طغی کو مطیع کیا۔ اور ملک سدھو کے قاتلون کو (جو ملک طغی نے پناہ دیا تھا) اسیر کرکے دہلی بھیجا۔ پھر ۸۲۱ھ مین تاج الملک کھیڑ جاکر راجہ ہرسنگھ سے خراج وصول کیا۔ اور ۸۲۲ھ مین خود خضرخان نے کول کے مفسدون کی تنبیہ کی۔ اتنے مین خبر آئی کہ قوام خان اور اختیار خان نے خانہ زادان سلطان محمود سے سازش کرکے بغاوت پر کمر باندھی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی خضرخان دہلی کے جانب کوچ کیا۔ اور قوام خان واختیار خان کو معہ خانہ زادان محمود شاہ کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد یہ خبر اڑی کہ باجوارہ کے پہاڑون مین ایک شخص اپنے کو سارنگ خان کہتا ہے (حالانکہ سارنگ خان صاحبقران کے حملہ کے وقت فوت ہوچکا تھا) اور اکثر لوگ اوس کے پاس جمع ہوگئے ہین جس سے آیندہ بغاوت کا اندیشہ ہے۔ خضرخان نے ملک شاہ لودی المخاطب اسلام خان کو جعلی سارنگ خان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جب ملک شاہ وہان پہونچا تو جعلی سارنگ بھاگ گیا۔ اور چند روز کے بعد وہی جعلی سارنگ ملک طغی کے پاس جاکر مارا گیا۔ ادہر تاج الملک اٹاوہ روانہ ہوا۔ اور وہان کے راجاؤن سے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین ملک طغانے دوبارہ سرکشی کی۔ خضرخان نے ملک خیرالدین وزیرک خان کو اوس کی تنبیہ کے لئے نامزد کیا۔ جب دونون کا مقابلہ ہوا تو طغانی بھاگ کر

جسرتہہ گکہر کے پاس پناہ لی۔ اور ملتان کے اقطاع زیرک خان کے حوالہ ہوے۔ اور ملک خیرالدین دہلی آیا۔ سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۱۴۲۱ء مین خضرخان نے میوات پر لشکرکشی کی۔ بعض نے اطاعت کی۔ اور باقی بہادر ناہر کے کوٹلہ مین پناہ گزین ہوے۔ آخر خضرخان نے کوٹلہ فتح کرکے برباد کیا۔ اور گوالیار روانہ ہوا۔ ۷ محرم سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۱۴۲۱ء کو تاج الملک کا انتقال ہوا۔ اور اوس کا بڑا بیٹا ملک الشرق ملک سکندر وزیر مقرر ہوا۔ خضرخان گوالیار و اٹاوہ سے خراج لیتا ہوا دہلی مراجعت کیا۔ اور ۱۷ جمادی الاول سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۱۴۲۱ء کو وفات پائی۔ مدت سلطنت ۷ سال دو ماہ دو یوم ہے۔

معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضرخان

خضرخان نے اپنی وفات سے تین دن پہلے مبارک خان کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا۔ چنانچہ مبارک خان ۱۶ جمادی الاول سنہ ۸۲۴ھ کو تخت پر بیٹھا۔ اور معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ لقب اختیار کیا۔ اس عرصہ مین جسرتہہ گکہر اور ملک طغانے بغاوت کی۔ اور تلوندی۔ لدہیانہ۔ روپر کو تاخت و تاراج کرتے ہوے جالندہر پہونچے۔ زیرک خان حاکم جالندہر نے صلح کرلی۔ اور اپنے بیٹے کو اُول (ضمانت) مین دیا۔ بعدازان قلعہ خالی کرکے طغا کے حوالہ کیا۔ جسرتہہ نے زیرک خان کو قید کرکے لدہیانہ لیگیا۔ اور وہان سے سرہند پہونچا۔ ملک سلطان شاہ حاکم سرہند قلعہ بند ہوا۔ اور بادشاہ سے امداد چاہی۔ بادشاہ باوجود موسم بارش کے شہر سے سرہند روانہ ہوا۔ جب جسرتہہ کو بادشاہ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو سرہند کا محاصرہ چہوڑکر بہاگا۔ بادشاہ نے اوس کا تعاقب کرکے بہت سے سوار و پیادے مارے۔ یہان راجہ جتّو نے بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور محرم سنہ ۸۲۵ھ مین بادشاہ لاہور پہونچا۔ یہان شہر مین اُتو بول رہا تہا۔ چنانچہ بادشاہ ایک مہینہ مقیم رہا۔ اور سرِنو عمارات و قلعہ کی تعمیر کرائی۔ اور شہر کو آباد کرکے ملک الشرق ملک محمود حسن کو وہان کی حکومت عطا کی۔ اور خود لاہور آیا۔ سنہ ۸۲۶ھ مین بادشاہ نے کٹہیر و اٹاوہ کے راجاؤن کو مغلوب کیا۔ اس کے بعد گوالیار

ومیوات۔ وبیانہ کی مہات فتح کین۔ اس اثنا مین سید صالح حاکم سرہند کے غلام فولاد نامی نے سرکشی کی۔ جسکے اندفاع کے لئے خود بادشاہ آیا۔ اور سرہند کا محاصرہ کرلیا۔ جب چند روز محاصرہ پر گذرے۔ فولاد نے یہ چال چلی کہ امیر شیخ علی حاکم کابل کو مبلغ خطیر بھیجکر اپنی امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ امیر شیخ علی کیا آیا۔ کہ بلا آئی۔ کیونکہ اوس نے تمام اقطاع کو چھاڑ دینا شروع کی۔ اور بادشاہ بھی خائف ہوکر چلتا بنا۔ جب شیخ علی لاہور و دیپال پور کو لوٹتا ہوا ملتان آیا تو عماد الملک حاکم ملتان نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ اور جقدر اوس نے اس لوٹ مین جمع کیا تہا۔ وہ سب چھین لیا۔ آخر شیخ علی یک بینی و دو گوش ہندوستان سے کابل روانہ ہوگیا۔ البتہ قلعہ سیور (شور) مین اپنے بھتیجے ملک مظفر کو قلعہ دار کیا۔ اس فتح نمایان سے بادشاہ عماد الملک کے جانب سے ایسا کھٹکا۔ کہ اس کو ملتان سے دہلی بلالیا۔ اس اثنا مین جسرتہہ گہکر کی بغاوت آغاز ہوئی۔ اور فولاد غلام نے بہی سرکشی شروع کی۔ اور جسرتہہ نے امیر شیخ علی حاکم کابل کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ شیخ علی اول ہی سے جلا بیٹہا تہا۔ فوراً آدھمکا۔ بہرحال ان تینون نے چارون طرف خوب لوٹ مچادی۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو لشکر کثیر کے ساتہہ مقابلہ کو نکلا۔ اور امیر شیخ علی بادشاہ کی آمد دیکہکر بارتوت کو بہاگا۔ ادہر بادشاہ بہی اوس سے مطمئن ہوکر دہلی چلا آیا اور فولاد و جسرتہہ کی تنبیہ کے لئے دوسرے امراد کو روانہ کیا۔ گرچند روز کے بعد پہر شیخ علی لشکر کثیر لیکر دریا رہیاس کے کنارے کے ملکون کو تباہ و تاراج کرتا ہوا آگے بڑہا۔ اور لاہور کو بہی لے لیا۔ ادہر بادشاہ نے بہی عماد الملک کو روانہ کیا۔ اور خود بہی لشکر کثیر کے ساتہہ مقابلہ کو نکلا۔ چونکہ شیخ علی ایک مرتبہ عماد الملک سے شکست پاچکا تہا۔ اس لئے اوس پر ایسا خوف غالب ہوا۔ کہ بہاگتا بنا۔ اور بادشاہ سیدہا قلعہ شور پر پہونچا۔ اور امیر مظفر کو ایسا تنگ کیا۔ کہ آخر اوس نے امان چاہی۔ اور اپنی بیٹی کا نکاح بادشاہ کے بیٹے سے کردیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے عماد الملک کو دیپال پور جالندہر۔ لاہور عطا کیا اور شمس الملک کو بیانہ کی حکومت دی۔ چونکہ وزارت و دیوان اشراف کے کام ملک سرور الملک

وزیر سے اچھے نہین چلتے تھے۔ اس لئے ملک کمال الدین کو دیوان اشراف کا کام سپرد کیا۔ اور سرور الملک پر صرف وزارت قایم رکھی۔ بادشاہ کی یہ کارروائی سرور الملک کو ناگوار گذری۔ اور اوس نے چند امرا کو اپنا شریک بناکر بادشاہ کے قتل کے درپے ہوا۔

۱۷ ربیع الاول ۸۳۳ھ کو سلطان نے جمنا کے کنارے شہر مبارک آباد کی بنیاد رکھی۔ اور اوس کے آباد کرنے کے لئے نہایت سرگرمی کے ساتھ اہتمام و انتظام شروع کیا۔ اس عرصہ مین فولاد غلام مارا گیا۔ اور اوس کا سر بادشاہ کے پاس آیا جس سے بادشاہ کو کمال مسرت ہوئی۔ اور ۹ رجب ۸۳۳ھ روز جمعہ کو بادشاہ حسب عادت معہودہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ مبارک آباد کی عمارت خاص مین اُتر کر نماز جمعہ کی تیاری کی۔ اس موقع پر اودن سازش کنندون مین سے سدہ پال نامی نے قریب پہونچکر سلطان کے فرق مبارک پر تلوار ماری۔ باقی نمکحرام بھی پل پڑے۔ اور سلطان کو شہید کیا۔ مدت سلطنت ۳ سال تین مہینے ۱۶ روز ہے۔

محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان

سلطان کی شہادت کے روز ہی ارکان دولت نے اتفاق کرکے خضر خان کے پوتے فرید خان کے بیٹے (جو مبارک شاہ کا متبنےٰ ابھی تھا) محمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ اور سرور الملک وزیر کو خان جہان کا خطاب ملا۔ اس نمکحرام وزیر نے سدہ پال وسدارن کہتری اور اوس کے قرابتیون کو مبارک شاہ کی قتل کے صلہ مین مملکت بیانہ و امروہہ۔ ونارنول وکہرام وغیرہ کی حکومت عطا کی۔ اور امرا و بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے بلاکر قتل کیا۔ رانو سیہ (جو سدہ پال کا غلام تھا) کو بیانہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا مگر یوسف خان اوحدی ہندون سے بیانہ آیا۔ اور رانو سیہ سے لڑکر اوس کے عیال و اطفال کو اسیر کیا اور اوسکا سر کاٹ کر دروازہ پر لٹکایا۔ اب تمام ملک مین سرور الملک کی دغابازی و کمینہ پن کی شہرت پھیل گئی۔ اور بدایون سنبھل وغیرہ کے حکام نے علانیہ بغاوت شروع کی۔ سرور الملک نے اعظم سید خان و

سدہارن اور اپنے بیٹے یوسف خان کو کمال الملک کے ہمراہ ان امیرون کی مخالفت دور کرنے کے لئے برن بھیجا۔ یہان کمال الملک اس فکر مین ہوا کہ کسیطرح اپنے ولی نعمت کے خون کا انتقام لے۔ مگر اس فکر کی خبر سرور الملک کو ہوگئی۔ اوس نے ملک ہشیار غلام کو بہت سا لشکر دیکر یوسف و سدہارن کی محافظت کے لئے روانہ کیا۔ جب یوسف و سدہارن کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو یہ دونون ملک ہشیار کو لیکر دہلی بھاگ گئے۔

اب کمال الملک نے بھی امرا موافق کو جمع کرکے لشکر گران کے ساتھہ علانیہ دہلی پر حملہ کیا۔ ناچار سرور الملک سیری مین حصاری ہوا۔ اور تین مہینے تک لڑتا رہا۔ سلطان محمد شاہ نے اپنی آنکھون سے سرور الملک کی بیوفائی کا تماشا دیکھا تھا۔ اس لئے وہ خیال کرنے لگا کہ کسیطرح کمال الملک سے ملکر سرور الملک کا کام تمام کیا جائے۔ لیکن سلطان کا یہ خیال سرور الملک پر ظاہر ہوگیا۔ اور ۸ محرم ۸۳۰ھ کو اوس نمکحرام نے اپنے سابقہ معاونون کو لیکر سلطان کے قتل کرنے کے لئے سراپردۂ شاہی مین گھس گیا۔ وہان بادشاہ بھی ہوشیار اور ایک جماعت مسلح و مستعد پاس رکھتا تھا۔ جب وزیر کو اس حالت مین دیکھا تو اوس کے قتل کا اشارہ کیا۔ چنانچہ اس مستعد جماعت نے وزیر کا کام تمام کیا۔ اور اوس کے رفقا میران صدر کے بیٹے وغیرہ کی بھی گردن اڑائی گئی۔ سدہ پال نے خود اپنے ہاتھہ سے اپنے گھر کو آگ لگاکر عیال و اطفال کو فی النار و السقر کیا۔ اور خود بھی لڑکر مارا گیا۔ اور سدہارن گرفتار ہوکر سلطان شہید کے مقبرہ کے پاس قتل ہوا۔ ملک ہشیار و ملک مبارک (جو سرور الملک سے منسوب تھے) کو لعل دروازہ پر پہانسی دیگئی اور کمال الملک دہلی مین داخل ہوا۔ تمام باغیون کو گرفتار کرکے قتل کیا۔ دوسرے روز کمال الملک اور تمام امرا نے دوبارہ بادشاہ سے بیعت کی۔ اور بادشاہ اون کی منظوری سے دوبارہ تخت پر بیٹھا۔ کمال الملک کو کمال خان کا خطاب اور منصب وزارت ملا۔ اور ملک نصیر من کو غازی الملک کا خطاب اور اقطاع امروہہ و بدایون مرحمت ہوے۔ ملک الہ داد لودہی نے تو خود کوئی خطاب نہ لیا

مگر اپنے بھائی کو دریا خان کا خطاب دلایا۔ اس کے بعد محمد شاہ ملتان کی سیر کو گیا۔ وہان عماد الملک نے ملازمت حاصل کی۔ پھر سلطان دہلی آیا۔ اور عیش و عشرت مین مشغول ہوگیا۔ تمام کام امیرون اور وزیرون کے حوالہ ہوا۔ اس عرصہ مین ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کے مرنے کے بعد حاکم سرہند ہوا۔ اور بلا اجازت سلطان کے دیبال پور و لاہور پر قبضہ کیا۔ بادشاہ نے اوس کے دفعیہ کے لئے حسام خان کو روانہ کیا۔ مگر حسام خان نے اوس کے مقابلہ مین شکست کہائی۔ اور دہلی چلا آیا۔ ملک بہلول نے بادشاہ کو کہلا بہیجا کہ اگر آپ حسام خان کو مار کر حمید خان کو وزیر بنائیے تو مین اطاعت کے لئے حاضر ہون۔ بادشاہ نے اوس کے کہنے پر حسام خان کو مار ڈالا۔ اور حمید خان کو وزیر بنایا۔ جب یہ خبر دوسرے امراء کو پہونچی تو وہ بددل ہوگئے اور اطاعت سے منہ موڑا۔ ادہر ابراہیم شاہ مشرقی نے اکثر پرگنات دبالئے۔ اور بعض امرا نے سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ کو دہلی طلب کیا۔ چنانچہ ۸۴۴ھ سنہ ۱۴۴۰ء مین سلطان محمود دہلی سے دو کوس پر آگیا۔ اور ملک کا انتظام کرنا شروع کیا۔ اس واقعہ سے محمد شاہ نہایت مضطرب ہوا۔ اور ملک بہلول کو منت کرکے بلایا۔ بادشاہ کی اس طلب پر ملک بہلول بیس ہزار سوار لیکر آیا۔ طرفین سے خوب مقابلے ہوے۔ سلطان محمود کو فکر ہوئی۔ کہ کسیطرح صلح ہوجاوے۔ مگر غیرت کے سبب صلح کا لفظ زبان پر نہ لاتا تہا۔ دوسرے روز معلوم ہوا۔ کہ سلطان احمد گجراتی منڈو مین آتا ہے۔ اب تو سلطان محمود کے رہے سہے ہوش بہی اڑگئے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے بغیر ارکان دولت و امرا کے مشورہ کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بہیجا۔ وہ تو خدا سے ہی چاہتا تہا۔ فوراً صلح منظور کرلی۔ اور اوسی وقت کوچ کیا۔ ملک بہلول کو بادشاہ کی یہ حرکت پسند نہ آئی۔ آخر پیچ و تاب کہاکر محمود کا تعاقب کیا۔ اور بہت سے سپاہیونکو مار کر بیشمار مال لوٹ لایا۔ اور دہلی کی آبرو رکہہ لی۔ بادشاہ بہلول سے اس قدر خوش ہوا کہ اوس کو اپنا بیٹا بنایا۔ اور خان خانان خطاب دیا۔ ۸۴۵ھ مین بادشاہ ساماںہ آیا۔ اور لاہور و دیبال پور کی حکومت ملک بہلول کو دیکر تاکید کی۔ کہ جسرتہہ کی سرکوبی کرے۔ اس کے بعد سلطان دہلی چلا گیا۔ ملک بہلول

لاہور مین ایسا قوی ہوگیا۔ کہ جسرتہ گہکر نے بھی صلح کرلی۔ اب بہلول کے دل مین دہلی کی سلطنت کی امنگ آئی۔ اور بلاوجہ سلطان سے مخالفت کی۔ انہین ایام مین اکثر امرا و زمیندار متمرد ہوکر محمود خلجی سے ملگئے اور محمد شاہ بھی بیمار رہکر ۱۴۴۵ء مین اس دنیا سے رخصت ہوا۔ مدت سلطنت بارہ برس چند ماہ ہے۔

سلطان علاء الدین بن محمد شاہ

ارکان دولت نے محمد شاہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے علاء الدین کو تخت نشین کیا۔ ۸۵۰ھ مین علاء الدین بیانہ گیا۔ انہار اہ مین معلوم ہوا کہ سلطان ابراہیم دہلی پر یورش کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ خبر غلط تھی۔ مگر بادشاہ ایسا گھبرایا کہ فوراً دہلی چلا آیا۔ اس کے بعد بادشاہ ۸۵۱ھ مین بدایون گیا۔ دو تین دن وہان رہا۔ جب دہلی واپس آیا تو کہنے لگا کہ مین آیندہ ہمیشہ کے لئے بدایون مین رہنا چاہتا ہون۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ سارے ہندوستان مین طوائف الملوکی ہوگئی تھی۔ چنانچہ دکن۔ گجرات۔ مالوہ۔ جونپور بنگالہ کے حاکم خود بادشاہ صاحب سکہ و خطبہ ہوگئے تھے۔ پنجاب مین پانی پت سے لاہور تک۔ ہانسی۔ حصار ناگور مین ملتان تک ملک بہلول فرمانروائی کرتا تھا۔ پھر دلی سے سرائے لاڈو تک احمد خان میواتی سنبھل سے گذر خواجہ خضر تک ریاخان لودہی۔ کول جلالی معہ مضافات مین علی خان۔ رابری مین قصبہ بہوگاؤن تک قطب خان۔ کنپل و پٹیالی مین رائے پرتاب۔ بیانہ مین داؤد خان خود مختار تھا گوالیار۔ دھولپور۔ بہدور مین جداجدا راجہ راج کرتے تھے۔ غرض سلطنت دہلی کی حدود شہر پناہ کے ایک جانب۔ ایک میل باقی۔ اور اطراف ۱۲ میل سے زیادہ نہین تھے۔ یہ مثل اسی پر صادق آتی تھی کہ "بادشاہی شاہ عالم تا حویلی پالم"۔ اس اثنا مین ملک بہلول نے دہلی پر حملہ کیا۔ مگر ناکام واپس ہوا۔ قطب خان و رائے پرتاب نے حمید خان کو وزارت سے علیحدہ کرنے کی تجویز بادشاہ سے عرض کی۔ بادشاہ تو عقل سے بے بہرہ تھا۔ فوراً حمید خان کو معزول اور مقید کیا۔ اور اپنے دوسالون مین سے

ایک کو شحنہ اور دوسرے کو دیوان امیر کوہی کے عہدہ پر مامور کرکے دہلی مین چھوڑا۔ اور خود بدایون چلا گیا چند روز کے بعد ان دونون مین نزاع ہوئی۔ ایک مارا گیا۔ دوسرا قصاص مین قتل ہوا۔ بادشاہ اپنے عیش مین اس قدر مصروف تہا۔ کہ اس واقعہ کی خبر بہی نہ لی۔ اتنے مین قطب خان اور رائے پرتاب بدایون آئے۔ اور بادشاہ سے حمید خان کے قتل کی اجازت چاہی۔ ادہر حمید خان کے بہائیون کو جب یہ خبر لگی تو وہ فوراً حمید خان کو قید سے نکال کر دہلی لیگئے۔ حمید خان حرم شاہی مین گہس کر بادشاہ کے بیٹون بیٹیون اور بیویون کی سخت توہین و تذلیل کی۔ اور خزائن و اسباب شاہی پر متصرف ہوا۔ اس پر بہی بادشاہ بدایون سے نہ نکلا۔ اب حمید خان کو فکر ہوئی کہ کسی کو بادشاہ بنا کر خود مرے اوڑاون چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اوس نے بہلول لودہی کو لاہور سے طلب کیا۔ بہلول تو اسی دہن مین بیٹہا تہا۔ فوراً چل نکلا۔ اور چلتے چلتے علاء الدین کو لکہا کہ "حمید خان کے دفع کرنے کے لئے دہلی جاتا ہون"۔ علاء الدین نے اوس کا جواب یہ دیا کہ "تم کو میرے باپ نے بیٹا بنایا تہا۔ اس رشتہ سے تم میرے بڑے بہائی ہو۔ دہلی کی سلطنت تم کو مبارک ہو۔ اور مجہے صرف بدایون کی حکومت کافی ہے" چنانچہ علاء الدین اس کے بعد بدایون مین مدتون جیتا رہا۔ آخر ۸۸۳ھ مین انتقال کیا۔

علاء الدین کی مدت سلطنت ۷ سال چند ماہ اور حکومت بدایون ۲۸ سال ہے۔ اب یہان پر خاندان سلاطین سادات کا خاتمہ ہوگیا۔ اس خاندان نے تقریباً چالیس سال دہلی کی سلطنت کی۔

گل ششم

خاندان پادشاہان لودھی

سلطان بہلول لودھی بن کالا لودھی

۸۵۴ھ مین ملک بہلول[1] لودھی حمید خان کے طلب پر دہلی آیا۔ چند روز تک حمید خان کی آؤبھگت خوب کی۔ اور علاء الدین کے نام کو بھی خطبہ اور سکہ مین حسب سابق رہنے دیا۔ اس کے بعد حمید خان کو قید کر

[1] لودھی افغانون کی ایک جماعت ہندوستان مین تجارت کے لئے آیا کرتی تھی۔ اور تجارت کی بدولت اُن کا شمار دولتمندون مین تھا۔ چنانچہ سلطان بہلول بھی اوسی جماعت مین سے تھا۔ سلطان فیروز شاہ کے عہد مین سلطان بہلول کا دادا ملک بہرام اپنے بڑے بھائی سے خفا ہوکر ملتان آیا۔ اور ملتان کے حاکم ملک مردان کا نوکر ہوگیا۔ جب ملک بہرام کا انتقال ہوا تو اوس کے پانچ بیٹے ملک سلطان شہ۔ ملک کالا۔ ملک فیروز۔ ملک محمد۔ ملک خواجہ چندے ملتان مین رہے۔ جب ملتان کی حکومت خضر خان کو ملی تو ملک سلطان شہ اوس کا ملازم ہوا۔ اور ایک جماعت افغان کا سردار رہا۔ خضر خان اور ملو اقبال خان کی لڑائی مین ملک سلطان شہ نے ملو کو قتل کیا۔ خضر خان نے اوسکے صلہ مین سرہند کی حکومت دی۔ اور اسلام خان خطاب عطا کیا۔ اور ملک کالا اپنے چھوٹے بھائی اسلام خان کے

۱۷ ربیع الاول ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء مین تخت پر جلوس کیا۔ اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ سلطان بہلول لقب رکھا۔ سلطان کو نو بیٹے تھے۔ باربک شاہ۔ خواجہ بایزید نظام خان۔ مبارک خان۔ عالم خان

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۹)

طرف سے دوراہہ مین حاکم تہا۔ کسی وجہ سے افغان نیازی کے ہاتہہ ملک کالا اوکزارا گیا۔ اوسکی شادی چچا کی بیٹی سے ہوئی تہی۔ اس وقت بہلول مان کے پیٹ مین تہا۔ وضع حمل کے دن قریب تہے۔ کہ اتفاقاً اکیدن اوس حاملہ پر مکان کا چہت گر پڑا۔ حاملہ تو مر گئی۔ مگر بچہ کو (جو زندہ تہا) پیٹ چاک کرکے نکالے۔ اور حقارت سے اوس کا نام بلور کہا گیا۔ پہر بہلول ہوا۔ ایک مہینہ کا تہا کہ اوسے اوس کے چچا اسلام خان کے پاس سرہند لائے۔ اس لایق چچا نے بہتیجے کی پرورش تربیت و تعلیم مین اچہی نگہداشت کی۔ اور ایک لڑائی مین اوس کی جوانمردی دیکہکر اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اسلام خان ایسا صاحب مقدور و دولتمند اختیار کرتا تہا۔ کہ بارہ ہزار افغان اوس کے گہر سے تنخواہ پاتے تہے۔ جب اسلام خان مرا تو اپنے بیٹونکو محروم کرکے داماد کو قایم مقام کیا جس سے آپس مین نزاع شروع ہوئی۔ اور اس جماعت کے تین ٹکڑے ہوے۔ تہوڑے ملک بہلول کیساتہہ ہوے۔ بعضے اسلام خان کے بہائی ملک فیروز سے متفق ہوے۔ چند اسلام خان کے بیٹے قطب خان کے حامی ہوے مگر ان سب مین ملک بہلول فائق رہا۔ اور بتدریج دونون قوتون کو گہٹایا۔ آخر قطب خان سلطان محمد شاہ کے پاس آیا۔ اور سرہند پر حملہ کرنیکی ترغیب دلائی۔ سلطان نے ملک سکندر تحفہ وجہر تہہ گہکر کو سرہند بہیجا۔ چند روز طرفین سے لڑائی ہوتی رہی۔ اسکے بعد ملک فیروز نے عہد و پیمان کے ساتہہ صلح کی۔ اور اپنے بیٹے شاہین خان و ملک بہلول کو اہل و عیال کے پاس چہوڑکر سکندر تحفہ وجہر تہہ کے پاس آیا۔ لیکن سکندر وجہر تہہ نے عہد شکنی کی۔ اور ملک فیروز کو قید کرکے باقی افغانون کو مار ڈالا اور اون کے اہل و عیال پر چڑہائی کرکے قتل کیا۔ چنانچہ اس لڑائی مین ملک فیروز کا بیٹا شاہین خان ہی مارا گیا۔ صرف ملک بہلول بہاگ کر نکل گیا جس نے دوست آشنا دن سے قرضہ لیکر افغانون کو جمع کیا۔ اور چند روز تک اضلاع کے تاخت و تاراج مین مشغول ہوا۔ جب اوس کے پاس لشکر کی کافی مقدار جمع ہو گئی تو سرہند پر قبضہ کرلیا اور ملک فیروز بہی وہان سے بہاگ کر ملک بہلول کے پاس آیا۔ اور قطب خان بہی پشیمان ہوکر ملک بہلول کا ساتہہ دیا

مشہور ہے سلطان علاء الدین۔ جہاں خان۔ میان یعقوب۔ فتح خان۔ میان سوسلی۔ جلال خان۔ جب سلطان کو حمید خان سے نجات ملی تو اپنے بیٹے بایزید اور امرا معتمد کو دہلی سپرد کرکے ممالک ملتان و پنجاب کے انتظام کے لئے دیبال پور گیا۔ اور محمود شاہ شرقی حاکم جونپور (جو سلطان علاء الدین کا داماد بھی تھا) نے ۸۵۵ھ مین دہلی پر چڑھائی کی۔ اور مدت تک اوس کا محاصرہ قایم رکھا۔ سلطان بہلول نے ملک وہ کے افغانون سے مدد چاہی۔ جب وہ پہونچے تو دیبال پور سے دہلی کے جانب کوچ کیا۔ محمود نے محاصرہ چھوڑا۔ راستہ مین دونون کا مقابلہ ہوا۔ محمود شکست پاکر جونپور چلا گیا۔ اور سلطان بہلول نے کل ممالک کا دورہ کرکے انتظام کرلیا۔ اتنے مین سلطان محمود لشکر گران کے ساتھ جونپور سے نکلا۔ اور شمس آباد مین سلطان بہلول سے مقابلہ ہوا۔ اس لڑائی مین بہلول کا سالا قطب خان فریق ثانی کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ اس اثنا مین محمود شاہ نے وفات پائی۔ اور اوس کا بیٹا بھیکن خان محمد شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس انقلاب کے باعث طرفین مین صلح ہوگئی۔ سلطان بہلول ابھی دہلی کو پہونچا ہی نہ تھا۔ کہ اوس کی ملکہ شمس خاتون کا پیام آیا۔ کہ جبتک میرا بھائی قطب خان رہائی نہ پائے تم پر خواب و خور حرام سمجھو۔ چونکہ سلطان کو اس ملکہ سے بہت محبت تھی۔ اس لئے وہ وہین سے واپس ہوا۔ اور محمد شاہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ اتفاقاً محمد شاہ کا بھائی جلال خان سلطان بہلول کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ اور دوسرا بھائی حسین خان مقام جنگ سے بھاگ کر جونپور پہونچا۔ جس سے محمد شاہ کے حواس جاتے رہے۔ اور خیال گذرا۔ کہ مبادا حسین خان جونپور جاکر فساد برپا کرے

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۰) سلطان محمد شاہ نے حسام خان وزیر الممالک کو لڑنے کو بھیجا۔ مگر ملک بہلول کو مقابلہ مین اوس نے شکست پائی۔ جس سے ملک بہلول کی قوت اور بھی بڑھگئی۔ چنانچہ پانی پت تک اپنی حدود حکومت کو وسیع کیا۔ باقی حالات حسام خان کا قتل ملک بہلول کا سلطان محمد شاہ کا بیٹا بنانا وغیرہ سلطان محمد شاہ کے سلطنت مین اوپر بیان کردئے گئے ہین۔ ۱۲ مولف۔

اس لئے محمد شاہ - سلطان بہلول کے مقابلہ سے منہ موڑکر جونپور واپس چلا۔ جب سلطان بہلول نے یہ حالت دیکھی تو تعاقب کرکے بہت کچھ اسباب ہاتھی گھوڑے لوٹ لیا۔

محمد شاہ کا خیال بہت صحیح تھا۔ چنانچہ حسین خان جونپور پہونچکر دارالسلطنت پر قبضہ کرلیا۔ اور ۸۸۳ھ مین تخت شاہی پر جلوس کیا۔ اس کے بعد محمد شاہ مارا گیا۔ اور سلطان بہلول سے حسین شاہ نے ایک مدت کے لئے صلح کرلی۔ اور قطب خان کو خلعت دیکر سلطان بہلول کے پاس بھیجدیا۔ بہلول نے بھی شاہزادہ جلال خان کو اعزاز کے ساتھ سلطان حسین کے پاس روانہ کیا۔ جب مدت معہودہ گذر گئی تو پھر ایک لڑائی ان دونمین بمقام چندوار عمل مین آئی۔ لیکن ارکان دولت نے تین سال کے لئے صلح کرادی۔ اس تین سال کے گذرنے پر حسین شاہ نے اٹاوہ پر دھاوا کیا۔ اور اوس کو فتح کرکے احمد خان میواتی۔ اور رستم خان حاکم کول کو اپنا طرفدار بنایا۔ اس کے بعد حسین شاہ ایک لاکھ سوار اور ایکہزار فیل لیکر دہلی متوجہ ہوا۔ سلطان بہلول نے حسین شاہ کو پسپا کیا۔ اس اثنار مین سلطان علاالدین کا انتقال ہوا۔ اور حسین شاہ تعزیت کے لئے بدایون آیا۔ اور علاء الدین کے بیٹے سے بدایون جمعین لیا۔ اور سنبھل کے حاکم مبارک خان پسر تاتار خان کو بھی قید کیا۔ اور ۸۸۳ھ مین پھر دہلی پر حملہ کیا۔ اسدفعہ سلطان بہلول حسین شاہ کا بہت سا مال و اسباب غارت کیا۔ اور تیس چالیس امرا شرقیہ بھی اسیر ہوئے ان اسیرون مین حسین شاہ کی زوجہ ملکہ جہان بھی تھی۔ جسکو سلطان بہلول نے معتمد خواجہ سراؤن کے ہمراہ حسین شاہ کے پاس بھیجدیا۔ اور خود آگے بڑہ کر کنپل۔ پٹیالی۔ شمس آباد۔ سکیت۔ بارہرہ۔ جالیسر وغیرہ پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد پھر حسین شاہ سے لڑائی ہوئی۔ اور حسین شاہ شکست پاکر بھاگ گیا۔ لیکن تعاقب کے خوف نے ایسا پریشان کیا۔ کہ سارے اہل وعیال دریا مین غرق ہوگئے۔ آخر حسین شاہ

لہ۔ اس واقعہ کا تفصیلی تذکرہ سلاطین جونپور کی تاریخ مین ہم آیندہ بیان کرینگے۔ ۱۲ مولف۔

اٹاوہ مین پناہ گزین ہوا۔ مگر سلطان بہلول بھی تعاقب مین چلا آرہا تھا۔ چنانچہ اٹاوہ آکر محاصرہ کیا۔ اب یہان سے بھی حسین شاہ بھاگا۔ اور سلطان بہلول نے اٹاوہ پر قبضہ کرلیا۔ حسین شاہ جونپور کیا اور بہلول بھی سر پر پہونچا۔ چونکہ حسین شاہ متواتر لڑائیون سے خستہ حال ہوگیا تھا۔ اس لئے جونپور چھوڑکر بنگال کو بھاگ گیا۔ اور سلطان بہلول نے جونپور کو تسخیر کرکے اپنے بیٹے بارک شاہ کو شاہان شرقیہ کے تخت پر بٹھایا۔ اور کالپی پر قبضہ کرکے اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون کے حوالہ کیا۔ اور خود چند وارہ ودھولپور ہوتا ہوا دہلی پہونچا۔

سلطان بہلول اور شاہ جونپور مین ۲۶ برس تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر اس طول وطویل لڑائی کا یہ انجام ہوا کہ ۸۸۳ھ م ۱۴۷۸ء مین جونپور ہمیشہ کے لئے سلطنت دہلی کا تابع ہوگیا۔ اس کے بعد اودیپور کے رانا نے بغاوت کی۔ سلطان نے قطب خان اور خان جہان فرملی کو روانہ کیا۔ رائے پور مین رانا کا بھتیجا چترسال دس ہزار فوج سے مقابلہ کیا۔ پہلے تو لشکر اسلام کو شکست ہوئی۔ مگر آخر کو قطب خان اور خان جہان فرملی نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا۔ کہ چترسال مارا گیا۔ اور ہندؤن کے سرون کا ایک مینار بنگیا۔ پھر رانا نے صلح کرلی۔ اودیپور مین نماز ہوئی۔ سلطان کے نام کا سکہ جاری ہوا۔ اس عرصہ مین ملتان سے خبر آئی۔ کہ احمد خان بھٹی ۲۰ ہزار سوار کے گھمنڈ پر برگشتہ ہوگیا ہے۔ سلطان نے اوس کی سرکوبی کے لئے اپنے بیٹے شاہزادہ بایزید کو ۳۰ ہزار سوار دیکر روانہ کیا۔ ادھر احمد خان نے اپنے بھتیجے نورنگ خان کو ۱۵ ہزار سوار سے مقابلہ کو بھیجا۔ نورنگ ایک عورت پر ایسا عاشق تھا۔ کہ لڑائیون مین بھی ساتھ رکھتا تھا۔ جب وہ مقابلہ کو آیا تو خود عیش مین مصروف ہوگیا۔ اور اپنے ایک سردار داؤد خان کو ۱۰ ہزار سوار سے شاہزادہ سے لڑنیکو بھیجا۔ اتفاقاً داؤد خان مارا گیا۔ اب نورنگ کو مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر ایک زنبورک کی گولی نے نورنگ کا کام ہی تمام کیا۔ جب یہ خبر اوس کی معشوقہ کو پہونچی تو اوس نے خود کو مسلح کیا۔ اور اپنے بھائی کے ذریعہ لشکر مین یہ افواہ اڑادی کہ احمد خان کا

بیٹا آیا ہے۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ سب سلامی اتارین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس مردانہ عورت نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا۔ کہ لشکر شاہی نے ہزیمت اوٹھائی۔ جب احمد خان کو اوس کی یہ مردانہ ہمت اور دلیری معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور دس ہزار روپیہ کے جواہر اوس کو عنایت کیا۔ اور شہزادہ بایزید دوسرا لشکر احمد خان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ اس لشکر نے احمد خان کو قتل کرکے اوس کے علاقہ کو تباہ و تاراج کیا۔ اور شاہزادہ فتح و نصرت کے ساتھ باپ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ چونکہ اب سلطان کی عمر بہت متجاوز ہو گئی تھی۔ اس لئے اوس نے اپنے ملک کو اس طرح تقسیم کیا۔ کہ جونپور تو شاہزادۂ بارک کو دیا۔ اور کڑا مانک پور شاہزادۂ عالم خان۔ بہرائچ اپنے بھانجے شیخ محمد فرملی مشہور کالا پہاڑ۔ لکھنؤ و کالپی اپنے پوتے اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید۔ بدایون امیر خان جہان کے تفویض کیا۔ فرلی اور میان دوآب کا بہت سا ملک شہزادۂ نظام خان کو دیکر اپنا ولیعہد بنایا۔ مگر امرا اوس ولیعہدی سے ناراض اور اعظم ہمایون کی ولیعہدی چاہتے تھے۔ اور سلطان کو بھی کوئی چارہ نہ تھا آخر شاہزادۂ نظام طلب کیا گیا۔ لیکن وزیر عمر خان نے نظام خان کو لکھا۔ کہ بادشاہ تم کو قید کرنا چاہتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم آنے مین دیر لگاؤ۔ چنانچہ نظام شاہ نے عمر خان کی نصیحت پر عمل کیا۔ اس عرصہ مین سلطان بیمار ہو کر بہدالی کے قریب بمقام ضلع سکیت ۸۹۴ھ مین انتقال کیا۔ کسی نے اوسکے مرنے کی حسب ذیل تاریخ کہی ہے۔

ہشت صد و نود و چار رفت از عالم — خدیو ملک ستان و جہان کشا بہلول
ملک ستان بود لیکن دفع اجل — بود محال بشمشیر و خنجر مصقول

مدت سلطنت ۳۸ سال ۸ مہینے ۷ دن ہے۔

نظام خان سلطان سکندر بن سلطان بہلول

جب بہلول نے انتقال کیا تو نظام خان کی ماں زین[1] نے اپنے بیٹے کو دہلی کہلا بھیجا۔ کہ فوراً چلا آ۔ ورنہ تمام امرا تیرے بڑے بھائی باربک شاہ کو (جسکی ماں پٹھانی تھی) بابا بادشاہ کے پوتے اعظم ہمایون کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ ان امرا مین سے عیسیٰ خان لوہانی (جو سلطان بہلول کا چچازاد بھائی تھا) باربک شاہ کا طرفدار تھا۔ اور خانخانان فرمل (جو سب امرا مین زیادہ با اختیار تھا) نظام خان کی تائید مین زور دے رہا تھا۔ آخر تمام امرا مین جھگڑا شروع ہوا۔ اور فرمل اپنے متفقہ امرا کے ساتھہ بادشاہ کی نعش قصبہ جلالی لایا۔ اسمین نظام خان بھی حسب الطلب ماں کے ہمراہ کیطرح پہونچا۔ اور ۷ شعبان ۸۹۴ھ روز جمعہ کو اٹھارہ برس کے سن مین کالی ندی کے کنارے ایک بلند مقام پر (جسکو کوشک سلطان فیروز کہتے ہین) سریر آرا ہوا۔ اور سلطان سکندر غازی لقب رکھا۔ اس کے بعد باپ کا جنازہ دہلی بھیجا۔ اور عیسیٰ خان پر یورش کرکے مسلوب کیا۔ لیکن اوسکا گناہ معاف کردیا۔ اور خود دہلی مراجعت کی۔

سلطان سکندر اپنے باپ کیطرح افغانون سے برادرانہ پیش آتا تھا۔ چنانچہ کبھی اکابر قوم کے آگے تخت پر نہین بیٹھا۔ اسوقت اوسکے چھہ بیٹے تھے۔ ابراہیم خان۔ جلال خان۔ اسمٰعیل خان۔ حسین خان۔ محمود خان۔ اعظم ہمایون خان۔ الغرض جب سلطان سکندر کو سب طرح سے اطمینان ہوا تو انتظام سلطنت کے لئے دورہ کیا۔ جب پرگنہ راہری گیا تو عالم خان عرف بادشاہ علاء الدین برادر سلطان سکندر وہان سے بھاگ کر عیسیٰ خان کے پاس ٹپیالی پہونچا۔ سلطان نے تعاقب کرکے عیسیٰ خان کو شکست دیا۔ اس کے بعد جونپور پر حملہ کیا۔ باربک شاہ بدایون کو بھاگ گیا اوسکا بیٹا مبارک خان گرفتار ہوا۔ پھر سکندر نے بدایون کا محاصرہ کیا۔ باربک شاہ نے اطاعت کی

[1] زین دراصل سنار کی لڑکی تھی۔ مگر سلطان بہلول کی چاہتی بی بی ہونیسے اس مفرین بادشاہ کے ہمرکاب تھی۔ ۱۲ مولف۔

سکندر نے اوس کو کمال اعزاز کے ساتھ لاکر جونپور مین تخت نشین کیا۔ اور اوس کے پاس اپنے معتمد مقرر کئے۔ اور وہان سے نکل کر کالپی۔ بکسر۔ چنیر۔ گوالیار۔ بیانہ کا انتظام کرتا ہوا دہلی پہونچا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ جونپور کے زمیندارون نے جوگا کو اپنا سردار بنا کر ایک لاکھ سوار و پیادہ جمع کیا ہے۔ مبارک خان لوحانی کو شکست دی ہے۔ اور راجہ سہدیو والی پٹنہ نے مبارک خان کو قید کر لیا ہے اور اوس کے بھائی شیر خان کو مار ڈالا ہے۔ سلطان اس خبر کے سنتے ہی جونپور روانہ ہوا دسوین روز جوگا کے سر پر پہونچا اور باربک شاہ بھی دلمو کے مقام پر سلطان سے ملا۔ سہدیو راجہ پٹنہ نے خوف سلطانی سے مبارک خان کو چھوڑ دیا۔ اور جوگا وہان سے بھاگ کر قلعہ جوند (جمونہ) مین سلطان حسین شرقی کے پاس پناہ لیا۔ سلطان سکندر جوگا کے تعاقب مین قلعہ جوند پہونچا۔ اور سلطان حسین کو لکھا کہ آپ کو مین چچا تصور کرتا ہون پس بہتر یہ ہے کہ آپ جوگا کو نکالدین۔ مگر سلطان حسین نے اسکا جواب ایسے نا ملائم و نامرغوب الفاظ مین دیا کہ مجبوراً سلطان سکندر کو سلطان حسین سے مقابلہ کرنا پڑا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان حسین شکست کھاکر بہار کو بھاگا۔ اور اوس کے تمام امرا گرفتار ہوے۔ بعد ازان سلطان اودھ۔ کنوٹ۔ اریل۔ کڑہ کا انتظام کرتا ہوا دلمو آیا۔ یہان شیر خان برادر مبارک خان لوحانی کی بیوہ سے نکاح کیا۔ پھر شمس آباد۔ سنبھل کے سرکشون کی تنبیہ کرکے سنہ ۹۰۰ مین رائے بلبدھر والی پٹنہ کی گوشمالی کے لئے پٹنہ روانہ ہوا۔ جب راجہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ سرگوجہ کی طرف بھاگا۔ اور رستہ مین مرگیا۔ سلطان کے بہت سے گھوڑے اس پٹنہ کے سفر مین مرگئے۔ جس سے اکثر سوار پیدل ہوگئے۔ جب سلطان نے یہ حالت دیکھی تو لشکر کی درستی کے لئے جونپور آیا۔

اوہر کچھ دنون پیشتر راجہ بلبدھر نے سلطان حسین کو ترغیب دی۔ کہ سلطان سکندر کی اس بے سروسامانی سے اگر تم فائدہ اوٹھاؤ تو مناسب ہے۔ چنانچہ سلطان حسین اوس کے کہنے سے لشکر کثیر لیکر بہار سے نکلا۔ جب سکندر کو اوس کے عزم کی خبر ہوئی تو راجہ سالباہن کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے

لڑائی ہوئی۔ سلطان حسین شکست کھاکر پٹنہ کو بھاگا۔ جب سلطان سکندر نے تعاقب کیا تو وہان سے نکلکر بہار گیا۔ اور ملک کہنڈو کو بہار مین چھوڑکر خود کہل گانون مین پہونچا۔ علاء الدین بادشاہ بنگالہ نے اوسکو عزت کے ساتھہ رکھا۔ سلطان حسین بھی بادشاہی کے خیالات چھوڑکر باقی عمر یہین بسر کردی۔ اور اسکے ساتھہ ہی شاہان جونپور کی سلطنت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

اب سلطان ملک کہنڈو کے سر پر بہار پہونچا۔ اور اوس کو فتح کرکے محبت خان کو دیا۔ اور وہان سے رہتہ ہوتا ہوا علاء الدین شاہ بنگالہ پر حملہ کیا۔ موضع بارہ مین دو چار لڑائی کے بعد صلح ہوگئی۔ پھر سلطان پٹنہ کے طرف گیا۔ اور راجہ سالباہن کی لڑکی سے شادی کرنا چاہا۔ مگر راجہ نے انکار کیا۔ جس سے سلطان غضبناک ہوکر اوس پر حملہ کیا۔ اور راجہ قلعہ بانڈہوگڈہ مین محصور ہوگیا۔ چونکہ یہ قلعہ مضبوط تہا۔ اس لئے ناکامی رہی۔ اور سلطان جونپور آیا۔ یہان مبارک خان حاکم جونپور سے محاصرہ لیا تو بہت سا تغلب ظاہر ہوا جب سلطان نے بازیافت چاہی تو اکثر امرا افغانی شفیع ہوے۔ اس اثنا مین چوگان بازی کے موقع پر ہیبت خان شروانی دریا خان خضر خان وغیرہ مین ناچاقی ہوئی۔ اور ہیبت خان شروانی نے ۲۲ امرار کو اپنے ساتھہ متفق کرکے شہزادہ فتح خان بن سلطان بہلول سے کہا۔ کہ اکثر سردار سکندر سے ناراض ہین۔ اور آپ کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ مگر یہ گفتگو فتح خان نے شیخ طاہر اور اپنی ماں کے مشورہ سے سلطان سکندر سے کہدی۔ جس کے باعث سلطان سکندر امرا افغان سے بدگمان ہوا اور اون کو ادہر ادہر پریشان کردیا۔

۹۰۵ھ مین سلطان نے اصغر حاکم دہلی کو اوس کی بدکرداری و بدعملی کیوجہ سے قید کرکے اپنے بیٹے اسمٰعیل خان کو دہلی کا انتظام تفویض کیا۔ اس کے بعد رائے مانک دیو سے دہولپور لے لیا۔ اور ۹۱۰ھ مین مندرایل کے قلعہ کو تسخیر کیا۔ اور ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء مین جمنا کے کنارے شہر آگرہ[1] آباد کیا۔ پھر یہان سے

[1] کہتے ہین کہ جب سلطان بھیرہ مین بیٹھکر شہر آباد کرنے کے لئے یہان آیا تو اوس کو دو ٹیلے نظر آئے۔ بہتیرا خان مہتمم بھیرہ سے

نکل کر چنبل کے کنارے پر جو سرکش مقیم تھی۔ اون کی سرکوبی کی۔ ۳ صفر ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء کو آگرہ مین ایسا سخت زلزلہ آیا۔ کہ اچھے اچھے عالیشان عمارات گر گئین۔ پہاڑ تک ہل گئے۔ گویا قیامت کا نمونہ تہا۔ مورخون کا قول ہے کہ یہ زلزلہ خاص آگرہ ہی مین نہین۔ بلکہ ہندوستان کے مختلف صوبون مین موجود تھا۔ ۹۱۲ھ مین سلطان نے آونت گڑہ (اودیت نگر) تھنکر) کو فتح کیا۔ اس لڑائی مین راجپوت بہت قتل ہوے۔ اور سلطان نے بتخانون کو توڑ کر مسجدین بنائین۔ اس کے بعد محرم ۹۱۳ھ مین آگرہ کے طرف مراجعت کی۔ راستہ مین پانی کی قلت سے ۸۰۰ آدمی مر گئے۔ اور راستہ کی ناہمواری سے بہی بہت سے آدمی تباہ ہوے ۹۱۴ھ مین قلعہ نرور کا محاصرہ کیا گیا۔ پہر سلطان نے ۹۱۵ھ مین چندیری ناگور۔ سیوس پر قبضہ کیا۔ اور احمد خان پسر مبارک خان حاکم لکھنؤ کو الحاد کے جرم مین قید کر کے اوسکے منجھلے بھائی کو لکھنؤ کا حاکم بنایا۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک سلطان اپنے دارالخلافہ مین امن وچین سے گذارا۔ آخر ذی قعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء کو وفات پائی۔ مدت سلطنت ۸ سال ۵ ماہ ہے۔ کہتے ہین کہ یہ بادشاہ حسن اخلاق اور سخاوت مین بیمثل تہا۔ اور طبیعت سادگی پسند تھی۔ رند وادباش محفل مین بار نہ پاتے تھے۔ علما۔ صلحا۔ فقہا کی صحبت مرغوب تھی۔ محتاجون اور غریبون کی دستگیری فرض عین سمجھتا تہا۔ اس کے مبارک عہد مین اشیا کی خوب ارزانی رہی۔ سلطان کو اپنے مذہب کا تعصب بڑا تھا۔ چنانچہ اکثر مندرون کو مسمار کر کے مساجد تعمیر کرائین۔ ہندؤن کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۷) پوچھا کہ کونسا ٹیلہ تمہاری رائے مین شہر کے لئے مناسب ہے اوس نے کہا کہ آگرہ (انگلا) سلطان نے مسکرا کر کہا کہ اسکا نام آگرہ کیا جائے گا۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ یہان ایک قدیمی کانون تہا۔ متہرا کا راجہ گنیش اگر کسی پر خفا ہوتا تو وہ اسکو یہان قید کرتا۔ سلطان محمود نے اسکو غارت کر کے کورہ بنا دیا تہا۔ اب سلطان سکندر نے اسکو آگرہ بنایا۔ بعض کا قول ہے۔ آگرہ کی وجہ تسمیہ اگر یہ مشتق ہے جسکے معنی نمکدان کے ہین۔ کیونکہ یہان کی زمین سے نمک بہت نکلتا تہا۔ ۱۲ مولف۔

حکم تہا کہ وہ داڑھی اور سر نہ منڈہائین۔ بادشاہ کو موسیقی کا بہی بہت شوق تہا۔ اور یہ چار راگ۔ مالکوس کلیان۔ کانٹرا۔ حسینی بہت پسند تھے۔ ہر کام کے واسطے ایک وقت معین تہا۔ اس مین کبہی فرق نہ پڑتا تھا۔ ایک دفعہ کسیکو کچہہ مقرر کرتا تو پہر اوس مین تغیر نہ کرتا۔ اسی سلطان کے عہد مین ہندوؤن نے فارسی پڑہنا شروع کیا۔ ورنہ اس کے قبل ہندو فارسی پڑہنا معیوب سمجہتے تھے۔ چنانچہ سلطان کو جب نوکری کے لئے فارسی خوان ہندوؤن کی ضرورت ہوئی تو فرمایا۔ کہ کوئی ہندو بچہ ایسا ہے کہ فارسی میداند جواب ملا کہ کوئی نہین۔ تو اول اوس نے برہمنون کو فارسی پڑہنے کے لئے فرمایش کی مگر برہمنون نے دہرم وکرم کا عذر کرکے انکار کیا۔ پہر چہتریون سے کہا گیا تو اونہون نے کہا کہ ہم اہل سیف ہین ہمکو اہل قلم بننا جائز نہین۔ اس کے بعد ویش سے سوال ہوا تو تجارت کا حیلہ بتلایا۔ لیکن شودرون سے کایستہون نے جو پہلے سنسکرت کی لکہائی کی اجرت سے اوقات بسر کرتے تھے) فارسی پڑہنا قبول کیا۔ اور زبان دانی کے باعث مسلمانون کی عہد سلطنت مین بہت کچہہ ترقی اور عروج پایا۔

سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی

جب آگرہ مین سلطان سکندر کا انتقال ہوا تو امرا و عمائد افغان نے سلطان ابراہیم کو ۷ ذیحجہ ۹۲۳ھ م ۱۵۱۷ء مین تخت دہلی پر بٹہایا۔ اور اوس کے حقیقی بہائی جلال خان کو سلطان جلال الدین کا خطاب دیکر مملکت جونپور کو روانہ کیا۔ جب خانجہان لوہانی ربری سے سلطان ابراہیم کے پاس آیا تو اوس نے اس مشورہ کو بادشاہی کو مناسب نہ جانا۔ اور سلطان ابراہیم کو جلال خان کے واپس بلانے کی رائے دی۔ چنانچہ ابراہیم نے ہیبت خان گرگ انداز کو جلال خان کے واپس لانے کے لئے روانہ کیا۔ ادہر جلال خان کو بہی اسکی خبر ہوگئی تہی۔ اس لئے وہ گرگ انداز کے کر دہلی مین نہ آیا۔ اور سیدہا جونپور چلا۔ اب ابراہیم نے یہ چال چلی۔ کہ جونپور کے ماتحت حکامون کو فرمان و خلعت بہیجا۔ اور لکہا کہ

جلال خان کی اطاعت نہ کیجائے۔ چنانچہ اون حکامون نے جلال خان سے سرتابی کی۔ آخر جلال خان کالپی چلا گیا۔ اور وہان کے رؤسا کو متفق کرکے علانیہ بغاوت برپا کی۔ اور سکہ وخطبہ بھی اپنے نام سے جاری کیا۔ اسوقت اعظم ہمایون کالنجر کے محاصرہ مین مشغول تہا۔ جلال خان نے اوس کو منت ولجاجت سے اپنا شریک ومعاون بنایا۔ اور یہ دونون ملکر جونپور کے جانب چلے۔ پہلے سعید خان حاکم اودہ پر حملہ کیا۔ وہ بیچارہ لکھنؤ بھاگ گیا۔ جب ابراہیم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو ۲۴ ذیحجہ ۹۲۳ھ کو جونپور کے طرف کوچ کیا۔ اس اثنا مین اعظم ہمایون معہ اپنے بیٹے فتح خان کے جلال خان سے برگشتہ ہوکر ابراہیم کے پاس چلا آیا۔ ادہر جلال خان اپنے اہل وعیال کو کالپی مین چھوڑکر ۴۰ ہزار سوار اور منتخب ہاتہی کے ساتہہ آگرہ روانہ ہوا۔ یہان ابراہیم نے کالپی کا محاصرہ کیا۔ اور چند روز کی لڑائی مین اوس کو فتح کرکے خوب لوٹا۔ اس کے بعد معلوم ہوا۔ کہ جلال خان آگرہ گیا ہے تو ابراہیم نے ملک آدم گہکر کو جلال خان کے دفعیہ کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچا تو جلال خان پر ایسا رعب ڈالا۔ کہ وہ کم ہمت باوجود ۳۰ ہزار سوار اور ۶۰ جنگی ہاتہی کے امارات شاہی کو ملک آدم کے پاس بھیجکر صلح پر راضی ہوگیا۔ ہرچند امراء نے سمجہایا۔ مگر اس کم ہمت نے لڑنے سے انکار کردیا۔ جب ابراہیم کو یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے صلح سے ناراضی ظاہر کی۔ اور جلال خان کے استیصال کے درپے ہوا۔ اب جلال خان بھاگ کر راجہ گوالیار کے پاس پناہ لیا۔ سلطان ابراہیم نے امیر الامرا اعظم ہمایون شروانی حاکم کڑہ کو ۳۰ ہزار سوار ۳۰ زنجیر فیل دیکر گوالیار بھیجا۔ چنانچہ اعظم ہمایون نے وہان پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور راجہ مان سنگہ متوفی والی گوالیار کا بیٹا بکرماجیت ایک عرصہ تک لڑتا رہا۔ مگر اعظم ہمایون نے قلعہ بادل گڈہ کو نقبون سے اوڑاکر گوالیار فتح کیا۔ اور جلال خان یہان سے بھاگ کر سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ کے پاس گیا۔ لیکن محمود نے اسکی آؤ بھگت نہ کی۔ جسکے باعث جلال خان کڑہ منکنگہ کو روانہ ہوا یہان گونڈون کی جماعت نے جلال خان کو گرفتار کرکے سلطان ابراہیم کے پاس بھیجدیا۔ سلطان نے

احمد خان کو اشارہ کرکے راستہ مین جلال خان کو قتل کراڈالا۔ اس کے بعد ابراہیم ایسا مغرور ہوگیا۔ کہ جو امرا سلطان بہلول و سکندر کے زمانہ مین برابر بیٹھتے تھے۔ اونکو دست بستہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اور میان بہوا امیر اعظم کو قید کرکے ملک آدم کے حوالہ کیا۔ بعدازان ایک مکان بناکر اوس کے تہ خانہ مین بارود بچھوایا۔ اور میان بہوا کو رہا کرکے حکم دیا۔ کہ تم اور دوسرے امرا اس مکان مین بیٹھکر سلطنت کے انتظام مین مشورہ کرو۔ چنانچہ میان بہوا معہ دیگر امرا کے جب اوس مکان مین پہونچے تو بارود کو آگ دیدیگئی جس سے وہ مکان معہ امرا موجودہ کے آسمان پر چلاگیا۔ اس واقعہ پر چند روز بھی گذرے نہ تھے۔ کہ اعظم ہمایون کو فریب سے بلاکر قید کیا۔ جب یہ خبر اوس کے بیٹے اسلام خان کو پہونچی تو اوس نے کڑہ مانک پور مین بغاوت پر کمر باندھی۔ سلطان نے اسلام خان کی سرکوبی کے لئے احمد خان کو بھیجا جب احمد خان قنوج کے قریب قصبہ بانگرمو مین پہونچا تو اعظم ہمایون کا غلام اقبال خان نام پانچ ہزار سوارون سے مقابلہ کرکے احمد خان کو شکست دیا۔ جب سلطان کو شکست کی خبر معلوم ہوئی تو اور پچاس ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ دس ہزار افغان مارے گئے۔ اسلام خان اور اقبال خان بھی قتل ہوے۔ سعید خان لوحانی اسیر ہوا۔ غرض باغیون نے شکست پائی۔ اس اثنا مین رانا سنگا نے سرکشی کی۔ سلطان نے اوسکی سرکوبی کے لئے میان لکھی کو روانہ کیا۔ اور میان حسین خان و میان معروف کی چال سے میان لکھی نے رانا سنگا پر فتح پائی۔ مگر رانا سنگا نکل گیا۔ اس کے بعد بہادر خان لوحانی حاکم بہار نے سرکشی کی۔ اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ اور سلطان محمد اپنا خطاب رکھا۔ اتنے مین فتح خان پسر اعظم ہمایون بھی دس ہزار سوار لیکر اوس کے پاس آیا۔ نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور نے بھی سلطان محمد سے موافقت کرلی۔ چنانچہ سلطان محمد کی سرکوبی کے لئے سلطان ابراہیم نے کئی دفعہ لشکر بھیجا۔ مگر سلطان محمد کی ہمیشہ فتح ہوتی رہی۔ جس سے صوبہ بہار بادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا۔

اسی زمانہ مین دولت خان لودھی حاکم پنجاب نے علم مخالفت بلند کیا۔ اور اپنے بیٹے دلاور خان کو ظہیر الدین محمد بابر شاہ کے پاس کابل بھیجا۔ اور سلطان ابراہیم کی ظالمی و بدمزاجی و امراء کی تباہی و نا اتفاقی اور سپاہ کی خواری وغیرہ کے واقعات کی اطلاع دیکر ہندوستان کی تسخیر کی استدعا کی۔ بعض مورخ بیان کرتے ہین کہ عالم خان علاء الدین (جو سلطان ابراہیم کا چچا یا بھائی تھا) قید سے بھاگ کر کابل گیا۔ اور بابر شاہ کو ہندوستان کے تسخیر کی صلاح دی۔ یہ زمانہ وہ تھا۔ کہ بابر شاہ مرزا کامران کی شادی مین مصروف تھا۔ اس نوید جان افزا کے سنتے ہی دوگانۂ شکر ادا کیا۔ اور یہ دعا مانگی کہ اے خدا اگر ہندوستان کی سلطنت میرے قسمت مین لکھی ہے تو ہندوستان کے آم میرے لئے تحفہ بھجوا۔ جسکو مین نیک فال سمجھونگا۔ اتفاق کی بات ہے کہ آمون کا موسم تہا۔ دولت خان نے شہد کے ہانڈیون مین کچے آم رکھہ کر احمد خان کے ہاتھہ بابر شاہ کو تحفہ بھجوایا۔ جب دلاور خان نے یہ تحفہ نذر کیا تو وہ تحفہ سے اُتر کر شکر الٰہی بجالایا۔ اور دلاور خان و احمد خان کو خلعت و گھوڑے عطا کیا۔ دولت خان کے لئے بھی دس گھوڑے عراقی اور بعض نفیس کتانی کپڑے روانہ کیا۔ اور خود ہندوستان چلنے کی تیاری شروع کردی۔ جہانگیر قلی خان کو دو ہزار مغل کے ساتھہ آگے روانہ کیا۔ کہ وہ راستون اور پلونکی درستی کرے اور کشتیون کے بنانے کی لکڑی بہم پہونچائے۔ اور علاء الدین عالم خان کے ساتھہ بھی مغل اور امرا کو بھیجا۔ کہ وہ ملک ہند کی تسخیر مین مشغول ہون۔ چنانچہ علاء الدین اس لشکر کے ساتھہ راستہ مین رئیسون کو تابع بناتا ہوا سیالکوٹ سے لاہور آیا۔ یہان دولت خان اور علاء الدین نے مغل سرداون سے کہا کہ بابر کے آنے سے پہلے تم ہماری اعانت و کمک سے دہلی کو تسخیر کرو۔ گر وہ نہ مانے۔ آخر علاء الدین اون سے علیحدہ ہوکر دہلی کے جانب کوچ کیا۔ جب یہ خبر سلطان ابراہیم نے سنی تو دہلی سے چھ کوس آگے آکر علاء الدین کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ لیکن علاء الدین نے شبخون مار کر ابراہیم کے لشکر کو درہم برہم کردیا۔ جب صبح ہوئی تو ابراہیم نے علاء الدین کے لشکر پر حملہ کیا۔ اور علاء الدین شکست پاکر پنجاب

واپس ہوا۔ اور ابراہیم دہلی مین رہا۔ اب ناظرین بابر کی روانگی کے واقعات ملاحظہ فرمائین۔ چنانچہ غرہ صفر ۹۳۲ھ م ۱۵۲۵ء کو بابر[۵] نے کابل سے ہندوستان کے جانب کوچ کیا اور دریائے سندھ کو

[۵] بابر کے پہلے حالات و واقعات اور اوس کے حسب و نسب سے ہم اپنے ناظرین کو انٹروڈیوس کرانا چاہتے ہین۔ چنانچہ مورخون کا قول ہے کہ حضرت نوح کے بیٹے یافث کو الاطکے تھے۔ ترک۔ چین۔ سقلاب۔ منسج (منسک) کماری (کیمال) خلج۔ خزر۔ روس۔ سرسان۔ غزر۔ یاجر۔ بعض مورخ ۸ بیٹے لکھتے ہین۔ الغرض یافث کے انتقال کے بعد اوسکا بڑا بیٹا ترک (جسکو یافث اوغلان بھی کہتے ہین) جانشین ہوا۔ اوس نے مردانگی اور ظلم رسی سے سلطنت کی۔ اور اسی کے زمانہ مین کہا جاتا ہے نمک ڈالنے کی رسم جاری ہوئی۔ جب اسکی زندگی کا خاتمہ ہوا تو۔ النجہ خان تخت نشین ہوا۔ اس نے پیری کے زمانہ مین اپنے بیٹے ویپ یا توی کو جانشین کرکے خود عزلت اختیار کی۔ اس کے بعد اسکا بیٹا گیوک خان حاکم ہوا۔ پھر اسکے بیٹے النجہ خان نے سریر سلطنت پر قدم رکھا۔ اسکو دو توام لڑکے پیدا ہوے۔ ایک کا نام مغل (جو اصل مین مونگ اول تھا۔ جس کے معنی فرمانروا و سادہ دل کے ہین) دوسرے کا نام تاتار رکھا۔ اور اپنی زندگی مین تمام ملک کے دو حصے کرکے نصف نصف دونون کو دیدیا۔ مغل خان کو چار بیٹے ہوے۔ تمر خان۔ آذر خان۔ کرخان۔ اوزخان۔ جب مغل کا انتقال ہوا تو قراخان اورنگ نشین ہوا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا آغوز خان مالک تاج و تخت ہوا۔ کہتے ہین کہ آغوز خان نے اپنی ہمت بلند اور شجاعت ارجمند سے ملک ایران۔ توران۔ مصر۔ روم۔ شام۔ افرنج کو اپنے قبضہ مین لایا تھا۔ اور ترکون کے نام جو ایغوز۔ قانقلی۔ قبچاق۔ قارلیغ۔ خلج وغیرہ۔ اب تک زبان زد خلایق ہین۔ وہ سب اسکے جودت طبع کا نتیجہ ہین۔ آغوز خان کو چھ بیٹے تھے۔ کن خان۔ آئی خان۔ یولدز خان۔ کوک خان۔ طاق خان تنگیز خان۔ چنانچہ آغوز خان بہتر برس سلطنت کرکے راہی عدم ہوا۔ اور اپنے بیٹے آئی خان کو سلطنت تفویض کی جب آئی خان نے وفات پائی تو اوسکا بیٹا یلدز خان تخت پر بیٹھا۔ اوس کے بعد اوس کا بیٹا مگلی خان سریر آرا ہوا جب یہ بھی راہی عدم ہوا تو اوس کا بیٹا تنگیز خان حاکم ہوا۔ اس نے زمانۂ پیری مین اپنے بیٹے الیخان کو

عبور کرکے منزل بہ منزل مقام کرتا ہوا سیالکوٹ پہونچا۔ اور خود دولت خان اور غازی خان کو مشرف کر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۳) سلطنت تفویض کی۔ اور خود گوشہ نشین ہوا۔ لیکن الجان پر تورا وتا آرنے شبخون مار کر اسکے ساتھ کے باقی تمام کا خاتمہ کر ڈالے۔ اون چار میں ایک تو الیجان کا بیٹا قیان۔ دوسرا اوسکا پسر طغال۔ تیسرا دودا نکی۔ یہ تین باقی رہے۔ اور یہ چاروں رات کو بھاگ کر ایک خوشگوار مرغزار میں پناہ گزین ہوئے۔ جسکو ترک ارکنہ قون (کوہ) بولتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ ہولناک واقعہ آغوز خان کے مرنے کے ہزار سال بعد وقوع میں آیا۔ یہاں قیان و تکوز کی اولاد کی اضافہ و کثرت سے ہوئی۔ چنانچہ قیان کی اولاد کو قیات اور تکوز کی اولاد کو ورلاس کہتے ہیں۔ یہ قیان کی اولاد دو ہزار برس تک ارکنہ قون میں پڑی رہی۔ اس زمانہ کا حال کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ پھر جمال الدین ہزار سال کے بعد تو ہروان کے آخر عہد میں جب قیات دورلگین باہر نکلنا چاہے (ایک پہاڑ ہے جس پر سے کہ کوہ کا آخر حلقہ نے صوچ کر بارہ سنگھے کی کھالوں کی دھونکنیاں بنائیں۔ اور کوئلوں اور لکڑیوں [illegible] آگ کی بھڑکایا۔ اور آگ نے کوہ آہنی کو پانی کیطرح بہایا۔ پھر وہاں سے [illegible] اس زمانہ کے مورخوں نے چار ہزار سال کا تخمینہ کیا ہے۔ جسمیں اوسکی سو نسلیں ہوئیں۔ اور ہزار سال پیچھے اور گنے جس سے ۲۵ نسلیں ہوئیں۔ مگر زمانہ حال کے مورخ اس تخمینہ کو غلط بتاتے ہیں۔ اور یوں کہتے ہیں کہ ایک زمانہ بیچ میں ایک زمانہ بیچ میں غرض قیان کی نسل سے تیمور تاش ہے۔ جو سردار دی دفرماندہی سے سرفراز ہوا۔ اوسکا بڑا بیٹا کفلی خواجہ سند باست پر بیٹھا اور اوس کا بڑا بیٹا ملد وزخان قیات اور دورلگین کے نکل آنیکے بعد امارت سے [illegible] قیان کے اولاد میں سے فرزند بطنا عبد بطن ارکنہ قون میں قبایل کی سرداری رکھتے تھے۔ ملد وزخان کے نصیبے نے ایسی یاری کی کہ اولوس مغل کو آباد کیا۔ اوس کا بیٹا جوئینہ بہادر باپ کے مرنے پر تخت نشین ہوا۔ جوئینہ بہادر کی بیٹی الکنقوا کا قصہ نہایت عجیب ہے کہتے ہیں کہ جب الکنقوا بالغ ہوئی تو اپنے چچا کے بیٹے سے جو خلستان کا فرمانروا تھا بیاہی گئی۔ اوس سے دو بیٹے ملکدی ایک جبی پیدا ہوئے۔ جب خاندان گیا تو وہ میون کی پرورش اور الوس کی سرپرآرائی کے جانب متوجہ ہوئی۔ ایکرات

تیس ہزار سوار سے نصب کلانور پر قبضہ کیا۔ اسنے مین دلاور خان لوحانی اور عالم خان بارگاہ بابری مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۴) وسکے گھر مین ایسا نور پیدا ہوا۔ اور منہ کی راہ سے پیٹ مین گیا۔ اور حاملہ ہوئی۔ تمام رشتہ داون نے لون طعن شروع کیا۔ مگر جب یہ واقعہ دو سرے روز انہون نے اپنی آنکھون سے دیکھا تو اوس کا احترام کرنے لگے۔ جب حمل کے دن پورے ہوے تو تین بیٹے بطون فتی مین سے قوم قفتین پیدا ہوئی۔ یوسفی شامی (جس سے قبیلۂ سالجوقیہ منسوب ہوا) بوزنجر قی آن (جسکی اولاد کو بیرون کہتے ہین) پیدا ہوے۔ اور بوزنجر قا آن نوران کی سلطنت کو زینت دی۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ بوقا اور توقا۔ چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد بوقا خان جانشین ہوا اس کے بعد اوسکا بیٹا دوتین خان تخت پر بیٹھا۔ مگر بہت جلد مرگیا۔ اسکو نو بیٹے تھے۔ اوسکی بیوی منولون (جو عقل و تدبیر مین یکتا تھی) نے اپنے بیٹون کو ایک گوشہ مین رکھکو تربیت کرنے لگی۔ افسوس ہے کہ درگین کی قوم مین سے فرقہ جلائر نے منولون اور اوس کے بیٹون کو قتل کر ڈالا۔ نوان بیٹا قائد خان اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہ کرنیکے لئے تاچین گیا ہوا تھا۔ اس لئے وہ بچ گیا۔ اور اہل چین کی مدد سے تخت پر بیٹھا۔ اسکو تین بیٹے تھے۔ چنانچہ اوس کے انتقال کے بعد اوسکا بڑا بیٹا یاسینغر خان حاکم ہوا۔ اور اوس کے مرنے پر اوس کا بیٹا توغ خان سریر آرا ہوا۔ اسکی دو بیویان تھین۔ ایک سے سات لڑکے۔ دوسری سے دو توام بیٹے قبل و قاچولی پیدا ہوے۔ جب تومنہ خان مرنے لگا تو یہ وصیت کی۔ کہ آیندہ قبل خان اور اوس کی اولاد تخت نشین ہوا کرے۔ اور قاچولی اور اوس کی اولاد سپہ سالاری کا عہدہ انجام دے۔ جب تومنہ خان مرگیا تو قبل خان تخت پر بیٹھا۔ اور قاچولی سپہ سالار ہوا پھر قبل خان کے مرنے پر اوس کے چھ بیٹون مین سے قوبلہ خان جانشین ہوا۔ جب یہ بھی راہی عدم ہوا تو اوسکا بھائی برتان بہادر نے سلطنت کی عنان سنبھالی۔ اور قاچولی کے مرنے پر اوس کا بیٹا ایردمچی برلاس سپہ سالار ہوا۔ اس کے بعد برتان بہادر نے ملک عدم کا رستہ لیا۔ اور اوس کا بیٹا میسو کائی بہادر سلطنت کا مالک ہوا انہین ایام مین ایردمچی برلاس نے وفات پائی۔ اسکو ۹ بیٹے تھے۔ ان سب مین سونخو جین دلاور تھا۔ اور یہی

حاضر ہوئے۔ اور دولت خان نے بھی اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ چنانچہ بابر نے اوسکو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۵) اپنے باپ کا جانشین (سپہ سالار) ہوا۔

۵۶۲ھ مین بیسوکائی بہادر کو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام تموجین رکھا گیا۔ جو بعد مین چنگیز خان کے نام سے مشہور ہوا۔ اور بیسوکائی کے مرنے کے بعد یہی مالک تاج و تخت ہوا۔ اور سوغوچین کے انتقال پر اوسکا بیٹا قراچار نویان سپہ سالار ہوا چنگیز کے تفصیلی واقعات لکھنے کے لئے ایک علیحدہ دفتر چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بر موقع مجمل طور پر اس کے حالات ہم ضرور لکھین گے۔ مگر یہان صرف اس قدر لکھنا کافی ہے۔ کہ چنگیز نے بیس برس کے عرصہ مین دنیا کے بہت بڑے حصہ کو فتح کیا۔ اور سلطنت کو عظیم الشان بنا دی۔ آخر ۶ صفر ۶۲۴ھ مین بعمر ۶۴ سال سفر آخرت کیا۔ اسکو چار بیٹے تھے۔ جوجی۔ اوکدائی۔ چغتائی۔ تولی یا تولو

چنگیز نے اپنی زندگی مین اوکدائی خان کو خانی والا کی۔ اور چغتائی خان کو دیار ماوراء النہر ترکستان۔ بعض حدود خوارزم وبلاد الیغور کا شغر۔ بدخشان۔ بلخ۔ غزنین بخشا کی۔ لیکن جب ۶۳۵ھ مین چغتائی خان کو سفر آخرت درپیش ہوا تو اوس نے سلطنت اور اپنے بیٹون کو امیر قراچار نویان کے تفویض کیا۔ چنانچہ چند روز کے بعد قراچار نے چغتائی کے پوتے موکو خان کو داد کا جانشین کیا۔ اور قراچار بھی ۶۵۰ھ مین بعمر ۸۰ سالہ انتقال کیا۔ اور قراچار کے ۱۰ بیٹون مین سے یسل خان اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ پہ سالار ہوا۔ پہ ایل خان کی اولاد مین امیر البنگ خان سب سے زیادہ لائق تھا وہ اپنے باپ کا قایم مقام ہوا۔ اور امیر الامرا کا خطاب پایا۔ اسلام سے بھی مشرف ہوا۔ جب وہ اس جہان سے رخصت ہوا تو اوس کا اکلوتا بیٹا امیر بکل جانشین ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا امیر طراغائی اپنی موروثی خدمت پایا۔

امیر طراغائی کے گھر نگینہ خاتون کے بطن سے شہر سبز مین ۲۵ شعبان ۷۳۶ھ کو امیر تیمور صاحبقران پیدا ہوا جس نے اپنی ایام سلطنت ۳۵ سال مین ولایت ماوراء النہر خوارزم۔ ترکستان۔ خراسان۔ عراقین۔ آذربائیجان۔ فارس ماژندران۔ کرمان۔ دیار بکر۔ جزیرستان۔ مصر۔ شام۔ روم۔ وغیرہ کو فتح کیا۔ دشت قبچاق کے فساد کو پاک کیا۔

معاف کیا۔ مگر اوس کا سارا مال واسباب سپاہیون مین تقسیم کر دیا۔ چند روز کے بعد دولت خان قید ہی مین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۶) سنہ ۹۵ھ مین ایران کے شاہ منصور کو گرفتار کر کے شیراز مین قتل کیا۔ پھر بغداد کو لیا۔ سنہ ۹۸ھ مین دریا سند عبور کر کے ہندوستان پر یورش کی۔ بعد ازان دمشق پر حملہ کیا۔ اور سنہ ۸۰۴ھ مین ابلدرم بایزید سلطان روم جب گرفتار ہو کر آیا تو کمال اعزاز واحترام کر کے تاج بخشی کی۔ سنہ ۸۰۷ھ مین تیمور نے امیرزادہ الغ بیگ۔ امیرزادہ ابراہیم سلطان۔ امیرزادہ انجل۔ عمر شیخ۔ امیرزادہ احمد۔ بایقرا کی شادیون کا جشن کان گل مین اس دھوم دھام سے کیا۔ کہ دنیا کا کوئی ملک اور شہر باقی نرہا ہوگا۔ جہان کا آدمی اس جشن مین شریک نہوا ہوگا۔ اور تمام ملکون کے شہریار و شاہزادے اور اونکے سفیر بھی موجود تھے۔ بہرحال تیمور نے نہایت کامرانی ومسرت سے سلطنت کی آخر ۱۷ برس کی عمر مین اپنے پوتے پیر محمد جہانگیر کو اپنا قایم مقام کر کے ۱۷ شعبان سنہ ۸۰۷ھ روز چہارشنبہ کو بوقت شب رحلت کی کسی نے انتقال کی تاریخ کہی ہے

رباعی ۔ سلطان متوآئد چرخ راول خوان کرد + وزخون عدو روئے زمین گلگون کرد + دہفتدہ شعبان سوی علیین تاخت + فی الحال زرضوان سرو پا بیرون کرد۔ صاحبقران تیمور کو چار فرزند تھے۔ اوّل غیاث الدین جہانگیر مرزا جو باپ کے سامنے سنہ ۷۷۶ھ مین بمقام سمرقند رحلت کیا۔ اوسکے دو بیٹے تھے۔ پہلا محمد سلطان جسکو تیمور نے اپنا ولیعہد کیا تھا مگر روم کی فتح کے بعد سنہ ۸۰۵ھ مین انتقال کیا۔ دوسرا پیر محمد جو غزنہ وحدود ہند کا حاکم تھا۔ جسکو تیمور نے اپنے مرنیکے وقت ولیعہد بنایا تھا۔ افسوس ہے کہ اس نے سنہ ۸۰۹ھ مین پیر علی یار کے ہاتھ شہادت پائی۔ دوم مرزا شیخ عمر (حاکم فارس) جو اپنے باپ کے سامنے سنہ ۷۹۶ھ مین دنیا سے رخصت ہوا۔ سوم جلال الدین میران شاہ مرزا۔ چہارم میرزا شاہرخ (حاکم خراسان) جو ۴۳ سال ایران وتوران پر سلطنت کر کے سنہ ۸۵۰ھ مین وفات پائی۔

جلال الدین میران شاہ کو عراق۔ عرب۔ عجم۔ آذربایجان۔ دیار بکر۔ شام وغیرہ کی حکومت تفویض تھی۔ ایک روز شکارگاہ مین گھوڑے سے گرا۔ دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا۔ کہ مدتون مخبوط الحواس رہا۔ آخر سنہ ۸۱۰ھ مین قرا یوسف ترکمان نے تبریز پر حملہ کر کے میران شاہ کو شہید کیا۔ اس کو آٹھ بیٹے تھے۔ ابابکر مرزا۔ عثمان جلپی مرزا۔ الغبر مرزا۔ عمر خلیل۔ سلطان محمد مرزا۔

مرگیا۔ اب بابر ملوت پر قبضہ کرکے غازی خان کے تعاقب مین کوہ سوالک تک تشریف لیگیا۔ مگر غازی خان ہاتھہ نہ آیا۔ بابر وہان سے واپس ہوکر سامانہ وسنام پہونچا۔ اس اثنا مین جمید خان خاص خیل مسلمان بادشاہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۷۷) ایچل مرزا۔ سیورغتمش۔ چنانچہ سلطان محمد مرزا کو دو بیٹے تھے۔ سلطان ابوسعید مرزا۔ اور منوچہر مرزا۔ بعد انتقال سلطان محمد مرزا کے سلطان ابوسعید مرزا سریر آرائے سلطنت ہوا۔ ترکستان۔ ماوراء النہر۔ خراسان۔ کابل۔ غزنین۔ قندہار۔ اور صدود ہندوستان پر تصرف کیا۔ آخر ۸۷۳ھ مین اق قویلو نے آذربائیجان کی لڑائی مین تاریخ ۴ رجب ۸۷۳ھ ابوسعید مرزا کو گرفتار کرلیا۔ جسکو یادگار محمد میرزا نے شہید کیا۔ اور ابوسعید مرزا کا بیٹا۔ عمر شیخ مرزا اندجان مین تخت نشین ہوا۔ اکیدت تک نہایت کامرانی سے سلطنت کی۔ مگر افسوس ہے کہ ۴ رمضان ۸۹۹ھ کو ایک جدعمارت سے گرا۔ اور انتقال ہوگیا مرحوم کو تین بیٹے اور پانچ لڑکیان تھین۔ اول ظہیر الدین محمد بابر۔ دوم جہانگیر مرزا۔ سوم ناصر مرزا۔ ۶ محرم ۸۸۳ھ مین قتلغ نگار خانم کے بطن سے بابر پیدا ہوا۔ بابر کی ان کا نسب اسطرح ہے۔ قتلغ نگار خانم بنت یونس خان بن شیر علی اوغلان بن محمد خان بن خضر خواجہ خان بن تغلق تیمور خان بن اسیتو غاخان بن دوا خان۔ بن براق خان بن بیسوق نوابن معالکان بن چغتائی خان بن چنگیز خان۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابر کا نسب ان کی طرف سے چنگیز خان اور باپ کے طرف سے چوتھی پشت مین امیر تیمور تک پہونچتا ہے۔ اوسکی دو ہیال ترک اور ننہیال مغل تھی۔ باپ کے مرنے پر بابر تخت نشین ہوا۔ تخت نشینی کے پہلے ہی سال مین بابر کے چچا احمد مرزا نے حملہ کیا۔ دو چار لڑائی کے بعد صلح ہوگئی اسکے بعد بابر کے ماموں محمود خان نے لشکر کشی کی۔ مگر یہ بھی ناکام واپس گیا۔ ان دو سے فرصت ہوئی تو ابوبکر میرزا دوغلات حاکم کاشغر نے چڑہائی کی۔ لیکن صلح سے کام نکل گیا۔ بہرحال اکیدت تک بابر بہت سختیان جھیلا۔ اور سمرقند کی سلطنت سے بھی محروم ہوا۔ چہ بہر زمین اوسکے پاس نہین رہی۔ مگر آخر تقدیر نے پلٹا کہایا۔ اور روز بروز فتوحات کے دروازے کہلنے لگے۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے خجند۔ سمرقند۔ فرغانہ۔ بلخ۔ کابل۔ بخارا وغیرہ کو فتح کیا۔ اس کے بعد ہندوستان پر یورش کی۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲ مولف۔

حصار فیروزہ سے لشکر کثیر کے ساتھ ہار سے لڑنے آیا۔ بابر نے مقابلہ کے لئے شہزادہ ہمایوں کو روانہ کیا۔ جب لڑائی ہوئی تو نصیر خان نے شکست پائی اور بہت سے ہاتھی ہمایوں کے ہاتھ آئے۔ اسکے بعد بابر آگے روانہ ہوا۔ ۳ جمادی الثانی ۹۳۲ھ روز پنجشنبہ کو پانی پت کے قریب منزل ہوئی۔ بابر کے ہمراہ صرف پندرہ ہزار سوار تھے۔ ادھر سلطان ابراہیم ایک لاکھ سوار اور ایک ہزار ہاتھی کے لشکر سے پانی پت سے اوس طرف ۸ کوس پر اترا ہوا تھا۔ روزانہ بابر کے سپاہی سلطان ابراہیم کے لشکر پر شبخون مارتے اور سیکڑوں کو کاٹ کر لیجاتے۔ گو چند روز سلطان ابراہیم نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی۔ آخر جب ۱۳ رجب ۹۳۲ھ روز جمعہ کو دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ پندرہ سولہ ہزار آدمی مارے گئے اور اس کشت وخون میں سلطان ابراہیم بھی قتل ہوا۔ باقی لشکر نے فرار پر کمر باندھی۔ اور سپاہ بابر نے تعاقب کرکے ہزاروں کو قتل و اسیر کیا۔ اور ظاہر طہری سلطان ابراہیم کا سر کاٹ کر بابر کے روبرو لایا۔

خاندان تیموریہ سلاطین مغلیہ

سلطان ظہیر الدین محمد بابر شاہ غازی

بعد فتح و نصرت کے بابر دہلی مین داخل ہوا۔ بزرگان دین کے مزارات کی زیارت اور اکثر مقامات مجوجہ کی سیر کی۔ اور ولی بیگ قزل کو دہلی کی شحنگی کا منصب عطا کرکے دولت بیگ کو دیوان دہلی مقرر کیا۔ اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کرکے پیرومان سے تغلق آباد ہوتا ہوا آگرہ پہونچا۔ ہمایون اول ہی سے آگرہ مین موجود تہا۔ جب یہ سب قلعہ مین داخل ہوے تو راجہ بکرماجیت والی گوالیار (جو سلطان ابراہیم کے ساتہہ بابر سے لڑکر مارا گیا تہا۔) کے اہل و عیال (جو قلعہ آگرہ مین موجود تھے۔) نے بہت سا جواہر ہمایون کے نذر کیا۔ اون مین وہ نامور[1] ہیرا (جسکو سلطان علاء الدین دکن سے لایا تہا۔) بہی تہا۔ جسکی قیمت کا تخمینہ تیمور نے ..... ۸۸ پونڈ کیا تہا۔ اور وزن مین ۸ مثقال تہا۔ اسکے بعد بابر نے ابراہیم کی ماں کو سات لاکہہ ٹنکہ کی جاگیر دی۔ اور آگرہ سے ایک کوس پر محل مین اوسکو بہجوادیا۔ اور

---

[1] یہ وہی ہیرا ہے جسکو کوہ نور کہتے ہین اور اسوقت ملک معظم کے تاج مین نصب ہے۔ ۱۲ مولف۔

خود سلطان ابراہیم کے محل مین اترا۔ ہرچند بابر نے ہندوستانی امرا کی بہت کچھہ تسلی وتشفی کی۔ مگر پھر بھی اکثر امرا نے اطاعت نہ کی۔ اور مخالفت پر کمر باندہی۔ چنانچہ قایم خان نے حصار سنبہل سنبہالا۔ نظام خان نے بیانہ مین اپنا رنگ جمایا۔ راجہ حسن خان نے میوات مین علم مخاصمت بلند کیا۔ دہولپور مین محمد زیتون نے مناز عت اختیار کی۔ گوالیار کو تاتار خان سارنگ خانی نے مستحکم کیا۔ رابری مین حسین خان لوحانی۔ اٹاوہ مین قطب خان۔ کالپی مین عالم خان نے سرکشی کی۔ اسپر طرہ یہ کہ ان لوگون نے بہادر خان پسر دریا خان کو اپنا بادشاہ بنایا۔ سلطان محمد خطاب دیا۔ اور لڑائی پر آمادہ ہوے۔ ان امرا کا خیال تہا کہ بابر بھی مثل تیمور کے ہندوستان کا جواہر اور دولت لوٹ مار کرکے چلتا ہوگا۔ اور اسی خیال نے اون کو اس سرکشی پر امادہ کیا تہا۔ مگر بابر کا تو ارادہ اور ہی کچھہ تہا۔ وہ تو ہندوستان مین ہمیشہ کے لئے اپنا قدم جمانا چاہتا تہا۔ اس اثنا مین گرمی اس شدت کی پڑی کہ بہت سے آدمی لشکر بابری کے لوؤن سے مرگئے۔ جس سے اکثر امرا اور لشکری گہبراکر واپس جانے کی تیاریان کرنے لگے۔ جب بابر نے یہ حالت دیکھی تو بہت کچھہ فہمایش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سب کے دل ٹھکانے ہوے۔ مگر خواجہ کلان کو یہ فہمایش کارگر نہوئی۔ اور وہ بابر سے رخصت لیکر کابل چلا گیا اور جاتے وقت دلی کی دیوارون پر یہ شعر لکھہ گیا۔ ؎

اگر بخیر وسلامت گذر زسند کنم سیاہ روئے شوم گر ہواے ہند کنم

اس کے بعد بابر نے ہندوستانی امرا کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا۔ چنانچہ اون مین سے بعض نے تو خود عفو تقصیر چاہی۔ اور اکثرون نے لڑائی لڑکر جان دی۔ آخر بیانہ۔ اٹاوہ۔ میوات وغیرہ فتح ہوے۔ انہین ایام مین سلطان ابراہیم کی ماں کی ترغیب پر ہندوستانی باورچیون نے بابر کو زہر دیا۔ لیکن زندگی باقی تہی چند روز کی علالت کے بعد درست ہوگیا۔ اور اس جرم کی پاداش مین سلطان ابراہیم کی ماں کو گرفتار کرکے عبدالرحیم کے سپرد کیا۔ اور تمام نقد وجنس

غلام و لونڈی چھین لیا۔ اور ابراہیم کے بیٹے کو مرزا کامران کے پاس کابل بھیجدیا۔ ۹۳۳ھ مین بابر نے رانا سنگا پر فتح پائی۔ اور کالپی پر قبضہ کیا۔ اور جمادی الاول ۹۳۳ھ روز شنبہ کو شراب سے توبہ کی اور چاندی ہونے کے تمام صراحی و پیالے توڑ کر محتاجون کو تقسیم کیا۔ شراب مین نمک ڈالکر سرکہ بنایا۔ اور اس ترک نے کے نسبت تزک بابری مین لکھکر تمام قلمرو مین بھیجا۔ اسکے بعد چندیری اور قلعہ رنتھبھور فتح کیا۔ پھر بہار و بنگال پر فوجکشی کی۔ اور ہمایون کو جو اس سے قبل بدخشان بھیجا گیا تھا۔ واپس بلایا۔ مرزا ہندال کو بدخشان بھیجا۔ چند روز کے بعد سنبھل مین ہمایون کو ایسا بخار چڑھا۔ کہ رفتہ رفتہ بہت ترقی کیا۔ جب بابر کو خبر ہوئی تو آگرہ طلب کیا۔ ہر چند اطبا نے علاج مین سر مارا۔ مگر صحت کی صورت نظر نہ آئی۔ میر ابوالبقا نے عرض کی۔ کہ جب کسی مرض مین اطبا مجبور ہو جائین تو سب سے زیادہ عزیز چیز کو تصدق کرکے دعا مانگنا چاہئے۔ بابر نے کہا کہ بجز میرے کوئی شے ہمایون کو عزیز نہین ہے۔ اس لئے مین اپنے کو اوسپر فدا کرتا ہون۔ چنانچہ بابر نے ایسا ہی کیا۔ اور تین دفعہ ہمایون کے گرد پھرا۔ دعا قبول ہوئی۔ اور ہمایون روز بروز تندرست ہونے لگا۔ ادہر بابر کی حالت روز بروز خراب ہوتی چلی۔ آخر بابر نے ہمایون کو اپنا جانشین کیا۔ اور ۵ جمادی الاول ۹۳۷ھ م ۲۶ دسمبر ۱۵۳۰ء کو وفات پائی۔ حسب وصیت لاش کابل بھیجی گئی۔ بہشت روزی باد۔ ۹۳۷ تاریخ وفات ہے۔ بعد مرنیکے فردوس مکانی خطاب ہوا۔

انہین ایام مین خلیفہ نظام الدین نے بابر کے داماد مہدی خواجہ بادشاہ کو تخت نشین کرنا چاہا تھا۔ مگر محمد مقیم کی نصیحت پر یہہ خیال باطل دل سے دور کیا۔ بلکہ مہدی کو دربار مین آنیکی ممانعت کرادی۔ بابر عربی۔ ترکی۔ فارسی۔ ہندی زبانون سے ماہر تھا۔ شعر خوب کہتا تھا۔ اسکے تصنیفات سے دیوان بابری۔ واقعات بابری۔ کتاب مبین اسوقت بھی موجود ہین۔ بابر کی ایجادون مین سے ایک خط بابری تھا۔ چنانچہ قرآن مجید اوس خط مین لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجا تھا۔ بہرحال بابر من حیث المجموع

جمیع صفات حسنہ کا عطر مجموعہ تھا۔ جہانتک اوسکی تعریف کیجائے۔ وہ کم ہے۔ جملہ مدت سلطنت ۲۹ سال حسین ہندوستان کی حکومت صرف ۶ برس ہے۔ بابر کے چار بیٹے تھے۔ مرزا ہمایون مرزا کامران۔ مرزا ہندال۔ مرزا عسکری۔

سلطان نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ غازی

ہمایون ۲۴ برس کی عمر مین ۹ جمادی الاول ۹۳۷ھ م ۲۹ جنوری ۱۵۳۰ء کو تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا۔ تاریخ جلوس خیر الملوک ہے۔ تخت نشینی کے بعد باپ کی وصیت کے موافق کابل و قندہار مرزا جہانگیر مرزا کامران کو۔ اور سرکار سنبھل مرزا عسکری کو۔ اور سرکار اور مرزا ہندال کو عنایت کی اور مرزا سلیمان کو بدخشان مرحمت کیا۔ اسطرح سارا ملک تقسیم کرکے اپنے واسطے وہ تھوڑا سا ملک رہنے دیا۔ جو ابھی فتح ہوا تھا۔ ۹۳۸ھ مین قلعہ کالنجر کو فتح کیا۔ اس کے بعد سلطان محمود لپسر سلطان سکندر لودہی سے لڑکر جونپور پر قبضہ کیا۔ ۹۴۹ھ مین سلطان محمود بھی مرگیا۔ حسب سابق جنید برلاس کو جونپور سپرد ہوا۔ جب ان دونون سے فرصت ملی تو بادشاہ نے قلعہ چنارگڈھ پر شیر خان[1] کا مقابلہ کیا۔ مگر اس شرط پر صلح ہوگئی۔ کہ شیر خان کا بیٹا عبد الرشید عرف قطب خان بادشاہ کی ملازمت مین ہمیشہ رہے۔ اس اثنا مین مرزا کامران نے مرزا عسکری کو قندہار تفویض کرکے ہندوستان کا رخ کیا۔ اور میر یونس علی حاکم لاہور کو فریب دیکر لاہور پر قبضہ کیا۔ اور از راہ مکاری بھائی کو لکھا کہ "یہ ملک مجھے عنایت ہو" ہمایون کو تو اپنے باپ کی نصیحت پر عمل کرنا تھا۔ چنانچہ بطیب خاطر لاہور کی

[1] یہ وہی شیر خان ہے۔ جو خاندان سوری کا ہیرو ہے۔ جس نے ہمایون کو شکست دیکر ایک مدت تک دہلی کی سلطنت کی جسکا ذکر آیندہ تفصیلی طور پر لکھا جائے گا۔ ۱۲ مولف۔

حکومت مرزا کامران کو دیدی۔ مزید برآن حصار فیروزہ کی بھی حکومت عطا کی۔ اس عرصہ مین محمد زمان نے بغاوت کی۔ بادشاہ نے یادگار ناصر مرزا کو تنبیہ کے لئے بھیجا۔ جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو قلعۂ بیانہ مین قید کیا۔ مگر وہ بھاگ کر سلطان بہادر حاکم گجرات کے پاس پہونچا۔ اسوقت گجرات کی سلطنت ایک بڑی زبردست اور دہلی کے ہم پلہ ہوگئی تھی۔ کیونکہ خاندیس۔ احمد نگر۔ برار وغیرہ کے بادشاہ اوسکے مطیع تھے۔ علاوہ برین مالوہ کی سلطنت پر بھی اوس نے قبضہ کیا تھا۔ جب ہمایون نے سلطان بہادر کو لکھا کہ محمد زمان کو ہمارے پاس بھیجدو یا اپنی سلطنت سے نکال دو تو اوسکا جواب اوس نے خلاف مروت دیا۔ اور تاتار خان کو ۲۰۰ کروڑ روپیہ سپاہیون کی تنخواہ مین تقسیم کرنے کے لئے دیکر قلعۂ رنتھنبور کو بھیجا۔ اور سلطان علاءالدین[1] پدر تاتار خان کو ایک فوج عظیم کالنجر جانیکے لئے دی۔ اور برہان الملک ملتانی کو گجراتیون کی فوج کے ساتھہ پنجاب کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور خود سلطان بہادر نے چتور کا محاصرہ کیا۔ باقی امیرون کو فتنہ انگیزی کے لئے ادھر ادھر بھیجدیا۔ بادشاہ نے ان تمامون کے دفعیہ کے لئے مرزا عسکری۔ مرزا ہندال۔ یادگار ناصر مرزا۔ اور امرا کو اٹھارہ ہزار سپاہ دیکر بھیجا۔ جب یہ لشکر دشمن کے قریب پہونچا تو وہ بھاگنے لگے۔ مندرایل مین لڑائی ہوئی۔ اور مخالفین نے شکست پائی۔ جس سے بیانہ اور اوس کے مضافات پر ہمایون کا قبضہ ہوگیا۔ اب

---

[1] یہ وہی سلطان علاءالدین ہے۔ جس کا اصلی نام عالم خان تھا۔ جو سکندر سوری کا بھائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تھا۔ سکندر کے مرنے پر اس نے ابتداءً حدود سرہند مین سلطنت کا دعوے کیا۔ اور ابراہیم سے شکست پاکر بابر کا طرفدار ہوا۔ اور بابر کے ساتھہ ابراہیم سے لڑا۔ بابر نے اس کو بدخشان دیا تھا۔ مگر یہ وہان سے بھاگ کر گجرات مین سلطان بہادر کی پناہ مین تھا۔ اور اس کا بیٹا تاتار خان تو اول ہی بھاگ کر گجرات آگیا تھا۔ ۱۲ مولف۔

ہمایون بہادرشاہ کی سرکوبی کے ارادہ سے ۹۴۱ھ مین گجرات روانہ ہوا۔ ادہر سلطان بہادر نے چتور کا محاصرہ کرکے اوس کو فتح کیا۔ اتنے مین ہمایون پہونچا۔ اور طرفین سے مقابلہ ہوا۔ سلطان بہادر کو شکست ہوئی۔ اور وہ منڈو کیطرف بھاگا۔ ہمایون نے تعاقب کرکے منڈو کا محاصرہ کیا۔ جب منڈو کو فتح کیا تو سلطان بہادر وہان سے بھاگ کر چاپانیر پہنچا۔ جہان جداوندخان (جو سلطان مظفر کا وزیر اور اوستاد تھا) اور رومی خان (افسر توپخانۂ سلطان بہادر) ہمایون کے پاس حاضر ہوے۔ بادشاہ نے ان دونون پر بہت کچھہ نوازش وسرفرازی کی۔ پھر یہان سے بادشاہ گجرات کے جانب الیغار متوجہ ہوا۔ جب بادشاہ چاپانیر پہونچا تو سلطان بہادر وہان سے نکل کر کمبایت گیا۔ بادشاہ بھی اوس کے تعاقب مین کمبایت آیا۔ اور وہ یہان سے بھاگ کر دیپ چلا آیا۔ بادشاہ اوس کے تعاقب مین لشکر کو روانہ کرکے خود چاپانیر واپس آیا۔ اور قلعہ کو فتح کرکے بہت سی غنیمت حاصل کی۔ جب بادشاہ کو منڈو اور گجرات کی فتح نصیب ہوئی تو وہ ایسا عیش وعشرت مین غرق ہوا کہ سلطنت کے جانب مطلق توجہ نہ کی۔ اور تحصیل وخراج کے وصول کرنے مین بالکل غفلت کی۔ جس سے زمیندارون اور رعایا نے سلطان بہادر کو عرضی لکھی۔ کہ کسیکو یہان بھیجکر تحصیل وصول کیجئے۔ چنانچہ اس خدمت کے لئے عماد الملک نے بیڑا اوٹھایا۔ اور دو سو سوار کے ساتھہ احمدآباد روانہ ہوا۔ راستہ مین اکثر معزز ومعتمد اشخاص کو جاگیرین اور مواجب مقرر کیا۔ جس سے وہ لوگ اسکے ساتھہ ہوگئے۔ خصوصًا سورت اور کاٹھیاوار کے زمیندار اس قدر اوس کے ساتھہ ہوے کہ احمدآباد پہونچنے تک عماد الملک کے ساتھہ دس ہزار سوار کا لشکر ہوگیا۔ اس کے بعد مجاہد خان حاکم جوناگڈھ بھی دس ہزار سوار سے آملا۔ اور رفتہ رفتہ عماد الملک کی فوج تیس ہزار ہوگئی۔ جب ہمایون کو یہ خبر ہوئی تو وہ خواب غفلت سے چونکا۔ اور تردی بیگ کو چاپانیر تفویض کرکے خود احمدآباد آیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ اور عماد الملک شکست کہاکر بھاگا۔ بادشاہ نے

گجرات کا انتظام کرکے بندر دیپ کیطرف (جہان سلطان بہادر تھا) روانہ ہوا۔ اس اثنا مین دارالخلافہ سے متوحش خبرین آئین کہ محمد سلطان مرزا نے قنوج سے جونپور تک لے لیا ہے۔ اور آگرہ مین بھی سرکشی کے آثار نمودار ہین۔ مالوہ مین سکندر خان اور ملوخان نے سر اوٹھایا ہے۔ درویش علی کتاب دار حاکم اوجین کو باغیون نے گولی سے ہلاک کیا۔ بادشاہ یہ سنتے ہی مرزا عسکری کو گجرات بھیجا۔ اور خود بہروچ وسورت وآسیر ہوتا ہوا برہان پور آیا۔ پھر یہان سے منڈو پہونچا۔ جب باغیون نے بادشاہ کی معاودت کی خبر سنی تو فرار و پوشیدہ ہوگئے۔ مگر گجرات کی ہوا پھر بدلی اور بہادر شاہ نے پرتگیزون سے صلح کرکے پانچ چھ ہزار حبشیون کا لشکر جمع کیا۔ اور گجرات کے تمام شہرون پر قبضہ کرنے لگا۔ جب مرزا عسکری نے یہ حالت دیکھی تو یادگار ناصر مرزا کو پٹن سے احمد آباد بلالیا۔ ادھر وہ آیا۔ اور ادھر دریا خان وحافظ خان نے پٹن پر قبضہ کرلیا۔ ایک روز مرزا عسکری شراب کے نشہ مین کہنے لگا۔ کہ مین ظل اللہ ہون۔ غضنفر کو کانے چپکے سے کہا۔ کہ "ہستی اما خویش ہستی"۔ اسپر عسکری خفا ہوکر غضنفر کو قید کیا۔ لیکن وہ بھاگ کر بہادر شاہ کے پاس پہونچا۔ اور یہان کی تمام کیفیت بیان کردی۔ اور احمد آباد پر حملہ کرنے کی صلاح دی۔ چنانچہ بہادر شاہ نے مرزا عسکری پر یورش کی۔ اور عسکری بھاگ کر چانپانیر آیا۔ پھر وہان سے آگرہ روانہ ہوا۔ اور ادھر بہادر شاہ عسکری کا تعاقب کرتا ہوا چانپانیر آیا۔ تردی بیگ نے قلعہ حوالہ کیا۔ اور خود خزانہ لیکر بادشاہ کے پاس پہونچا۔ پھر بادشاہ کے ساتھ آگرہ روانہ ہوا۔ ادھر مرزا ہندال (جو بادشاہ کے طرف سے آگرہ کا حاکم تھا) قنوج فتح کرکے شاہ مرزا کو بہت بھاری شکست دی۔ اور شاہ مرزا کوچ بہار کو بھاگ گیا۔ اور ہندال نے اوس کا تعاقب جونپور تک کیا۔ جب ہمایون کے آگرہ آنے کی خبر سنی تو جونپور سے واپس ہوا۔ بادشاہ کے آگرہ جانے پر بھوپال رائے حاکم ہیاگڈہ نے قلعہ منڈو پر قبضہ کیا۔ اتنے مین ملوخان بھی منڈو آیا۔ اور

تخت پر بیٹھکر نادر شاہ اپنا لقب رکھا۔ اور میران محمد فاروقی بھی برہان پور سے یہاں آگیا۔ غرض بہادر شاہ کو ملک مالوہ اور گجرات پھر ہاتھ لگ گئے۔ ادھر ۹۴۳ھ م ۱۵۳۶ء مین امیر حمید برلاس حاکم جونپور کے انتقال پر شیر خان افغان نے بہار جونپور قلعہ چنار پر تصرف کیا۔ اور بہار کو تاخت و تاراج کرکے گورکھپور کا محاصرہ مدتون تک رکھا۔ اب ہمایون سخت پریشان ہوا۔ کیونکہ اگر وہ مالوہ اور گجرات کے لئے بہادر شاہ کی سرکوبی کو جائے تو جونپور و بہار وغیرہ کو خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ اور اگر جونپور و بہار کے لئے شیر خان کے سر پر پہونچتا ہے تو گجرات مالوہ سے ہاتھ دھونا ہوتا ہے۔ آخر ہمایون نے اولاً شیر خان کی سرکوبی مناسب سمجھی۔ اور دار الخلافہ آگرہ کی حکومت میر محمد بخشی کے تفویض کرکے چنار گڈھ پہونچا۔ اس اثنا مین مرزا محمد زمان گجرات سے آیا۔ اور عفو تقصیر چاہا۔ بادشاہ نے خلعت خاصہ کمر خنجر و شمشیر سے سرفرازی بخشی۔ اور چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد چنار گڈھ کو فتح کیا۔ ادھر شیر خان نے شہر گورکھپور لیکر اور ملک بنگال و بہار کے بڑے حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اب محمود شاہ بادشاہ بنگالہ شیر خان سے شکست کھاکر ہمایون کے پاس آیا۔ ہمایون نے جونپور وغیرہ کو بندوبست کے تفویض کرکے بنگال کا رخ کیا۔ جب شیر خان کو ہمایون کے اس طرف آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے بیٹے جلال خان اور خواص خان سپہ سالار کو گڑھی ترائی کے قریب مقرر کرکے بنگال کی غنیمت کو لیکر رہتاس چلا گیا۔ جب جلال خان کے لشکر سے شاہی لشکر کا مقابلہ ہوا تو شاہی لشکر نے شکست پائی۔ اور جلال خان فتح کے نقارے بجاتا ہوا باپ کے پاس روانہ ہوا۔ جب جلال خان چلا گیا تو بنگال کا راستہ صاف ہوگیا۔ اور بادشاہ بیخوف و خطر بنگال مین داخل ہوا۔ چند روز عیش و عشرت مین ایسا مشغول ہوا۔ کہ اوسکے امرا و دولت نے مرزا ہندال کو اُبھار کر اوس کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا۔ اور اوس کو لیکر آگرہ

روانہ ہوے۔ یادگار ناصر مرزا اور فقیر علی نے جب یہ حالت دیکھی تو مرزا کامران کو اطلاع کی اور وہ فوراً چل نکلا۔ جب ہندال نے کامران کی آمد سنی تو الور کا رخ کیا۔ مگر کامران نے اوسکی تسلی و تشفی کرکے بلوالیا۔ اب فتنہ پرداز امرا نے ان دونون بھائیون کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ ہمایون کے آگے آپ کا چراغ جل نہین سکتا۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ اس وقت ہمایون کی کمک نہ کیجئے۔ اور ہمایون شیر خان سے شکست اوٹھاکر خود بخود تباہ ہوجاتا ہے۔ پھر مزے سے آپ دونون بادشاہت کیجئے۔ جب اس مفسدہ کی خبر ہمایون کو بنگال پہونچی تو وہ وہان سے روانہ ہوا۔ اور خانخانان لودی کو آگے ہی منگیر بھیجا۔ اتنے مین شیر خان کا سپہ سالار خواص خان منگیر آیا۔ اور خانخانان کو قید کرکے شیر خان کے پاس بھیجدیا۔ بادشاہ اس خبر کے سننے سے نہایت متردد ہوا۔ اور مرزا عسکری کو نشیب و فراز سمجھا کر آگرہ کیجانب کوچ کیا۔ چونسہ کے مقام پر شیر خان نے راستہ روکا۔ جس سے بادشاہ کو دو تین مہینے یہان ٹھہرنا پڑا۔ امداد کے لئے بھائیون کو بہت کچھ لکھا۔ پند و نصایح کئے۔ مگر ان معزو سرکش بھائیون نے ایک نہ سنی۔ ادہر شیر خان سے دو چار چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی ہوئین۔ لیکن کچھ کام نہ نکلا۔ آخر بادشاہ نے ملا محمد برغیز کو شیر خان کے پاس مصالحت کے لئے بھیجا۔ اور یہ طے پایا۔ کہ کل ملک بنگال اور بہار معہ قلعہ چنار کے شیر خان کے قبضہ مین رہے۔ لیکن شیر خان ہمایون کو اپنا بادشاہ جانے۔ اور اپنے ملک مین اوسکا خطبہ پڑہاے۔ گو اس صلح سے شیر خان نے بادشاہ کے سمجھانے کے لئے اتفاق کرلیا۔ اور عہد و پیمان کیا۔ مگر باطن مین وہ بدعہد کچھ اور ہی خیال مین لگا ہوا تھا۔ جب یہ صلح ہوگئی تو لشکر شاہی بیفکری کے ساتھ سفر کرنا شروع کیا۔ شیر خان تو ایسے موقع کا طالب تھا۔ چنانچہ ۹ صفر ۹۴۶ھ ۲۷ جون ۱۵۳۹ء کو شبخون حملہ کیا۔ جس سے لشکر شاہی کے بہت سے افسر و سپاہی قتل ہوے۔ اور بادشاہ کے محل حاجی بیگم کو لشکر مخالف نے اسیر کرلیا۔ الغرض ہمایون

اس بسیر وسامانی مین یکہ وتنہا دریا کے جانب چلا جب پل پر آیا تو اوسے شکستہ پایا۔ توقف مین جان کا اندیشہ تہا۔ اس لئے گہوڑے کو دریا مین ڈالدیا۔ مگر گہوڑا ران کے تلے سے نکل گیا۔ اور پادشاہ غوطے کہانے لگا۔ اتفاقاً شاہی بہشتی نظام نام مشک کے اندر ہوا بہر کر تیرتا جاتا تہا۔ وہ پادشاہ کا خضر راہ بنا۔ اور مشک پر بٹھاکر دریا پار اوتار دیا۔ پادشاہ نے اس اہم خدمت کے صلہ مین اوس سے دوپہر کی پادشاہی دینے کا وعدہ کیا۔ ادہر لشکر شاہی کے آٹھہ ہزار سپاہی اور بڑے بڑے افسر بحر فنا مین غرق ہوے۔ تمام خیمے اسباب۔ توپخانہ۔ غلہ۔ خزانہ۔ سب کچہہ شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ اور ہمایون دریا پار اتر کر گنگا کے بائین کنارہ پر کچہہ دنون توقف کیا۔ یہانپر مرزا عسکری معہ دیگر امرا کے تھوڑی سی جمعیت کے ساتہہ پادشاہ سے ملا۔ اور یہ سب ایک ساتہہ ہوکر آگرہ کے جانب روانہ ہوے۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ میر فرید غور اور شاہ محمد افغان یہ دونو آگے پیچہے قابو طلب آرہے ہین۔ اس خبر نے سب کے ہاتہہ پاؤن سرد کردئے۔ لیکن اس مشکل کے وقت راجہ پربہان کام آیا۔ اور عرض کیا کہ "مین میر فرید غور کو روکتا ہون۔ حضور شاہ محمد افغان پر حملہ کرکے نکل جائین"۔ چنانچہ اس ترکیب سے پادشاہ نے نجات پائی۔ اور کالپی کی راہ سے آگرہ آیا۔

ادہر شیر خان نے حاجی بیگم کو پادشاہ کے پاس آگرہ بھیجدیا۔ اور خود بنگال پہونچا۔ جہانگیر قلی کو شکست دیکر بنگال فتح کیا۔ اور جونپور معہ اوس کے مضافات کے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اپنا خطاب شیر شاہ رکہا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ سکہ جاری کیا۔ علاوہ اس کے لشکر کثیر کے ساتہہ اپنے بیٹے قطب خان کو کالپی اور اٹاوہ کی فتح کے لئے بہیجا۔ اب ہمایون کی وسیع سلطنت ایسی تنگ ہوگئی تہی۔ کہ آگرہ اور دہلی کی فصیلون کے اندر اوسکی حد رہگئی تہی بلکہ ان شہرون کی رعایا بہی محفوظ نہ تہی۔

جب ہمایون آگرہ مین آیا تو مرزا کامران نے استقبال کیا۔ اور مرزا ہندال کا قصور معاف ہوا اسنے مین نظام سقہ بھی پہونچا۔ بادشاہ نے اپنے وعدہ کو ایفا کیا۔ اور دوپہر کے لئے اوسکو تخت پر بٹھایا۔ البتہ بعض احکام وادامر بادشاہی کو (جسکی اوس کے ظرف مین گنجایش نتھی) مستثنےٰ کرکے حکمرانی کا اختیار دیا۔ مشہور ہے کہ اوسنے مشکین کترواکر چام کے دام چلائے۔ اون پر طمع کرایا۔ اور اپنا نام اور اپنی سلطنت کا سکہ اوس پر نقش کرایا جب یہ سب کچھ ہوچکا ہمایون نے بھائیون کو جمع کرکے مجلس شوریٰ مقرر کیا۔ اور شیرخان کی قوت توڑنیکے لئے تجویزین سوچی جانے لگین۔ مگر بھائیون کی نااتفاقی نے ہمایون کی ایک بھی چلنے نہ دی خصوصاً مرزا کامران نے اورون کو بھی اپنے ساتھہ بدراہ کیا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ قطب خان کالپی اوپر حملہ کیا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے ناصر مرزا و قاسم حسین خان و اسکندر سلطان کو حکم دیا کہ اوس کا مقابلہ کرین چنانچہ ان تینون نے مقابلہ کرکے اوس کو شکست دی۔ اور قطب خان اس لڑائی مین مارا گیا۔ اس کے بعد خود بادشاہ معہ لشکر شیرخان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ مرزا کامران علالت کا بہانہ کرکے معہ لشکر لاہور چلا گیا۔ اور ایسے نازک وقت مین بھائی کا کچھہ خیال نہ کیا۔ مرزا کامران کے جانے سے شیرخان کو اور تقویت ہوئی۔ آخر ہمایون نے گنگا کے کنارے مقام کیا۔ اور شیرخان بھی دوسرے کنارہ پر اترا۔ تقریباً ایک مہینے تک یہ دونون لشکر بیکار رہے۔ آخر محرم ۹۴۷ھ م ۷ مے ۱۵۴۰ء کو طرفین سے مقابلہ ہوا۔ لشکر شاہی نے ہزیمت اوٹھائی۔ بادشاہ (بقول تاریخ رشیدی مولفہ مرزا حیدر) ننگے سر ننگے پاؤن ایک گھوڑے پر سوار (جو تردی بیگ نے مستعار لادیا تھا) ساٹھہ آدمی کے ساتھہ دریا سے پار ہوا۔ ابوالفضل نے اکبرنامہ مین یہ لکھا ہے کہ جب شاہی لشکر نے شکست پائی تو خود بادشاہ نے دو دفعہ لشکر مخالف پر حملہ کیا۔ اور اوسکے دو تیر سے شکستہ ہوگئے۔ گو قانون نہین ہے۔ کہ پادشاہ خود مرتکب جنگ ہو۔ لیکن بھائیونکی

نا اتفاقی اور امرا کی بزدلی نے بادشاہ کو ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے بعد بعض دوست ہوا خواہوں نے بادشاہ کو اس جانبازی سے روکا۔ اب بادشاہ متردد ہوا کہ کیا کیا جائے۔ اتنے مین ایک ہاتھی پر نظر پڑی فیلبان کو اشارہ سے بلایا۔ جب وہ ہاتھی لایا تو سوار ہوگیا۔ اور کہا کہ ہاتھی کو دریا مین ڈال دے۔ اول ہی سے اوس ہاتھی پر ایک خواجہ سرا کافور نامی بیٹھا ہوا تھا۔ اوسنے آہستہ سے عرض کیا۔ کہ کہین یہ نمکحرام فوجدار حضور کو دشمنون مین نہ پھنسا دے۔ بہتر یہ ہے کہ اس موذی کا سر اوڑا دیجئے۔ فدوی خود مانگے گا۔" بادشاہ نے اوس کے کہنے پر عمل کیا۔ اور خواجہ سرا نے دریا کے کنارے بادشاہ کو اوتار دیا۔ یہان پر مقدم بیگ نے اپنا گھوڑا پیشکش کیا۔ بادشاہ سوار ہوکر آگرہ کے جانب چلا۔ اثنار راہ مین مرزا عسکری اور مرزا ہندال بھی مل گئے۔ کچھ بچی بچائی فوج بھی ساتھ ہوگئی۔ جب یہ سب آگرہ پہونچے تو بادشاہ نے مرزا ہندال کو کہا کہ قلعہ کے اندر سے اہل وعیال اور خزانہ وجواہر لے آئے۔ چنانچہ ہندال نے تعمیل کی۔ اس کے بعد بادشاہ ان سب کو لیکر دہلی آیا۔ پھر وہان سے نکل کر سرہند ہوتا ہوا ماچھی واڑہ گیا۔ اتنے مین شیر شاہ نفاق کرتا ہوا دہلی آگیا۔ اور بادشاہ ماچھی واڑہ سے کوچ کرکے لاہور پہونچا۔ اور کامران کی فہمایش کی۔ اتفاق کے لئے باپ کی نصیحت و وصیت یاد دلائی۔ مگر کامران کی مفسدہ پرداز طبیعت کے سدید و ہمایون کی ایک نہ چلی۔ بلکہ کامران نے اسی نا اتفاقی پر اکتفا نہ کی۔ اور قاضی عبداللہ صدر کو شیر شاہ کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا۔ کہ تم وہان دہلی مین کیا کر رہے ہو آگے بڑھو۔ اور لاہور آؤ حالانکہ شیر شاہ دہلی مین پس وپیش کرتا ٹھہرا ہوا تھا۔ اور لاہور پر حملہ کرنے کا بالکل ارادہ نہ تھا مگر جب اوس نے کامران کی طلبی اور بھائیون کے نا اتفاقی کی خبر پائی تو فوراً چل کھڑا ہوا۔ چنانچہ جب شیر شاہ لاہور آیا تو کامران نے بغیر کسی مزاحمت کے لاہور حوالہ کردیا۔ اب بادشاہ مجبوراً وہان سے بھی جان بچاکر چناب کے طرف کوچ کیا۔ اور کشمیر کی تسخیر کے ارادہ سے مرزا حیدر کو ۵۰۴ آدمیون کے

ہمراہ اول روانہ کرکے خود بھی اودھر کا رخ کیا۔ جب بادشاہ ہزارہ مین پہونچا تو کامران نے کابل جانیکی اجازت لی۔ اور چلتا بنا۔ بادشاہ کے کشمیر کے جانب توجہ کرنیکے وجوہات یہ تھے کہ چند امرا کشمیر نے (جو والی کشمیر کے مخالف تھے) مرزا حیدر سے یہ کہا تھا۔ کہ کسیطرح بادشاہ کو کشمیر لیجاکر والی کشمیر کو خارج کیا جائے۔ مگر جب لاہور کے تباہی کی خبر ان امرا کشمیر کو ہوئی تو انہون نے اپنے سابقہ ارادہ کو فسخ کیا۔ اور کسی نے بادشاہ کی ہمراہی نہ کی یہ تو تاریخ رشیدی کا قول تھا لیکن ابوالفضل نے یون لکھا ہے۔ کہ جب بادشاہ کشمیر کے ارادے سے روانہ ہوا تو مرزا ہندال و یادگار ناصر مرزا و قاسم حسین سلطان اصرار کرکے سندھ کے طرف لیگئے۔ اور خواجہ کلان بیگ (جو بادشاہ کے ہمراہ ہونے کا قصد کیا تھا) سیالکوٹ سے مرزا کامران کے ہمراہ ہوگیا۔ اور جواہر واقعات ہمایونی کا قول یہ ہے کہ خواجہ کلان بیگ حاکم بہرہ نے ہمایون اور کامران (دونون) کو بہرہ آنیکی التجا کی تھی۔ جب ہمایون بہرہ آیا تو معلوم ہوا۔ کہ کامران نے پیش قدمی کرکے خواجہ کلان کے گھر آیا اور اس کو اپنے ساتھہ لیگیا۔ آخر ہمایون وہان سے بے نیل و مرام حسین تمر سلطان حاکم خوشاب سے ملا۔ اور ان واقعات سے ایسا حیران ہوا۔ کہ کشمیر کا ارادہ ترک کرکے ہندال و یادگار کے ساتھہ بہکر کی مہم مین شریک ہونے کا ارادہ کرکے حاکم خوشاب کو بھی ساتھہ لیا۔ اور ادھر حیدر مرزا اپنی جوانمردانہ کوششون سے کشمیر کا فرمانروا ہوگیا۔ ادھر بادشاہ چناب و سندھ کے درمیانی جنگل کوٹ ملکر کرکے بلوچ پہونچا۔ پھر یہان سے نکل کر اوچہ ہوتا ہوا بہکر کے سامنے قصبۂ لہری مین خیمہ زن ہوا۔ اور مرزا شاہ حسین حاکم ٹھٹہ کو طلب کیا۔ لیکن وہ مدتون ٹالتا رہا۔ اب بادشاہ مجبوراً قلعہ بہکر کا محاصرہ کرکے لشکر کو وہان چھوڑا۔ اور خود دارہیلا گیا۔ اور ناصر مرزا سے ملکر ہندال کے پاس پاتر آیا۔ یہان ہندال کی ماں دلدار بیگم نے بادشاہ کی دعوت کی۔ اور سب بیگمات کو اس دعوت مین شریک کیا۔

ان مین ہندال کے اُستاد شیخ علی اکبر کی بیٹی حمیدہ بیگم[1] (۱۴ سالہ ناکتخدا) بہی مہمان تہی۔ پادشاہ اوسکو دیکہتے ہی فریفتہ ہوا۔ اور ۹۴۲ھ مین اوس سے نکاح کرکے بہکر کو ساتہہ لیتا آیا۔ اور ناصر مرزا کو بہکر کا محاصرہ تفویض کرکے خود سیہوان کا محاصرہ کیا۔ ایک مدت ان محاصرون پر گذر گئی۔ مگر کوئی قلعہ بہی فتح نہ ہوا۔ اس عرصہ مین شاہ حسین نے یہ روباہ بازی کی۔ کہ ناصر مرزا کو یہ پیام بہیجا کہ "مین تجہکو اپنی بیٹی دیتا ہون۔ اور اپنا جانشین بناتا ہون"۔ جس سے ناصر مرزا اوس کے دام مین آگیا۔ اور پادشاہ سے بگاڑ کرلی۔ جب پادشاہ نے دیکہا۔ کہ روزگار ناسازگار ہے تو قلعۂ سیہوان کا محاصرہ اوٹہالیا۔ اور وہان سے کوچ کرکے دریائے سندہ کو بڑی مشکل و محنت سے عبور کیا۔ مگر اس نازک موقع پر ایک مصیبت اور پیش آئی۔ کہ اکثر امرا و لشکری پادشاہ سے کنارہ کرکے ناصر مرزا سے جاملے۔ جس سے پادشاہ کو سخت مایوسی کا سامنا ہوا۔ آخر مالدیو حاکم جودہ پور کے پاس جانیکے ارادہ سے چلا۔ مگر جب جودہپور کی نواح مین پہونچا تو راجہ کی نیت ڈانوان ڈول پائی۔ اور یہ ارادہ پایا گیا۔ کہ اگر موقع ملے تو پادشاہ کو گرفتار کرکے شیر خان کے حوالہ کردے۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ راجہ کے چند جاسوسون نے لشکر شاہی مین آکر بہت سے آدمیون کو قتل کیا۔ اور پادشاہ کے خاصہ کا گہوڑا بہی مار ڈالا۔ چنانچہ اس واقعہ سے ایسا تفرقہ پڑا کہ لوگ بہاگنے لگے۔ دو چار امرا سے شاہی نے بہاگ کر مالدیو کے پاس پناہ لی۔ تردی بیگ بہی اس نازک وقت پر ایسا بیمروت ہوا۔ کہ پادشاہ کے طلب پر اپنا گہوڑا سواری کے لئے نہ دیا۔ ناچار پادشاہ اونٹ پر سوار ہوکر اپنے باقی ماندہ آدمیون کے ساتہہ امرکوٹ کے جانب روانہ ہوا۔ اس اثنا مین ایک مصیبت تازہ یہ پیش آئی۔ کہ فوج مخالف کے پندرہ سو سوارون نے تعاقب کرکے پادشاہ پر حملہ کیا۔ اور

[1] اسی حمیدہ بیگم کے بطن سے آیندہ اکبر تولد ہوا۔ ۱۲ مولف۔

ادہر سے صرف بائیس آدمیون نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر تقدیر کی یاوری سے شیخ علی بیگ نے جو پہلا تیر چلایا اوس سے مخالفون کا سردار ہلاک ہوا۔ سردار کا ہلاک ہونا تھا۔ کہ وہ تمام نامرد بھاگ گئے۔ بادشاہ نے دو گانۂ شکر ادا کیا۔ اور چلتا بنا۔ اور سیکڑون مصیبتین جھیلتا ہوا امرکوٹ پہونچا۔ وہان کا راجہ بادشاہ کے ساتھہ نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔ اور رسد وغیرہ کا بہی بندوبست کردیا۔ چنانچہ ہمایون سات ہفتے امرکوٹ مین مقیم رہا۔

اسکے بعد بادشاہ حمیدہ بیگم (جو اسوقت حاملہ تہین) اور اہل وعیال کو امرکوٹ مین چہوڑ کر بیگم کے بہائی خواجہ معظم کو گہر کا منتظم مقرر کیا۔ اور خود جون کے طرف روانہ ہوا۔ ۵ رجب ۹۴۵ھ ۱۵ اکتوبر ۱۵۳۸ء کو وضع حمل ہوا۔ بادشاہ امرکوٹ سے ۱۲ کوس ایک حوض پر مقیم تہا۔ کہ تردی بیگ نے یہ مژدہ سنایا۔ اوس وقت بادشاہ کے پاس بجز ایک نافۂ مشک کے کچہہ اور نہ تہا۔ اس لئے اوس کو توڑ کر ایک ایک چٹکی امیرون مین تقسیم کردی۔ اور لڑکے کا نام جلال الدین محمد اکبر رکہا۔

ادہر ناصر مرزا کے حالات ملاحظہ کیجئے۔ کہ وہ شاہ حسین مرزا کے وعدہ پر بہکر مین پڑا ہوا تہا۔ جب بادشاہ روانہ ہوا تو شاہ حسین اپنے وعدہ سے پلٹ گیا۔ اور ناصر مرزا کو بہت خرابی کے ساتہہ اپنے حدود سے باہر کیا۔ ناصر مرزا تباہی کے عالم مین وہان سے نکل کر قندہار آیا۔ اور مرزا کامران کے ساتہہ کابل گیا۔

جب ہمایون جون مین پہونچا تو جانی بیگ ترخان سے لڑائی ہوئی۔ لشکر شاہی کو فتح حاصل ہوئی۔ اس وقت بادشاہ کے پاس پندرہ سولہ ہزار سوار کی جمعیت ہوگئی تہی۔ چند روز بادشاہ نے جون مین قیام کیا۔ اور امرکوٹ سے مریم مکانی اور شاہزادہ اکبر کو بلایا۔ اور اپنے نورچشم سے آنکہون کو تازگی بخشی۔ پہر یہان سے نکل کر شاہ حسین کے سر پر پہونچا۔ لیکن یہان ایک تازہ گل یہ کہلا کہ خواجہ غازی نے امرکوٹ کے رانا سے ایسی نامناسب گفتگو کی

کہ وہ ناراض ہوکر سمہ لشکر بادشاہ کے پاس سے چلا گیا۔ اب بادشاہ کے پاس وہی اوس کے قدیمی خیرخواہ باقی رہ گئے۔ اس عرصہ مین ۷ محرم ۹۵۸ھ کو بیرام خان[1] حدود گجرات سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ کو بیرام خان کے آنے سے بہت خوشی و مسرت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد شاہ حسین سے دو چار مقابلے ہوے۔ آخر صلح پر تصفیہ ہوگیا۔ اور بادشاہ وہان سے کوچ کرکے ۷ ربیع الاول ۹۵۸ھ ۱۰ مرجولائی ۱۵۴۳ء کو دریا عبور کیا۔ اور ڈھائی برس تک ملک سندہ اور اوس کی نواح مین ٹھہرا رہا۔ جب بادشاہ کو بالکل مایوسی ہوئی۔ کہ وہ ملک سندہ سے لشکر جمع کرکے دوبارہ ہندوستان مین نہین جاسکتا تو وہان سے قندہار چلتا بنا۔

اب کامران کی سنیے کہ اوس نے پنجاب کو شیر شاہ کے حوالہ کرکے خوشاب گیا۔ پھر وہانسے کابل آیا۔

---

[1] بیرام خان ترک تہا۔ بدخشان مین پیدا ہوا۔ بلخ مین تعلیم پائی۔ سولہ برس کی عمر مین ہمایون کی سپاہ مین داخل ہوا۔ قنوج کی لڑائی مین شریک تہا۔ جب شکست ہوئی تو سنبہل کیطرف راجہ ترہین کے پاس چلا گیا۔ مدتون اوس کے پاس رہا۔ جب شیر شاہ کو خبر ہوئی تو راجہ سے طلب کیا۔ راجہ نے مجبور ہوکر بھیجدیا۔ چنانچہ مالوہ کی راہ مین شیر خان کی خدمت مین پیش ہوا۔ شیر شاہ نے کمال خاطرداری اور تعظیم کی۔ اور باتون باتون مین یہ بہی کہا کہ "ہر کہ اخلاص دارد خطا نمی کند"۔ بیرام خان نے اوسکی تصدیق کی اور کہا کہ "ہر کہ اخلاص دارد خطا نخواہد کرد"۔ اسکے بعد برہان پور کے پاس سے یا ابوالقاسم حاکم گوالیار شیر شاہ کے لشکر سے گجرات کیطرف فرار ہوے راہ مین شیر شاہ کی ایلچی سے دوچار ہوے۔ اوسنے ابوالقاسم کو جو جسم و صورت مین نمودار کہتا تہا۔ بیرام خان سمجھکر پکڑ لیا۔ ہر چند بیرام خان نے جوانمردی سے کہا کہ میں بیرام خان ہون۔ اور ہر ابوالقاسم کی بہادری دیکھکے کہتا تہا کہ میں بیرام خان ہون یہ میرا غلام ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ابوالقاسم کو ایلچی نے اپنے ساتہ لیگیا۔ اور بیرام خان کو چہوڑ دیا جب ابوالقاسم شیر شاہ کے پاس پہنچا تو اوسکو قتل کر ڈالا۔ اور بیرام خان گجرات گیا۔ اور سلطان محمود کے پاس چند روز رہا۔ پہر وہان سے سفر حجاز کیلئے رخصت لیکر بندر سورت آیا۔ یہان سے ماڑواڑ گیا۔ وہانسے اپنے بادشاہ کی خدمت مین جون آپہونچا۔ ۱۲ مولف۔

اور اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ مرزا عسکری (جو اوس کے ساتھہ تہا) کو غزنین اور اوس کی حدود کی حکمرانی حوالہ کی۔ جب بادشاہ قندہار کے متصل پہونچا تو یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ اسلئے قندہار مین داخل ہونا مناسب نہ سمجہا۔ اور مستنگ کے طرف باگ موڑی۔ ادہر کامران برادر نامہربان نے بادشاہ کی گرفتاری کے لئے عسکری کو تعاقب مین روانہ کیا۔ مگر بادشاہ کو اس کی خبر ہوگئی۔ اوس نے اکبر کو (جسکی عمر اوسوقت یکسالہ تہی) نوکرون کی حفاظت مین چہوڑا۔ اور حمیدہ بیگم کو گہوڑے پر بٹہاکر صرف چالیس آدمیون کے ساتھہ آگے چل نکلا۔ باقی سب کو معہ خیمون اور پرتل کے یہین چہوڑ دیا

جب عسکری وہان پہونچا تو معلوم ہوا کہ ہمایون تو آگے روانہ ہوگیا۔ البتہ اوسکا بیٹا اکبر معہ چند ملازمون کے یہان موجود ہے۔ عسکری نے تمام مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔ اور اکثر آدمیونکو شکنجہ مین کہینچا۔ پہر وہان سے نکل کر قندہار آیا۔ اور اکبر کو اپنی بیوی سلطانی بیگم کے حوالہ کیا۔

ادہر ہمایون گرم سیر (جسکا تعلق قندہار سے ہے) پہونچا۔ یہانسے سیستان (جو شاہ ایران کا علاقہ ہے) بہت قریب تہا۔ بادشاہ نے ایک محبت نامہ (جسمین بھائیونکی دشمنی اور امرا کی بیوفائی کے حالات درج تہے) شہنشاہ ایران کے پاس روانہ کیا۔ اور یہ شعر نامہ کے عنوان پر لکہا ؎ کہ گذشت برما انچہ گذشت ما چہ بدریا چہ بکہسار رچہ دشت۔ مگر آپ جواب آنے تک گرم سیر مین ٹہہر نہ سکا۔ ناچار سیستان مین داخل ہوگیا۔ کیونکہ عبدالحی کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ کامران نے بادشاہ کی گرفتاری کیلئے ایک لشکر قندہار سے روانہ کیا ہے۔ الغرض جب ہمایون شاہ ایران کی عملداری مین ایک جھیل کے کنارہ مقیم ہوا تو احمد سلطان حاکم سیستان نے لوازم مہمانداری اچھی طرح بجالایا۔

اب ہم ہمایون کے حال کو اسی مقام پر چہوڑتے ہین۔ اور ناظرینکو شیر شاہ کے واقعات سے معرفی کراتے ہین

پہر اوسکے بعد ہمایون کا ایران مین رہنا۔ ہندوستان کا دوبارہ فتح کرنا۔ تحریر کرینگے۔

گلِ ہشتم

خاندان حکمرانان افغانان

فریدخان شیرشاہ[1] سوری بن حسن خان

جب ہمایون لاہور سے چلتا ہوا تو شیر شاہ خوشاب آیا۔ اور خواص خان کو ہمایون کے

---

[1] افغان سوری کے خاندان کی وجہ تسمیہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ سلاطین غور کا ایک شہزادہ سور نامی ملک روہ مین چلا آیا تہا۔ گوپہانون کی عادت غیر کفو مین لڑکی دینے کی نہین ہے۔ مگر بلحاظ شہزادہ کی علوبنسی کے افغانون نے اوسے لڑکی دی جب اولاد ہوئی۔ وہ افغان سور کہلانے لگے۔

کہتے ہین کہ سلطان بہلول لودہی کے عہد مین شیر شاہ کا دادا ابراہیم خان سور قصبۂ شرغری۔ (جو کوہ سلیمان کا قطعہ ہے) سے دہلی آیا۔ اور مہابت خان سور داؤد شاہوخیل (جو ہریانہ اور بہکل کا جاگیردار تہا۔) کا نوکر ہوا پہر وہان سے نکل کر حصار فیروزہ مین سارنگ خان کا ملازم ہوا۔ اور ابراہیم کا بیٹا حسن خان (جو شیر شاہ کا باپ تہا۔) مسند عالی خان اعظم عمر خان سروانی کلپی کا نوکر تہا۔ جب تاتار خان کا انتقال ہوا تو سلطان بہلول نے لاہور کی حکومت عمر خان کو دی۔ اور عمر خان نے کئی گانون حسن خان کو جاگیر مین دئے۔

تعاقب مین روانہ کیا۔ اور آپ گہکرون کی سرکوبی کے لئے کابل و ہندوستان کی حد پر ایک قلعہ رہتاس نام مستحکم تعمیر کرایا۔ اور خضر خان حاکم بنگال کو سلطان محمود شاہ بنگال کی دختر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۷) ابوالفضل کا قول ہے کہ شیر شاہ کا دادا ابراہیم گھوڑون کی سوداگری کرتا تہا۔ اور اوسکا بیٹا حسن خان سپاہیون مین نوکر تھا۔ مدت تک دادا رے مل کی نوکری کی۔ اس کے بعد نصیر خان لوہانی کا ملازم ہوا۔ جب نصیر خان مرگیا تو اوس کے بہائی دولت خان کے پاس نوکر رہا۔ اور چند روز کے بعد اپنے بیٹے فرید خان (شیر شاہ) کو مسند عالی کے پاس لیجا کر ملازمت کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ فرید اوسوقت بہت خورد سال تہا۔ تاہم حسن کی سفارش پر مسند عالی نے ایک کانون ملہونامی اوس کو دیا۔ اس عرصہ مین ابراہیم کا انتقال ہوگیا۔ اور حسن خان کو مسند عالی کی سفارش پر جمال خان نے اوس کے باپ ابراہیم کی جاگیر عطا کی۔ اور اس کے علاوہ سہسرام۔ حاجی پور۔ خاص پور ٹانڈہ۔ حسن خان کو جاگیر مین دیکر پانچ سو سوارون کا جاگیر دار مقرر کیا۔ حسن کو آٹھ بیٹے تھے۔ فرید خان نظام خان۔ پٹھانی کے بطن سے تہے۔ علی خان۔ یوسف خان خرم خان۔ شادی خان۔ سلیمان خان۔ احمد خان۔ دوسرے منکوحہ اور حرم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ حسن نے تمام بیٹون کو اپنے جاگیرات کا انتظام تفویض کیا تہا۔ چنانچہ فرید کے ذمہ بہی گانون آئے۔ چونکہ فرید لایق اور ہوشیار تھا۔ اس لئے اپنے مفوضہ دیہات کا انتظام نہایت عمدگی سے رکھا۔ لیکن ایک مدت کے بعد علاقی مان کی نیش زنی سے حسن نے وہ پرگنات فرید سے لے لئے۔ اور فرید برداشتہ خاطر ہوکر آگرہ آیا۔ اس کے چند روز بعد حسن کا انتقال ہوا تو دولت خان کی سفارش پر ابراہیم شاہ لودہی نے وہ دونو پرگنے فرید کے نام کردئے۔

جب ۹۳۲ھ مین بابر نے ہندوستان پر چڑہائی کی۔ اور سلطان ابراہیم شہید ہوا۔ اور ہندوستان بابر کے ہاتھ آیا تو اکثر نواح مین طوائف الملوکی ہوگئی۔ چنانچہ بہار خان نے بہار مین اپنا سکہ اور خطبہ جلایا۔ اور سلطان محمد

سے نکاح کرنے کے جرم مین معزول کرکے قاضی فضیلت کو بنگال کی حکومت تفویض کی۔ پھر وہان سے آگرہ آیا۔ چند روز قیام کرکے امراء منڈو کی تنبیہ کے لئے کوچ کیا۔ جب گوالیار آیا تو ابو القاسم نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۸) لعب اختیار کیا۔ اس موقع پر فرید خان نے چالاکی کرکے بہار خان کے پاس حاضر ہوا۔ اور چند ہی روز مین اپنے حسن خدمات سے اوسکو نہایت خوش کیا۔ ایک روز بہار خان شکار کھیل رہا تہا۔ اور فرید بہی ساتھہ تہا۔ اتنے مین ایک شیر جنگل سے نکلا۔ جسکو فرید نے تلوار سے مار لیا۔ بہار خان نے اوس کی جرأت پر تحسین و آفرین کی۔ اور شیر خان کا خطاب دیا۔ اور اپنے بیٹے جلال خان کا نائب مقرر کیا۔ مگر چند روز کے بعد محمد خان حاکم چونڈہ کی (جو شیر خان کے بہائی سلیمان کا ہوا خواہ ہوگیا تہا) افترا پردازی اور لشکر کشی سے وہ دونون قصبات شیر خان کے قبضہ سے جاتے رہے۔ اور شیر خان مجبوری کی حالت مین اپنے بہائی نظام خان کو لیکر سلطان جنید برلاس کے پاس پٹنہ چلا گیا۔ جنید برلاس نے شیر خان کو لشکر سے کمک دی۔ اور وہ گئے ہوئے قصبات پھر شیر خان کے ہاتہہ آگئے۔ بلکہ اکثر خالصہ کے دیہات پر بہی اس نے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد شیر خان جنید برلاس کے ذریعہ بابر شاہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور ایک عرصہ تک بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ اور پہر وہان سے نکل کر اپنے جاگیرات مین آگیا۔ چند روز اپنے جاگیرات کا انتظام کرکے پہر سلطان محمد حاکم بہار کے پاس گیا۔ اور سلطان نے حسب سابق اپنے بیٹے جلال خان کی تربیت اوسکے سپرد کی۔ اس اثنار مین سلطان محمد کا انتقال ہوگیا۔ اور جلال خان کی ماں دودو نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی۔ اور شیر خان کو اوسی خدمت پر برقرار رکہا۔ جب اس دودو کا بہی انتقال ہوگیا تو جلال خان کی کمسنی سے تمام ملک بہار کا انتظام و اہتمام شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ اس کے بعد سلطان محمود حاکم گور و بنگالہ نے بہار پر حملہ کیا۔ اور شیر خان نے مقابلہ کرکے شکست دی اور بہت سا مال و خزانہ اس لڑائی مین شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ جس کے باعث وہ بہت دولت مند ہوگیا۔ اب شیر خان اور لوہانیون مین مخالفت بڑہنے لگی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جلال خان نے شیر خان کو رخصت

قلعہ گوالیار حوالہ کر دیا۔ راجہ پرتاب پسر بہوپت شاہ حاکم چندیری۔ ورائے سین۔ اور لوخان (جس نے اپنا خطاب قادر شاہ رکھا تھا) حاکم قلعہ منڈو۔ اجین۔ سارنگ پور۔ قلعہ رنتھبور وغیرہ نے بھی اطاعت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۹) کیا۔ اور آپ بہار کو چھوڑ کر سلطان محمود حاکم بنگال کے پاس چلا گیا۔ ادھر شیر خان اپنو جاگیر مین جاکر نئی سپاہ بھرتی کیا۔ اور وہان سے نکل کر بہار کو پس پشت رکھا۔ اور بنگال پر حملہ کیا۔ شاہ بنگال نے ابراہیم قطب شاہ کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ مگر شیر خان نے اوسکو شکست دی۔ اور خزانہ و ہاتھی و توپ خانہ یہ سب شیر خان کے ہاتھہ لگے۔ اور وہ تمام ملک بہار کا مالک ہوگیا۔ اس اثنار مین تاج خان سارنگ خانی حاکم چنار (جو اپنی چاچی بی بی لاڈ بیگم کے باعث اپنے بیٹون پر ظلم وستم کرتا تھا) کو اوس کے بیٹے نے مار ڈالا۔ اور اوس کی بیگم لاڈ ملکہ نے شیر خان سے نکاح کر کے قلعہ چنار اوس کے حوالہ کر دیا۔ اور نکاح کے روز بیگم نے ۵ اعدد جواہر بیش بہا اور سات من موتی اور ۵ من سونا اور بہت سے اشیا شیر خان کے نذر کی۔ اور تاج خان کی اولاد در بدر ہوگئی۔ اس کے بعد نصیر خان کی بیوی گہر کشائین کے مرنے سے ۶۰ من یا ۶۰۰ من سونا شیر خان کے ہاتھہ لگا۔ غرض شیر خان اب صاحب قلعہ وخزانہ ہوگیا۔

ادھر سلطان محمود پسر سلطان سکندر کو مسند عالی اعظم خان۔ ہمایون ثانی۔ مسند عالی عیسیٰ خان۔ میان بایزید فرملی وغیرہ امرائے پٹنہ مین بادشاہ بنایا۔ اور بہار آکر شیر خان کو بھی ہمراہ لیا۔ اور لکھنؤ کٹرہ مانک پور پر بھی قبضہ کر لیا۔ جب ہمایون کو یہ خبر لگی تو وہ بھی لڑائی کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ لکھنؤ کے قریب ان دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا۔ چونکہ شیر خان کو سلطان محمود کے ہمراہ ہوکر ہمایون سے لڑنا منظور نہ تھا۔ اسلئے وہ لڑائی چھڑتے ہی چلتا بنا جس سے سلطان محمود کے لشکر کی قوت ٹوٹ گئی۔ اور ہمایون کو فتح نصیب ہوئی۔ اکثر امرا اس جنگ مین مارے گئے اور سلطان محمود ملک پٹنہ مین ایسا گوشہ نشین ہوا۔ کہ پھر دوبارہ بادشاہی کا نام نہ لیا۔ چنانچہ ۹۴۹ھ مین انتقال کیا۔ جب سلطان محمود پر ہمایون غالب ہوا تو شیر خان سے قلعہ چنار لینا چاہا۔ اور شیر خان اپنے بیٹے جلال خان وغیرہ

قبول کی۔ مگر دو چار روز کے بعد ملوخان بھاگ گیا۔ اور شیر شاہ کے حکم سے ہیبت خان نے اوس کو گرفتار کرکے قتل کیا۔ اس کے بعد شیر شاہ نے دریا خان گجراتی کو قلعہ اعین اور عالم خان کو سارنگ پور

(بقیہ فوٹ صفحہ ۳۰۰) چنار مین جہوکر خود معہ اہل وعیال کوہستان بہار کنڈہ مین چلا گیا۔ ہمایون نے ہر چند چنار کے لینے مین کوشش کی۔ مگر کچھ بن نہ پڑی۔ اس اثنار مین معلوم ہوا کہ بہادر شاہ والی گجرات نے منڈو پر قبضہ کرکے دہلی کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس خبر سے بادشاہ متوحش ہوا۔ اور شیر خان اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور بادشاہ سے اس شرط پر صلح چاہی۔ کہ چنار مجھے عنایت ہو۔ اور میرا بیٹا قطب خان بادشاہ کی خدمت مین جانفشانی کے لئے حاضر رہے گا۔ چونکہ یہ موقع ہی ایسا تہا۔ کہ ہمایون نے اس شرط کو منظور کرلی۔ اور محاصرہ اوٹھا کر آگرہ روانہ ہوا اب شیر خان کو فرصت ملی۔ اور اکثر افغانون کو تلاش کرکے اس نے نوکر رکہنا شروع کیا۔ اور اپنا خطاب حضرت اعلی رکہا۔ انہین ایام مین بی بی فتح ملکہ (جو میان محمد کا لاپہاڑ خواہر زادہ سلطان بہلول کی بیٹی تہی) کا خزانہ بھی حکمت عملی سے شیر شاہ نے حاصل کیا۔ کہتے ہین کہ فتح ملکہ کے پاس ۶۰۰ من سونا اور بیش قیمت جواہر وغیرہ تہے یہ سب شیر خان کے ہاتہہ آئے۔ جس سے شیر خان نے اپنے لشکر کو خوب آراستہ کیا۔ اور سلطان محمود حاکم بنگال کی چڑہائی کرکے گرد ونواح کا سارا ملک لے لیا۔ اور ہمایون بہار و بنگال کے لینے کے لئے کوچ کیا۔ جب چنار آیا تو شیر خان نے اپنے اہل وعیال کو قلعہ ہرکنڈہ سے نکال کر قلعہ رہتاس لیگیا۔ اور راجہ کشن ماکہ رہتاس سے ایسا فریب چلا کہ وہ بیچارہ اپنے ہاتہون سے قلعہ حوالہ کرکے بہاگا۔ اور ہمایون چنار کو فتح کرکے بنارس آیا۔ اس اثنار مین شیر خان کے سپہ سالار خواص خان نے گور کو فتح کیا۔ اور وہان کے بیشمار خزانون پر قبضہ کرلیا۔ اب ہمایون نے ایک وکیل شیر خان کے پاس بہیجا کہ بہار حوالہ کردے۔ شیر خان نے جواب دیا کہ مین بہار اس صورت مین دونگا۔ کہ بنگال کی (جسکو شیر خان نے فتح کیا ہے) حکومت بادشاہ مجھے عطا کرے۔ بادشاہ اس بات پر راضی ہوگیا تہا۔ مگر سلطان محمود شاہ بنگالہ کے وکیل نے کہا۔ کہ شیر خان نے ہمکو بہت تنگ کیا ہے۔ اور تمام ملک کو لے لیا ہے۔

عطا کرکے خود رشبہور کے راستہ سے آگرہ آیا۔ اور ہیبت خان نیازی کو فتح خان قزاق کی سرکوبی اور ملتان کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ ہیبت خان نے فتح خان و ہند و بلوچ اور بختو لنگا۔ یہ تینوں کو مقید کیا اور ملتان پر قبضہ کرکے شیر شاہ کو اطلاع دی۔ شیر شاہ نے اس حسن خدمت کے صلہ میں ہیبت خان کو مسند عالی اور اعظم ہمایون کا خطاب عطا کیا۔ اور ملتان میں ایک شہر آباد کرکے شیر گڈھ نام رکھا۔ اسکے بعد شیر شاہ نے قلعہ رائے سین[1] کو فتح کرکے پورن مل کی جان بخشی کی۔ لیکن چندیری کے معزز خاندان کی عورتوں نے سر راہ شیر شاہ کو للکار کے کہا۔ کہ اس پورن مل کافر نے ہمارے خاوندوں کا گلا کاٹا۔ اور ہم کو لونڈی بنایا۔ ہماری کنواری لڑکیوں کو پاتر بنا کر نچوایا۔ تمام مال و اسباب چھین لیا۔ اور تو حاکم و دیندار ہوکر اوس کا عوض نہیں لیتا ہے۔ کل کے روز خدا کو کیا منہ دکھائے گا۔ قیامت کے دن تیرا دامن اور ہمارا ہاتھ ہوگا۔ اس واقعہ کے سننے سے شیر شاہ کو بیحد رقت ہوئی۔ اور قول شکنی سے متردد ہوا۔ مگر علمار اسلام کی اجازت سے پورن مل اور اوسکے عیال و اطفال وغیرہ کو اوسیوقت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰۱) لے لیا ہے۔ اگر بادشاہ امداد کرے تو ہم تابعداری کے لئے حاضر ہیں۔ بادشاہ نے پہلے ارادہ کو ملتوی کرکے حاکم بنگال کی مدد کے لئے کوچ کیا۔ اور خانخانان یوسف خیل کو شیر خان کی سرکوبی کے لئے بہار کنڈہ بھیجا۔ جب شیر خان کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ اور اپنے بیٹے جلال خان کو لشکر کثیر کیساتھ گور میں چھوڑکر خود تمام خزانوں کو رہتاس لے آیا جب ہمایون بنگال کے نواح میں پہونچا تو جلال خان سے مقابلہ ہوا۔ اور لشکر شاہی نے شکست پائی۔ باقی حالات اسکے قبل ہمایون کے تذکرہ میں بیان ہوئے ہیں۔ ناظرین متن ملاحظہ کریں۔ ۱۲ مولف۔

[1] قلعہ رائے سین کا راجہ پورن مل بڑا ظالم اور مسلمانوں سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ چنانچہ اس ظالم نے چندیری کے اکثر معزز مسلمانوں کے بیویوں اور لڑکیوں کو پاتر بنا کے گلی گلی نچواتا تھا۔ اور اون کے خاوندوں کو طرح طرح کے عذاب دیکر مارا تھا۔ ۱۲ مولف۔

فی النار والسقر کیا۔

سنہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء کو شیر شاہ نے مال دیو راجہ ماڑواڑ پر چڑھائی کی۔ اور اوس کو شکست دیکر کل ملک ناگور اجمیر۔ قلعہ جودھپور۔ اور ماڑواڑ کے اضلاع کو اپنے قبض و تصرف مین لایا۔ مگر راجہ بھاگ گیا۔ پہر پہان سے نکل کر چتوڑ کے راجہ کو مطیع کیا۔ اس کے بعد کالنجر کا محاصرہ کیا۔ لیکن تسخیر قلعہ مین بہ ضرورت تاخیر ہو رہی تھی۔ اس کا سبب مورخون نے یہ لکھا ہے۔ کہ کالنجر کے راجہ کے پاس ایک پاتر نہایت حسین و جمیل تھی۔ شیر شاہ کو اوس کے زندہ گرفتار کرنے کا بہت خیال تہا۔ اور حملہ کرنیمین اوس کو یہ شک ہوتا تہا۔ کہ کہین راجہ اوس کو جلا نہ دیوے۔ الغرض ۸ ربیع الاول سنہ ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء روز جمعہ کو گیارہ بجے دن کے شیر شاہ نے دریا خان کو حقہ ہائے آتشین کے لانیکے لئے حکم دیا۔ جب وہ آئے تو شیر شاہ مورچہ سے اُتر کر وہان آیا۔ اور قلعہ کی دیوار پر حقہ ہائے آتشین چلنے لگے۔ اتنے مین ایک حقہ قلعہ کی دیوار کو لگ کر الٹا آیا۔ اور جو حقے کہ دہرے ہوے تھے۔ اوس مین گرا جس سے یکایک تمام حقون مین آگ لگ گئی۔ بہت سے آدمی زخمی ہوے۔ اور شیر شاہ بہی نیم سوختہ نکلا۔ مگر اس مردہ حالت مین بہی اوس نے امرا کو تاکید کی کہ قلعہ فتح کرو۔ چنانچہ تمام فوج نے چارون طرف سے قلعہ پر حملہ کرکے مغرب تک فتح کرلیا۔ جب شیر شاہ کو خبر پہونچی تو اوس کے چہرہ پر بشاشت کے آثار نمودار ہوے۔ آخر ۱۲ ربیع الاول سنہ ۹۵۲ھ مے ۱۵۴۵ء کو شیر شاہ نے اس سرائے فانی سے کوچ کیا۔ اور پندرہ سال امارت اور پانچ سال سلطنت کی سہسرام مین مدفن بنا۔ گو شیر شاہ کی عمر کا بہت بڑا حصہ لڑائیون مین صرف ہوا۔ مگر اس حال مین بہی انتظام ملکی رفاہ عام کے کامون مین مصروف رہا۔ ابو الفضل کا یہ الزام۔ کہ اوس نے سلطان علاء الدین کے قوانین کو تاریخ فیروز شاہی سے اخذ کرکے خلق کو دکہلایا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ خود ابو الفضل نے اکثر قوانین شیر شاہی کو بدلکر آئین اکبری بنایا ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ شیر شاہ کو قوانین کی ایجاد کا خداداد استعداد تہا۔ چنانچہ بہت سے

قوانین کا وہ موجد ہوا۔ مسلمان بادشاہون مین کوئی انتظام ملکی کی لیاقت اوس کے برابر نہین رکھتا تہا۔

خاندان تیموریہ کے اکثر مورخ شیر شاہ کو غاصب بتلاتے ہین۔ مگر یہ اونکی غلطی ہے۔ کیونکہ شیر شاہ قوم کا افغان خاص ہندوستان مین پیدا ہوا تہا اور ہندوستان کی سلطنت افغانون مین چلی آتی تہی۔ اسلئے وہ ہر طرح سلطنت کا مستحق تہا۔

گھوڑون کے داغ کا قانون اسی بادشاہ کی ایجاد ہے۔ اور عدل و انصاف مین تو یکتائے روزگار تہا۔ ظلم و زیادتی کو ہرگز جایز نہ رکہا۔ ہمیشہ نماز وروزہ مین گذارا۔ فسق و فجور مین کبہی مبتلا نہوا۔

سلیم شاہ بن شیر شاہ سور

شیر خان کا بڑا بیٹا عادل خان ولیعہد اور عیش پرست و بدمزاج تہا۔ اور چہوٹا بیٹا جلال خان (جسکو بعض مورخ عبدالجلیل بہی لکہتے ہین) بڑا عاقل اور تجربہ کار تہا۔ لیکن شیر شاہ کے پاس اسوقت یہ دونون بہی موجود نہ تھے۔ چنانچہ عادل رنتہبور اور جلال الدین ریوان مین مقیم تہا۔ امرا نے اس خیال سے کہ عادل دور ہے۔ اور حاکم کا ہونا ضرور ہے۔ اس لئے جلال کو جو نزدیک تہا بلالیا۔ اور قلعۂ کالنجر کے نیچے ۱۵ ربیع الاول ۹۵۲ھ م ۲۵ مئی ۱۵۴۵ء کو تخت پر بٹہایا۔ اور سلیم شاہ خطاب رکہا۔ اور کالنجر کے راجہ کو معہ ستر آدمیون کے (جو قید تھا) قتل کیا۔ پہر دہان سے آگرہ آیا۔ اور تخت نشینی کا جشن بڑی دھوم دہام سے کیا گیا۔ اس کے بعد اپنے بہائی عادل خان کو (جو باپ کے زمانہ مین ولیعہد اور عمر مین بہی بڑا تہا) لکہا کہ "مین نے یہ تخت نشینی تمہارے آنے تک اختیار کی ہے۔ کیونکہ لشکر کی محافظت ضرور تہی۔ جب آپ ادہر آئین تو مجہے فرمانبردار و اطاعت گذار جانئے۔ اور جلد تشریف لاکر مجہے اس بار سے سبکدوش کیجئے"۔ مگر یہ سب باتین بناوٹ کی تھین۔ دل مین تو کچہہ اور ہی خیال

سمایا ہوا تھا۔ چنانچہ جب عادل خان آیا تو اوسکی گرفتاری کی فکر کرنے لگا۔ عادل خان کو بھی خبر ہوگئی آخر اوس نے اپنی خوشی سے سخت تفویض کرکے آپ اپنی جاگیر بیانہ کو چلا گیا۔ لیکن سلیم شاہ کو تو عادل کھٹک رہا تھا۔ چند روز کے بعد شاہ غازی محلی کو (جو اوسکا محرم راز تھا) سونپکی تجویز دیکر عادل خان کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ جب عادل کو یہ خبر لگی تو وہ خواص خان کے پاس میوات چلا گیا۔ خواص خان نے سلیم شاہ کی بدعہدی پر بہت افسوس کیا۔ اور غازی محلی کو طلب کرکے وہی بیڑیاں اوس کے پاؤں مین ڈالین۔ اور علم مخالفت بلند کرکے لشکر جرار کے ساتھ آگرہ روانہ ہوا۔ سلیم نقض عہد کی وجہ سے اکثر امرا سلیم شاہ سے ناراض ہوگئے تھے۔ وہ بھی اس موقع پر خواص خان کے طرفدار بنگئے۔ جب طرفین سے مقابلہ کی نوبت آئی تو سلیم شاہ کو فتح ہوئی۔ اور عادل خان پٹنہ کے پہاڑون مین بھاگ گیا۔ پھر اوسکا کچھہ پتا نہ لگا کہ زمین کھا گئی یا آسمان اوٹھا لیگیا۔ اب خواص خان اور عیسیٰ خان نیازی میوات کو بھاگے۔ مگر سلیم شاہ اونکا تعاقب کرکے تباہ کیا۔ اور جن جن امراؤن نے خواص خان کی طرفداری کی تھی۔ اونکو ٹھکانے لگایا۔ جب ان امور سے سلیم شاہ کو فرصت ملی تو زور دار اور طاقتور امرا کے توڑنیکی فکر مین لگا۔ چنانچہ شجاعت خان حاکم مالوہ اور اعظم ہمایون حاکم پنجاب (جو سب مین زیادہ صاحب قدرت و دولت و لشکر تھے) کو بلا بھیجا۔ شجاعت خان تو آگیا۔ مگر اعظم ہمایون نے عذر کرکے اپنے بھائی سعید خان کو بھیجا۔ پادشاہ کو تو ان دونون کا ایک ساتھہ گرفتار کرنا مقصود تھا۔ اس لئے شجاعت خان کو مالوہ واپس بھیجدیا۔ اور سعید خان ہی موقع پاکر بھاگ گیا۔ پادشاہ نے ہمایون اعظم کی سرکوبی کے لئے پنجاب کا رخ کیا۔ جب مقابلہ ہوا تو پادشاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ اور اعظم ہمایون بھاگ گیا۔ خواص خان جو کوہ سوالک مین مارا مارا پھرتا تھا۔ اوسکو تاج خان حاکم سنبھل نے فریب سے قتل کیا۔ اسکے بعد پادشاہ نے شجاعت خان حاکم مالوہ پر یورش کرکے مالوہ لے لیا۔ اور وہ

بانسواڑہ چلا گیا۔ مگر چند روز کے بعد دولت خان احیلا[1] (جو شجاعت خان کا متبنےٰ اور بادشاہ کا منظور نظر تھا) کی سفارش پر بادشاہ نے شجاعت خان کا قصور معاف کرکے سارنگ پور و رائے سین کی حکومت تفویض کی۔ اُدھر اعظم ہمایون نے پھر لشکر تازہ جمع کرکے سرکشی شروع کی۔ اور بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا۔ اس دفعہ بھی اعظم ہمایون کو شکست ہوئی۔ اور یہ سب بھاگ کر گھکروں کی پناہ مین کشمیر کے اطراف پہاڑون مین پھیلے۔ اب بادشاہ گھکروں کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا۔ چنانچہ گھکروں اور افغانون کے درمیان خوب لڑائیان ہوئین۔ سارنگ سلطان (جو گھکروں کا نامور سردار تھا) اور اوسکا بیٹا کمال خان گرفتار ہوے بادشاہ نے سارنگ کی تو کھال کھچوائی۔ اور کمال کو قید کرکے گوالیار بھیجدیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے یہان پانچ قلعے۔ شیرگڈہ۔ اسلام گڈہ۔ اسیرگڈہ۔ فیروزگڈہ۔ مانگڈہ تعمیر کرائے۔

اعظم ہمایون جو کشمیر کے نواح مین پناہ گزین تھا۔ اوس کو کشمیریون نے قتل کرڈالا۔ اور اوس کے بھائی سعید خان کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ اس اثنار مین مرزا کامران (جو ہمایون سے لڑکر کابل سے بھاگا تھا) سلیم شاہ کے پاس آیا۔ اور کابل کے لینے کے لئے امداد چاہی۔ سلیم شاہ نے ہیبو بقال کو اوس کے استقبال کے لئے بھیجا۔ جس سے کامران کو ملال ہوا۔ جب دربار مین آیا تو نقیب نے گردن پکڑکر پیش کیا۔ اور پکار کر کہا کہ "بادشاہ نظر۔ کامران مقدم زادہ کابل دعا میکند"۔ اور سلیم شاہ نے صرف تکبر سے خوش آمدی کہا۔ یہ سب کارروائی کامران کے لئے سخت بے عزتی کا باعث ہوئی۔ مگر کامران مجبور رہتا۔ کرتا تو کیا کرتا۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ جب وہ دربار مین آتا تو افغان اوسے مورد (مرغ) آیا کہتے تھے۔ آخر کامران ایک روز زنانی لباس پہنکر بھاگ گیا۔ چند روز کے بعد خبر آئی کہ

---

[1] احیلا کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رات کو بادشاہ اور اوس کے محلون کے درمیان ٹرک پر مشعلین جلتی رہتی تھین۔ ۱۲ مولف۔

ہمایون نے کابل کو فتح کرکے ہندوستان آگیا ہے۔ اوسدن سلیم شاہ گلے مین جوکین لگاکے بیٹھا تھا۔ جب یہ خبر سنی تو جوکون کو گلے سے پھینک کر لشکر جرار کے ساتھہ الور پر دھاوا کیا چونکہ ہمایون کسی ضرورت کے سبب سے آنک عبور کیا تہا۔ مگر جیسا آیا۔ ویسے ہی الٹا چلا گیا۔ جب سلیم نے ہمایون کو واپس جاتے دیکھا تو خود ہی واپس چلا آیا۔

اب ہم ناظرینون کی واقفیت کیلئے اون واقعات کو بیان کرتے ہین۔ جو ہمایون کو ایران مین پیش آئے۔ چنانچہ اس کے قبل ہم نے ہمایون کو سیستان مین چھوڑا تہا۔ اب یہان سے اوسکے حالات کو تحریر کرتے ہین۔

واقعات شہنشاہ ہمایون

جب ہمایون کا رقعہ شاہ طہماسپ[1] صفوی کو پہونچا تو نہایت مسرت ظاہر کی۔ نقارۂ شادیانہ بجوایا اور جواب مین تحف و ہدایا ارسال کیا۔ نامہ کے عنوان پر یہ شعر لکھا ؎

ہمے اوج سعادت بدام ما افتد۔ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد۔

چنانچہ شاہ ایران کا نامہ پہونچتے ہی ہمایون سیستان سے روانہ ہوا۔ راستہ مین شاہانہ خاطرداریان ہوتی رہین۔ اعزاز و اکرام مین بہت کچھہ اہتمام کیا گیا۔ پہلے ہمایون ہرات پہونچا وہان سے جام آیا۔ اور حضرت زندہ پیل احمد جام قدس سرہ العزیز کی مرقد پر فاتحہ پڑہ کے پیر مشہد مقدس کی زیارت سے فیضیاب ہوا۔ اور ایک بڑی کمان آستانہ کے دروازے پر بطور نذر کے چڑہائی۔ اور دامغان و بسطام ہوتا ہوا حوالی رے مین پہونچا۔ یہان شاہ ایران کا خط آیا کہ

[1] مورخ لکھتے ہین کہ اسوقت شاہ طہماسپ صفوی کی عمر ۲۰ سالہ تہی۔ مگر نہایت عقیل و شجاع تہا۔ ۱۲ مولف۔

مین قزوین آگیا ہون۔ اب ہمایون بہی آگے بڑہا۔ اتنے مین شاہ ایران قزوین سے نکل کر سلطانیہ اور ابہر کے درمیان ایک مقام پر فروکش ہوا۔ اور ہمایون بہی قزوین ہوتا ہوا یہان پہونچا۔ آخر جمادی الاول ۹۴۳ھ کو دونون بادشاہون کی ملاقات ہوئی۔ چند روز خوب مہمانداریان ہوئین اسکے بعد طہماسپ نے ہمایون کو شیعہ مذہب اختیار کرنیکے لئے مجبور کیا۔ اور بہت کچہہ زور ڈالا۔ چنانچہ قاضی القضاۃ ایران نے شاہ طہماسپ کے تین سوال ہمایون کے سامنے پیش کئے جسکا صحیح حال کسیکو معلوم نہین۔ مگر مورخ اپنے اپنے قیاس پر یہ لکہتے ہین کہ شاید ان سوالات کا مطلب یہہ ہوگا۔ کہ اول[1] وہ شیعہ مذہب اختیار کرے۔ دوسرا[2] ہندوستان مین بہی اشاعت کرے۔ تیسرا[3] قندہار حوالہ کرے۔ لیکن ہمایون نے صرف پہلی شرط کے پورا کرنے کا وعدہ کیا۔ باقی دو شرطون کا پورا کرنا اپنے حد اختیار سے باہر بتلایا۔

اب ہمایون نے ایک الماس گران بہا۔ (جو لاقیمت تہا) اور دو سو پچاس لعل بدخشانی شاہ طہماسپ کے پاس بیرام خان کے ہاتہہ روانہ کیا۔ شاہ طہماسپ نے بیرام خان کو خان کا خطاب اور علم و نقارہ عطا کیا۔ بہرحال اسی جد و جہد اور رد و قدح مین دو تین مہینے گذر گئے۔ اکثر مورخون کا قول ہے کہ آخر ہمایون نے مذہب تشیع اختیار کیا۔ چنانچہ عبدالقادر بدایونی لکہتا ہے کہ ہمایون شیعہ ہوگیا اور تبرا بہی کیا۔ بعض مورخ لکہتے ہین کہ وہ سنی گیا تہا سنی واپس آیا۔ لیکن ہماری رائے مین ہمایون کے مذہبی معاملہ کا فیصلہ کرنا دشوار ہے۔ الغرض شاہ طہماسپ نے ایک روز ہمایون کی دعوت کی۔ اور اپنے پہلو مین بٹہایا۔ تمام خیمے۔ گہوڑے۔ اونٹ۔ اور ہر ایک ضروری اشیاء دکہا کر کہا۔ کہ یہ سب آپکے نذر ہین۔ اور ان کے سوا میرا بیٹا مرزا مراد اور بارہ ہزار سوار آپ کے ساتہہ جائینگے کہ آپ کا ملک آپ کو دلادین۔ اس کے بعد دونون بادشاہ آپس مین خدا حافظ کہکر جدا ہوے۔ اور ہمایون اردبیل و تبریز کی راہ سے چلا۔ وہان سے جب سبزوار آیا تو مریم زنانی کو ایک لڑکی

پیدا ہوئی۔ یہان سے مشہد مقدس کی زیارت کی۔ اور وہان سے نکل کر سیستان پہونچا۔ پھر گرمسیر آیا۔ میر عبدالحی (جو مرزا کامران کے جانب سے گرمسیر کا حاکم تہا) نے اطاعت کی۔ وہان سے قلعۂ بست کو بادشاہ نے لڑکر فتح کیا۔ جب کامران کو ہمایون کے ان فتوح کی خبر معلوم ہوئی تو اوسنے پہلے مرزا عسکری کے پاس قندہار سے شاہ زادۂ اکبر کو کابل بلالیا۔ اور ہمایون قلعۂ بست کی فتح سے فارغ ہوکر قندہار کا محاصرہ کیا۔ چند روز تک تو مرزا عسکری نے مقابلہ کیا۔ مگر جب قوت نہ دیکھی تو تقصیرات کی معافی چاہی۔ ہمایون نے بہائی کے خطاؤن کو معاف کیا۔ مگر نظر بند رکہا۔ اور قندہار معہ وہان کے موجودہ خزانون کے شاہ طہماسپ صفوی کے علاقہ دار بداغ خان کے حوالہ کرکے اپنی شرط پوری کی۔ اس کے بعد کابل کی تیاریان شروع ہوگئین۔ جب یہ خبر کامران کو پہونچی تو اوسنے مرزا سلیمان کو بدخشان روانہ کیا۔ اور ناصر مرزا بہی کابل سے بہاگ کر بدخشان پہونچا۔ مرزا ابراہیم تو اول ہی مرزا سلیمان کے ساتہہ راہی ہوگیا تہا۔ اب صرف مرزا ہندال باقی رہ گیا۔ اوسکو بہی کامران نے ناصر مرزا کے تعاقب مین روانہ کیا۔ چونکہ مرزا ہندال کامران کی بدسلوکی سے تنگ آگیا تہا۔ اس لئے وہ ناصر مرزا کا تعاقب چہوڑکر ہمایون کے پاس قندہار آگیا۔ ان واقعات سے کامران کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ اتنے مین ہمایون کابل پہونچا تو مرزا کامران اپنے اہل و عیال کو لیکر غزنین کے طرف فرار ہوگیا۔ ۱۲ رمضان ۹۵۳ھ کو ہمایون کابل مین داخل ہوا۔ اور مرزا ہندال کو کامران کے تعاقب مین روانہ کیا۔ چونکہ اکبر یہین موجود تہا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کو دیکہکر بہت خوش ہوا اوسوقت اکبر کی عمر دو سال دو ماہ آٹہہ روز کی تہی۔

یہان مریم مکانی بیگم بہی قندہار سے آئین۔ اور بادشاہ نے شاہزادہ اکبر کا ختنہ نہایت تکلف سے کیا۔ ادہر مرزا کامران جب غزنین پہونچا تو کسی نے شہر مین آنے نہ دیا۔ آخر بیچارہ خضر خان ہزارہ کے پاس پہری گیا۔ پہر وہان سے نکل کر سندہ مین پناہ لی۔ اندنون ناصر مرزا کی شرارت [illegible]

تھی۔ اس لیئے پادشاہ نے اوس کو قید کیا۔ ملکہ چند روز کے بعد قتل کر ڈالا۔ اور خود مرزا سلیمان کی سرکوبی کیلیئے بدخشان روانہ ہوا۔ دو چار لڑائیون کے بعد مرزا سلیمان بھاگ گیا۔ اتنے مین خبر آئی کہ کامران نے غزنین اور کابل پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور شہر مین ایک فتنۂ آشوب مچا ہوا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ فوراً کابل روانہ ہوا۔ مگر مرزا کامران قلعہ بند ہوگیا۔ چند روز تک طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ مگر فتح کسی کو بھی نصیب نہ ہوئی۔ اور کامران محاصرہ سے ایسا گھبرایا۔ کہ پہلے تو امرا کے اون اہل وعیال کو جو کابل مین تھے قتل کر ڈالا۔

اسکے بعد شاہزادہ اکبر[1] کو توپون کی زد مین بٹھا دیا۔ اور بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر مجھے چلے جانے کا رستہ نہ دیا جائیگا تو مین شہزادہ اکبر کے ٹکڑے آپ ہی کے توپون سے اڑا دون گا۔ اب تو بادشاہ بھی سخت پریشان ہوا۔ اور توپین چلانے والون کو منع کر دیا۔ بعض مورخون نے لکھا ہے۔ کہ جب اکبر کو توپون کی زد مین کھڑا کیا تو ماہم آنکہ اکبر کو چھاتی سے لگا کر کھڑی ہوئی۔ ابوالفضل نے تو اکبر کی یہ کرامت بیان کی ہے۔ کہ جب یہ امر ناپسندیدہ کامران نے اختیار کیا تو قدر انداز ون کے ہاتھون لرزہ پڑگیا۔ تیر ٹیڑھے جانے لگے۔ تفنگ کے فتیلے سرد ہوگئے۔ سنبل خان میر آتش کی مزاج حرارت امتزاج مین برودت آگئی۔ وہ تیز نگاہ تھا۔ اکبر کو شناخت کیا۔ تو اوسکو معلوم ہوا۔ کہ آگ کے سرد ہونیکا یہ سبب تھا۔ اوس وقت اوس نے توپخانہ سے ہاتھ کھینچا۔ بہرحال ایک مدت کے بعد کامران جین قلی آقا کے مورچل سے نکل کر بدخشان بھاگا۔ بعض مورخ لکھتے ہین۔ کہ مرزا ہندال نے عمداً جانے دیا۔ خیر کچھ بھی ہو۔ ہمایون کو فتح ہوئی۔ اکبر کی جان بچی۔ کامران زندہ نکل گیا۔ اور کوہ اسنالف مین

[1] جب ہمایون کابل فتح کرکے بدخشان کی تسخیر کیلیئے گیا تھا۔ تو اپنے بیٹے اکبر اور باقی متعلقین کو کابل مین چھوڑا تھا۔ کیونکہ کامران تو بھاگ گیا تھا۔ اور ہمایون کو یہ خیال نہ تھا۔ کہ کامران اوسکے بعد آکر کابل پر قبضہ کرلیگا۔ اور یون ظلم ڈھائیگا۔ ۱۲ مولف۔

فرار شدہ جمعیت کو جمع کرکے شیر علی حاکم غوری کو جا دبوچا۔ اور قلعہ کو لے لیا۔ پھر وہان سے بدخشان آیا مگر مرزا سلیمان نے امداد سے انکار کیا۔ جب یہان سے مایوس ہوا تو اوزبکون کے پاس (جو بابر کے خاندان کے جانی دشمن تھے) بلخ گیا۔ پھر محمد خان والی توران نے خوب آؤبھگت کی۔ اور اس مخالفت برادری کو اپنے لئے شگون نیک سمجھا۔ اور اپنے چید دلشکر کے ساتھہ کامران کو بدخشان فتح کرنیکو روانہ کیا۔ چنانچہ مرزا سلیمان سے نواح بدخشان مین لڑائی ہوئی۔ میدان کامران کے ہاتھہ رہا۔ اور سلیمان کوہستان مین بھاگ گیا۔ جب بدخشان پر کامران کا قبضہ ہوگیا تو اور بھی قوت پیدا ہوگئی۔ ہمایون بھی لشکر کو جمع کرکے بدخشان روانہ ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی آخر ہمایون نے فتح پائی۔ اور کامران نے اپنی تقصیرات کی معافی چاہی۔ چونکہ بادشاہ رحمدل تھا قصور معاف کرکے بھائی کو اپنے گلے سے لگایا۔ مرزا عسکری جو قندہار کی فتح کے زمانہ سے نظربند تھا۔ وہ بھی آج کے روز رہا ہوا۔ چند روز تک فتح و نصرت کے شادیانے بجے۔ اسکے بعد بادشاہ نے کامران۔ ہندال۔ سلیمان وغیرہ کو اپنے اپنے جاگیرات پر روانہ کردیا۔ پھر جب بلخ کی تسخیر کے لئے نکلا تو ہر ایک کو سعہ سپاہ کے بلا بھیجا۔ ہندال۔ سلیمان۔ ابراہیم وغیرہ تو آگئے۔ مگر کامران نے دھوکا دیا۔ بادشاہ راستہ مین بہت کچھہ کامران کے آنیکا انتظار کیا۔ مگر وہ نہ آیا۔ آخر بادشاہ بلخ پہنچا پیر محمد خان والی توران سے ایک دو لڑائیان بھی ہوئین۔ جسمین بادشاہ کو کامیابی رہی۔ مگر کامران کے نہ آنے سے تمام امرا اور لشکر مین یہ خیالات ہونے لگے۔ کہ ادہر بادشاہ کو متوجہ دیکھکر کہین کامران کابل پر قبضہ نہ کرلے۔ چنانچہ اسیوجہ سے بلخ کی مہم ناتمام چھوڑنی پڑی۔ اور امرا کی بدلی نے بادشاہ کو کابل مراجعت کرنے پر مجبور کیا۔ جب بادشاہ کابل آیا تو معلوم ہوا۔ کہ واقعی کامران نے پھر بغاوت اختیار کی ہے۔ اور اکثر قلعون پر تصرف کیا ہے۔ مگر کابل پر قبضہ نہین ہوا۔ اب اس موقع پر اکثر ہوا خواہون نے عرض کیا۔ کہ کامران کی بغاوت کی کوئی انتہا نہین رہی۔ اب

کسی صورت اوس کو ہٹکانے لگانا چاہیئے۔ ورنہ کامران کی زندگی مین بادشاہ کو آرام ہرگز نصیب نہ ہوگا۔ آخر بادشاہ بہی راضی ہوگیا۔ اور کامران کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ ادہر کامران نے بہی لشکر کو تیار کرکے مقابلہ کیا۔ اس دفعہ بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ اور ہمایون زخمی ہوکر کوہستان مین روپوش ہوا۔ مخالفون نے ہمایون کے مرنے کی اُڑادی۔ جس سے ہواخواہون کو تردد و پریشانی نصیب ہوئی۔ اور کامران خوشی کے نقارے بجاتا ہوا کابل کی تسخیر کے لئے آدہمکا یہان کابل مین شاہزادۂ اکبر کی نیابت مین قاسم خان برلاس انتظام کرتا تہا۔ چند روز اوس نے کامران کو قلعہ مین داخل ہونے دیا۔ مگر محاصرہ مین سختی ہوئی تو مجبوراً قلعہ حوالہ کیا۔ چنانچہ اب اکبر تیسری دفعہ چچا کے قید مین آیا۔ جب ہمایون کو خبر پہونچی تو ادہر اودہر سے لشکر جمع کرکے کابل آیا۔ طرفین سے خوب نبرد آزمائی ہوئی۔ کامران شکست پاکر بہاگا۔ اور ہمایون کابل مین داخل ہوا۔ شاہزادۂ اکبر کو گلے لگایا۔ مرزا عسکری کو قید کیا۔ لیکن چند روز کے بعد عسکری کو حجاز روانہ کیا۔ جس نے ۹۵۲ھ مین مکہ وشام کے درمیان انتقال کیا۔ بادشاہ نے محبت کی ترقی کے لئے مرزا سلیمان کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اور سلیمان کو بدخشان کی حکومت ازسرنو مرحمت کی۔ اور اپنی بیٹی بخت بانو بیگم کی شادی سلیمان کے بیٹے ابراہیم سے کردی۔

ادہر کامران اس آوارگی وسرگردانی مین بہی بیٹھا نہ بیٹھا۔ بلکہ خلیل اور مہمند کے افغانون کی جماعت کو جمع کرکے ملک کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔ بادشاہ نے بہی تعاقب پر کمر باندہی۔ آخر ۲۱ ذی قعدہ ۹۵۳ھ روز دوشنبہ کو کامران اور ہمایون کے لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ کامران کو پہر شکست نصیب ہوئی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اس لڑائی مین افغانان مہمند کے ہاتہہ مرزا ہندال[1] مارا گیا۔

---

[1] مرزا ہندال ۹۲۴ھ مین پیدا ہوا تہا۔ کوکب برج شاہنشاہی بود۔ تاریخ ولادت ہے۔ ۳۲ برس کی عمر پائی۔ ۱۲ مولف۔
۹۲۴ھ

اس کے مرنے کی تاریخ منجون ہے۔ دوسرے روز ہمایون نے مرزا ہندال کی تمام جاگیر اور کل خدم و حشم شاہزادۂ اکبر کے تفویض کیا۔ اور اوس کی بیٹی کی نسبت بھی شاہزادے سے کردی۔ اسکے بعد بادشاہ نے افغانون سے ایک اور جنگ کی۔ اور اون کے گوسفند مویشی بہت ہاتھ لگے۔ اور اونکو ایسی ہزیمت ہوئی کہ پھر اونہون نے کامران کی حمایت کا ارادہ نکیا۔ جب کامران کو ان افغانون کی امداد سے مایوسی ہوئی۔ تو وہ ہندوستان روانہ ہوا۔ اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی سے استعانت لینے کے لئے بن (یہ وہ مقام ہے کہ جہان سلیم شاہ اون روز ون فروکش تھا) پہونچا۔ گو سلیم شاہ نے کامران سے امداد کا تو وعدہ کیا۔ مگر استقبال وغیرہ کا برتاؤ اچھا نہ کیا۔ بلکہ یہ فکر مین ہوگیا۔ کہ کامران کو قید کرلے۔ جب کامران نے سلیم شاہ کی نیت بدلی پائی۔ تو زنانہ بھیس[1] بناکر بھاگا۔ اور سلطان آدم گہکر کے پاس پناہ لینا چاہا۔ چونکہ سلطان آدم ہمایون کا طرفدار اور دوست تہا۔ اس لئے اوس نے بلطائف الحیل کامران کو نظر بند کرکے ہمایون کے پاس لے آیا۔ امرا نے تو قتل کی رائے دی۔ مگر بادشاہ نے رحم کیا۔ اور قتل کے عوض اوسکی آنکھون مین نشتر لگواکر نابینا کیا۔ اس واقعہ کی تاریخ لفظ نشتر سے نکلتی ہے۔

افسوس ہے۔ کہ کامران کی ہوا و ہوس سلطنت اور بلند نظری نے اوسکی آنکھون کو کور کیا۔ کسی ملکی کام کے لائق نہ رکہا۔ اس نے اپنے خاندان کو بہت نقصان پہونچایا۔ چنانچہ بھائی کو ہندوستان کی بادشاہی سے نکلوایا۔ اور ایران کے بادشاہ کا ممنون منت بنوایا۔ دشمنون کو یہ فائدہ پہونچایا۔ کہ ہندوستان مین افغانون کا بول بالا ہوا۔ اور سور خاندان بادشاہ ہوا۔ الغرض اس کے بعد کامران نے مکہ معظمہ جانے کی اجازت لیکر اولاً دریا سند کی راہ ٹہٹہ مین آیا۔ یہان اوسکے خسر شاہ حسین حاکم ٹہٹہ نے ایک محل سکونت کے لئے اور ایک جاگیر اوس کے گذارہ کیواسطے مقرر کردی۔ اور جم کے

[1] یہ تذکرہ ہم نے اسکے قبل سلیم شاہ کے حالات مین تحریر کیا ہے۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین۔ ۱۲ مولف۔

جانے سے منع کیا۔ مگر کامران نے نمانا۔ اور روانہ ہوا۔ اوس کی بیوی چوچک بیگم ارغون (جو شاہ حسین کی بیٹی تھی) نے بھی اپنے خاوند کا ساتھ دیا۔ گو باپ نے اپنی بیٹی کو روکا۔ لیکن وہ بھی ثابت قدم رہی۔ اور ایسے بُرے وقت مین اپنے خاوند کا ساتھ نہ چھوڑا۔ کہتے ہین کہ یہ بی بی کامران کی موت تک اوس کے ہمراہ رہی۔ چنانچہ کامران نے تین حج کئے۔ اور اوخر ۹۶۴ھ کو انتقال کیا۔ اب بادشاہ کو اپنے بھائیون سے نجات ملی تو کشمیر کی تسخیر کا ارادہ ہوا۔ اور اسی ارادہ سے بادشاہ نے اٹک[1] کو عبور کیا تھا۔ مگر امراء دولت اور لشکریون نے جنگو گھر چھوڑے ہوے مدت مدید گذری تھی۔ کشمیر چلنے پر راضی نہوے۔ اور صلاح دی۔ کہ اب یہان سے کابل چلنا چاہیئے۔ اور وہان چند روز قیام کرکے سامان جنگ اور لشکر کثیر کیساتھ پہلے پنجاب پر یورش کرکے ہندوستان کو فتح کیا جائے۔ پھر وہان سے کشمیر کا ارادہ ہو تو مناسب ہے۔ لیکن ایسی خراب حالت مین نہ تو ہندوستان مین افغانون کا مقابلہ ہوسکتا ہے۔ اور نہ کشمیر کی تسخیر ممکن ہے۔ آخر بادشاہ کو بھی مجبوراً امراء کی نااتفاقی سے کابل واپس ہونا پڑا۔ جب بادشاہ بکرام (جو اب پشاور کے نام سے مشہور ہے) آیا تو یہان کے قلعہ کو تباہ و برباد پایا۔ فوراً اوس کی درستی کا حکم دیا۔ جب وہ درست ہوگیا تو سکندر خان ازبک کو اوسکی حراست تفویض کرکے کابل روانہ ہوا۔ اور اوائل ۹۶۲ھ مین کابل پہونچا۔ اس زمانہ مین ہمایون کی حالت اوسکی ابتدائی سلطنت کی حالت سے بالکل مختلف تھی۔ اوس نے بہت کچھ کھوکر سیکھا تھا۔ اور تکلیفین اوٹھاکر تجربہ حاصل

[1] یہ وہی واقعہ ہے جسکو ہم نے اسکے قبل سلیم شاہ کے حالات مین بیان کیا ہے۔ کہ ہندوستان مین یہ خبر اڑی کہ ہمایون کابل فتح کرکے ہندوستان آگیا ہے جسکے سنے سے سلیم شاہ (جو اوسدن گلے مین جوکین لگائے بیٹھا تھا) فوراً مستعد ہوکر لشکر کثیر کیساتھ لاہور پہنچا تھا۔ مگر ہمایون پھر اٹک سے واپس چلے جانے پر سلیم شاہ بھی اُلٹا چلا آیا تھا۔ ۱۲ مولف۔

گیا تھا۔ اوس کے بھائی جو اوس کے سارے منصوبون اور تدبیرون کے سدراہ ہوتے تھے۔ سب دفع ہوگئے تھے۔ الغرض اسوقت ہمایون کو ہندوستان لینے کی فکر لگی ہوئی تھی۔

اب ہم ہمایون کو چند روز کے لئے کابل مین چھوڑتے ہین۔ اور سلیم شاہ بن شیر شاہ کے واقعات کو پھر دہانے شروع کرتے ہین کہ جہان ہم نے چھوڑ دیا تھا۔

بقیہ حالات سلیم شاہ بن شیر شاہ

جب سلیم شاہ کو معلوم ہوا کہ ہمایون کسی ضرورت سے اٹک عبور کیا تھا۔ مگر پھر الٹا چلا گیا تو یہ بھی لاہور سے واپس ہوکر گوالیار آیا۔ اور یہان چند روز شکار مین گذارا۔ اس بادشاہ کا یہ قاعدہ تہا۔ کہ جب کسی امیر سے بدگمان ہوتا یا اسکو قوت مین زیادہ پاتا تو کسی نہ کسی حیلہ سے اوس کو قتل یا قید کرتا۔ چنانچہ اپنے سالے مبارز خان سے بھی اوسکو کدورت تھی۔ ایک دن اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی یا بانو سے کہا۔ کہ "مین نے تیرے بیٹے کے لئے سلطنت کی راہ صاف کردی ہے۔ مگر تیرا بھائی مبارز خان خار راہ ہے۔ اگر تو اپنے بیٹے کو عزیز رکھتی ہے۔ تو مجھے اجازت دے۔ تاکہ مین اس کانٹے کو دور کردون۔ اور اگر بھائی کی محبت غالب ہے تو بیٹے سے ہاتھہ دھو رکھہ"۔ بائی نے یہہ جواب دیا۔ کہ "میرا بھائی عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتا ہے۔ اوس کو بادشاہی سے کوئی سروکار نہین ہے" ہرچند سلیم شاہ نے سب طرح سے سمجہایا۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئی۔ آخر سلیم شاہ کی پیشین گوئی بہت صحیح نکلی۔ جسکا ذکر آیندہ آئے گا۔

سلیم شاہ کے عہد مین فرقۂ مہدویہ کا بہی بہت زور ہوا تھا جنکے واقعات مورخون نے یہ لکھے ہین کہ ایک شخص حسن نامی ملک بنگالہ کے مشایخ کبار مین سے تھا۔ جب وہ بیانہ آیا تو شیخ سلیم چشتی کا خلیفہ اور سجادہ نشین ہوا۔ اور اوس کے انتقال پر اوس کا بیٹا شیخ علائی قایم مقام ہوا۔ اتفاقاً شیخ عبدالقدوس بہاری

(جو شیخ سلیم چشتی کا مرید کامل تھا) کنہ منظہ کالج کرکے بیانہ مین آیا۔ اور فرقہ مہدویہ[1] کی دعوت دینی شروع کی۔ شیخ علائی بہی اوس کا مقلد ہوگیا۔ چند روز مین ان دونون نے ایک جماعت کثیر کو اپنا معتقد بنالیا۔ اب تو نوبت فساد کی پہونچی جس سے شیخ عبداللہ نے شیخ علائی کو حج جانے کی صلاح دی۔ اور آپنے ۳۷۰ خانوادون کے ہمراہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب جودہ پور کے حدود مین خواص پورہ پہونچا تو خواص خان بھی اوس کا مقلد ہوگیا۔ مگر چند روز کے بعد وہ اس عقیدت سے پہر گیا۔ اور یہ حالت شیخ علائی کو معلوم ہونے پر وہان سے نکلا۔ اور حج کا ارادہ فسخ کرکے الٹا بیانہ چلا آیا۔ جب اس فرقہ کی کیفیت بادشاہ کو معلوم ہوئی تو علمائے وقت سے فتوٰی چاہا سب نے بالاتفاق شیخ علائی کے قتل کا فتوٰی دیا۔ مگر بادشاہ نے اوس پر عمل نہ کیا۔ بلکہ شیخ علائی کو قصبہ ہنڈیہ (جو سرحد دکن مین ہے) مین جلا وطن کیا۔ یہان بہی شیخ نے وہ کہیل کھیلا کہ سب اوس کے معتقد ہوگئے۔ پہر علمانے اوس کے قتل پر زور دیا۔ لیکن بادشاہ قتل سے درگذر کرکے علائی کو بہار مین شیخ بڑے (یہ شیخ بڑا دانشمند اور طبیب کامل تہا۔ شیر شاہ اس شیخ کا کمال درجہ معتقد تہا) کے پاس بھیجدیا۔ جب شیخ بڑے نے اوس کے حالات کو دیکہا تو اوس نے بہی علمائے وقت کے ساتہہ اتفاق کرکے قتل مناسب سمجہا۔ اب تو بادشاہ کو مجبوراً اوس پر عمل کرنا پڑا۔ اس اثنا مین علائی کے حلق مین ناسور ہوگیا تہا۔ مگر سلیم شاہ نے اوس کو طلب کرکے تازیانے لگوائے۔

---

[1] اس فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ سید محمد جونپوری مہدی موعود ہے۔ سید محمد کا باپ میر سید خان نوین صدی کی وسط مین بمقام جونپور پیدا ہوا تہا۔ اور لوگون کو کہتا تہا کہ آسمان سے آواز آئی ہے کہ مہدی موعود مین ہون۔ ہزارہا آدمی اوسکے مرید ہوے۔ مگر دشمن بھی بہت تھے جن سے تنگ ہوکر گجرات گیا۔ اور سلطان محمود والی گجرات کو معتقد بنایا۔ پہر وہان سے حج کو گیا۔ یہان سے بھی نکالا گیا۔ اسکے بعد ہندوستان کا ارادہ کرکے ذرہ اور بلوچستان کی راہ سے گجرات آتا تہا۔ کہ ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء مین انتقال کیا۔ اوسکی قبر باوجود شاہ ایران کی مزاحمت کے زیارتگاہ خلائق ہے۔ ۱۲ مولف۔

چونکہ وہ اول ہی سے بیمار رہتا۔ اس لئے تیسرے تازیانہ پر روح نے مفارقت کی یہ واقعہ ۹۵۵ھ کا ہے۔ ذاکراللہ اوسکی تاریخ ہوئی۔ علائی کے مرنے کے بعد اس فرقہ کا اجتماع متفرق ہوگیا۔ افسوس ہے کہ اس واقعہ کے پانچوین سال ۹۶۰ھ مین سلیم شاہ نے مرض سبل الہول سے وفات پائی۔ نہرس سلطنت کی اور اسی سال مین سلطان محمود بادشاہ گجرات اور نظام الملک بحری بادشاہ دکن نے بہی انتقال کیا۔ میر سید نعمت اللہ رشوتی تخلص نے ان تینون کے وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے۔ **قطعہ**

سہ خسرو از زوال آمد بہ یکبار — کہ ہند از عدل شان دارالامان بود
یکے محمود شاہنشاہ گجرات — کہ ہمچون دولتِ خود نوجوان بود
دوم اسلیم شاہ آن کان احسان — کہ فرزند عزیز شیر خان بود
سوم آمد نظام الملک بحری — کہ در ملک دکن خسرو نشان بود
زمن تاریخِ فوتِ این سہ خسرو — چہ می پرسی ز زوال خسروان بود
۹۶۰ھ

فیروز شاہ بن سلیم شاہ

جب سلیم شاہ کا انتقال ہوا تو اوسکا بیٹا فیروز خان (جسکی عمر دس سالہ تہی) تخت نشین ہوا۔ فیروز شاہ اپنا خطاب رکہا۔ اور اوس کے نام کا سکہ وخطبہ جاری ہوا۔ مگر افسوس ہے کہ مبارز خان (جو فیروز شاہ کا مامون اور سلیم شاہ کا چچازاد بھائی و سالہ تہا) بن نظام نے تخت نشینی کے تیسرے ہی روز اپنے معصوم و کمسن بھانجے کو خود اپنے ہاتہون سے اوسکی ماں یعنے اپنی بہن کے روبرو قتل کر ڈالا اس موقع پر بہن نے بھائی کے پاؤن پڑی۔ ہاتہ جوڑی۔ ناک رگڑی۔ گڑگڑائی۔ اور کہا کہ خدا کے واسطے قتل نہ کر۔ بلکہ قید کر یا مین خود اسے ایسے دور دراز مقام پر لیجاتی ہون۔ کہ کوئی اسکو جانے گا بہی نہین۔ بادشاہی تجھے مبارک ہو۔ یہ معصوم ناکردہ گناہ ہے۔ مگر اوس سنگدل نے بہن کی بات پر

بالکل توجہ نہ کی۔ اور اپنا کام پورا کیا۔ سلیم شاہ نے جو پیشین گوئی کی تھی۔ وہ من وعن صحیح ہوئی فیروز شاہ کی مدت سلطنت صرف ۳ یوم ہے۔

سلطان محمدؐ شاہ عادل مشہور بہ عدلی

مبارز خان جب بھانجے کا خاتمہ کرچکا تو دوسرے روز ۹۶۰ھ ۱۵۵۳ء مین تخت نشین ہوا۔ اور اپنا خطاب سلطان محمدؐ شاہ عادل رکھا۔ عوام الناس نے الف کو گرا کے تانیث لگا عدلی کہنے لگے۔ جب اوسکے ظالمانہ حرکات دیکھے تو اندلی (نابینا) مشہور کیا۔ یہ بادشاہ جاہل علم سے بیزار۔ نہایت نابکار۔ زناکار احمق۔ ستم شعار۔ ناحق پرست۔ اور پاجیون کا یار رہا۔ سوائے ان عیبون کے دل کا بھی کمزور اور بودا تھا۔ چونکہ اس نے محمد تغلق شاہ کا خطاب اختیار کیا تھا۔ اس لئے اب اوس کے ہم پلہ و اسم بامسمیٰ بننے کے خیال سے فیاضی پر کمر باندھی خزانون کے منہ کھولدیا۔ اور بہت بیدردی کے ساتھ روپیہ (جو شیر شاہ نے برسون کی محنت مین جمع کیا تھا) اوڑایا۔ جب شہر کے بازارون مین اوسکی سواری جاتی تو تیرون کے پیکان ایک تولہ سونکے بنے ہوے خانہ کمان مین رکھکر چارون طرف پھینکے جاتے جو کوئی لاتا۔ دس روپیہ پاتا۔

اس بادشاہ نے پاجیون اور کم ظرفون کو بڑے بڑے عہدون پر سرفراز کیا۔ چنانچہ وزارت و وکالت کے عہدے شمشیر خان (جو شیر شاہ کا غلام اور خواص خان کا چچیرا بھائی تھا) اور دولت خان لوہانی کو تفویض کیا۔ ہیمو[1] بقال کو مطلق العنان کرکے جمیع مہمات مالی و ملکی کا مالک بنایا۔ جس سے تمام

[1] اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ ہیمو ریواڑی (جو قصبات میوات سے ہے) کا رہنے والا ذلیل بقال تھا۔ اور اوسکی ذات ڈھوسر (جو بنیون مین سب ذاتون سے کم ہے) تھی۔ وہ سر پر ٹک کا ٹوکرا دھرے ہوے گلی گلی

امرا مین ناراضی پھیل گئی۔

ایک روز دیوانخانہ مین بادشاہ دربار عام کر رہا تہا۔ جاگیرات کے تغیر و تبدل پر محمد شاہ فرلی کے بیٹے سکندر خان نے سرمست خان کو خنجر سے مارا۔ اور بادشاہ کا پیچھا کیا۔ مگر بادشاہ کی زندگی باقی تہی۔ اندر بہاگ کر دروازہ بند کرلیا۔ اور سکندر تقریباً ۱۷ آدمیون کو مار کر خود بہی ابراہیم سور (جو عدلی کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۱۸) (تنک لونکلی) پہرتا تہا۔ اتفاقاً کار سلیم شاہ کے قانون مین (جنکو بازار مین کوتہ پولس کے اختیارات بہی ہوتے ہین) نوکر ہوگیا۔ رفتہ رفتہ اپنی کاردانی اور خدمتگذاری سے ایسا روشناس ہوا کہ اکثر مہمات ملکی و مالی مین دخل پیدا کیا۔ جب سلیم شاہ کا انتقال ہوا۔ اور عدلی کو ریاست ملی تو اوسکو دنیا سے بیخبر دیکھکر جمیع کارخانۂ حکومت کو اپنے ہاتہ لیا اور امارت عظمیٰ کو پہونچ گیا۔ بادشاہ برائے نام رہگیا تہا۔ ہیمو اپنے اختیار سے افسرون کا عزل و نصب کرتا۔ اور جاگیر و نکو لیتا دیتا۔ کل خزانون پر قبضہ کرلیا تہا۔ اول رائے کا خطاب پایا۔ پہر راجہ ہوا۔ اور راجہ بکرماجیت کی ہمنامی پر فخر کرتا تہا۔ اپنی جرأت و جسارت سے اکثر لڑائیونمین کامیاب رہا۔ جس سے خلقت مین مشہور ہوگیا۔ اسکے بعد جرأت و جلادت کی نوبت یہ پہونچی۔ کہ وہ شہنشاہ اکبر کا مقابلہ کیا۔ بہرحال اپنے کو ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچایا۔ وہ بڑا مدبر اور سپہ سالار تہا۔ عدلی کی سلطنت کو نہایت نازک وقتون پر بچایا۔ اور بہت دنون تک خاندان تیموریہ کے مقابل افغانون کی سلطنت کو سنبہالے رہا۔ صورت مین کریہہ۔ اور کوتاہ قد تہا۔ کبہی اوس نے تلوار ہاتہہ مین نہ لی۔ گہوڑا چڑہنا آتا نہ تہا۔ ہمیشہ چوڈول یا ہاتہی پر سوار ہوکر میدان جنگ مین جاتا۔ اور ایسا بہادر و باقبال تہا۔ کہ ۲۲ لڑائیون مین فتح پائی۔ ۱۲ مولف۔

بھنوئی تھا کے ہاتھہ مارا گیا۔ اور محمد شاہ فرلی کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ اس کے بعد اکثر امرا نے علانیہ بغاوت شروع کی۔ سب سے اول تاج خان نے لشکر شاہی سے مقابلہ کیا۔ اور ہیمو نے شکست دی۔ تاج خان بنگالہ کو بھاگ گیا۔ اگرچہ ہیمو کی شجاعت نے تاج خان کی سرکشی کو دبا دیا تھا۔ مگر بغاوت کا بازار چارون طرف گرم تھا اور عدلی سے سب امیر بیزار تھے۔

ادہر ابراہیم خان سور بھی بغاوت کے ارادہ سے اپنے باپ غازی خان کے پاس جو بیانہ اور ہنڈون کا حاکم تھا چلا گیا۔ بادشاہ نے عیسیٰ خان نیازی کو اوس سے لڑنیکے لئے روانہ کیا۔ کالپی مین لڑائی ہوئی۔ عیسیٰ خان نے شکست پائی۔ اور ابراہیم لشکر جمع کرکے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ اور تخت پر بیٹھکر سلطان ابراہیم اپنا خطاب رکھا۔ خطبہ اور سکہ بھی اپنے نام کا جاری کیا۔ اسکے بعد آگرہ اور اوسکے نواح پر بھی قبضہ کیا۔ اور بادشاہ کے اکثر امرا اوس سے جا ملے۔ آخر بادشاہ دہلی اور آگرہ سے ہاتھہ اوٹھایا۔ اور چنار کو اپنا دارالقرار ٹھہرایا۔

اسوقت تمام سلطنت پانچ افغان بادشاہون مین منقسم تھی۔ عدلی بہار۔ جونپور اور گنگا کے شرقی ملک کے بڑے حصہ مین بادشاہ تھا۔ سلطان ابراہیم دہلی۔ آگرہ۔ دوآبہ۔ اور جمنا کے مغربی اضلاع اور کالپی کے اضلاع زیرین مین فرمانروا تھا۔ احمد خان سور (جو عدلی کا بہنوئی اور شیر شاہ کا چچازاد بھائی تھا۔ سلطان سکندر کا خطاب اختیار کیا تھا۔) پنجاب مین حکمران تھا۔ شجاعت خان (جسکو

لہ شیر شاہ کا چھوٹا بھائی نظام خان تھا۔ اوسکو ایک بیٹا اور تین بیٹیان تھین۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ اوسکا بیٹا اور تینون داماد بادشاہ ہوے۔ چنانچہ بیٹا تو یہی مبارز خان۔ المخاطب بہ محمد شاہ عدلی تھا۔ اور ایک داماد سلیم شاہ بن شیر شاہ (جسکی سلطنت کا حال اسکے قبل تحریر ہوا) تھا۔ دوسرا ابراہیم سور (جس نے اپنے دہلی پر قبضہ کرکے سلطان ابراہیم خطاب رکھا اور سکہ وخطبہ جاری کیا) تھا تیسرا سکندر سور (جسکی بادشاہی کا ذکر آگے آئیگا) تھا۔ ۱۲ مولف۔

سجاول خان بھی کہتے تھے) مالوہ مین سلطنت کرتا تھا۔ سلطان محمد شاہ سور بنگال مین خود مختار شاہ تھا۔ لیکن احمد خان سور پنجاب پر ہی قانع نہین رہا۔ بلکہ دہلی کی سلطنت کی ہوس کی۔ اور ابراہیم سے لڑنے چلا۔ ابراہیم کے پاس ۷۰ یا ۸۰ ہزار سوار جمع تھے۔ مگر سکندر کی خوش اقبالی نے ۱۰ یا ۱۲ ہزار سوار سے اوسکو شکست دی۔ اور دہلی و آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ابراہیم بھاگ کر سنبھل گیا۔ کچھ روز دن کے بعد ۳ ہزار سوار جمع کرکے کالپی کے طرف روانہ ہوا۔ مگر ہیمو بقال نے اوسکو شکست دیکر نیمجان کردیا آخر ابراہیم بیانہ بھاگا۔ اور ہیمو بھی تعاقب کرتا ہوا بیانہ پہونچا۔ اور محاصرہ کیا۔ یہ زمانہ قحط سالی کا تھا۔ لاکھون جانین ضایع ہوئین۔ اور محاصرہ نے طول کھینچا۔ اس اثنا مین محمد خان سور حاکم بنگالہ نے اپنا خطاب سلطان جلال الدین رکھا۔ اور بنگالہ سے جونپور تک قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد آگرہ اور کالپی کے جانب بڑھا۔ جب ہیمو نے اس بلا کا نزول دیکھا تو بیانہ کا محاصرہ اوٹھا کر ادہر رجوع ہوا۔ اودہر ابراہیم بیانہ سے نکلکر ہیمو کے لشکر پر گرا۔ مگر شکست پاکر ملک بہٹہ کو گیا۔ جہان میانی افغانون کا طرفدار ہوکر باز بہادر پسر شجاعت خان حاکم مالوہ سے مقابلہ کیا۔ یہان بھی شکست نصیب ہوئی۔ اسکے چند روز بعد سلیمان کرانی نے ۹۷۵ھ مین ابراہیم کو اڑیسہ بلا کر دغا سے مار ڈالا۔ یہان ہیمو اور محمد خان سور کے مقابلہ کا چرچہ گھٹہ مین یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ہیمو کو فتح نصیب ہوئی۔ اور محمد خان کی اس لڑائی مین جان گئی۔

اب ہم یہان سے ناظرینون کو ہمایون کے حالات کے جانب متوجہ کرتے ہین۔ اور محمد شاہ عدلی کے بھی تذکرہ کو انہین حالات کے سلسلہ مین ختم کرینگے۔ کیونکہ عدلی کے انتقال پر خاندان سور کا خاتمہ ہوگیا۔ اور خاندان مغلیہ کو عروج و ترقی نصیب ہوئی۔ اور اسی خاندان کے ممبرون نے ہندوستان کی سلطنت ایک مدت تک قایم رہی۔ جب خاندان مغلیہ کا تنزل ہوا تو انگریزون کے اقبال کا ستارہ چمکا۔ جو اس وقت تک ہندوستان اونہین کے قبضہ مین معراج ترقی پر جلوہ افروز ہے

واقعات ہمایون

ہمایون چند روز کابل مین رہا۔ اور سمرقند و بخارا اور تمام اطراف کے شہرون سے سپاہ فراہم کیا۔ تمام بیگمات کو کابل مین چھوڑا۔ اور مرزا محمد حکیم کو کابل مین اپنا قایم مقام مقرر کیا۔ منعم خان کو صوبۂ کابل کے خدمات و مہمات تفویض کین۔ اور شاہزادۂ اکبر (جسکی عمر ۱۲ سال ۸ ماہ کی تھی) کو ساتھہ لیکر اوسط ذیحجہ ۹۶۱ھ مین ہندوستان کے طرف روانہ ہوا۔ سلخ محرم ۹۶۲ھ کو بکرام (پشاور) پہونچا۔ سکندر خان ازبک حاکم پشاور کو منصب و خطاب سے سرفرازی بخشی۔ ۵ صفر ۹۶۲ھ کو دریاے ہند (نیلاب) پر تین روز قیام کیا۔ اور اس مقام پر بیرام خان کابل سے سامان جنگ اور لشکر لیکر آملا۔ اس وقت ہمایون کو ہندوستان پر حملہ کرنیکے لئے بہت اچھا موقع حاصل تھا۔ کیونکہ سارے ملک مین فساد و بغاوت کا بازار گرم تھا۔ سلطنت کے چار دعویدار کھڑے تھے۔ دارالسلطنت کا یہ حال تھا۔ کہ کبھی اُس نے قبضہ کیا تو کبھی اس نے تسخیر کیا۔ لاہور کا حاکم سکندر شاہ سور پنجاب کی ساری فوج دہلی لیگیا تھا۔ اودہر پنجاب فوج سے بالکل خالی پڑا تھا۔ اس اثنا مین تاتار خان کاسی نے بھی قلعۂ رہتاس چھوڑکر چلتا بنا۔ چنانچہ بادشاہ نے سندھ کو عبور کرکے قلعہ رہتاس پر قبضہ کیا۔ پھر جہلم و چناب پار اُترا۔ اور تمام پنجاب کے شمالی حصہ کا مالک ہوگیا۔ ۲ ربیع الثانی ۹۶۲ھ کو لاہور مین داخل ہوا۔ جب سکندر شاہ کو ہمایون کے پنجاب پر قبضہ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس نے تاتار خان کو ۳ ہزار فوج دیکر ہمایون کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اور خود بہت بڑی سپاہ کے ساتھہ شاہ عدلی سے لڑائی جاری رکھی۔ ادھر ہمایون نے تاتار خان کے مقابلہ کے لئے بیرام خان۔ خضر خان۔ تردی بیگ خان۔ سکندر خان ازبک کو روانہ کیا۔ چنانچہ ان دونون لشکرون مین سرہند کے مقام پر ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔ تاتار خان شکست کھاکر بھاگا۔ بیرم خان نے فتح پاکر سرہند پر قبضہ کیا۔ غنیم کا بہت سا اسباب اور ہاتھی گھوڑے

لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ بادشاہ نے بیرام خان کو اس کارنمایان کے صلہ مین خانخانان دیار وفادار کا خطاب عطا کیا۔ جب اس شکست کی خبر سکندر شاہ کو ہوئی تو وہ شاہ عدلی کا مقابلہ چھوڑ کر ۱۰ ہزار سوار جنگی ہاتھی و توپخانہ کے ساتھ پنجاب کیطرف روانہ ہوا۔ ۲ شعبان ۹۶۲ھ کو سرہند کے میدان مین جنگ عظیم ہوئی۔ افغانون کو شکست نصیب ہوئی۔ اور سکندر شاہ بھاگ کر کوہ سوالک مین پوشیدہ ہوا۔ اس فتح عظیم کا فتحنامہ شاہزادہ اکبر کے نام لکھا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے صوبہ پنجاب کو سکندر خان ازبک کے تفویض کرکے خود ساماند آیا۔ اور چند روز قیام کرکے کوچ کیا۔ غرہ رمضان ۹۶۲ھ کو سلیم گڈھ (جو دہلی کے شمال مین واقع ہے) مین فروکش ہوا۔ اور اسی ماہ مبارک کی چوتھی تاریخ کو اورنگ سلطنت پر بیٹھا۔ یہ دن ہمایون کو ہی نصیب ہوا۔ کہ شکست کے بعد فر سلطنت پر پہونچا۔ اب بادشاہ نے اپنے ملازمون کو مناصب اعلیٰ اور جاگیرین لایق عطا کین۔ چنانچہ سرکار حصار اور اوسکی نواح شاہزادہ اکبر کی جاگیر مقرر ہوئی۔ (گو وہ ابھی فتح نہ ہوا تھا) سرہند اور پرگنات متعلقہ بیرام خان کو عنایت ہوے۔ اون کے سوائے قندھار ہی اوسکی جاگیر مین تھا۔ تردی بیگ خان کو میوات اور سکندر خان ازبک کو آگرہ۔ علی قلی خان کو سنبھل۔ حیدر محمد خان آختہ بیگی کو بیانہ روانہ کیا۔ اور مصطفےٰ آباد کو (جسکا محصول چالیس لاکھ ٹنکہ تھا)۔ آنحضرتؐ کی روح پرفتوح کے نذر کیا۔ خود بادشاہ دارالسلطنت دہلی کے قلعہ مین رہا۔ اس عرصہ مین اتکہ خان نے حصار فیروزہ کو رستم خان سے لے لیا۔ اور علی قلی شیبانی نے سنبھل پر قبضہ کیا۔ حیدر محمد خان آختہ بیگی نے غازی خان پدر سلطان ابراہیم سور کو قتل کرکے بیانہ پر عمل دخل کرلیا۔ ادہر تو ہندوستان مین ہمایون کو یہ فتوحات نصیب ہو رہے تھے۔ اور اُدہر کابل مین مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بدعہدی کرکے اندراب و اشکمش پر قبضہ کرلیا تہا۔

انہین ایام مین بادشاہ کو ابوالمعالی (جو ہمایون کا لاڈلا متبنیٰ تہا) کے بداعمالیونکی خبر پہونچنے پر

شاہزادہ اکبر کو اوس طرف روانہ کیا۔ اور بیرام خان شہزادہ کا اتالیق مقرر ہوا۔ ادہر شہزادہ ہریانہ پہونچا تہا کہ خبر آئی۔ کہ پادشاہ زینہ پر سے گر پڑے ہے۔ بیرام خان نے آگے جانے مین صلاح نہین دیکہی اور کلانور تک واپس آیا تہا۔ کہ ہمایون کے مرنے کی خبر پہونچی۔ بیرام خان نے شہزادہ اکبر کو ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ م ۱۵۵۶ء روز جمعہ کلانور کے باغ مین تخت خلافت پر بٹہایا۔

کہتے ہین کہ جب ۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ کو ہمایون نے وفات پائی تو امرا نے ۱۰ روز تک اس واقعہ کو عوام سے پوشیدہ رکہا۔ کیونکہ وارث تاج وتخت (شاہزادہ اکبر) فاصلہ پر تہا۔ امرائے عظام چارون طرف ممالک محروسہ مین گئے ہوے تھے۔ سپاہ دشمنون سے گہری ہوئی تہی۔ اور مرزا کامران کا بیٹا ابوالقاسم بغل مین موجود تہا۔ بہرحال یہ وقت بڑا ہی نازک تہا۔ مگر تردی بیگ نے بڑی وفاداری اور ہوشیاری کی۔ اول تو پادشاہ کے مرنے کو چہپایا۔ اور پوشیدہ طور سے تمام

۱؎ واقعات یہ ہین کہ بادشاہ دہلی کے انتظام سے فراغت پاکر تردی بیگ کو دہلی تفویض کیا۔ اور خود آگرہ جانا چاہتا تہا پیش خیمہ بہی جا چکا تہا چنانچہ ۲۳ ربیع الاول ۹۶۳ھ روز جمعہ کو سہ پہر مین کتاب خانہ کے چہت پر برآمد ہوکر شاہ دارالشاہ (جو سفر حجاز سے واپس آئے تہے) اور چغتائی خان (جو کابل سے منعم خان کو عرائض لایا تہا) کو اوسطرف کا حال دریافت کرنیکی غرض سے طلب کیا۔ جب ان سے فراغ ہوا تو شام اُترنیکا ارادہ کیا۔ زینہ پر قدم رکہا تہا کہ موذن نے مغرب کی اذان دی تعظیم اذان کیلئے بیٹہنا چاہا تو پاؤن پوستین کوٹ مین اُلجہا چونکہ زینہ شفاف اور چکنے تھے۔ عصا بغل سے کہسکر زمین پر گرا۔ دائین شقیقہ مین ضرب آئی۔ اور داہنے کان سے خون کا قطرے نکلے آدہی گہنٹہ مین لیکن اوسوقت ہوش تہا۔ خود حکیم کو بلاکر شیخ چولی کے ہاتہہ اکبر کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اسکے بعد بیہوش ہوگیا چار روز تک متواتر غشی رہی طبیبون نے بہت کچہہ علاج کیا۔ مگر صحت نہوئی۔ چوتھے روز ۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ م ۲۴ جنوری ۱۵۵۶ء کو وفات پائی۔ بعد مرنیکے جنت آشیانی خطاب ہوا۔ اسکے انتقال کی مشہور تاریخ "ہمایون بادشاہ ازبام اُفتاد" ہے۔ ہمایون کو دو بیٹے۔ محمد حکیم مرزا اور محمد اکبر مرزا تھے۔ ۱۲ مولف۔

۹۶۳ھ

امارات ولوازمات شاہی (جیسے تاج۔ جواہر وغیرہ) اکبر کے پاس بھجوادیا۔ ۱۴ ربیع الاول ۹۶۳ھ کو جب اور سب امرا جمع ہوگئے تو تردی بیگ نے شہنشاہ اکبر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جس سے خلق اللہ کو تسکین ہوئی۔ ہمایون ۹۱۳ھ مین پیدا ہوا تہا۔ ولادت کی تاریخین۔ سلطان ہمایون فال۔ شاہ فیروزقدر بادشاہ صف شکن ہین۔ اور ۹۱۳ھ مین تخت شاہی پر بیٹھا۔ خیر الملوک تاریخ ہے۔ اسوقت اوسکی عمر ۵۰ سال کی تہی۔ مدت سلطنت ۲۵ سال کچھ ماہ ہے۔ جس مین وہ ۱۶ سال بہی داخل ہین۔ کہ جو سرگردانی اور پریشانی مین گذرے تھے۔ کہوئی ہوئی سلطنت اوسکو ملی تہی۔ مگر موت نے فرصت نہ دی۔ اس بادشاہی پر ۶ ماہ گذرے تھے۔ سارے منصوبے دل کے دل مین رہے۔ ہمایون کی تعلیم اچہی ہوئی تہی۔ علوم عقلی ونقلی مین کافی مہارت تہی۔ خصوصاً علم ریاضی مین خوب استعداد تہا۔ کئی جگہ رصد بنانیکا ارادہ کیا تہا۔ بہت سے آلات رصد ترتیب دئے تھے۔ طبیعت نہایت موزون پائی تہی۔ صرف ایک رباعی نمونتاً ہدیۂ ناظرین ہے۔

اے دل مکن اضطراب درپیش رقیب — حال دل خود بگوے باہیچ طبیب
کار کہ ترا آن جفا کار افتاد — بس قصہ مشکل است و بس امر عجیب

اوس کی طبیعت مین قوت اختراع بہت تھی۔ اوامر ونواہی آلہی کا ایسا پابند تہا۔ کہ بے وضو خدائے عزوجل کا نام نہین لیتا تہا۔ صوم وصلوٰۃ وفرض وسنن وتلاوت قرآن کا بڑا مقید تہا۔ کبہی قسم نہ کہاتا۔ اور فحش لفظ زبان پر نہ لاتا۔ بہت غصہ ہوتا تو صرف لفظ سفیہ بولتا۔ یہ بادشاہ دل کا رحیم ہاتہ کا کریم تہا۔ مروت واخلاق کا تو اوسی پر خاتمہ تہا۔ اور خطا بخشنے مین فیاض تہا۔

شہنشاہ ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

اکبر کے وقت سے یہ کہنا درست ہے کہ مسلمانون کی سلطنت ہندوستان مین ہوئی۔ ورنہ پہلی

سلطنت کو دہلی کی سلطنت کہنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ صرف ممالک مفصلۂ ذیل داخل حکومت تھے۔ یعنے وہ ملک جسکو ۱۸۵۷ء مین ممالک مغربی و شمالی کہتے تھے۔ اور بنگال پریسیڈنسی کا وہ حصہ جسکو مغربی بہار اب کہتے ہین۔ اور ممالک متوسط۔ راجپوتانہ کے بعض اضلاع۔ اور پنجاب۔ البتہ سلاطین متعلق کچھ عرصہ تک یہ دعوے کر سکتے ہین۔ کہ وہ بنگال اور دکن پر بھی فرمانروا تھے۔ مگر شمال سے ہندوستان پر ایسے حملے ہوے کہ دکن کے ہندو راجاؤن نے اپنے کو آزاد کر لیا۔ اور دہلی کی سلطنت سے کچھ تعلق نہ رکھا۔ تلنگانہ کرناٹک کے راجہ خود مختار ہوگئے۔ بہرحال اکبر کے زمانہ مین مسلمانون نے ہندوستان کے تمام حصص پر قبضہ کیا۔ ورنہ اس کے پیشتر یہ صورت مفقود تھی

انتقال جب ہمایون کا انتقال ہوا تو بیرام خان نے شاہزادہ اکبر کو ۱۴ ربیع الثانی ۹۶۳ھ ۱۴ فروری ۱۵۵۶ء روز جمعہ کلانور کے باغ مین تخت نشین کیا۔ اسوقت بادشاہ کی عمر ۱۳ برس چار ماہ کی تھی۔ تمام ملکی و فوجی مہمات کا اختیار بیرام خان کے ہاتھ رہا۔ اکبر محبت سے اوسکو خان بابا کہتا تھا۔ بادشاہ نے ادلہ شاہ اور ادلی (ہمایون کا بھائی) اور اکبر سے ہمسری کا دعوے کرتا تھا) کو قید کر لیا مگر وہ ایسا چالاک تھا کہ قید ہی سے فرار ہو کر قلعہ لاہور سے باغی ہو گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے قصبہ دھمری مین سلطان سکندر کو شکست دی۔ اور کابل سے تمام بیگمات اور اہل حرم کے اہل و عیال کو طلب کیا۔ کیونکہ اکثر سپاہی اور امرا اپنے بال بچون کی یاد مین کابل جانا چاہتے تھے۔ اور کابل کی حالت یہ تھی۔ کہ ہمایون کے مرنے کی خبر پر مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بغاوت کر کے محاصرہ کیا تھا۔ مگر منعم خان حاکم کابل نے ازراہ ہوشیاری اور دور اندیشی ان شرایط پر صلح کر لی تھی۔ اول عزا سلیمان کا خطبہ کابل مین پڑھا جائے۔ اور دوم آب باران سے بدخشان تک مرزا کا قبضہ رہے۔ بہرحال ان دو شرائط پر کابل کا پیچھا چھٹا۔ اور تمام بیگمات اور سپاہیون کے اہل و عیال ہندوستان کو آئے۔ ادہر ہیمو نے پچاس ہزار سوار۔ ایک ہزار فیل۔ اکاون خان

پانسو توپوں کے ساتھہ دہلی پر حملہ کیا۔ تردی بیگ حاکم دہلی نے بہت کچھہ جانفشانی کی۔ مگر بے حاصل ہوئیں۔ اور دہلی پر ہیمو کا قبضہ ہوگیا۔ اب تو ہیمو نے اپنا لقب راجہ بکرماجیت رکھا۔ اور ہندوستان سے مغلوں کے استیصال کا عزم جزم کیا۔ جب جالندہر میں اکبر کو اس حادثہ کی خبر معلوم ہوئی تو کم عمری کے باعث بہت گھبرایا۔ اور سخت دلگیر ہوا۔ امراؤں نے بھی صلاح دی۔ کہ اب کابل واپس جاکر وہاں سے تمام سامان درست کرکے ہیمو کے مقابلہ کے لئے ہندوستان آنا چاہئے۔ امیروں کی اس کم ہمتی سے اکبر کو اور بھی مایوسی ہوئی۔ بیرام خان سے کہا کہ آپ اب ہمت و کوشش کیجئے ورنہ یہ تمام کاروبار بنا بنایا برباد ہوجاتا ہے۔ آخر بیرام خان نے کوشش کرکے تمام امیروں کو جنگ پر آمادہ کیا۔ بادشاہ جالندہر سے نکل کر سرہند آیا۔ اور ہیمو بھی اس خبر کے سنتے ہی دہلی سے نکلا۔ ۵ محرم ۹۶۴ھ کو موضع کہروندہ میں جنگ عظیم واقع ہوئی۔ بادشاہ نے باوجود قلت سپاہ کے ہراول اور ہیمو کو اس گیڑوار میں ایک تیر ایسا لگا۔ کہ آنکھہ کو پھوڑ کر سر سے پار نکل گیا۔ شاہ قلی خان نے ہیمو کے ہاتھی کو گرفتار کرکے لایا۔ اور بیرام خان نے ہیمو کے سر کو تن سے جدا کیا۔ بادشاہ نے اسکا سر کابل کے دروازہ پر اور دھڑ دہلی کے دروازہ پر لٹکانے کے لئے بھیجا۔ اس لڑائی میں پانچ ہزار آدمی ہیمو کے قتل ہوے۔ پندرہ سو ہاتھی بادشاہ کے ہاتھہ لگے۔ خزانہ اور جواہر کا بھی اس پر قیاس کرنا چاہئے۔ بگرفت ہیمورا۔ اس فتح کی تاریخ ہوئی۔ ۹۶۴ھ اور امرا و جان نثار کو بادشاہ نے طرح طرح کے نوازشات سے سرفراز کیا۔ علی قلی خان شیبانی کو خان زمان خان۔ اور سکندر خان کو عالم خان عبداللہ خان ازبک کو شجاعت خان۔ پیر محمد خان شروانی کو ناصر الملک کے خطابات عطا ہوے۔

اس اثنا میں خبر آئی کہ شیر شاہ کے غلام حاجی خان نے الور اور تمام میوات میں فساد مچا رکھا ہے۔ بادشاہ نے ناصر الملک کو اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ ناصر الملک کے پہونچتے ہی حاجی خان بھاگ گیا۔ اور سارے میوات پر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا۔ یہانکے حدود میں

ایک قصبہ دیوفی ماچاری تہا۔ جس مین ہیمو کا باپ معہ اہل وعیال اور اوس کا مال واسباب لاندختہ موجود تھا۔ مولانا پیر محمد نے اوس ۸۰ سالہ بوڑہے کو قتل کرکے تمام مال واسباب خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ اور ہاجی خان بھاگ کر اجمیر و ناگور پر (وہان کے راجہ کو شکست دیکر) قبضہ کرلیا۔ بادشاہ نے حسن خان میواتی کے چچازاد بھائی جمال خان کی ایک لڑکی سے خود شادی کی۔ اور دوسری لڑکی کا بیرام خان سے نکاح کیا۔ اس عرصہ مین سلطان سکندر نے پیر محمد خان پر حملہ کرکے لاہور کو تصرف مین لایا۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ بادشاہ کے آمد کی خبر سنکر سکندر کوہ سوالک مین جا چہپا۔ مگر بادشاہ بہی اوس کے تعاقب مین چلا۔ سکندر نے وہان بہی جب پناہ کی صورت نہ دیکہی تو بہاگ کر قلعہ مانکوٹ مین چلا گیا۔ لشکر شاہی نے مانکوٹ کا محاصرہ کیا لیکن قلعہ ایسا مستحکم واستوار تہا کہ ۸ ماہ محاصرہ پر گذر گئے۔ فتح کی صورت نہ نکلی۔ اس عرصہ مین خبر آئی۔ کہ محمد شاہ سور کا بیٹا (جو گور مین حکمران تہا) خضر خان (جس نے سلطان بہادر اپنا خطاب رکہا تہا) شاہ عدلی سے (جو ہیمو کے مرنیکے بعد چنار مین حکومت کرتا تہا) لڑا۔ اور ۹۶۵ھ مین شاہ عدلی[1] مارا گیا۔ اس خبر نے سکندر کو نا امید کیا۔ اور حالت یاس مین بادشاہ سے جان بخشی چاہی۔ اکبر نے اوسکے معروضہ کو قبول کیا۔ اور خرید و بہار جاگیر دیکر روانہ کردیا۔ قلعہ مانکوٹ پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ مگر اس کے دو سال بعد سکندر کا انتقال ہوگیا۔ جب ان امور سے بادشاہ کو فراغت

---

[1] شاہ عدلی کے انتقال پر اوسکا بیٹا شیر شاہ چنار مین تخت نشین ہوا۔ مگر اوسکی سلطنت اتنی مختصر اور کم عمر ہوی کہ اکثر مورخون نے اوسکا ذکر تک بہی نہین کیا ہے۔ اس بادشاہ کے بعد سور خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ ہندوستان مین افغانون کی سلطنت اکیسو جہہ برس تک رہی جسمین بابر و ہمایون کی سلطنت جملہ معترضہ کیطرح داخل ہے۔ افغانون کی سلطنت کا آغاز سلطان بہلول لودہی سے ہوا۔ ۱۲ مولف۔

حاصل ہوئی تو لاہور آیا۔ اور وہان سے دہلی پہونچا۔ ہمایون کی بہانجی سلیمہ سلطان بیگم (یہ بنسبت ہمایون کے اپنی زندگی مین تہرائی تہی) کی شادی بیرام خان سے کردی۔ انہین ایام مین سنبھل و سرہند کی فتوحات بادشاہ کو نصیب ہوئین۔

شہنشاہ اکبر کی کم سنی و ناتجربہ کاری کے باعث بیرام خان ایسا مطلق العنان ہوگیا تہا کہ تمام سیاہ و سپید کا مالک تہا۔ گہٹانا بڑہانا اوسکے یا مین ہاتہہ کا کہیل تہا جس امیر سے خوش ہوتا۔ اوس کو درجہ اعلیٰ پر پہنچاتا۔ اور جس کسی سے خفا ہوتا۔ اوس کو قعر ذلت مین ڈالتا۔ مگر اوس نے صرف اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ اکثر امرا پر ظلم و زیادتی ہی شروع کی۔ چنانچہ ابوالعالی اور امیر الملک پیر محمد خان اسی بیرام خان کی وجہ سے قید ہوے۔ اور مرزا تردی بیگ و معصاحب بیگ (پسر خواجہ کلان) اور خواجہ جلال الدین محمود بجوتی بہی اسی کے حکم پر قتل ہوے۔ جسمین بادشاہ کی مرضی کو بالکل دخل نہتا۔ آخر یہ ظلم و زیادتی رنگ لائی۔ اور تمام امرا بیرام خان سے بدظن ہوے۔ خود بادشاہ بہی اوسکی ظالمانہ کارروائی سے سخت متنفر ہوا۔ اور ماہم انگہ (جو اکبر کی لایق و ہوشیار اتا تہی) کو اکبر نے بیرام خان کی اس مخالفانہ کارروائی کے انسداد کے لئے اپنا رازدار بنایا۔ اور اوسکو اجازت دی کہ کسیطرح بیرام خان کو امور سلطنت سے علیحدہ کرنیکی کارروائی کرے۔ ماہم انگہ نے آدہم خان اور مرزا شرف الدین حسین وغیرہ کو اس امر سے مطلع کیا۔ وہ تو اول ہی سے بیرام خان پر دانت لگائے بیٹہے تہے۔ فوراً ۲ جمادی الثانی ۹۶۷ھ کو شکار کے بہانے اکبر کو دہلی لیگئے۔ اور مرزا ابوالقاسم پسر مرزا کامران کو بہی اپنے ساتہہ لے لئے۔ کیونکہ اونکو خوف تہا کہ کہین بیرام خان مرزا ابوالقاسم کو اپنا عصا بنا کر فتنہ و فساد برپا نہ کرے۔ جب بادشاہ دہلی پہونچا تو ایک فرمان بیرام خان کے نام بدین مضمون صادر کیا کہ "اب مابدولت کا ارادہ بلا کسی کے صلاح و مشورہ کے انتظام سلطنت انجام دینے کا ہے۔ اس لئے آیندہ تمہاری خدمات کی ضرورت نہین ہے"۔ بیرام خان کو

جب یہ فرمان پہونچا تو اوس کے آنکھون مین اندہیرا چھا گیا۔ اور نمکحرامی پر کمر باندہی۔ ابوالمعالی کو قید سے رہا کر دیا۔ تاکہ ملک مین شورش برپا کرے۔ اور خود بہی لڑائی پر آمادہ ہوا۔ مگر بادشاہ نے مقابلہ کر کے شکست دی۔ اور سخت نفرین وملامت کی۔ جس کے باعث اس فعل ناشایستہ سے محجوب ہو کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور حج کی اجازت لیکر روانہ ہو گیا۔ کہتے ہین کہ اس لڑائی مین خانخانان کا بہت سا مال واسباب لٹ گیا۔ منجملہ اون کے ایک علم مرصع تہا جسمین موتی اور جواہر جڑے ہوے تھے۔ اور ایک کروڑ کی لاگت مین خانخانان نے مشہد مقدس مین حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کے روضۂ منورہ پر بھیجنے کے لئے تیار کرایا تہا۔ قاسم ارسلان نے علم امام ہشتم۔ اسکی تاریخ نکالی تہی۔

اکبر نے خانخانان کو خلعت فاخرہ اور پچاس ہزار روپئے لوازم سفر کے لئے عطا فرمائے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ احمد آباد کے مقام پر مبارک خان لوحانی (جس کے باپ کو ہیمو کے جنگ مین بیرام خان نے اپنے ہاتہہ سے مارا تہا) نے ۹۶۸ھ مین شہید کیا۔ بیچارہ حج بہی کرنے نہ پایا۔ اس واقعہ کی تاریخ کسی نے۔ شہید شد محمد بیرام۔ لکہی ہے۔ مبارک خان نے اوس کے قتل پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ تمام مال واسباب بہی غارت کیا۔ اس کے بعد بیرام خان کا بیٹا مرزا عبدالرحیم (جسکی عمر اوسوقت ۴ سالہ تہی۔) اور سلیمہ سلطان بیگم مع دیگر متعلقین کے بحال تباہ آگرہ آئے۔ بادشاہ نے عبدالرحیم کی تربیت وپرورش اپنے ذمہ لی۔ پہر بتدریج اوس کو مدارج عالی پر پہونچایا۔ اور خانخانی کا مرتبۂ اعلی عطا کیا۔ چونکہ سلیمہ سلطان بیگم نہایت لایق اور حسن وجمال مین یکتا شعر بہی خوب کہتی تہی۔ اسلئے بادشاہ نے اوسکو اپنے نکاح مین لایا۔

اب اکبر کے لئے سخت مشکلات کا سامنا اور ذاتی جوہر ولیاقت ہمت وجرأت بتلانے کا زمانہ تہا۔ کیونکہ اب تک بیرام خان کے صلاح ومشورہ سے تمام کام انجام پاتا تہا۔ گو بیرام خان نے

بہت کچھہ ظلم و زیادتی کی۔ اور اکثر امراء کو مار ڈالا قید کیا۔ مگر انتظام سلطنت مین اوسکو اچھا ملکہ اور تجربہ تہا۔ جرات و ہمت مین اورون سے اوسکا نمبر بڑہا ہوا تہا۔ جس سے کسیکو انکار نہین ہوسکتا۔ لیکن اکبر بہی اس تہوڑی سی مدت مین بیرام خان کی عاقلانہ پالیسی سے خوب واقف ہوگیا تہا۔ چنانچہ بادشاہ نے آیندہ کے لئے بہت کچھہ منصوبے باندہے۔ مگر اوسکی تکمیل کے لئے ایک عرصہ دراز کی ضرورت تہی۔ اس لئے سردست استحکام سلطنت کے لئے ان تین امور کی پیروی کی۔ اول کل ہندوستان کی سلطنت ایک ہاتہہ کے نیچے اسطرح لائی جائے۔ کہ کل رؤسا و رعیت پر اقتدار اور اون کے دل مین بادشاہ کا وقار پیدا ہو۔ اور وہ دل و جان سے وفادار ہوجائین۔ دوم جو ملک کہ قبض و تصرف سے نکل گیا ہے۔ اوس کو دوبارہ حاصل کرے۔ سوم ملک کے نظم و نسق کو عمدہ حالت پر لائے۔

اس اثنار مین معلوم ہوا۔ کہ باز بہادر ممالک مالوہ مین سخت ظلم و زیادتی کر رہا ہے۔ بادشاہ نے ادہم خان کو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ ادہم خان کو فتح نصیب ہوئی۔ اور باز بہادر شکست پاکر بہاگا۔ مگر ادہم خان نے مالوہ پر قابض ہوتے ہی بغاوت شروع کی۔ اب خود بادشاہ مالوہ کے جانب متوجہ ہوا۔ ادہم خان نے ازراہ عاقبت اندیشی بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوکر معافی چاہی۔ اکبر چند روز مالوہ مین رہا۔ اور پیر محمد خان شروانی کو مالوہ کی حکومت عطا کرکے واپس ہوا۔ ادہر پیر محمد خان باز بہادر کے تعاقب مین ایک عرصہ تک پہرتا رہا۔ ایک دن نربدا کی ندی مین گہوڑے کی شرارت سے گر کر جان دیدی۔ اس کے بعد بادشاہ نے مالوہ کی حکومت عبداللہ خان ازبک کو عنایت کی۔ لیکن چند روز کے بعد عبداللہ خان نے بہی بغاوت اختیار کی۔ بادشاہ خود متوجہ ہوکر اوس کی بغاوت کو فرو کیا۔ اور عبداللہ خان بہاگ کر چنگیز خان حاکم گجرات کے

پاس پناہ لیا۔ اس کے بعد خبر آئی۔ کہ جونپور مین خان زمان خان نے بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اب بادشاہ کو اس کی فکر ہوئی۔ اور لشکر جرار کے ساتہہ اوس کی تنبیہ کے لئے چلا۔ چنانچہ راستہ مین چنار گڈہ کو بہی فتح کیا۔ اور جونپور پہونچکر خان زمان کے لشکر پر فتح پائی۔ بہادر خان اور خان زمان خان مارے گئے۔ معظم خان کو جونپور و بنارس وغازی پور وغیرہ عطا ہوے۔ اس اثنا مین ولایت بہ اور گڈہ کو خواجہ عبدالمجید خان آصف خان نے فتح کیا۔ اور چوراگڈہ کی فتح سے بہت سا جواہر۔ چاندی۔ سونا ہاتہہ آیا۔ جس سے آصف خان کو غرور وتکبر ہوگیا۔ اور تمام غنیمت آپ خود ہضم کر کے بغاوت اختیار کی۔ مگر چند ہی روز مین اپنے افعال ناشایستہ سے توبہ کر کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ اور ولایت گڈہ مین مہدی قاسم خان مامور ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے کمال خان گہکر کی استدعا پر اوس کے چچا سلطان آدم (جو نافرمان وسرکش ہوگیا تہا) پر فوج کشی کر کے شکست دی۔ اور اوس کا تمام ملک کمال خان گہکر کے تفویض فرمایا۔

اب یہان کسیقدر کابل کے حالات لکہے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا تہا کہ مرزا سلیمان نے معظم خان سے اس امر پر صلح کرلی۔ کہ کابل مین اوس کے نام کا خطبہ پڑہایا جائے۔ اس کے بعد بادشاہ نے معظم خان کو کابل سے بلالیا تو اوس نے اپنے بیٹے غنی خان کو کابل کی مہات کا انتظام تفویض کیا۔ مگر یہ ایسا کم حوصلہ اور بزدل پرست تہا کہ چند ہی روز مین ماہ چوچک بیگم والدہ مرزا محمد حکیم نے اوسکو کابل سے نکال دیا۔ اور مرزا محمد حکیم کی وکالت فضیل بیگ کو عطا کی۔ چونکہ فضیل بیگ نابینا تہا۔ اس لئے اوسکا بیٹا ابوالفتح کام انجام دینے لگا۔ لیکن یہ دونون باپ بیٹے بہی چند روز کے بعد ایسے بدمست ہوے کہ آخر بیگم نے ان دونون کو قتل کراڈالا۔ اس اثنا مین ابوالمعالی آوارہ ہوکر کابل آیا

اور بیگم کو ایسا پرچایا کہ بیگم نے اپنی بیٹی خیر النسا کا اوس سے عقد کرکے وکیل مطلق بنایا۔
اس ابوالمعالی کو رباطن نے اواسط شعبان ۹۷۱ھ مین بیگم کو عدم کا راستہ بتایا۔ اور مرزا محمد حکیم کو
کمسن تصور کرکے خود حکومت کرنے لگا۔ گو مرزا محمد حکیم کمسن تہا۔ مگر ان کے غم نے اوسکو سخت
مغموم کیا۔ اور پوشیدہ طور پر مرزا سلیمان کو کابل آنے کی تکلیف دی۔ چنانچہ مرزا سلیمان کابل
آکر ابوالمعالی کو گرفتار کرلیا۔ اور مرزا حکیم نے اوس کو پھانسی دیدی۔ اب سلیمان نے یہ چال
چلی کہ اپنی بیٹی کو بدخشان سے بلاکر مرزا حکیم کو نکاح کردیا۔ اور کابل پر اپنا تسلط کرکے مرزا حکیم کی
فکر مین ہوا۔ جب یہ خبر حکیم کو معلوم ہوئی تو وہ اپنے بہائی شہنشاہ اکبر کے پاس ہندوستان
بھاگ گیا۔ اکبر نے میر محمد خان کو لشکر کثیر دیکر حکم دیا کہ کابل پر مرزا حکیم کا قبضہ کرادے۔ جب
لشکر شاہی کابل آیا تو سلیمان بھاگ گیا۔ اور حکیم کابل مین داخل ہوا۔ اسکے بعد مرزا فریدون
(جو مرزا حکیم کا ماموں تہا) نے اوس کو یہ پٹی پڑہائی۔ کہ پنجاب و لاہور پر قبضہ کرلیا جائے۔
چونکہ مرزا حکیم عقل سے بے بہرہ تہا۔ فریدون کے دام مین آگیا۔ اور پنجاب پر لشکر کشی کی
جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ آگ بگولہ ہوگیا۔ اور فوراً پنجاب آیا۔ بادشاہ
کے آمد کی خبر سنکر حکیم پھر کابل بھاگ گیا۔ مگر چند روز کے بعد مرزا حکیم نے پھر لاہور کے
نواح مین شورش مچادی۔ اس دفعہ بادشاہ نے اوس کی تنبیہ کے علاوہ کابل کا انتظام
بھی مناسب سمجھا۔ اور آگرہ سے روانہ ہوا۔ جب حکیم کو یہ خبر لگی تو وہان سے بھاگا
اور بادشاہ کابل آیا۔ اور یہان از سر نو انتظام کرکے مرزا حکیم کو بلایا۔ اور قسلی دلاسہ دیکر
اوس کے قصور کو معاف کیا۔ اور پھر زابلستان کی حکومت عطا کی۔ مگر افسوس ہے کہ چند
ہی روز کے بعد ۹۹۳ھ مین مرزا حکیم نے وفات پائی۔ بادشاہ کو بہائی کے مرنیکا بہت
غم ہوا۔ مرحوم کے دونون بیٹے افراسیاب و کیقباد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے

پادشاہ اون کی تعلیم وتربیت مین کمال توجہ مبذول کی۔ اس کے بعد پادشاہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اجمیر شریف کا ارادہ کیا۔ راستہ مین کلادلی کے مقام پر چغتائی خان کے توسط سے راجہ بہاری مل کچواہہ نے ملازمت حاصل کی۔ اور اپنی بیٹی کی شادی شہنشاہ سے بڑی دھوم دھام کے ساتھہ کی۔ یہ پہلا ہی راجپوت ہے جس نے بادشاہ کو اپنی بیٹی دی۔ بعد فراغ زیارت بادشاہ نے سیر ٹھہ کے راجہ مالدیو پر چڑھائی کرکے قلعہ میڑھہ کو فتح کیا۔ اس کے بعد ۹۷۴ھ مین ابراہیم حسین مرزا۔ الغ مرزا۔ محمد حسین مرزا۔ مسعود حسین مرزا (جو خاندان تیموریہ کے شاہزادے تھے) نے فساد برپا کیا۔ ان مرزاؤن نے چند روز مالوہ کو اپنا مکان بنایا۔ پھر وہان سے گجرات گئے۔ اور سلطان محمود کے غلام چنگیز خان کو اپنا مددگار بنایا۔ بادشاہ گجرات گیا۔ اور مخالفین کو شکست دی۔ گجرات کے امرا نے اطاعت کی۔ ابراہیم حسین مرزا شکست کھاکر زخمی ہوا۔ اور اوسی زخمون کے باعث مرگیا۔ مسعود حسین مرزا گرفتار ہوکر آیا۔ اور مطیع ہوا۔ ۹۷۳ھ مین بادشاہ نے قلعہ آگرہ کی بہی بنیاد رکہی۔ اور ۹۷۵ھ مین قلعہ چتور[1] کی فتح کے لئے رانا اودی سنگھہ کے سر پر پہونچا۔ چند روز تک مقابلہ کی لڑائیان ہوئین۔ اسکے بعد

[1] کہمان رس مین (یہ ایک کتاب ہے جسمین رانا کہمان کی داستان لکہی ہے) لکہا ہے کہ میواڑ کے چوراسی مضبوط قلعون مین چتوڑ کوٹ (چتوڑ کا قلعہ) سب سے زیادہ مستحکم و استوار ہے۔ وہ زمین کی سطح سے اوہر نکلا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین نے اپنی پیشانی پر قشقہ لگایا ہے۔ اوسکی چوٹی پر سو گنگا بہتی ہے۔ اسکے قبل ۱۰ محرم ۷۱۳ھ مین سلطان علاء الدین نے ۶ ماہ ۷ روز مین اس قلعہ کو فتح کیا تہا۔ چونکہ رعایا سلطان سے لڑتی نہین۔ اس لئے اوسکو امن دیا گیا تہا۔ اس دفعہ خوب لڑائی ہوئی۔ اسلئے شہنشاہ اکبر نے قتل عام کا حکم دیا۔ جس سے ہزارہا راجپوت قتل ہوئے۔ اور اونکی عورتین چتا مین جل گئین۔ ۱۲ مرتب۔

رانا قلعہ بند ہوگیا۔ بادشاہ بھی بہت سختی کے ساتھہ قلعہ کا محاصرہ کیا۔ تقریباً چھہ ماہ تک یہ محاصرہ رہا جب رانا کا سپہ سالار جیمل (جسکو خود بادشاہ نے نشانہ بنایا) مارا گیا تو تمام سپاہ پست ہمت ہوگئی۔ اور رانا نے اپنی عورتون کو جوہر (چتا) کیا۔ آخر ۲۵ شعبان ۹۷۵ھ کو یہ قلعہ فتح ہوا۔ بہت سی غنیمت ہاتھہ آئی۔ رانا بھاگ گیا۔ جب قلعہ فتح ہوا تو بادشاہ اجمیر شریف کو پیادہ پا گیا۔ کیونکہ اوس نے چیتوڑ کی فتح کے لئے یہ منت مانی تھی۔ الغرض بادشاہ زیارت سے فارغ ہوکر آگرہ آیا۔ پھر چند روز کے بعد قلعہ رنتھنبھور و قلعہ کالنجر (جہان شیر شاہ نے جان دی تھی) پر چڑھائی کرکے ان دونون کو فتح کیا۔ ۹۸۰ھ مین بیربھدر کا راجہ مطیع ہوا۔ یہان سے بادشاہ کھمبایت گیا۔ اور دریا، شور کی سیر کی۔

اسکے بعد بادشاہ صورت کیجانب روانہ ہوا۔ اور ایک ماہ تک اروز کے محاصرہ مین یہ قلعہ ۲۳ شوال ۹۸۰ھ کو فتح ہوا۔ یہان سے علاوہ غنیمت کے بڑی بڑی بہاری توپین (جنکو سلطان روم نے فرنگیون سے بنا در ہندوستان لینے کے ارادہ سے جوناگڈھ کو اپنے لشکر کے ساتھہ بھیجا تھا۔ مگر کچھہ موانع ایسے عارض ہوے کہ لشکر سے کچھہ کام نہ ہوسکا تو توپون کو قلعہ جوناگڈھ مین چھوڑ گیا۔ چند روز یہ توپین سمندر کے کنارے پڑی رہین۔ جب خداوندخان نے قلعہ سورت بنایا تو ان توپون کو قلعہ پر لگوایا۔ ہاتھہ آئین۔ بادشاہ نے ان توپون کو آگرہ بھجوایا۔ ۹۸۱ھ مین بادشاہ نے نگرکوٹ فتح کیا۔ اسی مقام پر بہداس ساکن کالپی (جو کبت گوئی مین یکتا تھا) بادشاہ کا نوکر ہوا۔ رفتہ رفتہ شرف ندیمی حاصل کیا۔ اول کب رائے (ملک الشعرا) کا خطاب ہوا۔ بعد ازان راجہ بیربر (یعنے بہادر ناموں) کا خطاب اور نگرکوٹ کی جاگیر سے سرفرازی پائی۔ اسی سال بادشاہ دوبارہ گجرات گیا۔ خوب جنگ ہوئی۔ محمد حسین مرزا اور اختیار الملک مارے گئے۔ بادشاہ فتح و نصرت کیساتھہ واپس ہوا۔ ۹۸۲ھ مین داؤد خان سے لڑائی ہوئی تو قلعہ پٹنہ ہاتھہ آیا۔ اس اثنا مین معظم خان خانخانان مرگیا۔ اور اوس کی جگہہ خان جہان خان مقرر ہوا۔ چند روز کے بعد

قلعۂ سیرگڈہ و قلعۂ رہتاس بھی فتح ہوے۔ اور خان جہان نے سات گانون پر لشکر کشی کی۔ جمشید مارا گیا۔ سب نے اطاعت کرلی۔ اور سات گانون پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ مگر ۹۸۶ھ مین خان جہان کا انتقال ہوا۔ اور مظفر خان نے اوس کی جگہ حکومت بنگالہ سے سرفرازی پائی۔ اس عرصہ مین امراء بہار و بنگال نے سرکشی پر کمر باندہی۔ اور مظفر خان کو باغیون نے مار ڈالا۔ آخر بادشاہ کو توجہ کرنا پڑا۔ جب باغیون نے بادشاہ کی آمد دیکھی تو متفرق ہوگئے۔ اور حیدپورمین متفق ہوکر فساد مچایا۔ اور بادشاہ کی ہمت و جرات نے ان مخالفین کو نیچا دکہایا۔ اکثر مخالفین مارے گئے۔ چند روز تک بہار و بنگال مین بھی افراتفری رہی۔ لیکن ۹۹۵ھ مین بادشاہ نے سعید خان کو حکومت بنگالہ اور راجہ مان سنگہ کو صوبۂ بہار عطا فرمایا تو انتظام کی حالت درست اور فتنہ و فساد کی جڑ اوکھڑ گئی اس کے بعد راجہ مان سنگہ نے حاکم اڑیسہ کو بھی بادشاہ کا مطیع بنایا۔ اور لچھمی نرائن مرزبان کوچ بہار نے بھی اطاعت کی۔

بنگال اور بہار دونون ملکون کی حالت ایسی تھی۔ کہ وہان امن و امان کا مستقل طور پر قایم رہنا دشوار تھا۔ مگر راجہ مانسنگہ نے سترہ برس مین بیسون لڑائیون کے بعد صوبجات بنگالہ و اڑیسہ و بہار پر شاہی قبضہ کرادیا۔ جب بنگالہ و بہار کا قلع قمع ہوگیا تو بادشاہ نے اپنی عنان عزیمت مہمات گجرات کے جانب مبذول کی۔ کیونکہ مظفر حسین مرزا کی شورش نے گجرات کو تہ و بالا کر رکہا تھا۔ مگر اقبال شاہی غالب آیا۔ اور مظفر حسین مرزا شکست کہاکر گرفتار ہوا۔ اس فتح کو چند روز بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ اعتماد خان گجراتی نے ایک مجہول النسب لڑکے کو جسکا نام ننو تھا۔ لاہا اور بیان کیا۔ کہ یہ سلطان محمود کا بیٹا ہے۔ اس کی ان حرم خاص سلطان کی تھی۔ سلطان اسقاط حمل کے لئے اس کو میرے حوالہ کیا تھا۔ مین نے اب تک چہپا رکہا۔ امرا نے بھی اعتماد خان کے بیان کو تسلیم کیا۔ اور ننو کو مظفر شاہ کا خطاب دیکر تخت پر بٹہایا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر لگی تو گجرات کی جانب

امراء شاہی کو روانہ کیا۔ تین چار لڑائیاں خوب زور و شور سے ہوئین۔ شاہی لشکر کو ہمیشہ فتح حاصل ہوئی۔ اور مظفر شاہ گجراتی بار بار شکست کھایا۔ اور بے آبروئی کے ساتھہ بھاگتا پھرا۔ آخر ۹۸۰ھ مین گرفتار ہوا۔ اور خودکشی کرلی۔ مظفر شاہ کے مرتے ہی گجرات کے سب جھگڑے تمام ہوے۔ جب ولایت گجرات ممالک محروسہ مین داخل ہوئی۔ اور اکثر بنادر اوس کے پادشاہ کے قبضہ مین آئے۔ اس اثنار مین کھمبہ جونا گڈھ وغیرہ بھی فتح ہوے۔

جب رانا اودی سنگھ ۹۸۰ھ م ۱۵۷۲ء مین مرگیا تو اوسکا بیٹا رانا پرتاب سنگھ (کیکا) جانشین ہوا۔ گو وہ نامور باپ کا بیٹا تہا۔ مگر جو امر دادا رانا سنگا کا پوتا تہا۔ دادا کی بہت سی صفات اوسمین موجود تھین۔ لیکن اوس کے پاس کوئی ملک نہا۔ اور نہ خزانہ۔ خاندان پر بھی ادبار آچکا تہا۔ البتہ اوس کے قدیمی جان نثار راجپوت اوس کے ساتھہ خون بہانے کو موجود تھے۔ رانا اودی کے پہاڑ کمبل میر (کنبھل میر) مین اپنی شکستہ قوت کو جمع کر رہا تہا۔ اور اوس کے دماغ مین یہ خیال سمایا ہوا تہا۔ کہ مین اوس سورج بنسی قوم کا راجہ ہون۔ کہ جسکی چوکھٹ پر پہلے سارے ہندوستان کے راجہ سر کہا کرتے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مین اکبر کے سامنے سر نیچا کرون۔ چنانچہ اس سرکشی کی حالت جب اکبر کو معلوم ہوئی تو اوس کی سرکوبی کے لئے راجہ مان سنگھ کو معہ دیگر امرا روانہ کیا۔ اور طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ مان سنگھ نے فتح پائی۔ اور رانا شکست کہا کر بھاگا۔ بہت سی غنیمت ہاتھہ آئی۔ اور رانا کا مشہور ہاتھی رام پرشاد بھی گرفتار ہوا۔ اس عرصہ مین کوکندہ اور ایدر فتح ہوے۔ اور ادھر قلعہ سوانہ مین چند رسین نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے امرا کو روانہ کیا۔ لڑائی کا بازار خوب گرم ہوا۔ چندرسین نے شکست پائی۔ اور قلعہ سوانہ امرا شاہی کے قبضہ مین آیا۔ اسکے بعد سروہی بوندی۔ ابوگڈھ۔ جالور۔ بھی فتح ہوے۔ بدہ گڈھ کے راجہ نے سرتابی کی تو اوس کی قرار واقعی تنبیہ کیگئی۔ اب بادشاہ نے کشمیر کی تسخیر کے لئے مرزا قرابہادر برادر مرزا حیدر کو رگان کو روانہ

کیا۔ مگر قراہبادر کی ناتجربہ کاری سے لشکر شاہی کو شکست ہوئی۔ اور کشمیریون نے فتح پائی۔ جب بادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی تو خود روانہ ہوا۔ اور یوسف خان مرزبان کشمیر کو شکست دی۔ مگر بادشاہ کی معاودت پر پھر وہی بغاوت و سرکشی پیدا ہوئی۔ پھر دوبارہ بادشاہ کشمیر کو گیا تو باغیون کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور کشمیر پر اپنا پورا تسلط بٹھا دیا۔ جس سے کشمیر کی شورش آیندہ کے لئے مٹ گئی۔ پھر بادشاہ سری نگر آیا۔ اور زعفران زار کی سیر کی۔ دیوالی کا تماشا دیکھا۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو دارالخلافت کو معاودت کی۔ اور ۱۰۰۰ھ مین تیسرے دفعہ بادشاہ کشمیر کو گیا۔ اور جمیل غوری جو اپنے کو مرزا سلیمان کا بیٹا عمر شیخ بتلاتا تھا) کی شورش کو مٹایا۔ اور سری نگر کے پاس ایک شہر آباد کیا۔ رام گڈھ۔ جسرو تھہ۔ جمو۔ مانکوٹ۔ لوکو بست فتح ہوے۔ اور وہان کے زمیندار و مرزبان مطیع ہوے۔ بادشاہ مع الخیر آگرہ آیا۔

جب سلطنت شاہی پر کشمیر کا اضافہ ہوا تو تبت خرد کے حاکم علی رائے نے بادشاہ سے درخواست کی۔ کہ میری لڑکی شاہزادہ سلیم سے بیاہی جائے۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ اور بیاہ ہوگیا۔ مگر چند روز کے بعد علی رائے نے تبت بزرگ پر چڑھائی کر کے قبضہ کیا۔ اس کے بعد بادشاہ سے سرتابی کی بادشاہ نے سیف اللہ خان کو اوس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ جب سیف اللہ خان وہان پہونچا تو علی رائے بغیر لڑے بھاگ گیا۔ بادشاہی لشکر جہانتک گھوڑے جا سکتے تھے۔ جاکر الٹا چلا آیا اس اثنا مین ملک سندہ کے بلاد بھکر۔ ٹھٹہ۔ امرکوٹ وغیرہ پر شاہی قبضہ ہوا۔ اور قلمرو شاہی مین کل سیوستان کا اضافہ ہوگیا۔ اور بنیہ کا قلعہ باندھو بھی ہاتھہ آیا۔

اب قندہار کے معاملات ملاحظہ فرمائیے۔ ہم نے اسکے قبل بیان کیا ہے۔ کہ ہمایون نے اپنے عہد پیمان کے موافق قندہار شاہ طہماسپ کو دیدیا تھا۔ اکبر نے بھی اوس کو جایز رکھا۔ اور شاہ طہماسپ نے اپنے برادرزادہ سلطان حسین مرزا پور بہرام مرزا کو قندہار کی حکومت عطا کی تھی۔ اور سلطان

حسین مرزا نے اپنی عاقلانہ پالیسی سے طہماسپ اور اکبر دونون کو راضی رکھا تھا۔ جب اوسکا انتقال ہوا تو اوس کے چار بیٹے مظفر حسین مرزا۔ رستم مرزا۔ ابوسعید مرزا۔ سنجر مرزا۔ مین باہمی مخالفت ہونے لگی۔ اور ان نوخیز لوہو ہون نے طہماسپ و اکبر دونون کا خیال نہ رکھا۔ اس اثنا مین طہماسپ مرگیا۔ اور شاہ اسمعیل تخت ایران پر بیٹھا تو شاہ قلی سلطان ذوالقدر کو قندہار کا حاکم مقرر کیا۔ اور ان چارون کے مارنے کے لئے بداغ خان کو بھیجا۔ خدا کی شان کہ شام کو حکم دیا۔ اور صبح خود شاہ اسمعیل مرگیا۔ جس سے یہ بیگناہ بچ گئے۔ اور سلطان محمد خدابندہ ایران کا بادشاہ ہوا۔ اب اکبر نے ان چارون کی سرکوبی کے لئے قرابیگ اور مرزا بیگ کو لشکر دیکر روانہ کیا۔ جب ان مرزاؤن نے لشکر شاہی کے آمد کی خبر سنی تو اون مین سے رستم مرزا پیشدستی کرکے بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوس کی خطا معاف کی۔ جب مظفر حسین مرزا کو بھائی کے جانے کا علم ہوا تو اوس نے قرابیگ و مرزا بیگ کو قندہار حوالہ کرکے خود بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ اور سو اسپ عربی۔ ایک مہرہ عجیب (جو سانپ کاٹے آدمی کا زہر چوس کر اچھا کر دیتا ہے) نذر گذرانا۔ بادشاہ نے مظفر کو پنجہزاری منصب اور اقطاع سنبھل عطا فرمایا۔ ادہر قرابیگ نے قندہار کے متعلقہ مقامات داور و گرم سیر پر بھی قبضہ کیا۔ اس فتح سے کچ و مکران بھی قلمرو مین آگئے۔ اب لشکر شاہی نے راستہ مین بلوچستان کے بلوچون کی (جو سرکش و مغرور ہو گئے تھے) خوب گوشمالی کی۔ اور الوس کا کر (جو رہزنی اور لڑائی کرتا تھا) کو بھی سزا دی۔

۹۸۱ھ مین راجہ کجلی (جو ولایت ملیبار کے قریب ہے) نے بادشاہ کے پاس اپنا ایلچی روانہ کیا۔ اور نظام الملک دکنی والی احمدنگر کا معتمد وفا خان معہ نفیس ہاتھیون وغیرہ کے حاضر دربار شاہی ہوا۔ عادل شاہ حاکم بیجاپور کے تحائف بھی بادشاہ کی نظر سے گذرے۔ قطب الملک والی گولکنڈہ نے بھی ایک عرضداشت معہ اشیاء نادرہ کے ارسال کی۔ سطور بالا کے دیکھنے سے یہہ ظاہر

ہوتا ہے۔ کہ اقطاع دکن مین بہی اکبر کی شہنشاہی تسلیم کیجاتی تہی۔ گرفرشتہ لکہتا ہے کہ شاہان دکن نے اکبر کی شہنشاہی کو نہین تسلیم کیا۔

۹۹۱ھ مین مرتضیٰ نظام شاہ والی احمد نگر کا چہوٹا بھائی برہان الملک (جو اپنے بہائی سے بغاوت کرکے لڑا[1]۔ اور شکست پایا) احمد نگر سے بہاگ کر آیا۔ اور قطب الدین کے ذریعہ بادشاہ کا آستانبوس ہوا۔ بادشاہ نے اپنی مہربانی وعاطفت سے برہان الملک کو سربلند کیا۔ چند روز کے بعد جب خبر آئی۔ کہ مرتضیٰ نظام شاہ نے وفات پائی[2]۔ اور دکن مین شورش برپا ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو دکن روانہ کیا۔ اور خان اعظم وراجہ علیخان مرزبان خاندیس کو حکم دیا۔ کہ عمدہ لشکر کے سامان مہیا کرکے اوس کے ساتہہ کرین۔ چنانچہ خان اعظم نے چغتائی خان وچندہ خان کو دو دو ہزار سوار اور تین سو بندوقچیون کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر بڑاڑ کے راستہ مین زمینداروں نے شورش کرکے چغتائی خان کو قتل کیا۔ اور چندہ خان قید ہوا۔ جس سے برہان الملک ناکام مالوہ واپس آیا۔ اسکے بعد راجہ علیخان مرزبان خاندیس نے اپنے منتخب لشکر کے ساتہہ برہان الملک کی ہمراہی کی۔ جب برہان الملک بڑاڑ آیا تو امرا بڑاڑ ساتہہ ہوگئے۔ اب تو برہان الملک کو بہت کچہہ قوت حاصل ہوئی۔ اور مرزا پور کے مقام پر جمال خان سے مقابلہ ہوا۔ برہان الملک فتح نصیب ہوئی۔ اور جمال خان مارا گیا۔ اسمٰعیل گرفتار ہوکر قید ہوا۔ اس فتح کے بعد راجہ علیخان

---

[1] ۔ اس لڑائی کی تفصیل سلاطین دکن کے حالات مین لکہی جائے گی۔ ۱۲ مولف۔

[2] ۔ مرتضیٰ نظام شاہ کی وفات پر اوسکا بیٹا میران حسین تخت نشین ہوا۔ مگر مرزا خان سبزواری نے میران حسین کو قید کرکے برہان الملک کے بیٹے اسمٰعیل کو بادشاہ بنایا۔ جمال خان دکنی نے قلعہ احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ مرزا خان نے میران حسین کو قتل کرڈالا آخر جمال خان غالب آیا۔ اور مخالفون کو گرفتار کرکے مارا لیکن اوسی اسمٰعیل کو بادشاہ بنانا پڑا۔ ۱۲ مولف۔

خاندیس چلا گیا۔ بعد برہان الملک نے احمد نگر پر چڑھائی کرنی شروع کی۔ لیکن افسوس ہے کہ بادشاہ کی امداد و اعانت کا شکریہ کچھ بھی ادا نہ کیا۔ اور بادشاہ کی نوازشوں کو یک لخت بھول گیا۔ اور کامروائی کے خمار میں رعایا کو تکلیف دینے لگا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو ۹۹۱ھ میں اپنے مخصوص ملازمون کو دکن کے حاکمون کی رسالت کے لئے منتخب کیا۔ چنانچہ ملک الشعرا شیخ فیضی کو راجہ علیخان حاکم اسیر و برہانپور کے پاس بھیجا۔ اور فیضی کو یہ بھی تاکید کی کہ راجہ علیخان کے پاس سے ہوکر برہان الملک کے پاس بھی جائے۔ اور خواجہ امین الدین کو برہان الملک کے پاس احمد نگر روانہ کیا۔ پیر محمد امین کو عادل خان حاکم بیجاپور پاس۔ اور مرزا منیر کو قطب الملک حاکم گولکنڈہ کے نزدیک جانیکے لئے حکم دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے سلطان مراد کو ملک مالوہ اس خیال سے دیا۔ کہ اگر مرزبانان دکن پر نصیحت اثر نکرے تو وہ انکو سزا دینے کے لئے آمادہ ہو۔ شہزادہ مالوہ کے طرف روانہ ہوا۔ مگر مرزا کو کہ حج کو چلے جانے سے بادشاہ نے مراد کو گجرات بھیجدیا۔ اور مرزا شاہرخ کو مالوہ روانہ کیا۔ جب فیضی برہانپور پہونچا تو راجہ علیخان نے فرمان شاہی کو سر پر رکھا۔ اور اطاعت قبول کی۔ پھر فیضی برہان الملک کے پاس گیا۔ جہان ناکامی ہوئی۔ کیونکہ برہان الملک نے فرمان شاہی کے جانب مطلق توجہ نہ کی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اوس نے شاہزادہ دانیال کو برہان الملک کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ اور رانا سنگ و خانخانان کو بھی شاہزادہ کی ہمراہی کا حکم ہوا۔ مگر دانیال کی سستی کے باعث بادشاہ نے دکن کی مہم مراد کے حوالہ کی۔ اور مراد دکن کے جانب روانہ ہوگیا۔ مگر اوسکے ہمراہی امراء کی دوروئی سے بہت کچھ خرابیان پھیلیں۔ تاہم مراد احمد نگر کے جانب چلا۔ جب قلعۂ چاند کے قریب پہونچا تو چاند بی بی ہمشیرۂ برہان الملک[1] لڑائی کے لئے آمادہ ہوئی۔ اور لڑائی چھڑی جسمین

[1] اب ہم یہان ناظرینکی معلومات کیلئے مختصر برہان الملک کا حال لکھتے ہین۔ یعنے جب احمد نگر پر برہان الملک کا تسلط

شاہی فوج غالب رہی۔ مگر سپاہ کی دوروئی سے نہ قلعہ پر قبضہ ہوا اور نہ مغروروں کا تعاقب کیا گیا۔ اس عرصہ مین غنیم کی امداد کے لئے عادل شاہی اور قطب الملکی افواج بھی آگئی۔ چنانچہ دوسرے روز ایک جنگ عظیم ہوئی۔ طرفین کے نامی گرامی سردار لڑے گئے۔ حالانکہ غنیم کے پاس ساٹھ ہزار کا لشکر تھا اور افواج شاہی مین دس ہزار سوار تھے۔ مگر لشکر شاہی نے فتح پائی۔ غنیم کے چالیس ہاتھی اور توپخانہ ہاتھ آیا۔ راجہ علیخان مرزبان خاندیس لڑائی مین مارا گیا۔ قلعہ کاویل۔ قلعہ سبل گڈہ قلعہ کہرلہ۔ قلعہ ناسک (یہ چاروں قلعے بڑاڑ سے متعلق تھے) کو لشکر شاہی نے فتح کیا۔ مگر سپاہ و امرا کی نااتفاقی سے شاہزادۂ مراد احمد نگر کی مہم سے ناکام پھرا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو ابوالفضل کو روانہ کیا۔ اور اتفاق و یکجہتی سے کام کرنے کی ہدایت کی۔ اور مہم کی تکمیل کے لئے زور دیا۔ اس اثنا مین مراد سخت بیمار ہوگیا۔ چند ہی روز کے بعد ۱۰۰۷ھ مین انتقال کیا۔ بادشاہ کو بیٹے کے مرنے سے سخت رنج والم ہوا۔ مگر مشیت ایزدی مین کسکو دخل ہے۔ آخر شاہزادۂ دانیال کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۱) ہوا تو چند روز کے بعد اُس نے عادل شاہ حاکم بیجاپور کے غلام داؤد خان حبشی کو پناہ دیا۔ جس سے عادل شاہ نے چڑھائی کی برہان الملک شکست پاکر اور بیمار ہوگیا۔ جب زیست سے ناامید ہوا تو اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو قید سے نکال کر ولیعہد کیا۔ اور ۲۸ شعبان ۱۰۰۳ھ کو برہان الملک کا انتقال ہوگیا۔ اس اثنا مین عادل شاہ نے چڑھائی کی اور اس لڑائی مین ابراہیم مارا گیا۔ منجھو آنبک برہان شاہ نے ایک ۱۲ سالہ لڑکے احمد کو خاندان نظام شاہی سے نکال کر تخت نشین کیا۔ اور ابراہیم کے بیٹے ہادر (جو شیر خوار تھا) کو قید کروالا۔ چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ احمد خاندان نظام شاہ سے نہین ہے اس لئے منجھو نے اوس کو معزول کرکے قید کیا۔ اور اوس کے بیٹے احمد شاہ کو بادشاہ بنایا۔ اور منجھو کے مخالفون نے احمد نگر کے ایک طفل مجہول النسب کو اپنا بادشاہ مقرر کیا۔ اور دس بارہ ہزار سوار جمع کرکے میان منجھو کو قلعہ مین محصور کیا بہرحال احمد نگر مین ایک عام شورش مچی ہوئی تھی ۱۲ مولف۔

مہم وکن تفویض ہوئی۔ اور ابوالفضل کو شاہزادہ کی ملکی ومالی مہمات کی سرپرستی کے لئے بادشاہ نے فرمان بھیجا۔ یہاں ابوالفضل نے مراد کے انتقال کے بعد سپاہ کو تسلی آمیز باتوں سے یکرنگ کیا اور جو کچھ روپیہ ساتھ تھا سپاہ مین تقسیم کیا۔ جس سے سپاہ نے قوت تازہ پائی۔ اور دانیال کے آنے تک ابوالفضل نے شہر بیر اور قلعہ قلتوم وقلعہ پرنالہ فتح کئے۔ اور چاندبی بی (جس نے برہان الملک کے پوتے بہادر کو بادشاہ بنایا تھا) اور ابھنگ خان (سپہ سالار فوج احمدنگر) کے شورشون کو بھی مٹاتا رہا۔ اس عرصہ مین دانیال کا نزول اجلال ہوا۔ اور ابوالفضل حسب الطلب بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ اس اثنا مین بہادر خان خلف راجہ علیخان مرزبان خاندیس کی جو شامت آئی تو بغاوت پر کمر باندھی۔ اور بادشاہ بھی فوراً قلعہ آسیر کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا۔ اول تو بہادر خان نے اپنے لشکر کے گھمنڈ پر مغرور رہا۔ مگر جب ابوالفضل نے قلعہ پٹن قلعہ سنبھل، قلعہ مالی گڈہ۔ فتح کئے تو بہادر خان کی آنکھیں کھلین اور امان طلب کیا۔ بادشاہ نے بہادر خان کی تقصیرات معاف فرمائین اور قلعہ آسیر پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ ادھر دانیال نے قلعہ ناسک کو فتح کیا۔ مگر احمدنگر کے محاصرہ کے لئے جب وہان سے فوج بلائی گئی تو یہ قلعہ ہاتھ آیا ہوا نکل گیا۔ چاندبی بی محاصرہ سے تنگ آکر صلح کی خواہش کی مگر ابھنگ خان اس کے خلاف تھا۔ جب چاندبی بی کے صلح کی کارروائی کا علم حبشہ خان خواجہ سرا کو ہوا تو اوس نے چاندبی بی کو مار ڈالا۔ جس سے صلح کی کارروائی ناتمام رہ گئی۔ اور ابھنگ خان بہت سے زنگی اور دکھنی لیکر شاہزادہ دانیال کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ آخر ۱۰۰۹ھ مین قلعہ احمدنگر پر بادشاہی قبضہ ہوگیا۔ اور برہان الملک کا پوتا بہادر ہاتھ آیا۔ گرانمایہ جواہر ومرصع آلات وعجیب کتب خانہ اور بہت سا مال واسباب اور ۲۵ ہاتھی غنیمت مین حاصل ہوے۔ اس کے بعد قلعہ جیر (یہ آباد شہر نظام الملک کے باپ دادا کا تھا) فتح ہوا۔ اور دانیال نے احمدنگر کو مرزا شاہرخ کے تفویض کرکے خود بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے دانیال کو خاندیس کی حکومت عطا فرمائی۔ اور اوس

ملک کا نام اوس کے نام پر دانديس رکھا۔

دانیال کے واپس جاتے ہی احمدنگر مین پھر بغاوت کے آثار پیدا ہوگئے۔ اور دکن کے خودغرض فراہم ہوکر شورش برپا کرنے لگے۔ مرتضیٰ نظام الملک کے چچا شاہ علی کے بیٹے علی کو ان باغیون نے اپنا سردار بنایا۔ اور اطراف واکناف مین تاخت وتاراج شروع کردی۔ ادھر راجو اور پنجیبو نے بھی سرکشی پر کمر باندھی۔ ان تینون نے اقطاع احمدنگر مین ایک اودھم مچادی۔ جب بادشاہ کو ان سرکشون کی خبر ہوئی تو ابوالفضل اور خانخانان وغیرہ کو اون کی تنبیہ وسرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ان باغیون سے متعدد لڑائیان ہوئین۔ اور لشکر شاہی نے متعدد لڑائیون مین فتح پائی۔ اور باغیونکو مدام شکست نصیب ہوتی رہی۔ مگر ایک سرکش بھی گرفتار ہوا اور نہ قتل کیا گیا۔ جس سے اون کی سرکشی کی بنیاد اکھڑ نہ سکی۔ بعض بعض موقعون پر ان باغیون نے عجز والحاح کرکے صلح کرلی۔ اور امان چاہی۔ مگر پھر چند روز کے بعد صلح نامہ کو طاق مین رکھا۔ اور لڑائی کو موجود ہوگئے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے ابوالفضل کو فرمان بھیجا۔ کہ اپنا لشکر اپنے بیٹے شیخ عبدالرحمن کے تفویض کرکے خود حاضر درولت ہو۔

امدون شاہزادہ سلیم کے امر ناپسندیدہ وعادات ناملایم کے باعث بادشاہ شہزادے سے سخت ناراض تھا۔ اور سلیم کے ہواخواہون نے سلیم کے ذہن نشین یہ بات کی تھی۔ کہ یہہ ساری ناراضی بادشاہ کی ابوالفضل کی غمازی کے سبب سے ہے۔ جس سے سلیم ابوالفضل کے قتل کے درپے ہوا اور جب ابوالفضل (حسب الطلب بادشاہ کے) دکن سے نکلا تو سلیم نے نرسنگہ بندیلہ (جو ابوالفضل کے راستہ مین تھا) کو اپنی عنایات خاص کا امیدوار کرکے حکم دیا کہ کسیطرح ابوالفضل کا کام تمام کردے۔ چنانچہ یہ نامعقول اپنی جماعت کو لیکر ایک گوشہ مین چھپا رہا۔ اور ابوالفضل اوس مقام پر آتے ہی حملہ کیا۔ افسوس ہے کہ غرۂ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ کو بیگناہ ابوالفضل نے شہادت پائی

جب بادشاہ نے یہ خبر بیحال سنی تو دو دن تک چیخین مار کر روتا رہا۔ اور اس عرصہ مین کچھ کھایا اور نہ آرام کیا۔ جب ہوش آیا۔ رائے رایان۔ راجہ راج سنگھ۔ راجندر بندیلہ۔ ضیاء الملک وغیرہ کو حکم دیا۔ کہ اسیوقت جاکر زرسنگھ دیو کو معہ متعلقین قتل کر دیا جائے۔ کہتے ہین کہ شہنشاہ اکبر نے عمر بھر کبھی ایسا سخت حکم جاری نہین کیا۔ مگر جسکو خدا رکھے تو اوسے کون چکھے۔ امرا دشاہی نے بہت کچھ اوس کی گرفتاری مین سر مارا۔ اور مدتون تعاقب کیا۔ لیکن وہ ان لوگون کے ہاتھ نہ آیا۔ اور زندہ رہا چنانچہ جہانگیر کی سلطنت مین صاحب منصب ہوا۔

سنہ ۱۳ آئین عادل خان مرزبان بیجاپور نے بادشاہ سے یہ التجا کی۔ کہ اوس کی بیٹی کا کاح شاہزادہ دانیال سے کیا جائے۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ دلہن بیجاپور سے احمد نگر آئی۔ اور دولہا بھی برہانپور سے احمد نگر گیا۔ ساعت سعید مین عقد کا مبارک رسم ادا ہوا۔ مگر چند ہی روز مین بادہ پیمائی کی کثرت سے دانیال نے انتقال کیا۔ جس سے بادشاہ کو سخت صدمہ

اب ہم یہان پر اکبر کی اون لڑائیون کا حال بھی تحریر کرنا مناسب سمجھتے ہین کہ جو شمال و مشرقی افغانون کے ساتھہ ہوئی تھین۔ چنانچہ جب اکبر کی توجہ شمال مشرقی کے طرف ہوئی تو افغانستان مین ایک مذہبی[1] طوفان اُٹھہ رہا تھا۔ جسکا روکنا اکبر کو ناگزیر تھا کیونکہ اوس کے ساتھہ یہ خوف لگا ہوا تھا۔ کہ کہین توران کوئی خوفناک حملہ نہ کرے۔ دوسرا

[1] پچیس برس پہلے سے افغانستان مین ایک نیا مذہب روشنائی پھیل رہا تھا اس فرقہ کا بانی بایزید انصاری تھا۔ جسکا مولد جالندھر تھا۔ اور وہ بابر کے افغانستان کی سلطنت لینے سے ایک پہلے پیدا ہوا تھا۔ بایزید کا خیال یہ تھا کہ افغانون کی سلطنت پھر بحال ہو۔ اسکی ماں کا نام بانین تھا۔ اسکا باپ اور اوس کے خاوند کا دادا دونو سگے بھائی جالندھر مین رہتے تھے۔ مگر اوس کا خاوند

یوسف زیون کا سرگروہ راہ زنی اور خلق آزاری پر کمر باندھا تھا۔ سنہ ۹۹۴ھ مین بادشاہ نے زین خان کو کلتاش کو اون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اور اوس کے پیچھے راجہ بیربر اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۵) عبداللہ کا فی گورام (یہ مقام کوہستان افغانستان مین دو دریاؤن گوتل اور قورم کے درمیان ہے) مین رہتا تھا۔ جب مغلون کا تسلط بڑھنے لگا تو بایزید کی ماں اپنے خاوند کے پاس کا فی گورام چلی گئی۔ اور بایزید وہین پرورش پایا۔ عبداللہ کو بیوی کے ساتھ التفات نہ تھا۔ آخر طلاق دیدی۔ بایزید کو سوتیلی ماں اور سوتیلے بھائی یعقوب سے بہت ایذا پہونچی۔ کیونکہ اوس کو علم کا بہت شوق تھا۔ شیخ بہاءالدین زکریا کی اولاد کے پاس تعلیم کے لئے بھیجدیا۔ چند روز کے بعد بایزید نے گھوڑون کی سوداگری کرنا شروع کی۔ اور سمرقند سے ہندوستان آیا۔ جب کالنجر پہونچا تو ملا سلیمان (یہ اسماعیلیہ مذہب رکھتا تھا) سے بیعت کی۔ یہان مدتون مذہب اسماعیلیہ کی تعلیم پائی۔ پھر اپنے وطن کا فی گورام کو گیا۔ اور پہاڑ کے غار مین خلوت نشین ہوا۔ بایزید کا مذہبی خیال خدا کے باب مین ہمہ اوست (وحدت الوجود) کا تھا۔ عبداللہ کو جب خبر ہوئی تو بحالت غضب غار مین پہونچا۔ اور بیٹے کو زخمی کرکے اس مذہب و خیال سے توبہ کرائی۔ اور سنت جماعت کے مذہب پر معاودت کرنے کے لئے عہد لیا۔ مگر جیسا باپ متعصب تھا۔ بیٹا اپنے مذہب کے تعصب مین باپ کا باپ تھا۔ اس کے بعد وہ تنگرہار کو چلا گیا۔ مہمند کے سردار سلطان احمد نے اوس کا خیر مقدم کیا۔ یہان بایزید نے اپنے مذہب مین بہت سے افغانون کو مرید کیا لیکن تاجیک سنی ملا نے تنگ کیا تو پشاور چلا گیا۔ اور غزی پہل افغان۔ خلیل اقوام۔ محمود زئی۔ عمر زئی کے افغانون کو اپنے پکے چیلے بنایا۔ غرض اب وہ دونون دین و دنیا کا رہنما بنگیا۔ مذہبی و ملکی معاملات مین دلچسپی لینے لگا۔ اور کہنے لگا کہ مجھکو الہام ہوتا ہے

حکیم ابوالفتح کو بھی اعانت وامداد کے لئے بھیجا۔ مگر جو لوگ کہ امداد کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اونہون نے زین خان کی مفید تجویزون پر عمل نہ کیا۔ اور اپنی اپنی رائے زنی کرنے لگے جس سے یوسف زیون

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۶) خدا کو دیکھتا ہون۔ خدا کے ساتھہ رہتا ہون۔ اور خلیفۃ اللہ ہون۔ یہان اوس نے اپنا نام روشنائی رکھا مریدون نے پیر روشنائی کے نام سے مشہور کیا۔ اب تو قرآن کے اسرار بیان ہونے لگے ایک کتاب خیرالبیان تصنیف کی۔ نماز مین قبلہ کے طرف منہ کرنا درست نہ سمجھا۔ وضو کی ضرورت نہ رکھی رمضان کے روزون کو فضل بہار مین دس یوم مقرر کئے۔ اور اپنے دشمنون کو مارنیکے لئے اجازت دی مسلمان اور ہندؤن کو بے ایمان بتلایا۔ اور اون کے مال کو غارت کرنے اور لوٹنے کا حکم دیا۔ خصوصاً ترک سنیون کا تو بیحد دشمن تھا۔ اپنے دشمنون پر چھوٹے چھوٹے حملے بھی شروع کر دئے۔ اور کوہستانی آزاد قومونکو جہاد کی ترغیب دی۔ اور خود بہت سی سپاہ لیکر تنگ بار کے میدان مین اترا۔ محسن غازی سے لڑکر شکست پائی۔ اور وہان سے بھاگ کر ہشت نگر آیا۔ سفر کی تکان سے بخار مین مبتلا ہوا۔ اور اسی مرض مین انتقال کیا۔ مگر اس کے مرنے سے روشنائی مذہب کی روشنی بالکل بجھی نہین۔ اور وہ شاہجہان کے زمانہ تک کچھہ نہ کچھہ اپنی چمک دکھاتی رہی۔ چنانچہ بایزید کی وفات پر اوسکا بڑا بیٹا عمر تلوار کوتاہ مین لیا۔ اور مریدونکو جمع کرکے لڑائی شروع کی۔ اور اپنے باپ کی ہڈیونکو ایک تربت مین رکھکر لڑائی مین لیجاتا تھا۔ مشرقی یوسف زیون سے مقابلہ ہوا جنہون نے عمر اور اوسکے بھائی خیرالدین کو شکست دیکر مار ڈالا۔ اور ان دونون لاشونکو مع بایزید کی ہڈیون کے جلا کر خاک کر دیا۔ اور خاک کو دریائے سندھ مین ڈبو دیا گیا اور بایزید کا چھوٹا بیٹا جلال الدین قید مین رہا۔ سنہ ۹۸۰ھ مین جب اکبر کابل سے لاہور آیا۔ تو جلال الدین (۴) سالہ کو یوسف زیون سے لیا۔ مگر یہ بیباک لڑکا موقع پاکر تیرہ کو بھاگ گیا۔ اوزبکش۔ آفریدی۔ اور کئی قومون سے اخلاص پیدا کرکے یہ لڑکا ایسی خوفناک مشعل بنا۔ کہ اسکے شعلے اکبر تک پہنچے مگر اکبر نے اوسکا نام جلالہ تاریک اور اوسکے فرقہ کا نام تاریکیان کہا۔ اس جلالہ نے اپنے تئین خدا پیدا کرکے کرشنو دیوتا کا بادشاہ اسکا خطاب پایا۔ اس نے ہندوستان مین جہاد کیا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف

اور روشنائیون کے مقابلہ مین ہمیشہ شکست حاصل ہوتی رہی۔ بلکہ ایک لڑائی مین راجہ بیربر مارا گیا۔ اور بہت سے نامور امراء اور سپاہ موت کا شکار بنے۔ اس واقعہ کے سننے سے بادشاہ کو بیحد ملال ہوا۔ خصوصاً بیربر کے مرنے سے طرح طرح کے رنج بادشاہ کو ہوئے۔ اب خود بادشاہ نے جانیکا ارادہ کیا۔ مگر امراء کی التجا سے اپنا جانا موقوف کرکے کنور مان سنگھ کو روانہ کیا۔ اور اسمٰعیل قلیخان وزین خان کوکلتاش کو بھی مان سنگھ کی اعانت کیلئے بھیجا۔ چنانچہ یہ تینون یوسف زیون اور روشنائیون کے ساتھ متعدد جنگ کرکے ہمیشہ فتح پائے یوسف زیون کے سردارون نے تو ننگ آکر امان چاہی۔ اور جلالہ آوارہ اوبار ہوکر الوس یوحانی کی مدد سے تاجرانہ طور پر غزنین آیا۔ اور شریف خان سے لڑکر غزنین کا مالک ہوگیا۔ لیکن شادمان ہزارہ نے جلالہ کو شکست دی۔ اور وہ زخمی ہوکر کوہ رباط مین پناہ لیا۔ ۱۰۰۹ھ مین مراد بیگ وہان پہونچکر جلالہ کا کام تمام کیا۔ اس اثنا مین زین خان نے قلعہ بنیر۔ قلعہ چنکاری۔ قلعہ کنشان۔ بجور۔ سواد وغیرہ کو فتح کیا۔ اور دریا ستلج کے کنارہ کابلور تک تنگاپوکی۔ جس سے راجہ نگرکوٹ۔ راجہ کوہ جمو۔ راجہ مو۔ راجہ جسوال۔ راجہ کاہلور۔ راجہ گوالیار۔ راجہ چندہ پال۔ راجہ سیبہ۔ راجہ مانکوٹ۔ راجہ جسروتہ۔ راجہ گنپور راجہ شیرکوٹ۔ راجہ بہرتہ۔ راجہ قلعہ بہلیا۔ زمیندار ہسکنٹ۔ راجہ ملادیہ۔ راجہ بہیمری وال مطیع ہوے۔ اور زین خان ان راجاؤن اور زمیندارون کو معہ پیشکش کے لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس فتح اور کامیابی پر کمال مسرت ظاہر فرمائی اور زین خان وغیرہ کو عنایات شاہانہ سے سرفراز کیا۔

اب ہم یہان پر ناظرین کو توران کے حالات سے انٹروڈیوس کراتے ہین۔ یعنے جب بادشاہ دریائے سندہ کے کنارہ پر مقیم تہا تو زابلستان جانیکے ارادہ سے دریا سندہ پر

ایک مستحکم پل بنوایا۔ جس سے توران مین ایک عجیب تھلکہ پڑا۔ اور بادشاہ کے آنے کا ایسا خوف بندہا۔ کہ بلخ کے دروازے اکثر بند رہتے تھے۔ فرمانروائے توران عبداللہ خان[1]

[1] عبداللہ خان ازبک شہنشاہ اکبر کا ہم پلہ کہلاتا تہا۔ اور اوسکا سلسلۂ نسب تا آن بزرگ چنگیز خانی سولہوین پشت مین اسطرح ملتا ہے۔ عبداللہ خان بن سکندر خان بن جانی بیگ۔ بن محمد سلطان بن ابوالخیر خان بن شیخ دولت اغلان بن ابراہیم بن یولارن بہادر بن انچہ سلطان بن محمود خواجہ خان بن قاآن بابائی بن رابل باک بن نیکا تیمور۔ بن ہاداقل بن جوجی بوقا۔ بن شیبان۔ بن جوجی بن چنگیز خان۔

سنہ ۹۴۰ھ مین عبداللہ خان پیدا ہوا۔ اس کے ورثہ مین نہایت چہوٹی سی ریاست قرمینیہ آئی۔ جس کو اوس نے اپنی بہادری سے بہت بڑہایا۔ یہ زمانہ وہ تہا کہ براق خان بن سویچک خان بن ابوالخیر خان (جو ترکستان وماوراء النہر پر غالب ہوا تہا) کا انتقال ہونیسے قوم ازبک کی فرمانروائی متفرق ہوگئی تہی۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ وہ ساری قوم کا سردار ہوتا۔ چنانچہ برہان بخارا مین اور سلطان سعید خان سمرقند مین پیر محمد خان بلخ مین حکومت کرتے تہے۔ عبداللہ خان اپنی مردانگی سے سب پر غالب آیا۔ اور کہا کہ اس اولوس مین میرے باپ سکندر خان سے کوئی بڑا نہین ہے۔ اسلئے بزرگون کی آئین کے موافق خطبہ وسکہ اسکے نام پر جاری ہونا چاہیے۔ جسکو سب نے ناگزیر منظور کیا۔ اور سنہ ۹۶۹ھ مین عبداللہ خان نے اپنے باپ کو ساری قوم ازبک کا خاقان بنایا۔ گو سکندر خان خاقان تہا مگر سلطنت کا مختار و مدار علیہ عبداللہ خان تہا۔ اسنے اپنے باپ کی زندگی مین سمرقند تاشقند۔ ترکستان۔ فرغانہ۔ اندجان فتح کرلیا۔ اور باپ کی وفات پر کل قوم ازبک کا خاقان ہوگیا۔ ازبکونکی جو متفرق ریاستین تہین۔ وہ سب اسکے قبضہ مین آکر ایک ہوگئین۔ اب عبداللہ خان نے خراسان کا حصہ عظیم اور خوارزم سے بدخشان کے فتح کیا۔ ان فتوحون نے عبداللہ خان کی قوت کو بہت مستحکم کیا جس سے اکبر کا ہم پلہ کہلانے لگا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

نے مصلحت وقت کے لحاظ سے نیازمندی اور نیایش گری اختیار کی۔ بہت سے تحف و ہدایا ارسال کیا۔ اور ایلچی کے ذریعہ کہلا بھیجا۔ کہ "آپ اور ہم ملکر شاہ ایران سے عراق۔ خراسان۔ فارس کو لے لینگے"۔ جسکا جواب بادشاہ نے مرزا فولاد کے ہاتھ یہ روانہ کیا کہ "شاہ ایران خاندان نبوت سے انتساب رکھتا ہے۔ اسکا پاس ہمکو ہے۔ آئین وکیش کے اختلاف کو ملک ستانی کیلئے سرمایۂ آویزش نہین کرنا چاہئے۔ سوائے اسکے میرے اور شاہ ایران کے درمیان دوستی و آشنائی ہے۔ اس لئے میرا ارادہ اوس سے لڑنیکا ہرگز نہین ہے"۔ اسکے بعد بھی والی توران کے ایلچی اکثر آتے رہے۔ چنانچہ احمد علی اور ملا حسینی ایلچیان توران بیمار ہوکر ہندوستان ہی مین مرگئے

توران و ایران کے بادشاہونکو جو مراسلات ابوالفضل سے لکھا کر شہنشاہ نے بھیجے ہین وہ ڈپلومیٹک تحریرات کے ایشیائی زبان مین بیمثل نمونے ہین۔ اور وہ تمام رقعات ایک جائے کتابی صورت مین ابوالفضل کے نام سے موسوم اور طبع ہو چکے ہین۔ اور اکثر طالب علم استفادہ حاصل کرتے ہین۔ جن سے ہمارے ناظرین خوب واقف ہین۔ اسلئے ہم کو اون رقعات کے نقل یا ترجمہ کرنے کی چندان ضرورت نہین ہے۔ الغرض اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان بادشاہون مین ہمیشہ اتحاد و وداد کی نیت رہی۔ اور مدام یکجہتی سے گذری۔

اگرچہ عبداللہ خان دادگری کیساتھہ زندگی بسر کرتا تھا۔ مگر اوس کے بیٹے عبدالمومن نے ظلم و زیادتی سے اکثر خاندانون کو تباہ کیا۔ اور تخت نشینی کی آرزو نے تو اسکو باپ کی جان لینے پر بھی آمادہ کیا۔ چنانچہ اس بدبخت کے اشارہ سے محمد باقی وکیل نے زہر دیکر عبداللہ خان کا کام تمام کیا۔ مگر چند ہی روز عبدالمومن نے سلطنت کی۔ اسکے بعد اوس کو لوگون نے مار ڈالا اور باقی خان حاکم ہوا۔ اس کے بعد ماوراء النہر طوائف الملوک بنگیا۔ ادہر شاہ ایران نے

خراسان لے لیا۔ لیکن اکبر نے اس موقع سے فائدہ اُٹھانا نہ چاہا۔ ورنہ اکثر امرا نے بادشاہ کو توران فتح کرنیکی صلاح درائے دی تھی۔

اب ہمکو یہان پر عہد اکبری کے بعض حوادث بدخشان کا بیان بھی اجمالاً تحریر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یعنے مرزا شاہرخ بن مرزا ابراہیم اپنی ماں خانم کے بہکانے سے اکثر دفعہ اپنے دادا مرزا سلیمان حاکم بدخشان سے لڑتا رہا۔ فتح و شکست کی حالت دونون طرف برابر رہی۔ اور بعض موقعون پر پوتے اور دادا مین صلح بھی ہوجاتی تھی۔ مگر مرزا سلیمان کو پوتے کے ان حرکات ناشائستہ سے ہمیشہ ملال رہتا تھا۔ آخر مرزا سلیمان کو حج کی سوجھی۔ اولاً وہ اکبر کے پاس ہندوستان آیا۔ بادشاہ نے اوسکی حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کرکے بنگالہ کی حکومت عطا کی۔ مگر بدخشان کی سلطنت اور پوتے سے عوض لینے کی آرزو کے باعث مرزا سلیمان نے بنگالہ کی حکومت پسند نہ کی۔ اور حجاز کی اجازت لیکر روانہ ہوا۔ جب مرزا شاہرخ کی والدہ خانم کو مرزا سلیمان کے ہندوستان جانے اور اکبر سے ملاقات کرنیکی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے بھی اپنے ارادت و عقیدت کی ایک عرضداشت معہ تحائف و ہدایا کے بادشاہ کی خدمت مین ارسال کی۔ بادشاہ نے اوسکو قبول فرماکر نہایت نوازش فرمائی۔ اس اثنار مین مرزا سلیمان جو حجاز کے ارادہ سے روانہ ہوا تہا۔ اوس ارادہ کو تمام چھوڑکر ایران گیا۔ اور شاہ اسمٰعیل طہماسپ سے مرزا شاہرخ کی سرکوبی کے لئے امداد چاہی۔ چنانچہ شاہ ایران نے کچھ سپاہ اوسکی کمک کے لئے نامزد کی۔ جب سلیمان ہرات مین پہونچا تو شاہ اسمٰعیل کے انتقال کی خبر سنی۔ جس سے اوسکو بڑی مایوسی ہوئی۔ آخر وہان سے نکلکر قندہار آیا۔ اور مرزا مظفر حسین حاکم قندہار سے اعانت کی درخواست کی۔ مگر اوس نے منظور نہ کیا۔ پھر مرزا سلیمان کابل آیا۔ اور مرزا محمد حکیم کو اپنی امداد پر آمادہ کرکے شاہرخ سے لڑنیکے لئے روانہ ہوا۔ اور حدود طالقان مین دادا پوتے کے درمیان لڑائی

ہوئی۔ مگر محمد قلی نے مصالحت کرادی۔ اور سلیمان و شاہرخ مین ملک کی تقسیم ہی ہوگئی۔ مرزا محمد حکیم کابل چلاگیا۔ چند روز بھی امن و امان سے نہین گذرے۔ کہ پھر سلیمان و شاہرخ مین نزاع پیدا ہوگئی۔ آخر اس آپس کی نااتفاقی و نزاع کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ خان حاکم توران نے بدخشان پر قبضہ کرلیا۔ اب تو دونون پر اوبار آیا۔ انہین ایام مین شاہرخ کی والدہ خانم کا بھی انتقال ہوگیا۔ باقی جو کچھ بچا بچایا ملک دادا پوتے کے قبضہ مین تھا۔ اون مین سے ایک ایک کرکے والی توران کے قبضہ مین جانے لگا۔ مگر اس وقت سلیمان و شاہرخ مین ملاپ ہوگیا تھا۔ مگر یہ اتفاق لاحاصل تھا۔ کیونکہ ملک تو دشمن کے قبضہ مین جاچکا تھا۔ آخر شاہرخ اپنے تینون بیٹے حسن و حسین اور بدیع الزمان کو معہ اپنے عیال و چند ملازمون کے ساتھہ لیکر ہندوستان روانہ ہوا۔ اور مرزا سلیمان کو مرزا حکیم نے کچھہ دیہات لغانات مین دیدئے۔ جہان وہ بدخشان لینے کے منصوبے سوچنے لگا۔ اب شاہرخ کی سنئے۔ کہ وہ سیکڑون مصیبتین دشوار گذار راستون کی جھیلتا۔ اور دشمنون و قزاقون سے مقابلہ کرتا ہوا ہزارخرابی فتحپور سیکری مین پادشاہ کا قدمبوس ہوا۔ پادشاہ نے شاہرخ پر کمال درجہ عنایت و شفقت مبذول کرکے اپنی بیٹی شکرالنسا بیگم کا نکاح کردیا۔ اور الوہ کی صوبہ داری اور شصت ہزاری منصب سے بھی ممتاز کیا۔ چنانچہ مرزا شاہرخ کا ذکر اس کے قبل گجرات و احمدنگر کی لڑائیون مین بیان ہوا ہے۔ جس سے ہمارے ناظرین بخوبی واقف ہین۔

ادھر مرزا سلیمان نے مرزا حکیم کی امداد سے کچھہ بدخشی و کابلی سپاہ لیکر بدخشان کی فتح کے لئے غنیم پر یورش کی۔ مگر افسوس ہے کہ شکست پائی۔ ناچار وہان سے بھاگ کر زابلستان کا رخ کیا۔ اور کنورمان سنگھ کے ذریعہ پادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اکبر نے مرزا کو لاہور مین رکھا۔ چند روز کے بعد ۹۹۷ھ مین بعمر ۷۷ سالہ اس دنیاے فانی سے

رخصت ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے زین خان کوکلتاش کو زابلستان کی راہ مین امن وامان قایم کرنے اور وہان کے راہزنون اور قزاقون کو سزا دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور زابلستان کے راستہ پر امن ہوگیا۔ اس اثنا مین ایک شخص ہمایون نامی اپنے کو مرزا سلیمان کا بیٹا بتا کر کہسار مین حکومت کرنے لگا۔ مرزا بدیع الزمان (جو بادشاہ کا خواہرزادہ تھا) کچھ سپاہ لیکر حصار سے گیا۔ اور اوس سے لڑکر غالب ہوا۔ ہمایون مارا گیا۔ مرزا نے بادشاہ کے نام کا خطبہ اور سکہ بدخشان مین جاری کیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آلات جنگ سے اوس کی امداد کی۔ اور ملک بدخشی کو لعل بدخشان کی کان کا داروغہ بنا کے بھیجا۔ مگر ابھی یہ سامان بدیع الزمان کے پاس نہین پہونچا تھا۔ کہ باقی خان حاکم توران نے ایک لشکر گران بدخشان بھیجا۔ لڑائی ہوئی تورانیون نے فتح پائی۔ بدیع الزمان زندہ گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ بادشاہ نے یہ واقعہ سنا تو باقی خان کے بھائی پایندہ خان (جسکو ولایت گرم سیر مین شاہ بیگ خان نے گرفتار کیا تھا) کو مرزا والی کے حوالہ کیا۔ جس نے اپنے بھائی بدیع الزمان کے خون کا انتقام لیا۔

اب کچھ حالات شاہزادہ سلیم[1] (جہانگیر) کے لکھے جاتے ہین۔ کہ جسوقت بادشاہ سنہ

---

[1] شاہزادہ سلیم اکبر کا لڑکا بیٹا اور متون مرادون کا فرزند تھا۔ کیونکہ جب بادشاہ کو ۳ ربیع الاول سنہ ۹۶۹ھ کو دو بیٹے توام حسن وحسین پیدا ہوے۔ اور ایک ہی مہینے کے بعد انتقال کر گئے جس سے بادشاہ ہمیشہ ملول ومغموم رہتا تھا۔ ایک دفعہ موضع سیکری مین ایک درویش شیخ سلیم نام صاحب حال کے پاس گیا۔ اور شیخ کی حالت توجہ وبیخودی مین پوچھا۔ کہ مجھکو کتنے فرزند پیدا ہونگے۔ شیخ نے جواب دیا کہ خداوند عالم تین فرزند عطا کرے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہ مین رکھونگا

مین دکن کیجانب روانہ ہوا تو سلطان سلیم کو شہنشاہی کا خطاب دیکر اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور شاہزادہ باپ کے جانیکے بعد چندروز شکار کھیلتا رہا۔ وہان سے رانا کے استیصال کے لئے اودیپور گیا۔ اور رانا کوہستان مین بھاگ گیا۔ واپسی پر بعض خوشامدی مقربون اور ہمنشینون نے شاہزادہ کو یہ پٹی پڑہائی کہ بادشاہ تو دکن کی تسخیر مین مشغول ہے۔ اس موقع پر یہ بہتر ہوگا کہ اکبرآباد کے پرگنے جو سیر حاصل ہین۔ اون پر قبضہ کرلیا جائے۔ شاہزادہ کو بھی یہ بات پسند آئی۔ اور اکبرآباد۔ اودہ بہار۔ کالپی۔ جونپور وغیرہ صوبون پر تصرف کرکے اپنے مصاحبون مین تقسیم کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو سخت ملول ومغموم ہوا۔ مگر مراد ودانیال کی بیوقت موت نے بادشاہ کی کمر توڑدی تھی۔ اب صرف سلیم ہی زندہ تہا۔ اس لئے سختی نکرسکا۔ بلکہ لطف وشفقت سے فرمان عتاب لکھا۔ اور دکن کی مہم خانخانان وابوالفضل کے تفویض کرکے معاودت فرمائی۔ شاہزادہ بادشاہ کی آمد سنکر اکبرآباد ہوتا ہوا الہ آباد گیا۔ اور انہین ایام مین ابوالفضل کا کام ترسنگدیو بندیلہ کے ہاتھ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۵۳) شیخ نے کہا کہ ہم نے اوس کو اپنا ہم نام کیا۔ چنانچہ بادشاہ نے خود دہائی دیکر زمانی کو (جسکا نام سلیم تہا) شیخ کے گہر بہیجدیا۔ جہان ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ روز چہارشنبہ کو فرزند نرینہ تولد ہوا۔ سلیم نام رکہا گیا۔ گو بادشاہ سلیم کو ہمیشہ شیخو بابا کہتا تہا۔ کبھی سلیم کہکر نہین بلایا۔ اس کے بعد بادشاہ نے دہ منت اوا کی جو بیٹا پیدا ہوگا تو پاپیادہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اجمیر جاوینگا۔ اور اوس کو روضہ موضع سیکری کو ۱۴ یا ۱۵ برس کے عرصہ مین ایک عظیم الشان شہر بنادیا۔ ۹۷۸ھ مین شاہزادہ مراد پیدا ہوا جسکا انتقال ۱۰۰۴ھ مین بعمر ۳۰ سالہ ہوگیا۔ اوسکو ایک بیٹی تہی جسکی شادی جہانگیر نے اپنے بیٹے پرویز سے کی۔ اور ۹۷۹ھ مین دانیال تولد ہوا۔ جس نے ۲۸ شوال ۱۰۱۳ھ مین بعمر ۳۳ سالہ وفات پائی۔ اسکے تین بیٹے۔ طہمورث۔ ہوشنگ۔ یسنغر چار بیٹیان۔ سعادت بانو۔ بلاقی بیگم۔ ماہی بیگم۔ برہانی بیگم تہین۔ ۱۲ مؤلف۔

تمام کیا۔ بادشاہ نے ایک اور فرمان بیٹے کے پاس یہ بھیجا۔ کہ صوبہ بنگالہ واڈیسہ ہم نے تمکو مرحمت کیا۔ فوراً وہان جاکر انتظام کرو۔ اس کے بعد اپنی بیوی سلطان سلیمہ بیگم کو بھی سلیم کی فہمایش و دلجوئی کے لئے روانہ کیا۔ مگر سلیم کے دل سے وسوسہ اور دغدغہ دور نہوا۔ اور ایک عرضداشت باپ کے پاس اپنی دادی مریم مکانی کے بھیجنے کے لئے دوست محمد کے ہاتھہ بھجوائی۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنی ماں (مریم مکانی) کو روانہ کیا۔ اور سلیم دادی کے ساتھہ آگرہ آیا۔ اور دادی کے محل مین باپ بیٹے کا قرآن السعدین ہوا۔ بیٹا باپ کے قدمون پر گرا۔ باپ نے گلے لگایا۔ اور اپنی دستار اوس کے سر پر باندہی جانشینی کی نوید سنائی۔ مگر چند روز کے بعد شاہزادہ نے وہی بدچلنیان شروع کردین۔ اس اثنار مین مریم مکانی (اکبر کی ماں) نے انتقال کیا۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ روز دوشنبہ کو بادشاہ کا مزاج مرکز اعتدال سے منحرف ہوا۔ بخار کی شدت اسہال دموی کی کثرت ہوئی۔ راجہ مان سنگہ اور خان اعظم (جو انتظام سلطنت کے اعلی رکن تھے) نے یہ صلاح و سازش کی۔ کہ بادشاہ کی وفات پر سلیم کے بیٹے خسرو (جو راجہ مان سنگہ کا بہانجا اور خان اعظم کا داماد تھا) کو تخت نشین کیا جائے۔ اور ان دونون نے قلعہ آگرہ کی (جہان اکبر بیمار پڑا تھا) اپنی سپاہ سے خوب حفاظت کی۔ جب سلیم کو اس سازش کی خبر لگی تو وہ آگرہ سے کچھہ دور چلا گیا۔ اور سلیم کا دوسرا بیٹا خرم (شاہجہان) دادا کی بیمارداری مین پلنگ سے لگا رہا۔ جب بادشاہ نے زندگی سے مایوسی دیکھی تو فوراً سلیم کو بلایا۔ اور اپنی خاص تلوار۔ دستار۔ خلعت شاہانہ اوسکو پہناکر بادشاہ بنایا۔ اور آیندہ انتظام سلطنت وخاندان کی خبرگیری کے لئے وصیت کی۔ اور بلاصد رجہان کے ہاتھہ پر توبہ کرکے انتقال کیا۔ اکبر کی تاریخ وفات مین مورخون کا اختلاف ہے۔ مگر زیادہ تر صحیح تاریخ ۱۳ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ ہے۔ ۶۳ سال کی عمر تھی۔ ۴۹ سال ۱۰ ماہ سلطنت کی۔ اور بعد مرنیکے عرش آشیانی خطاب پایا۔

اکبر کے انتقال کے وقت متروکات کی تفصیل یہ تھی۔ دس کڑور روپیہ طلائی۔ ہزار کڑور کے لعل خاصہ۔ دس من پختہ طلا غیر مسکوک۔ ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک۔ ۶۰ من پختہ پول سیاہ۔ ۵ ہزار کڑور تنکہ۔ ۱۲ ہزار اسپ خاصہ ۶ ہزار فیل خاصہ۔ ۸ ہزار حلقۂ آہو۔ کچھ کم ہزار چیتا۔ غرضکہ اس متروکات سے اور اشیاء کا بھی قیاس ہوسکتا ہے۔ کہ کس کثرت سے ہوگا۔ قطعہ تاریخ انتقال حسب ذیل ہے۔

جلال الدین محمد شاہ اکبر — زدنیا گشت سوئے خلد راہی

چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست — ندا آمد کہ یک طالب الٰہی

اب ہم کو آئین اکبری سے انتظام سلطنت اکبری کا حال ناظرین کے لئے اجمالاً لکھنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا انتظام ہندوستان مین پہلے کسی بادشاہ و راجہ (مہاراجہ) کے عہد مین نہین ہوا۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ ان اصول کا تخم شیر شاہ نے بویا تھا۔ جسکو اکبر نے باور کیا۔ اور شیر شاہ کے تمام ضوابط و دستور شتی بدستور قایم رکھے۔ شہنشاہ اکبر شیر شاہ اور سلیم شاہ کی قابلیتون و لیاقتون کا قائل تھا۔ اور انکو ملائک السلاطین کہتا تھا۔ جب ہندوستان مین انگریزی سلطنت کا اغاز ہوا تو ہندؤن کے آئین و قوانین تو قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے تھے۔ انگلستان کے انگریزی قوانین اول تو کچھ تھے ہی نہین۔ اور جو تھے اون مین ایک قانون بھی ایسا نہ تھا۔ کہ وہ ہندوستان مین جاری ہوسکتا۔ اس لئے ناچار برٹش گورنمنٹ کو مسلمانون کے قوانین پر (جو یہان جاری تھے) چلنا پڑا۔ یہ مسلمانی قوانین اکثر وہ تھے۔ جو آئین اکبری مین لکھے ہوے ہین۔ مگر برٹش گورنمنٹ نے بتدریج اوسکو ایسا بدلا کہ بالکل اوس کی کایا پلٹ ہوگئی۔ تاہم ان قوانین اور آئین اکبری کے قوانین کے اصل اصول مین مشابہت و مماثلت باقی ہے۔ آئین اکبری کو انگریزی قوانین کا پرو ٹوٹائپ (اصل) کہتے ہین۔

الغرض اکبر نے بہت کچھ آئین مقرر کئے تھے۔ جن پر اب تک عملدرآمد ہو رہا ہے۔ چنانچہ آبادی خزانہ۔ اجناس۔ دارالضرب۔ عمارت۔ تقسیم سپاہ۔ دربار۔ کورنش و تسلیم۔ ایستادن و نشستن۔ محصول زمین۔ گز۔ پیمانہ وغیرہ کے آئین مقرر تھے۔ اور آبدارخانہ۔ فراش خانہ۔ میوہ خانہ۔ خوشبوخانہ۔ توشک خانہ۔ تصویرخانہ۔ کتاب خانہ۔ شکارخانہ۔ توپ خانہ۔ فیلخانہ۔ گاڑیخانہ۔ اشترخانہ وغیرہ کے جداجدا صیغے قایم تھے۔ اکبر کے زمانہ مین سکون کے نام مختلف و متعدد تھے۔ طلائی سکون کے نام (سہنسہ۔ رہس۔ آتمہ۔ بہت۔ چگل۔ لعل جلالی۔ گرد۔ آفتابی۔ الٰہی لعل جلالی۔ مدل گلڈیا مہرگرد۔ محرابی۔ معینی۔ چارگوشہ گرد۔ دہن لعل۔ لعلی۔ ربی۔ من۔ نصف سلیمی۔ فتح۔ پاؤ۔ تمنی۔ کلا۔ (۱/۸) تھے۔ اور نقروی سکے۔ (جلالہ۔ ارسب۔ جران۔ پاؤ۔ اشٹ۔ وسوا۔ کلا۔ سوکی۔) کہلاتے تھے۔ مسی سکون کو (دام۔ ادھیلا۔ پاولا۔ وطرئی) کہتے تھے۔ اور ان تمام طلائی۔ نقروی۔ مسی سکون کا وزن مختلف اور صورت متفرق تھی۔ علی ہذا ہر ایک کی قیمت مین بھی کم و زیادتی تھی۔ ۹۹۲ھ مین امیر فتح اللہ شیرازی نے بادشاہ کے حکم سے تاریخ الٰہی کا آغاز کیا۔ سال و ماہ شمسی کو حقیقی سمجھا۔ اور سال کبیسہ کو دور کیا۔ مہینون اور دنون کے فارسی نام قایم رکھے۔ مہینے کے دن ۲۹ سے ۳۲ تک کئے گئے۔ ابوالفضل نے لکھا ہے کہ ۴۰ سنہ الٰہی مین بادشاہ کے قلمرو مین ۲۷۳۷ قصبے اور ۵۰ سرکارین تھین۔ جب بندوبست دہ سالہ ہوا تو سارے ملک کی آمدنی مین ارب ۶۲ کروڑ ۹۷ لاکھ ۵۵ ہزار ۲ سو ۶۲ دام ہوئی۔ اور ۱۲ لاکھ برگ تنبول۔ بادشاہ نے ملک کے ۱۲ حصے کرکے ہر ایک کا نام صوبہ رکھا جسکی تفصیل یہ ہے الہ آباد۔ آگرہ۔ اودہ۔ اجمیر۔ احمدآباد۔ بہار۔ بنگالہ۔ دہلی۔ کابل۔ لاہور۔ ملتان۔ مالوہ۔ جب برار و خاندیس و احمدنگر فتح ہوگئے تو یہ تین صوبے اور زیادہ ہوکر ۱۵ صوبے ہوگئے۔ شہنشاہ اکبر ایام طفلی مین علم سے بے بہرہ رہا۔ بڑی عمر مین لکھنا پڑھنا سیکھا۔ اور خدا

داد و ذہانت جودت طبیعت نے ارباب علم کی صحبت سے اوسکو نظم و نثر کے دقائق پر خوب حاوی کردیا۔ اور علم کی قدرشناسی سے اکثر کتب سنسکرت اور عربی کے ترجمے کئے گئے۔ چنانچہ سنسکرت سے اتھربن وید۔ مہابھارت۔ رامائن۔ لیلاوتی۔ تاجک۔ ہرنبس۔ نل دمن۔ سنگاسن بتیسی۔ اور عربی سے جامع رشیدی۔ معجم البلدان۔ کلیلہ دمنہ وغیرہ کے فارسی ترجمے اسی بادشاہ کے عہد میں ہوے۔ اور تاریخ الفی۔ تاریخ کشمیر۔ داستان امیر حمزہ وغیرہ کی تصنیف ہوئی۔

بادشاہ کے مذہبی خیالات کا اصل حال ابوالفضل اور عبدالقادر بدایونی کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے ان دونوں میں بڑا اختلاف ہے۔ بدایونی کے بیان سے بادشاہ بیدین ثابت ہوتا ہے ابوالفضل لکھتا ہے۔ کہ بعض باتیں اکبر نے مصلحت وقت اور اقتضائے سلطنت کے لئے اختیار کی تھیں عبدالقادر اپنے بیان کی تصدیق میں بادشاہ کے یہ حرکات و سکنات اور ارادت و عقیدت پیش کرتا ہے۔ کہ اکبر نے علما کی تکفیر و تذلیل کی۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کو یک لخت موقوف کیا۔ خطبوں سے نعت نکالدیگئی۔ آفتاب پرستی۔ آتش پرستی۔ ہوم۔ اختیار کیا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑھایا۔ اول مجتہد۔ بعد نام مہدی آخر الزمان۔ آخر میں پیمبر پھر وہاں سے خدا بنا۔ چند رفقا کے ایجاد و اختراع رہوا۔ اور علانیہ طور پر کلمہ لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ پڑھنا قرار پایا۔ شراب نوشی کی اجازت دی۔ گوشت کھانیکی ممانعت کی۔ اپنے مذہب کا نام توحید الٰہی رکھا۔ اسلام کی مخالفت کی۔ ختنہ اور جزیہ معاف کیا۔ ابوالفضل نے لکھا ہے۔ کہ اکبر نے کبھی خدائی یا پیغمبری کا دعوے نہیں کیا۔ یہ سب افترا ہے۔ مگر بات تو یہ ہے۔ کہ اکبر نے ۱۶۱۴ء میں وفات پائی۔ اور عبدالقادر کی تاریخ ۱۶۰۴ء کے حالات پر ختم ہوئی۔ ابوالفضل ۱۶۰۱ء میں انتقال کیا۔ اور اکبر کے مرنیسے پہلے اوسکی آئین اکبری اور اکبر نامہ ختم ہوگئے۔ اسلئے اکبر کے مذہبی خیالات کے تغیرات کا ذکر آخر دس برس میں کسی مورخ نے نہیں لکھا۔ اکبر کے خیالات مذہبی ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔

معلوم نہین کہ اس آخر دس سال مین کیا کیا تغیر و تبدل ہوا۔ جہانگیر کی توزک جہانگیری کا ترجمہ انگریزی زبان مین میجر پرائس صاحب نے کیا ہے۔ جسمین یہ فقرہ لکھا ہے کہ شہنشاہ نے سب سے بڑے مولوی کے ہاتھہ پر توبہ کی۔ اور کلمہ پڑہ کر حنفی مسلمانونکی طرح وہ اس دنیا سے رخصت ہوا اکبر نے منصب کے ۶۶ مراتب مقرر کئے تھے۔ اور منصب کا پایہ دہ باشی سے دہ ہزاری تک تہا۔ پنجہزاری سے زیادہ کا منصب اپنے خاص فرزندون کے لئے تجویز کیا تہا۔ الغرض شہنشاہ اکبر کے آئین سلطنت پر نظر ڈالنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ من حیث المجموع جملہ صفات نیک وخصائل حمیدہ کا مجموعہ تہا۔ اور رعایا کے ساتھہ ایسی محبت و ہمدردی پیدا کی تہی۔ کہ ہندو مسلمان آپس مین برادرانہ برتاؤ رکہتے تھے۔ اور بادشاہ کے فرمان کو الہام یا وحی تصور کرتے تھے۔ زندگی مین تو اچھی ہی گذری۔ مگر بعد رحلت بہی ہندؤن نے اس قدرت الٰہی کو اپنے معبودون کے طرح پوجا۔ اور بعض مسلمانون نے بہی اسکو ولی جانا۔ اوسکے قبر کا ایک بدیہی تصرف یہ ہے۔ کہ جسوقت قیصر ہند کا نائب السلطنت لارڈ نارتھہ بروک گورنر جنرل اوس کی قبر کی زیارت کو آیا تو اپنے جیب خاص سے دس ہزار روپیہ کا غلاف قبر پر چڑہایا۔ بس اس سے زیادہ کوئی معیار انسان کی عزت کا نہین ہے۔ کہ حیات اور وفات کے بعد خلائق کے عوام وخواص کا۔ اور مخالف موافق کا مقبول ہو۔ تمام مہذب قومین شہنشاہ اکبر کا نام نہایت تعظیم وتکریم سے لیتے ہین۔

شہنشاہ ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی

شہنشاہ جہانگیر ۸ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ آم اکتوبر ۱۶۰۵ء کو بعمر ۳۸ سالہ دارالخلافہ آگرہ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ نورالدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب ونام رکہا۔ اور ایک زنجیر عدل خالص

طلا کی جس کا طول ۳۰ گز تھا۔ ستم رسیدون اور مظلومون کی دادخواہی کے لئے تیار کی۔ جسکا ایک سرا قلعہ کے بڑے کنگرہ سے استوار کرکے دوسرا سرا دریا کے کنارے ایک میل سنگین سے مستحکم کیا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے دوازدہ احکام جاری کئے۔ جسکا ملخص یہ تھا۔ کہ رعایا سے راستون شہرون۔ اور بندرگاہون کا محصول نہ لیا جائے۔ جاگیردار اپنے اپنے علاقون مین مسافرون کے آرام کے لئے مسجد۔ سرا۔ چاہ بنوائین۔ ہر ایک میت (خواہ مسلمان ہو یا ہندو) کا مال اوس کے وارثون کو دیا جائے۔ اگر لاوارث ہو تو اوس مال کو سرا۔ مسجد۔ چاہ وغیرہ۔ بنانے کے کام مین لگایا جائے۔ تمام مسکرات کو کوئی بنائے۔ اور نہ بیچے۔ کسی جرم کی سزا مین ناک۔ کان نہ کاٹے جائین۔ کوئی جاگیردار یا عامل خالصہ رعایا کی زمین زبردستی نہ لے۔ بے حکم شاہی کوئی جاگیردار یا عامل وطن کے آدمیون سے رشتہ پیدا نکرے۔ بڑے بڑے شہرون مین شفاخانے بنائے جائین۔ اور دوا وغذا کا خرچ سرکار سے ملا کرے۔ سوداگرون کو کوئی تکلیف نہ دیجائے۔ کوئی عامل کسی قصبہ یا گاؤن مین بلا کرایہ رعایا کے مکان مین اقامت نکرے۔ ان احکام کی اجرائی کے بعد بادشاہ نے تمام ممالک محروسہ کے قیدیون کی رہائی کا حکم دیدیا۔ کہتے ہین کہ صرف قلعۂ گوالیار سے ۷ ہزار قیدی چھوٹے۔ اب اس پر سے تمام قلعون کے قیدیون کی تعداد کا قیاس لگانا چاہیے۔ کل ہندوستان مین باستثناء ملک بنگال ۲ ہزار ۴ سو قلعے نہایت مستحکم و استوار تھے۔

سونے چاندی کے سکے جو مسکوک ہوے۔ ہر ایک کا نام بادشاہ نے جداگانہ رکھا۔ چنانچہ طلائی سکے[1]

[1] نورشاہی ۱ تولہ۔ نورسلطانی ۵ تولہ۔ نوردولت ۱۰ تولہ۔ نورکرم ۱ تولہ۔ نورمہر ۵ تولہ۔ نورجہانی یک تولہ۔ نورانی نصف تولہ۔ رواجی پاؤ تولہ۔ کوکبہ ۱ تولہ۔ کوکب اقبال ۵ تولہ۔ کوکب مراد ۱۰ تولہ۔ کوکب بخت ۱ تولہ۔ کوکب سعد ۱ تولہ۔ جہانگیری یک تولہ۔ سلطانی نصف تولہ۔ شاہی پاؤ تولہ۔ خیر قبول ۱/۲ حصہ ۱۲ مولف

نورشاہی۔ نورسلطانی۔ نوردولت۔ نورکرم۔ نورمہر۔ نورجہانی۔ نورانی۔ رواجی سے موسوم ہوئے اور نقرئی سکے۔ کوکب۔ کوکب اقبال۔ کوکب مراد۔ کوکب بخت۔ کوکب سعد۔ جہانگیری سلطانی نثاری۔ خیر قبولی۔ نام پائے۔ تانبے کے سکون کے بھی علیحدہ علیحدہ نام رکھے گئے۔ اکثر سکون کو اشعار[1] اور کلمہ سے زینت دی گئی۔ بعدازاں بادشاہ نے اپنے بیٹے خسرو کو ایک لاکھ روپیہ مرحمت کرکے حکم دیا۔ کہ قلعہ کے باہر جو منعم خان خانخانان کی حویلی ہے۔ اوسکو اپنی سکونت کیلئے درست کرے۔ اور سعید خان کو پنجاب کی حکومت عطا کی۔ شیخ فرید بخاری (جو عہد اکبر ہی میں میربخشی تھا) کو خلعت و شمشیر و مرصع و دوات و قلم مرصع عنایت کرکے پہلی خدمت پر بحال رکھا۔ مقیم کو کہ وزیرخان کو ممالک محروسہ کی وزارت دی۔ خواجہ فتح اللہ اور عبدالرزاق معموری سے سابق خدمات بخشی گری سے ممتاز ہوئے۔ امین الدولہ آتش بیگی کی خدمت پایا۔ شریف خان (جو جہانگیر کی خردسالی کا رفیق تھا) کو منصب پنجہزاری ذات و سوار و خطاب امیرالامرائی عطا کرکے وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا۔ اور رانا کی گوشمالی کے لئے اپنے بیٹے پرویز کو نامزد کرکے آصف خان پنجہزاری کو اوس کا اتالیق بنایا۔ اور مہر آل تمغا (آل تمغا وہ ہے کہ بادشاہ اسکیسکو کوئی جاگیر بطریق ملکیت عطا کرے) جو پہلے شنجرف سے لگائی جاتی تھی۔ اوس میں بادشاہ نے یہہ ایزاد کی کہ مہر لگنے کی جگہ طلا پوش کرکے مہر لگائی جائے۔ اور اوسکا نام التون تمغا (مہر زرین) رکھا جائے۔ مرزا زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی (جو خردسالی سے جہانگیر کی خدمت کرتا تھا۔ اور احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہونچا تھا) کو منصب ہزار پانصدی

[1] سکہ کا مضمون تفصیل کیساتھ ہم آیندہ کسی مقام پر لکھینگے جہین سکہ کی ابتدا اور ہر ایک زمانہ کی ترکیب و وضع نقش و نگار اور وزن وغیرہ کی تصریح (ناظرین کی معلومات کیلئے) دلچسپ پیرایہ مین بیان کرینگے۔ ۱۲ مولف۔

اور خطاب مہابت خان سے سرفرازی بخشی۔ الغرض جہانگیر نے اپنے جلوس کے موقع پر ہر ایک امیر کو خطاب منصب خدمت وغیرہ سے ممتاز کیا۔ انہین ایام مین جہانگیر کا بیٹا خسرو نیچہ ۱۰۱۴ھ کو ۳۵۰ سوار کے ساتھہ بھاگ گیا۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ جب امیر الامرا نے بادشاہ کو یہ خبر کی تو سخت متردد ہوا۔ اور شیخ فرید کو اوسکی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ اور خود اوس کے تعاقب مین چلا۔ ادہر خسرو سیدہا لاہور پہونچکر اوس کا محاصرہ کیا۔ مگر دلاور خان اوس کے اول ہی قلعہ کے دروازے اور برج مستحکم و استوار کر لیا تہا۔ نو روز تک خسرو نے قلعہ کا محاصرہ رکہا۔ جب اوس کو معلوم ہوا کہ بادشاہ خود اوس کے تعاقب مین آرہا ہے تو محاصرہ چہوڑکر بادشاہ کے مقابلہ کے لئے تیار رہوا۔ اسوقت خسرو کے پاس پچاس ہزار کے قریب لشکر جمع ہوگیا تہا۔ جسکا گھمنڈ اوس کو بہت تہا۔ اتنے مین شیخ فرید خسرو کے قریب آیا۔ اور لاہور سے بہادر خان بہی اوس کی امداد کے لئے آگیا۔ کیونکہ خسرو نے لاہور کا محاصرہ اوٹھا دیا تھا۔ ان دونون کے پاس تخمیناً ۱۴ یا ۱۵ ہزار سوار تھے۔ جب اس لشکر قلیل کا مقابلہ خسرو کے لشکر کثیر سے ہوا تو ایک جنگ عظیم ہوئی۔ جسمین دس ہزار آدمی مارے گئے۔ مگر خسرو شکست پاکر بھاگا۔ اوس کا ایک صندوقچہ (جسمین دو کروڑ مثقالی اشرفی کے جواہر تھے) لشکر شاہی کے ہاتہہ آیا۔ اس عرصہ مین بادشاہ بہی اوس موقع پر آپہونچا۔ اور لشکر شاہی کی فتح پر دوگانہ شکر ادا کیا۔ دوسرے روز سودہرہ کے گہاٹ پر خسرو اور اوس کے ہمراہی حسین بیگ عبدالرحیم وغیرہ گرفتار ہوے۔ جب بادشاہ کے روبرو خسرو آیا تو بادشاہ نے اوسکو مسلسل کرکے دلاور خان کے حوالہ کیا۔ اور حسین بیگ و عبدالرحیم کو گاؤدم کی کہالون مین بندکرکے تشہیر کیا۔ حسین بیگ تو اوسی روز مرگیا۔ مگر عبدالرحیم زندہ رہا۔ اس کے بعد خسرو کے ۷ سو ہمراہیون کو بادشاہ نے دار پر کہینچا۔ اور شیخ فرید کو منصب پنجہزاری عطا کرکے مرتضیٰ خان کا خطاب عطا کیا۔ اور ابوالقاسم

ولاور خان کو بھی پنجہزاری منصب۔ نقارہ علم۔ اسپ معہ ساز مرصع کمر بند مرصع سے سرفرازی بخشی۔
انہین ایام مین خبر آئی کہ قزلباشون نے حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے قندہار پر چڑہائی کی ہے
اور شاہ بیگ حاکم قندہار قلعہ بند ہوگیا ہے۔ پادشاہ نے مرزا غازی پنجہزاری کو فوج شایستہ کے
ساتھہ شاہ بیگ کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ اور خود بھی اوس کے پیچھے روانہ ہوا۔ ادھر پرویز
سے رانا عاجز ہوکر (رانا کی تنبیہ کے لئے پرویز کا جانا اس کے قبل ہم نے بیان کیا ہے) صلح کا خواستگار
ہوا۔ اور اپنے بیٹے باکہہ کو بادشاہ کی خدمت مین رہنے کے لئے شاہزادہ کے پاس بھیجدیا۔
پرویز نے بھی اقتضائے وقت کے لحاظ سے صلح کرلی۔ اور باکہہ کو لیکر بادشاہ کی خدمت مین
حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس فتحیابی پر شاہزادہ کو سرفراز کیا۔ اور خود بھی پور و پرگنہ چندالہ وغیرہ
ہوتا ہوا کشمیر پہونچا۔ زعفران زار کی سیر کی۔[۱] پھر وہان سے منزل بمنزل کوچ و قیام کرتا ہوا کابل
آیا۔ اتفاقاً سفر کی تکان سے امیر الامرا بیمار ہوگیا۔ اور بیماری نے طول کھینچی۔ اس لئے وزارت
کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ اور قزلباشون نے حاکم ہرات کی اعانت سے جو قندہار
پر چڑہائی کی تہی۔ وہ بادشاہ کے آنیکے قبل ہی متفرق و ناکام ہوکر چلے گئے تھے۔ اس اثنا مین آگرہ
سے اسلام خان کی عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی کہ[۲] علی قلی شیر افگن خان نے قطب الدین خان

---

[۱] تمام عالم کے پھولون مین اول شاخ بعد ازان برگ پھر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے چار انگشت
اوسکی ساق برآمد ہوتی ہے تو پھول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیان ہوتی ہین نکلتا ہے۔ اور چار ریشہ نارنجی مثل گل معصفر
درازی مین ایک پور کے برابر اوس کے اندر ہوتے ہین۔ زعفران خشک ڈھیلون کی زمین مین (جس کو پانی
نہین دیا جاتا) پیدا ہوتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

[۲] اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری مین یہ لکھا ہے۔ کہ علی قلی ابتداء شاہ اسمٰعیل والی ایران کا سفرچی تہا بعد ازان

حاکم بنگال کو بمقام بردوان (علاقہ بنگالہ) مار ڈالا۔ اور مقتول کے ہمراہیون نے شیر افگن کو بھی اوسیوقت قتل کیا۔"

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۳) عہد اکبری مین قندہار کی راہ سے ہندوستان آیا۔ اور ملتان مین خانخانان کے یہان (جو مہم ٹھٹہ پر جارہا تھا) نوکر ہوا۔ مہم ٹھٹہ مین علی قلی سے خدمات پسندیدہ ظہور مین آئین۔ چنانچہ مراجعت پر خانخانان نے بادشاہ کی خدمت مین سفارش کی۔ بادشاہ نے خانخانان کی سفارش پر ایک مناسب منصب عطا کی۔ انہین ایام مین مرزا غیاث بیگ کی بیٹی مہر النسا (نورجہان) سے علی قلی کا نکاح بھی ہوا۔

مرزا غیاث بیگ خواجہ محمد شریف طہرانی کا بیٹا تہا۔ اوس کے واقعات یہ ہین کہ محمد شریف طہرانی محمد خان تکلو حاکم خراسان کا مدبر تہا۔ جب محمد خان مرگیا تو محمد شریف شاہ طہماسپ کے پاس حاضر ہوا۔ شاہ موصوف نے اوس کو مرو کی وزارت تفویض فرمائی۔ جسوقت ہمایون ایران گیا تہا تو شاہ ایران کے احکام ہمایون کی مہمانداری اور تواضع وتکریم کے متعلق اسی محمد شریف کے نام صادر ہوے تھے۔ الغرض محمد شریف کو دو فرزند آقا طاہر اور مرزا غیاث بیگ تھے۔ مرزا غیاث کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے ہوا تہا۔ اور شاہ طہماسپ نے مرزا غیاث کو خراسان کی حکومت عطا کی تہی۔ مگر چند روز کے بعد مرزا غیاث محاسبۂ سرکاری اور حوادث روزگار کے باعث وطن سے برداشتہ خاطر ہوکر تلاش معاش مین ہندوستان کا ارادہ کیا۔ اسکے ساتھہ دو لڑکیان اور ایک لڑکا اور ایک حاملہ بی بی تہی۔ جب قافلہ ہند کے ساتھہ روانہ ہوا تو راستہ مین ایک مصیبت اور پیش آئی۔ کہ رہزنون نے اس کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ صرف دو اونٹ سواری کے باقی رہ گئے۔ اور قندہار کے مقام پر بی بی کی زچگی بھی ہوگئی۔ لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بیسر وسامانی مین لڑکی کا پیدا ہونا بھی آفت ومصیبت کا سامنا ہوا۔ رات بھر ماں باپ روتے رہے۔ آخر کلیجہ پر پتہر رکھا اور اوس لڑکی کو ایک پارچہ مین لپیٹ کے ایک درخت کے نیچے حافظ حقیقی کے تفویض کیا۔ اسکے بعد اوس لڑکی کے رونے پر ایک شخص وہان پہونچا۔ اور لڑکی کو لیکر ملک مسعود قافلہ سالار کے پاس لایا۔ چونکہ قافلہ سالار کو کوئی اولاد نہ تہی

پادشاہ کو قطب الدین کے مارے جانیکا سخت رنج ہوا۔ اور شیر افگن کے گھربار کی ضبطی کا حکم دیا۔ اور خود چند روز کابل مین قیام کرنیکے بعد دارالخلافہ کو معاودت کی۔ اور آگرہ پہونچکر راجہ مان سنگھ کے بڑے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۴) اس چاند کے ٹکڑے کو دیکھتے ہی محبت آئی۔ مہرالنسا نام رکھا۔ اور پرورش پر مستعد ہوا۔ دایہ کی تلاش کیگئی۔ لیکن بجز اوسکی ماں کے کوئی عورت شیر دار نہ ملی۔ اب اوسی عورت کو (جو لڑکی کی خاص نانی) اوس کے دودھ پلانے پر مقرر کیا گیا۔ اور مناسب حال اون کے کھانے پینے سواری وغیرہ کا بھی بندوبست قافلہ سالار نے کردیا۔ خدا کی شان کہ لڑکی کی لڑکی ہاتھ آئی اور قوت و سواری کا بھی آسرا ہوگیا۔ اور مرزا غیاث کے حسب و نسب کا حال ملک مسعود پر ظاہر ہونے سے بہت افسوس کیا۔ جب قافلہ ہندوستان پہونچا تو ملک مسعود فتحپور مین شہنشاہ اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ارمغان و تحائف گذرانا۔ اس کے بعد مرزا غیاث اور اوسکے بیٹے ابوالحسن کو (اونکی شرافت خاندانی اور جوہر ذاتی کا اظہار کرکے) بھی پیش کیا۔ اس موقع پر مرزا نے اپنے باپ کے خدمات کے حقوق (جو ہرات مین ہمایون کے ساتھ عمل مین آئی تھین) بھی جتایا۔ پادشاہ نے مرزا غیاث کو بیوتات کا دیوان مقرر کیا۔ اور رفتہ رفتہ لیاقت و ہوشیاری کے باعث ترقی ہونے لگی۔ ادہر قافلہ سالار اور مرزا غیاث کی بیبیونکی آمد و رفت محل مین ہونے لگی۔ جنمین مہرالنسا (نورجہان) بھی ساتھ رہتی تھی جب یہ سیانی ہوئی تو شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کی نگاہ اوسپر پڑنے لگی۔ ایک روز مینا بازار مین خسرو (مدہوشی شراب سے مخمور) سیر کررہا تھا۔ اتفاقاً مہرالنسا بھی وہان آپہونچی۔ اوسوقت شاہزادہ کے ہاتھ مین دو کبوتر تھے۔ شاہزادہ نے مہرالنسا سے مخاطب ہوکر کہا۔ کہ "بی لڑکی ذرا ہمارے کبوترلے لو مین پھول توڑونگا" مہرالنسا نے کبوتر لے لئے۔ شہزادہ پھول توڑنے مین مصروف ہوا۔ اس عرصہ مین مہرالنسا کے ہاتھ سے ایک کبوتر پھڑک کر اڑگیا۔ جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک ندارد تھا۔ پوچھا کہ کبوتر کیسے اڑگیا۔ مہرالنسا نے دوسرا کبوتر ہاتھ سے چھوڑکر عرض کیا کہ صاحب عالم وہ کبوتر ایسا اڑگیا تھا۔ مہرالنسا کے اس بھولے پن نے شاہزادہ کے عشق کے زخم پر اور نمک چھڑکا۔ اور دیکھ

بیٹے جگت سنگھ کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اس کے بعد مہابت خان کو رانا کے استیصال کو بھیجا۔ اور خانخانان کو ولایت نظام الملکیہ کی فتح کے لئے روانہ کردیا۔ انہین ایام مین ۱۵ لاکھہ کے صرفہ سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۵) رفتہ رفتہ اکبر کے کان تک پہونچی تو اوس نے فوراً مہرالنسا کا نکاح علی قلی سے کردیا جب شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تو علی قلی بھی اوس کی کمک کے لئے مقرر ہوا۔ شاہزادہ نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ اکبر کے انتقال پر جہانگیر بادشاہ ہوا تو شیر افگن کو صوبہ بنگال مین ایک جاگیر عطا کی۔ اس اثنا مین معلوم ہوا۔ کہ اوس کی طبیعت شورش طلبی پر مائل ہے تو جہانگیر نے قطب الدین خان کو بنگال کا صوبہ بنا کر رخصت کرتے وقت یہ کہا۔ کہ اگر شیر افگن خیر خواہ و دولت خواہ ہو تو بحال رہنے دینا۔ ورنہ بہادری درگاہ مین روانہ کرنا۔ اگر آنے مین تساہل کرے تو سزا سے کوتاہی نکرنا۔ چنانچہ قطب الدین بنگالہ پہونچکر اوسکو بلایا لیکن وہ آنے مین عذر کرتا رہا۔ آخر قطب الدین بردوان (جو شیر افگن کے تیول مین مقرر تھی) گیا۔ اور شیر افگن جریدہ دونو کردن کے ساتھہ ملاقات کو آیا۔ دونون مین باتین ہونے لگین۔ شیر افگن کو قطب الدین کے تیور سے عذر کا اندیشہ ہوا۔ اس لئے پہلے خود ہی تلوار کا ایسا کاری زخم لگایا۔ کہ آنتین نکل پڑین۔ اور جا نہ سکا۔ قطب الدین کے آدمیون نے اوسے بھی قتل کر ڈالا۔ یہ واقعات تو اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری کے ہے۔ مگر اور مورخ اس واقعہ کا سبب کچھہ اور ہی پیرایہ مین لکھتے ہین۔ گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہین۔ مگر دلچسپ بہت ہین۔ اس لئے ہم بھی ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

کہتے ہین کہ جب اکبر نے مہرالنسا کا نکاح شیر افگن سے کردیا تو جہانگیر پر کوہ غم ٹوٹا۔ مگر کرتا تو کیا کرتا۔ مجبور رہا۔ لیکن جب خود جہانگیر بادشاہ ہوا تو وہ عشق پھر اپنی تاثیر دکھایا۔ نتیجہ یہ ہوئی کہ کسیطرح علی قلی کا کام ایسا تمام کیجیے کہ الزام نہ آئے۔ چنانچہ علی قلی کو بلا بھیجا۔ اور ایک دن مست ہاتھی سے لڑا دیا۔ علی قلی جرأت و بہادری مین یکتائے روزگار تھا ہاتھی کو مغلوب کیا۔ جب اس سے بھی کام نہ نکلا تو ایک روز جنگل مین شیر سے مقابلہ کروایا۔ مگر اس بہادر شیر نے

اکبر کا مقبرہ اور باغ تیار ہوا۔ اودھر مہابت خان سے رانا کے مہم کا انصرام خاطر خواہ نہونے پر یہان سے بادشاہ نے عبداللہ خان کو بھیجا۔ اور شاہزادہ پرویز کو دکن کی مہم پر روانہ کیا۔ اور شاہزادہ کی کمک کے لئے خانخانان اور خانجہان کو بھی مقرر کیا۔ ۱۰۱۸ھ آمین بمقام پٹنہ (علاقہ بہار) ایک حملی شاہزادہ خسرو پیدا ہوا۔ اور باغیون کی بہت بڑی جماعت سے وہان کے شہرون کو لوٹنا شروع کیا۔ لیکن افضل خان حاکم بہار نے ہوشیاری سے بہت جلد اس فتنہ کو فرو کر دیا۔ اسی سال مہرالنسا بردوان سے مقید ہوکر بادشاہ پاس آئی۔ بادشاہ نے علانیہ نکاح کا پیغام بھیجا۔ مگر مہرالنسا نے جوانمردی اور استقلال سے یہ جواب دیا۔ کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکھنا وفاداری سے دور ہے۔ اس بدنصیب کی تقدیر میں جو لکھا تھا سو ہوگذرا۔ اب اس بیکس و بیوہ پر رحم فرمائیے۔ اور اُس مردہ کی روح کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۶) اوس جنگلی شیر کو مار لیا۔ جب یہ وار بھی خالی گیا تو شیر افگن خان کا خطاب دیکر ایک بازدار کے ذریعہ اوسکے پاس اپنا مدعا کہلا بھیجا۔ لیکن اُس غیرتمند نے اس بے غیرتی کو گوارا کرنا نہ چاہا۔ اور نوکری کو طلاق دیکر اپنی جاگیر بردوان مین جا بیٹھا۔ بادشاہ نے اپنے کو کہ قطب الدین کو بنگالہ کا صوبہ دار کرکے شیر افگن کے ذلیل پٹی پڑھائی۔ اور قطب الدین بنگالہ ہوتا ہوا بردوان پہونچا۔ شیر افگن خان ملاقات کو آیا۔ ابتدا گفتگو مین قطب الدین نے ایسے ناملایم الفاظ و ناشایستہ کنایون کا برتاؤ کیا۔ کہ شیر افگن اوسکا متحمل نہو سکا۔ اور جان لیا کہ سوائے مرنے مارنیکے اور کوئی تدبیر نہین ہو سکتی۔ اسلئے پیشقدمی کرکے قطب الدین کا کام تمام کیا۔ اوسکے آدمیون نے اسکو بھی نہچھوڑا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اُس نے قطب الدین کو ناحق مارا۔ بہرحال جو ہوا سو ہوا۔ کہ مہرالنسا کا کام تمام کرنا۔ جو اس سارے فساد کی جڑ تھی۔ گو ایک راوی نے یہ بدنما دھبہ اوسکے دامن سے یون نکالنا چاہا ہے کہ شیر افگن نے قطب الدین کو مار کر مہرالنسا اور اوسکی ماں کے مارنیکے لئے گھر تک (زخمونمین چور) پہونچا تھا۔ لیکن مہرالنسا کی ماں نے ہوشیاری کرکے دروازہ بند کر لیا۔ اور رو کر یہ کہنے لگے کہ مہرالنسا نے شوہر کے مرنیکے خبر سنکر باولی مین ڈوب گئی۔ اب گھر مین آنیسے کیا فائدہ ہے۔ باہر اپنے زخمونکا علاج کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ روایت بہت ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف۔

تکلیف نہ دیجئے۔" اس جواب سے بادشاہ کی محبت غضب سے بدلگئی۔ اور کنیزان مفضوبہ مین داخل کرکے اپنی علاتی ماں سلطان سلیمہ بیگم کے سپرد کیا۔ مگر دو سال کے بعد طرفین کی محبت نے رنگ دکھایا۔ اور شرعی طور پر نکاح ہوگیا۔ بادشاہ نے مہرالنسا کو پہلے نور محل پھر نورجہان بادشاہ بیگم کا خطاب عطا کیا۔ اگرچہ بادشاہ کی بیبیان بہت بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہین۔ مگر نورجہان کے سامنے سب کا چراغ گل تہا۔ رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوس کے ہاتہہ اور اختیار مین آگئی۔ خلوت وجلوت مین اوسی کا جلوہ تہا۔ آخر سکہ مین بہی اوسکا نام شریک ہوا۔ ؎ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر۔ اور اوس کی مہر مین یہ سجع کندہ کیا گیا۔ ؎ نورجہان گشت بفضل الہٰ سہم وہمراز جہانگیر شاہ۔ خطبہ مین بہی اوس کا نام پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی وعدالت کے سوا سارے کاروبار ملکی ومالی مین بادشاہ کی جگہہ وہ کارفرما ہوئی۔ بادشاہ کسی وقت اسکو جدا نکرتا تہا۔ حتیٰ کہ دربار مین بیٹہتا تو پردہ کے پیچہے بادشاہ کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکہے نورجہان بیٹہتی تہی۔ سواری۔ شکار۔ جنگ وغیرہ مین بہی ہاتہی پر سوار بادشاہ کے ساتہہ رہتی۔ اور نورجہان کا باپ مرزا غیاث المخاطب بہ اعتماد الدولہ بادشاہ کا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اور بہائی مرزا ابوالحسن المخاطب بہ آصف خان یمین الدولہ نے سپہ سالاری فوج کی خدمت سے سرفرازی پائی۔ جہانگیر اکثر کہا کرتا تہا۔ کہ مین سلطنت کو نورجہان کے ہاتہہ دو شراب کے پیالون اور ایک سیخ کے کباب پر بیچ چکا ہون۔

نورجہان عجب سلیقہ مند عورت تہی۔ طبیعت مین اختراع اور جدت بہت تہی۔ چنانچہ زنان ہند کے اکثر زیور ولباس اوسی کے وضع کئے ہوئے ہین۔ جنکا ابتک رواج ہے۔ فیاض اور حاتم دل مین بہی یکتا تہی۔ ہر سال ہزارون مغلون کو مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ کربلائے معلیٰ۔ نجف اشرف کی زیارت کرنیکے لئے روپئے بہیجتی تہی۔ ہزارون یتیم وبیکس لڑکیون کی شادی کرادی۔ گہوڑے پر خوب سوار ہوتی تہی۔ اکثر موقع پر شیر کا شکار بہی کی ہے۔ طبیعت موزون تہی۔ مخفی تخلص تہا

حاضرجوابی مین جواب نہ تہا۔ ایک دن طالب آملی (جو جہانگیر کے زمانہ مین ملک الشعرا تہا) سے کہی کہ تو نے اب تک ہماری مدح مین کوئی شعر نہ کہا۔ آملی نے جواب دیا کہ جسکو مین نے نہ دیکہا ہو اوس کی مدح کیا کرون۔ آملی کا جواب فی البدیہہ کیا خوب دی ہے۔

بلبل از چمن بگذرد گر چمن نبیند مرا	بت پرستی کند گر برہمن نبیند مرا
در سخن پنہان شدم چون بوی گل از برگ گل	میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک دفعہ بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہہ شعر پڑہا۔

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر	شدہ است غمزۂ خونریز تو گریبان گیر

یہہ اشعار اوجہان کے ہین

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم	بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم
زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما	ہول ہجران گذراندیم قیامت معلوم

الغرض سنہ ۱۰۲۱ مین اسلام خان حاکم بنگالہ نے عثمان افغان کا کام تمام کیا۔ (جو بنگال مین اکبر کے زمانہ سے بغاوت و شورش مچا رہا تہا) اوسکا بہائی اور بیٹا مطیع ہوے۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ عبداللہ خان نے ملک عنبر کے مقابلہ مین شکست پائی۔ بادشاہ کو اس خبر سے سخت ناخوشی ہوئی۔ آخر خانخانان اور خواجہ ابوالحسن کو جہم دکن پر مقرر کیا۔ اور شاہزادۂ خرم (شاہجہان) کو رانا کی مہم پر بہیجا خان اعظم کو شاہزادہ کے ساتہہ کیا۔ مگر وہان جاکر خان اعظم نے شاہزادہ کے ساتہہ موافقت نہ کی۔ بادشاہ نے اسکو واپس بلالیا۔ دو چار لڑائیان رانا سے شاہزادہ نے کین جسمین رانا مجبور ہو کر امان کی درخواست کیا۔ اور اپنے بیٹے راناکرن کو صلح کے لئے بہیجا۔ شاہزادہ نے رانا کی خوب آؤبہگت کی۔ اور مصالحت کے بعد شاہزادہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کارنمایان کے صلہ مین شاہزادہ کو اور اسکے منصب دوازدہ ہزاری پنجہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ فرمایا۔ اور راناکرن پر بہی عنایت کی

اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ بہادر (جو ولایت گجرات کا حاکم زادہ تہا) نے انتقال کیا۔ اور گوا کے پرتگیزون نے فرنگیون کے مقابلہ مین مقرب خان حاکم بندر سورت سے شکست پائی۔ ان خوشخبریون نے بادشاہ کے مزاج کو بیحد فرحت بخشا۔ سنہ ۱۰۲۴ھ کو شاہزادہ خرم کے تلاوان کا دن تہا۔ اس لئے بادشاہ اپنے بیٹے (خرم) پر جبر کرکے شراب[۵۱] پلائی۔ ورنہ اس کے قبل شاہزادہ خرم اس بلائے بے درمان سے آشنا نہ تہا۔ اتنے مین خبر آئی کہ خانخانان کے بیٹے شہنواز خان نے ملک عنبر کو دو چار لڑائیون کے بعد شکست دیا۔ بہت سے ہاتھی اور گھوڑے مال و اسباب غنیمت مین ہاتھ آئے۔ ملک عنبر شکست کہاکر بہاگ گیا۔ اور ابراہیم خان ولایت کوکہرہ کو فتح کیا۔ الماس[۵۲] کی کان ہاتھ آئی۔ سنہ ۱۰۲۵ھ مین ہندوستان کی بعض مقامات پر وبائے عظیم پھیلی۔ اس نے بہت سے دیہات اور قریات کے انسانون کو معدوم کیا۔ اس وبا کی صورت

۵۱ خود جہانگیر ۱۸ برس تک شراب کے مزے سے واقف نہ تہا۔ اس کے بعد ایک موقع پر اوستاد شاہ قلی نے شراب پلائی۔ جب مزا لگا تو نو برس کی عرصہ مین عرق و آتشہ کے۔ اپیالے دن اور رات مین پینے لگا۔ جنگاروزن ہندوستانی ۲ سیر ہوتا تہا۔ آخر عرصہ مین حکیم ہمام کے معروضہ پر فلونیا (افیون بھنگ) کو زیادہ کرکے شراب کو کم کردیا۔ چنانچہ دکھا پینا موقوف کرکے صرف رات کو ۲ پیالے (ہر ایک پیالہ کا وزن ۱۵ مثقال تہا) پیتا تہا۔ کچھ دنون کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا۔ افیون کی مقدار صبح مین ۸ رتی اور شب مین ۶ رتی رکھی گئی تھی۔ ۱۲ مولف۔

۵۲ کوکہرہ مین الماس عجب ترکیب سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنے جن دنون مین گورابون و آب کندون مین پانی کم ہوتا ہے تو جس گوراب مین الماس ہوتا ہے وہان جھینگے ڈھیرون جمع ہوجاتے ہین۔ آدمی اون سوراخون کے گرد پتھر لگاتے ہین۔ پھر کدال اور بھاوڑے سے گورابون کو گز ڈیڑھ گز نیچے کھاکر اون کے گرد کھودتے ہین۔ جو سنگ و ریگ ریزہ نکلتے ہین اونمین تلاش کرکے چھوٹے بڑے الماس نکالتے ہین۔ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک لاکھ قیمت کا بھی الماس اوس گوراب مین سے ہاتھ لگتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

یہ تھی کہ ابتداء گھر مین سوراخ سے ایک چوہا مدہوش نکلتا۔ اور دیوارون سے سر ٹکرا کر مرجاتا۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ اپنا گھر بار چھوڑ کر صحرا کو چلے جاتے تو جان سلامت رہتی۔ ورنہ تھوڑے عرصہ مین تمام آبادی اوس دیہ کے صحراے عدم مین چلے جاتے۔ خصوصًا کشمیر و لاہور کی تو حالت یہ تھی۔ کہ گھر کے گھر مُتون سے بھرے پڑے تھے۔ کفن و دفن کی فرصت نہ تھی۔ جان کے خوف سے کوئی مردہ کے نزدیک نہ جاتا تھا کہتے ہین کہ ایک عزیز کے مرنے پر ایک درویش نے اوس مردہ کو گھاس پر غسل دیا۔ دوسرے روز وہ درویش مرگیا۔ جس گھاس پر غسل دیا گیا تھا۔ اوس کو ایک گائے نے کھایا۔ وہ بھی چل بسی۔ گائے کا گوشت کتا کھایا۔ وہ بھی وہین ڈھیر ہوگیا۔ غرض ہندوستان مین ایک آفت عظیم مچی ہوئی تھی۔ لیکن چند ماہ کے بعد فضل الٰہی ہوگیا۔

اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ پرویز مہم دکن مین زیادہ دلچسپی نہین لیتا۔ اس لئے بادشاہ نے اوسکو بلا لیا۔ اور خرّم کو روانہ کیا۔ شاہزادہ خرّم نے حکمت عملی سے عادل خان اور عنبر کو مطیع کیا۔ چنانچہ عادل خان نے ڈیڑھ لاکھ ہُن۔ دو لاکھ روپیہ کے جواہر پچاس ہاتھی پچاس گھوڑے عراقی و عربی۔ (کل نقد و جنس ۱۵ لاکھ روپیہ کا تھا) بادشاہ کی خدمت مین پیشکش روانہ کیا۔ اور سفیرون کو دو لاکھ روپیہ دیا قطب الملک نے بھی اسی قدر روپیہ کے پیشکش بھیجے۔ غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیشکشین آئین کہ کبھی پہلے اتنک کسی بادشاہ کے پاس نہین آئی تھین۔

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرّم کی خاطر جمع ہوئی تو مرار و خاندیس و احمد نگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو تفویض فرمائی۔ اور خود فتح و نصرت کے ساتھ معہ الخیر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے اس کارنمایان کے صلہ مین شاہزادہ کو منصب سی ہزاری و ۲۰ ہزار سوار اور خطاب شاہ جہانی سے ممتاز کیا۔ اور تخت کے نزدیک ایک صندلی پر شاہزادہ کی نشست مقرر کردی۔ اسی زمانہ مین مرزا رستم ہندوستان کو تنہا کو آیا تھا۔ لیکن اوسوقت اکثر طبیعتون اور مزاجون کو اسکا استعمال مضر پایا کرتا تھا۔ اس

بادشاہ نے اوس کے ممانعت کی عام منادی کرادی۔ اور انہین ایام مین شاہ عباس والی ایران نے بھی اپنے مملکت مین تمباکو کے استعمال کو بالکل موقوف کیا۔ لیکن خان عالم ایلچی (جو جہانگیر کے طرف ایران مین رہتا تھا) کو تمباکو کی ایسی لت تھی۔ کہ وہ تمباکو کے بغیر ایک دم نہین رہ سکتا تھا۔ چنانچہ اوس کی عرضداشت پر شاہ ایران نے یہ شعر لکھا۔ ؎

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو		من از تسبیح و فارغ شدن کم باز آرتنباکو	

اس بیت کے جواب مین خان عالم نے یہ شعر لکھکر بھیجا۔ ؎

من بیچارہ عاجز دیم از اظہار تنباکو		ز لطف شاہ عادل گرم شد بازار تنباکو	

یا تو ایک زمانہ مین تمباکو کی یہ ممانعت و نفرت تھی۔ اور اب یہ حال ہے۔ کہ کوئی متنفس اوس کے استعمال سے باقی نہین رہا ہے۔ بچے جوان۔ بوڑھے۔ مرد۔ عورت۔ مسلمان۔ ہندو۔ نصاریٰ۔ یہود مجوس۔ جملہ اشخاص کے طبایع کو مرغوب ہے۔ اور تمباکو کی حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہے۔ سب ماکولات و مشروبات پر اوس کو تقدم دیا جاتا ہے۔ اور مہانون و اخلاص مندون کے لئے حاضر و بہترین تحفہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا نفع کم اور ضرر بہت ہے۔ لیکن کوئی خیال نہین کرتا۔ انہین ایام مین بادشاہ شکار کو گیا تھا۔ نورجہان ساتھہ تھی۔ جنگل مین چار شیر نظر آئے۔ نورجہان[۱] نے بادشاہ سے

---

[۱] ایک دفعہ اس کے قبل شکارگاہ قدیم مین قراول احاطہ ایک بڑا شیر گھیر کر لائے تھے۔ اور بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تھا۔ بندوق خاصہ فتیلۂ روغن کے ساتھہ مسند خاص پر رکھی ہوئی تھی۔ نورجہان اور دوسرے ملازمان شاہی بھی موجود تھے۔ محل کلان نے بندوق سے شیر کو مار لیا۔ شیر کے چیخون نے بادشاہ کو بیدار کیا۔ دیکھا تو شیر زمین پر تڑپ رہا ہے۔ اور رانی خوشی خوشی بندوق ہاتھہ مین لیکر کھڑی ہے۔ مگر نورجہان لرزان و ترسان ہے۔ کیونکہ نورجہان اوسوقت اس فن سے عاری تھی۔ اور اب یہ حال ہوا کہ اُس نے باشیر مارے۔ ۱۲ مولف۔

اجازت لیکر دو کو توبندوق کا نشانہ بنایا۔ اور دو کو دو دو سیرون مین نیچے گرادیا۔ اس نشانہ بازی اور کمانداری کے جلدو مین بادشاہ نے نورجہان پر سے اکہزار اشرفی نثار کی۔ اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکھہ روپیہ کی مرحمت کی۔ سنہ ۷ آکہ میر جملہ[1] عرف میر محمد امین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور پچاس ہزار کی پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے اوسپر بہت عنایت کی۔ انہین ایام مین بادشاہ نے عادلخان والی بیجاپور کو اپنی شبیہ اور ایک لعل گران بہا لعل خاصہ روانہ کیا۔ اور خطاب والا فرزندی کے ساتھہ تمام ملک دکن کی سرداری دسری بہی دی گئی۔ شاہزادہ خسرو جو ایک مدت مدید سے قید تہا۔ بادشاہ نے محبت پدری سے اوسکے جرایم معاف کرکے رہا کیا۔

سپہ سالار خانخانان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ ملک عنبر نے عہد شکنی کرکے دکن مین فساد مچایا ہے بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لیے شاہجہان کو روانہ کیا۔ اس موقع پر شاہجہان نے فتح دکن کے لئے شراب سے توبہ کی۔ اسوقت اوس کی عمر ۳۱ سالہ تہی۔ اور شباب کا زمانہ تہا۔ مگر اوسکا دل غالب آیا۔

	حبذا شاہی کہ در عہد شباب	شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب	

چند روز خوب گھمسان لڑائیان ہوئین۔ آخر شاہجہان کو فتح اور ملک عنبر کو شکست نصیب ہوئی اور ملک عنبر نے شاہجہان سے عفو تقصیرات چاہی۔ شاہزادہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے اوسکی

[1] ابتداء سیر جملہ عراق سے دکن آکر قطب الملک کا نوکر ہوا تہا۔ چند روز کے بعد صاحب مدار سلطنت ہوگیا جب قطب الملک نے انتقال کیا۔ اور داس کا بیٹا سلطان محمد بادشاہ ہوا تو میر جملہ سے موافقت نہ ہوئی۔ اور میر جملہ وہان سے نکلکر عادلخان کے پاس بیجاپور آیا۔ اوس نے بہی کچہہ آؤ بھگت نہ کی۔ پہر وہان سے برداشتہ خاطر ہوکر ایران چلا گیا۔ اور شاہ عباس کی خدمت مین ایک لاکھہ روپیہ کے جواہر پیش کیا۔ مگر شاہ کے جانب سے کوئی التفات نہوا۔ اسلئے وہ ایران سے ہندوستان آکر جہانگیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ۱۲ مولف۔

درخواست کو منظور کیا۔ اور بادشاہ کو اس فتح کی خوشخبری دی۔ اس اثنا مین نورجہان کی والدہ کا انتقال ہوا۔ اور ۱۰۳۱ھ مین نورجہان کے باپ اعتماد الدولہ نے بھی وفات پائی۔ انہین دنون خسرو نے بھی درد قولنج سے سفر آخرت کیا۔ بعض کا قول ہے۔ کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ العلم عند اللہ۔

اتنے مین خبر آئی کہ شاہ عباس والی ایران نے قندہار کا محاصرہ کیا ہے۔ اس خبر کے معلوم ہونے سے جہانگیر کو تعجب ہوا۔ کہ باوجود یگانگت و اخلاص کے دفعتًا شاہ عباس نے قندہار پر کیون چڑہائی کی۔ چنانچہ بادشاہ نے شاہجہان کو دکن سے قندہار جانے کے لئے فرمان بھیجا۔ لیکن اس موقع پر نورجہان نے عرض کی۔ کہ باوجود دوسرے فرزند کے موجود ہوتے ہوے شاہجہان کو دکن کے دور و دراز راہ سے (جہان ہمیشہ خانہ جنگی رہتی ہے) بلانا اور قندہار پر مامور کرنا رائے صواب کے خلاف ہے۔ مناسب یہ ہے کہ شہریار[1] کو قندہار کی مہم تفویض کیجائے۔ اودہر شاہجہان فرمان کے موافق دکن سے کوچ کر چکا تھا۔ اودہر بادشاہ نورجہان کے معروضہ کو قبول کرکے قندہار کی مہم شہریار کے سپرد کی۔ اور شاہجہان کو لکھ بھیجا۔ کہ اب تمہارے آنیکی ضرورت نہین رہی۔ کیونکہ ہم نے شہریار کو مہم قندہار پر مقرر کیا ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ تم دکن مین رہو۔ اور اودہر آنیکا قصد ہرگز نکرو۔ اس اثنا مین شاہ ایران نے

---

[1] جہانگیر کو پانچ بیٹے تھے۔ اول خسرو (جسکا حال ہی مین انتقال ہوگیا تھا۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین) دوم پرویز۔ سوم خرم (جو شاہ جہان کے لقب سے ممتاز اور نورجہان کی بھائی آصف خان کا داماد اکثر تواریخ مین نام پیدا کرکے لکھا ہے) چہارم جہاندار۔ پنجم شہریار (جو نورجہان کا داماد تھا) اسکو نورجہانکی وہ بیٹی جو شیر افگن خان کے نطفہ سے پیدا ہوئی تھی منسوب تھی۔ اور اسی نسبت کے سبب سے نورجہان شہریار کو بہت محبت کرتی تھی۔ گو شہریار سب سے چھوٹا تھا۔ مگر نورجہان کا ارادہ تھا۔ کہ بادشاہ کے بعد شہریار ہی تخت نشین ہو۔ اور وہ اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہونیکے لئے بادشاہ کو شاہجہان کے جانب سے ہمیشہ بدظن کرتی رہتی تھی۔ اور اسوقت مہم قندہار کے متعلق بھی نورجہان نے وہی چال چلی۔ ۱۲ مولف۔

قندہار پر قبضہ کرلیا۔ اور ایک نامہ بھیجا جسکا ملخص یہ تہا۔ کہ مین نے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اور ون کے تصرف مین آگئے تھے۔ سب لے لئے۔ اور قندہار کو بوجہ آپ کی محبت و اخلاص کے آپکے قبضہ مین رہنے دیا۔ خیال تہا کہ قندہار آپ خود حوالہ کردینگے۔ مگر آپنے توجہ نہ کی۔ آخر مجھے خود قندہار حاصل کرنا پڑا۔ اس کا جواب بادشاہ نے یہ دیا۔ کہ آپ نے ابتک کسی وقت بہی قندہار کی خواہش ظاہر نہ کی۔ اور ناحق اس کوردہ کی تسخیر کے لئے تکلیف اوٹھائی۔ اگر مجھے آپکے خیال کا صدق بہی معلوم ہوا ہوتا تو مین قندہار پر اپنا قبضہ ایک منٹ بہی گوارا نکرتا۔ لیکن اوس برادر کامگار کا یون دفعتًا قندہار کی تسخیر کے لئے توجہ فرمانا سخت حیرت خیز ہے۔" غرض مہم قندہار مین تو التوا ہوا۔ مگر دوسرا گل کہلا۔ کہ جب جہانگیر کا حکم (جسمین ادہر آنیکی ممانعت کیگئی تہی) شاہجہان کے پاس پہونچا تو وہ نہایت رنجیدہ اور آشفتہ ہوا۔ اور جان گیا کہ یہ ساری چال نورجہان کی ہے۔ اس لئے شاہجہان نے ارادہ کیا۔ کہ کسیطرح باپ کی خدمت مین حاضر ہوکر برات حاصل کیجائے۔ مگر نورجہان کے بہکانے سے بادشاہ کو بہی ایسی ضد ہوئی کہ وہ شاہجہان کو اپنے پاس آنیکی اجازت نہ دیا۔ جس سے شاہجہان کے ملال کو اور ترقی ہوئی۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ ادہر بادشاہ نے شاہجہان کی مدافعت کے لئے شاہزادہ پرویز کو لشکر کثیر کے ساتہہ روانہ کیا۔ چنانچہ شاہجہان اور پرویز مین متعدد لڑائیان مختلف مقامات پر ہوئین۔ شاہجہان کو ہمیشہ شکست ہوتی رہی۔ اور اس خانہ جنگی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ طرفین کے بہت سے نامی گرامی سردار و امیر مارے گئے۔ جب شاہجہان متواتر شکستون سے شکستہ دل ہوا تو ایک عرضداشت جہانگیر کے پاس روانہ کی۔ اور اپنے تقصیرات کی معافی مانگی۔ خیر یہ تو صلح ہوگئی۔ مگر ایک اور آشوب یہ برپا ہوا۔ جسکے واقعات یہ ہین۔ کہ قدیم سے مہابت خان اور آصف خان (برادر نورجہان) مین عداوت قلبی تہی اس اثنار مین مہابت خان بنگالہ کی حکومت سے سرفراز ہوا۔ چند روز کے بعد اوسکے ظلم و زیادتی اور رقم سرکاری کے غبن کی شکایت آصف خان نے اس تمہید سے بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کی۔ کہ بادشاہ نے

فوراً مہابت خان کو طلب کیا۔ اور حکم دیا کہ جبتک مہابت خان بادشاہی مطالبون سے اپنے کو سبکدوش نہ کرے۔ اوس وقت تک کورنش و ملازمت سے محروم رہے۔ جس سے مہابت خان سخت مایوس اور شکستہ دل ہوکر نئے نئے تدابیر سوچنے لگا۔ ایک روز دریا دہبت پر لشکر کے عبور کے لئے پل بنایا گیا۔ اور حسب دستور بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے امراء اور لشکر نے عبور کرنا شروع کیا۔ چنانچہ کل ارکان دولت اور امرائے ذوی الاقتدار۔ وغیرہ منصبداریہانتک کہ آصف خان۔ فدائی خان خواجہ ابوالحسن وغیرہ بھی پار چلے گئے۔ ادہر بادشاہ کی خدمت مین نورجہان اور معدودے چند عہدہ دار باقی رہ گئے۔ مہابت خان تو قابو طلب تہا۔ فوراً ہزار سوار کے ساتھہ بادشاہ کے خیمہ کا محاصرہ کرکے اور اپنی فوج و سردارونکو تاکید کی۔ کہ اگر اوس کنارے سے یورش ہو توپل کو آگ لگا دیجائے۔ اور کسیطرح کمک آنے نہ پائے۔ اسکے بعد خود بادشاہ کے خیمہ مین آیا۔ اوس وقت بادشاہ آرام مین تھا۔ جب اُسکے یون بے محابا خیمہ مین گہس کر آنے سے شور مچا تو بیدار ہوا۔ اور مہابت خان کو کہا۔ کہ اے نمکحرام یہ آنا کیا ہے۔ اوس نے جوابدیا۔ کہ مجھے یقین تہا۔ کہ آصف خان کی دشمنی سے رہائی ملنا مشکل ہے آخر جان پر کھیلا۔ اور حضور کی پناہ مین آیا ہون۔ بعدازان بادشاہ کا ارادہ ہوا۔ کہ اس دخل در معقولات کی سزا دے۔ مگر میر منصور بدخشی نے ترکی زبان مین بادشاہ کو سمجہایا۔ کہ یہ وقت تحمل و بردباری کا ہے چنانچہ میر منصور کے کہنے سے بادشاہ اپنے قصد کو ملتوی کیا۔ اور مہابت خان کی تسلی و دلدہی شروع کی۔ اتنے مین مہابت خان کی تمام فوج خیمۂ شاہی مین بہر گئی۔ جب اس واقعہ کی خبر نورجہان کو ہوئی تو بہت افسوس کی۔ اور تبدیل وضع کرکے جواہر خان خواجہ سرا کے ساتھہ پل سے باہر چلے گئی۔ کسی نے اوسکو روکا تک نہین۔ اور بہائی کے گہر پہونچ کر اوسکو اور تمام امراء کو لعنت و ملامت کی۔ مگر اب کیا ہوسکتا تہا۔ ہر ایک اپنی غفلت پر نادم تہا۔ ادہر مہابت خان بادشاہ کو مجبور کرکے ہاتہی پر سوار کیا۔ اور اپنے خیمہ مین لایا۔ اوس کے ممنون نے نذر پیش کی۔ اور خود بادشاہ کے اطراف تین بار

تصدق ہوا۔ لیکن نورجہان کے چلے جانے پر بہت افسوس کیا۔ اور بادشاہ سے عرض کی۔ کہ ابتک آصف خان ظل سبحانی کے کل کاروبار چلاتا تھا۔ اب یہ فدوی انجام دیگا۔ چنانچہ مہابت خان اس نظربندی کے ساتھہ بادشاہ کو حسب دستور مقررہ روزانہ تخت پر بٹھاتا۔ اور خود کاردان و دستورون کے دستور کے موافق کھڑا ہوتا۔ تمام مطالب و وقائع اطراف بلاد کو عرض کرتا۔ اور بادشاہ جو حکم دیتا۔ اوس کے موافق احکام لکھتا اور اجرا کرتا۔ چنانچہ چند روز اسیطرح گذرے۔ آخر نورجہان اور آصف خان نے لشکر شاہی کے ساتھہ حملہ کیا۔ مگر شکست ہوئی۔ نورجہان خود بادشاہ کے پاس چلی آئی۔ مہابت خان نے بھی اوس کے آنے کو غنیمت سمجھا۔ اس کے بعد مہابت خان نصف جمعیت بادشاہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر باقی نصف کے ساتھہ آصف خان کے سر پر پہونچا۔ اور چھوٹی سی لڑائی کے بعد آصف خان اور اوس کے بیٹے ابوطالب اور دانیال کے بیٹون وغیرہ کو گرفتار کرلیا۔ آصف خان کی بڑی بے حرمتی کی۔ اور اپنے ساتھہ لیکر بادشاہ کے پاس آیا۔ یہان نورجہان بادشاہ کی رہائی کی تدبیرین روزانہ کرتی رہتی تھی۔ آخر یہ تجویز نکالی۔ کہ ایک رسالہ احدیون کا بنایا۔ اور منتخب و بہادر سپاہی اس مین بھرتی کئے گئے۔ اور بادشاہ اس نظربندی کی حالت مین شکار کے لئے کابل گیا۔ مہابت خان بھی معہ اپنی فوج کے سایہ کے موافق لپٹا رہا۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ ملک عنبر حبشی نے بعمر ۸۰ سالہ اجل طبعی سے انتقال کیا۔ جب اس کو بھی دو چار ماہ گذر گئے۔ اور بادشاہ کابل سے ہندوستان آیا تو نورجہان کے اشارہ سے مہابت خان کو کہا۔ کہ بعض واقعہ طلبون نے اپنے ملازمون کو برطرف کردیا ہے۔ اگر امرا کے سپاہ کی موجودات لیجائے تو کوئی قباحت نہین ہے۔ مہابت خان نے رضامندی ظاہر کی۔ دوسرے روز تمام فوج جمع ہوئی۔ اور ایک حملہ ایسا کیا۔ کہ بادشاہ مہابت خان کی نظربندی سے باہر ہوا۔ اور خوب کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ جب مہابت خان نے دیکھا۔ کہ اب کام بگڑ گیا ہے۔ اور کسی طرح

بن نہین سکتا۔ فوراً لڑائی سے کنارہ کیا۔ آب بہت دآب رہتاس سے پار ہوگیا۔ بادشاہ نے بھی مصلحت وقت کے لحاظ سے اوس کے تعاقب کو منع کیا۔ اور افضل خان کے ہاتھہ مہابت خان کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ تم نے اس لڑائی سے کنارہ کیا۔ وہ بہت اچھا ہوا۔ اب تم آصف خان اور اوس کے بیٹے ابوطالب وغیرہ کو لاکر دو۔ ہم تمہاری تقصیر معاف کردینگے۔ اور یہان سے تم شاہجہان کے تعاقب مین ٹھٹھہ جاؤ۔ مگر مہابت خان بھی ایک گرگ باران دیدہ تھا۔ بادشاہ کے فرمان کا یہ جواب لکھا کہ مین نورجہان کے جانب سے مطمئن نہین ہون۔ اسلئے جبتک کہ مین لاہور نہ پہونچون۔ آصف خان وغیرہ کو رہا نہین کرسکتا۔ چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا۔ کہ جب بادشاہ کے لشکر سے بہت دور ہوگیا۔ اور تعاقب کا خوف نہ رہا۔ آصف خان ابوطالب وغیرہ کو اسپ وخلعت وفیل تواضع کرکے رہا کیا۔

اب شاہجہان کے واقعات ملاحظہ کیجئے۔ کہ جب اُس کو مہابت خان کی گستاخی کی خبر ہوئی تو باوجود قلت سپاہ کے ارادہ کیا۔ کہ باپ کی خدمت مین حاضر ہوکر مہابت خان کو اس کردار ناہنجار کی سزا دے۔ لیکن جب یہ خیال آیا۔ کہ ابھی بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے۔ اور نورجہان کا دل بھی صاف نہین ہوا۔ تو تجویز یہ کی کہ ولایت ٹھٹھہ مین چندروز گوشہ نشینی مین بسر کیجے۔ اور اگر ممکن ہو تو شاہ ایران کے پاس پہونچ کر (کیونکہ ایام شاہزادگی مین شاہ جہانکی خط وکتابت شاہ عباس سے کمال اخلاص ومحبت کے ساتھہ جاری تھی) اوس کی مہربانی اور اعانت سے اس شورش وفساد کے عناد کو دور کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس بخت وپز مین شاہجہان ٹھٹھہ آیا۔ اس اثنار مین شاہزادۂ پرویز درد قولنج سے بعمر ۴۳ سالہ ۸ صفر ۱۰۳۵ھ کو انتقال کیا۔ اور فتح خان پسر عنبر نے نظام الملک کے ایما سے ملک بادشاہی مین فساد برپا کیا۔ اور حمید خان حبشی (جو نظام الملک کا معتمد علیہ تھا) نے خانجہان سے ایسا رشتۂ محبت مستحکم کیا۔ کہ

چار پانچ لاکھ ہن اور دو تین لاکھ روپیہ کے جواہر خانجہان کے حوالے کرکے بالاگھاٹ کا ملک خرید لیا۔ یہ ملک وہ تھا کہ جسکو اکبر و جہانگیر نے ہزارون جانین کھوکر اور کروڑون روپیہ خرچ کرکے حاصل کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ خانجہان کی خود غرضی نے اوس کو یون مفت، و برباد و رائگان کیا۔

اب مہابت خان کی سنئے۔ کہ وہ چند روز ادھر ادھر خستہ حال پھرتا رہا۔ اس کے بعد سوچا کہ بادشاہ کے پاس جانے کی کوئی صورت تو نہین رہی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ شاہجہان کا دامن سنبھالے۔ چنانچہ اسی ارادہ سے وہ ٹھٹہ آیا۔ اور شاہجہان سے اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ شاہجہان بھی بمقتضار وقت اوسکی تقصیرات سے درگذر کیا۔

اور بادشاہ کشمیر کی سیر کو آیا۔ چند روز سیر مین گذرے کہ یکتا بادشاہ دمہ کے مرض مین سخت مبتلا ہوا زیست سے ناامیدی پائی گئی۔ اور ایسے وقت مین شہزادہ شہریار کو داء الثعلب کا مرض دامنگیر ہوا۔ اور داڑھی موچھ کے بال اُڑکر کلنڈ منڈ ہوگیا۔ اور علاج کے غرض سے لاہور کی ٹھہرائی۔ گو نور جہان اس موقع پر شہریار کے جانے کو ناپسند کرتی تھی۔ مگر اوس نے ایک نہ مانا۔ اور چلتا بنا۔ اب بادشاہ بھی کشمیر کے سیر و ملک کو چھوڑکر لاہور کے جانب روانہ ہوا۔ راستہ کے اوتار چڑھاؤ نے مرض کو اور زیادہ کیا۔ بھوک جاتی رہی۔ افیون و شراب سے نفرت ہوگئی۔ لاہور بھی نہ پہونچنے پایا۔ کہ راستہ مین بمقام جنبکر بہنی ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو سفر آخرت کیا۔ ۶۰ سال کی عمر تھی۔ ۲۲ برس یا ۲۱ سال ۸ ماہ ۴ روز سلطنت کی۔ کسی نے (خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت) مین تاریخ وفات نکالی ہے۔ ۱۰۳۷ھ بعد مرنیکے بادشاہ کا لقب جنت مکانی قرار پایا۔

جہانگیر کے مرنے سے نور جہان کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی۔ سارا بھاگ خاک مین ملا۔ بہت روئی اور پیٹی۔ مگر اس حال مین بھی اپنے داماد شہریار کے تخت نشین کرنے کا خیال نہ چھوڑی

چنانچہ اپنے بھائی آصف خان کو تجہیز و تکفین اور اسعد مصلحت ملکی کے لئے بلایا۔ مگر وہ نہین آیا۔ کیونکہ اوس کو بھی اپنے داماد شاہجہان کے تخت نشین کرنے کی فکر لگی ہوئی تھی۔ مگر شکل یہ تھی۔ کہ شاہجہان بہت دور تھا۔ اس لئے آصف خان نے خسرو کے بیٹے داور بخش کو قید سے نکال کر تخت پر بٹھایا۔ چتر سر پر رکھا۔ اور منزل بہنہ مین اوس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد بنارس داس (پیک) کو اپنے ہاتھ کی انگوٹھی دیکر شاہجہان کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ جہانگیر کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب آپ بہت جلد آگرہ آکر تخت شاہی کو زینت دیجئے۔ ادہر نورجہان اپنے رفیق آخرت کی نعش کو لیکر لاہور آئی۔ اور اپنے باغ مین دفن کیا۔ جب شہریار کو جہانگیر کے مرنے کی خبر لاہور پہونچی تو اوس نے اپنی بیوی (جو نورجہان کی بیٹی تھی) کے ایما سے اپنے کو بادشاہ بنایا۔ اور امراء و سپاہ کا دل اپنے اختیار مین لانے کے لئے ایک ہفتہ کے عرصہ مین تقریباً ۷ لاکھ روپیہ بخشش کر دیئے۔ اور بایسنغر خان پسر دانیال کو سپہ سالار بنا کر آصف خان کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ ادہر سے آصف خان بھی داور بخش کو تحمل بادشاہی کے ساتھ لیکر نکلا۔ جب طرفین سے لڑائی ہوئی تو آصف خان غالب آیا۔ اور شہریار معہ اپنی بیوی کے گرفتار ہو گیا۔ تیسرے روز آصف خان نے اوس کی آنکھون مین سلائی پھیر کر اندھا کیا۔ خلاصۃ التواریخ سبحان سنگھ عارف مین لکھا ہے۔ کہ شہریار نے یہ رباعی بدیہہ پڑھی۔ **رباعی**۔

زنرگس گلاب ارچہ نتوان کشید	کشید ند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من	بگو کور شد دیدۂ آفتاب

اب شاہجہان کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ بنارس جینر (جہان شاہجہان تھا) پہونچا۔ اور شاہجہان کو بادشاہ کے مرنے کی خبر اور آصف خان کی انگوٹھی پیش کر کے سلطنت کی خوش خبری سنائی۔ بیٹا باپ کے مرنے کی خبر سنکر بہت رویا۔ اور مراسم عزاداری کرنا چاہا۔ مگر مہابت خان نے عرض کی

کہ یہ وقت دیر کرنے کا نہین ہے۔ چنانچہ شاہجہان اوس کے کہنے سے دارالخلافہ کے جانب کوچ کیا۔ خود تو آگرہ چلا۔ اور خدمت پرست خان کو آصف خان کے پاس لاہور بہیجا۔ اور یہ حکم دیا کہ دفع آشوب وقیام امن کے لئے شہریار کا کام تمام کیا جائے۔ جب خدمت پرست خان لاہور پہونچا۔ اور آصف خان کو یہ پیام دیا تو اوس نے شہریار۔ داورنجش کرشاسف (جو اورنجش کا بہائی تہا) ظہورث وہوشنگ (یہ دونون دانیال کے بیٹے تہے) ان پانچون کو قتل کر ڈالا۔ لیکن بایسنغر خان (پسر دانیال) بچ کر نکل گیا۔ اودہر شاہجہان گجرات داودپور وغیرہ ہوتا ہوا اجمیر شریف گیا۔ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرکے مرقد مبارک کے غربی سمت مین ایک سنگ مرمر کی مسجد کی تیاری کا حکم دیا۔ پہر وہان سے نکل کر ۲۶ جمادی الاول ۱۰۳۷ھ کو دارالخلافہ آگرہ مین نزول کیا۔ لیکن نجومیون نے جلوس کی ساعت ۱۲ روز کے بعد نیک بتلائی۔ چنانچہ اون ایام کے گذرنے کے بعد تخت شاہی پر قدم رکہا۔

اب ہم جہانگیر کے عادات وخصائل۔ علمی مذاق۔ وشاعری کے مختصر حالات۔ سرطامس رو سفیر الیسٹ انڈیا کمپنی کے اجمالی واقعات پر اس سوانح کو کمل کرتے ہین۔

چنانچہ جہانگیر عدل وانصاف مین کسی کی رو ورعایت نہین کرتا تہا۔ اور انتظام واستحکام سلطنت کے لئے اکثر لوگون کو اوس نے سزادی۔ خیرات ومبرات مین نہایت سیر چشم۔ اور مذہب کے معاملہ مین بالکل بے تعصب تہا۔ اوس کے نزدیک ہندو اور مسلمان دونون برابر تہے۔ علمیت واجبی تہی۔ خطبہی کچا تہا۔ لیکن طبیعت بہت موزون پائی تہی۔ شاعری کا مذاق بہی اچہا تہا۔ چنانچہ اوسکی طبعزاد غزل کے چند شعر یہان نقل کئے جاتے ہین۔

غزل

من چو کنم کہ تیر محنت بر جگر رسد	تا چشم نارسیدہ و گریہ گر رسد
مستانہ می خرامی و مست تو عالمے	اے بند مکنم کہ سیہ از نظر رسد

در وصل دوست مستم و در ہجر بیقرار		دادا ز چنین غمے کہ مرا سر بسر رسد	
مدہوش گشتہ ام کہ بپویم رہ وصال		فریاد ازان زمان کہ مرا این خبر رسد	
وقت نیاز و عجز جہانگیر ہیچ مپرس		امید آنکہ شعلۂ نورا ثر رسد	

جہانگیر علم نجوم کا بہت معتقد تہا۔ اور خدا پرستون و درویشون کی صحبت اوس کو بہت پسند تہی۔ ایک پندنامہ اپنے فرزندون اور با اخلاص مریدون کے لئے لکہا تہا۔ اکثر پند و نصایح معمولی ہین لیکن بعض مین جدت بہی ہے۔

جہانگیر کے عہد سلطنت مین اکثر انگریز اور اہل فرنگ دربار مین جمع ہو گئے تہے۔ چنانچہ ابتدا ۱۶۰۸ء مین کپتان ہاکنس ہندوستان آیا۔ (جس نے جیمس اول شاہ انگلستان کا خط اپنے ساتہہ لایا تہا) اور انگریزون کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے اوس نے دو برس تک بہت کچہہ کوشش کی۔ اور ہر روز بادشاہ کے دربار مین حاضر رہتا تہا۔ چنانچہ اس روزانہ حاضر باشی کے باعث اکثر اوقات جہانگیر کے ساتہہ ہم پیالہ و ہم نوالہ بہی رہا۔ مگر اوس کے مقابل پرتگیزون نے ایسے جوڑ لگائے۔ کہ اوس کو اپنے ارادہ مین کامیابی حاصل نہوئی۔ بلکہ ہندوستان مین انگریزون کی تجارت کی ممانعت کا فرمان جاری ہو گیا۔ اور اوس کی دو سالہ محنت خاک مین ملگئی۔ آخر ہاکنس ۱۶۱۱ء مین معہ اپنی میم کے انگلستان کو روانہ ہو گیا۔ اوس کے بعد سر طامس[1] رو ممبر پارلیمنٹ ۱۶۱۵ء مین وارد

[1] سر طامس ۱۵۸۱ء مین پیدا ہوا تہا۔ اکسفورڈ یونیورسٹی مین تعلیم پائی۔ وکالت کی لیاقت حاصل کی۔ اور جیمس اول بادشاہ انگلستان نے اوسکو نائٹ کا خطاب عطا کیا۔ ویسٹ انڈیس کے سفر مین ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کیلئے منتخب کیا گیا۔ ۱۶۱۰ء مین ایمزون کے کنارہ پر آیا۔ اور ۱۶۱۴ء مین مباحثہ کے لئے کامن ہوس مین کہڑا ہوا۔ اسکے بعد ۱۶۱۵ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کے لئے ہندوستان آیا۔ اور یہان سے واپس جانے پر ٹرکی کا انگریزی سفیر مقرر ہوا۔ کئی برس قسطنطنیہ مین رہا۔ پیرونیا کا سفیر بنایا گیا۔ آخر ۱۶۴۴ء مین عمر ۷۰ سالہ انتقال کیا۔ ۱۲ مولف۔

ہندوستان ہوا۔ جہانگیر نے اوس کے حال پر کمال التفات کیا۔ اور کہا۔ کہ شاہ انگلستان میرا شاہی برادر ہے۔ لیکن جب چند روز کے بعد سفیر نے عہدنامہ کی درخواست کی تو اراکین سلطنت نے اوس کی مخالفت کی۔ جس کی وجہ سے سرطامس رو بھی مثل کپتان ہاکنس کے اپنے مقصد مین ناکامیاب رہا۔ علاوہ برین انگریزی تحائف جہانگیر کے نظرون مین جچے بھی نہین۔ کیونکہ اس مین صرف انگریزی باجے۔ چاقو۔ کارچوبی سگراف۔ تلوار۔ انگریزی گاڑی۔ نامی بادشاہون کی تصویرین وغیرہ تھین۔ اور اسی لئے انگریزی سفارت کا ذکر مسلمانون کی کسی تاریخ مین نہین ہے۔ اور نہ جہانگیر نے اپنی توزک مین اسکا حال لکھا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ اوس زمانہ مین انگلستان کی سفارت۔ سفارت ہی نہین سمجھی گئی۔ اور سفارت انگلینڈ کی وقعت پیدا ہونے مین دو امر مانع تھے۔ ایک تو تحائف کا کم قیمت ہونا۔ دوسرا تجارت کا عہدنامہ چاہنا۔ ہمارے خیال مین تو اوس وقت بہ نسبت انگریزون کے پرتگیزون کی تجارت فروغ پر تھی۔ اور اسی سرطامس کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پرتگیزون کے تحائف بیش قیمت جواہر یعنے لعل۔ زمرد۔ الماس کے ہوتے تھے۔ اور یہی باعث تھا۔ کہ اوس زمانہ مین پرتگیزون کی کمان چڑھی ہوئی تھی۔

ہاکنس طامس کے علاوہ ہربرٹ۔ میری۔ برنیر۔ ڈاکٹر برنارڈ۔ طامس کوریٹ۔ میڈی چین (پادری) وغیرہ انگریزون نے بھی اپنے سیاحت نامون مین عہد جہانگیری کے واقعات کو قلم برداشتہ جو جی مین آیا۔ وہ لکھہ دیا ہے۔ اور اوس کی تحقیق و تصدیق مین مطلق توجہ نہین کی ہے۔ جس سے یہ سیاحت نامے اصلی تاریخون کے مقابلہ مین بالکل وقعت کی نظر سے نہین دیکھے جاتے۔

ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی

۸ جمادی الثانی سنہ ۳۷ ۱۰ھ فبروری سنہ ۱۶۲۸ء کو دولتخانۂ ارک دارالخلافہ اکبرآباد مین ساڑے

تین گھڑی بعد شاہجہان[1] نے سر پر تاج اور تخت پر قدم رکھا۔ اور خطاب ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی مقرر پایا۔ اور اسی خطاب سے فرامین اور مہر اوزک مزین کی گئی۔ مہر اوزک مین جہانگیر کے نام تک باپ دادا کے نام کندہ تھے۔ اس کا نام نہ سپہر مشہور تھا۔ اب اس بادشاہ کا نام بھی بیچ مین درج ہو کر نہ سپہر کا مرکز بنا۔ تخت نشینی کی مسرت مین جیسا جشن شاہانہ باہر دربار مین ہوا۔ ویسی ہی مجلس ملوکانہ اندر محل مین ممتاز الزمانی بیگم (شاہجہان کی چاہتی بی بی) اور جہان آرا بیگم مشہور بہ بیگم صاحبہ (شاہجہان کی بڑی لاڈلی بیٹی) نے آراستہ کی۔ اس کے بعد بادشاہ نے دو لاکھ اشرفی اور ۲ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دئے۔ اور ۱ لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر کیا۔ جہان آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور ۴ لاکھ روپیہ بخشش ہوے۔ اور ۲ لاکھ روپیہ

[1] شاہجہان سلخ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۵ کو جگت گوسائین دختر موٹہ راجہ (راجہ اودے سنگھ) کے بطن سے بمقام لاہور پیدا ہوا۔ دادا اکبر نے خرم نام رکھا۔ اور چھٹی کے ہی روز اکبر نے خرم کو اپنے گھر لایا۔ اور کہا۔ کہ مین اس کو اپنی فرزندی مین لیتا ہون۔ بعد ازان اپنی سب سے پہلی بی بی خدیجہ الزمانی رقیہ سلطان بیگم (جس کے بطن سے اب تک کوئی فرزند پیدا نہ ہوا تھا) بہت سنبھال مرزا کو خرم کی پرورش سپرد کی۔ چنانچہ اس پوتے نے اپنے دادا کو نفس واپسین تک نہ چھوڑا۔ جب اکبر مر گیا تو خرم اپنے باپ جہانگیر کے گھر آیا۔ چند روز تو باپ کے ساتھ ساتھ گذرے۔ اس کے بعد جہانگیر نے خرم کو اودیپور کے رانا کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ پھر قندھار دکن کے واسطے بھیجا۔ جب خرم نے ان دونون مہات مین کامیابی حاصل کی تو جہانگیر نے شاہجہان کا خطاب اور اپنے تخت کے پاس بیٹھنے کو طلائی صندلی کا اعزاز عطا کیا۔ ابھی شاہجہان دکن ہی مین تھا کہ بادشاہ نے اوس کو ہم قندھار پر نامزد کیا۔ مگر نور جہان کے بہکانے سے پرویز مقرر کیا گیا۔ آخر انہین جھمیلون کے باعث ایک عرصہ تک جہانگیر و شاہجہان مین جنگ و پیکار رہی۔ یہ تمام حالات ہم نے جہانگیر کے تذکرہ مین بقدر تفصیل سے لکھدئے ہین۔ جنکے مکرر اعادہ کی یہان ضرورت پائی نہین جاتی۔ ۱۲ مولف۔

سالیانہ قرار پایا۔ اور حکم ہوا۔ کہ نصف روپیہ خزانہ سے نقد دیا جائے۔ اور نصف روپیہ کی جائداد دیجائے۔ اس کے علاوہ ممتاز الزمانی کو ۸ لاکھ روپے اس لئے سپرد ہوے۔ کہ جب دارا شکوہ شجاع۔ اورنگ زیب لاہور سے آئین تو یہ شاہزادے دادا (جہانگیر) کے ساتھ لاہور مین تھے) ساڑے چار لاکھ روپیہ اون مین اس طرح تقسیم کئے جائین۔ کہ دارا شکوہ کو ۲ لاکھ شجاع کو ڈیڑھ لاکھ۔ اورنگ زیب کو ایک لاکھ روپیہ اور مراد بخش و لطف اللہ و روشن رائے بیگم و ثریا بانو بیگم مین تقسیم کئے جائین۔ اور محمد دارا شکوہ کو ہزار روپیہ روز اور شاہ شجاع کو ساڑے سات سو روپیہ یومیہ۔ اور اورنگ زیب کو پانچ سو روپیہ اور شاہزادہ مراد کو ڈھائی سو روپیہ روز دیئے جائین۔ ماسوا اسکے ۱۲ لاکھ روپیہ سادات۔ مشائخ۔ فضلا صلحا۔ وغیرہما کو عطا ہوے۔ اور اپنے خسر آصف خان یمین الدولہ کو (جو ابھی لاہور مین شاہزادوں کے لانیکے لئے ٹھہرا ہوا تھا) عموی دانا کے لقب سے ملقب کرکے ایک خلعت (جو بادشاہ جلوس کے روز پہنا تھا) اور منصب ہشت ہزاری ذات و ہشت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ عطا فرمایا۔ اور بندر لاہری بطریق انعام کے مرحمت کیا۔ مہابت خان کو خطاب خانخانان منصب ہفت ہزاری ذات و ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و سپہ سالاری و علم و نقارہ و توما ن و توغ اور دو گھوڑے طویلہ خاصہ کے معہ ساز نقرہ و طلا و مادہ فیل و ۴ لاکھ روپیہ نقد عنایت ہوے۔ وزیر خان (جو وزیر تھا) کو منصب پنجہزاری ذات و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و اسپ طویلہ خاصہ اور ایک لاکھ روپیہ انعام ملا۔ الغرض سید مظفر خان بارہ تہموری۔ دلاور خان برہچ۔ بہادر خان روہیلہ۔ سردار خان۔ راجہ بیتھلداس پسر راجہ گوپال داس گور۔ مرزا مظفر کرمانی۔ راجہ منروپ ولد راجہ جگناتھ کچواہہ۔ قلیچ خان۔ خواجہ قاسم۔ سید امانی۔ رضا بہادر خدمت پرست خان۔ یوسف محمد خان تاشکندی محل

جان نثار خان۔ لہراسپ خان ولد مہابت خان خانخانان۔ دیانت خان دشت بیاضی یکہ تاز خان۔ نصیب شیرانی ترخان میانہ ابراہیم حسین خان مرحمت خان۔ زبردست خان خواجہ برخوردار وغیرہ۔ حسب مراتب مناصب و انعامات سے سرفراز کیئے گئے۔ انہین اکثر جہانگیر کے زمانہ کے امرا اور شاہجہان کی ایام شاہزادگی کے رفقا تھے۔ چونکہ بادشاہ مراسم ملت مصطفوی و شریعت محمدی کا پابند تھا۔ اس لیئے عہد اکبری کے سجدہ کو موقوف کیا۔ اور مہابت خان کے التماس پر زمین بوس (دونون ہاتھہ زمین پر ٹیک کر پشت دست پر بوسہ دین) مقرر کیا۔ مگر اسمین بھی سجدہ کی مشابہت ہونے سے اسکو بھی موقوف کر کے تسلیم چہارم (تسلیم چہارگانہ) قرار دیا۔ اور سادات و فضلا۔ درویش و زاویہ نشین کو بادشاہ کی ملاقات کے وقت سلام علیکم کہنے اور رخصت کے موقع پر فاتحہ پڑہنے کی اجازت دی۔ اور سال و ماہ قمری کر (جو تاریخ ہجری پر مبنی ہے) جاری کیا۔ ۱۰۳۷ھ مین آصف خان شاہزادون کو لیکر لاہور سے آیا۔ اور بادشاہ نے آصف خان کو وکالت کی خدمت جہر اوزک حوالہ کی۔ اور پچاس لاکھہ روپیہ کی جاگیر و منصب نہ ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ سے سرفرازی بخشی۔ ممتاز الزمانی بیگم و عالم بیگم و شاہزادون و شاہزادیون وغیرہ کو ایک کروڑ روپیہ کے جواہر و مرصع آلات و خلعت و خنجر مرحمت ہوے۔ اس اثنا مین محمد خان والی بلخ و بدخشان نے کابل پر حملہ کیا۔ حالانکہ اوس کا بھائی امام قلیخان والی توران بہت تاکید کے ساتھہ منع کرتا رہا۔ مگر اس نے بھائی کی ایک نہ سنی۔ جب بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو مہابت خان خانخانان کو اوسکی سرکوبی کے لیئے روانہ کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مذکور محمد خان شکست کھا کر بھاگا۔ اور کابل بدستور ملازمان شاہی کے قبض و تصرف مین رہا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے نظام الملک سے تمام محال بالاگہاٹ

(جو خان جہان لودہی نے نظام الملک کے ہاتھہ بیچڈالا تھا) واپس لئے۔ اور خان زمان نے قلعہ بیر فتح کیا۔ دلیر خان نے خواجہ نظام تاجر سے ایک سفید ہاتھی (۶ ہزار شاہی ہاتھیون مین ایک یہی سفید تھا۔ اکبر کو تمام عمر سفید ہاتھی کی آرزو رہی مگر دستیاب نہوا) خرید کرکے بطریق پیشکش بادشاہ کے پاس بھیجا۔ ۱۰۳۰ھ مین خانجہان لودی (جس نے ملک بالاگھاٹ کو حمید خان نظام الملک کے ہاتھہ بیچڈالا تھا) اپنے جرایم و ناشایستہ افعال کے خوف و توہم کے باعث ایک رات اپنے متعلقین و اسباب وغیرہ کو لیکر لشکر شاہی سے بھاگ گیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو خواجہ ابوالحسن خدمت پرست خان۔ حمید مظفر خان۔ نصیر خان وغیرہ نامی امرا کو اوس کے تعاقب مین روانہ کیا۔ طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ خانجہان کے اکثر خویش و فرزند اس جنگ مین مارے گئے۔ لیکن خانجہان نے بھاگ کر برہان نظام الملک کی پناہ لی۔ انہین ایام مین شاہ عباس والی ایران نے انتقال کیا۔ اور شاہ صفوی اوسکا قایم مقام ہوا۔ بادشاہ نے میر برکہ کو ایلچی مقرر کرکے تہنیت و تعزیت نامہ لکھا۔ اور نظام الملک و خانجہان کی سرکوبی کے لئے ۱۰۳۹ھ مین تین فوجین بسرکردگی ارادت خان ناظم دکن و راجہ گج سنگہ و شایستہ خان خلف آصف خان روانہ کین۔ اور ارادت خان کو اعظم خانی کا خطاب عطا کرکے کل سپاہ کا سپہ سالار بنایا۔ فوجون کی روانگی کے بعد معلوم ہوا کہ ارادت خان اور شایستہ خان مین موافقت نہین ہے۔ اس لئے بادشاہ نے شایستہ خان کو طلب کرکے عبداللہ خان کو اوس کی جگہہ بھیجدیا۔ اس اثنار مین جادو رائے نظام الملکی (جو اپنے بیٹون اور بھائیون وغیرہ کے ساتھہ بادشاہ کی ملازمت مین آیا تھا) پھر نظام الملک کی ملازمت کے ارادہ سے دولت آباد روانہ ہوگیا۔ لیکن نظام الملک نے اوس کی بیوفائی کا خیال کرکے اوس کو اور اوس کے دو بیٹے مسمیان بسوا و راگھو۔ اور ایک پوتے بسونت رائے ان چارونکو

قتل کر ڈالا۔ جب جادو رائے کی بیوی اور کرپا بائی کو معلوم ہوا تو وہ اپنے بھائی جگ دیو کو لیکر معہ زر و زیور ہاتھی۔ گھوڑے۔ سپاہ وغیرہ کے حدود نظام الملکی سے نکل کر بادشاہ کے پناہ مین آئی۔ بادشاہ نے اوس کے بھائی جگدیو اور پوتے تیونگ رائے کو منصب و بحالی جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ اور خانجہان کے تعاقب مین جو سردار گئے تھے۔ ایک مدت کے تعاقب مین خانجہان اور اوس کے معاون دریاخان و بہادرخان کو قتل کرکے اونکے سر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کئے۔ چونکہ اس مہم مین عبداللہ خان نے خدمات شایستہ بجالائے تھے۔ اس لئے بادشاہ نے سیف و خنجر و خان جہان کا خطاب عطا کرکے منصب شش ہزاری و شش ہزار سوار سے سرفراز فرمایا۔ اس سال مین جادو رائے کا داماد ساہوجی بھونسلہ (جو نظام الملک کے لشکر مین سردار تھا) معہ اپنے بھائی میناجی و بیٹے ساماجی کے اعظم خان کے ذریعہ بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اپنے خطاؤن کی معافی چاہی۔ بادشاہ نے اُس کو منصب پنجہزاری ذات و سوار۔ (خافی خان منصب شش ہزاری و پنجہزار سوار لکھا ہے) اور دو لاکھ روپیہ انعام مرحمت کیا۔ اور میناجی کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار اور ساماجی ولد ساہوجی کو دو ہزاری ذات ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

سنہ ۱۱۱۰ھ مین بمقام دکن و گجرات اسماک باران سے غلہ کی گرانی ایسی سخت ہوئی۔ کہ پناہ بخدا۔ یعنے ایک مدت تک کتے کا گوشت بکتا رہا۔ جب یہ بھی ہوگیا تو مردون کے گوشت کی خرید و فروخت ہونے لگی۔ اور قبرستان کے ہزارون قبرین (مردہ کے گوشت کی جستجو مین) کھد کر زمین کے برابر ہوگئین۔ اور دفن و کفن کا طریقہ یک لخت موقوف ہوگیا۔ اسی زمانہ مین ایک عورت روتی پیٹتی قاضی کے پاس آئی۔ اور کہی کہ مین نے ہمسایہ کو اپنا جگر پارہ ذبح کرکے پکانے کے لئے دیا تھا۔ مگر ہمسایہ نے اوس کی ہڈی کا بھی ایک ریزہ مجھے کھانے نہ دیا۔

اور خود ہی کہا گئے۔ الغرض ہزارون دیہات ویران ہوگئے۔ لاکھون بندگان خدا اجل کے نذر ہوے۔ پادشاہ اور اوس کے امرا نے متعدد مقامات پر لنگر خانے جاری کئے۔ خصوصًا برہان پور مین ایک بہت بڑا لنگر خانہ پادشاہ نے قایم فرمایا۔ اس عرصہ مین اعظم خان نے نظام الملک کے مشہور قلعے۔ قلعہ بیر۔ قلعہ ستونڈ۔ قلعہ تلتم۔ قلعہ مالگاؤن۔ قلعہ قندہار۔ حصار راجوری وغیرہ کو فتح کیا۔ لیکن قلعہ پرینڈہ پر قبضہ نہو سکا۔ مگر جب عادل خان نے نظام الملک کے فوج کی امداد و اعانت کرکے شاہی لشکر کا مقابلہ کیا تو اکثر امرا شاہی (جو اعظم خان کے ہمراہ تھے۔) اور لشکر کا بہت بڑا حصہ مارا گیا۔ آخر اعظم خان ناکام بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا انہین ایام مین ۱۷ ذی قعدہ ۱۰۴۰ھ کو ممتاز محل[1] (جو شاہجہان کی روح جان پرور و ہمدم و محرم بستر تھی) نے درد زہ سے سفر آخرت کیا۔ پادشاہ کو اس محرم و ہمدم دیرینہ کا اس قدر

[1] جب پادشاہ (شاہجہان) کی عمر ۱۵ سال ۲ ماہ ۴ روز کی تھی تو جہانگیر نے ۱۰۰۷ھ مین نواب عالیہ بیگم (ممتاز الزمانی بیگم بیٹے ممتاز محل) بنت آصف خان بن الدولہ سے منگنی کا رسم کر دیا۔ اس کے بعد جہانگیر نے اپنے بیٹے کے ساتھ مظفر حسین مرزا کی بیٹی کا نکاح کیا۔ (جسکے بطن سے ایک بیٹی پرہیز بانو بیگم ۱۲ جمادی الاول ۱۰۱۲ھ کو پیدا ہوئی) اور منگنی کے پانچوین سال ۳ ماہ ۲ روز بعد ۱۰۱۲ھ مین عالیہ بیگم کا نکاح بہی شاہجہان سے جہانگیر نے کر دیا۔ اسوقت بیگم کی عمر ۹ سال ایک ماہ ۲ روز کی تھی۔ اس نکاح کے پانچوین سال ۲ رمضان ۱۰۱۷ھ کو جہانگیر نے باقتضاء مصلحت ایک اور نکاح اپنے بیٹے (شاہجہان) کا شاہنواز خان بن عبد الرحیم خانخانان کی بیٹی سے کر دیا تھا۔ جسکے بطن سے ۱۲ رجب ۱۰۲۲ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد مین ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جہان افروز نام رکہا۔ مگر ایک سال ۹ ماہ کی عمر مین بمقام برہان پور وہ لڑکا مر گیا۔ الغرض پادشاہ (شاہجہان) کے تین نکاح ہوے تہے۔ مگر پادشاہ کو جو محبت ممتاز محل کے ساتھ تہی۔ وہ کسی اور بیوی سے نہ تہی۔ سفر حضر۔ تکلیف۔ راحت ہر ایک وقت۔

غم ہوا۔ کہ مدتون روتا رہا۔ اور دو سال تک عطر لگانا۔ رنگین کپڑے۔ جواہر پہننا چھوڑ دیا۔ ایک ہفتہ جھروکہ مین نہین بیٹھا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ سلطنت کو بیٹون مین تقسیم کر کے معبود حقیقی سے لو لگائے مگر ارکان دولت اور اعیان ریاست اس ارادہ کے مزاحم ہوے۔ اس غم نے بادشاہ کو دو مہینہ دیا۔ کہ تھوڑے دنون مین تمام داڑھی سفید ہوگئی۔ اور بوڑھون سے بدتر نظر آنے لگا۔ الغرض ممتاز محل کی نعش برہان پور مین (باغ زین مین) بطور امانت زمین کے سپرد ہوئی۔ اور پورے ۶ ماہ کے بعد ۱۷ جمادی الاول ۱۰۴۱ھ کو ممتاز محل کی نعش۔ شاہ شجاع۔ وزیر خان۔ سنی النساء بیگم

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۹۹) ممتاز محل ساتھ رہتی تھی۔ اس بیگم کو ۲۰ سال کے عرصہ مین ۱۴ بچے ۸ لڑکے ۶ لڑکیان پیدا ہوے جنمین ۷ زندہ رہے۔ انتقال کیوقت بیگم کی عمر ۳۸ سال ۲ ماہ تھی۔ تاریخ رحلت (جائے ممتاز محل جنت باد) اولاد کی تفصیل نقشہ ذیل سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔

نمبر شمار	نام	تاریخ ولادت	کیفیت	نمبر شمار	نام	تاریخ ولادت	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	حورالنسا بیگم	۸ صفر ۱۰۱۳ھ	تولد بمقام آگرہ بعمر ۱۰ سال انتقال فرمایا	۸	ثریا بانو بیگم	۲ ربیع ۱۰۳۱ھ	۲۳ شعبان ۱۰۳۱ھ کو ہمراہ والدہ فوت ہوئی
۲	جہان آرا بیگم	۲۱ صفر ۱۰۲۳ھ	بیگم صاحب بادشاہ بیگم عرف تھا	۹	پسر	۱۰۳۲ھ	نام رکھنے سے پہلے مرگیا۔
۳	محمد داراشکوہ	۹ صفر ۱۰۲۴ھ	تولد بمقام اجمیر شریف	۱۰	مراد بخش	۲۵ ذیحجہ ۱۰۳۳ھ	تولد بمقام قلعہ رہتاس۔
۴	شاہ شجاع مہتا	۲۵ جمادی الثانی ۱۰۲۵ھ	تولد بمقام اجمیر شریف	۱۱	لطف اللہ	۴ صفر ۱۰۳۶ھ	۹ رمضان ۱۰۳۶ھ کو ہمراہ والدہ انتقال کیا
۵	روشن آرا بیگم	۲ رمضان ۱۰۲۶ھ	تولد بمقام برہان پور	۱۲	دولت افزا	۴ رمضان ۱۰۳۷ھ	۲ رمضان ۱۰۳۷ھ کو ہمراہ والدہ انتقال کیا
۶	اورنگ زیب	۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ		۱۳	حسن آرا بیگم	۱۰ رمضان ۱۰۳۹ھ	داعی اجل نے پالا۔
۷	امید بخش	۱۱ محرم ۱۰۲۹ھ	ربیع الثانی ۱۰۳۱ھ بمقام برہانپور فوت پائی	۱۴	گوہر آرا بیگم	۱۷ ذیقعدہ ۱۰۴۱ھ	برہانپور مین پیدا ہوئی جسکی ولادت سے ماں مرگئی۔

(جو ملکہ مرحومہ کی وکیل تھی) کے ساتھہ اکبر آباد روانہ کیگئی۔ اور شہر کے جنوب رویہ ایک زمین نہایت رفعت و نزاہت رکھتی تھی۔ (یہان راجہ مانسنگھ کی حویلی تھی۔ جو اب اوسکے پوتے راجہ جے سنگھ پاس تھی۔ جس کو اس زمین کے معاوضہ مین بادشاہ نے خالصہ کی زمین دی) ۱۵ جمادی الثانی ۱۰۴۱ھ کو ممتاز محل وہان دفن ہوئی۔ اور ۲۰ برس کے عرصہ مین ۵ لاکھہ روپیہ کی لاگت سے وہ بیمثل مقبرہ تیار ہوا۔ جو اب تک دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے۔

ممتاز محل کے خزانہ مین ایک کروڑ روپیہ نقد جمع تہا۔ بادشاہ نے اوس مین سے نصف روپیہ اپنی چاہتی اور لاڈلی بیٹی (بیگم صاحب) کو عطا کیا۔ اور باقی نصف شاہزادون مین تقسیم فرمایا۔ اور حرم سرا کے تمام جہیزات وجاگیرات بہی بیگم صاحبہ کے سپرد ہوے۔

اس اثنا مین فتح خان پسر عنبر کی ایک عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی۔ کہ اس خدمتگزار نے برہان نظام الملک کو (جو حضور سے مخالفت رکہتا تہا) مقید کیا ہے۔ اب مراحم شاہی کا امیدوار ہون۔" بادشاہ نے اس کو نمک کی اس کارروائی پر سخت نفرین و لعنت کی۔ لیکن مصلحت ملکی کے لحاظ سے یہ جواب دیا۔ کہ اگر تو ہمارا سچا ہواخواہ ہے تو نظام الملک کی آلایش سے جہان کو پاک کر۔" افسوس ہے کہ اس فتح خان نمکحرام نے اپنے ولی نعمت برہان الملک کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور مشہور کیا۔ کہ وہ اجل طبعی سے مرگیا۔ اسکے بعد بارہ بڑے بڑے نامی سردارون کو قتل کرکے نظام الملک کے بیٹے حسین کو (جو دس برس کا تہا) تخت نشین کیا۔ اپنے بڑے بیٹے عبدالرسول کے ہاتہہ آٹہہ لاکھہ روپیہ پیشکش بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اسی سال ۱۰۴۲ھ مین بادشاہ نے نصیری خان کو بالاگہاٹ جانیکی اجازت دی۔ اور اوسکے التماس پر ماہی مراتب[1] عنایت ہوا۔ اسکے بعد بادشاہ نے آصف خان یمین الدولہ کو محمد عادل خان

[1] اس سے قبل سلاطین دہلی مین ماہی مراتب کا رواج نہ تہا یہ پہلا ہی فعہ ہے۔ جو نصیری خان کو بادشاہ نے ماہی مراتب عطا فرمایا۔ ۱۲ مولف

حاکم بیجاپور کی تنبیہ وسرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ چند روز تک خوب لڑائیان ہوتی رہین لیکن جب عادل خان جنگ سے مجبور ہوا تو صلح و پیشکش کے بہانہ امروز فردا کے وعدون پر آصف خان کو مدتون ٹالا۔ اس عرصہ مین قحط سالی کا ہیبتناک خیمہ آیا۔ کاہ و دانہ کی کمیابی سے گھوڑے اور غلہ کی گرانی سے آدمی ایسے مجبور ہوے کہ ناچار آصف خان نے اس مہم کو ناتمام چھوڑکر واپس ہوا۔ اور شولاپور کے قریب (جو بادشاہی علاقہ تہا) چھاؤنی کی۔ جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو بادشاہ نے مہابت خان خانخانان کو دکن کی صوبیداری عطاکرکے یہ مہم اوسکے تفویض کی۔ اور آصف خان کو اپنے پاس بلالیا۔ اس اثنار مین مخبرون نے بادشاہ کو خبر دی۔ کہ بندر ہگلی[1] کے فرنگیون نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر نکالا ہے۔ اور اس دیار کے مسافرون اور مسلمانونکی

[1] نالہ جسکو عربی مین خور کہتے ہین۔ دریاے شور سے جدا ہوکر قریب ۲۰ کروہ کے راج محل کے طرف منشعب ہوا تہا۔ پہلے زمانہ مین وہان کے لوگ راج محل کو اگ محل کہتے تہے۔ لگنے کے باعث آگ محل کہتے تہے۔ جب راجہ مانسنگہ صوبہ دار بنگالہ ہوا تو اوس نے اپنی اقامت کے لئے اینٹ مٹی کا ایک حصار بنا کر اوس کا نام راج محل رکہا۔ اکبر نے اوسکو اکبرنگر سے موسوم کیا۔ اور راج محل سے ۷ کروہ پر ایک جگہہ بنگالہ اور بہکر کی سرحد ہے۔ جسکے شمال مین دریا گنگ اور دریاؤن سے ملکر بہت عریض بہتا ہے۔ اس کے جنوب مین ایک رفیع طولانی پہاڑ ہے۔ جسکو گڈہی کہتے ہین۔ راج محل کے آگے آب گنگ اس خور (نالہ) سے ملتا ہے۔ اور اس گنگ و خور کے اتصال سے جانب راست خلیج گنگ کے کنارہ پر بندر سانگاؤن واقع ہے۔ سانگاؤن سے راج محل کو کشتی ۵ روز مین پہونچتی ہے۔ بنگالیون کے عہد مین فرنگی سوداگرون کا گروہ جو سراندیپ مین رہتا تہا۔ سانگاؤن مین آمد و رفت کرتا تہا۔ سانگاؤن سے ایک کروہ پر خور کے کنارہ ان کی آبادی تہی۔ اور مزید دفروخت کے بہانہ سے چند فرنگیون نے چند مکانات بنگالی طرز کے وہان بنالئے تہے۔ ایک مدت مین ولایت بنگالہ کے حکام کی بے پروائی سے

تکلیف دہی پر کمر باندھی ہے۔ اکثر مسلمانون کو اسیر کرکے اپنے مذہب مین شامل کرتے ہین۔ چنانچہ اس خبر کے گوش گذار ہونے سے بادشاہ سخت برآشفتہ ہوا۔ اور جب قاسم خان کو بنگالہ کی صوبہ داری دیکر روانہ کیا تو رخصت کے وقت اس قوم کے استیصال اور قلعہ کی تسخیر کے متعلق بھی ہدایت وتاکید کی۔ قاسم خان وہان پہونچتے ہی بندر ہگلی کے جانب لشکر کشید کرکے ساتھہ روانہ ہوا۔ ۱۲ روز محرم ۱۰۴۱ھ کو خوب لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام کو اوس کے محاصرہ مین ساڑھے تین مہینے گذر گئے۔ اس کے بعد نقبین لگائین۔ اور بہت سے فرنگی بخار دموان کے طرح ہوا مین اڑ گئے۔ اکثر پانی مین ڈوب مرے۔ الغرض ابتدا سے انتہا تک کارزار تک دس ہزار فرنگی مارے گئے جسمین مرد عورت بوڑھے جوان۔ بچے۔ سب شامل ہین۔ ان کے علاوہ (۴۰۰۴) عیسائی۔ عورت مرد اسیر ہوے۔ اور تخمیناً دس ہزار آدمی جو قید فرنگ مین تھے۔ رہا کئے گئے۔ البتہ متعدد فرنگی کشتیون مین بیٹھکر سلامت نکل گئے۔ ۱۱ محرم ۱۰۴۳ھ کو یہ اسیران فرنگ بادشاہ کے روبرو پیش ہوے۔ بادشاہ نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۹۲) وہان فرنگی بہت جمع ہوگئے۔ اور انہون نے اپنے مکانات بڑے اونچے اور مضبوط بنالئے توپ تفنگ۔ اور آلات جنگ سے اونکو آراستہ کیا ہی دیا۔ کچھہ عرصہ کے بعد ایک معمورہ بزرگ بنا۔ اور بندر ہگلی کو نام مشہور ہوا۔ اسکے ایکطرف دریا تھا۔ اور تین طرف اسکے خندق کھود کر خور دنالہ کا پانی پھوڑ دیا۔ اور وہان فرنگی جہاز رکھی بڑا شد وبیع وشہری سفر ہوئی جس سے بندر سانگاون کا بازار سرد ہوا۔ اور رونق نہی۔ بندر ہگلی کو فرنگیون نے بنا کرکے دیہات پر گنے جو نالہ کے دونون طرف واقع تھے۔ تھوڑے روپیون مین اجارہ لیکر عملداری کرلی۔ اور اون مواضع کی رعایا مین سے بعض کو سختی کرکے اور ایک جماعت کو زر کی طمع دیکر نصرانی بناتے۔ اور ثواب عظیم کو خیال سے فرنگستان بھیجتے۔ الغرض کنارا کنارے گنگا کے رہنے والون مین سے جو کوئی ہاتھہ آتا اوسکو اسیر کرکے یہ عمل کرتے۔ ۱۲ مولف۔

اسلام کی دعوت دی۔ جنمین بعض تو مسلمان ہوے۔ اور اکثر مسلمان نہونے کی وجہہ سے مقید رہے۔ اون کے اصنام (جو انبیا کی تماثیل تھین) جمنا مین ڈبو دیے گئے۔ انہین ایام مین محمود خان قلعدار کالنہ (جو نظام الملک کا مامور کیا ہوا تھا) نے ملازمان بادشاہی کو قلعۂ مذکور حوالہ کیا۔ بادشاہ نے اس جلد دین اوس کو چار ہزاری منصب دو ہزار سوار و پچاس ہزار روپیہ نقد سے سرفرازی بخشی۔ شعبان ۱۰۴۴ھ مین سلطان پرویز کی بیٹی سے شاہزادۂ داراشکوہ کا نکاح ہوا۔ اس شادی مین ۳۲ لاکھہ روپیہ صرف ہوے۔ اور اس شادی کے ۲۲ روز بعد رستم مرزا صفوی کی بیٹی سے شہزادۂ شجاع کا عقد بندھا گیا۔

اسی سال نذر محمد خان والی بلخ اور شاہ عباس والی ایران کے پاس سے ایلچی آئے۔ لاکھون روپیہ کے تحائف بارگاہ شاہی مین گذرانے۔ بادشاہ نے بہی اون دونون کے پاس اپنے ایلچیون کے ذریعہ تحائف روانہ فرمایا۔

اس اثنا مین حسب دستور سالانہ ہاتھیون کی لڑائی ہوئی۔ تمام شہزادے گھوڑون پر سوار لڑائی کی سیر دیکھہ رہے تھے۔ شاہزادۂ اورنگ زیب کے دل مین کچھہ ایسی سمائی۔ کہ اوس نے اپنے گھوڑے کو اون مست ہاتھیون کے قریب لیگیا۔ اور اس قدر نزدیک ہوا۔ کہ اون لڑنے والون مین سے ایک ہاتھی شہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شہزادہ باوجود کمسن ہونے کے بڑی ہمت کی۔ اور ایک برچھا مار کر ہاتھی کی پیشانی کو زخمی کیا۔ اتنے مین ہاتھی شاہزادہ کو معہ گھوڑے کے دانتون کے نیچے کر لیا۔ شہزادہ گھوڑے سے جدا ہو کر چستی و چالاکی سے متواتر تلوار ین ہاتھی پر مارین۔ شاہزادۂ شجاع نے بہائی کا یہ حال دیکھا تو اوس کی مدد کو دوڑا۔ مگر گھوڑے کے چراغ پا ہونے سے گر گیا۔ اور راجہ جے سنگھہ نے قریب پہونچ کر ہاتھی پر برچھے لگائے۔ اوس کے ساتھہ ہی گرز بردار اور جلوئے خاص کے آدمیون نے ایسے گرز و حربے لگائے۔ کہ ہاتھی

بھاگ گیا۔ دونون شاہزادون کی جان بچی۔ بادشاہ دونون کو گلے لگایا۔ اور اورنگ زیب کو اشرفیون کے پانچ خریطون سے تولا۔ اور کہا کہ "بیٹا ایسی جگہہ اڑا نہین کرتے۔ ہٹ جاتے ہین" اورنگ زیب نے ہاتہہ جوڑکر عرض کیا۔ کہ "غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا"

اب مہابت خان خانخانان کی مہم دکن کے واقعات بیان کئے جاتے ہین۔ یعنے جب مہابت خان نواح دکن مین پہونچا تو عادل خان نے فتح خان کو ایسی پٹی پڑہائی کہ وہ اُس کا شریک حال ہوکر بادشاہ سے باغی ہوگیا۔ اور یہہ دونون ملکر مہابت خان کا مقابلہ ہر ایک مقام پر کرنے لگے۔ مگر مہابت خان اپنی جرأت و بہادری سے اُن دونون کا مقابلہ کرکے قلعہ کالنہ مہاکوٹ وغیرہ کو فتح کیا۔ اور ان لڑائیون مین دکھنیون کے اکثر سردار مثلاً یاقوت خان وغیرہ مارے گئے۔ اور نامی سردار سودا حاجی گرفتار ہوا۔ اسی ضمن مین مجلدار خان قلعدار قلعہ ترنیک (جو فتح خان کے ظلم سے آزردہ رہتا تہا) نے مہابت خان کو قلعہ سپرد کرنے کا پیغام دیا۔ اور ملازمت شاہی مین داخل ہونے کی آرزو کی۔ مہابت خان نے اوسکو یہ جواب بہیجا۔ کہ تیرے قلعہ کے نزدیک قلعہ بھیاپور مین ساہو کے عیال و اطفال مقیم ہین۔ تو اون کو پہلے ٹھکانے لگا کر یہان آ۔ چنانچہ مجلدار خان اپنے ہمراہیون کے ساتہہ بھیاپور گیا۔ اور ساہو کے علاقہ دارون پر یورش کرکے مال و اثر معہ عیال و دفتر ساہو اور مبلغ ایک لاکھہ پچاس ہزار ہون۔ چار سو گہوڑے۔ چار ہاتہی لیکر مہابت خان کے پاس حاضر ہوا۔ اور اس کارنمایان کے صلہ مین مہابت خان نے اوس کو بادشاہ کی اجازت سے خلعت و منصب و انعام سے سرفراز کیا۔ اسکے بعد مہابت خان فتح خان کے سر پر جو قلعہ دولت آباد مین پناہگزین تہا دولت آباد[1]

[1] کہتے ہین کہ قلعہ دولت آباد مین نو قلعے ہین (جو نو حصار کے نام سے موسوم ہین) جنمین سے ۵ قلعے

پہونچا۔ یہان بہی خوب لڑائیان ہوئین۔ ۱۰ روز تک قلعہ کا محاصرہ رہا۔ آخر فتح خان مجبور ہوکر قلعہ کی کنجیان مہابت خان کو حوالہ کین۔ اور مہابت خان قلعہ مین داخل ہوکر حسن نظام الملک (جو صغیر سنی کے وجہ سے اب تک فتح خان کے قید مین تہا) اور اوس کے وابستون وغیرہ کو اسیر کرلیا۔ فتح خان پر بہی نگرانی رکہی۔ جب بادشاہ کو اس فتح عظیم کی خبر معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور نصیری خان کو خان دوران کا خطاب عطا فرمایا (کیونکہ اس مہم وکن مین مہابت خان کے ساتہہ نصیری خان خدمات شایستہ بجا لایا تہا) اور حسن نظام الملک کو قلعۂ گوالیار مین مثل بہادر نظام الملک کے قید کرنے کا حکم دیا۔ فتح خان کا جرم معاف کرکے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۹۵) روے زمین پر اور ہم مدور قلعے سنگ مصفا کے سر کوہ پر نمودار ہوے ہین۔ ۵۵ درعہ شاہجہانی (ایک کروہ دس جریب کے برابر ہوتا ہے) اس کا دورہ اور ارتفاع ۱۴ درعہ ہے۔ اسکے گرد ۴۰ گز عریض ۲۰ گز عمیق سنگ خارا مین خندق کہدی ہوئی ہے۔ پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک ایسی پیچ در پیچ بنائی ہے کہ دن کو چراغ بغیر نظر نہین آتی۔ تمام زینے پتہر مین تراشے ہین۔ پائین کوہ مین ایک آہنی دروازہ ہے۔ اس دروازہ سے حصار مین آتے ہین اور ایک بڑا توپ لوہے کا لگا یا ہے۔ جو ضرورت کیوقت گرم کرنے سے آپہونچنے کی راہ کو روکدیتا ہے اول اسکا نام دہارا گیر اور دیوگیر تہا۔ جب محمد تغلق نے اسکو فتح کرکے دہلی کو رہنے والونکو یہان بسانا اور دارالخلافہ بنانا چاہا تو اسکا نام دولت آباد رکہا۔ مگر تہوڑی مدت مین سلطان محمد تغلق کو ملک نو تسخیر مین فتنہ و فساد پیدا ہوا۔ اور اوس کے جور و ظلم سے اکثر مورثی ملک بہی اوسکے قبضہ مین باقی نرہے۔ جن لوگونکو دہلی سے لاکر یہان بسایا تہا۔ وہ بہی چلے گئے اور سلطان علاء الدین بہمنی نے بہی اپنے جلوس کے بعد اس ملک سے آباد کئے ہوے شہر کو پسند نہین کیا۔ گلبرگہ کا نام حسن آباد رکہکر اپنا دارالسلطنت بنایا۔ جس سے دولت آباد ویران ہوگیا۔ اور سوا ر قصبہ کرکی (جسکو اب اورنگ آباد کہتے ہین) کے آبادی نہ رہی۔ ۱۲ مولف۔

دو لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر کیا۔ اتنے مین خانخانان کی عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی کہ افواج شاہی۔ تردد ات شاقہ۔ وقلت اذوقہ سے نہایت فرسودہ حال ہوگئی ہے۔ اگر پادشاہ کسی پادشاہزادے کو معہ افواج تازہ وسامان شایستہ کے دکن روانہ فرمائے تو مثل نظام شاہیون کے خاتمہ کے عادل خان والی بیجاپور کا بھی خاتمہ ہوجاتا ہے۔ پادشاہ نے خان خانان کے معروضہ کو درجہ قبولیت بخشا۔ اور شاہزادہ شجاع کو نامی امرا اور لشکر کثیر کے ساتھہ دکن روانہ کیا۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ ساہو بھونسلہ نے نظام الملک کے کسی خویش کو (جو قلعۂ انجرائی مین قید تہا۔ رہا کرکے) بادشاہ بناکر نواح دکن مین فساد وفتنہ برپا کیا ہے۔ اور عادل خان نے قلعہ پرینڈہ (جو نظام الملک کا تہا) کے قلعدار آقا رضوان کو باغ سبز دکہلاکر اوس پر قبضہ کرلیا ہے۔ جب شاہزادہ وہان پہونچا تو متواتر لڑائیان ہوئین۔ اکثر لڑائیون مین شاہی لشکر کو فتح وکامیابی حاصل رہی۔ اور عادل خان کی فوج شکست پر شکست پائی۔ لیکن نتیجہ کچہہ نہ نکلا۔ کیونکہ عادل خان نے اطاعت کی۔ اور نہ بیجاپور پر قبضہ ہوا۔ البتہ کسی قدر فتنہ وفساد کی شورش مٹگئی۔ الغرض شجاع کو بہی ناکام واپس ہونا پڑا۔ اور اسی واپسی پر بادشاہ نے خان خانان اور شاہزادہ پر بہت کچہہ زجر وتوبیخ کی۔ اور چند روز کے بعد مہابت خان خان خانان (جسکا اصلی نام زمانہ بیگ تہا) اپنے مرض کہنہ بہگندر (ناسور) سے ۱۴ جمادی الاول ۱۰۴۴ھ کو انتقال کیا۔

۱۰۴۴ھ مین بادشاہ نے یہہ خیال کیا۔ کہ جواہر خانے مین طرح طرح کے جواہر جو بیکار رکہے ہوے ہین۔ اون کو کسی کام مین لگانا چاہیے۔ جس سے زیب وزینت اور نمایش کے علاوہ سلطنت کو بہی فروغ ہو۔ چنانچہ جواہر خاصہ (جنکی قیمت دو کروڑ روپیہ تہی) کے علاوہ دوسرے بیش قیمت جواہر وزنی ۵ ہزار مثقال قیمتی ۸ لاکھ روپیہ کے بادشاہ نے انتخاب

کرکے بلے بدل خان داروغہ زرگری خانہ کے تفویض کیا۔ اور اوس کے ساتھہ ایک لاکھہ تولہ طلا (قیمتی ۱۴ لاکھہ روپیہ) بھی دیا۔ اور یہہ فرمایش کی۔ کہ ایک تخت شاہی جسکا طول سوا گز۔ عرض ڈھائی گز۔ ارتفاع پانچ گز جواہر سے مرصع تیار کیا جائے۔ چنانچہ اس تخت کی جہت کا اندرونی رخ کچھہ مینا کار کچھہ مرصع۔ اور بیرونی رخ لعل و یاقوت وغیرہ سے مغرق بنایا گیا۔ اور یہہ جہت بارہ زمرد کے ستونوں پر قایم ہوا۔ اوپر دو طاؤس جواہر سے مرصع تیار کئے گئے۔ اور ان دونوں موروں کے بیچ مین ایک درخت۔ لعل الماس زمرد۔ مروارید سے مرصع لگایا گیا۔ چڑہنے کے لئے زربان کے تین پایہ جواہر آبدار سے مرصع بنائے گئے۔ گیارہ تختے جواہر سے مرصع تخت کے دور پر تکیہ لگانے کے لئے نصب ہوے۔ بیچ کا تختہ۔ (جس پر بادشاہ تکیہ لگا کے بیٹھتا تہا)۔ ۱۱ لاکھہ روپیہ قیمت کا تہا۔ اس تختہ مین جو جواہر لگے تھے۔ اون مین ایک لعل لاکھہ روپیہ کا (سکندر شاہ عباسی والئ ایران نے زنبیل بیگ کے ہاتھہ جہانگیر کے پاس بھیجا تہا۔) اور جہانگیر نے دکن کی فتح کے جلدو مین شاہ جہان کو مرحمت کیا تہا۔ اس مین اول نام صاحبقرآن۔ میرزا شاہرخ مرزا الغ بیگ منقوش تہا۔ پھر شاہ عباس۔ جہانگیر۔ اکبر۔ شاہ جہان کے نام کندہ کئے گئے تھے) نصب تہا۔ اور یہہ تخت طاؤس ایک کروڑ روپیہ کے صرفہ سے سات سال مین تیار ہوا تہا۔ جس کی تاریخ (سریر ہمایون صاحبقرانی) ہے۔ جب یہ تخت تیار ہو گیا تو اوس پر جلوس فرما کر اپنی بخشش سے تمام خلقت کے جیب و دامان دولت سے بھر دیا۔ شاہزادون اور امراؤن کو لاکھون روپئے نقد بیش بہا خلعت ملے۔ چنانچہ دس روز مین ایک ہزار خلعت عطا ہوے۔ اور طالب کلیم قصیدہ کے صلہ مین (جو اس موقع پر کہا تہا) سونے سے تولا گیا۔ اور اوس کے ہموزن (۵۰۰) روپیہ مرحمت ہوے۔ اس موقع پر

۲۴ لاکھ کی نذرین گذرین۔

اس اثنار مین جھجھار سنگھ پسر رسنگدیو (جو ابوالفضل کو مارا تھا) کے بغاوت کی خبر معلوم ہوئی۔ بادشاہ نے اوس کی سرکوبی کے لئے عبداللہ خان فیروز جنگ۔ سید خانجہان خان دوران خان کو روانہ فرمایا۔ چنانچہ ان امرار کی کوشش و تردد سے جھجھار سنگھ مارا گیا۔ اور اوس کے قلعے۔ خزانے۔ دفینے (جنکا شمار ایک کرور روپیہ تھا) تصرف شاہی مین آئے۔ اور اسی ضمن مین قلعہ چاندہ۔ جھانسی۔ دتیہ۔ اندچہ (یہ قلعہ سنگ چینی کا بنا ہوا تھا) بھی فتح ہوے اس کے بعد بادشاہ نے ایک فرمان عبداللطیف گجراتی کے ہاتھہ قطب الملک والی گولکنڈہ کے پاس۔ اور ایک فرمان کمرست خان دیوان ہیدرات کے ذریعہ عادل خان والی بیجاپور کے نزدیک (کیونکہ یہہ دونون منحرف ہوکر پیشکش کا بھیجنا موقوف کردئے تھے) روانہ کیا۔ اور ساہو بھونسلہ کی تنبیہ کے لئے (جو ایک مجہول النسب کو نظام الملک بناکر نواح دکن کے قلعے تصرف مین لارہا تھا) خان دوران خان۔ بہادر خان۔ خان زمان خان۔ شایستہ خان وغیرہ کو ۴۰ ہزار سوارون کے ساتھہ بھیجا۔ چنانچہ ان نامی سردارون سے خاندوران خان نے کلیان۔ نارائن پور۔ کمالور۔ شولاپور۔ ہیراپور کے قلعے فتح کئے۔ اور شایستہ خان نے سنگیر و جنیر کے قلعے حاصل کئے۔ اللہ وردی کا قبضہ قلعہ انجرائی۔ کانجنہ۔ ناکنجنہ۔ رولہ۔ جولہ۔ انہونت۔ کول۔ پوسرا۔ اچلاگر۔ متین وغیرہ پر ہوا۔ سید خانجہان کو قلعہ سراوہون۔ قلعہ کامٹی۔ قلعہ دیوگاؤن۔ ہاتھہ آئے۔ شاہ بیگ نے قلعہ چاکرکونڈہ کو لیا۔ اور خان زمان نے ساہو کا تعاقب کرکے اوس کی مٹی خراب کی۔ بہرحال ان نامی سرداروں کے ذریعہ دکن کے مستدد قلعے شاہی قبضہ مین آئے اب سفارت کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جب عبداللطیف گولکنڈہ پہونچا تو

قطب الملک نے استقبال کیا۔ اور کمال درجہ آؤ بھگت سے پیش آیا۔ اس کے قبل جو شاہ ایران کا خطبہ پڑہا جاتا تہا۔ وہ موقوف کرکے شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑہایا۔ اور خطبہ مین اصحاب کبار کے نام نامی داخل کیا۔ اور بادشاہ کے نام کا سکہ اوسی وقت مضروب ہوا۔ چالیس لاکہہ روپیہ نقد وجواہر ومرصع آلات سونر نجیر فیل وسوراس اسپ کی پیشکش گذرانی۔ بہرحال قطب الملک نے ایسی اطاعت کی۔ کہ اوسوقت تک کسی والی گولکنڈہ نے اس طرح نہ کی تہی۔ اور عرضداشت کا القاب دخلاصہ مضمون حسب ذیل ہے۔

مرید دمورد وثنی نیک خواہ مخلص فدوی بلا اشتباہ عبداللہ قطب الملک کا تعہدنامہ یہ ہے۔ کہ حضور نے از روے کرم نظری ورافت جبلی اس ناحیہ محقر کو بشرائط ذیل نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ نیازمند کو جو مرحمت فرمایا ہے تو یہ مرید مورد وثنی صدق اعتقاد سے اوس کا پابند رہے گا۔ اول چار یار باصفا کا نام خطبہ مین (جمعہ وعیدین) پڑہا جائے گا۔ دوم سکہ حضور کے نام کا ہوگا۔ سوم سالہ جلوس سے دو لاکہہ ہون (آٹہہ لاکہہ روپیہ) اون چار لاکہہ ہن مین سے (جو مین نظام الملک کو دیتا تہا) سال بسال داخل کرونگا۔ حضور نے سہ جلوس پیشکش کا بالتقطع ۲۴ لاکہہ روپیہ مقرر کیا تہا۔ اوس کا آٹہہ لاکہہ روپیہ باقیماندہ اور ۲ لاکہہ ہن بابت سال نہم جلوس بہیجتا ہون۔ پیشکش حال کے ہاتہی گہوڑون کی نسبت جو حضور نے مقرر کی ہے۔ اور جو گولکنڈہ مین مقرر ہوئی تہی۔ ان دونون کا فرق جو کچہہ ہوگا۔ وہ بہی گذرانون گا۔ اور اس قول کے استحکام کے لئے مین نے مولانا عبداللطیف کے سامنے قرآن مجید پر قسم کہائی ہے۔ اگر اس کے خلاف سرزد ہو تو اولیائے دولت کو اختیار رہے کہ وہ مجہسے تمام ملک لے لین۔ اسکے ساتہہ حضور کو میری امداد بہی کرنی واجب ہے۔ کیونکہ عادل خان کی دست درازی ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔ اب عادل خان کی سنئے۔ کہ اوس نے پہلے تو فرمان شاہی کا کچہہ لحاظ نہ کیا۔ مگر جب ابراہیم نے

اکثر قلعے فتح کئے تو گھبرایا۔ اور اطاعت پر کمر باندھی۔ سالانہ ۲۰ لاکھ روپیہ پیشکش کا مقرر ہوا۔ بادشاہ نے اوس کو اپنی ایک شبیہ مع چوکٹے کے اور ایک عہدنامہ سرفراز فرمایا۔ چنانچہ فرمان مذکور کے جواب مین عادل خان نے جو عرضداشت لکھی ہے اوس کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

عرضداشت۔ بندہ فدوی۔ برشاہراہ عقیدت مستقیم محمد بن ابراہیم۔ ذرہ وار موقف عرض ایستادہا۔ حضرت صاحبقرانی میسارند۔ حضرت کی شبیہ پہنچی۔ میری مجال نہین جو اس عطیہ عظمیٰ کا شکریہ ادا کردن۔ مین نے حضرت کی دعا کو شب و روز وظیفہ بنایا ہے۔ اور پیشکش مکرمت خان کے ہاتھ روانہ کی ہے۔ آیندہ اطاعت مین سر مو قصور نہوگا۔ عادل خان نے اس عرضداشت کے گرد ایک غزل حافظ شیراز کی آب زر سے لکھی تھی۔ جس سے گمان ہوتا ہے کہ تین سو کئی سال پہلے عندلیب شیراز نے اس غزل کو محض عادل شاہ کے لئے لکھا تھا۔

غزل

جوز اسحر نہاد حمائل برابرم	یعنے غلام شاہم و سوگند میخورم
شکر خدا ازمد دبخت کارساز	کامے کہ خواستم زخدا شد میسرم
گر دید نام شاہجہان حرز جان من	دانی نجستہ نام براعد منعفرم
شاہا من از بعرش رسانم سریر فضل	مملوک این جنابم و مسکین این درم
گر یادرت نمیشود از بندہ این حدیث	از گفتہ کمال دلیلے بیاورم
بر من فتادہ سایۂ خورشید سلطنت	اکنون فراغت است زخورشید خاورم
نامم زکار خانۂ عشاق محو باد	گر جز محبت تو بود شغل دیگرم
اے شاہ شیر گرچہ گردوارشود	در سایہ تو ملک قناعت میسرم
عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود	در شاہراہ عمر ازین عہد بگذرم

بادشاہ ... فرمودہ عہد نامہ کا خلاصہ لوح زرین پر رقم کرکے محمد زمان مشرف اصطبل کے ہاتھ روانہ فرمایا
تحمد اور عمل میں لانے کی ہدایات کے لئے ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

آیات دستگاہ پناہ۔ عدالت و نصفت دستگاہ۔ زبدۂ ارباب دول۔ عمدہ اصحاب ملل۔ خلاصۂ
مردان۔ عادل خان۔ بفور عنایات پادشاہانہ مفتخر و مستظہر بودہ بداند۔ کہ چون در ینولا۔ این عدالت
پناہ بہ بداری جنت انتہار بندگی و اطاعت نمودہ عرائضے کہ دلالت برین مراتب می نمود ارسال داشت
تقصیرات گذشتہ آن عدالت پناہ را عفو فرمودیم۔ و در مقام عنایت آمدہ تمام ملکے کہ از عادلخان
مرحوم بطریق ارث یافتہ بود۔ بر و مسلم داشتم۔ و از روئے مربدنوازی از ملک نظام الملک سر محال
و مکور و قلعہا ئے کہ دران محال است۔ و قلعہ شولاپور و محال متعلقہ آن و قلعہ پرینڈہ و چارہ محال
متعلق بدان قلعہ و ولایت کوکن با قلعہائے کہ دران است و پرگنہ بہالکی وجیت گوپا۔ و جالنہ را با آن
عدالت مرتبت عنایت نمودم۔ و مقرر است کہ سائر ملک نظام الملک بممالک محروسہ منتظم باشد۔
اما این عنایات مشروط است۔ بہ انکہ نظام الملک و نظام الملکیہ اصلا در میان نباشند۔ و آن
عدالت پناہ متعرض محال کہ از سابق و حال درین سرحد ضمیمۂ ممالک محروسہ گشتہ نگردد۔ و از حدود
خود کہ درین مرتبہ قرار یافتہ تجاوز ننماید۔ و اگر بندہ از درگاہ والا از روئے بے سعادتی فرار نماید او را
در ملک خود جائے ندہد۔ خدا و رسول را شاہد این مراتب ساختہ حکم میفرمائیم۔ کہ مادام کہ این عدالت پناہ
و اولاد و احفاد او بشرایط مذکورہ عمل نمایند۔ و خلاف آن نہ کنند۔ انشاء اللہ تعالے از
ما و از فرزندان کامگار ما و از برخوردار ما و از امرائے عالی مقدار ما خرابئے بملاک آن
عدالت پناہ نخواہد رسید۔ و خلاف عہود دیگر درین لوح طلا کہ در ثبات ثانی لوح محفوظ
است۔ منقوش گشتہ بعمل نخواہد آمد۔ و این قول و قرار نسلاً بعد نسل ہمچو سد سکندر استوار خواہد
بود۔ تحریر ۲۴ ذیحجہ ۱۰۴۵ھ ۹ خرداد سنہ جلوس مقدس۔

بعدازان بادشاہ نے ولایت[1] دکن کی حکومت شاہزادہ اورنگ زیب کے تفویض فرمائی۔ یہ شہزادہ اپنے مفوضہ ملک کے جانب روانہ ہوگیا۔ اس اثنار مین ایک جلی بالیسنغر خان پسر انیال پیدا ہوا۔ حالانکہ اصلی بالیسنغر خان (جو شہریار کا سر لشکر لاہور مین تھا) قلعہ کولاس مین (جس کا تعلق قطب الملک سے تھا) صف الف (ایسی موت جو بے سب بستر پر ہو) سے مرگیا تھا۔ جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو بادشاہ نے اوس کو دار پر کھینچا۔ ۴۲ سنہ مین عبداللطیف نے عرض کیا۔ کہ جس وقت مین سفارت پر گیا تھا۔ قطب الملک کے ہاتھ مین ایک انگشتری یاقوت کی بہت بیش بہا دیکھی تھی۔ جو سرکار کے لایق ہے۔" چنانچہ بادشاہ نے اوس کو طلب کیا۔ اور ۵۰ ہزار روپیہ اوسکی قیمت قرار پاکر پیشکش مین محسوب ہوئی۔

اور بادشاہ نے خانہ دوران خان کو اودگیر اور اودسہ کے قلعون کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ جو ۳ ماہ کے عرصہ مین یہ دونون قلعے فتح ہوے۔ سید مفتاح قلعدار نے اسمٰعیل[2] نبیرۂ ابراہیم عادلخان کو

---

[1] ولایت دکن مین ۶ قلعے تھے جنمین ۵۳ اونچے پہاڑ و نہر اور ازمین پر بنے ہوے تھے جسکے چار صوبے۔ ایک دولت آباد مع احمدنگر اور اور محال کے جسکو صوبہ دکن کہتے ہین۔ یہ ولایت جب نظام الملک سے تعلق رکھتی تھی تو پہلے اوس کا حاکم نشین (صدر مقام) احمدنگر تھا۔ پھر دولت آباد ہوگیا۔ دوسرا[1] خاندیس۔ یہ صوبہ بالاگھاٹ مین واقع ہے تیسرا[2] خاندیس۔ جسکا حصار آسیر اور شہر برہان پور مشہور ہین۔ یہ شہر قلعہ مذکور سے ۴ کروہ پر ہے۔ چوتھا[3] برار جسکا صدر مقام الیچپور ہے۔ اور نواح الیچپور مین اس کا مشہور قلعہ کاویل پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا ہے۔ ان چارون صوبون کی مجموعہ وارب دام ہے۔ جو دوازدہ ماہ کے حساب سے ۵ کروڑ روپیہ ہوتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

[2] یہ اسمٰعیل درویش محمد کا بیٹا ہے جو ابراہیم عادل خان کا بڑا بیٹا۔ اور محمد قلی قطب الملک کا بہنوئی تھا۔

بہی (جو ایک مدت سے قید تھا) حوالہ کیا۔ جب وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو بادشاہ نے اوسکا وظیفہ مقرر کرکے اکبرآباد مین رہنے کی اجازت عطا کی۔ اور خاندوران اوسہ واودگیر کے فتح سے فارغ ہوکر کونکیر مین آیا (جو قطب الملک کی سرحد پر ہے) اور قطب الملک سے ایک عمدہ اور بیش قیمت ہاتھی گج موتی نام معہ ۲۵ ہزار رہن (ایک لاکھ روپیہ) کے صیغۂ نقلبندی مین حاصل کرکے بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ انھین ایام مین خان زمان نے ساہو بھونسلہ کا قافیہ ایسا تنگ کیا۔ کہ وہ آخر حسب قرارداد شاہی عادل خان کی نوکری قبول کی۔ اور قلعہ خیبر معہ دیگر مستحکم ومضبوط قلعون کے مثلاً ترینک۔ ترنگلواری۔ ہرلیس۔ جودہن۔ جوند۔ برسرا۔ لشکر شاہی کے حوالہ کیا۔ اور جس مجہول النسب کو نظام الملک بناکر لئے پھرتا تھا۔ اوس کو بھی خان زمان کے تفویض کیا۔ جب یہ نظام الملک بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا تو بادشاہ نے اسکو بھی اون دو نظام الملک کے ساتھہ (ایک عہد جہانگیر مین احمدنگر کی فتح کے بعد اور دوسرا عہد شاہجہان مین دولت آباد کی فتح کے بعد قید ہوا تھا) قلعۂ گوالیار مین قید کیا۔ اور اسی سال اورنگ زیب کی شادی شاہنواز خان پسر مرزا رستم صفوی کی بیٹی سے نہایت تکلف واہتمام کے ساتھہ عمل مین آئی۔ اسی زمانہ مین خان زمان خان نے دکن مین وفات پائی۔ اور مرحسب سلہ۔ میر بخشی (جو جہانگیر کے عہد مین قطب الملک کے پاس سے ایران ہوتا ہوا یہان آیا تھا) نے لقمۂ وفایح سے انتقال کیا۔ اس عرصہ مین ظفر خان صوبہ دار کشمیر نے (حسب الحکم شاہی) تبت پر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۳) ابراہیم عادل شاہ کی خواہش رہتی۔ کہ اوسکا چھوٹا بیٹا محمد جانشین ہو۔ چنانچہ جب ابراہیم کا انتقال ہوا تو محمد جانشین ہوا۔ اور درویش محمد نامبنا کیا گیا۔ اوس کی عورتون نے اسمٰعیل کو (جو ۴ سال کا تھا) پوشیدہ نظام الملک کے پاس بیجدیا تھا۔ تاکہ دشمنون کے ہاتھہ سے اوسکی جان بچے۔ اور نظام الملک نے سید نفاح قلعدار اودگیر کو اوسکی نگہداشت سپرد کی تھی۔ جسکو دس سال ہوگئے تھے۔ ۱۲ مولف۔

چڑھائی کی۔ اور متواتر لڑائیون کے بعد ابدال حاکم تبت نے اطاعت کی۔ اور بادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا۔ لیکن ظفرخان اس خوف سے کہ برف کے پڑنے سے راستہ بند نہ ہوجائے۔ ولایت تبت کو ابدال کے وکیل محمد مراد کے تفویض کرکے فوراً واپس ہوا۔ اور کوئی لایق انتظام نہ کرسکا۔ جب بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اوس کی اس نافہمی کی کارروائی پر بہت پیچ وتاب کھایا۔ اس اثنار مین سعید خان حاکم کابل کے عرضداشت سے معلوم ہوا۔ کہ علی مراد خان حاکم قندہار[1] (جو شاہ ایران کے جانب سے تھا) قلعہ کے حوالہ

---

[1] اس کے پچھلے واقعات یہ ہین کہ شاہ عباس والئ ایران نے جہانگیر کے عہد مین زنبیل بیگ الیچی (ایران) کے اشارہ پر (جس وقت کہ جہانگیر اپنے بیٹے شاہجہان کی بغاوت کے فرو کرنے مین مصروف تھا) بلا کسی اطلاع وخبر کے دفعتاً فوج کشی کرکے ۵ دن کے محاصرہ کے بعد ۱۰۳۲ھ مین عبدالعزیز خان قلعدار سے قلعہ قندہار کو لے لیا تھا۔ اور جہانگیر نے اوس کے واپس لینے کے لئے اول شاہجہان کو اور بعد مین نورجہان کے معروضہ پر شہریار کو لشکر کشی کے ساتھ بھیجنا چاہا تھا۔ اس اثنار مین شاہ ایران کا نامہ آیا تھا۔ اور جہانگیر نے جواب بھی ادا کیا تھا وغیرہ۔ چنانچہ یہ واقعات اس کے قبل عہد جہانگیری مین ہم نے بیان کیا ہے۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین۔ الغرض شاہ ایران نے قندہار پر قبضہ کرکے وہان کی حکومت گنج علیخان حاکم کرمان کے (جس کو شاہ ایران بابا کہتا تھا) تفویض کی تھی۔ جب وہ مرگیا تو اوس کا بیٹا علی مردان خان (جسکو شاہ ایران بابائے ثانی لکھتا تھا) حاکم مقرر ہوا تھا۔ بہرحال قندہار کا اسطرح چلا جانا جہانگیر کو بھی شاق گذرا تھا۔ مگر مجبوری کے وجہ سے چندے التواء ہوا۔ اس عرصہ مین عمر آخر ہوگئی۔ اور یہ حسرت قبر مین ساتھ گئی۔ لیکن جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو اوس کے دل مین بھی یہ خار ہمیشہ کھٹکتا رہتا تھا۔ مگر افغانون اور بندیلون کی شورش نے بادشاہ کو اس طرف متوجہ ہونے نہ دیا۔ جب اوس سے فراغت ہی تو بادشاہ نے سعید خان حاکم کابل کو لکھا۔ کہ ہمارا ارادہ قندہار پر لشکر کشی کرنے کا ہے۔ پس اولاً تمکو چاہئے کہ کوئی معتبر کاردان کابلی کو بھیجکر حصار کی کیفیت اور لشکر کی حالت دریافت کرو۔ اور اگر ممکن ہو تو علی مردان خان کو ہماری

کرنے پر آمادہ اور مدد کا طالب ہے۔ بادشاہ نے فوراً سعید خان کو اوس کی مدد کے لئے لکھا۔ اور قلیچ خان حاکم ملتان کا منصب اضافہ کرکے قندہار کی حکومت عطا کی۔ اور حکم دیا۔ کہ فوراً لشکر شالیستہ کیساتھ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۵) اطاعت پر مائل کیا جائے۔ چنانچہ سعید خان نے پری آغا الملقب بہ ذوالقدر خان کو تمام واقعات ذہن نشین کرکے پرشیدہ طور پر قندہار بھیجا۔ اُس نے وہان جاکر علی مردان خان کو بہت کچھ سمجھایا۔ اور پٹی پڑہایا۔ مگر وہ گرگ کہن اس کے دام مین نہ آیا۔ بلکہ سعید خان کو زبانی یہ کہلا بھیجا۔ کہ آیندہ ایسے پیغام کی ضرورت نہین۔ جب بادشاہ کو سعید خان کے ذریعہ علی مردان خان کا عندیہ معلوم ہوا تو قندہار کے تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور سعید خان کو بھی تیار رہنے کے لئے فرمان بھیجا۔ اتفاقاً یہ خبر علی مردان خان کو بھی ہوگئی تو اوس نے قندہار کی حصار کو مستحکم کیا۔ اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک جدید قلعہ بھی تیار کیا۔ اور اوس کی اطلاع شاہ ایران کو دیکے امداد کی استدعا کی۔ لیکن وہان علی مردان خان کے بعض دشمن بھی موجود تھے۔ جنھون نے شاہ ایران کو اسکے جانب سے ایسا بدظن کیا کہ وہ امداد دینے کے عوض اوس کی جان کا خواہان ہوا۔ اور سیاوش قولر اقاسی حاکم شہد کو بظاہر علی مردانخان کی کمک کو روانہ کیا۔ اور باطن مین لوسکو سمجھایا۔ کہ جب موقعہ ملے تو علیمردان کو گرفتار کرکے یا اوس کا سر اوتار کر بھیجدے۔ لیکن شاہ کے اس باطنی ارادہ کی کیفیت علی مردانکو بھی ہوگئی۔ جس کے باعث وہ نہایت بدول ہوا۔ اور کہا۔ کہ بادشاہ نے میرے حقوق پر کچھہ خیال نہ فرمایا۔ اور میری جان کا درپے ہوا۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ مین شاہجہان کی اطاعت کرکے قلعہ قندہار بلاکسی مزاحمت کے حوالہ کردون۔ اور سیاوش کو (جو بادشاہ کا فرستادہ ہے) قلعہ مین قدم نہ رکھنے دون۔ چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا۔ جب سیاوش آیا تو اوس کو باہر ہی رکہا۔ قلعہ مین آنے نہ دیا۔ اور سعید خان حاکم کابل۔ عوض خان قاقشال حاکم غزنین کو اپنے ارادہ کی اطلاع اور اعانت کی استدعا کہلا بھیجی۔ اور شاہجہانکو بھی ان تمام واقعات کی ایک عرضداشت روانہ کی۔ چنانچہ سعید خان اور عوض خان لشکر جرار کے ساتھہ

قندہار کے جانب کوچ کرے۔ اس کے بعد شہزادہ شجاع کو بھی ۲۰ ہزار سوارون کے ساتھہ دس لاکھہ روپیہ اخراجات کے لئے سرفراز کرکے قندہار روانہ کیا۔ اوہر سیادش نے ان تمام واقعات کی خبر شاہ ایران کو بھیجی۔ چنانچہ شاہ ایران نے سیادش کی کمک کے لئے خراسان سے کسی قدر فوج روانہ کی۔ لیکن بادشاہی لشکر کی تعداد غنیم کے لشکر سے بہت بڑی ہوئی تھی۔ الغرض جب سعید خان حاکم کابل۔ عوض خان قشقال حاکم غزنین۔ قلیچ خان حاکم ملتان۔ اور شاہزادہ شجاع قندہار پہونچے ۲۰ ذی قعدہ ۱۰۴۸ھ کو طرفین کے لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ لشکر شاہی فتح پایا۔ اور سیادش شکست کھاکر چلتا بنا۔ جب شاہ صفی کو اس شکست کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت آشفتہ ہوا۔ اور کہا کہ میں ایروان اور بغداد کا خیال چھوڑ دیسکتا ہون۔ لیکن قندہار کی تسخیر سے ہاتھہ نہین اوٹھا سکتا۔ عنقریب جانی خان قورچی باشی کو لشکر خراسان و عراق کے ساتھہ روانہ کرون گا۔ جو اس شکست کا بدلہ لیگا۔ مگر شاہ صفی کی یہہ گفتگو ایک مجذوب کی بڑ ٹھہری۔ کیونکہ اوس نے کوئی لشکر بھیجا۔ اور نہ قندہار کے جانب توجہ کی۔ بلکہ مجبوراً لہو کے گھونٹ پی کے خاموش ہورہا۔ اس کے بعد سعید خان اور قلیچ خان نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۶) علی مردان خان کی کمک کو آگئے۔ اور علی مردان خان نے ان دونون کو معہ لشکر اندر بلالیا اور اُسی وقت شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور سکہ جاری کیا۔

جب بادشاہ کو علی مردان خان کی عرضداشت پہونچی تو بادشاہ نے فوراً قلیچ خان ناظم ملتان کو اضافہ منصب کرکے پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار و دہزار سوار دواسپہ و سہ اسپہ سے سرفراز کرکے قندہار کی صوبہ داری تفویض کی اور حکم دیا۔ کہ لشکر ملتان کو لیکر قندہار کے جانب کوچ کرے۔ اور اوسکی کمک کیلئے شہزادہ محمد شجاع کو بھی ۲۰ ہزار سوار کے ساتھہ قندہار روانہ کیا۔ وزیر خان حاکم پنجاب کو تاکید کی کہ غلہ جمع کرکے کابل کو روانہ کرے۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

قلعہ بست۔ قلعہ داور۔ قلعہ کشک نخود۔ قلعہ ہیرمنداب۔ قلعہ ارک۔ قلعہ گرشک۔ قلعہ فولاد۔ قلعہ ولی چک وغیرہ کو فتح کیا۔ اور چند قلعہ خاران قلی حاکم فراہ (جو شاہ ایران کا علاقہ تھا) کے بھی لے لئے۔ الغرض تمام ولایت قندہار اور اوس کے ساٹھ قلعے بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آئے۔ اور اُسی سال علاء الدین فتحپوری الملقب بہ اسلام خان نے پرگیہت سے ولایت کوچ ہاجو[۱] اور کچھی نراین سے ولایت کوچ بہار[۲] اور سرگ دیو سے ولایت آسام[۳] سخت خونریزی اور لڑائی کے بعد حاصل کیا۔

جب شاہجہان نے اورنگ زیب کو ایالت دکن سے سرفراز فرمایا تو اوس کی خواہش پر ولایت بگلانہ[۴] کے تسخیر کے بھی اجازت عطا کی تھی — چنانچہ شہزادہ جب دکن پہونچا تو ۷ رشعبان ۱۰۴۷ھ کو ۳ ہزار سوار ۲ ہزار پیادے لشکر داری مالوجی دکنی بگلانہ کی تسخیر کے لئے روانہ فرمایا

---

[۱] کوچ ہاجو دریاے برہم پتر پر ہے۔ یہ دریا بہت بڑا ہے اسکا عرض ۲ کوس ہے۔ اور ولایت آسام کے وسط سے بنگالہ مین آتا ہے وہان سے جہانگیر نگر (ڈاکہ) ایک ماہ کی راہ ہے۔ اسوقت یہانکا مرزبان پرگیہت تھا۔ ۱۲ مولف۔

[۲] کوچ بہار برہم پتر سے بہت دور ہے۔ اس ولایت سے ۲۰ روز مین جہانگیر نگر داخل ہوتے ہین۔ یہانکا مرزبان پرگیہت کے دادا کا بھائی لچھمی نراین تھا ۱۲ مولف۔

[۳] آسام کی ولایت ایکطرف کوچ ہاجو سے پیوستہ ہے۔ عود جسکو ہندوستانی زبان مین اگر (اگر) کہتے ہین۔ یہان بھی ہوتا ہے۔ ہاتھی بھی بکثرت موجود ہین۔ کم قیمت سونا بھی ریگ دہونے سے ملتا ہے۔ اُس زمانہ مین یہان کا مرزبان (راجہ) سرگ دیو تھا جسکے پاس ایکہزار ہاتھی اور لاکھہ پیادے موجود تھے۔ ۱۲ مولف۔

[۴] بگلانہ مین ۷ قلعے ۲ پرگنے ۱۰۰ قرئے ہین۔ اور ۴۰۰ اسال سے یہانکی مرزبانی برہمن زمیندار حال کے سلسلہ مین چلی آتی تھی۔ اس ولایت کا محصول تقریباً ۵ لاکھہ تھا۔ پہلے زمانہ مین یہان کے راجہ صاحب سکہ تھے۔ اور اس کا طول ۱۰۰ کروہ ہے اور عرض ۷۰ کروہ ہے۔ شرق مین چاندور پرگنہ دولت آباد۔ غرب مین بندر سورت و

لشکر شاہی نے اوسکا محاصرہ کرلیا۔ چند روز کی لڑائی کے بعد بہرجی نے امان طلب کی۔ اور ولایت بنگالہ کے ۹ قلعون کی کنجیان شہزادہ کے پاس بھیجدین۔ شاہزادہ نے بہرجی کو اپنے عنایات وبخشش سے مالامال کردیا۔ اور قلعون کی محافظت اپنے امرا کی تفویض کی۔ ۱۰۴۸ھ امین ملک رننگ بھی پادشاہ کے قبضہ مین آیا۔ اس اثنا مین علی مردان خان قندہار سے آیا۔ پادشاہ نے منصب کا اضافہ کرکے پانچ لاکھ روپیہ انعام اور بنگالے کے کپڑون کے دس بقچے عطا فرمائے۔ اور کشمیر کی صوبہ داری عطا کی۔ ۱۲ رمضان ۱۰۴۸ھ کو افضل خان وزیر نے بعمر ۷۰ سالہ انتقال کیا۔

قندہار کے وقائع سے معلوم ہوا۔ کہ شاہ ایران قندہار کے فتح کرنے کے لئے آتا ہے۔ پادشاہ نے اوس کی مدافعت کے لئے داراشکوہ کو پچاس ہزار سوار سے قندہار روانہ فرمایا۔ اور خود بھی حضرت بابر کے مزار کی زیارت کے لئے کابل کو چلا۔ چنانچہ چار ماہ کابل مین قیام کرنے کے بعد بادشاہ وہان سے لاہور واپس ہوا۔ اور شاہ ایران کے آنے کی جو افواہ تھی۔ وہ مٹ جانیسے داراشکوہ بھی کابل سے چلا آیا۔ اسی سال پادشاہ نے میر ظریف کو گھوڑے خرید کرلانے کے لئے روم روانہ کیا۔ اور ایک کرمرصع۔ گران بہا سمہ محبت نامہ کے قیصر روم کے لئے میر ظریف کو دی۔ جب میر ظریف مصر ہوتا ہوا موصل پہونچا تو سلطان مراد (جو بغداد کی مہم مین مصروف تھا) اور اوسکی وزیر اعظم محمد پادشاہ سے موصل مین ملاقات ہوئی۔ ظریف نے پادشاہ کا نامہ اور کرمرصع قیصر کے روبرو پیش کیا۔ اور اپنے طرف سے بھی ہزار نفیس پارچے ہندوستانی نذر گذرانے۔ قیصر نے پادشاہ کے نامہ کو بہت عزت سے لیا۔ اور کرمرصع کے تحفہ سے بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد قیصر نے ظریف کو۔ ہزار قروش (جسکے ۲ ہزار روپے ہوتے ہین) عنایت کئے۔ اور کہا۔ کہ بغداد کی مہم کے انصرام کے بعد تمکو معاودت کی اجازت دیجائے گی۔ جب تک تم موصل مین

پادشاہ کے لئے گھوڑے خریدو۔ چنانچہ قیصر جب بغداد فتح کرچکا تو بادشاہ کے محبت نامہ کا جواب لکھا۔ اور ارسلان آقا کو سفیر بناکر ظریف کے ہمراہ کیا۔ ایک عربی گھوڑا خاص اپنی سواری کا (جسکا زین مرصع بالماس تھا) اور عبائے مروارید دوز (روم کے طرح کی) اور ایک اور گھوڑا خاص بطور ارمغان کے دیا۔ اور رخصت کیا۔ جب ظریف معہ ارسلان آقا کے دریا کی راہ سے ٹھٹہ ہوتا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے قیصر کے ایلچی کو ۴۵ ہزار روپیہ انعام عطا کیا۔ کشمیر کی بھی سیر کرائی۔ اور چند روز کے بعد رخصت کردیا۔

سنہ ۱۰۵۰ھ مین بادشاہ نے موسوی خان صدر کے توسط سے سعد اللہ[۵۱] خان کو طلب فرمایا۔ اور مناسب

---

۵۱ ملا سعد اللہ خان کا مولد و منشا لاہور۔ اور شیخ سعد اللہ لاہوری کے نام سے مشہور تھا۔ جو فضیلت اور علوم عقلی و نقلی و حفظ قرآن مجید و حسن تحریر و تقریر کے زیور سے آراستہ تھا۔ یہ شیخ سابق مین بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تھا۔ مگر روزانہ کم مقرر ہونے سے چلا گیا تھا۔ اس دفعہ بادشاہ نے بلاکر مناسب یومیہ مقرر کیا۔ خلعت و اسپ بھی دیا۔ دو تین روز کے عرصہ مین روزانہ کے عوض منصب مرحمت ہوا۔ ایک سال کے عرصہ مین منصب ہزاری ذات و سو سوار خطاب و خدمت عرضہ داشت مکرر سے معزز ہوا۔ پھر غسل خانہ کی داروغگی عنایت ہوئی۔ دوسرے سال منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار خدمت خانسامانی سے مفتخر ہوا۔ سال چہارم مین وزارت کل ہندوستان سے سرفرازی پائی۔ ساتوین سال ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار۔ پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ۔ دو کرور دام انعام سے سربلندی حاصل کی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ بادشاہ کے مزاج مین اسقدر دخل پیدا کیا۔ کہ سوائے مقدمات وزارت کے تمام امور کل و جزوی مالی و ملکی مین بدون اوس کی صلاح و مشورہ کے اجراء کار کی صورت متعذر رہتی۔ یہانتک نوبت پہونچی۔ کہ شاہزادۂ دارائشکوہ کو باوجود قرب و ولیعہدی اور اختیار سلطنت کے اوس پر حسد ہوا۔ اور بیحد کاوشین شروع کین۔ مگر کوئی ضرر پہونچا نہ سکا۔ ۱۲ مولف۔

یومیہ مقرر کرکے خلعت و اسپ سے سرفرازی بخشی۔ ۱۷ شعبان ۱۰۵۱ھ کو آصف خان یمین الدولہ خانخانان سپہ سالار نے وفات پائی۔ جس سے بادشاہ کا عیش مکدر ہوا۔ انھین ایام مین زمیندار جام نے اطاعت کی۔ اور شاہزادہ مراد بخش نے قلعہ پلامون (پالامؤ) قلعہ مؤکوٹ۔ قلعہ نورپور۔ قلعہ بھاری قلعہ ومشال۔ قلعہ تاراگنڈہ وغیرہ فتح کئے۔ اس اثنا مین قندہار کی تسخیر کے لئے شاہزادۂ ایران کے آنے کی خبر معلوم ہوئی۔ بادشاہ نے دارا شکوہ اور مراد بخش کو معہ منتخب وچیدہ امرا و تقریباً ساٹھ ہزار کی جمعیت کے ساتھہ مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچے تو معلوم ہوا۔ کہ شاہ صفی کا انتقال ہوگیا۔ اور شاہ عباس تخت نشین ہوا۔ اور یہ مہم اسی طرح ملتوی رہ گئی۔ بادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی دارا شکوہ اور مراد بخش کو سمع امرا و فوج کے طلب کرلیا۔ اور ۲۲ ربیع الثانی ۱۰۵۱ھ کو شاہزادۂ مراد کا نکاح شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی سے ۴۰ لاکھہ مہر پر باندھا گیا۔ اور ۶ لاکھہ ۴۰ ہزار روپیہ اس جشن مین خرچ ہوے۔ ۱۰۵۲ھ آئین بمقام لاہور خلیل اللہ خان کے اہتمام سے ایک دلکشا باغ شالامار ایک سال چار ماہ ۵ یوم کے عرصہ مین چھ لاکھہ روپیہ کے صرفہ سے تیار ہوا۔ اور علی مردان خان کے انتظام سے ایک عمدہ نہر (آب راوی سے) ایک لاکھہ کے خرچ سے بنی۔ لیکن اس نہر کا پانی شہر کے لئے کفاف نہ کرنے سے اور ایک لاکھہ روپیہ سے ملا علامالملک کو مرحمت ہوے۔ چنانچہ ملا نے ۳۰ کوس تک ایک نئی نہر کھود دی۔ جس سے پانی کی کثرت ہوگئی۔ اور وہ کمی کی شکایت جاتی رہی۔ ۱۰۵۳ھ مین اورنگ زیب کو بیٹا پیدا ہوا۔ شاہ معظم نام رکھا گیا۔ اور اسی سال بادشاہ کی چاہتی بیٹی بادشاہ بیگم (اپنی سالگرہ کے روز) شمع کی لو سے جلگئی۔ بادشاہ کے دل پر سخت صدمہ ہوا۔ تقریباً چھہ ماہ کے بعد بیگم صاحبہ کے زخم چنگے ہوے۔ اور صحت کی خوشی مین بادشاہ نے متواتر جشن کئے۔ جسمین تقریباً ۷۰ لاکھہ روپیہ خرچ ہوے۔ انھین ایام مین چند کارروائیان اورنگ زیب سے ایسی صادر ہوئین۔ جو بادشاہ کے خلاف طبع گذرین۔ اور اورنگ زیب نے ازراہ پیش بینی کمر ہمت باندھکر کھول گوشہ نشینی اختیار کی۔ بادشاہ نے اوس کی جاگیر کو ضبط کرکے خالصہ مین شریک کیا

اور وکن کی صوبہ داری خاندوران کو مرحمت ہوئی۔ ۱۰۵۴ھ مین دارا شکوہ کو ایک بیٹا سپہر شکوہ نام پیدا ہوا۔ اس اثنار مین معلوم ہوا کہ امام قلی خان حاکم ماوراءالنہر اپنے بھائی نذر محمد خان حاکم بلخ کے ظلم وستم سے بیت اللہ شریف کو چلا گیا ہے۔ بادشاہ نے ترحم فرما کر ایک لاکھ روپیہ اوس کے پاس روانہ کیا۔ مگر افسوس ہے کہ روپئے پہونچنے کے قبل ہی مدینہ منورہ مین اوس کا انتقال ہوگیا۔ اور اوس کے اسباب مین سے ایک مروارید امرودی (جسکا وزن ۴۳ رتی قیمتی ۳۰ ہزار کا تھا) چند گھوڑے بادشاہ کے پاس آئے۔ جوہریون نے موتی کی قیمت پچاس ہزار آنکی۔ بادشاہ نے اس موتی کو اولاً سپر پنج[1] مین (اس موتی کے علاوہ سپر پنج مین سابق کے ۲۴ دانے قیمتی ۴ لاکھ روپیہ کے اور موجود تھے) داخل کیا۔ مگر چند روز کے بعد اس موتی کو تسبیح خاص کا امام بنایا۔ اور آخر دم تک اس تسبیح کو اپنے پاس رکھا۔ اور اسی سال بادشاہ نے بادشاہ بیگم کی سفارش پر اورنگ زیب کا تقصیر معاف کرکے حسب دستور سابق جاگیر بحال فرمایا۔ اور پانزدہ ہزاری منصب و وہ ہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان نے کہمرد اور اوس کے مضافات پر قبضہ کرکے اپنے بیٹے سبحان قلی کو دیا ہے۔ اس خبر کے سننے سے بادشاہ سخت برآشفتہ ہوا۔ اور بلخ و بدخشان کی تسخیر امیرالامرا علی مردانخان کے تفویض کی۔ اور کمک کے لئے راجہ جگت سنگھ[2] اور

[1] شاہجہان جسروز تخت پر بیٹھا۔ جواہر خانہ مین۔ اکرور کے جواہر و مرصع آلات موجود تھے جنمین سے ۱۰۴۷ھ تک ۹ کرور روپیہ کے جواہر انعام واکرام مین ۵۰ لاکھ کے جواہر معجونون اور صد قوتین (وزن وجشن کے موقع پر) صرف ہوئے۔ باقی جواہر کے مجملہ کرور کے جواہر جواہر خانہ انعام مین اور تمہ توشک خانہ مین پوشاک خاص کے موجود تھے۔ انمین دو تسبیحین بہت نایاب تھین جنمین ۱۲۵ دانے مروارید کے دھرے ہوئے تھے کا وزن ۲۳ رتی تھا اور ۷ دانے یاقوت رنگین کے تھے۔ اوران دونونکی قیمت ۲ لاکھ روپیہ تھی ۱۲ مولف۔

[2] راجہ جگت سنگھ وہان جاکر چند لڑائیون مین فیروزی اور بہادری دکھلائی مگر افسوس ہے کہ وہین انتقال ہوگیا۔ اور راجہ کلیان راے رولد راجہ بھگوان داس

شاہزادۂ مراد کو ۶ ہزار کی فوج سے روانہ کیا۔ اس اثنار مین دکن سے خبر آئی کہ خاندوران خان کو ایک کشمیری بچہ نے (جسکو خان مذکور نے مسلمان کرکے اپنے خدمتگارون مین رکھا تھا) مار ڈالا۔ اس تجربہ کار امیر کے مارے جانے سے بادشاہ کو بہت رنج ہوا۔ اور ۱۰۳۴ھ مین اسلام خان کو دکن کی صوبیداری پر بھیجا۔ اور سعداللہ خان کو وزارت کل کی خدمت عطا کی۔ اور اصل منصب پر اضافہ کرکے پنجہزاری پانصد سوار سے ممتاز فرمایا۔ ۲۹ شوال ۱۰۳۴ھ کو نورجہان بیگم (جو دو لاکھ روپیہ سالیانہ پاتی تھی) نے انتقال کیا۔ اور اپنے بھائی آصف خان کے مقبرہ کے پہلو مین دفن ہوئی۔

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ بادشاہ نے علی مردانخان و جگت سنگھ کو بلخ و بدخشان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور آپ ۸ صفر ۱۰۳۵ھ کو خود لاہور سے کابل گیا۔ اس اثنار مین خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان (جو بدخشان و قندز مین تھا) اوزبکیہ کے ظلم اور نذر محمد خان کی کس مپرسی سے تنگ آکر شاہزادہ مراد کے ذریعہ (کابل مین) بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور خلعت و منصب و انعام سے سرفرازی پائی۔ قلیچ خان و خلیل اللہ خان نے کہمرد اور غوری کو فتح کیا۔ شاہزادہ مراد امیر الامرا کا قندز و بلخ پر قبضہ ہوگیا۔ مگر نذر محمد خان نے فرار پر کمر باندھی۔ شاہزادہ کے حکم سے بہادر خان و اصالت خان نے اوس کا تعاقب کیا۔ چونکہ قندز و بلخ کی رعایا اوزبکیون اور الامان کے ظلم و سختی سے نالان و پریشان تھی۔ اس لئے اونھون نے شاہی فتح کو اپنے لئے بہت غنیمت تصور کیا۔ منصور حاجی چغتائیہ نے قلعہ ترمذ بھی ملازمان شاہی کے حوالہ کیا۔ اور بہادر خان و اصالت خان نے نذر محمد خان کا جو تعاقب کیا تھا۔ راستہ مین ان دونون کا اوس سے مقابلہ ہوا۔ طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مگر نذر محمد خان شکست کھاکر اندخان کے طرف نکل گیا۔ اور اس جنگ پر آشوب مین بعض معتمدون نے سبحان قلی خان پسر نذر محمد خان کو اوس سے جدا کرکے بخارا کو چلتے بنے۔ آخر بہادر خان و اصالت خان کو ناکام واپس آنا پڑا۔ اس اثنا مین شاہزادہ مراد نے نامواقفتی آب و ہوا کا بہانہ کرکے بلخ سے واپس ہونے کی بادشاہ سے اجازت چاہی۔ جس کا

جواب پادشاہ نے یہ دیا کہ "ہمارا ارادہ ہے کہ اس ولایت کا انتظام تمھارے سپرد کریں۔ پس بہتر یہ ہے کہ تم اپنی واپسی کا خیال دور کرو"۔ مگر شاہزادہ نہ مانا۔ جس سے پادشاہ کو بیحد رنج ہوا۔ اور شاہزادہ کے منصب وجاگیر سابقہ مین تنزل وتغیر کرکے ملتان کی صوبہ داری عطا کی۔ اور سعد اللہ خان جملۃ الملک کو تمام انتظامی امور کی فہمایش کرکے بلخ روانہ کیا۔ سعد اللہ خان وہان پہونچکر بادشاہ کے حسب منشا پہلے تو مراد کی فہمایش کی۔ لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا۔ پھر نجابت خان پسر مرزا شاہرخ کو بلخ کی حکومت دینی چاہی۔ مگر اوس نے قبول نہ کیا۔ آخر بہادر خان واصالت خان کو بالاتفاق بلخ کی حکومت کرنیکی ہدایت کی۔ اور قلیچ خان کو بدخشان کا حاکم بنایا۔ بہرام وعبد الرحمن پسران نذر محمد خان کو معہ دیگر دستگیرون کے (جو بلخ مین اسیر تھے) پادشاہ کے پاس روانہ کرکے خود بھی واپس ہوا۔ پادشاہ نے اس کارنمایان کے صلہ مین سعد اللہ خان کو شش ہزاری منصب وپنجہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اتنے مین خبر آئی کہ نذر محمد خان ایران گیا ہے۔ اس لئے پادشاہ نے میر عزیز کے ہاتھ ایک نامہ شاہ ایران کو بھیجا۔ اور خود ۹ شعبان ۱۰۵۶ھ کو کابل سے کوچ کیا۔ اورجاتے وقت اورنگ زیب کو بلخ وبدخشان کی حکومت عطا کرکے دوازدہ ہزاری منصب دہ ہزار سوار جس مین ہشت ہزار دواسپہ دسہ اسپہ ۵ لاکھ روپیہ نقد وخلعت گران بہا سے سرفرازی بخشی۔

اب نذر محمد خان کے واقعات سنئے۔ کہ وہ بیچارہ آوارہ کوہ بیابان مین مارا مارا پھرتا ہوا ایران پہونچا اور شاہ ایران سے مدد چاہی۔ چنانچہ شاہ نے اوس کے حسب منشا فوج وغیرہ سے اعانت کی۔ جب اسکو کمک ملی تو پھر بلخ پر آدھمکا۔ بہادر خان اور اصالت خان نے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ جس سے نذر محمد خان کو متواتر شکستین ہوین۔ آخر وہان سے مایوس شاہ ایران کی جمعیت کو کہپا کر عبد العزیز خان والی توران کے پاس اعانت کی التجا لیگیا۔ عبد العزیز خان اوسکی پریشانی پر رحم کہا کر معہ فوج جرار اوسکے ساتھ ہوا۔ اب یہہ دونون ملکر بلخ پر حملہ کئے۔ بہادر خان اور اصالت خان نے اون کا مقابلہ کیا

اور اورنگ زیب بھی کابل سے کمک کے لئے آگیا۔ جس سے ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا۔ اس عرصہ مین ایک اور آفت کا سامنا بادشاہی لشکر کے لئے یہ ہوا۔ کہ وہان کے اکثر بادیہ نشین قبایل (الوسات واویماقات) مثلاً اوزبکیہ اور المانیہ وغیرہ نے بادشاہی لشکر کو جنگ مین مصروف دیکھکر نواح بلخ و بدخشان کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔ اب بادشاہی لشکر کو اون کی سرکوبی اور تنبیہ بھی کرنی پڑی۔ الغرض ولایت بلخ و بدخشان مدتون میدان کارزار بنا رہا۔ اور متعدد لڑائیان ہوئین۔ طرفین کے ہزارون آدمی مارے گئے۔ اکثر نامی سردارون نے جام شہادت نوش کیا۔ ایک دفعہ تو برابر سات دن اور سات رات مسلسل جنگ ہوتی رہی۔ مگر ہر موقع پر اورنگ زیب کی فتح رہی۔ آخر عبدالعزیز خان متواتر شکستون سے مایوس ہوکر توران چلا گیا۔ اوزبکیون والمانیون کا بھی غرور ٹوٹا۔ اب نذر محمد خان کی حالت وہی پلاس کے تین بات کی ہوگئی۔ اور بجز اطاعت کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ آخر امان کا طالب ہوا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو اورنگ زیب کو لکھا۔ کہ اب نذر محمد خان ہمارے رحم وکرم کا امیدوار ہوا ہے۔ اس لئے تم اوسکو ولایت بلخ و بدخشان تفویض کرکے ہمارے پاس چلے آؤ۔" چنانچہ اورنگ زیب نے نذر محمد خان کو بلخ و بدخشان کی حکومت حوالہ کرکے وہان سے کوچ کیا۔ بادشاہ نے نذر محمد خان کے لڑکون اور اوس کے متعلقین کو (جو مہم بلخ مین اسیر ہوے تھے) انعام وخلعت سے سرفراز کرکے اوس کے پاس روانہ کردیا۔ مگر نذر محمد خان کا بڑا بیٹا حسرو خان (جسکو ہندوستان کا مزا لگ گیا تھا) واپس جانے پر راضی نہوا۔ اور بادشاہ کی ملازمت ہی مین رہا۔

مورخون نے لکھا ہے کہ بلخ کی آغاز تسخیر سے اورنگ زیب کی مراجعت کی تاریخ تک دو کروڑ روپیہ سپاہ کی تنخواہ مین اور دو کروڑ روپیہ اس مہم کی ضروریات مین خرچ ہوا۔ طرفین سے جمع کثیر قتل ہوئی۔ اور جنگ ہفت شبانروزہ مین اوزبک و ہزارہ لشکر شاہی کے ۵ ہزار قتل ہوے۔ مال مویشی۔ رعایا جو فنا و غارت ہوے۔ اوسکا حساب خدا جانتا ہے۔

اس اثنار مین شاہزادہ شجاع بنگالہ سے بادشاہ کے پاس آیا۔ اور مراد بخش کا قصور بھی معاف ہوکر منصب وغیرہ کی بحالی ہوئی۔ ۱۰۵۷ھ مین ایک الماس ناتراشیدہ وزنی (۱۰۸) رتی قطب الملک نے (حسب الحکم شاہی) بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ اتفاقاً اوسی روز ایک شمامہ عنبر وزنی (۷۰) تولہ (جو قندیل کی صورت تھا) قیمتی دس ہزار روپیہ بادشاہ کی نظر سے گذرا۔ بادشاہ نے اوس شمامہ کو طلا مین مشبک کرکے انواع واقسام کے جواہر سے مرصع کردیا۔ اور اس الماس ناتراشیدہ کو تقریباً (۷۰) رتی ترشوا کر (جو بعد تراشنے کے وہ الماس نصف رتی وزن عیب سے خالی ڈیڑھ لاکھ روپیہ قیمت کا ہوگیا تھا) اوس پر نصب کردیا۔ چنانچہ یہہ قندیل بعدیل قیمتی ڈھائی لاکھ روپیہ کی تیار ہوئی اُس کا نام گل محمدی رکھا گیا۔ بادشاہ نے اس قندیل کے ساتھہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد سید احمد سعید کے ہاتھہ مدینہ منورہ کو روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ یہ قندیل روضہ منورہ مین لگائی جائے۔ اور روپیہ فقرا و مساکین مین تقسیم ہو۔ ۱۰۵۸ھ مین خبر آئی کہ عبدالعزیز خان والی توران نے نذر محمد خان پر چڑھائی کی ہے۔ بادشاہ نے اوس کی امداد کے لئے بہادر خان اور رائے مہیہلداس کو روانہ کیا۔ جس سے عبدالعزیز خان کو ناکام واپس ہونا پڑا۔ مگر افسوس ہے کہ دوسرے سال اوس کے بیٹے سبحان قلی خان نے یورش کرکے بلخ پر قبضہ کرلیا۔ اور باپ نذر محمد خان شکست کھا کر بیت اللہ شریف چلدیا۔ لیکن رستہ مین انتقال ہوگیا۔

اسی سال ۱۰۵۸ھ مین بادشاہ نے دارالملک دہلی مین نورگڈہ (سلیم گڈہ) سے متصل اور پرانی دہلی کی فصیل سے اور جمنا کے کنارے شاہجہان آباد کی بنیاد رکھی۔ اور ایک جامع مسجد بھی۔ لاکھ کے خرچ سے تیار کی۔ انھین ایام مین خبر آئی کہ شاہ عباس ثانی والی ایران نے قندہار پر فوج کشی کی ہے۔ بس فوراً بادشاہ نے اورنگ زیب و سعداللہ خان کو معہ دیگر امرا و فوج کثیر کے قندہار کی حفاظت کے لئے روانہ کیا۔ مگر یہ وہان پہونچنے بھی نہ پائے۔ کہ شاہ ایران نے عبدالعزیز قلعدار کو تنگ کرکے

قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قلعہ بست و زمین داور پر بھی ایرانیون کا تسلط ہوگیا۔ اس کے بعد شاہ ایران محراب خان کو قندہار کی حکومت تفویض کرکے خود ایران کو چلا گیا۔ جب پادشاہ کو یہ خبر پہونچی تو سخت افسوس کیا۔ اور اورنگ زیب کو لکھا کہ فوراً قندہار کا محاصرہ کیا جائے۔ اور خود بھی کابل کو گیا۔ اورنگ زیب نے ہر چند کوشش کی۔ مگر قندہار نہ آیا۔ اس اثناء مین قحط سالی کا ایسا سخت دورہ ہوا۔ کہ پادشاہ نے اورنگ زیب کو واپسی کا حکم دیا۔ اور تسخیر قندہار کا مسئلہ سال آیندہ پر موقوف رہا۔

۱۰۵۹ھ مین قیصر روم کا ایلچی سید محی الدین معہ ارمغان بیش بہا حاضر ہوا۔ پادشاہ نے بھی قیصر روم کے لئے عمدہ تحائف روانہ فرمایا۔ ۱۰۶۱ھ مین مکرر پادشاہ نے اورنگ زیب و سعد اللہ خان کو قندہار کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ اس دفعہ بہ نسبت سابق کے سامان و سپاہ زیادہ ہمراہ کی۔ اور متعاقب خود بھی کابل مین جاکر ٹھہرا۔ خوب لڑائیان ہوئین۔ مگر محراب خان قلعدار کی ہوشیاری اور بہادری سے اورنگ زیب و سعد اللہ خان کو کامیابی حاصل نہوئی۔ جب محاصرہ کو طول ہوا تو بادشاہ نے مجبوراً پھر واپس بلالیا۔ گوشاہجہان کو مہم قندہار مین دو دفعہ ناکامیابی ہوئی۔ مگر وہ دل شکستہ نہوا۔ چنانچہ ۱۰۶۲ھ مین سہ بارہ قندہار کے مہم کی تیاریان شروع کین۔ اور داراشکوہ نے خواہش کی، کہ اس موقع پر غلام کو روانہ فرمایا جائے۔ پادشاہ نے منظور کیا۔ اور سپاہ و سامان کثیر کے ساتھ ہمراہ دیا۔ اور یہ بھی ہدایت کی۔ کہ اس دفعہ بخلاف سابق کے پہلے داور و بست وغیرہ کا محاصرہ کیا جائے۔ جب یہ فتح ہوجائین تو قندہار کے لینے کی تجویز کرنا چاہئے۔ جب داراشکوہ وہان پہونچا تو پادشاہ کی ہدایت کے موافق اول قلعہ بست و قلعہ کرسنگ کا محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ بعد ازان قندہار پر توجہ کی۔ چنانچہ بہ نسبت سابق کے اس دفعہ جنگ و جدل کا بازار

خوب گرم رہا۔ اکثر شاہی امرا اجل کے نذر ہوے۔ آخر بصد ایوسی داراشکوہ کو (حسب الطلب پادشاہ کے) واپس ہونا پڑا۔ پھر تو بادشاہ کو آیندہ قندہار کی مہم پر فوج بھیجنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور قندہار ہمیشہ کے لئے شاہ ایران کے قبض و تصرف مین رہا۔ ۱۰۶۷ھ سنہ امین بادشاہ نے داراشکوہ کو خلعت گران بہا و سربند مرصع قیمتی ۴ لاکھ، ۳ ہزار روپیہ۔ ۳۰ لاکھ نقد خطاب شاہ بلند اقبال سے سرفراز کرکے اورنگ خلافت کے قریب بیٹھنے کے لئے طلائی صندلی مرحمت کی۔ اس اثنار مین رانا جگت سنگھ (جو خلاف معاہدہ قلعہ چتوڑ کی تعمیر و ترمیم کرلیا تھا) کی سرکوبی کی گئی۔ اور قلعہ تعمیر شدہ ڈھا دیا گیا۔ سرمور و کمایون کے راجاؤن نے اطاعت قبول کی۔ اور قلعہ دون دچاندی فتح ہوے۔

انہین ایام مین میر محمد سعید[1] المخاطب بہ میر جملہ وزیر قطب الملک نے قطب الملک کے خوف و ہراس کے باعث شاہزادۂ اورنگ زیب (جو دکن کا حاکم تھا) کا دامن سنبھالا۔ کیونکہ

[1] میر محمد سعید اردستانی اصفہان کے سادات سے تھا۔ ایک الماس فروش تاجر اوسکو ملازم رکھکر گولکنڈہ لایا۔ اور مرتے وقت اپنا تمام مال و اسباب اوس کے حوالہ کردیا۔ بعد ازان محمد سعید نے اپنی حسن لیاقت سے بحری تجارت مین بڑی دولت کمائی۔ اور ایشیا کے تمام درباروں مین جانے لگا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ اوس کی لیاقت و دولت کے باعث میر جملہ کے خطاب سے سرفراز کرکے اپنا وزیر کیا۔ چنانچہ امور مملکت کا مدار اوسی کی رائے پر منحصر تھا۔ اور اسی نے کرناٹک مین سے ایک ولایت جنکاطول، ۵ کوس اور عرض بیس کوس محاصل، ۴ لاکھ روپیہ تھا فتح کی۔ جسمین الماس کی کانین اور استوار و مضبوط قلعے مثلاً کچی کوٹ و سدھوٹ موجود تھے۔ اب تک قطب الملک کے اسلاف مین سے کسیکو اس ملک پر قابض ہونا میسر نہ ہوا تھا۔ الغرض میر جملہ کی ثروت و مکنت اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ

میر جملہ کے بیٹے محمد امین نے کچھ ایسے ناشائستہ حرکات قطب الملک کے دربار میں کئے تھے کہ قطب الملک اوس سے سخت ناراض ہوگیا تھا۔ اور میر جملہ کو خیال تھا کہ کہیں قطب الملک اوسکی جان و آبرو کو برباد نہ کرے۔ چنانچہ اسی لئے میر جملہ نے قبل از وقوع واقعہ شہزادہ کو اپنا پشت پناہ بنالیا۔ شہزادہ نے اوس کی تسلی و تشفی کرکے منصب سے سرفرازی بخشی۔ اور قطب الملک کو لکھا کہ میر جملہ ہماری سلک ملازمت مین داخل ہوا ہے۔ لہذا تم اوس کے بیٹے محمد امین کو معہ وابستگان و مال و متاع کے ہمارے پاس بھیجدو۔ لیکن قطب الملک نے اس کی تعمیل نہ کی۔ بلکہ فوراً محمد امین اور اوسکی مصاحبون کو قلعہ مین قید کردیا۔ اور سب مال و متاع کی ضبطی کا حکم دیا۔ جب شاہزادہ کو اوسکی خبر ہوئی تو اُس نے بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے قطب الملک پر چڑھائی کی۔ پہلے اپنے بیٹے سلطان محمد[1] کو سپاہ کثیر کے ساتھ بھیجا۔ اور اوس کے پیچھے خود بھی کوچ کیا۔ چنانچہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱۸) پانچ ہزار سوار وہ اپنی ذات سے نوکر رکھتا تھا۔ جسکے باعث اوسکے ہمسر و ہم رتبہ حسد کرنے لگے۔ اور ایسی چالین چلین کہ بادشاہ کا دل اوس سے برگشتہ ہوگیا۔ ۱۲ مولف۔

[1] غافی خان لکھتا ہے کہ جب اورنگ زیب نے قطب الملک پر چڑھائی کرنا چاہا تو پہلے یہ شہرت دی کہ شجاع کی بیٹی سے سلطان محمد شادی کرنے کے لئے بنگالہ جاتا ہے اور مین شکار کو جاتا ہون۔ چنانچہ سلطان محمد روانہ ہوا۔ اور اورنگ زیب بھی قندہار کا رخ کیا۔ جب سلطان محمد قطب الملک کے دارالخلافہ کے قریب پہونچا (کیونکہ اوسوقت بنگالہ کو جانے کے لئے قطب الملک کے علاقہ سے گذرنا پڑتا تھا) تو قطب الملک نے اوسکی ضیافت کی تیاری کی۔ مگر سلطان محمد نے حیدرآباد کا محاصرہ کرکے لڑائی کا سلسلہ آغاز کردیا۔ اب قطب الملک کی آنکھین کھلین۔ اور اصل مطلب سے آگاہ ہوا۔ اور عالم مجبوری مین حیدرآباد سے بھاگ کر قلعہ گولکنڈہ مین پناہ لی۔ ادہر سلطان محمد حیدرآباد مین داخل ہوکر اوسکو خوب لوٹا۔ اور تاراج کیا۔ اور اکثر مکانات کو آگ لگادی۔ مگر یہ روایت دل سے گھڑی ہوئی معلوم

سلطان محمد نے وہان پہونچکر لڑائی شروع کردی۔ اور قطب الملک کو ایسا تنگ کیا۔ کہ وہ مجبور ہوکر معافی چاہا۔ اور محمد ہادی کو معہ اپنے مان کے سفارش کے لئے شاہزادہ کے پاس بھیجا۔ اور بطریق تحائف ایک صندوقچہ بھی جواہر کا روانہ کیا۔ مگر میر جملہ کے مال و اسباب کے نہ بھیجنے مین پس و پیش کرنے لگا۔ جس کے باعث جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ اتنے مین اورنگ زیب بھی آپہونچا۔ اب تو باپ اور بیٹے نے ایک آفت مچادی۔ اور حیدرآباد کو لے لیا۔ لیکن قطب الملک اسکی اول ہی تمام جواہر اور قیمتی اشیاء کو لیکر قلعہ گولکنڈہ مین چلا گیا تھا۔ سلطان محمد نے حیدرآباد کی تسخیر کے بعد قلعہ گولکنڈہ کا بھی محاصرہ کیا۔ اب تو قطب الملک کی جان پر آبنی۔ آخر حسب ذیل شرائط پر صلح ہوگئی۔

(۱) سنوات گذشتہ کی پیشکش کی بابتہ ایک کروڑ روپیہ ادا کیا جائے۔ (۲) قطب الملک کی بیٹی کا نکاح سلطان محمد سے ہو۔ (۳) محمد امین کو رہا کرکے میر جملہ کا تمام مال اسباب واپس دیا جائے۔" چنانچہ صلح کے بعد شادی کے رسومات نہایت تکلف و اہتمام سے انجام پائے اور قطب الملک ۱۴ لاکھ کے جواہر معہ اور لوازمات دسرکار رام نگر (جو سرحد برار و بیدر مین واقع ہے)

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱۹ھ) ہوتی ہے۔ کیونکہ آداب عالمگیری (جو قطب الملک اور اورنگ زیب کی تحریرات و مراسلات کا مجموعہ ہے) مین اورنگ زیب کے نامہ کا یہہ مضمون ہے۔ کہ اگر تم میر جملہ کے متعلقین کو نہ بھیجوگے تو سلطان محمد تمہاری سرکوبی کو پہونچے گا" پس یہ فقرہ ایسا صاف ہے۔ کہ اورنگ زیب نے سلطان محمد کی روانگی کو بالکل ظاہر کردیا تھا۔ جس سے خافی خان کی تحریر غلط ثابت ہوتی ہے۔ اور الفنسٹن صاحب نے بھی اپنی تاریخ مین اس غلط روایت کی سرخی۔ "اورنگ زیب کا حملہ و دغابازی سے حیدرآباد پر" جو قایم کی ہے۔ وہ قابل اعتبار نہین ہے۔ ۱۲ مولف۔

کے بیٹی کے جہیز مین دیا۔ میر جملہ نے اورنگ زیب کی اپنے مکان پر ضیافت کی۔ اور ایک پارچۂ الماس نا تراشیدہ۔ دو عدد لعل۔ نو قطعہ زمرد۔ ۶۰ دانہ مروارید۔ یک عدد نیلم۔ ۵ زنجیر فیل نر۔ یک زنجیر مادہ بازین طلا و یراق نقرہ۔ ۵ راس اسپ اورنگ زیب کو نذر گذرانا۔ سلطان محمد و سلطان معظم کو بھی عمدہ تحائف دئے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے میر جملہ کے لئے پنجہزاری منصب۔ چارہزار سوار۔ معظم خان خطاب روانہ فرمایا۔ جب میر جملہ بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا تو شش ہزاری منصب و شش ہزار سوار۔ خدمت وزارت و قلمدان مرصع ۵ لاکھ روپیہ نقد بطور انعام سے سرفرازی پائی۔ میر جملہ نے بھی ایک پارچۂ الماس وزنی ۲۱۶ سرخ قیمتی دو لاکھ ۱۶ ہزار روپیہ۔ ۷ زنجیر فیل معہ یراق طلا بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ میر جملہ کو وزارت دینے کے اسباب یہ تھے۔ کہ اسی سال اواخر جمادی الثانی ۱۰۶۶ھ مین سعد اللہ خان وزیر اعظم بعارضۂ فالج انتقال کیا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اسی موقع پر سعد اللہ خان مرحوم کے فرزندون لطف اللہ وغیرہ کو معہ ہمشیرزادہ یار محمد و ملازم عمدہ عبد النبی کے منصب و خلعت سے ممتاز کیا۔ اور رگھناتھ پیشکار خالصہ و تن (جو سعد اللہ خان کا تربیت یافتہ اور میر جملہ کے تقرر تک وزارت کا کام انجام دے رہا تھا) کو رائے رایان کا خطاب دیا۔ چندر بھان (جو مطلب نویسی مین سنیظیر اور افضل خان وزیر کا تربیت یافتہ تھا) کو رائے کا خطاب عطا کر کے دار الانشا کی خدمت تفویض کی۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ علی عادل شاہ نے وفات پائی۔ اور کوئی وارث باقی نہ رہنے کے باعث امرا نے سکندر (جسکو علی عادل شاہ نے بجائے بیٹے کے پرورش کیا تھا) کو حاکم بنایا ہے۔ لیکن بعض امرا سکندر کے مجہول النسب ہونے کے سبب سے اوس کی حکومت کو اچھی نظر سے نہین دیکھتے تھے۔ چنانچہ بادشاہ نے تسخیر بیجاپور کے لئے اورنگ زیب کو حکم دیا۔ اور معظم خان میر جملہ کو بھی شاہزادہ کی اعانت کے لئے معہ فوج کے روانہ فرمایا۔ چنانچہ اورنگ زیب نے پہلے بیدر کا محاصرہ کیا۔

اور ۲۰ روز کی مدت مین سیدی مرجان قلعدار نے محاصرہ کی سختیون سے تنگ آ کر قلعہ حوالہ کر دیا۔ بعد ازان گلبرگہ پر چڑھائی کی۔ اور دو چار لڑائیون کے بعد غنیم پسپا ہوا۔ اور قلعہ پر لشکر شاہی کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن اس موقع پر غنیم کے اشارہ سے سیواجی و شاہ جی بھونسلہ جو احمد نگر کے نواح مین تاخت و تاراجی کر رہے تھے۔ اورنگ زیب نے اونکی بھی قرار واقعی سرکوبی کی۔ جب بیدر و گلبرگہ پر قبضہ ہو گیا تو بیجاپور یون کے ہمتین پست ہو گئین۔ سکندر نے امان چاہی۔ اور ایک کروڑ پچاس لاکھہ کی پیشکش پر تصفیہ ہوا۔ علاوہ برین قلعہ پرنیدہ۔ ولایت کوکن محال ونکو بھی تصرف شاہی مین آئے۔ ۷ مرزی مجدہ ۱۰۶۷ھ کو بادشاہ حبس بول کی شکایت مین مبتلا ہوا۔ پہر مواد دموی کے ازدیاد سے اعضاء اسفل مین ورم آیا۔ گو حاذق طبیبون نے معالجہ کیا۔ مگر فائدہ اصلانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ سلسل بول و قبض طبیعت اور ورم زیادہ ہو گیا۔ اور مرض کا ایسا اشتداد ہوا کہ مردہ کی شکل ہو گئی۔ ۷ روز تک منہ مین کھیل کا دانہ تک نہ گیا۔ بارے شیرخشت کے استعمال سے فائدہ ہوا۔ ماء اللحم و اشربۂ مقویہ نے طبیعت کو بحال کیا۔ اس اثنا مین بادشاہ نے دارا شکوہ (جو سب بیٹون سے بڑا اور پیارا جسکو باپ اپنے پاس سے جدا نکرتا تہا) کو پنجاہ ہزاری منصب و چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ایک کروڑ دام انعام سے سرفراز کیا۔ پہر اوس کے تہوڑے ہی روز بعد شصت ہزاری منصب۔ چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ۔ ایک تسبیح مروارید قیمتی ۸ لاکھہ روپیہ و ۴ لاکھہ روپیہ کے مرصع آلات و صوبۂ بہار کی صوبیداری سے مفتخر و ممتاز کیا۔ اور بادشاہ کی علالت کے باعث تمام احکام و فرامین کی اجرائی وغیرہ بھی دارا شکوہ کے ہاتہہ آئی۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ بادشاہ اپنے حال کو متغیر دیکھکر اپنے چند خاص ارکان سلطنت کی بیعت بھی دارا شکوہ سے کرائی۔ پہر کیا تہا دارا شکوہ کا دماغ آسمان پر پہونچا۔ اور بھائیون کی تخریب پر کمر باندہی۔ باپ کو چند روزہ مہمان اور خود کو بادشاہ تصور کر کے

ایسے احکام جاری کئے جو سررشتۂ ملک رانی و قانون پاسبانی کے خلاف تھے۔ اوس نے تو اسپر ہی اکتفا نہ کی۔ بلکہ بنگالہ۔ احمد آباد۔ دکن (جہان اوس کے تینون بھائی رہتے تھے) کے قاصدون و مسافرون کی راہ بند کی۔ اور وکلا رسے دربار کے وقایعون کے نہ لکھنے کا مچلکہ لیا۔ مگر اس قدر احتیاط پر بھی ڈاک چوکی کے ذریعہ پادشاہ کی بیماری کی شدت اور اوسکی طول مدت کی خبر پھیل گئی تھی۔ جب دارا کے بھائیون کو یہ خبر پہونچی۔ کہ باپ آفتاب برلب بام ہے اور دارا سلطنت پر مستلط ہوگیا ہے۔ تو اول مرزا مراد نے گجرات (احمد نگر) مین تخت شاہی پر قدم رکھا اور لقب مروج الدین اختیار کیا۔ دوم بنگال مین مرزا شجاع نے بھی تخت شاہی۔ قدمون کے تلے بچھایا۔ اب رہا اورنگ زیب۔ اس نے ایسی دانائی کی کہ بظاہر تو تخت پر نہین بیٹھا۔ لیکن در پردہ سب کچھہ سامان شاہی تیار کرلیا۔ اور باپ کی عیادت کے لئے اورنگ آباد سے کوچ کیا۔ اس عرصہ مین پادشاہ تندرست و صحیح ہوگیا تھا۔ جب اوس نے بیٹون کے یہ ناشایستہ حرکات سنے تو پہلے خواجہ شہباز خواجہ سرا کو مراد بخش کے سر پر بندر سورت کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور شجاع (جو ملک کو تاخت و تاراج کررہا تھا) کی سرکوبی کے لئے شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھہ ایک لشکر جرار بھیجا۔ اور جے سنگھہ کو شاہزادہ کا اتالیق بنا کر ہمراہ کیا۔ چنانچہ خواجہ شہباز بندر سورت کا محاصرہ کرکے چندہی روز مین فتح کرلیا۔ اور مراد یہ صورت دیکھکر بلا کسی مزاحمت کے چلتا بنا۔ اور شجاع نے سلیمان شکوہ سے مقابلہ کیا۔ آخر دو چار لڑائیون کے بعد شکست فاش اوٹھائی۔ اور پٹنہ کو بھاگ گیا۔ تمام کارخانون وغیرہ پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ بہت سے نامی امرا (شجاع کے ہمراہی) اسیر ہوے۔ جنکو دارا شکوہ نے نہایت ذلیل و خوار کیا۔ بلکہ اکثر امرا کے ہاتھہ کاٹے۔ بعضون کو قتل بھی کیا۔ اس عرصہ مین شجاع نے پادشاہ کی خدمت مین معافی جرایم کی عرضداشت بھیجی۔ جو منظور ہوگئی۔ اور بنگالہ کی

بدستور سابق بحالی کی گئی۔ اور سلیمان شکوہ کو واپسی کا حکم ہوا۔
جب دارا شکوہ ان دونون کو نیچا دکھایا تو اب اوس کو اورنگ زیب کے تباہ کرنیکی فکر ہوئی۔
اور بادشاہ کو ایسی پٹی پڑہائی۔ کہ وہ اوس کے دام مین آگیا۔ اور ایک فرمان اورنگ زیب کے
نام یہ صادر کیا گیا۔ کہ "جو امرا و سپاہ مہم بیجاپور کے لئے ہمراہ کئے گئے تھے۔ وہ واپس کردئے جائین"
چنانچہ اس فرمان کا اثر یہ ہوا کہ اکثر امرا اورنگ زیب کی بلا اجازت واپس ہوگئے۔ مگر معظم خان۔
شاہنواز خان۔ سبحانت خان۔ یہ تینون نامی امرا اورنگ زیب سے جدا نہ ہوئے۔
اس کے بعد دارا شکوہ کی رائے سے بادشاہ نے مراد کو یہ لکھا۔ کہ "تم بڑاڑ کو جاؤ۔ اگر نجاؤ گے تو
سزا پاؤ گے"۔ اور اورنگ زیب کے نام یہ فرمان گیا۔ کہ "میر جملہ[1] کو جو تم نے دولت آباد مین قید
کر دیا ہے۔ اوس کو رہا کر کے ہمارے پاس روانہ کردو"۔ مگر ان فرامین کے جوابات مراد اور
اورنگ زیب نے کچھہ بھی نہ دئے۔ تو بادشاہ نے مہاراجہ جیونت سنگہ کو صوبیداری مالوہ اور
قاسم خان کو صوبیداری احمد آباد (یہ دونون صوبے اورنگ زیب و مراد بخش سے متعلق تھے)
سے سرفراز کر کے روانہ کیا۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ مراد اور اورنگ زیب ملازمت شاہی کا قصد
کرین تو انکو وہین سے واپس کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ دونون سردار یہان سے روانہ ہو کر اجمین مین

---

[1] معظم خان میر جملہ کی جان سخت عذاب مین تھی۔ کیونکہ اس کا تمام کنبہ آگرہ مین تھا۔ اور اورنگ زیب کی رفاقت مین
یہ خوف لگا ہوا تھا۔ کہ کہین دارا شکوہ اونکو ضرر نہ پہونچائے۔ اسلئے ایک چال اورنگ زیب نے یہ چلی کہ معظم خان پر نافرمانی کا
جرم قایم کر کے دولت آباد مین قید کر دیا۔ جس سے بادشاہ اور دارا شکوہ کو معظم خان کے جانب سے کوئی مظنہ پیدا
نہ ہوا۔ بلکہ بادشاہ نے اورنگ زیب کی اس حرکت پر بہت لعنت و ملامت کی۔ الغرض اس ترکیب سے معظم خان
اورنگ زیب کا رفیق بنا رہا۔ اور اودہر دارا شکوہ کے ہاتھہ کنبہ بھی سلامت رہا۔ ۱۲ مولف۔

مقیم ہوے. جب اورنگ زیب کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے پہلے مراد کو گانٹھنے کی فکر کی. اور یہ لکھا[۵۱] کہ مین طواف کعبہ کو جاتا ہون. اور تمکو بادشاہت مبارک ہو. دارا نے جو بادشاہ کو ہم سے بدظن کیا ہے. اوس کے انسداد کے لئے بہتر یہ ہے کہ تم اور ہم دونون اتفاق کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین جاکر دارا کو اس سلوک کی قرار واقعی سزا دین. بعد ازان اورنگ زیب نے محمد معظم کو اورنگ آباد کی حفاظت کے لئے متعین کیا. محمد اکبر (جو ابھی پیدا ہوا تھا) کو معہ متعلقین کے قلعہ دولت آباد مین رکھا. اور محمد سلطان کو معہ نجابت خان و دیگر امرا کے اپنے سے پیشتر بطریق ہراول روانہ کیا. مرزا تقی خان دیوان دکن (جسکا دستور العمل اس ملک مین مدتون تک وزرا کے نامون مین یادگار رہیگا.) کو اپنا دیوان بنایا. پھر میر آتشی کی خدمت تفویض کرکے ہمراہ لیا.

کہتے ہین کہ جب اورنگ زیب برہان پور آیا تو شیخ برہان (جو اس عہد کے بزرگ تھے.) کے پاس گیا. اور فاتحہ کی التماس کیا تو شیخ نے فرمایا. کہ ہم فقیرون کی فاتحہ سے کیا حاصل تم بادشاہ ہو عدالت و رعیت پروری کے قصد سے فاتحہ پڑھو مین بھی تمھاری رفاقت مین دعاے فاتحہ پڑھون گا. اس کلام کو سنکر شیخ نظام نے اورنگ زیب کو سلطنت کی مبارکباد دی. اس عرصہ مین معلوم ہوا. کہ شاہ نواز خان کا ارادہ رفاقت کا نہین ہے. تو اورنگ زیب نے محمد سلطان کے ہمراہ شیخ میر کے لڑکے کو حکم دیا. کہ وہ جاکر شاہ نواز خان کو قلعہ ارک مین

---

[۵۱] یہ خط خافی خان نے منتخب اللباب مین لکھا ہے جسکو الفنسٹن صاحب نے بھی اپنی تاریخ مین نقل کیا ہے. مگر مکتوبات عالمگیر کلان و پانچ چار تواریخ جو اوسی عہد کی ہین اونمین اس خط کا بالکل پتا نہین ہے. اور تاریخ عمل صالح مین تو یہ لکھا ہے کہ مراد خود سپاہ لیکر بادشاہ سے لڑنے آتا تھا اور راستہ مین اورنگ زیب کے ہمراہ ہوگیا. واللہ اعلم بالصواب. ۱۲ مولف.

محبوس کرے۔ اور آپ آب نربدا کو عبور کرکے دیپال پور آیا۔ یہان مراد بخش احمد آباد سے آکر ملاقی ہوا۔ جب یہ دونون ملکر چلے تو جسونت سنگھ اور قاسم خان مزاحم ہوے۔ اورنگ زیب نے اون کو لکھہ بھیجا۔ کہ ہمارا ارادہ لڑنے کا نہین ہے صرف والد کی قدمبوسی کو جاتے ہین۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہماری مزاحمت سے کنارہ کرو۔ یا ہمارے ساتھہ چلو۔ مگر یہ دونون تو داراشکوہ کی پٹی پڑہائے ہوے تھے۔ اس لئے اورنگ زیب کی تحریر کو نمانا۔ اور جنگ پر آمادہ ہوے۔ پھر کیا تھا۔ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ کو خوب گھمسان لڑائی ہوئی جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اورنگ زیب کی فتح ہوئی۔ اور جسونت سنگھ و قاسم خان شکست کھا کر بھاگے۔ چنانچہ اس لڑائی مین اورنگ زیب کے جانب سے مرشد قلیخان مارا گیا۔ اور ذوالفقار خان زخمی ہوا۔ اور کسیقدر سپاہ بھی تلف ہوئی۔ مگر جسونت سنگھ و قاسم خان کی فوج کے ۶ ہزار آدمی مارے گئے۔ اور بڑے بڑے سردار ہلاک ہوے۔ تمام کارخانجات بادشاہی اور داراشکوہی اورنگ زیب کی سرکار مین ضبط کرلئے گئے اب اورنگ زیب اس فتح کے بعد اجین سے کوچ کرکے گوالیار آیا۔ اور ادھر بادشاہ کو اس شکست کی خبر معلوم ہوئی تو بہت پیچ و تاب کہایا۔ لیکن داراشکوہ فوج کثیر کے ساتھہ اورنگ زیب کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ گو بادشاہ نے بہت کچھہ منع کیا۔ مگر وہ نمانا۔ آخر بادشاہ نے اس موقع پر ایک خط بیگم صاحبہ کے جانب سے اورنگ زیب کو نصیحتانہ لکھا۔ جسکا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا کہ حضرت نے شاہزادہ کلان کو ایسے اختیارات عطا فرماے ہین۔ کہ وہ نیازمند کی ایذا دہی پر کمر باندہا ہے۔ اور حضرت کو بالکل بے اختیار کردیا ہے۔ اور آپ حسب منشا حضرت کے نام سے فرامین جاری کرتا ہے۔ چنانچہ اب نیازمند سے لڑنے کے لئے دھولپور آیا ہے۔ اور فدوی کا ارادہ بجز ملازمت قبلہ و کعبہ کے اور کچھہ نہین ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے صوبہ پنجاب کو چلا جائے۔ اور اس فدوی کو حضرت کی خدمت مین رہنے دے۔ الغرض ۲۹ رمضان کو

سموگڈہ کے نزدیک ویڑہ کوس کے فاصلہ پر دونون لشکرون مین ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اس دفعہ بھی اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی۔ مگر مراد بخش بہت زخمی ہوا۔ اور داراشکوہ کے بہت سے نامی سردار مارے گئے۔ اور وہ خود بھاگ کر اکبر آباد آیا۔ لیکن خجالت کے باعث باپ سے نہ ملا۔ اور رات ہی کو جواہر۔ اشرفی۔ زیور۔ طلا۔ نقرہ۔ آلات ضروری جس قدر ہوسکا۔ ہاتھیون اور خچرون پر بار کرکے معہ اپنے متعلقین کے لاہور کو روانہ ہوگیا۔ جب اورنگ زیب فتح و نصرت کے ساتھہ اکبر آباد آیا۔ تو تمام امرا شاہی حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے دوسرے روز فضل خان کے ہاتھہ بیش بہا تحائف۔ عمدہ جواہر اور ایک شمشیر عالمگیر (جس سے بہتر کوئی دوسری شمشیر خاندان تیموریہ مین نہین سمجھی جاتی تھی۔) اورنگ زیب کے پاس روانہ کیا۔ اور ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ عالمگیر ہی باپ کے پاس جانے کو تیار ہوگیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بعض مفسدون نے اوس کو بہکایا۔ خصوصاً خلیل اللہ خان (جو بادشاہ کا ہی بھیجا ہوا تھا) نے تو ایسی ٹھوکر ماری۔ کہ اورنگ زیب نے ملنے کے ارادہ کو فسخ کردیا۔ اور بادشاہ کو نظر بند کرنے کی مصلحت ہونے لگی۔ اور اکبر آباد کا محاصرہ کرلیا گیا۔ جب باپ کو یہ خبر ہوئی تو بیٹے کو پھر ایک خط آشتی کے لئے لکھا۔ جسکا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا۔ کہ اگر حضرت قلعہ کے دروازے اور مداخل و مخارج میرے آدمیون کے تفویض فرمائین تو یہ فدوی حاضر ہوتا ہے۔ بادشاہ نے فوراً قلعہ خالی کردیا۔ اور بیٹے کے ملازمون کو تمام کارخانہ جات تفویض کردیئے۔ چنانچہ ۱۱ رمضان ۱۰۶۸ھ کو شاہزادہ محمد سلطان۔ ذوالفقار خان۔ شیخ میر۔ بہادر خان۔ اسلام خان۔ داخل ہوئے اور بادشاہی آدمیون کو آمد و رفت کے لئے منع کیا۔ تمام کارخانون اور خزانون پر مہرین لگادین الحاصل اب وہی قلعہ (جہان شاہ جہان نے برسون فرمانروائی کی تھی۔) بادشاہ کے لئے آخر عمر تک زندان بنا رہا۔ اورنگ زیب کا خیال تھا۔ کہ باپ کو خوش رکھون۔ اور اوس کے

نام سے سلطنت کرون۔ مگر جب اوس کو یہ معلوم ہوا۔ کہ باپ کے دل سے داراشکوہ کی محبت کبھی دور نہ ہوگی۔ تو مجبور ہوکر اوس نے یہ چال چلی۔ لیکن باپ جبتک زندہ رہا۔ تعظیم و تکریم کرتا رہا۔ جب اس قلعہ کے حوالہ کرنے پر بھی اورنگ زیب باپ کے پاس نہ آیا تو بیگم صاحبہ (شاہجہان کی چاہتی بیٹی) باپ کا پیام[۵۱] لیکر بھائی کے لشکر مین آئین۔ اور بھائی سے یہ کہی۔ کہ باپ کی خواہش ہے۔ کہ پنجاب مین دارا رہے۔ مراد کو گجرات اور شجاع کو بنگالہ دیا جائے۔ دکن محمد سلطان کے تفویض ہو۔ اور شاہ بلند اقبال کا خطاب باقی کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ (اورنگ زیب) کو مبارک ہو۔ لیکن اورنگ زیب نے اسکو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ جبتک دارا کا معاملہ فیصل نہوگا۔ مین حضور مین آنے کی جرأت نہین کرسکتا۔ آخر بیگم صاحبہ مایوس ہوکر چلی گئین۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے پھر بھی باپ کے پاس جانیکا ارادہ کیا تھا۔ مگر شایستہ خان اور شیخ میر نے منع کیا تھا۔ اتنے مین ایک اور شگوفہ یہ کھلا کہ بادشاہ کا خاص شقہ داراشکوہ کے نام کا ماہر دل (جو نہایت معتبر و معتمد بادشاہی چیلہ تھا) نے پیش کیا۔ جسمین لکھا تھا کہ داراشاہجہان آباد مین ثابت قدمی اختیار کرے۔ وہان خزانہ اور لشکر کی کمی نہین ہے۔ ہرگز وہان سے آگے نجائے کہ ما بدولت یہان مہم کا فیصلہ فرماتے ہین۔ پس اس شقہ خاص نے تو اورنگ زیب کو بادشاہ سے اور بھی بدگمان کرادیا۔ چنانچہ اوس نے پھر باپ کے پاس جانیکا نام تک نہ لیا۔ اور باپ کی زندگی مین کبھی نہ گیا۔ جعفر خان وزیر۔ حکیم تقرب خان۔ رائے رایان راجہ رگھناتھ

---

[۵۱] باپ اور بیٹے کی خط و کتابت جو باپ سے ملنے کے بارہ مین متعدد بار اسی زمانہ مین بہت کچھ طول طویل ہوئی اور جنکے نقول عمل صالح۔ عالمگیرنامہ۔ منتخب اللباب مین کسیقدر باہمی فرق کیساتھ موجود ہین۔ جنمین سے ہمنے بعض بعض موقع پر ایکدو فقرے نمونہ کے لکھدیے ہین۔ اور باقی طوالت کے لحاظ سے قلم انداز کردی گئی۔ ۱۲ مولف۔

دیوان سلطنت معہ عملہ وفعلہ و دیوانی کے آگئے۔ اور اورنگ زیب نے ایک شاہانہ دربار عام کیا۔ لیکن مسند پر شاہزادون کی طرح بیٹھا۔ اور نذرین شاہانہ طور پر سب امرا و منصبداروں سے لین۔ پھر شان و شکوہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہو کر داراشکوہ کی حویلی مین چلا گیا۔ اور محمد سلطان باپ کے حکم سے بادشاہی خزانون۔ کارخانون۔ توشہ خانون وغیرہ کو سر بمہر کر دیا۔ ۲۱ رمضان ۱۰۶۸ھ کو شاہ جہان ایسا قیدی ہو گیا۔ کہ جس کی تاریخ عاقل خان نے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار کہی ہے۔

اس کے بعد اورنگ زیب کا داراشکوہ کے تعاقب مین جانا اور متعدد لڑائیون کے بعد اوسکا گرفتار ہونا۔ مرنا۔ اور مراد کا قید کیا جانا وغیرہ حالات ہم اورنگ زیب کے تذکرہ مین بیان کرینگے۔ اب یہان صرف شاہ جہان کی وفات (شاہ جہان عالمگیر کے عہد پادشاہی مین ایک مدت تک زندہ رہا ہے) کی کیفیت اور چند مختصر واقعات لکھدینا مناسب سمجھتے ہین۔

الغرض شاہجہان اس نظربندی کی حالت مین تقریبًا نو سال تک زندہ رہا۔ اور اس عرصۂ دراز مین شاہ جہان اور اورنگ زیب کے درمیان نوشتجات گلہ مند و شکوہ آمیز معذرت و خشونت کے جو بھیجے گئے ہین۔ اون کا یہان پر لکھنا محض تاریخ کو طوالت دینا اور ناظرینون کی سمع خراشی کرنا ہے۔ ہم اون کو یک لخت قلم انداز کرتے ہین۔ لیکن اسی خط و کتابت کا ایک دلچسپ واقعہ جو خافی خان نے لکھا ہے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ایک ثقہ زاوے سے (جو مشرف جواہر خانہ کا پیشکار رتھا) یہ سنا گیا کہ داراشکوہ قلعہ کے اندر جواہر خانہ مین بادشاہ کو مطلع کر کے اپنے خدمۂ محل کے جواہر و مروارید قیمتی ۲۷ لاکھ روپیہ کے چھوڑ کر باہر گیا تھا۔ اور رہزنیت پانے کے بعد اون کے لینے کی فرصت نہ ملی۔ جنکو شاہ جہان نے عالمگیر کے طلب کرنے پر بعد رد و قدح بسیار طوعًا و کرہًا اوس کے

پاس بھیجدیا۔ لیکن ایک تسبیح مروارید (جس کے ۱۰۰ دانہ غلطان ہمرنگ و ہموزن تھے) قیمتی ۴ لاکھہ روپیہ جو بہت تلاش سے ہاتھہ آئی ہی۔ اور اوسکا امام بڑی سعی سے میسر ہوا تھا۔ وہ اور ایک الماس کی آرسی (جو ہمیشہ شاہ جہان کے گلے مین رہتی تہی) عالمگیر کے پاس نہ بھیجا جسپر عالمگیر نے لکہا۔ کہ ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات مین سے ہین۔ انکو گوشہ نشینی مین پاس رکہنا تقویٰ کے برخلاف ہے۔ اس تحریر کو دیکہکر شاہ جہان سخت آشفتہ خاطر ہوا۔ آرسی کو تو گلے سے اوتار کر خواجہ سرا کے حوالہ کردی۔ مگر تسبیح کے لئے فرمایا۔ کہ اسپر اور اور پڑہے جاتے ہین۔ اس کو ہاون مین کوٹ کر اور نرم کرکے دونگا۔ جب خواجہ سرا نے یہ سخت پیام عالمگیر سے عرض کیا تو پہر اوس نے اوس کو طلب نہ کیا۔ چنانچہ مرتے دم تک یہ تسبیح شاہجہان کے پاس رہی۔

الغرض جب شاہجہان بے اختیاری کے سبب سے قلعہ اکبرآباد مین گوشہ گزین ہوا تو اوس نے روز و شب کو وظائف و طاعات و عبادات و ادائے فرائض و سنت مین تقسیم فرمایا۔ ہمیشہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا۔ اور اوس کے آیات لکہتا۔ اور اونکو پڑہتا۔ احادیث و بزرگان سلف کا حال سنتا۔ اور داد و دہش و بخشش و بخشایش کرتا رہتا تھا۔ آخر ۱۱ رجب ۱۰۷۶ھ روز یکشنبہ کو تیل ملنے سے بدن مین حرارت پیدا ہوئی۔ حبس بول پیچش۔ شکم کا عارضہ عارض ہوا۔ ۱۱ روز اس مرض مین گذرے۔ پہر ہندا بن جراح کے علاج سے افاقہ ہوگیا۔ مگر ضعف بہت قوی ہوگیا۔ ہونٹ و زبان خشک رہنے لگے۔ اس کو اپنی موت کا یقین ہوا۔ اور اپنے اسباب تجہیز و تکفین کو خوب ترتیب دیا۔ تمام بیٹون کو بلایا۔ اور تسلی و تشفی کی۔ اور اون سے آیات قرآنی پڑہوائے۔ خود کلمہ شہادت پڑہا۔ اور آیۂ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار پڑہکر شب دوشنبہ ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ کو انتقال فرمایا۔ ایک شخص نے شاہجہان وفات کرد۔ تاریخ کہی ہے۔ شاہجہاں کی عمر

بحساب قمری ۷۶ سال ۳ ماہ ۲۷ روز تھی۔ اور بحساب شمسی ۷۴ سال کو تین روز کم تھے۔ اور ایام فرمانروائی بحساب شمسی ۳۰ سال ۴ ماہ ۸ روز ہین۔ جب اس سانحہ کی خبر عالمگیر کو ہوئی تو بہت رویا۔ اور فردوس آشیانی کے لقب سے ملقب کیا۔ خود ۲۰ شعبان کو شاہ جہان آباد سے دارالخلافہ آیا۔ اور دوسرے روز پادشاہ کے مزار کی زیارت کی۔ ۱۲ ہزار روپیہ مجاورونکو دیا۔ اور قلعہ مین جاکر بیگم صاحب اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اتروایا۔

پادشاہنامہ مین سلطنت کے بیسوین سال کے آخر مین یہ لکھا ہے۔ کہ شاہ جہان کی مملکت کا طول لاہری بندر سے سلہٹ تک دو ہزار کروہ پادشاہی کے قریب (ہر کروہ کے ۵ ہزار ذراع۔ اور ہر ذراع کے ۴۲ انگشت متساوی الخلقت) اور عرض قلعہ بست سے قلعہ اڑلسیہ تک قریب پندرہ سو کروہ کے تہا۔ اس معمورۂ عالم کے صوبجات ۲۲ تھے۔ جن مین چند سرکارین اور ہر سرکار مین چند پرگنے اور ہر پرگنے مین متعدد دیہات تھے۔ ساری ولایت کی جمع آٹھ سو اسی کروڑ روپے آٹھ ارب اسی کروڑ دام تہی جسکی تفصیل ناظرینون کی دلچسپی کے لئے ذیل مین تبلائی جاتی ہے۔

نمبر شمار	نام صوبہ	جمع دامونمین	جمع روپیونمین	نمبر شمار	نام صوبہ	جمع دامونمین	جمع روپیونمین
۱	صوبۂ پایۂ تخت شاہجہان آباد (دہلی)	۸ کروڑ	ڈھائی کروڑ	۶	صوبہ برار	۵۵ کروڑ	۱۱ کروڑ ۲۵ لاکھ ۵۰ ہزار
۲	صوبہ متقر الخلافہ اکبر آباد	نوے کروڑ	سوا دو کروڑ	۷	احمد آباد	۳۵ کروڑ	۱۱ کروڑ ۳۷ لاکھ ۵۰ ہزار
۳	صوبۂ دارالسلطنت لاہور	〃 〃	〃 〃	۸	صوبۂ بنگالہ	۵۰ کروڑ	۱۱ کروڑ ۲۵ لاکھ
۴	صوبہ اجمیر	۶۰ کروڑ	ڈیڑھ کروڑ	۹	صوبۂ الہ آباد	۴۰ کروڑ	۱۱ کروڑ
۵	دولت آباد	۵۵ کروڑ	۱۱ کروڑ ۳۷ لاکھ ۵۰ ہزار	۱۰	صوبۂ بہار	〃 〃	〃 〃

نمبر شمار	نام صوبہ	جمع دامون مین	جمع روپیون مین	نمبر شمار	نام صوبہ	جمع دامون مین	جمع روپیون مین
۱۱	صوبہ مالوہ	۸۰ کروڑ	ایک کروڑ	۱۸	وکیلانہ	۲ کروڑ	۵ لاکھ
۱۲	صوبہ خاندیس	〃 〃	〃 〃	۱۹	کشمیر	۱۵ کروڑ	۳۷ لاکھ ۵ ہزار
۱۳	صوبہ اودھ	۳۰ کروڑ	پچہتر لاکھ	۲۰	کابل	۱۶ کروڑ	۴۰ لاکھ
۱۴	صوبہ بنگالہ	〃 〃	〃 〃	۲۱	بلخ	۸ کروڑ	۲۰ لاکھ
۱۵	صوبہ ملتان	۲۸ کروڑ	۷۰ لاکھ	۲۲	قندہار	۶ کروڑ	۱۵ لاکھ
۱۶	صوبہ اڑیسہ	۲۰ کروڑ	۵۰ لاکھ	۲۳	بدخشان	۴ کروڑ	۱۰ لاکھ
۱۷	ٹٹہ (سندہ)	۸ کروڑ	۲۰ لاکھ	میزان کل		بائیس ۲۲ کروڑ	

جس وقت کہ شاہجہان تخت پر بیٹھا تو مملکت تیموریہ کی جمع سات سو کروڑ دام (۱۷ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ) تھی۔ جس کو شاہجہان نے ۲۰ سال کے عرصہ مین اکثر صوبون کو فتح کرکے مملکت کو وسعت دی۔ جس سے جمع مین ترقی ہوئی۔

اکبر نے ۵۱ سال کی فرمانروائی مین جسقدر خزانہ جمع کیا تھا۔ اُسکا بڑا حصہ جہانگیر نے ۲۲ سال کی سلطنت مین خرچ کردیا۔ لیکن شاہجہان نے باوجود خرچ کرنے کے بھی اس قدر جمع کیا کہ سلاطین ہند مین سے کسی نے اس قدر خزانہ نہین جمع کیا تھا۔ بادشاہ کا علوفہ خوار لشکر سوار ان کے جو پرگنات کے عمل مین فوجدارون اور کروڑیون عالمون کے ساتھہ رہتے ہین۔ موافق ضابطہ داغ چہارم حصہ ۲ لاکھ سوار ۸ ہزار منصبدار ۷ ہزار احدی و برق انداز سوار ایک لاکھ ۸۵ ہزار سوار بادشاہزادون اور کل منصبدارون کے تابینون مین ۴۰ ہزار تفنگچی و توپ انداز و گولہ انداز و

باندار تھے۔ جن مین سے ۱۰ ہزار پادشاہ کے رکاب مین اور ۳ ہزار صوبہ جات و قلاع مین رہتے تھے۔ شہزادۂ کلان کی تنخواہ ۶ کروڑ دام (ایک کروڑ روپیہ) اور دوسرے تیسرے بیٹون مین سے ہر ایک کی تنخواہ ۴ کروڑ دام (۱ لاکھ روپیہ) اور چوتھے بیٹے کی تنخواہ ۲ کروڑ دام (۲ لاکھ روپیہ) مقرر تھی۔ اور سر آمد امراء دالاشان سعداللہ خان اور امیر الامرا علی مردان خان مین سے ہر ایک کی تنخواہ ۲ کروڑ دام (۲ لاکھ روپیہ) اور اور منصب داردن کی تنخواہ موافق اون کے منصبون کے ملتی تھی۔ الغرض شاہجہان کے زمانہ مین ہندوستان کی سلطنت اپنے معراج پر پہونچ گئی تھی۔ اضلاع دکن مین پیمایش و بندوبست دہ سالہ اوسی نے جاری کیا تھا۔

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر پادشاہ غازی[1]

شاہجہان کے واقعات مین ہم نے یہان تک مسلسل بیان کیا تھا۔ کہ اورنگ زیب نے اکبرآباد پر قبضہ کر لیا۔ اور شاہجہان کو عزلت نصیب ہوئی۔ اور دارا شکوہ معہ اپنے متعلقین کے لاہور کے جانب چلا گیا۔ چنانچہ یہ سب کچھ ہو چکا تو مخبرون نے خبر دی کہ دارالاقبال لاہور نہین گیا۔ بلکہ دہلی مین موجود ہے۔ اور لڑائی کا سامان تیار کر رہا ہے۔ اس خبر کے

---

[1] اورنگ زیب بقول خافی خان کے ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۲۷ھ سنہ ۱۶۱۹ء مین پیدا ہوا۔ جسکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب مکھی ہے۔ بادشاہنامہ مین مرقوم ہے کہ ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۲۷ھ کو ولادت ہوئی۔ اور ظفرنامہ مین شب یکشنبہ ۱۴ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ تحریر ہے۔ مقام ولادت دوہود (دوحد) ہے جو صوبۂ مالوہ اور احمدآباد کی سرحدون پر ہے۔ ۱۲ مولف۔

سنتے ہی اورنگ زیب اکبرآباد کا انتظام کرکے ۱۰ رمضان کو شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ اور اودہر دارا شکوہ اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کے انتظار مین دہلی ٹہرا ہوا تہا۔ جب اوس کو اورنگ زیب کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو بلا انتظار سلیمان شکوہ کے لاہور کو چلتا بنا۔ جب اورنگ زیب متھرا مین داخل ہوا تو مراد بخش کو اسیر کرکے شیخ میر کے ذریعہ شاہجہان آباد

---

۵ کہتے ہین کہ مراد کے دل مین (اورنگ زیب کو سلطنت حاصل ہونے سے) نفاق و مخالفت پیدا ہوگئی تہی۔ اور ہمسری کا دعوے کرنا شروع کیا تہا۔ باوجود قلت خزانہ روز بروز لشکر کی تعداد بڑہا رہا تہا۔ اور اکثر امرا کو سازش سے اپنا طرفدار بنا لیا تہا۔ اور اصراف و بے اعتدالی کی تو حد نہ تہی۔ جب اورنگ زیب اکبرآباد سے نکلا تو ساتہہ چلنے مین عذر و حیلہ کرنے لگا آخر ہمراہ ہوا تو پیچہے پیچہے قابو طلب چلا۔ الغرض انہین وجوہات سے اورنگ زیب نے تنبیہ و تادیب کے لئے اسیر کیا۔

خافی خان لکہتا ہے کہ مراد بالکل سادہ لوح تہا۔ اورنگ زیب کے دلفریب وعدون اور نقد و جنس کے تواضعات سے بہت خوش تہا۔ اور وہ یہ سمجہتا تہا۔ کہ اورنگ زیب کبہی بدعہدی نکریگا مگر دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند کے مضمون سے بالکل بیخبر تہا۔

ڈاکٹر ہربنس کا قول ہے کہ خواجہ شہباز اور دیگر رفقا نے مراد کو سمجہایا تہا۔ کہ اورنگ زیب کو دارا کے تعاقب مین جانے نہ دیجئے۔ اور آپ بلحاظ بادشاہ ہونے کے اکبرآباد مین رہئے۔ مگر مراد اس دانشمندانہ رائے کو نہ مانا۔ اگر مانتا تو اورنگ زیب کو بڑی مشکل پیش آتی۔ لیکن اوس نے بہائی کے وعدون پر اعتماد کیا۔ کیونکہ یہ قول وہ بیان قرآن مجید پر ہوئے تہے۔ آخر مراد اورنگ زیب کے ساتہہ ہوگیا جس روز کہ قید ہونے والا تہا۔ اوس روز بہی دوستون نے جانے کو منع کیا تہا۔ مگر وہ گیا۔ اورنگ زیب نے پہلے تو اوس کو ساتہہ لیکر کہانا کہایا۔ پہر کابل و شیراز کی عمدہ شراب کی بوتلین منگوائین

روانہ کردیا۔ اور مراد کے ہمراہی امرا کی خاطر خواہ ترقی کی گئی۔

اس اثنا مین سلیمان شکوہ کے ہمراہی نامی سردار مثلاً راجہ جے سنگھ و راجہ جسونت سنگھ وغیرہ بھی اورنگ زیب سے آملے۔ اودھر دارا کی سنے جب وہ دہلی سے نکلکر لاہور پہونچا تو موسم بارش سر پر آگیا تہا۔ خیال کیا۔ کہ رسنہ کی تکلیف سے اورنگ زیب لاہور نہ آئیگا۔ مگر اورنگ زیب

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۴) اور خود یہ کہکر کہ صاحب عالم مین مسلمان ہون اس لئے اس صحبت مین نہین رہ سکتا۔ آپ کی صحبت مین میر خان اور اور احباب رہینگے" چلتا بنا۔ مراد تو شراب کا دلدادہ تہا۔ اس عمدہ شراب کو اس قدر اڑایا۔ کہ نشہ مین بے خبر ہوگیا۔ اورنگ زیب کی مراد بر آئی۔ میر خان نے تلوار و جمدہر لے لیا۔ منوچی سے پادری گیٹ روتقل کرتے ہین۔ کہ تلوار و جمدہر اورنگ زیب کے پوتے اعظم پسر شاہزادہ محمد نے (جو ۶ برس کا لڑکا تہا) نے اوٹھائے تہے۔ کیونکہ اورنگ زیب نے اعظم سے کہا کہ تم مراد کے ہتیار لاؤ۔ تو اوس کے صلہ مین ایک جواہر انعام دینگے۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے مراد کو جگایا۔ اور دو تین لاتین رسید کین۔ اور کہا کہ اس کمبخت شرابی کے ہاتہہ پاؤن باندہ کر لیجاؤ تاکہ اس بیشرمی کا سونا وہان سوئے۔ وہان تو حکم کی دیر تہی۔ سپاہی دوڑے۔ اور ہتکڑی و بیڑی ڈالکر کشان کشان لے چلے۔ مراد ہر چند چلایا۔ چیخا۔ رویا۔ مگر سننے والا کون تہا۔ اوس کے آدمیون نے کچہہ کرنا چاہا تو میر آتش قلی (جو مراد کا میر آتش تہا) نے سب کو خاموش کیا۔ جسکو اورنگ زیب نے اول ہی گانٹہہ لیا تہا۔

وڈ صاحب کا قول ہے کہ جب اورنگ زیب متھرا آیا تو مراد نے بہائی کی دعوت کی۔ اور اوس کے آنے پر شہباز خواجہ سرا (جو مراد کا راز دار رہتا تہا) نے مراد کے کان مین کہا۔ کہ عمدہ پوشاک مین جہانک کرنے کا وقت یہی ہے۔ یعنے اورنگ زیب کو قتل کرنا چاہئے۔ مگر اورنگ زیب اس بات کو بہانپ گیا

جب وہ مراد کی کارروائی سے فارغ ہوا تو پہلے بہادر خان اور خلیل اللہ خان کو لشکر جرار کے ساتھہ لاہور روانہ کیا۔ چونکہ بخومیون نے اورنگ زیب کی تخت نشینی کیلئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۵) فوراً پیٹ کے درد کا بہانہ کرکے رخصت ہوا۔ تیسرے روز خود نے مراد کی دعوت کی۔ خوب ناچ رنگ رہا۔ اورنگ زیب نے پابندی اسلام کو سلام کرکے اپنے ہاتھہ سے بھائی کو خوب شراب پلائی۔ اور اوس کے امرا کو بھی بدمست کیا۔ جب سب بیہوش ہوے تو پہلے ہتیار اوہوا ئے بعد ازان مراد کے ہاتھہ باندھنا شروع کیا۔ جب وہ جاگا اور غل مچانا چاہا تو کہا کہ اگر ذرا بھی غل مچائے۔ اور ہاتھہ ہلائے تو قتل کردئے جاؤگے۔ اس دھمکی نے خوب کام کیا۔ اور وہ بیچارہ چپ چاپ دستگیر ہوا۔ اوس کے رازدار شہباز کو بھی اسیر کرلیا۔

ظفرنامہ مین لکھا ہے۔ کہ جب اورنگ زیب آگرہ سے نکلا تو معلوم ہوا کہ مراد ابھی آگرہ سے کوچ نہین کیا۔ اور تقریباً ۲۰ ہزار کی مسلح فوج بھی اوس کے پاس جمع ہوگئی ہے۔ علاوہ اس کے اکثر ظاہر پرست امرا نے بھی اوس کی ہمراہی کرلی ہے تو اورنگ زیب نے اوس کے کوچ نکرنیکی وجہ دریافت کی۔ جسکے جواب مین مراد نے اپنی ناداری ظاہر کی۔ اور فوج کی پریشان حالی تبلائی پس اورنگ زیب نے ۲ لاکھہ اوسی وقت اوس کے پاس بھیجدئے۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ بافضل اس کو صرف کرو۔ اور باقی حسب وعدہ خزانہ وغنیمت کی تہائی بہت جلد بھیجی جائے گی۔ اور دارا کی مہم کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کشمیر۔ پنجاب۔ کابل۔ ملتان۔ یہ چارون آپ کے تفویض ہون گے۔ اس سے اطمینان رہے۔ آپ فوراً آیئے۔ تاکہ اتفاق سے اس بڑی مہم کو جو درپیش ہے سرانجام دیا جائے۔" چنانچہ مراد آیا۔ اور اسیر کرلیا گیا۔

سیرالمتاخرین کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ اس فساد کی ابتدا یہ ہوئی۔ کہ مراد نے اورنگ زیب کو لکھا

غرۂ ذی قعدہ روز جمعہ مقرر کیا تھا۔ مگر اس قدر فرصت کہان تہی۔ کہ شاہ جہان آباد داخل ہوکر اپنے خاندان کے رسم و آئین کے موافق تخت نشین ہوتا۔ اس لئے باغ اعزآباد مین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۶) کہ وعدہ یہ تہا۔ کہ ملک و دولت بالنصافہ تقسیم ہوگا۔ اب اوسکا ایفا کیسے اورنگ زیب نے جواب دیا۔ کہ ابہی جنگ باقی ہے۔ کیونکہ بادشاہ زندہ ہے۔ جسکی توجہ دارا شکوہ کے طرف بہت ہے۔ پس اس وقت اس گفتگو کا محل نہین ہے۔ اس عبارت سے مراد کی فی الجملہ تسکین ہوگئی۔ اور آگرہ سے چلا۔ مگر بہائی کے لشکر سے ایک کوس دور رہتا تہا۔ جب معتبر پہونچے تو مراد کے حرکات و سکنات کو اولیاء دولت نے نیکدلی و یک جہتی کے خلاف تصور کرکے اورنگ زیب کو اس سے مطلع کیا۔ اب اورنگ زیب کو اوس کے اسیر کرنے کی فکر ہوئی۔ پہلے اوس کے امراء کو گانٹہا۔ اس کے بعد مراد کو بلایا۔ مگر وہ نہ آیا۔ آخر شکار کے موقع پر نورالدین (جو مراد کا ملازم اور اورنگ زیب کا سمجہایا ہوا تہا) نے مراد سے کہا۔ کہ آپ کے بہائی پیٹ کے درد سے تڑپ رہے ہین۔ اور محبت کے مارے بار بار آپ کا نام لیتے ہین۔ ایسے موقع پر چلنا ضرور ہے۔ چنانچہ یہہ سیدہا سادہا اوس کے دام مین آگیا۔ اور اورنگ زیب کے خیمہ مین پہونچا۔ بہائی سے ملا۔ مزاج پرسی کی۔ کہانا کہایا۔ آرام کے لئے پلنگ پر گیا۔ جب وہ ہتیار کہول کر آرام کرنے لگا۔ تو اورنگ زیب حرم سرا مین چلا گیا۔ ایک لونڈی اندر سے آئی۔ اور ہتیار وغیرہ اوٹہا کر لیگئی۔ شیخ میر وغیرہ پہونچے یا اونکی آہٹ سے جاگا۔ مگر معاملہ دگرگون تہا۔ ہتیار بہی غائب ہوچکے تہے۔ آہ سرد کہینچا اور کہا کہ مجہہ صاف باطن کے ساتہہ یہہ چال خلاف عہد و پیمان کیون کی گئی ہے۔ اورنگ زیب جو پس پردہ موجود تہا۔ جواب دیا۔ کہ تم سے اندنون کچہہ ایسی باتین سرزد ہوئین۔ کہ جس سے فساد کا احتمال اور بربادی مخلوق کا گمان تہا۔ اس لئے تمہاری مزاج کی اصلاح کرنا اور زمانہ کی

مقررہ ساعت مین تخت نشین ہوا۔ اور سکہ وخطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھکر دارا کی سرکوبی کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ سلیمان باپ سے ملنے لاہور آتا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اورنگ زیب نے امیر الامرا کو اوس کی راہ روکنے کے لئے روانہ کیا۔ اب سلیمان کا قصہ سنئے۔ کہ جب آپ گنگ عبور کرکے ہردوار آیا تو اوسکے لشکر سے ایک ایک کرکے اکثر سردار چلتے بنے۔ اور باقی امرا آپس کی نااتفاقیون سے آگے چلنے کے بارہ مین نئی نئی باتین نکالنے لگے۔ آخر بیچارہ مجبور ہوکر پرگنہ ندینہ آیا۔ پھر وہان سے نکل کر چاندی پہونچا۔ اور سری نگر کے راجہ سے امداد چاہی۔ اس عرصہ مین امیر الامرا جسکو اورنگ زیب نے روانہ کیا تھا سر پر پہونچا۔ پھر کیا تھا۔ سلیمان کے ہاتھہ پاؤن پھولے۔ اور بقیہ یارون نے بھی جدائی اختیار کی۔ صرف محمد شاہ کوکہ اور ۱۷ آدمی باقی رہ گئے۔ اس موقع پر پہاڑی آدمیون نے ہوشیاری کرکے غیر متعارف رستہ سے سلیمان کو سری نگر لے گئے۔ چونکہ سلیمان کے پاس کچھہ جواہر مرصع آلات و اشرفیان ہمراہ تھین اس لئے سری نگر کے زمیندار نے اوسکو لالچ مین سلیمان کو نظر بند رکھا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۷) کشمکش۔ کن کن کے درد سر سے چھڑانا ضروری تھا۔ پس لازم ہوا کہ چند روز تم کو گوشۂ عافیت مین رکھا جائے۔ خدا نہ کرے کہ آپکی جان کو کوئی صدمہ پہونچے۔ اور نہ میرے دلمین اسکا خیال ہے۔ اور جو عہد و پیمان تمہارے ساتھہ ہوے ہین اون مین کسیطرح کا خلل بھی نہین آیا۔ اور تمہاری جان عزیز خدا کی ضبط و حمایت مین ہے۔ پس مقتضائے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لئے بہتری سمجھکر حزن و ملال کو طبیعت مین جگہ نہ دیجئے۔ الغرض اس واقعہ کی تفصیل مین مورخون کو اختلاف ہے۔ مگر نفس معاملہ مین سب متفق ہین۔ اور اورنگ زیب کے دلائل عاقلانہ تدابیر پر مبنی تھے۔ ۱۲ مولف۔

دارا کے واقعات سنے کہ اوس نے لاہور کے خزانہ کو اس کثرت کے ساتھ صرف کیا۔ کہ اوس کے پاس تھوڑے ہی عرصہ میں ۲۰ ہزار سپاہی جمع ہو گئے۔ علاوہ بریں دارا نے اکثر امرائے شاہی کو بھی اپنا طرفدار بنالیا۔ اور مرزا شجاع کو بھی امداد کے لیے لکھا۔ مگر پہلی لڑائی میں اورنگ زیب سے شکست کھا کر وہ ایسا بزدل ہو گیا تھا۔ کہ اورنگ زیب کے مقابل آنے کو ڈرتا تھا۔ ورنہ اس کثیر التعداد سپاہ سے اگر مقابلہ کرتا تو نتیجہ کچھ اور نکلتا۔ لیکن اوس نے لاہور کا خزانہ اور طلا و نقرہ غیر مسکوک۔ نقیس اشیا وغیرہ لیکر ملتان کا رخ کیا۔ اور وہاں کے خزانہ سے بھی تقریباً ۲۲ لاکھ روپیہ لیکر قندھار کے ارادہ سے چلا گیا۔ اوسکی اس بزدلی پر اکثر سردار و امرا نے ساتھ چھوڑا۔ اور اورنگ زیب کے پاس حاضر ہوئے جب اورنگ زیب نے دیکھا۔ کہ دارا فرار ہو گیا تو اپنے بیٹے شہزادۂ اعظم کو لاہور کی حکومت تفویض کی اور شاہزادۂ معظم کو (جو برہان پور میں تھا) لکھا کہ معظم خان میر جملہ کو قلعہ ارک سے رہا کر کے ہمارے پاس روانہ کر دو" اسکے بعد خود شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ شیخ میر اور صف شکن خان کو حکم دیا۔ کہ دارا کا تعاقب کر کے ممالک محروسہ سے اوسکو نکال دیا جائے۔

اب مرزا شجاع کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ اوس نے دارا کے لکھنے پر بنگالہ سے حرکت کی۔ یہاں یہ امر قابل تحریر ہے کہ اورنگ زیب کو شجاع سے بہت محبت تھی۔ اور ہمیشہ اوس کی خاطر داری کیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب اورنگ زیب کو پہلی دفعہ دارا پر فتح نصیب ہوئی تو شاہ جہان سے کہکر شجاع کے اقطاع۔ بنگالہ۔ مونگیر۔ بہار۔ پٹنہ کا (جسکی حکومت کے شجاع کو مدتوں آرزو تھی) اضافہ کرایا تھا۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ اب تو اس کو لے لو۔ اور آیندہ جب مجھے دارا پر کامل فتح حاصل ہو گی تو باقی دوسرے مطالب بھی تمہارے برلاؤں گا۔ اورنگ زیب کی اس کارروائی سے شجاع خوش ہوا۔

اور دارا کی شکست کے لئے دعائین مانگتا تہا۔ مگر جب اورنگ زیب دارا کے تعاقب مین پنجاب کے سمت بہت دور نکل گیا۔ اور دارا نے بہی اُس کو امداد کے لئے لکہا تو سمجہا کہ اب میدان خالی ہے۔ اور اورنگ زیب کے آنے مین بہی عرصہ درکار ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ الہ آباد و اکبر آباد کے جانب چلئے۔ اگر قسمت یاور ہین تو اس تیر دستی مین سلطنت ہاتہہ آجاتی ہے۔ الغرض شجاع کے بنگالہ سے نکلنے کے یہی اسباب قوی تھے۔ جب اورنگ زیب کو شجاع کے ارادہ کی خبر ہوئی تو اوس نے ایک پیغام تحریر کیا۔ مگر شجاع نے نہ مانا۔ اور آگے بڑہ کر قلعہ رہتاس و قلعہ چنار پر قبضہ کر کے الہ آباد پہونچا۔ اب اورنگ زیب کو اوس کی مدافعت لازم ہوئی۔ چنانچہ محمد سلطان اور خاندوران کو شجاع کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ کیا۔ اور خود بہی شکار کا بہانہ کر کے اوسی جانب چلا۔ آخر طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ شجاع بہاگ گیا اوس کے تمام ہاتہی گہوڑے و اور خزانہ کا رفاقیات لشکر شاہی کے ہاتہہ آئے۔ اس کے بعد اورنگ زیب محمد سلطان اور معظم خان کو شجاع کے تعاقب مین روانہ کیا۔

اب کسقدر حالات دارا کے لکہے جاتے ہین۔ کہ وہ ملتان سے نکل کر اوچہ۔ چنیوٹ۔ آہن محل بکسر ہوتا ہوا باحالت خراب ٹہٹہ آیا۔ شیخ میر و صف شکن خان نے جو اوس کے تعاقب مین روانہ ہوے تھے۔ ہر ایک مقام پر اوس کو خوب پریشان کیا۔ اس اثنا مین بادشاہ نے اون دونون کو معہ لشکر بلا لیا۔ جب ان دونون کے تعاقب سے دارا کا پیچہا چہوٹا تو پہر خود سری کا سودا اوس کے سر مین چکر لگانے لگا۔ چنانچہ کچہہ روز کے بعد شہنواز خان کو اعانت پر آمادہ کر کے احمد آباد گیا۔ یہان شہنواز خان (جسکی ایک بیٹی اورنگ زیب سے اور دوسری مراد سے بیاہی گئی تہی) صوبہ دار تہا۔ اوس نے دارا کی

امداد پر کمر باندھی - جس سے دارا کو بیحد تقویت ہوئی - اس عرصہ میں ۲۰ یا ۲۲ ہزار سوار
جمع ہو گئے - بندر سورت کہمایت - بھروچ وغیرہ پر دارا کی جانب سے عامل مقرر ہوئے
راجہ جسونت سنگھ زبردست راجپوتوں کا نامی سردار تھا کے کاٹھیاواڑ کی فکر کیگئی - حکام احمد آباد
سے امداد کے لئے خط و کتابت ہونے لگی - آخر راجہ جسونت سنگھ نے دارا کو خط کے
ذریعہ اجمیر بلایا - جب اس تمام کارروائی کی خبر اورنگ زیب کو ہوئی تو فوراً مقابلہ کے
لئے روانہ ہوا - ادہر دارا بھی راجہ جسونت کی تحریر پر اجمیر آ گیا - مگر راجہ جے سنگھ نے
راجہ جسونت کو دارا کی امداد سے منع کیا - جس سے وہ دارا سے بغیر ملے اپنے ملک کو چلا گیا
جب یہ کیفیت دارا کو معلوم ہوئی تو بہت گھبرایا - مگر اسوقت گھبرانا لاحاصل تھا - آخر مقابلہ
ہوا - اس جنگ میں شہنواز خان اور شیخ میر وغیرہ مارے گئے - آخر اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی
دارا شکوہ بحالت خرابی اپنے بیٹے سپہر شکوہ و فیروز میواتی مصمحل خاص کے کسیقدر جواہر اشرفی
ہمراہ لیکر احمد آباد فرار ہوا - باقی خدم و حشم خزانہ - جواہر - اپنے معتمد خواجہ سراؤں کے تفویض
کر کے تاکید کی کہ پیچھے چلے آئیں مگر افسوس ہے کہ یہ سب اسباب راستہ میں راجپوتوں نے
لوٹ لیا - اور تمام خزانہ - جواہر وغیرہ غارت ہو گیا - البتہ خواجہ سرا اور دیگر ملازم بہزار خرابی
دارا سے ملے - اورنگ زیب نے بہادر خان اور راجہ جے سنگھ کو دارا کے تعاقب میں
روانہ کیا - اور بہر رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ کو جلوس ثانی کی مبارک رسم ادا کی اپنا لقب
ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی رکھا - عہد سابق میں روپیہ
اشرفی کے ایک طرف کلمہ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسماء مبارک ہوا کرتے تھے - جو
ہر کس و ناکس کے ہاتوں اور پاؤں میں آتے ناپاک مقامات پر جاتے تھے - اسلئے
عالمگیر نے اوسکو بدل کر اشرفی پر بیت ہر کرایا کہ شعر سکہ زد در جہان چو بدر منیر مہ

شاہ اورنگ زیب عالمگیر + اور روپیہ پر یہہ اشعار کندہ ہوئے اشعار۔ ازسکۂ اقبال شد
مہر منیر + سیم و زر م ستارہ شد نقش پذیر + ازسکۂ او غلغلہ در چرخ اوفتاد + گردید زر از سکۂ
او عالمگیر + اسکے بعد نوروز کے جشن کو (جو آتش پرستون سے منسوب تھا) موقوف
کرکے جشن عید الفطر مقرر کیا۔ اور اکبر کے زمانہ سے جو ماہ الٰہی کا (جو آتش پرست مجوسیون
کا وسنورتھا) رواج چلا آتا تھا اوسکو بند کرکے قمری ماہ و سنہ کا رواج دیا۔

اب دارا کے بقیہ حالات ملاحظہ فرمائیے کہ جب وہ اورنگ زیب سے شکست کھاکر بھاگا
تو احمد آباد آیا (جہان اوسکے خواجہ سرا و ملازم تمام خزانہ و اسباب راجپوتون کے حوالہ کرکے
بحالت خراب آکر ملے تھے۔) لیکن قلعہ دار نے اندر آنے نہ دیا۔ پھر وہان سے مایوس ہوکر
پرگنہ کری پہونچا۔ اور کانجی کولی (جو اوس نواح کے رہزنون کا سردار تھا۔) سے اعانت
نہ چاہی اور اوس نے دارا کو گجرات کی سرحد سے باہر کردیا۔ وہان سے اوسنے دہرا دون
اعانت کی فکر مین سرگردان پھرتا ہوا ملک جیون زمیندار وانڈر کے پاس گیا۔ اس محسن
کش نے بظاہر خوب آؤ بھگت کی۔ اور گہرے اتارا۔ اس اثنار مین دارا کی چاہتی بیوی
نادرہ بیگم (دختر پرویز) مرض اسہال سے قضا کی۔ اور مرحومہ کے حسب وصیت نعش لاہور
مین میان میر (جو دارا کا مرشد تھا) کے مقبرہ مین دفن کرنے کے لئے بکمال تجمل و احترام معقول
وغیرہ (جنکی تعداد ۷۰ اسم تھی) کے ساتھ بھیجدیگئی۔ اب دارا کے ہمراہ چند ناکارہ آدمی باقی
رہگئے تھے۔ اس حالت مین اوس نے ملک جیون کے ہمراہ تمام نقد جنس لیکر ایران کی
ارادہ سے قندہار کے جانب روانہ ہوا۔ اثنار راہ مین ملک جیون توبہانہ کرکے علحدہ
ہوگیا۔ اور اوسکے بھائی نے حملہ کرکے دارا شکوہ کو معہ شہر شکوہ کے گرفتار کرلیا۔ اسکے
بعد ملک جیون نے مرزا جے سنگھ و بہادر خان (جو دارا کے تعاقب مین لگے ہوئے تھے)

کو اسکی خبر کردی - اور باقر خان نوجدار بہکر کے ذریعہ سے بادشاہ کو علیحدہ اطلاع کی چنانچہ وسط دیجہ مین بہادر خان اون دونون قیدیون کو لیکر بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوا اور اوسیوقت حسب الحکم بادشاہ کے ان دونون کو ہاتھی پر کھلے ہودے مین بٹہا کر تمام شہر مین تشہیر کرنیکے بعد خضر آباد کے خواص پورہ مین قید کر دیا گیا افسوس ہے کہ وہ سے ہی روز الحاد کے جرم مین دارا شکوہ قتل کیا گیا اور اوسکی نعش ہاتھی پر ڈال کر تمام شہر مین تشہیر کرکے ہمایو کے مقبرہ مین دفن کیگئی - اور شہر شاہ کو قلعہ گوالیار روانہ کیا - ملک جیون کو اس کارنمایان کے صلہ مین بختیار خان کا خطاب عطا ہوا - جب ان امور سے بادشاہ نے فراغت پائی تو متعدد ناجایز مثیات کا محاصل (جسکی آمدنی کروڑون روپیہ تھی) ایک لخت موقوف کردیا اور بلا عوض وجیہ کو منصب کی خدمت پر مامور کرکے تمام مسکرات و زنا وغیرہ کی ممانعت کے احکام جاری کئے گئے - چونکہ بادشاہ نماز پنجگانہ کا پابند تھا اسلیئے اپنے آرام گاہ کے قریب ایک مسجد (موتی مسجد) تعمیر کرائی -

اب شجاع کے حالات سنیئے کہ جب وہ الہ آباد سے شکست کھاکر بھاگا تو بنارس آیا - پھر وہان سے پٹنہ ہوتا ہوا - مونگیر کے قلعہ مین پناہ گزین ہوا - محمد سلطان و معظم خان نے جو اوسکے تعاقب مین روانہ ہوے تھے - مونگیر پہونچکر محاصرہ کرلیا جس سے شجاع کو یہان بھی امن نہ ملا - آخر یہان سے بھی نکلا اور راجگی ملک مین چند روز بسر کرکے اکبر نگر آیا - چنانچہ اس مقام پر طرفین سے خوب جنگ و پیکار رہی - مگر فتح کسیکو بھی نصیب نہوئی اس اثنا مین شاہزادہ سلطان محمد (جو معظم خان کی حکومت سے برداشتہ خاطر

نہ بادشاہ نے تمام لشکر کا عزل و نصب اور نیک و بد کا اختیار معظم خان کو دیا تھا - اور شاہزادہ کو ہر ایک جنگ و جدل مین اوسکی اتباع اور تقلید کرنی پڑتی تھی - ۱۲ مولف

رہتا تھا، کو شجاع نے اپنی بیٹی (جو پہلے سے سلطان محمد کو منسوب تھی) دینا قبول کرکے ایسا بہکایا کہ شاہزادہ رات کے وقت معہ جواہر و اسباب فرار ہوکر شجاع سے ملگیا۔ اور شادی بھی ہوگئی۔ شاہزادہ کے اسطرح چلے جانے سے لشکر میں تزلزل واقع ہوا۔ لیکن معظم خان نے ہر ایک کی تسلی و تشفی کی۔ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو راؤ خان صوبہ دار بہار کو معظم خان کی امداد کے لئے حکم دیا۔ اور دلیر خان کو بھی معہ لشکر کثیر روانہ کیا۔ اسکے بعد خود بھی چلا۔ مگر شجاع کے پاس سلطان محمد کی زیادہ دن بناہ نہوی۔ اکثر امرا وہاں سے بھاگ کر پھر معظم خان کا شریک ہوگیا لیکن بادشاہ نے اوسکو اپنے پاس بلاکر قلعہ گوالیار میں قید کردیا۔ اُدھر شجاع شکست کھاکر جہانگیر نگر کو بھاگا۔ تمام مال و اسباب جواہر و اشرفی معظم خان کے ہاتھ لگا۔ یہاں بھی اوسکا تعاقب کیا گیا۔ وہ چار و ناچار ٹنگ* بعد شجاع معہ اپنے بیٹوں اور رفیقوں کے جنکی تعداد چالیس تھی۔ حاکم ٹنگ و چالگام کی پناہ میں چلا گیا۔ اس اثنا میں سلیمان کے تخت و تاراج اور قتل غلبہ

* ٹنگ کا نام اصل میں راکینگ ہے جسکو مسلمانوں نے ٹنگ اور انگریزوں نے اراکان بنا دیا والوں نے ہاکینگ بنا لیا ہے۔ ۱۲ مولف۔

☒ ہندوؤں کے جغرافیے موافق دکن اوس ملک کو کہتے ہیں جو نربدا اور مہاندی کے جنوب میں واقع ہے۔ اگرچہ دکن کے حصے بہت ہیں۔ لیکن اون میں پانچ بہت بڑے ہیں (۱) ڈراوید (۲) کرناٹک (۳) اندھرا یا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ، مہاراشٹر۔ جب غیر ملکوں کے باشندے ان کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والوں کو مرہٹہ کہتے ہیں لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندوں کے تمام جدا جدا ہیں مہاراشٹر کے جن خاندانوں میں سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے اونکو مرہٹہ کہتے ہیں۔ مہاراشٹر کے ہر باشندہ اپنے ملک میں مرہٹہ نہیں کہلاتا۔ مہاراشٹر کے حدود ہر زمانہ میں بدلتے رہے ہیں۔ مرہٹہ

کی کیفیت بادشاہ کے گوش گزار ہوئی تو فوراً امیر الامرا صوبہ دار دکن کو اوسکی تنبیہ و استیصال کے لئے فرمان شاہی نافذ ہوا۔ چنانچہ امیر الامرا اورنگ آباد سے پونہ اور چاکنہ کی جانب روانہ ہوا۔ جب سیواجی کو امیر الامرا کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ وہاں سے نکل کر دوسری سمت چلا گیا۔ امیر الامرا نے قصبۂ سوپہ اور سیواپور پر قبضہ کیا۔

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۴۴) اوس سرزمین پر مشتمل ہے جو کوہستان نون کے سلسلے اور ایک خط کے درمیان واقع ہے۔ یہ کوہستان نون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی النگ مین سلسلۂ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے۔ اور خطہ وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر پر بیدر اور چاندہ کے درمیان دارواپر گزرتا ہوا کہنچا چاہئے۔ یہہ دریا اوسکی مشرقی حد اور سمندر مغربی حد ہے۔ دکن کے چہرہ مین سلسلۂ کوہ سہیادری نوشخط و خال ہے۔ جسکو گھاٹ کہتے ہین۔ جو اسکے مغرب مین اپنے پاؤن پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے۔ وہ سمندر سے ۳۰ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گو وہ بہت اونچا نہین ہے صرف ۳ ہزار فیٹ سے ۵ ہزار فیٹ تک بلند ہے۔

جسطرح کہ ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی مین ہے۔ ایسے ہی مہاراشٹر کی تاریخ ہین بھی ہے۔ اوسکے پہلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے۔ مہاراشٹر کے اصلی باشندے کرسی ہین (جو گنواری کا نام ہے) جو بیان کیا جاتا ہے کہ وہان ایک راجہ تھا جسکی راجدھانی ناگا راتھی۔ سالباہن نے پہان کے راجاؤن کی حکومت کو خاک مین ملا دیا وہ ایک دراوڑی قوم سے تھا۔ اوس نے اس راجہ کا ملک فتح کر لیا۔ جو قوم راجپوت سسودیہ کی نسل سے تھا۔ جب اوس نے راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا تو ایک عورت اپنے بچے کو لیکر سلامت نکل گئی۔ اور ست پوڑے کے پہاڑون مین اوس لڑکے کی پرورش کی۔ یہی لڑکا رانا کے خاندان کا بانی ہوا۔ چتوڑ کے رانا سے اودیپور کے رانا پیدا ہوئے۔ اور اسی خاندان سے مرہٹون کی قوم کا بانی بھی پیدا ہوا۔ چنانچہ مرہٹے اپنے کو

ادھر سیواجی امیرالامرا کی رسد لوٹنے لگا۔ پھر وہان سے امیرالامرا نے پونہ مین قیام کرکے حصار چاکنہ کی فتح پر کمر باندھی۔ چنانچہ (۵۶) روز کے محاصرہ مین قلعہ فتح ہوا۔ اور اسلام آباد نام رکھا گیا۔ جعفرخان (جو مالوہ مین تھا) امیرالامرا کی مدد کے لئے مامور ہوا۔ اور قلعہ پرینڈہ مین علی عادل شاہ کے جانب سے غالب حاکم تھا۔ اس نے امیرالامرا کو بلا کسی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۵) رانا کی نسل اور چتہری ہونیکا دعوی کرتے ہین چہوہان کا قول ہے کہ جہان پیٹ سے سپاہی پیدا ہوئے۔ اور رہتھ اپنے نسبت یہی دعوی کرتے ہین۔ لیکن دونون مین فرق صرف اسیقدر ہے کہ راجپوتون کی جب عزت پر حرف آتا ہے تو جان دیدیتے ہین۔ ورنہ خالی وقت بیکار بیکاہل رہتے ہین۔ برخلاف اسکے مرہٹے اپنی غرت کے علاوہ غرض ومطلب کے لئے بھی جانکو جوکھون مین ڈال دیتے ہین۔ راجپوتون کے چہرہ سے شرافت ووجاہت پائی جاتی ہے۔ اور مرہٹون کی صورت سے اکھڑپن اور گنوارپن ظاہر ہوتا ہے۔ اگر یہہ دونون کسیکے دشمن ہوجائین تو راجپوت کو دانا دشمن اور مرہٹے کو بیحد ناک وناصاف دشمن سمجھنا چاہیئے

مرہٹون کے شعبے سو سے بھی زیادہ ہین۔ بھونسلہ۔ سرکے۔ کہورپرے۔ ریکاری۔ پالکر۔ کایکواڑ۔ جادو۔ ان دیوی۔ سروی۔ کوجر۔ چوہان۔ پوار۔ یادہو۔ بنالکر۔ پان دہار وغیرہ اور ہرایک کی وجہ تسمیہ بھی علیحدہ علیحدہ بیان کیجاتی ہے۔ مگر ہم یہان پر صرف بھونسلہ خاندان کی وجہ تسمیہ لکھینگے۔ کیونکہ سیواجی اسی خاندان سے تھا جو مفصلہ ذیل بھونسلہ خاندان کے خاردار زمین اور سلہ بال بھی مخلوف ہے۔ اور یہہ لفظ اکثر راجاؤن کے ناموں مین ہوتا ہے جیساکہ درجن سال بیربی سال۔ ستر سال۔ بعض حضرات بھونسلہ کی جگہ کہو سلہ استعمال کرتے ہین۔ جسکے معنے مرہٹی زبان مین آشیانہ کے ہین۔ اور وجہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ انکا مورث اعلی ایک کم ذات عورت پر مبتلا ہوکر شہر چھوڑ دیا تھا۔ اور ایک غیر معروف مقام پر

جنگ و پیکار کے خود اپنی خواہش سے قلعہ حوالہ کردیا۔ اور شاہ بیجاپور کی ملازمت ترک کرکے داخل ملازمان شاہی ہوا۔

ابلہ و مہرا را لخلافہ کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ اس اثنا مین پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر (جو سلیمان شکوہ کو پناہ دیا تھا) نے اپنے تقصیرات سابقہ کی معافی چاہکر

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۶) مختصر مکان مین اوسکو رکھا تھا۔ بھونسلہ اور کھوسلہ کے علاوہ چند اصحاب بھوسرہ کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ جسکے سبب فرق کے ہین۔ اور اوسکی وجہ تسمیہ یہہ لکھتے ہین کہ اس قوم کا سرگروہ ایک بازاری عورت پر مبتلا اور شیفتہ تھا۔ جس کے ہمقدم مذاق سے اوس کو بھوسرہ کہنے لگے۔ جو رفتہ رفتہ اوسکے خاندان کا نام ہی ہوگیا۔

تاریخ مآثر الامرا اور منتخب اللباب مین لکھا ہے کہ راجہ ساہو بھونسلہ راجگان چتوڑ کی نسل سے سودیہ قوم کا تھا۔ اور یہہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قوم سودیہ کا نسب نوشیروان عادل تک پہونچتا ہے۔ جسکی تفصیل یہ ہے کہ یزدجرد شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کی تین لڑکیان تھین اول حضرت شہربانو جو خلیفۂ دوم کی زمانۂ خلافت مین ابو موسیٰ اشعری نے اہواز کی فتح کے بعد قید کرکے خلیفہ کے پاس بھیجا تھا جو محل مقدسہ حضرت امام حسین علیہ السلام۔ ایک قول یہ ہے کہ یزدجرد کی دو لڑکیان قید ہوکر آئین — ایک تو حضرت امام ہمام علیہ السلام سے منسوب ہوئین۔ اور دوسری محمد بن ابی بکر کے عقد مین آئین۔ پارسی کہتے ہین کہ اصل شہربانو تو امام حسین کے ساتھ بیاہی گئین اور دوسری فارس بانو دستبرد عرب سے بچکر کوہ چکچکان مین پوشیدہ ہوگئین (جو پارسیون کی ہمیشہ عام زیارتگاہ ہے) تیسری مہین بانو مفقود الخبر ہے۔ ہنود کا مقولہ یہ ہے کہ مہین بانو مفقود الخبر نہین ہے۔ بلکہ وہ ہند مین آئی تھین۔ جس سے قوم سودیہ کی شاخ نکلتی ہے۔ لیکن اس موقع پر یہہ امر تصفیہ طلب رہگیا کہ جو لڑکی کہ محمد بن ابی بکر سے منسوب ہوی وہ کون تھی اس اختلاف سے تو یہہ

سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے پر کمر باندھی - چنانچہ بادشاہ نے کنور رام سنگھ کو سلیمان شکوہ کے لانیکے لئے روانہ کیا - جب سلیمان شکوہ کو پرتھی سنگھ کا منشا معلوم ہوا تو اوس نے

بقیہ نوٹ از صفحہ (۴۴۷) ظاہر ہوتا ہے کہ یزدجرد کو چار لڑکیاں تھین - جسکا علم پارسیون کو نہین ہے - یا اہل اسلام نے کسی اجنبی کی دختر کو یزدجرد کی (جو محمد بن ابی بکر سے بیاہی گئی تھی) لڑکی بنا دیا ہو - واللہ اعلم

تاریخ مین مرہٹون کا ذکر قوم کی صورت مین کسی جگہ نہین آیا - جب مسلمانون نے اول اول دکن پر حملہ کیا تو کہین مرہٹون کا نام بھی نہین دیکھا - البتہ یہ لوگ تیرہوین صدی مین اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے جنکو اور قومون نے محض اجنبی اور جدید قوم سمجھا - چنانچہ سلطنت بہمنیہ کے زمانہ مین مرہٹون نے چند مرتبہ مسلمان حکام سے سرکشی کی ہے - ایک مرتبہ اونکے راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مار ہی ڈالا ہے - جب خاندان بہمنیہ کے ٹکڑے ہو گئے تو مرہٹون نے معقول تنخواہین اور جاگیرین حاصل کین - دیسمکھ و منصبدار ہی کہلائے - اور حکام دکن کی جانب سے راجہ نایک - راؤ کے خطابات بھی پائے -

تاریخ فرشتہ مین جو قوم برگی کا ذکر ہوا ہے اوس سے بھی قوم مرہٹہ مراد ہے - اور احمد نگر - گولکنڈہ بیجاپور سیدرہ وغیرہ مین بعض بعض مرہٹے عہدہ خدمات و مناصب پر بھی مامور تھے -

کہتے ہین کہ راجہ رانا بہیم (جو اودیپور کے اضلاف سے تھا) حاکم اجمیر کے دو لڑکے تھے - رام سنگھ باگہ سنگھ - جب بہیم مرگیا تو رام سنگھ تخت نشین ہوا - اور باگہ سنگھ وطن سے نکل کر دکن آیا دریائے نربدا کے متصل ابی موہن مرزبان کے پاس رہنے لگا - رفتہ رفتہ اوسکے نام کا رخانوں کا مختار ہو گیا - اور باگہ سنگھ بھونسلہ کے نام سے شہرت پائی - جب ابی موہن مرا تو اوسکے کم سن بیٹے کے بلوغ تک کاروبار کو سنبھالا رہا - اسکے بعد وہان سے نکل کر دیول گانو مین سکونت اختیار کی - یہان ایک بنجارہ کی لڑکی سے عشق ہو گیا - جسکا ثمرہ چند روز کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا - جسکے

کنور رام سنگھ سے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت مذبوحی کی - چند آدمی قتل ہوئے - لیکن سلیمان شکوہ گرفتار ہوگیا - جب بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے جان بخشی کرکے قلعہ گوالیار مین قید کیا - اس عرصہ مین بصرہ ملتان اور ایران کے ایلچی تحائف لائے - بادشاہ نے ہر ایک کو انعام و اکرام سے سرفراز کرکے معہ تحایف

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۸) باعث اوسکے ہم قوم نفرت کرنے لگے - آخر انکے طعن و تشنیع سے بیزار ہوکر وہان سے بھی نکلا - مگر اسکی شہرت ایسی ہوگئی تہی کہ اوس لڑکے کو کوئی ہمقوم بیٹی دینا پسند نکرتا تھا مجبوراً قوم مرہٹہ سے ایک لڑکی اوسکے ساتھہ منسوب کیگئی - اور بالکہ سنگھ کے مرنے پر اوسکا بیٹا دیول گاؤن مین کشتکاری کرنے لگا - اس کو دو بیٹے ہوئے - مالوجی یا بابوجی - اور روٹھوجی یا تہموجی یا بنوجی - (اکثر تواریخون مین ناموں کا سخت اختلاف ہے) مالوجی کو ایک مدت تک اولاد نہوئی مگر شاہ شریف (جنکا مزار احمد نگر مین ہے) کی دعا سے سالہا سال کے بعد دو بیٹے وجود مین آئے - جنکے نام شاہ صاحب کے نام پر شاہ جی - شرفا جی - کہے گئے - روٹھوجی کو تو کٹہ لڑکے کھیلوجی - بنا جی - ڈیرہ پیدا ہوے اور ایک حصہ کے بعد یہ دونون بھائی معہ اپنے عیال و اطفال کے دیول گاؤن سے نکل کر دیوندہ یا دیلور (جو دولت آباد کے متصل ہے) آئے - یہان لکھوجی جادو راؤ (جو دیوگڈہ کے راجہ کی اولاد سے نظام شاہ کی سرکار مین ۱۲ ہزار سپاہ کا سرکردہ تھا) ریسکہ سرکار دولت آباد کے اعیان بارگیرون مین نوکر ہوئے - بابوجی کا بیٹا شاہ جی نہایت خوبصورت تھا - اسلئے جادو راؤ اوسکو اکثر پیار کیا کرتا تھا - ایک دن ہولی کے تہوار مین جادو راؤ کے مکان پر تمام احباب جمع تھے - اور اوسکی اکلوتی لڑکی - (جو نہایت حسین تھی) اوسکے زانو پر بیٹھی ہوئی تھی ملتے مین شاہ جی بھی اپنے باپ کے ساتھہ آیا - جادو راؤ نے اوسکو محبت سے اپنے نزدیک بلاکر دوسرے زانو پر بٹھایا - اور کہا کہ کیا اچھا ہوگا کہ ان دونونکی آپس مین شادی ہوجائے

وہدایا رخصت کیا۔ اِنہین ایام مین قلعہ کہانا گہری فتح ہوا۔ اور چنپت بندیلہ (جو زمنی کرتا تہا) مارا گیا۔ شاہزادہ محمد معظم کی شادی راجہ روپ سنگھ کی بیٹی سے عمل مین ائی۔ ولایت پلاون (پالامئو) تسخیر ہوی۔

اسکے قبل ہم بیان کر چکے ہین کہ شجاع۔ معظم خان خانخانان سے شکست کہاکر

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴۹) اس بات کے سنتے ہی بابوجی نے تمام مجلس کو مخاطب کرکے کہا کہ آپ لوگ شاہد رہین۔ کیونکہ آج سے جادو راؤ کی بیٹی شاہ جی کی دلہن ہوگئی۔ آخر اس گفتگو کا نتیجہ یہہ نکلا کہ طرفین سے رنجش ہوئی۔ اور جادو راؤ نے اِن دونون بھائیون کو برطرف کردیا۔ اور یہ دونو وہان سے نکل کر پھر دیول گاؤن آئے۔ اور وہی اپنا سابقہ پیشہ زراعت کا کرنے لگے۔ چنانچہ دو تین سال کے بعد ایک رات یہ دونون زراعت کی حفاظت کے لئے کہیت مین سو رہے تھے کہ ایک دیوی نے بابوجی کو عالم رویا مین کہا کہ یہان بہت بڑا خزانہ دفن ہے تو اوسکو نکال لے اور مین تجھکو ۷ پشت تک راج بخشتی ہون۔ جب یہ بیدار ہوا تو بہائی سے ذکر کیا اور دونون نے ملکر کہودا تو واقعی سات کڑاؤ اشرفیون سے بھرے ہوے نکلے دونون نے اپنے گہر لایا۔ دوسرے دن چار کونڈہ آئے۔ اور سیونا نایک (جو بڑا مہاجن تھا) سے یہہ تمام کیفیت من و عن بیان کی۔ اور امداد چاہی۔ اوس نے امداد کا وعدہ کیا۔ اور کہا کہ تم میرے سے یہ وعدہ کرو کہ جب تک تمہارے گھر مین راج رہیگا خزانہ داری کی خدمت میرے خاندان مین رہنا چاہیئے جب طرفین سے قول و قرار ہوگیا تو سیوا کی معرفت ایک ہزار گہوڑی خریدے گئے۔ اور ہر ایک پر ایک ایک بہادر شجیع باگیر مقرر ہوا۔ اب یہ دونون بہائی وہ ایک ہزار سوار ہمراہ لیکر نہایت شوکت و شان سے بنالکر (جو ۱۲ ہزار سوار فرمانروائی کرتا تھا) ساکن بہل تن کے پاس پہونچے۔ اور اوس سے دو ہزار سوار کی امداد چاہی۔ بنالکر نے اون کی خواہش پوری کی۔ اور یہ دونون تین ہزار سوارون کے ساتھہ

حاکم رنگ کی پناہ مین چلا گیا - اور خانخانان شجاع کے تعاقب مین چلا اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ مرزبان کوچ بہار و حاکم آسام نے اکثر شاہی علاقون پر قبضہ کر لیا ہے اور ولایت کامروپ کو (باجو و گواہٹی) جو ایک مدت سے ممالک محروسہ مین تھی - بہیم نارائن زمیندار کوچ بہار اپنے وزیر بہولا ناتھ کو بھیجکر تصرف کیا چاہتا ہے

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۰) بلورہ آئے - اور دولت آباد (جو نظام شاہ کا پایہ تخت تھا) کی مسجد مین رات کیوقت ایک سوراخ کرکے ڈالدئے - اور اوسکے گلے مین ایک پرچہ جسمین مضمون لکھکر باندھا کہ ہم بادشاہ سے جادو راؤ کی بدعہدی کی داد چاہتے ہین" جب یہہ کام کر چکے تو فوراً بہل تن واپس آئے - صبح مین نظام شاہ کو یہ خبر ہوی چنانچہ جادو راؤ کو بلاکر فہمایش کی - اب تو جادو راؤ کو ماننا پڑا - نظام شاہ نے دونون بھائیون کو معہ عیال و اطفال طلب کیا - اور ہر ایک کو خلعت و شمشیر و فیل و منصب سے سرفرازی بخشی - اوسکے بعد جادو راؤ کی بیٹی جیجا بائی کی شادی شاہ جی سے ہوگئی - اور یہ سب بخوشی و خورمی دولت آباد مین رہنے لگے - شاہ جی کو نظام شاہ کے دربار مین بہت کچھہ اعزاز و تقرب حاصل ہوگیا اور ایک زمانہ کے بعد بابو جی اور بنو جی کا انتقال ہوگیا - نظام شاہ بھی چل بسا - جیجا بائی کے بطن سے شاہ جی کو ایک لڑکا سنبھاجی نام پیدا ہوا - نظام شاہ کے دو بیٹے بہت کمسن تھے اسلئے بلکہ زمانی نے شاہ جی کو اون بچونکا اتالیق و ادیب مقرر کیا - جادو راؤ کو اپنے داماد شاہ جی سے حسد پیدا ہوا - اس اثنا مین شاہ دلی کی جانب سے میر جملہ ۶۰ ہزار سوار سے مملکت نظام شاہی پر آدھمکا - جادو راؤ اوس سے ملگیا - اور اکثر نظام شاہی قلعون کے فتح کرنے مین مدد دی - شاہ جی بلکہ زمانی کو معہ شاہزادون کے لیکر قلعہ ماعولی مین پناہ گزین ہوا - اور پوشیدہ طور پر والی بیجاپور سے مدد چاہی - جب اوس نے مدد کا وعدہ کیا تو شاہ جی اپنے

اس خبر کے سنتے ہی خانخانان نے شجاع کا تعاقب چھوڑ کر کوچ بہار و آسام کیجانب رجوع ہوا۔ لیکن کوچ بہار و آسام کے ولایات ایسے دشوار گزار مقامات سے تعلق رکھتے ہین کہ فوراً اونکی تسخیر و فتح ناممکن ہے۔ چنانچہ خانخانان کو ان ولایات کی تسخیر مین سخت مشکلات کا سامنا رہا آخر ایک مدت کی محنت و مشقت کے بعد ان شرایط پر

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۱) بیٹے سنبھاجی کو لیکر ماہولی سے نکلا اور بیجاپور کا رخ کیا اس وقت اوسکی عورت جیجابائی حمل سے تھی۔ ہمراہ چل نہ سکی چونکہ جاورراؤ شاہجی کے تعاقب مین آرہا تھا۔ اسلئے اوس حاملہ کو چند آدمیون کے ساتھہ ایک گاؤن مین چھوڑ کر آپ چلتا بنا۔ جب جاورراؤ وہان پہونچا تو اپنی بیٹی کو اس مصیبت مین پایا۔ محبت پدری نے جوش کھایا۔ چند سوار ساتھہ کر کے قلعہ سیوری بھیجدیا۔ یہان وضع حمل ہوا۔ مئی ۱۶۲۷ء مطابق ۱۵۴۹ سکہ مین سیواجی پیدا ہوا۔ اس عرصہ مین میر جملہ دہلی روانہ ہوگیا۔ اور ساباجی انند (جو کارپرداز ریاست تھا) بیگم اور شاہزادون کو قلعہ ماہولی سے نکال کر دولت آباد لایا۔ اس عرصہ مین ایک نووارد تاجر ملک عنبر نام (جسکے چہرہ سے فراست و لیاقت عیان تھی) کی ساباجی سے ملاقات ہوگئی۔ ساباجی اوسکا اسقدر گرویدہ ہوا کہ بعد عہد و پیمان تمام مملکت نظام شاہی کا نظم و نسق اوسکے حوالہ کیا۔ چنانچہ ملک عنبر نے جس طریق سے ریاست نظام شاہی کو اپنے قبضۂ قدرت مین کیا وہ اس تاریخ کے دیکھنے والون سے پوشیدہ نہین ہے۔ جب شاہجی بیجاپور گیا تو والیٔ بیجاپور نے بکمال درجہ قدر افزائی فرمائی۔ اور کچھہ عرصہ کے بعد قلعۂ چاکن و پونہ کی حکومت عطا کی۔ شاہجی نے دادا جی گوندیو کو اپنا نائب مقرر کر کے قلعۂ چاکن و پونہ کا انتظام تفویض کیا۔ اور یہ بھی ہدایت کی کہ سیواجی کو (جو قلعۂ سیوری مین تھا) پونہ مین رکھکر اپنے زیر نگرانی اوسکی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پر کرے۔ اور آپ والیٔ بیجاپور سے کرناٹک کے حملہ کی اجازت لیکر اوسطرف چلدیا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین بالاگھاٹ کے زمیندار کو شکست دیکر اوس پر

مصالحت ہوگئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی - اور راجہ بنام کی بیٹی - بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ ۲۰ ہزار تولہ تھرہ اور بیس ہاتھی سرکار شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی خانخانان کی سرکار کے واسطے اور پانچ ہاتھی دلیر خان کے لئے بھیجے - اسکے بعد بارہ مہینے تک تین چوماہہ قسطون مین تین لاکھ تولہ چاندی اور نوّے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرے

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۲) مع متعلقات قبضہ کرلیا مگر اس جنگ مین سنبھاجی (جو سیواجی کا بڑا بھائی تھا) مارا گیا - شاہ جی نے اسکو جاروراے کی کارستانی سمجھا - اور غائبانہ جیجابائی (سیواجی کی ماں) کو طلاق دیکر سہان کے ایک زمیندار کی بیٹی تو کابائی سے شادی کرلی - اس سے ایک لڑکا ایکاجی نام پیدا ہوا اسکے بعد شاہ جی نے مدہل اور چنجاور پر بھی حکمت عملی سے قبضہ کیا - اور یہ دونون علاقے اپنے بیٹے ایکاجی کے سپرد کیا چنانچہ ایکاجی کو تین بیٹے ہوئے شاہ جی - شرف جی - توکوجی - اول الذکر دونون لاولد مرگئے - مگر آخر الذکر توکوجی کو اولاد ہوئی جو ایک مدت تک مدہل و چنجاور کے راجے اونکے قبضہ مین رہے - جب شاہ جی نے ایکاجی کو اون علاقون پر مسلط کیا تو خود وہان سے نکل کر بیجاپور کے ہی متصل بالاپور کلیار مین سکونت اختیار کی -

اب سیواجی کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ داداجی نے سیواجی کو ہر ایک قسم کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر دلوائی چنانچہ شہسواری شمشیر زنی - تیر اندازی - نیزہ بازی وغیرہ مین طاق ہوگیا - اسکے بعد داداجی نے زمانہ کے تمام نشیب و فراز بتلائے جب سیواجی کی عمر ۱۲ سالہ ہوئی تو کہل کھیلا - غارت گری اور رہزنی - ظلم و زیادتی پر کمر باندھی یہ ظالمانہ کارروائی داداجی کو پسند نہ آئی - ہر چند نہایش کی مگر سیواجی ایک بھی نہ مانا - آخر داداجی نے زہر کھا کر جان دیدی پھر کیا تھا سیواجی خود مختار ہوگیا - داداجی کا تھوڑا بہت جو خوف تھا وہ بھی جاتا رہا - پہلے اس نے نیلکنٹھ راؤ اور اوسکے بھائیون کو مار کر قلعہ کوٹہ و پورندہر پر قبضہ کرلیا - اور ۲۰ ہزار مادری پیادون کو ملازم رکھکر استادن

اور ہر سال بیس ہاتھی پیشکش مقرری دیا کرے جب یہہ سب کچھہ طے ہو گیا تو خانخانان نے وہان سے مراجعت کی - پادشاہ نے خانخانان کو اس کارنمایان کے صلہ مین منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ایک جاگیر ایک کروڑ دام کی - تومان - طوغ - وخلعت خاص مرحمت کیا - مگر افسوس ہے کہ ۱۲ رمضان ۱۰۰۳ھ

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۳) لوٹ مار شروع کردی - اسکے بعد قلعہ چاکن - راج گڈہ سنگونی - سوپا کو تصرف مین لایا - اور قلعہ تورنا - و ہرچند گڑہ کو نظام شاہ سے بطور تعہد حاصل کیا - رعایا پر اسقدر ظلم و زیادتی شروع کی کہ والئی بیجاپور تنگ آکر اوسکو طلب کیا - مگر سیواجی اپنی جور و کاسی بائی کے کہنے سے بیجاپور نہ گیا - ابتک چھپا چھپا کارروائی کرتا تہا لیکن اسکے بعد تو والی بیجاپور سے کھلم کھلا بغاوت شروع کی ۱۰۴۶ھ مین مولانا احمد حاکم کلیان نے تین لاکھہ اشرفی والئی بیجاپور کو روانہ کیا تھا - جسکو سیواجی نے راستہ مین لوٹ لیا - اور اکثر قلعے مثلاً لا - نکونا - بہورپت کلیان وغیرہ فتح کیا - اب والی بیجاپور سخت مشتعل ہوا - اور شاہ جی کو لکھا کہ تمہارے بیٹے کو ان افعال ناشایستہ کی سزا دو - اور لوٹ مار کی ممانعت کرو - جسکا جواب شاہجی نے یہ دیا کہ مین خود اوسکے بیجا حرکات سے بیزار ہون - آپ کے جو مرضی مین آئے اوسکے ساتہہ سلوک کیجئے جب شاہ بیجاپور نے دیکہا کہ اس سے بھی کام نہین نکلتا - اور سیواجی اپنے حرکات سے باز نہین آتا تو اوس نے یہ چال کی کہ اوس نواح کے ایک زمیندار بابا جی گہوڑے پوری کو (جو شاہ جی کا رفیق تھا) لکھا کہ کسیطرح شاہ جی کو گرفتار کرکے بہیجدے - چنانچہ اوس گندم نما جو فروش دوست نے شاہ جی کو دعوت دیکر اپنے گہر بلایا - اور قید کرکے شاہ بیجاپور کے پاس بہیجدیا جب سیواجی کو اپنے باپ شاہ جی کے قید ہونیکی خبر ہوئی تو سخت پریشان ہوا - اور کسیقدر لوٹ مار کم کردی - کیونکہ اوسکو یہ خیال تہا کہ کہین میری لوٹ مار کی وجہ سے والئی بیجاپور شاہجی

کو خانخانان نے انتقال کیا - اس اثنا مین راجہ ستر سال زمیندار جام پرادس کے
چچا رائے سنگھ نے چڑھائی کرکے بہتیجے کو بیدخل کردیا - جب ستر سال بادشاہ
کے پاس دادخواہی کو آیا تو بادشاہ نے قطب الدینخان حاکم جوناگڈہ کو سرکوبی کے
لیئے روانہ کیا - چنانچہ اس لڑائی مین رائے سنگھ مارا گیا - پھر ستر سال ریاست

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۴) کا خاتمہ نہ کردے - چنانچہ شاہجی چار برس تک قید خانہ کی سیوا کرتا رہا -
آخر سیواجی نے شاہجہان بادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈھا - چنانچہ شاہ جہان کے باعث شاہ جی
کی رہائی بھی ہوگئی - اور پنجہزاری کا منصب بھی اوسے ملا - یہہ زمانہ وہ تھا کہ ملک کرناٹک مین
بے انتظامی کی آفت برپا تھی - اسلیئے والی بیجاپور نے شاہ جی کو رہا کرکے کرناٹک کے انتظام پر
روانہ کیا - اب سیواجی باپ کے رہا ہونے سے شیر ہوگیا - اور پھر اپنے وہی قدیم چالین چلنے لگا
دریائے دارنا اور کشنا کے دوآبہ کے بڑے حصہ پر ایک راجہ جلی فرمان روا تھا سیواجی
نے اوسکی بربادی پر کمر باندھی - اور حکمت عملی سے اوسکو مار کر اوسکے متعلقات پر قابض ہوگیا - اور
اس فتح کی یادگار مین ایک قلعہ پرتاپ گڈہ تعمیر کیا - اس کے بعد اوس نے دہلی کی سرحد پر لوٹ
مچائی - اول بیجاپور کو لوٹا - پھر احمد نگر پر چھاپہ مارا - جب اورنگ زیب نے تنبیہہ - کرنا چاہی تو معذرت
کرلی - اسکے بعد زمانہ نے کروٹ بدلی - اور اورنگ زیب بھائیون سے لڑا جھگڑا اور باپ
کو معزول کرکے خود بادشاہ بنا - ادہر عادل شاہ والی بیجاپور نے انتقال کیا - اور علی عادل شاہ
جانشین ہوا - اس نوجوان شاہ بیجاپور نے سیواجی کی سرکوبی مقدم جانکر افضل خان سپہ سالار
کو سیواجی کے سر پر بھیجا - لیکن سیواجی نے روباہ بازی سے افضل خان کو مارا اور بیجاپوری
لشکر کو تباہ و برباد کیا - پھر دوسری فوج والی بیجاپور نے رستم خان کے ماتحت روانہ کی - اور سیواجی
نے رستم خان کو بھی پرنالہ کے قریب شکست دیدی - اب تو سیواجی اور تیز ہوا - راج گڈہ کو

جام پر متمکن ہوا۔

اب کسیقدر حالات مرادبخش کے لکھے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے مرادبخش کو قلعہ گوالیار مین قید کیا تھا۔ اور اوسکی محبوبہ سوسن بائی کو بھی (اوسکی خواہش پر) ساتھہ کردیا تھا۔ اس گرفتار اجل (مراد) کو جو خرچ بادشاہ سے ملتا اوسکا نصف اون مغلون کے خیرات دینے اور کہانا کھلانے مین صرف کرتا جو حصار قلعہ کے نیچے فقیر بنے بیٹھے تھے۔ یا جو مسافر فرض وارد ہوتے۔ آخر ان مغلون نے اپنی تدبیرون سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوس بلا کو وقت معین سے اطلاع دی۔ اس سادہ لوح نے آدہی رات کو سوسن بائی سے وہ تمام حقیقت بیان کرکے کہا کہ اگر زندگی باقی ہے تو پھر ہم تم ملینگے اور نہین تو

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۵۵) اپنا دارالریاست بنایا۔ ۱۶۵۹ء مین شاہ بیجاپور نے نیسری فوج صلابت خانکے ہمراہ بھیجی۔ مگر یہ فوج بھی سیواجی کا کچھہ بگاڑ نہ سکی۔ آخر ۱۶۶۱ء مین خود علی عادل شاہ فوج لیکر سیواجی کے مقابلہ کو آیا۔ مگر کرناٹک کے فساد کی خبر سنکر واپس چلا گیا۔ جس سے سیواجی کو فرصت ملی۔ اب اوس نے اپنے باپ کے دشمن باجے گھورپورے پوری پر چڑھائی کی۔ اور اسکو خانمہ کرڈالا۔ اسوقت سیواجی کے قبضہ مین متعدد قلعون کے علاوہ بہت سے بندرگاہ بھی تھے۔ اسلئے اوس نے جہازون کا بیڑا بنایا۔ اور گوالیار سے توپخانہ منگایا۔ اسکے بعد ۱۶۶۲ء مین شاہ جی نے سیواجی کی والی بیجاپور سے صلح کرادی۔ اور خود بیٹے (سیواجی) سے ملنے آیا۔ اب سیواجی نے اپنی دارالریاست کو زہری مین منتقل کرکے اوسکا نام رائے گڈھ رکھا اسی زمانہ مین سیواجی کے پاس کل ولایت کانکان۔ کلیان سے گوا تک تھی۔ جسمین (۱۶۰) میل کا فاصلہ تھا۔ اور عرض سو میل سے زیادہ تھا۔ فوجی قوت مین (۵۰ ہزار) پیادے

خدا حافظ ہے۔ سوسن بائی یہہ گفتگو سنکر رونے پیٹنے لگی۔ جس سے نگہبانان قلعہ کو خبر ہوی اور مشعل وغیرہ روشن کرکے کمند وغیرہ کو پیدا کیا۔ جب یہہ خبر بادشاہ کو ہوی تو اوس نے اس دغا خانہ کو ہمیشہ کے لئے مٹانا چاہا۔ اور علی نقی (جسکو مراد بخش نے مارا تھا) کے بیٹون کو باپ کے خون کے دعوے کے لئے آمادہ کرکے عدالت مین رجوع کرایا۔ بڑے بیٹے نے تو انکار کیا۔ مگر چھوٹا بیٹا بادشاہ کے دام مین آگیا۔ اور دعوی کیا۔ قاضی نے قصاص کا حکم دیا۔ ۱۴ ربیع الاول ۱۱۰۱ھ کو دو چیلون نے اس شہزادہ کو نگہبان زندان سے نجات دی۔ ۲۷ ذیقعدہ ۱۱۰۳ھ کو فاضل خان وزیر اعظم نے انتقال کیا۔ بادشاہ کو اسکے مرنیکا بڑا افسوس ہوا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ سیواجی نے جنیر کے شمال مین کئے قلعون پر قبضہ کرلیا۔ اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا۔ اس خبر کے سنتے ہی عالمگیر (بادشاہ) نے اپنے مامون امیر الامرا شائستہ خان صوبہ دار دکن کو سیواجی کی سرکوبی کے لئے لکھا۔ چنانچہ امیر الامرا نے ایک بڑا لشکر لیکر پونہ کے جانب روانہ ہوا۔ پہلے قلعہ چاکن کو نرسلا سے فتح کیا۔ اور سیواجی امیر الامرا کی آمد سنکر راجگڈہ سے سنگڈہ چلا گیا۔ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگھ مہاراجہ جودہ پور کو بھی امیر الامرا کی کمک کے لئے بھیجا۔ اور امیر الامرا قلعہ چاکن فتح کرکے پونہ مین سیواجی کی خاص حویلی مین اترا۔ اور سیواجی کے گرفتار کرنیکے لئے جابجا فوجین مقرر کین مرہٹون کی آمد و رفت کو شہر مین بند کردیا۔ مگر سیواجی ایک برات کے بہانہ کو توال شہر سے

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۵۶) (۷ ہزار) سوار موجود تھے۔ جب والی بیجاپور سے صلح ہوگئی تو سیواجی نے مغلون کے جانب رخ کیا۔ اور شاہ دہلی کے متعلقہ مملات پر دست درازی شروع کی۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمایئے ۱۲ مولف۔

اجازت لیکر معہ مختصر جماعت کے شہر مین داخل ہوا۔ اور آدہی رات کو مکان کے عقب کی دیوار۔ پہاند کر یہ سب مکان مین داخل ہوئے۔ جب شایستہ خان نے غل غپاڑا دیکہا تو مقابلہ کیا۔ ایک مرہٹے نے ایسی تلوار لگائی کہ شایستہ خان کا انگہوٹھا جاتا رہا۔ اور محل کے لونڈیون نے شایستہ خان کو ایک محفوظ جگہ مین لیجاکر پوشیدہ کیا۔ الغرض سیواجی نے شایستہ خان کو زخمی کرکے اکثر چوکی پہرہ والون کو تہ تیغ کیا۔ اور شایستہ خان کا بیٹا ابوالفتح خان بھی اس لڑائی مین مارا گیا۔ اور شایستہ خان کے دو حرم بھی قتل ہوے۔ ایک جمعدار جو شایستہ خان کا ہم شبیہہ تھا اسکو مرہٹون نے شایستہ خان کے گمان مین قتل کرکے اوسکا سر نیزہ پر چڑہایا۔ اور چلتے بنے۔ جب بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو شایستہ خان کو بنگالہ کی صوبہ داری پر روانہ کردیا۔ اور دکن کی صوبہ داری پر شاہزادہ محمد معظم کو مقرر کیا۔ اور راجہ جسونت سنگھ شاہزادہ کی کمک کے لئے معین ہوا۔ اسکے بعد سیواجی نے ناسک کی جاترا کا بہانہ کرکے چار ہزار سوار سے سورت پہونچا۔ اور اس دولتمند شہر کو چہہ دن تک برابر لوٹتا رہا۔ اس موقع پر انگریزون نے بہت کوشش کی اور اپنے مال کے علاوہ اہل شہر کے بھی کسیقدر مال کو سیواجی کے دستبرد سے بچایا۔ ورنہ اگر اوسکو انگریزون اور ڈچون کے کوٹہیون کا بھی مال ملجاتا تو مالامال ہوگیا ہوتا پھر بھی لاکہون کے نفع مین رہا۔ بادشاہ نے اس حفاظت کے صلہ مین انگریزون کو اون کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کردیا۔ انہین ایام مین سیواجی کے باپ شاہ جی نے گہوڑے پر سے گرکر جان دی باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی کہل کہیلا۔ رائے گڈہ مین اپنی ریاست کا انتظام کیا۔ اور اپنے نام پر راجگی کا ٹکڑہ لگایا۔ روپیہ اشرفی پر اپنا سکہ جمایا۔ جب بادشاہ نے دیکہا کہ راجہ جسونت سنگھ نے ابتک سیواجی کے

ایک قلعہ پر بھی قبضہ نہین کیا - اسلئے اوسکو طلب کرکے راجہ جے سنگھ اور دلیر خان کو دکن روانہ کیا - چنانچہ راجہ جے سنگھ نے آتے ہی پورندھر و رومال کے قلعون کو فتح کیا اور سیواجی کے آباد ملک پر جہاڑو پھیر دی - اسکے بعد سیواجی کے دار الحکومت راج گڈہ اور کندانہ کا محاصرہ کیا - چند روز کی متواتر جنگ سے اب قریب تہا کہ قلعون پر قبضہ ہوجائے - جس سے سیواجی کے ہوش وحواس جاتے رہے - اور عفو تقصیرات کی درخواست کی - اور خود معہ چند مقربون کے راجہ کے پاس چلا آیا - راجہ نے بعزت تمام روبرو بلایا اور گلے لگایا - اور ہدایت کی کہ اب بہتر یہہ ہے کہ تمام قلعون کو حوالہ کرکے بادشاہ کی ملازمت واطاعت پر کمر باندہو - الغرض راجہ جے سنگھ نے ان تمام واقعات کی بادشاہ کو اطلاع دی - وہان سے عفو قصور کا فرمان آیا - اور سیواجی کے بیٹے (جو ۵ سال کا تھا) کے لئے پنجہزاری کا منصب عطا ہوا - چنانچہ اسکے بعد سیواجی نے اپنے کل ۳۵ قلعون مین سے ۲۳ قلعون کی کونجیان معہ جمع محصول (۴۰ لاکھہ روپیہ) راجہ کے حوالہ کرکے باقی بارہ چھوٹے قلعے اپنے تصرف مین رکھا - اسکے بعد بادشاہ نے جے سنگھ کو حکم دیا کہ سیواجی کے قلعون کا بندوبست کرکے والی بیجاپور کی سرکوبی کرو - کیونکہ کئی سال سے خراج دینے مین لیت ولعل کررہا ہی - جب یہہ خبر والی بیجاپور کو ہوی تو اوس نے ملا احمد نائت کو راجہ کے پاس بہیجا - اور خراج کے بہیجنے کا وعدہ کیا - ملا احمد ایک عالم متبحر تہا - بحسب ظاہر تو سفارت کے لئے آیا تھا اصل مین اوسکا ارادہ بادشاہ کی ملازمت کرنیکا تھا - جب راجہ کو معلوم ہوا تو اوس نے بادشاہ کو لکھا - اور بادشاہ نے ملا احمد کو منصب ششہزاری ششہزار سوار سے سرفراز کرکے اپنے پاس بلایا - اور راجہ کو خفیہ لکھا کہ جب وہ حضور مین آئیگا تو سعد اللہ خان سے خطاب پائیگا - مگر ملا احمد بادشاہ کے پاس حاضر ہونے پنا یا کیونکہ احمد نگر کے راستہ مین

او سکا انتقال ہوگیا۔ آخر بادشاہ نے او سکے بیٹے اسد اللہ کو بلاکر منصب ہزار و پانصدی
و راجہ رام خان کے خطاب سے ممتاز کیا۔ اس اثنا رمین سیف خان حاکم کشمیر نے بلت
کو فتح کرکے بادشاہ کے نام کا سکہ جاری کیا اور ایک مسجد تعمیر کراکے خطبہ پڑہایا۔
ان دنون مین بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا۔ اور اپنے نونہال۔
معز الدین کو ہمراہ لایا۔ اسی سال ۱۶۶۵ء مین شاہ جہان نے انتقال کیا۔
اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ چاٹگام و رخنگ کے زمیندارون نے اکثر ممالک محروسہ کے
لوٹ مار پر کمر باندہی ہے۔ اسلئے بادشاہ نے امیر الامرا صوبہ دار بنگالہ کو اونکی سرکوبی کی
لئے لکھا چنانچہ امیر الامرا نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو اونکے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور
چاٹگام کے فرنگی (جو زمیندار چاٹگام سے بددل تھے) بھی لشکر شاہی کے ہمراہ ہوگئے۔ خوب
لڑائیان ہوئین۔ طرفین کے آدمی مارے گئی۔ قلعہ چاٹگام بادشاہی سپاہ نے فتح کرلیا۔ حاکم
چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا چچازاد بہائی تہا معہ بیٹے اور خویشون وغیرہ کے گرفتار ہوا۔
بہت سی کشتیان اور توپین۔ ہاتہہ آئین۔ سنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر
رکہا گیا۔ جس سرزمین مین کہ ابتک آفتاب نور محمدی نہین پہنچا تہا اوس مین اذان دیگئی۔
بزرگ امید خان نے فتح نامہ معہ قیدیون کے حضور شاہی مین بہیجا۔ اور مورد عنایت ہوا۔
اب دکن کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ جب راجہ جے سنگھ سیواجی کے مہم سے فارغ ہوا تو معہ کل
افواج و سرداران نامدار سیواجی کو ہمراہ لیکر ولایت بیجاپور کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ
مین جسقدر قلعے ملے یا نظر آئے وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح کرلئے گئے
اپنے مین شیرزہ خان مہدوی۔ خواص خان۔ جادو رائے وغیرہ سرداران بیجاپور نے
۱۲ ہزار سوار سے مقابلہ کیا۔ خوب زدوخورد ہوئی۔ فتح لشکر شاہی کو نصیب ہوئی الحاصل

روزانہ لڑتے بھڑتے لشکر شاہی بیجاپور سے ۵ کوس پر پہونچا۔ اور والی بیجاپور نے ۳۰ ہزار کرناٹکی فراہم کرکے قلعہ میں مقرر کیا۔ اور قلعہ کے اطراف کے تمام تالاب کنوؤن۔ باؤلیون کو زقوم وخاک سے بھر دیا اور اس نواح مین کوئی اثر آب وآبادانی کا نہ چھوڑا۔ اور ۸۔ ۷ ہزار سوار کو ممالک شاہی کے تباہ وبرباد کرنیکے لئے روانہ کیا۔ دوچار روز بیجاپور کے نواح مین خوب جنگ وپیکار رہوتی رہی۔ لیکن آب وغلہ کی کمیابی نے لشکر شاہی کو واپس ہونے پر مجبور کیا۔ اور جو بیجاپوری فوج ممالک شاہی کو برباد کررہی تھی۔ اونکی مدافعت کے لئے لشکر شاہی نے نواح بیجاپور سے کوچ کیا۔ اس اثنار مین معلوم ہوا کہ قطب الملک حاکم گولکنڈہ نے علی عادل خان والی بیجاپور کی مدد کے لئے پہلے ہی چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بھیجا تھا۔ اور اب مکرر اپنے خواجہ سرا نیکنام خان کے ہمراہ ۶۰ ہزار سوار ۲۵ ہزار پیادے روانہ کیا ہے۔ الغرض لشکر شاہی نے ممالک شاہی کے بچانے کیلئے فوج غنیم سے خوب جنگ کی۔ طرفین کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔ فوج کا بھی بہت کچھ نقصان ہوا۔ لشکر شاہی نے ملک بیجاپور کو خوب لوٹا گھسوٹا۔ لیکن متواتر جنگ وپیکار سے تنگ آگئی تھی۔ موسم برسات کال بھی سر پر تھا۔ اسلئے راجہ جے سنگھ نے بیجاپور کا محاصرہ چھوڑ کر حسب فرمان شاہی فوج کو لیکر اورنگ آباد چلا گیا۔ اور بیجاپوریون کا بھی قافیہ تنگ تھا۔ قلعہ کا آذوقہ ختم ہوچکا تھا۔ اس موقع پر لشکر شاہی کا محاصرہ اوٹھا کر چلا جانا ان کے لئے نجات کا باعث ہوا۔ مارچ ۱۶۶۶ء مین سیواجی معہ اپنے بیٹے سنبھاجی کے ایک ہزار مامولی اور پانچ سو منتخب سوار لیکر بادشاہ کی ملازمت کے لئے دہلی روانہ ہوا۔ جب سیواجی دہلی کے قریب پہونچا تو بادشاہ نے رام سنگھ پسر راجہ جے سنگھ اور مخلص خان کو استقبال کے لئے روانہ کیا۔ لیکن ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو

ناگوار گذرا۔ جب دربار مین پہونچا تو (۱۵۰۰) اشرفی (۶۰۰۰) روپیہ کل (۳۲۰۰۰) روپیہ نذر گذرانی۔ بادشاہ نے پنجہزاری منصب کے امراین بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چونکہ یہ منصب اسکے بیٹے سہاجی اور رفیق بیتاجی پالکر کو ملا تھا۔ لہذا وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہتھا اور راجہ جے سنگھ نے بادشاہ کے جن مہربانیون کا وعدہ کیا تھا۔ اون مین سے اکثر کو اوس نے نہ پایا۔ اور اودہر بادشاہ کے دل مین اوسکے افعال اور کردار کے سبب بغض بھرا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ خلعت وجواہر وفیل جو اوسکے لیے موجود کیے گئے تھے اوسکو عطا کیے جائین۔ اوسکے چہرہ پر جہالت وخجالت آمیز عرق ظاہر ہوا۔ چنانچہ ضعف دل کا اظہار کرکے ایک گوشہ مین جاکر زمین پر لیٹ گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد کنور رام سنگھ سے گلہ وشکوہ کرکے اپنے کو ضائع کرنیکا قصد کیا۔ ہرچند کنور رام سنگھ نے تسلی دی مگر فائدہ نہوا۔ بادشاہ سے ادب وآداب کے خلاف اوسکی ادائین معروض ہوئین تو بادشاہ نے کم توجہی سے بغیر کسی سرفرازی کے رخصت کردیا۔ اور حکم دیا کہ سیواجی مجرے کو نہ آئے۔ اور اوسکا بیٹا۔ رام سنگھ کے ہمراہ دربار مین حاضر ہوا کرے۔ اور فولاد خان کوتوال شہر کو اوسکی نگہبانی اور چوکی پہرہ کا حکم دیا اور راجہ جے سنگھ کو لکھا کہ سیواجی کے ساتھ کیا قول وقرار تم نے کیا ہے اوس سے اطلاع دو۔ جب سیواجی نے بادشاہ کی عدم توجہی دیکھی تو بہت پریشان ہوا۔ اتنے مین راجہ جے سنگھ کی عرضداشت آئی کہ مفدوی نے سیواجی سے عہد وپیمان کرکے۔ اور عنایات والطاف شاہی کا امیدوار بناکر۔ دہلی روانہ کیا ہے۔ اور اوس نے بھی عہد واثق کیا ہے۔ کہ آئندہ فرمانبرداری اور اطاعت مین سرگرم رہون گا۔ جب بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کی عرضداشت کا یہہ مضمون دیکھا تو سیواجی کی نظربندی

وغیرہ کے اوٹھا دینے کا حکم دیا۔ مگر سیواجی بادشاہ سے ایسا مخوف تھا کہ پہرہ چوکی بٹھاتے ہوتے ہی ۱۷ صفر کو تبدیل وضع کرکے معہ اپنے بیٹے کے بھاگ گیا۔ مگر افسوس ہے کہ

نوٹ اوپر جو حالات کہ ہم نے لکھے ہین وہ عالمگیر نامہ کے تھے۔ باقی دوسرے مورخون نے یہہ لکھا ہے کہ اوس نے اپنے کو بیمار بنایا۔ چند روز دق وسل کا علاج ہوتا رہا۔ پھر صحت یابی کی شہرت دی اور حکمار وارباب طرب وغیرہ کو انعام واکرام دیکر برہمنون کو بڑے بڑے پٹارون مین مٹھائی بھیجنا شروع کیا۔ اسکے بعد ایک ہمراز کو اپنے پلنگ پر لٹاکر وہ اور اوسکا بیٹا یہہ دونون پٹارون مین بند ہوکر بھاگ گئے۔ اور ہیرا پھونکر داڑھی موچھہ منڈائی۔ اور بھیوت اپنے اور بیٹے کے جسم پر مل کر غیر مشہور گھاٹ سے جمنا پار ہوگیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے گرفتاری کا حکم دیا۔ اور رام سنگھ کو منصب سے معطل کرکے مجرے سے منع کیا۔

اب سیواجی کی سنیئے کہ وہ بنارس ہوتا ہوا دکن پہونچا۔

کرنیل ڈف صاحب یہہ لکھتے ہین کہ جب بادشاہ نے سیواجی کو مجرے سے منع کیا تو بہت گھبرایا۔ اور دکن جانیکی اجازت چاہی۔ لیکن بادشاہ نے اجازت نہ دی بلکہ نظر بند کیا۔ اب سیواجی نے اکثر امراو دربار کو تحفہ وتحایف بھیجکر اپنا یار ومددگار بنایا۔ اور چند روز بیماری کی شہرت دی۔ پھر تخفیف مرض کا اظہار کرکے برہمنون کو پن دان دینا شروع کیا۔ اور بڑے بڑے پٹارون مین مٹھائیان بھر کر بانٹا۔ پہلے پہلے چوکی پہرہ والون نے کھول کر دیکھا۔ پھر تو وہ بھی انجان ہوگئے۔ اس کے بعد سیواجی اپنے بیٹے کو لیکر پٹارون مین بیٹھا۔ اور چوکی پہرہ سے نکل گیا۔ دوسرے روز متھرا پہونچا۔ جہان اوسکے دوست نیتاجی اور بالوس رائے انتظار کر رہے تھے۔ اونہون نے اوسکے لئے سارا سامان تیار کردیا۔ چونکہ سنبھاجی کم سن تھا۔ اور چلنے کی طاقت نہ تھی اسلئے اوسکو ایک برہمن کے حوالے کرکے سیواجی گوسائین کے بھیس مین دکن کیطرف جانب چلتا بنا۔ دسمبر ۱۶۶۶ء مین راے گڈھ آیا۔

بادشاہ نے سیواجی کو بجائے دوست بنانے کے دشمن بنالیا۔ اگر دوست بنالیتا تو مہمات دکن مین بادشاہ کو سیواجی سے بہت بڑی مدد ملتی۔

اب کیفیت حالات ایران کے ملاحظہ کیجیے کہ اسکے آگے ہم نے بیان کیا ہے کہ شاہ ایران نے ایلچی روانہ کیا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اوسکے جواب مین تربیت خان کو سفیر بناکر ایران بھیجا۔ جب یہہ سفیر ایران پہونچا تو شاہ ایران کم التفاتی سے پیش آیا۔ اور ولایت بادشاہی کے سرحد مین لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا۔ اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایک سال کے بعد تربیت خان ایران سے نکلا۔ اوسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھہ تعین کی۔ اور فرخ آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہہ کیفیت معلوم ہوئی تو بادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو راجہ جسونت سنگھ کے ساتھہ ۴ ربیع الاول ۱۰۷۶ھ کو کابل مین صوبہ مقرر کیا۔ اور ۴ ہزار سوار ہمراہ کئے۔ مگر شاہ عباس جب فرخ آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے مرض سے چند روز مین مرگیا۔ اور صفی مرزا اوسکا بڑا بیٹا

بقیہ نوٹ ۱ صفحہ (۴۶۳) ڈاکٹر برنیر کی داستان سنئے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب سیواجی دہلی آیا تو یہان شائستہ خان کی بیوی موجود تھی۔ وہ اس امر پر مصر ہوی کہ اس نے میرے بیٹے کو مارا اور خاوند کو زخمی کیا۔ شہر سورت کو لوٹا۔ لہذا وہ مقید ہونا چاہیئے۔ جب سیواجی کو یہہ خبر ہوئی تو بہیس بدل کر بھاگ گیا ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس موش کو ہی نے جب اورنگ زیب کی شان و شوکت دیکھی تو ہوش اڑگئے اور بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو دربار کی عظمت نہ دیکھہ سکا۔ اور بھاگ گیا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ جب سیواجی بھاگ کر متھرا پہونچا تو بہیس بدل داڑھی موچھہ منڈا۔ بہبوت لگا۔ بچے کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ اور تمام جواہر و اشرفی جو ہمراہ تھے ہاتھہ کی لکڑیون کو خالی کرکے اونکے

جانشین ہوا - عالمگیر کو اوسکے مرنیکا افسوس ہوا اور کہا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا لطف اوٹھتا - اب مردت وفتوت کا اقتضا نہین کہ ایران پر لشکر کشی کیجائے - چنانچہ شہزادہ کو واپسی کے لیے لکھا - اس اثنا مین اعتماد خان ایک ترکمان سپاہی کے ہاتھ مارا گیا - اور راجہ جے سنگھ نے بادشاہ کے حکم سے بیتاجی سپہ سالار سیواجی کو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس بھیجا - بادشاہ نے فدائی خان کو اوسکی حراست پر مقرر کیا - آخر بیتاجی مسلمان ہوگیا - اور بادشاہ نے بہت کچھہ سرفراز وممتاز کیا - انہین ایام مین دلیر خان نے چاندہ و دیوگڈہ کو فتح کرکے وہان کے زمینداروں سے خراج وصول کیا - ۱۰۷۱ھ مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا - اور بادشاہ نے بیتاجی کو منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار سے سرفراز کرکے محمد قلی خان کا خطاب عطا کیا - اور بادشاہ کے جلوس سال دہم کا جشن نہایت تکلف سے ادا ہوا - اس جشن مین ایران - توران بلخ - بخارا حضرموت - فغا کے ایلچی موجود تھے جنکو انعام وخلعت ملے - اسکے بعد بادشاہ نے محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا - اور مہاراجہ جسونت سنگھ و راجہ رائے سنگھ و صف شکن خان و صفی خان وغیرہ کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا - اور راجہ جے سنگھ کو اورنگ آباد سے دہلی آنیکا حکم دیا لیکن راجہ راہ ہی مین تھا کہ بیمار ہوکر مرگیا - انہین ایام مین قوم یوسف زئی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۶۴) اندر بہرا - جب بنارس پہونچا تو یہان کے فوجدار نے گرفتار کیا - سیواجی نے دو جواہر بے بہا رشوت دیکر خلاصی پائی - چونکہ سنبھا کمسن تھا اور چلنے سے پاؤن مین چھالے پڑگئے تھے - اسلئے بنارس کے پردست کب کلس کے پاس اوسکو چھوڑکر روانہ ہوا - پھر بہار و تلنگہ و چاندہ کی راہ سے حیدرآباد آیا اور عبداللہ قطب الملک کو سبز باغ دکھاکر جمعیت شایستہ و مصالح قلعہ گیری لیکر روانہ ہوا - ایک روایت یہ ہے کہ وہ حیدرآباد کو ابوالحسن تانا شاہ کے زمانہ مین آیا - اور والی گولکنڈہ کی فوج کی مدد سے کرناٹک کو

راجو سرکشی پر کمر باندہی تھی - کی تادیب وتنبیہ کیگئی - اور عبداللہ خان والی کاشغر جو اپنے بیٹے کی بدسلوکی سے تنگ آکر بیت اللہ جانیکے ارادہ سے کمال ہمیر وسامانی کیساتھہ حدود وشاہی مین آیا تھا - اوسکی خبر سنکر بادشاہ نے اپنے پاس آٹھہ مہینے مہمان رکھا - اور ۱۰ لاکھہ روپیہ کے خرچ سے اوسکی مہمانداری کی - اور جاتے وقت دو لاکھہ روپیہ معہ ساز وسامان کے دیکر رخصت کیا -

۱۰۴۸ھ مین بادشاہ نے معمول راہ داری اور باندارای وغیرہ کو موقوف کیا - اور کلاونون ونامی خوانون سے جو سرکار مین نوکر تھے سرود خوانی سے توبہ کراکے مناصب ومراتب کو زیادہ کیا کہتے ہین کہ ایک قوالون کی جماعت نے ایک جنازہ بڑی شان وشوکت سے اٹھایا اور اسکے پیچھے روتے پیٹتے چلے - جب درشن کے جھروکے کے پاس پہونچے تو بادشاہ نے جنازہ کی کیفیت پوچھی - قوالون نے عرض کیا کہ راگ مرگیا ہے اوسکو دفن کرنے لیجاتے ہین حکم دیا کہ ایسا خاک مین دفن کرو کہ پھر صدا اور ندا نہ آئے - اسکے بعد بادشاہ نے درشن کے جھروکہ کا بیٹھنا موقوف کردیا - اور منجمین وشاعرون (جو پایہ تخت مین حاضر رہتے تھے) کو بھی برخاست کیا - اور ساعت کے دیکھنے تقویم کے بنانے اور رکھنے کا رواج بھی طرف کردیا گیا - جب اہل دفتر نے عرض کیا کہ بغیر تقویم کے حساب تنخواہون وغیرہ کا ہونا ناممکن ہے تو فرمایا کہ ؎ لا ولا لب لاولا لاشمش صد است + لل وکط کط لل شہور کوتہ است پر حساب کرکے شمسی مہینون کے سررشتہ کو نگاہ رکھین -

پھر کسیقدر حالات میواجی کے بیان کئے جاتے ہین کہ جب وہ دہلی سے بھاگ کر دکن آیا اور دالی گولکنڈہ کی مدد سے ازسرنو قلعجات شاہی پر قبضہ کرکے راجگڈہ مین مستقل ہوا

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۶۵) فتح کرکے بدستور سابق راجگڈہ مین مستقل ہوا - باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے ۱۲ مولف

توچند روز کے بعد ولایت کلیان کو فتح کرلیا - اور بندر سورت پر تاخت کی - اور اکثر حاجیوں کو لوٹا (اوس زمانہ مین سورت باب الحج کہلاتا تھا) جب بادشاہ کو خبر ہوی تو دلیر خان اور خانجہان کو سیواجی کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا - اور سورت کے متصل نئے قلعے تعمیر کرنیکا حکم دیا - جب سیواجی نے اپنا قافیہ تنگ دیکھا تو راجگڈہ کو چھوڑکر قلعہ راہری مین سکونت اختیار کی - اور یہان ایک مستحکم قلعہ تیار کرکے چین سے گذارنے لگا - آخر بادشاہ نے ظاہر داری کرکے سیواجی سے صلح کرلی - اور باطنا محمد معظم کو لکھا کہ کسیطرح سیواجی کو قتل یا قید کیا جائے - اسکے بعد بادشاہ نے سیواجی کو راجہ کا خطاب عطا کرکے ملک برار مین ایک نئی جاگیر بھی دی - بہرحال ۱۰ سنہ تک دکن مین امن رہا - بعدازان جب بادشاہ نے دیکھا کہ سیواجی یون دام مین نہین آتا تو علانیہ اوسکے گرفتاری کا حکم دیا - اب سیواجی نے بھی پھر اپنا پرانا طریقہ لوٹ مار کا جاری کردیا - اور قلعہ سنگ گڈہ و پورندھر کو فتح کیا - اور سیویری - جنجیرہ وغیرہ پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہا - اور فتح خان (جو عادل شاہ کے طرف سے وہان کا حاکم تھا) نے بھی امان کا قول لیکر جنجیرہ حوالہ کرنے پر آمادہ تھا - مگر فتح خان کے تین حبشی غلام سیدی سنبل سیدی یاقوت - سیدی خیریت (جو اوسکی فوج کے سپہ سالار تھے) نے فتح خان کو قید کرکے سیدی سنبل کو اپنا سردار بنایا - اور خانجہان صوبہ دار دکن سے امداد چاہی - خانجہان نے اونکو منصب و خطاب عطا کرکے امداد کا وعدہ کیا - چنانچہ سیدی سنبل نے ایک روز دہاوا کرکے دنداراجپوری کے قلعہ کو مرہٹون سے لے لیا - اور اوسکے اطراف کے قلعون پر بھی قبضہ کیا - سیواجی نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے - مگر حبشیون کے مقابل دال نہ گلی

انہین ایام مین سیواجی کا بیٹا سنبھاجی بھی بنارس سے آگیا - اور سیواجی نے پھر بندر سورت پر چڑہائی کرکے ۳ روز تک خوب لوٹا - اور کاشغر کا ایلچی حج سے آیا ہوا تھا اوسکا مال

ہی اوڑایا۔ جب وہان سے واپس ہوا تو راستہ مین داؤد خان سے مقابلہ ہوا۔ خوب ہنگامۂ کارزار گرم رہا۔ اور سیواجی شکست کھاکر بھاگا۔ سیواجی کے سپہ سالار پرتاب سنگھ نے خاندیس کے نواح کو تباہ و تاراج کرکے آخر کو خاندیس سے چوتھہ مقرر کرالی۔ یہ پہلا ہی موقعہ ہے کہ سیواجی نے بادشاہی ملک سے چوتھہ لی۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ سیواجی کی جرات روز بروز ترقی کررہی ہے۔ تو اوس نے مہابت خان کے ماتحت ۱۰۸۱ھ مین ۲۰ ہزار کی فوج دکن کو روانہ کیا۔ مہابت خان نے آتے ہی قلعہ اوندھ و پٹہ لے لیا۔ پھر جالنہ اور بسیر کا محاصرہ کیا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ مگر قلعے سر نہوے۔ انہین ایام مین بادشاہ نے شریعت کے موافق تجارت کے مال پر ڈھائی روپیہ فیصدی زکواۃ مسلمانون سے اور پانچ فیصدی ہندؤن سے جزیہ مقرر کیا۔ اور ۱۰۸۲ھ مین بادشاہ نے حکم دیا کہ جب مسلمان بادشاہ کے سلام کو آئین تو سلام علیک کہین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتھہ نہ رکھین۔ اسی سال ایک فرقہ ست نامی فقیرون کا قصبۂ نارنول مین پیدا ہوا۔ اور کسی بات پر حاکم نارنول کو مار ڈالا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوی تو فوج بھیجی گئی مگر اتفاقاً فوج شاہی کو ہزیمت ہوی۔ لوگون نے مشہور کردیا کہ وہ ایسے ساحر ہین کہ اون پر تلوار اور گولی کارنہین کرتی۔ اب جسکو دیکھو اونکے مقابلہ پر جانیکو گھبراتا ہے۔ آخر بادشاہ نے قرآن کی وہ آیتین فوج کے سرداران کو لکھکر دین کہ جنکی تاثیر سے جادو کا اثر زایل ہوتا تھا۔ الحاصل فوج شاہی فتح یاب [illegible] کا فساد مٹا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور [illegible] ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے۔ چنانچہ [illegible] نے مذہبی عداوت کی آگ کو تو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا۔ اب چھ مہینے بعد [illegible] اور اوس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگھ کے انتقال پر اوسکی زوجہ

اور دو بیٹے کسن وطن جانیکے لئے چل کھڑے ہوے عالمگیر کو معلوم ہوا تو کوتوالی کے نام حکم دیا کہ اونکو نظر بند کیا جائے - کیونکہ عالمگیر کو جسونت سنگھ سے قدیمی کینہ تہا - اس موقع پر راجہ جسونت سنگھ کے چند ملازمون نے یہہ چال کی کہ بادشاہ سے اپنے جانیکی اجازت حاصل کرکے راجہ کے لڑکون کو غلامون کی شکل بنایا - اور اونکی جگہ غلامون کو رکھہ چھوڑا اور رانی کو مردانہ لباس پہناکر اوسکی جگہہ ایک کنیز کو عمدہ لباس اور زیور سے آراستہ کرکے خیمہ کے اندر بٹہایا - اسکے بعد دونون کنورون اور رانی کو لیکر چلتے ہوے - جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوس نے کوتوال سے رانی اور کنورون کو طلب کیا - کوتوال نے ان جعلی کنورون اور رانی کو خیمہ سے لیجانا چاہا - راجہ متونی کے ملازمون نے اخفائے راز کے لئے اونکے دینے مین مزاحمت کی - اور کشت و خون کی نوبت آئی - سو پچاس آدمی مارے گئے - آخر وہ جعلی کنور و رانی بادشاہ کے پاس آئے - بادشاہ نے اونکو حرم سرا مین بہیجا بیگمون نے اونکو متبنّیٰ کیا - اور رانی بیگمون کی پرستار بنی - اودہر اصلی رانی اور کنور صحیح و سلامت جودہ پور داخل ہوے - چنانچہ بڑے کنور اجیت سنگھ نے ماڑواڑ پر مدت تک سلطنت کی - اور آخر دم تک اورنگ زیب کا دشمن بنا رہا - بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین ہے - رانی نے فقط مہاراجہ کا نام باقی رہنے کے لئے اوسکو بیٹا بنایا ہے - اور اصلی اولاد اوسکی میرے پاس ہے - مگر جب رانا نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگھ سے بیاہی تو اوسکا شبہ دور ہوا - اور جودہ پور پر چڑہائی کی - اودیپور کے رانا نے جودہ پور کے اعانت پر کمر باندہی - جسکے باعث بادشاہ نے رانا کو جزیہ دینے کے لئے لکہا - اور جسونت سنگھ کے

* مآثر عالمگیری مین لکہا ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کابل مین مر گیا اوسکو کوئی اولاد نہ تھی - مرنیکے بعد

فرزندان مانشخص کو جودہ پور سے نکال دینے کا حکم دیا - چنانچہ جانجہان نے حسب الحکم بادشاہ کے جودہ پور جاکر خوب تاخت و تاراج کیا - اور بستون کو توڑ ڈالا - اس اثنا مین

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۶۹) اوسکے معتمد نوکرون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ کی دو رانیان حاملہ ہین - جب مہاراجہ کے متعلقین لاہور مین آئے تو دونون سے دو لڑکے پیدا ہوئے - ملازمون نے بادشاہ سے اطلاع کر کے منصب و راج کی درخواست کی - بادشاہ نے کہا کہ جب یہہ بڑے ہونگے تو منصب و راج عنایت ہوگا - راجپوتون نے دوبارہ درخواست کی - اس اثنا مین ایک لڑکا مرگیا - اور بادشاہ نے دونون رانیون اور ایک لڑکے کو نظر بند کیا - اس پر راجپوتون نے لڑائی پر کمر باندھی - اور خوب کشت وخون ہوا - جسمین رانیان بھی ماری گئین - اور لڑکا ایک شیر فروش کے پاس چھپایا گیا مگر دلال نے تلاش کر کے لایا - بادشاہ نے اوسکا نام محمدی راج رکھا - اودہر راجپوتون نے جودہ پور پہونچکر دجلی لڑکے راجہ جسونت سنگھ سے منسوب کر کے فتنہ انگیزی شروع کی - بادشاہ نے سر بلند خان کو جودہ پور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - چنانچہ اس نے سرکش راجپوتونکو قتل کر کے جودہ پور کو تبا کیا - اور رانا نے بھی جزیہ دینا قبول کیا - اس کے بعد بادشاہ نے خانجہانکو اس ضلع کے بندوبست پر روانہ کیا - چند روز کے بعد رانا نے تمردی اختیار کی - اس موقع پر خود بادشاہ نے ارادہ کیا اور شاہزادہ محمد اعظم و شاہزادہ محمد معظم و شاہزادہ محمد اکبر یہہ تینون کو بھی معہ فوج ہمراہ لیا - اور وہان پہونچکر رانا کے تمام ملک کو پامال و تاراج کر ڈالا - رانا نے اپنے اور جسونت سنگھ کے عیال و اطفال کو لیکر دشوار گزار پہاڑون مین چلا گیا - اور شاہی لشکر نے وہان بھی تعاقب نہ چھوڑا اور رانا کی سنگ آکر یہہ مکاری کی - کہ پہلے شاہزادہ محمد معظم کو بغاوت پر مایل کرنا چاہا - مگر وہ مایل نہوا پھر اوسنے شاہزادہ محمد اکبر پر افسون چلایا - یہان اوسکا افسون کارگر ہوا - اور شاہزادہ نے راجپوتون کی اعانت پر باپ سے بغاوت اختیار کی - جب یہہ خبر شاہزادہ محمد معظم کو پہونچی تو

خبر آئی کہ محمد اکبر نے راجپوتون سے سازش کر کے بغاوت پر کمر باندہی ہے - اور ۷۰ ہزار کی فوج سے مقابلہ کے لئے نکلا ہے - بادشاہ اس خبر کے سنتے ہی محمد معظم کو بلایا اور شہاب الدینخان بہادر پسر فلیح خان کو لشکر کی تعداد معلوم کرنیکے لئے بھیجا - چنانچہ شہاب الدینخان بہادر نے محمد اکبر کے لشکر کی حقیقت دریافت کر کے بادشاہ کو اطلاع دی اور اوسکے ساتھہ اپنے بھائی مجاہد خان کو بھی ہمراہ لیتے آئے بادشاہ نے کمال عنایت سے شہاب الدینخان بہادر کا خطاب عطا کیا - اس کے بعد اکثر نامی سردار محمد اکبر سے جدا ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے جس سے محمد اکبر کی فوج مین تزلزل واقع ہوا - جب راجپوتون نے یہ حالت دیکھی تو وہ بھی چلتی ہوے - اب شہزادہ اکبر بھی فرار ہوا - اور دکن پہونچا - یہان خانجہان صوبہ دار دکن کو اوسکے گرفتاری کا حکم پہونچ چکا تھا - اسلئے محمد اکبر بسیر و بکلانہ ہوتا ہوا راہری آیا - اور سنبھاجی نے بڑے تپاک سے استقبال کیا - اور چند روز مہمان رکھا - پھر یہان سے نکل کر ایران کے ارادہ سے جہاز مین بیٹھا - باو مخالف نے جہاز کو پھیرا کر کے مسقط مین پہونچایا - امام مسقط نے محمد اکبر کو نظر بند کر کے عالمگیر کو لکھا کہ اگر آپ دو لاکھہ روپیہ نقد اور مسقط کے اجناس کا جو بندر سورت جاتے ہین

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۷۰) اوس نے باپ کو لکھا - لیکن بادشاہ نے اسکو محض بہتان سمجھا - اور جواب لکھا کہ لہذا بہتان عظیم - حق سبحانہ تعالیٰ شما را ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید - در آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد مگر چند روز کے بعد یہ راز افشا ہوگیا - اور خبر آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ بھی جاری کیا - اور منور خان کو ہفت ہزاری منصب عطا کر کے امیر الامرا کا خطاب دیا - مجاہد خان وغیرہ کے معقول اضافے کئے - باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائے ۱۲ مولف

۱؎ شہاب الدینخان سے مراد غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر ہے - جو نواب آصف جاہ بہادر کے پدر بزرگوار تھے ۱۲ مولف

محصول معاف کیجئی تو مین محمد اکبر کو گرفتار کرکے بھیجدیتا ہون" بادشاہ نے اوسکے حسب منشا حکم صادر کیا اور محمد فاضل کو محمد اکبر کے لانیکے لئے بھیجا - جب یہ خبر شاہ سلیمان والی ایران کو ہوی تو اوس نے امام مسقط کو لکھا کہ ہمارے مہمان کو نہایت اہتمام کے ساتھہ ہمارے پاس روانہ کردو - ورنہ تمہاری تنبیہ کے لئے فوج بھیجی جائیگی - ناچار امام مسقط نے شاہزادہ کو ایران روانہ کردیا - جب شاہزادہ ایران پہونچا تو والی ایران نے بہت خاطرداری کی - اور امداد کے طلب پر کہا کہ جبتک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز مہمان ہو - جب تمکو بھائیون سے کام پڑیگا اوسوقت امداد کرینگے - چند روز کے بعد شاہ سلیمان مرگیا - اور سلطان حسین جانشین ہوا - اس نے باپ سے زیادہ شہزادہ کی مہمانداری کی - ایک وقت شاہزادہ نے باپ کے مرنیکی خبر جھوٹی اوڑا کے طالب امداد ہوا - شاہ نے کہا کہ ہمارے اخبار نویسون نے نہین لکھا - جب تحقیق ہوجائیگی تو ہم امداد کرینگے - جب اس خبر کا جھوٹا ہونا تحقیق ہوا تو شاہزادہ بہت خفیف ہوا - اور ناموافقتی آب وہوا کا بہانہ کرکے سرحد خراسان مین رہنے کی اجازت لی - چنانچہ شاہ ایران نے اجازت دیکر خرچ درماہہ مقرر کردیا - اور وہان کے حکامون کو لکھدیا کہ بروقت ضرورت چار ہزار سوار سے شہزادہ کی مدد کیجاے مگر افسوس ہے کہ محمد اکبر کو کبھی ہندوستان مین قدم رکھنا نصیب نہوا - اور عالمگیر کے آخر عہد ۱۱۱۷ھ مین اوسکو موت آگئی -

اورنگ زیب نے جو جودھپور اور اودیپور کے ملکون کو تاخت وتاراج کیا اوس سے راجپوت دب گئے - مگر مرنہین گئے اور اس جنگ وجدل نے اونکے ملک اور مذہب پر ایسا زخم وداغ لگایا جو کبھی نہ بھرا - عالمگیر کے ابتدائے عہد مین قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی - اب وہ اس سے ایسی جدا ہوگئی - کہ پھر اوسکے ملنے کی توقع نہین رہی

صرف رام سنگھ مہاراجہ جیپور جسکے باپ دادے بادشاہ سے بہت تھے وہ تو راجپوتون کا شریک نہوا - باقی اور راجپوت سب متفق ہوگئے - ادہر بادشاہی فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی تو ادہر راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب وویران کرتے تھے - اور بادشاہ مندرون کو توڑکر مسجدین بناتا تو راجپوت مسجدون کو ڈہاکر مندر بناتے -

اب دکن کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ خانجہان صوبہ دار دکن نے دکن مین مرہٹون کے قلعہ جات کی تسخیر مین بہت کچھہ جوڑ لگائے - مگر کامیابی نہین ہوی - ادہر سیواجی نے گولکنڈہ جاکر بہت کچھہ روپیہ خراج کے طور پر وصول کیا - اور وہان سے آکر ملک شاہی مین لوٹ مارچپادی - ۱۶۷۲ء مین علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج سے مرگیا - اوسکا بیٹا سکندر عادل شاہ پانچ سال کا تہا - اور شاہ بی جی بیٹی تھی - عبدالمجید وزیر اور خواص خان عبدالکریم بہلول خان - مظفر خان یہ ارکان سلطنت تہے - یہ سب اپنے اپنے مطلب پر لگے ہوے تھے - سلطنت کا کوئی خیرخواہ نہ تہا - اب سیواجی نے سوچا کہ بجاے مغلون سے لڑنیکے بیجاپور پر حملہ کرنے مین فائدہ ہے - چنانچہ ۱۶۷۳ء مین اس نے پنالہ کو لے لیا - اور رہوبلی کو لوٹا - اور راجہ بیڈر پور سے خراج وصول کیا - اور کئے مہینے کے محاصرہ مین ستارہ پر بھی قبضہ کیا - اب اوسکے دل مین یہہ ہوا سمائی کہ مسلمان بادشاہون کیطرح شان و شوکت سے ریاست کرے - ۶ جون ۱۶۷۴ء کو برہمنون سے مہورت پوچھکر رائے گڈہ کی راجدہانی مین راجگدی پر جلوس کیا - اور تمام شاہانہ رسمین ادا کین - اور بہت بڑا دربار کیا - سونے روپے مین تلا - اور سردارون کو خلعت ومنصب وانعام سے سرفراز کیا - اور افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدل کر رکہا - اور جنہڈا جسکو بہگوا کہتے تھے نارنجی رنگ کا بیل کی دم کی صورت کا بنوایا - اسکے بعد سیواجی نے بیجاپور و کانکن سے

چوتھ لینے پر کمر باندھی۔ کہتے ہین کہ اس نے پرتگیزون سے بھی چوتھ لی۔ البتہ انگریزون سے چوتھ مانگی نہین۔ ۱۶۷۵ء مین دلیرخان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی شروع کی۔ اور سیواجی بھی ملک شاہی مین غدر مچایا۔ برہان پور و ماہور کو خوب لوٹا۔ قلعہ نونڈا کو فتح کیا۔ بعدازان باپ کی جاگیر (جو کرناٹک و میسور مین تھی) پر قبضہ کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ اور چلتے چلتے والی گولکنڈہ سے اتفاق کرکے ۳۰ ہزار سوار اور ۶۰ ہزار پیادے گولکنڈہ سے ہمراہ لیا۔ اور والی گولکنڈہ کو یہ سمجھایا کہ۔ اپنے باپکے موروثی ملک کے علاوہ جسقدر ملک بیجاپور والونکا فتح ہو اوسکا نصف دیا جائیگا۔ اور اوسکے معاوضہ مین روپیہ اور توپخانہ سے مدد کیجاے۔ الغرض سیواجی اس کروفر کے ساتھہ کرناٹک و کڈپہ ہوتا ہوا۔ جنجی کے قریب پہونچا۔ اور جنجی پر قبضہ کرکے باپ کے ملک پر آدہمکا۔ یہان اوسکا سوتیلا بہائی وینکاجی حکمران تہا۔ چنانچہ سیواجی نے اوسے کہا کہ نصف ملک حوالہ کرو۔ مگر اوس نے انکار کیا۔ آخر سیواجی نے جبراً باپکے علاقون مین سے کولہار۔ نبکاپور۔ کوٹا۔ بالاپور وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ویلور و تنجور کو بھی فتح کرکے کرناٹک سے چوتہہ اور سردیسمکھی لی جب بادشاہ کو سیواجی اور والی گولکنڈہ کے موافقت کی خبر ملی تو اوس نے دلیرخان کو لکھا کہ والی گولکنڈہ پر فوج کشی کیجاے اور عبدالکریم وزیر بیجاپور سے اس مہم مین مدد لیجاے چنانچہ دلیرخان نے گولکنڈہ پر حملہ کیا۔ مگر مادھو نہ پنت (جسکو سیواجی نے گولکنڈہ مین چہوڑ رکہا تھا) نے حملہ کو روکا۔ جنوری ۱۶۷۸ء مین عبدالکریم وزیر مرگیا۔ دلیرخان نے اوسکی جگہہ مسعود خان حبشی داماد سیدی جوہر کو (جو اوہوتی کا جاگیردار تہا) مقرر کیا۔ جب سیواجی کو یہ حالات معلوم ہوے تو اوس نے کرناٹک سے کوچ کیا۔ اور جنجی اور اوسکے مضافات اپنے سوتیلے بہائی سنبھاجی کے سپرد کیا۔ اور مفتوحہ ملک مین سے قطب الملک کو کچہہ بھی نہ دیا۔ سیواجی کے ادہر آتے ہی وینکاجی نے کرناٹک پر حملہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ جب سیواجی کو معلوم ہوا تو باپکا تمام ملک

ونکاجی کو دیدیا اور نصف محاصل دینے کا اقرار لیا۔ اودہر عالمگیر نے سلطان معظم کو بیجاپور سے خراج وصول کرنیکے لیئے دکن بھیجا۔ جب دلیرخان نے معہ سلطان معظم کے بیجاپور کا محاصرہ کیا مسعود خان وزیر نے سیواجی سے مدد طلب کی۔ اوس نے وعدہ تو کیا مگر مقابلہ پر نہ آیا بلکہ ازراہ مکاری شاہی ملک پر لوٹ مار مچادی۔ چنانچہ خاندیس۔ دہرنگاؤن۔ جالنہ کو تباہ وتاراج کیا۔ مگر دلیرخان نے اوسکے ان حرکات پر بالکل توجہ نہیں کی۔ اور بیجاپور کے محاصرہ کو نہ چھوڑا۔ مسعود خان نے تنگ آکر پھر سیواجی کو مدد کے لیئے لکھا۔ اس دفعہ اوس نے اوسکے بلانے پر فوج لیکر بڑھا۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ سنبھاجی (سیواجی کا بیٹا) دلیرخان کے پاس چلا گیا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی سیواجی کے ہوش اڑ گئے اودہر دلیرخان نے یہہ کیفیت بادشاہ کو لکھ بھیجی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکو قید کرکے روانہ کرو۔ لیکن دلیرخان نے چشم پوشی کی۔ اور سنبھاجی یہاں سے بھاگ کر باپ کے پاس چلا گیا۔ جب سیواجی کو بیٹے کی فکر سے نجات ہوی تو بیجاپوریوں کی اعانت پر مستعد ہوا۔ اور دلیرخان کو ایسا تنگ کیا کہ اوس نے بیجاپور سے محاصرہ اوٹھالیا۔ اور بیجاپوریوں نے اس امداد کے معاوضہ میں سیواجی کو اضلاع گوپال اور بلاری دیکر اوسکے باپکی جاگیر کا بھی پورا اختیار دیدیا۔ اور ونکاجی اس امر سے برداشتہ خاطر ہوکر تارک الدنیا ہوگیا۔ اسکے بعد سیواجی بخار میں مبتلا ہوا اور ربیعہ ۵۳ سالہ ۱۶۸۰ء م ۲۴ ربیع الآخر ۱۰۹۱ھ میں انتقال کیا۔ سیواجی کے دو بیٹے تھے۔ ایک سنبھاجی (جو دلیرخان کے پاس سے جانے پر باپ کے حکم سے پنالہ میں قید تھا۔) اور دوسرا راجہ رام (جو دس برس کا تھا)

* سنبھاجی ایک برہمن کی عورت سے ملوث تھا اسلیئے سیواجی خفا ہوکر چند روز کے لیئے قلعہ پرنالہ میں قید کردیا تھا۔ چنانچہ یہ اوس قید سے بھاگ کر دلیرخان کے پاس آیا تھا ۱۲ مولف

☆ مولف تاریخ بساط الغنایم لکھتا ہے کہ سیواجی کی دوسری بی بی سورا بائی نے زہر دیکر سیواجی کا خاتمہ کیا۔

راجہ رام کی ماں سورا بائی بڑی ہوشیار و عاقلہ تھی۔ اوس نے سیواجی کی موت کو چھپایا۔ اور راجہ رام کو تخت نشین کرنا چاہا۔ مگر سنبھاجی کو بھی کیفیت معلوم ہوگئی۔ اور وہ یلغار آیا۔ جون ۱۶۸۰ء مین رائے گڈہ کی راج گدی پر بیٹھا۔ ہر ایک نے اطاعت کی۔ جب سنبھاجی مستقل ہوگیا تو سورا بائی کو قتل کرکے راجہ رام کو قید کیا۔ اور پنڈت کلوشا (کب کلس) کو وزیر کیا۔ یہ وہی پنڈت ہے جس نے سنبھاجی کو بنارس مین چند روز زر کہکر سیواجی کے پاس پہونچا دیا تھا۔ الغرض سنبھاجی نے اپنے مخالفون کو نیست و نابود کرکے ظلم و زیادتی اور عیاشی پر کمر باندھی۔ اورنگ زیب و والیان بیجاپور و گولکنڈہ سے بھی بگاڑ کرلی۔ بلکہ انگریزون اور پرتگیزون کو بھی اپنا دشمن بنالیا۔

اب بادشاہ برہانپور سے کوچ کرکے اورنگ آباد آیا۔ اسکے بعد قلعۂ سالیر و رام سیج تلکاؤن وغیرہ فتح ہوئے۔ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر نے قلعۂ ادھونی کو فتح کیا۔ ۱۶۹۴ء مین شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا۔ ۷ لاکھ ۲۶ ہزار روپیہ خرچ ہوے۔ اس اثنا مین میر ہاشم پسر سید مظفر وزیر ابوالحسن والی گولکنڈہ سے برداشتہ خاطر ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اسکی وجہ یہ تھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۵) کیونکہ بعض مفسدون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ سیواجی نے اپنے بیٹے سنبھاجی کو ولیعہد کرنیکے لئے بلایا ہے۔ اور تیرا بیٹا راجہ رام (جسکو تو ولیعہد بنانا چاہتی ہے) محروم ہوجاتا ہے چنانچہ اس وحشتناک خبر کے سننے سے سورا بائی نے یہہ کام کیا ۱۲ مولف

ملا کہتے ہین کہ جسوقت سنبھاجی تخت پر بیٹھا تو موجودات خزانہ و اسباب کی تفصیل یہہ تھی کہ پچاس ہزار لاکھ ہون۔ زیور طلا ۴ پلہ ۹ کہنڈی۔ تانبا ۱۳ پلہ ۳ کہنڈی۔ آلات آہنی ۲۰ ہزار کہنڈی۔ آلات سرب ۵۰ پلہ ۴ کہنڈی۔ آلات جست ۴۰۰ پلہ ۴ کہنڈی۔ چاندی ۴۰ پلہ ۴ کہنڈی۔ چانول ۷۰ پلہ

کہ ابوالحسن نے سید مظفر وزیر کو قید کر کے اکنا اور ماونا کو منصب وکالت اور اختیار سلطنت دیدیا تھا۔ چنانچہ میر ہاشم نے وہان کے تمام پوست کندہ حالات اور ابوالحسن کے ظلم وزیادتی اور افعال وخصائل کے واقعات بادشاہ سے عرض کر کے اپنے باپ کی رہائی چاہی۔ اور یہہ بھی بیان کیا کہ ابوالحسن نے چند سیرحاصل پرگنے سرکار گولکنڈہ ودامگیر تعلقہ صوبۂ مظفرنگر کے اس دعوے سے کہ وہ پہلے تلنگانہ سے متعلق تھے تصرف کر لئے ہین۔ ان تمام واقعات کے سننے سے بادشاہ کو حیدرآباد کی تسخیر اور ابوالحسن کے استیصال کی فکر ہوئی۔ شاہزادۂ محمد معظم کو ایک فوج گران کے ساتھ ملک تلنگانہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور مرزا محمد شریف منشی کو ابوالحسن کے پاس یہہ پیام دیکر بھیجا کہ تمہارے پاس جو دو الماس نایاب ہین اون کو اور تحائف کے ساتھہ معہ پیشکش روانہ کرو۔ اور خفیہ طور پر مرزا محمد کو یہہ سمجھا یا کہ ہم کو الماسون کی احتیاج نہین ہے۔ بلکہ ہمارا مقصد یہہ ہے کہ جو افعال قبیحہ ہمارے گوش زد ہوئے ہین اونکی تحقیقات کیجائے۔ جب مرزا محمد وہان پہونچا تو ابوالحسن نے قسم کہا کر کہا کہ وہ الماس میرے پاس موجود نہین ہین۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ انواج شاہی بسرکردگی شاہزادۂ محمد معظم وخانجہان بہادر کوکلتاش حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آرہی ہے۔ اب ادہر بھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۶) خشت فولاد ۴ ہزار کہنڈی۔ خردہ (۶۰) لاکھہ روپیہ۔ ۵۴ سبوچے جسمین ۲۲ لاکھ ہوین تھے۔ مگر اشرفی اور روپیہ خزانہ مین موجود نہ تہا۔ شاید کہ دوسرون کے تحویل مین ہو۔ اور جواہر خانہ مین الماس۔ پتہ۔ مانگ۔ پکھراج۔ مروارید۔ مرجان۔ تہنیہ۔ نیلم۔ کومیدک انگوٹھیان مرصع۔ پڑتلی مرصع پدک مرصع۔ طرّہ مروارید۔ سرپیچ مرصع۔ چندرکلہ۔ سیس پھول۔ بازوبند۔ کرن پھول وغیرہ بلاقید شمار وقیمت تھی تخمیناً ۶۰ کروڑ کے ہونگے۔ جابدارخانہ مین پارچہ پٹنی زردوزی ایک لاکھہ تھان۔ سیلۂ زردوزی وسادہ (۵) لاکھہ تھان۔ پارچہ ابریشمی (۴) لاکھہ تھان۔ شال ۵ لاکھہ۔ کمربند گجرات ۵۰ ہزار

لڑائی کی تیاریاں ہونے لگیں - الغرض طرفین کا مقابلہ ہوا - کشت وخون کا بازار خوب گرم رہا - فوج شاہی نے فتح پائی - ہرچند محمد معظم نے ابوالحسن کی سفارش کی - اور بادشاہ کے فرمایشات کی تعمیل پر توجہ دلائی - مگر مفید نہوا - آخر لڑائی کا سلسلہ پھر شروع ہوا - چنانچہ چار پانچ مہینے اسمین گذر گئے - اس اثنا مین محمد ابراہیم سپہ سالار فوج گولکنڈہ ابوالحسن سے ناراض ہوکر شہزادہ شاہ عالم کے پاس حاضر ہوا - جس سے دکھنون مین اور بھی پریشانی پھیلی - اور ابوالحسن خواص باختہ ہوکر بغیر مصلحت ارکان دولت کے رات کے وقت تمام محلات کو ساتھ لیکر معہ زیور وزر نقد وغیرہ حیدرآباد سے قلعہ گولکنڈہ مین پناہ گزین ہوا - ادہر شاہی فوج نے حیدرآباد مین لوٹ مار مچادی اور حیدرآباد کے تجار و ساکنین کو تمام فوج اور شہر کے اوباشون نے اسقدر پریشان کیا کہ لوٹنا کہ معاذ اللہ جدہر دیکھو ہائے - وائے کی فریاد وزاری تھی - آخر ابوالحسن نے شہزادہ کے پاس اپنے معتمد ملازمون کو بھیجکر صلح وامن کی درخواست کی اب شہزادہ کو بھی رحم آگیا - اسلیئے اوس نے کہا کہ اگر تم پیشکش مین سے ایک کروڑ ۱۰ لاکھ روپیہ سوار وجہہ مقرری سالانہ کے ادا کرکے دونون بھائی اکنا اور مادنا کو بیدخل کرو - اور گولکنڈہ ہی سیرم پرگنہ کھیر - اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی مین آئے ہین دست بردار ہوجاؤ تو

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۷) کے جواب ۵ لاکھ تھان - ہمرہ ایک ہزار تھان بقرلاط ایک لاکھ طاقہ ہمجودات خوشبو خانہ - وتنبولخانہ مین لونگ ۲۰ ہزار پلہ ۳۰ کھنڈی - جوتری ۳۰ کھنڈی - جوز ۳۰ ہزار کھنڈی - زعفران ۴ کھنڈی بخہ ۱۰ ہزار کھنڈی - ارگجہ ۲ کھنڈی - چندن ۵۰ ہزار پلہ ۵۰۰ کھنڈی صندل ۵ کھنڈی - کافور ۲ کھنڈی - عود ۱۰ کھنڈی - گلال ۲ ہزار کھنڈی - منقہ ۵ کھنڈی - اخروٹ ۳ پلہ ۳ کھنڈی - بادام ۲ کھنڈی - کھجور ۳۰ ہزار کھنڈی - کھوپرا ۵ کھنڈی - الائچی ۳ کھنڈی - روغن چنبیلی ۵ کھنڈی - روغن چنپا ۲ کھنڈی - روغن خوشبو ۱۰ کھنڈی - گوگل ۵ کھنڈی - ہلدی ۵۰۰ کھنڈی - مرچ - خشخاش - سپیاری وغیرہ بھی صدہا کھنڈی تھی

مین بادشاہ سے عرض کرکے معافی جرایم کی سفارش کرونگا - ابوالحسن نے جملہ شرایط منظور کرکے اکنا اور مادنا کے قید مین تامل کیا تو بعض سرداروں نے ان دونون بھائیون کو قتل کرڈالا - اور اونکے سر شہزادہ کے پاس بھیجدیے - اور ابوالحسن نے سید مظفر کو بھی رہا کرکے شہزادہ کے پاس روانہ کیا -

جب شہزادہ نے بادشاہ کو ان واقعات کی اطلاع دی اور صلح کے لیے درخواست کی تو بادشاہ نے بحسب ظاہر منظور فرمایا - لیکن خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و مغضوب کیا - اور گرانی غلہ کے باعث شاہزادہ حیدرآباد سے نکل کر کوہیر چلا آیا - اور میر ہاشم پسر سید مظفر کچھ جواہر اور خلعت مصلحتاً ابوالحسن کے لیے بادشاہزادہ کی التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے قریب آیا - لیکن خاص و عام مین یہہ شہرت ہوی کہ جواہر و خلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور رابلہ فریبی کے لیے ہے - اور میر ہاشم حیدرآباد کی تسخیر کے لیے آیا ہے چنانچہ اسی خیال سے ابوالحسن کی فوج نے اوسپر دھاوا کرکے میر ہاشم اور ایک دو سردار کو زخمی کیا - اور باقی فوج غارت ہوی - انہین ایام مین بموجب حکم شاہی قلیچ خان بہادر عرف عابد خان شائستہ فوج کے ساتھہ شاہزادہ کے پاس آئے -

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۸) گیہون - چاول - ماش - مونگ - اوہر - روغن زرد - روغن کنجد - ہڑتال - ابرک - شنگرف - اجواین وغیرہ وغیرہ ہزارہا کہنڈی - تلوار - کہانڈہ - برچھا - بہالا - جمدہر - سپر چلتہ - زرہ - تیر چلتہ کمان وغیرہ کی تعداد بھی ہزارون تھی - ۵۰۰ گھوڑے عراقی ۶۰۰ ترکی - ۸۰۰ دکھنی - ۱۰۰۰ مادیان - ۱۰۰۰ ایابو - ۳۰۰ اونٹ - ۱۰۰۰ گاؤ - ۵۰۰ جاموش ۱۲۵ فیل - ۱۰۰۰ غلام و چیلہ - ۶۰۰ کنیزان - اور قلعجات کی تعداد تقریباً تین سو سے زیادہ ہوگی - اس تمام اسباب دولت و مقبوضات کی تفصیل کے دیکھنے سے ناظرین سیواجی کی حشمت و ثروت کا اندازہ کرسکتے ہین گو تمام

اب کیفدر حالات بیجاپور کے ملاحظہ فرمایئے - چونکہ سکندر عادل شاہ والی بیجاپور مرہٹون کی مدد کرتا تھا - اسلئے بادشاہ نے شہزادہ محمد اعظم کو فوج شائستہ کے ساتھہ بیجاپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - طرفین سے خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا - لیکن غلہ کی گرانی اور کمیابی نے شاہی فوج کی حالت نہایت زبون کردی - جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو بادشاہ نے غازی الدینخان بہادر فیروزجنگ اور مجاہد خان وغیرہ کو رسد کے پہنچانیکے لئے مامور کیا - چنانچہ غازی الدینخان بہادر ۲۰ ہزار بیل غلہ کے لیکر شاہزادہ کے لشکر مین اوسوقت پہونچے کہ جب فوج بیجاپور نے شہزادہ کا محاصرہ کرلیا تھا - اور جانی بیگم محل خاص شہزادہ (جو دارا شکوہ کی بیٹی تہی) عماری مین پردہ سے باہر ہوکر تیر چلاتی تہین اور امرا کی تسلی و دلدہی مین کوشش کرتی تہین - الحاصل یہہ موقع دیکھتے ہی فیروزجنگ بہادر نے حملہ کرکے شہزادہ کو محاصرہ سے نکال لایا - اور شاہزادہ نے بے اختیار آپکو گلے لگایا - اور بادشاہ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ جیسے حق سبحانہ تعالی نے فیروزجنگ کی تردد سے اولاد تیموریہ کی شرم رکہی ہے - ایسی اونکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکہے" - جب بیجاپور کے محاصرہ نے طول کیہنچا تو بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۵ھ مین شولاپور سے بیجاپور آیا - آخر غازی الدینخان فیروزجنگ بہادر کی سعی و تردد سے ۱۰۹۶ھ مین بیجاپور فتح ہوا - اور سکندر عادل شاہ قلعہ کی کنجیان لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - بادشاہ نے ایک دربار عام کرکے اوسکو خلعت خاصہ اور سکندر خان کا خطاب عطا کرکے ایک لاکہہ روپیہ سالیانہ مقرر فرمایا اور قلعہ دولت آباد بہیجدیا کہتے ہین کہ بادشاہ نے یہہ کہا اور لکہا کہ "بدستیاری فرزند - ارجمند - پے زیور تنگ

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۷۴) فہرست ہمارے سامنے اسوقت موجود ہے - مگر لحاظ طوالت صرف اسیقدر لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے ۱۲ مولف -

غازی الدینخان بہادر فیروزجنگ مفتوح گردید" ۔ اسکے بعد نواح بیجاپور کا بندوبست کرکے ۲۲ ذیحجہ ۹۶ھ کو شولاپور کے جانب کوچ کیا ۔ اور وہان سے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی زیارت کیلئے گلبرگہ آیا ۔ یہان سے سعادت خان حاجب کے نام فرمان بھیجا کہ بہت جلد ابوالحسن سے پیشکش وصول کرکے روانہ کرو ۔ یہان سعادت خان نے ابوالحسن سے تقاضا شروع کیا تو اوس نے کہا کہ اسوقت سرِدست زرِ نقد پیش کش کا بھیجنا متعذر ہے البتہ جو کچھ جواہر میرے پاس موجود ہے وہ پیشکش کے معاوضہ مین گذرانتا ہون ۔ چنانچہ ابوالحسن نے تو عدد خوانچہ جواہر و زیور اور مرصع آلات بطریق امانت کے مہرین لگا کے سعادت خان کے پاس بھیجا ۔ اور اوس نے اون خوانچون کو بادشاہ کی خدمت مین روانہ کردیا ۔ اس اثنار مین معلوم ہوا کہ بادشاہ گولکنڈہ کی تسخیر کے لئے آرہا ہے ۔ اس خبر کے سننے سے ابوالحسن کی جان نکلی ۔ بادشاہ کے پاس عفو جرایم کے عریضے اور تحائف گذرانا ۔ مگر مفید نہوئے جب ابوالحسن بالکل مایوس ہوا تو لڑنے پر کمر باندہا ۔ انہین ایام مین غازی الدینخان بہادر ابراہیم گڈہ کو فتح کرکے بادشاہ کے پاس حاضر ہوے ۔ ۲۴ ربیع الاول ۹۷ھ کو بادشاہ قلعہ گولکنڈہ سے ایک کرس پر مقیم ہوا ۔ اور لڑائی شروع ہوی طرفین کے اکثر امی سردار مارے گئے چنانچہ اسی جنگ مین قلیچ خان بہادر پدر غازی الدین خان بہادر کے دائین ہاتہہ مین گولہ لگا دو تین روز بعد انتقال کیا

بعض غازون اور مفسدون نے بادشاہ کو یہہ سمجہایا کہ محمد معظم ابوالحسن سے سازش رکہتا ہے ۔ چنانچہ بادشاہ شہزادہ سے ایسا بدگمان ہوا کہ ۱۸ ربیع الثانی ۹۷ھ کو محمد معظم اور اوسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان مین بلاکر مقید کیا ۔ اور تمام کارخانے ضبط کرلئے بلکہ اوسکی بیگم نور النسا بیگم کو بھی قید کیا ۔ اسکے بعد لڑائی کا سلسلہ پھر شروع ہوا ۔ الحاصل

اور آخر ذی قعدہ ۹۸ سنہ میں روح اللہ خان نے رستم خان افغان پنی کی وساطت سے عبداللہ خان (جو ابوالحسن کا معتبر لازم تھا) کو ایسا پرچایا کہ اوس نے قلعہ میں آنے کے لئے راستہ دیدیا۔ ایک پہر رات باقی تھی کہ روح اللہ خان بختیار خان۔ رستم خان صف شکن خان وغیرہ حصار کے اندر داخل ہوے۔ اور شاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھہ ہاتھی پر سوار دروازہ پر منتظر ٹہرا۔ اس موقع پر عبدالرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا۔ اور خوب لڑا۔ یہانتک کہ خون میں چور ہوگیا۔ جب ابوالحسن کو معلوم ہوا تو محل خاص میں آیا۔ سب کو تسلی دی۔ اور کہانا طلب کیا۔ اتنے میں روح اللہ خان اور بختیار خان پہونچے۔ جب ابوالحسن کہانے سے فارغ ہوا تو مالہاے مروارید گردن میں ڈال کر گھوڑے پر سوار۔ محمد اعظم کے پاس آیا۔ اور مالہ مروارید گردن سے اتار کر نذر دیا۔ شاہزادہ نے اوسکو قبول کر کے پیٹہ پر ہاتھہ رکہا۔ اور تسلی دی۔ اسکے بعد بادشاہ کے پاس لایا۔ بادشاہ نے عزت کے ساتھہ دولت آباد بہیجدیا۔ اور اوسکے اخراجات وغیرہ کیلئے معقول وظیفہ مقرر کیا۔

ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ ۶۸ لاکھہ ۵۱ ہزار ہون۔ ۲ کروڑ ۵۳ ہزار روپیہ یعنے جملہ ۶ کروڑ ۸۰ لاکھہ ۱۰ ہزار روپیہ۔ اسکے سوا جواہر و مرصع آلات وظروف طلا ونقرہ۔ اور جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۱۵ کروڑ ۱۳ لاکھہ دام دفتر میں لکہی تھی۔

جب حیدرآباد کے انتظام سے بادشاہ فارغ ہوا تو ولایت سکہر (جو حیدرآباد وبیجاپور کے درمیان واقع ہے) پر حملہ کر کے اوسکو بھی تسخیر کیا۔ اور نصرت آباد نام رکہا۔

انہیں ایام میں شیخ نظام حیدرآبادی الملقب بہ مقرب خان نے (جو کولاپور میں رہتا تھا) سنبھاجی کا عشرتکدہ (جو سنگمیر میں تہا) دریافت کر کے یلغار سر پر پہونچا۔ راجہ صاحب معہ رفقا کے نشہ میں چور تھے۔ اسلئے کچھہ بن نہ پڑی۔ اور مقرب خان نے

سنبھاجی اور کلوشا پنڈت کو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس لایا۔ بادشاہ نے اسلام کی دعوت کی سنبھا نے انکار کیا۔ اور بہت کچھ سخت وسست بادشاہ کو کہا۔ بادشاہ غصہ مین اگر پہلے اوسکی زبان کٹوائی۔ پھر آنکھو مین لوہے کی سلائیان پھروائین۔ اسکے بعد گردن اڑائی۔ اور کلوشا کا بھی کام تمام کیا۔ جب سنبھاجی مارا گیا تو سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اوسکے بھائی راجہ رام نے سنبھاجی کے بیٹے ساہو کو رائے گڈھ مین تخت نشین کیا۔ لیکن اعتقاد خان الملقب بہ ذوالفقار خان نے قلعہ کا محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ۱۵ محرم ۱۱۰۰ھ کو وہ شیر خوار راجہ اور اوسکی ماں گرفتار ہوکر آئے۔ لیکن بادشاہ نے اونکو قید وقتل نہین کیا۔ البتہ یہہ تاکید کی کہ ہتھون سے نہ ملین۔ اس اثنار مین قلعہ پنالہ وجرپ بھی ذوالفقار خان نے فتح کئے۔ اور راجہ رام پائین گھاٹ کو بھاگ گیا۔ اور مہاراشٹر کے اضلاع کا دورہ کرکے جنجی مین راجگڈی پر بیٹھا اور اوسکے طالع کی یاوری سے ایک صلاح کار معقول پنڈت پرہلاد ہاتھہ لگ گیا۔ اب بادشاہ نے قلعہ جنجی کی تسخیر کے لئے ذوالفقار خان کو روانہ کیا۔ اور مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کہیڑہ کی فتح کے لئے بھیجا۔ اوہر شاہی ملک مین راجہ رام کے دو چالاک ولایق سپہ سالار شنتاجی گھورپوری اور دھناجی نے خوب لوٹ مار مچادی۔ کام بخش نے قلعہ واکن کہیڑہ کی فتح مین بہت کوشش کی۔ مگر بیسود ہوئی آخر بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو وہان بھیجکر شاہزادہ کو ذوالفقار خان کی مدد کے لئے جنجی روانہ کیا۔ جب شاہزادہ جنجی آیا تو ذوالفقار خان کو ناگوار گذرا۔ اور اوس نے جنجی کے تسخیر مین نرمی شروع کردی۔ جس سے صرف محاصرہ مین پانچ برس گزر گئے اور قلعہ فتح نہوسکا بادشاہ اس معاملہ پر خبر پاکر شاہزادہ اور حمدۃ الملک کو طلب کرلیا اور ذوالفقار خان کو بدستور رہنے دیا۔ پھر کیا تھا ذوالفقار خان نے شعبان ۱۱۰۲ھ مین

جیجی کو فتح کیا۔ مگر راجہ رام اور اوسکے اہل وعیال کو نکل جانے دیا۔ چنانچہ بادشاہ اس موقع پر حیدر علیخان بخشی کو لکھا ہے کہ "جنجی فتح شد و رانا و حربی گرفتنش چندان کار نہ بود امّا از اغراض کہنہ علان از دست رفت"۔ الغرض اس فتح سے متعدد قلعے ملک کرناٹک کے اور کچھ بنا در فرنگ ممالک محروسہ مین ایزاد ہوئے اس اثنا مین سنبھاجی اور دنہاجی کی آپس مین رقابت و عداوت پیدا ہوی۔ اور مرہٹون کے اتفاق کو کیڑا لگ گیا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے ابوالحسن والی گولکنڈہ کی چار لڑکیان جو ناکتخدا تھین اون کے شادی کی تجویز کی بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا۔ اور درخواست کی کہ مین بادشاہ کے ہاتون پر وضو کیونکہ پانی ڈالنے کے لئے مقرر کئے جاؤن تو باعث فخر ہے۔ بادشاہ نے اوسکا یومیہ مقرر کرکے اوسکو باپ کے پاس رہنے دیا۔ دوسری لڑکی کو سکندر عادل شاہ والی بیجاپور سے شادی کرکے اوسکو حبس مین اوسکا ہمدم بنایا۔ تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسد خان سے عقد باندہا۔ چوتھی لڑکی کو نقشبندیہ خاندان مین بیاہ دیا۔ جسکو ابوالحسن نے پسند نہین کیا۔ اس عرصہ مین روح اللہ خان میر بخشی اور امیر الامرا اسالت خان نے انتقال کیا۔ اور شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقا ہوگیا تھا۔ مگر بفضلہ تعالی شفا حاصل ہوئی بعضون نے لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضی نے خواب مین آکر اوسے اچھا کردیا۔

اسکے قبل ایک مقام پر لکھا گیا ہے کہ بادشاہ نے محمد معظم کو قید کردیا تھا۔ چنانچہ انہین ایام مین محبت پدری نے جوش کھایا۔ اور شاہزادہ رہا کیا گیا اور بادشاہ نے بہادر شاہ کا خطاب عطا کرکے اکبرآباد کے بندوبست کے لئے روانہ کیا۔ اور اوسکے دونون بیٹون معزالدین و محمد عظیم کو بھی ہمراہ کیا۔

سنتاجی اور دنیاجی کی عداوت نے اسقدر ترقی کی کہ ایک دوسرے کے دشمن جانی ہوگئے آپس مین خوب لڑائیان ہوئین سنتا شکست پاکر پہاڑون مین بھاگ گیا۔

بادشاہ نے غازی الدینخان فیروز جنگ کو اوسکی گرفتاریکا فرمان بھیجا اس حکم کے پہونچتے ہی آپ اوسطرف روانہ ہوئے۔ اس اثنا مین نگوجی میانے دیسکھہ مبسور نے (جسکے بھائی کو سنتا نے ایک موقعہ پر ہاتھی کے پاؤں تلے کچلوادیا تھا) سنتا کے بھاگنے کی خبر پاکر اپنے آدمیون کے ساتھہ سنتا کے تعاقب مین گیا۔ اور اوسکو قتل کرکے اوسکا سر توبرہ مین ڈال گھوڑے کے پیچھے باندہ دنیاجی کے پاس خوشخبری دینے چلا۔ اتفاقاً راستہ مین وہ توبرہ گر پڑا۔ اور فیروز جنگ بہادر کے ہمراہیون کو ملا۔ اور آپکے روبرو پیش کیا گیا۔ آپنے فوراً اوس سر کو خواجہ بابا کے ہاتھہ بادشاہ کے پاس روانہ کردیا۔ بادشاہ شکرانہ الٰہی بجالایا اور خواجہ بابا کو خوشخبر خان کا خطاب دیکر سنتا کے سر کی تشہیر تمام بلاد دکن مین کرائی۔ گو سنتا کے وجود سے دنیا پاک ہوی۔ مگر مرہٹون کی خیرہ سری اور تیزاتی نہ گئی۔ اسلئے بادشاہ نے مرہٹون کے قلعون کی تسخیر کے لئے خود ارادہ فرمایا۔ چنانچہ پہلے سنت گڈہ فتح ہوا کلیدفتح اس قلعہ کا نام رکھا گیا۔ پھر قلعہ ستارہ پر حملہ کیا۔ اس لڑائی مین شاہی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ لیکن جب محاصرہ مین سختی کیگئی تو قلعدار نے امان چاہا۔ اور محمد اعظم کی وساطت سے یہ قلعہ فتح ہوا۔ اسلئے اعظم تارہ بادشاہ نے نام رکھا۔ ۲۵۔ رمضان ۱۱۱۷ھ کو خبر آئی کہ راجہ رام بڑا ڑے سے گہر جاتا ہوا راستہ مین مرگیا۔ تین خرد سال بیٹے اور دو رانیان چھوڑ گیا۔ ۱۰ شوال کو اطلاع ہوئی کہ مرہٹون نے اوسکے بڑے بیٹے کو جانشین کیا تھا۔ مگر وہ بھی چیچک سے مرگیا۔ اب راجہ رام کی بڑی رانی تاراباٹی نے اپنے بیٹے کو گدی نشین کیا ہے۔ ان متواتر خوشخبریون سے بادشاہ نے شادیانۂ فتح کے بجانے کا حکم دیا۔ اور خود

دوگانہ شکرادا کیا۔ اسکے بعد قلعہ پرلے تسخیر کرکے بادشاہ نے بہوسال گڈہ کی جانب کوچ فرمایا۔ ۲۸ ربیع الثانی کو شب کے وقت غیر موسم بارش اس زور و شور سے ہوئی کہ سیلاب بلا مین تمام لشکر مبتلا ہوا۔ اور ہر طرف فریاد و الامان بلند ہوئی اسوقت بادشاہ جائے ضرور مین تھا۔ سمجھا کہ دشمن نے ناگہان حملہ کیا ہے۔ جس سے یہہ شور و غوغا مچا ہے چنانچہ اس اضطراب مین اٹھا۔ پاؤن پھسلا اور پاؤن مین ایسی ضرب شدید آئی کہ علاج پذیر نہوی۔ اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتھ آئی۔ اسکے بعد لشکر شاہی نے قلعجات پرنالہ۔ دارون گڈہ۔ ناندگیر۔ چندن۔ وندن فتح کئے۔ جسکے نام علی التسلسل بادشاہ نے نبی شاہ درگ۔ صادق گڈہ۔ نام گیر۔ مفتاح۔ مفتوح رکھے۔ اب پادشاہ قلعہ کھیلنا کے جانب روانہ ہوا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم و مستور تھا۔ چنانچہ اس قلعہ کی تسخیر مین فوج شاہی کو نہایت مصائب و سختیان جھیلنی پڑین۔ اور اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور ایک مدت کے بعد قلعہ فتح ہوا۔ بادشاہ نے اسکا نام سنجر لنار کھا۔ اسکے بعد قلعہ بہادر گڈہ اور گندانہ فتح ہوے۔ اور بارش کا موسم سر پر آیا۔ بادشاہ نے لشکریون کے آرام کے لیے برسات کا موسم پونہ مین گذارا۔ اس اثنار مین شاہزادہ گام بخش کا بیٹا محمد محی الدین (جو رانی منوہر پوری کے بطن سے تھا) بعمر دہ سالہ انتقال کیا۔ اور شیخ صلاح الدین کی مزار کے پاس دفن کیا گیا۔ اسلئے بادشاہ نے پونہ کو محی آباد سے موسوم کیا۔ اب بادشاہ قلعہ راج گڈہ کی فتح کو چلا۔ یہہ قلعہ نہایت تنگ و تاریک مقام پر سیواجی نے تعمیر کیا تھا۔ اس کی تسخیر مین شاہی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ آخر دو مہینے کے محاصرہ مین ہاماجی قلعہ دار نے پناہ مانگی اور قلعہ کے کنجیان حوالہ کین۔ اسکا نام بادشاہ نے نبی شاہ گڈہ رکھا۔ پھر قلعہ توپا فتح ہوا۔ اور وہان سے قلعہ واکنکیر کا محاصرہ کیا گیا۔ اس قلعہ کی فتح مین چین قلیچ خان بہادر (آصف جاہ)

اور محمد امین خان بہادر تردد ات شائستہ بجالائے۔ اور اس محاصرہ مین اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور فوج شاہی کا بہت بڑا حصہ تلف ہوا۔ لیکن آخر الامر فتح نصیب ہوئی۔ اور بادشاہ نے اس قلعہ کا نام رحمن بخش رکھا۔ انہین ایام مین بادشاہ درد مفاصل کی وجہ سے علیل ہوگیا۔ غشی اور بیخودی کی نوبت آئی۔ بلکہ ایک دو دفعہ ناخوش خبرین بھی مشہور ہوگئین۔ مگر حکیم حاذق خان (صادق خان) نے چوب چینی کا استعمال کرایا جس سے نفع عظیم ہوا۔ اب بادشاہ وہان سے کوچ کرکے احمد نگر آیا۔ اور فرمایا کہ احمد نگر مکان اصتام سفراست بادشاہ کی قلعہ گیری نے مرہٹون کے فساد دور کرنے مین کچھ فائدہ نہ دیا۔ ہرچند بادشاہ نے خود اونکے ملک مین اگر تلوار چلائی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا۔ کئے ہزار آدمی مارے گئے۔ بڑے بڑے قلعے فتح کئے۔ اور مرہٹون کو پے خان وہان کیا۔ مگر پھر بھی اپنے مادۂ سرکشی کو رفتہ بروز زیادہ کرتے گئے۔

جب شاہزادہ محمد اعظم نے باپ کے اعلالت کی خبر سنی تو احمد آباد سے آنا چاہا۔ اور آپ ہوا کی ناموافقت کا بھی عذر کیا۔ لیکن بادشاہ نے اجازت نہ دی۔ اور لکھا کہ مائم مزاج اعلیحضرت عرضداشت بہین مضمون ارسال داشتہ بودیم۔ جواب فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بایشان سازگار است مگر ہوائے نفس اماوہ۔ لیکن محمد اعظم نے مکرر اجازت چاہی۔ بادشاہ نے طوعاً و کرہاً طلب فرمایا۔ اور اپنے بیٹے محمد عظیم کو جو عظیم آباد پٹنہ مین تھا بھی بلالیا۔ چنانچہ محمد اعظم حضور مین رہکر عمدۃ الملک اسد خان اور ایک جماعت کثیر کو اپنا رفیق بنایا۔ علاوہ بریں اوسکو اپنی شجاعت کا بھی غرور تھا۔ اور احمد آباد مین کچھ خزانہ اور لشکر بھی جمع کرلیا تھا۔ اب یہان اس تاک مین تھا کہ بادشاہ کے رکاب مین جو خزانہ اور فوج ہے اوس پر بھی قبضہ کرلے۔ اور انہین مجموعات بالا سے اپنے برادر کلان محمد معظم بہادر کو کچھ بھی ہستی نہین

سمجھتا تھا - اور کام بخش کا تو عدم وجود اوسکے نزدیک ایک تہا - جب بادشاہ نے اوسکی اطوار وارادہ پر نظر ڈالی تو یہہ کام کیا کہ محمد کام بخش کو بیجاپور روانہ کیا - اور محمد اعظم کو حکم دیا کہ صوبہ بالوہ چلا جائے - جب یہہ دونون شاہزادے روانہ ہوئے تو بادشاہ کو بخار شدت کے ساتھہ چڑہا - چار روز تک باوجود اشتداد مرض پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھہ ادا کی - اس حالت مین حمید الدین خان نے مجنون کی تجویز سے عرضی بہیجی ایک فیل اور ایک دانہ الماس بیش قیمت صدقہ کیا جائے - بادشاہ نے اوس پر لکھا کہ "فیل تصدق برآوردن طریقہ ہنود و اختر پرستان است - چار ہزار روپیہ نزد قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رساند" اور یہہ بھی لکھا کہ "این خاکسار را زود بمنزل اول رسانیدہ بخاک سپارند و بہ ترتیب تابوت نہ پردازند" کہتے ہین کہ بیٹون کے نام ملک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکھکر حمید الدین خان کو دیا تھا - بعض کہتے ہین کہ اوسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا - جسمین لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی اور شمال مشرقی صوبون پر قبضہ کرے - اور دلی کو دار السلطنت بنائے - اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب مغرب کے ملکون پر سارے دکن سمیت قابض ہو - اور آگرہ کو دار السلطنت ٹہرائے - مگر گولکنڈہ اور بیجاپور کی دو ریاستین کام بخش پاس رہین - اسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تہا کہ جسمین اوس نے اپنی تجہیز و تکفین کے نسبت یہہ لکھا تھا - کہ "ساڑہے چار روپیہ جو میرے ہاتھہ کی محنت کی ٹوپیون کی سلائی سے بچے ہین - اوسمین تجہیز و تکفین ہو - اور آٹہہ سو پانچ روپیہ جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوے ہین - مساکین مین تقسیم ہون" الحاصل ۲۸ ذی قعدہ ۱۱۱۸ھ ۵۱ سال ۴ مہینہ جلوس روز جمعہ بادشاہ نے صبح کی نماز پڑہکر کلمہ توحید کا ذکر شروع کیا اور ایک پہر دن چڑہے اس دار فنا سے روضہ خلد مکان کو تشریف فرما ہوا - قاضی و علماء وصلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوے - جنازہ کی نماز پڑہی

نعش کو خوابگاہ مین رکھا۔ نواب زینت النسا بیگم اور شاہزادہ محمد اعظم جو اردو سے معلے سے ۲۵ کروہ پر تھے۔ روشنبہ کو آئے محمد اعظم روز دوشنبہ نعش کو اپنے کندہے پر رکھکر دیوان عدالت تک لیگیا۔ اور آگے اوسکو روانہ کیا شیخ زین الدین کے مقبرہ مین بادشاہ نے اپنے مین حیات قبر بنائی تھی وہان وصیت کے موافق دفن کیا۔ اور کہئے سیر حاصل دیہات و پرگنات اورنگ آباد کے منجملہ سرکار دولت آباد کے جدا کئے گئے اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوے اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کے لئے مقرر ہوئے۔ بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ سرخ کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ۲½ گز ہے اور ارتفاع چند انگشت سے زیادہ نہین ہے۔ تعویذ مجوف ہے۔ کہ اوسکو خاک سے پر کرکے ریحان کو اسمین بوتے ہین۔ بادشاہ کا نام مرنیکے بعد خلد مکان رکھا گیا۔ مدت عمر ۹۱ سال ۱۳ یوم اور ایام سلطنت ۵۰ سال ۲ ماہ ۷ یوم تھے۔

عالمگیر خدا پرست۔ سچا دیندار تھا۔ خوف الہی اوسکو ہمیشہ رہتا تھا۔ چنانچہ اوسکے آخری وقت کے خطوط اس امر کی شہادت دیتے ہین۔ کلمات طیبات مین ناظرین ملاحظہ کرین۔ یہان اونکا لکھنا محفوظ الت ہے۔ عالمگیر کے اعمال و افعال و عقاید حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ فرایض خمسکا پابند تھا۔ نماز پنجگانہ مسجد مین جماعت کے ساتھ ادا کرتا تھا۔ سنن و نوافل و مستحبات بھی برابر جاری تھے۔ رمضان المبارک کے تیس روزے اور تراویح و ختم کلام مجید بھی ناغہ نہوتا تھا۔ علاوہ رمضان کے روزون کے ہر ہفتہ مین ۳ دن دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ کو بھی روزہ رکھتا تھا۔ اعتکاف بھی بیٹھتا۔ زکواۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا۔ ادائے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا تھی مگر بعض موانع و عوائق کیسبب سے وہ حج نہ کرسکا۔ لیکن عازمان حج کے ساتھ بہت کچھ رعایت کرتا تھا۔ ہمیشہ باوضو رہتا۔ کلمہ طیبہ اور

اذکار و ادعیہ ماثورہ کو پڑہتا۔ لیالی متبرکہ مین شب بیدار رہتا۔ اہل اللہ سے اکثر صحبت رہتی تھی۔ کل ملاہی و مناہی و مسکرات و محرمات سے محترز رہتا۔ کبھی اوس نے شراب کو لب نہین لگایا۔ سوائے زوجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت نہین کی۔ سرود کے استماع سے بھی۔ کلی پرہیز تھا۔ لباس نامشروع کبھی نہین پہنا۔ ظروف نقرہ و طلا کو مطلقاً کام مین نہین لایا۔ زردوزی جواہر نگار۔ رنگین لباس خود بھی چھوڑ دیا۔ اور امیروں کو بھی منع کیا۔ ضلالت و جہالت۔ مناہی و ملاہی کے رسوم مٹانے مین کمال درجہ سختی کی۔ کسبیون کو شہر کے باہر آبادی سے دور رہنے کا حکم دیا۔ اور امتیاز کے لئے لال کپڑے پہننے کا فرمان صادر کیا۔ چنانچہ اسیوجہہ سے انگریزون مین کسبیون کا نام لال بیوی مشہور ہوا۔ عالمگیر نے کسی ہندو کو زبردستی مسلمان نہین کیا۔ بلکہ اوسکے عہد کی تاثیر سے دارالخلافہ کے اطراف مین خود بخود ہندو مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ بلغورقاضی نے (محتاج خانے) متعدد دارالخلافہ اور شہرون مین غربا و مساکین کے لئے مقرر تھے۔ بادشاہ علوم دینیہ۔ تفسیر حدیث فقہ سے بخوبی واقف تھا۔ علاوہ بریں حافظ قرآن تھا۔ خط نسخ کے لکھنے مین کمال قدرت تھی۔ نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا۔ انشا پردازی اور نظم مین اچھا ملکہ تھا۔ فارسی۔ ترکی۔ چغتائی زبان خوب کرتا تھا۔ فتاوی عالمگیری اسی بادشاہ کے عہد کی نادر بیمثل یادگار ہے۔ اور خاص بادشاہ کے تصنیفات۔ کلمات طیبات۔ رقایم کرام۔ دستور العمل اگاہی بیش بہا نسخے ہین۔ اور ایک کتاب آداب عالمگیری ہے جسمین قابل خان نے اورنگ زیب کے مکتوبات جمع کئے ہین۔ وسعت مملکت جس پر عالمگیر بلاواسطہ سلطنت کرتا تھا۔ اسکی شمالی سرحد اوزبکون کی سلطنت تک یعنی خیوا اور بخارا کے خانات تک تھی۔ جنوب مین اسکی سرحد میسور تھی۔ جوانب

برٹش گورنمنٹ کے احاطہ بمبئی اور مدراس کی ہے۔ مشرق مین بنگال پوری تک جو اڑیسہ مین ہے۔ اور مغرب مین سومنات تک جو گجرات مین ہے۔ محاصل سلطنت کے حساب مین دو وقتین پیش آتی ہین۔ اول سکون کے قیمت کی تشخیص مین دوم محاصل کی تفصیل مین کہ کسقدر محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا۔ اور کتنا سائر ابواب سے۔ اب ان دونون کو بالتفصیل بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ علاوہ برین اکثر مورخون کے بیان مین آمدنی سلطنت کے متعلق بہت کچھ اختلاف پیدا ہے۔ چنانچہ برنیر ۲۲ کروڑ۔ تھیونوٹ ۲۶ کروڑ۔ بختاور خان ۳۰ کروڑ۔ نقشہ جات سرکاری ۴۰ کروڑ۔ منکی ۴۳ کروڑ۔ رومیو سیو ۳۳ کروڑ۔ ولیم ہاکنس ۵۰ کروڑ۔ ڈاکٹر جیمبلی گیری ۸۰ کروڑ۔ طامس صاحب ۷۰ کروڑ لکھتے ہین۔ ان آمدنیون مین ایک اختلاف اور بھی ہے۔ بعض بعض نے تو کل سائر مین کی کل آمدنی بھی بتلایا ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ صرف سائر کی یا زمین کی آمدنی اسقدر تھی۔ واللہ اعلم بالصواب عالمگیر کے اوصاف مین سے بعد بھی ایک وصف تھا کہ اوس نے اپنے بیٹون کو طاعت وصلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سروری و سرداری اور بہت طرح کے ہنر سکھائے تھے۔ حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر ضرورت آگاہ اقسام کے خطوط لکھنے سے ماہر۔ زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے۔ اور بیٹیان بھی عقاید حق اور احکام ضروریہ دینیہ سے واقف اور تلاوت و کتابت قرآن مجید مین مشاق تھین۔ بادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین۔ جنکے نام و تاریخ ولادت و وفات۔ نقشہ مندرجہ صفحہ (۴۹۲) مین ملاحظہ کیجئے۔

نمبر سلسلہ	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نمبر سلسلہ	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	زیب النساء	۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۹ء	۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۳ء	۶	زبدۃ النساء	۱۰۶۱ھ / ۱۶۵۱ء	۱۱۱۷ھ / ۱۷۰۷ء
۲	محمد سلطان	۱۰۴۹ھ / ۱۶۳۹ء	۱۰۸۸ھ / ۱۶۷۸ء	۷	اعظم شاہ	۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۳ء	۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۸ء
۳	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء	۱۱۲۳ھ / ۱۷۱۲ء	۸	اکبر شاہ	۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء	۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۶ء
۴	زینت النساء	۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء	۱۱۱۰ھ / ۱۷۰۰ء	۹	مہر النساء	۱۰۷۲ھ / ۱۶۶۲ء	۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۶ء
۵	بدر النساء	۱۰۵۷ھ / ۱۶۴۷ء	۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۱ء	۱۰	کام بخش	۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۷ء	۱۱۲۰ھ / ۱۷۱۰ء

بیٹوں کے حالات ملاحظہ کیجئے۔ اول محمد سلطان نواب بائی کے بطن سے۔ حافظ کلام مجید عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ کی نوشت وخواند میں بہرہ کافی رکھتا تھا۔ دوم محمد معظم شاہ عالم۔ نواب بائی کے بطن سے۔ حافظ قرآن۔ علم قرأت وتجوید سے آگاہ ایام شباب کو تحصیل علم میں ایسا صرف کیا کہ علم حدیث میں اوسکو قدوۃ المحدثین کہتے تھے۔ فقہ میں قرآن وحدیث سے استخراج مسائل کرلیتا تھا۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی خوب بولتا تھا۔ اقسام کے خطوط میں استاد۔ اکثر شب کو نوافل ادا کرتا۔ نماز ووظائف وتلاوت قرآن مجید روزانہ برابر جاری تھی۔ اوقات کا پابند۔ انصاف پسند۔ رحم دل۔ سید ہا سادہ تھا۔ سوم محمد اعظم۔ لرس بانو بیگم۔ شہنشاہ نواب خان معنوی کے بطن سے تھا۔ بادشاہ اسکو بہت پیار کرتا اور مصاحب بے بدل وبدل نزدیک کہتا تھا۔ چہارم محمد اکبر۔ دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ بادشاہ اسکی دو خوبیاں بتلاتا ہے ایک نماز جماعت سے پڑھتا

کوئی جمعہ ترک نہیں کرتا اور مخالفان دین سے کچھ باک نہیں رکھتا - دوم مشہد معلی میں امام موسیٰ رضا کے مرقد کی زیارت کی تھی - پنجم کام بخش - بائی اودیپور کے بطن سے حافظ قرآن کتب متداولہ میں سب بھائیون سے زیادہ ماہر - ترکی زبان اور اقسام کے خط لکھنے میں مہارت شجاعت وسخاوت جبلی تھی -

بیٹیون کا حال یہہ ہے کہ اول زیب النسا بیگم - بیگم کے بطن سے - حافظ کلام مجید تھی (جسکے عوض بادشاہ نے ۳۰ ہزار اشرفیان دی تہین -) علوم فارسی وعربی میں بہرۂ تمام - اقسام خطوط - نستعلیق - وشکستہ - میں خوشنویس - علم کی قدرشناس تصنیف وتالیف میں معروف رہتی تھی - علما صلحا - فضلا شعرا - اکثر انعام سے مستفید ہوتے تھے - چنانچہ ملا صفی الدین اوزبیلی (جو کشمیر میں رہتا تھا -) نے اوسکے حکم سے تفسیر کبیر کا ترجمہ کرکے زیب التفاسیر نام رکھا - علاوہ اسکے اور بہت سی کتابین اور رسالے اوسکے نام پر تصنیف ہوئے ہین - دوم زینت النسا بیگم یہہ بھی بیگم کے بطن سے تھی - عقاید حقیہ واحکام ضروریۂ دینیہ سے آگاہ - اول درجہ کی سنی تھی - سوم بدر النسا بیگم نواب بائی کے بطن سے - حافظ قرآن مجید - علم دینی سے واقف تھی - چہارم زبدۃ النسا بیگم - یہہ بھی بیگم کے بطن سے تھی - سپہر شکوہ پسر داراشکوہ سے نکاح ہوا - جس مہینہ مین باپ مرا اوسی مہینے مین یہہ بھی مرگئی - پنجم مہر النسا بیگم - اورنگ آبادی محل کے بطن سے - ایزد بخش پسر مراد بخش سے بیاہی گئی تھی - ۱۱۰۱ھ مین وفات پائی -

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-1

جلوس محمد اعظم شاہ بہادر

محمد اعظم شاہ جب عالمگیر کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوا تو امرا حاضرین خدمۂ محل کی تسلی اور

تالیف قلوب کی - اور باحتیاج سفر کے سرانجام کرنیکا حکم دیا - اور منجمون کے کہنے سے ۱۰ ذیحجہ ۱۱۱۸ھ کو تخت شاہی پر جلوس فرمایا - اور سکہ پر یہہ شعر منقوش ہوا - شعر سکہ زد در جہان بدولت و جاہ ۔ بادشاہ ممالک اعظم شاہ پہ شاہزادہ بیدار بخت جو احمد آباد مین تھا - اوسکو اپنی نیابت مین مقرر کیا - اور جب ابراہیم خان صوبہ دار گجرات آگیا تو شہزادہ کو حکم ہوا کہ سرحد مالوہ پر پہونچکر حکم کا منتظر رہے - ابراہیم خان نے احمد آباد مین پہنچکر مراد خان کی معرفت محمد اعظم کا حکم بیدار بخت کو پہونچایا تو اوس نے کہا کہ اب ہندوستان کی سلطنت کا کام ابتر ہوگیا - عالمگیر بادشاہ کی قدر خلقت نہین جانتی تھی - اب اس سے زیادہ کچھ نہین ہے کہ چند روز میرے باپ کو سلطنت نصیب ہے اور خونریزی ہو" اس عرصہ مین عید الضحی آئی - ابراہیم خان ناظم نے اعظم شاہ کے نام کا خطبہ پڑہایا - ابراہیم خان چاہتا تھا - کہ بیدار بخت کو اگر وہ جانیکا حکم ہو تو مین ساتھہ جاؤن - اگر اعظم شاہ کے دل مین بیدار بخت کی جانب سے وسوسہ نہوتا تو اوسکو اکبرآباد بھیجدیتا - جہان بیدار بخت کا خسر ممتاز خان صوبہ دار تھا - اور وہان لاکھ روپیہ سوا اشرفی و روپیہ غریب نواز (جو پانسو تولہ وزن مین تھا) و طلا و نقرہ و آلات غیر مسکوک کے موجود تھا - وہ ہاتھہ آتا - قلعدار منتظر تھا کہ وارثان ملک مین سے جو پہلے آئے اوسکو خزانہ و قلعہ حوالہ کرے - یہ کام مصلحت عقل اور رائے صائب کے موافق تھا - مگر تقدیر الٰہی مین کچھہ اور تھا -

اب کام بخش کی سنئے کہ اوسکو قلعہ پرینڈہ مین باپ کے مرنیکی خبر ہوئی - اور محمد امین خان ایک جماعت کو لیکر اعظم شاہ کے پاس چلا گیا - جس سے کام بخش کے لشکر مین تفرقہ پڑا - لیکن احسن خان نے باقی لشکر کو تسلی دیکر قلعہ بیجاپور کے تصرف کرنے کے لئے روانہ ہوا - اور نیاز خان قلعدار سے قلعہ کی کنجیان لین - اب کام بخش نے احسن خان کو منصب پنجہزاری سے سربلند کرکے بخشیگری پر مستقل اور حکیم محمد محسن کو تقرب خان کا خطاب دیکر قلمدان وزارت عطا کیا - اور

جشن جلوس کرکے خطبہ مین اپنا لقب دین پناہ پڑہوایا۔ اور سکہ مین یہہ شعر مسکوک کرایا۔ شعر

در دکن زد سکہ بر خورشید و ماہ ۔ بادشاہ کام بخش دین پناہ ۔ اسکے بعد کام بخش نے گہر گہ

* ہم نے اس سے قبل اسی تاریخ مین ایک مقام پر ناظرین سے وعدہ کیا تھا کہ سکہ کے تاریخی حالات کسیقدر تفصیل کے ساتھہ لکھینگے۔ مگر موقع نہین ملا۔ اب ہم یہان اوس وعدہ کو ایفا کرتے ہین۔

سکہ عربی لفظ ہے۔ جسکے معنے کوچہ۔ محلہ۔ راستہ۔ بازار کے ہین۔ اور اوس آہنی ٹکڑہ کا نام ہے جسپر حرف یا تصویر کندہ ہوتی ہے۔ اور اوسکے اندر چاندی اور سونیکی ٹکلی رکہکر نقش ابہارتے ہین۔ عربی مین مذیم و مذم۔ اردو مین بالا پائی۔ اور اصطلاح زبان فارسی مین بمعنی طرز و روش مستعمل ہے۔ اور عرف عام مین اوس فلز مسکوک کو کہتے ہین جسپر بادشاہ یا حاکم وقت کا کچہہ نشان ہو۔ اور داد و ستد خرید و فروخت مین کام آئے۔ پہلے زمانہ مین سکے مختلف دہاتون کے بنتے تہے۔ چنانچہ یونانیون نے لوہے کا سکہ بنایا تھا۔ پہر تانبے۔ پیتل اور چاندی کا جاری کیا۔ رومیون نے بہرت کے سکے بنائے تھے۔ چین مین ابتک پیتل کا صوراخدار پیسہ اور چاندی کا روپیہ رائج ہے۔ ہندوستان اور یورپ مین تانبے کا پیسہ۔ چاندی کا روپیہ۔ اور سونے کی اشرفی چلتی ہے۔ لیکن ہر ولایت مین پیسہ اور روپیہ کے نام مختلف ہین۔ اب بہی سکے مختلف دہاتون کے بنتے ہین زیادہ تر بادشاہون کے سنہ جلوس سے اور کبہی بیادگار واقعات عظیم جاری کئے جاتے ہین ان مین جاری کنندہ کا نام یا تصویر ہوتی ہے۔ اکثر دیوتاؤن اور جانورون کی شکلین۔ درختون اور پہلون کی صورتین بہی بنائی جاتی ہین۔ اگلے زمانہ کے آدمی دہاتون کو صاف کرنا نہین جانتے تھے۔ اسلئے اونکے سکے بدصورت ہوتے تھے۔ شاہان روم نے کئی دہاتون کو ملاکر سکے بنوائے تھے۔ پہلے پہل دنیا مین سکون کا رواج ممالک شرقیہ سے ہوا۔ پہر اور جگہہ پہیلا۔ ابتدا اسکی تانبے سے ہوئی پہر سونے تک پہونچی۔ اس ابتدائی حالت مین کوڑیونکا بہی نام لیا جاتا ہے۔ لیکن یہہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بجز ہندوستان کے کسی ملک مین کوڑیون نے یہہ رتبہ نہین پایا ہے۔ جو سکہ کی حد مین داخل ہوسکین۔ تاریخون سے یہہ بہی

دوآبکنکر کو تسخیر کیا - اور احسن خان کو قلعۂ کرنول کی تسخیر پر بھیجا - یوسف خان قلعدار کرنول نے احسن خان کو تین لاکھ روپیہ دیکر اس بلا کو سر پر سے ٹالا - اب یہاں سے احسن خان نے ارکاٹ کا رخ کیا - اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۵) پایا جاتا ہے کہ قیمت کا سکہ اول چین میں جاری ہوا - بعض سکے ولادت مسیح سے دو ہزار سال پیشتر کے ہیں - کتب تواریخ یہ بھی بتا رہے ہیں کہ اول چینیوں نے کاغذ کا سکہ (نوٹ) تجویز کیا تھا - اس صدی میں مغل قبلا خان خاتم چین نے اس سکہ کو زیادہ تر رواج دیا - اور ملک فارس میں گیخاتو نے سکۂ مذکور کا ناقص نمونہ جاری کیا -

ابتدا میں دھاتوں کے ٹکڑے ہی چلتے تھے - اون پر کچھ نقش وغیرہ نہوتا تھا - سکہ ہائے یونانی مقدار وزن پر محسوب ہوتی تھی - یونان میں طالیت نام سکہ تیس سیر کا تھا - اور یہی مختلف وزن وشکل کے طالیت تھے - ہرودطس مورخ کا بیان ہے کہ ملک لیدیا میں جو یونان کے قریب ہے سکوں پر نقش شروع ہوے - یونانی سکوں کے حاشیے کٹے ہوتے تھے - اور وہاں کا درم ۶۶ گرین (ایک گرین آدھی رتی کے قریب ہوتا ہے) کا ہوتا تھا - اور پانچ آنہ میں چلتا تھا - مورخین کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح سے چار سو سال قبل یونانیوں نے تانبے کے سکے چلتے تھے - اور تین سو برس پہلے چاندی کے سکے جاری ہوے - بعض مورخ کہتے ہیں کہ سونے کا سکہ فیلقوس بادشاہ مقدونیہ سے پہلے جاری نہ تھا لیکن جبلین شاہ جزیرۂ صقلیہ کے طلائی سکے دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ فیلقوس سے پہلے سے جاری تھا اسلئے کہ جبلین جزیرۂ صقلیہ میں حضرت مسیح سے چار سو اکیانوے برس پیشتر حکمران تھا - رومیوں نے اہل صقلیہ سے سکے سیکھے - اور مدت تک روم میں تانبے کے سکے رائج رہے - پھر چاندی کے جاری ہوئے - رومیوں کا ایک سکہ دس روپیہ قیمت کا تھا - قسطنطین شاہنشاہ روم نے اپنے آخر زمانہ میں ایک نئے قسم کا سکہ ایجاد کیا تھا - اور اوسکا نام نومس (صورۃ زر) رکھا تھا - اسکا رواج ترکستان میں ابتک ہے - روم میں نہایت قدیم سکہ دینارائی تھا - اسپر دو تاڈن - و رومیوں کی شکلیں بنی ہیں سکہ کے سکہ اکثر صاف تھے

اعظم شاہ وسط دیجہ بن جمدۃ الملک امیر الامرا اسد خان اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و دیگر امرائے نامدار کو ہمراہ لیکر شاہ عالم کے مقابلہ کو چلا۔ لیکن تین جلیل القدر مغلوں کے سرگروہ سردار لیخے

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۶) اسلامی سکے دو طرح کے ہیں ایک سکۂ نقرہ دوسرا سکۂ طلا۔ درہم و دینار کا وجود قرآن مجید کی عبارتوں میں بھی پایا جاتا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ نام قدیمی ہیں نہ اصطلاحی۔ یہی سبب ہے کہ مختلف زبانوں میں بھی ایک لفظ مختلف تلفظات سے مستعمل ہے جس سے زبان کے قومی اتحاد کا دعویٰ کیا جاتا ہے کہ عرب میں درہم۔ فارس میں درم۔ لاطینی میں ڈرام۔ اور ہندی میں دام کہا جاتا ہے۔ جزیرہ نمائے عرب نے سلطنت و حکومت پانے پر بھی کبھی سکہ کو ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ جس زمانہ میں سلاطین یمن و ملوک حمیر کا دور تھا اوسوقت بھی سکہ کو رواج میں دوسرے ہی ملکوں کا زیر بار احسان رہا۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ درہم فارسی کا معرب ہے اور دینار (سکۂ طلا) اصل میں قصبۂ دینور کے طرف منسوب ہے۔ جو علاوہ ہمدان ملک فارس کا ایک گاؤں ہے جہاں اسکا دارالضرب تھا۔ اسی مناسبت سے دنار نام کہا یا جو کثرت استعمال سے دینار ہوگیا۔ جسکو ہم عربی لفظ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عجمی ہے۔ جو قبل از اسلام ملک عرب کا افسر سمجھا جاتا تھا۔ علم حدیث کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی سکہ بھی درہم و دینار ہے جو بتعلیم الٰہی جاری ہوا جسکو دیکھکر شیطان نے سجدہ کیا اور اپنی کامیابی کا نہایت پر زور آلہ بنایا۔ قدیم تاریخ سے پایا جاتا ہے کہ درہم و دینار کا رواج ملک ایران سے ہے۔ اور آخری زمانہ میں ملک روم نے اوسکی ہمسری کا دعویٰ کیا۔ جس سے ابتدائے اسلام تک عرب میں ایران کے سکے جاری تھے۔ آگے چلکر اسلامی۔ سکہ بھی انہیں دونوں سکوں کا پیرو بنا۔ ٹھیک اندازہ نہیں کیا جاتا کہ عرب میں کتنے سکے جاری تھے۔ تاہم اسقدر ثابت ہوتا ہے۔ کہ درہم کے تین سکے عرب میں رائج تھے عبیدیہ ۱/۴ ۔ سمریہ ۲/۴ ۔ بغلیہ ۴/۴ ۔ اور ان سکوں کے اوزان بھی مختلف تھے جس سے ایک خفیف کہلاتا تھا جسکو طبریہ بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرا سکہ ثقیل بعض کا قول ہے کہ چہار دانگ کے درہم کو طبری۔ اور تین دانگ کے درہم کو مغربی اور ایک دانگ کے درہم کو یمنی کہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے سب کو جمع کرکے عبدیہ کے آدھے کے

خان فیروز جنگ بہادر او جین قلیچ خان خاندوران خان بہادر (آصف جاہ) و محمد امین خان بہادر نے اعلیٰ شاہ کی بعض بد وضعی و بد سلوکی سے افسردہ خاطر ہو کر ترک رفاقت کی۔ اور اورنگ آباد مین اگر

بقیہ نوٹ۔ صفحہ ۴۹۷ پر ایک مذن کا درہم جاری کیا۔ فاضل بہتہدی لکھتا ہے کہ پہلے زمانہ مین درہم دو طرح کا تھا۔ ایک کا نام ہشت دانگی دوسرا ناقص دہ درہم چہار دانگ کسری زائد۔ (دانگ = ۲ قیراط اور قیراط = ۲ طسوج۔ اور طسوج = ۲ حبہ) دینار سونے کا سکہ ہے۔ جسکا وزن ایک مثقال یعنے بقدر ایک درہم کے (ایک مثقال = ۶ دانگ اور ایک دانگ = ۴ طسوج اور ایک طسوج = ۲ حبہ اور ایک حبہ = ۲ جو اور ایک جو = ۶ خردل اور ایک خردل = ۲ فلس اور ایک فلس = ۲ فتیل اور ایک فتیل = ۶ نقیر اور ایک نقیر = ۶ قطمیر اور ایک قطمیر = ۶ ذرہ۔ پس اس حساب سے ہر مثقال مین ۹۶ جو ہوتے ہین بعبارت مین درہم کا معیار پیمایش پر ہے۔ مگر معاملات دنیا مین وزن پر ان دونون کا مدار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مثقال کا اطلاق دینار پر ہوتا ہے۔ حالانکہ دینار پر سکہ کا نام تھا۔ اور مثقال کا وزن جو الصٰغار کے نزدیک ۱۴ ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔ اور اصطلاح شرعی مین ۲۰ قراط اور قراط تین جو ہے۔ جو تین چاول، مثقال بحساب جو ساٹھ کے برابر ہے ہوتا ہے۔ اور بحساب چاول ۱۲۰ چاول کے برابر اور دوسرا سکہ ۱۲۰ سکہ کا ہے جسکو صنجی کہا جاتا ہے۔ جو تین ربع مثقال صیرفی ہوتا ہے۔ اسی حساب سے درہم کا وزن بھی معلوم ہو گیا۔ کیونکہ مشہور یہ ہے۔ ۱۰ درہم بوزن ۷ مثقال نعرئی ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ بہت سی روایات و حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملات باہمی مین بعوض قیمت یا اجرت درہم ہے ایک دانگ (ایک دانگ = ۶ رتی) چاندی بقدر ضرورت توڑ لیا کرتے ہین۔ کیونکہ اس قلیل وزن کا سکہ باعتبار پیمایش بہت بڑا ہوتا ہے۔ کم سے کم انگوٹھے کے پور کے برابر ہوتا ہے۔ اور زیادہ کف دست کے اس پشت کے برابر جو ہاتھ کے پھیلانے مین ہر چہار سمت کے مقابل مین گڑھا سا ہتیلی مین معلوم ہوتا ہے۔ اس پیمانہ کا سکہ قبل اسلام ہی سے مخصوص نہین ہے۔ بلکہ اسلامی سکہ بھی اسی انداز کا بننا شروع ہوا۔ عہد رسول خدا تک تو اس سکہ کا پتا نہین لگتا ہے۔ بجز اسکے کہ ہجرت فرما کر جب آپ رونق افروز مدینہ منورہ ہوئے تو حکم دیا کہ موافق وزن اہل مکہ معاملہ کریں۔

اکثر پرگنات پر قابض و متصرف ہوئے۔

اب شاہ عالم بہادر شاہ کے حالات ملاحظہ فرمائیے کہ شاہ عالم کو بادشاہ کی خبر ۲ ذیقعدہ کو پشاور میں پہنچی

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۹۶)، لیکن حضرت عمر بن الخطاب کے متعلق اسقدر بیان کیا گیا ہے کہ جب زمین کا خراج مقرر کیا گیا تو بڑے سکہ کے طالب ہوئے کہ اسی ثقیل سکہ سے ادا کریں۔ جبر رعایا نے بہت کچھ عذر کیا۔ تب حکم دیا کہ سکوں کا وزن مساوی کیا جائے۔ جب ہی سے یہ سکہ درہم بغلی رائج ہوا جسکا وزن ۶ دانق تھا۔ اس سکہ کے مرتب کا نام راس البغلی تھا۔ اسلئے اسکا نام درہم بغلی مشہور ہوا۔ اسکی شان یہ تھی کہ ایک طرف تو کسریٰ شہنشاہ عجم کی تصویر تھی۔ جو کرسی پر بیٹھی ہے۔ اور اسکے نیچے بحروف فارسی توش خور لکھا تھا۔ کیونکہ دراصل یہ سکہ کسرائی تھا۔ صرف اسکے وزن میں تبدیلی کیگئی تھی۔ لیکن علماے لغت کی تحقیقات اس بارہ میں مختلف ہے۔ بعضوں نے بغلی بسکون غین و لام پڑھا ہے۔ اور بعض نے بفتح غین و تشدید لام۔ اس اختلاف لغت کے بعد وجہ تسمیہ میں بھی اختلاف ہے۔ (۱) بغلہ ایک قصبہ کا نام ہے۔ جو شہر حلہ کے قریب صوبہ عراق میں تھا۔ اوسکی طرف نسبت ہے۔ (۲) راس البغل ایک بادشاہ کا نام تھا جسنے خفیف و ثقیل اوزان کو برابر کرکے ۶ دانق والے سکہ کو رائج کیا (۳) راس البغل مرتب کا نام ہے۔ اوسکے طرف اسکی نسبت ہے۔

جس روایت میں حضرت عمر کا نام لیا گیا ہے وہ غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر سکہ بدلنے کی ضرورت لاحق ہوتی تو کسرائی سکہ تصویر دار مجوسی کے جاری کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ وہ خود اسلامی سکہ جاری کر سکتے تھے۔ ہاں۔ یہ ممکن ہے کہ رعایا کے عرض و معروض پر اونہوں نے اس کسرائی سکہ کا لینا قبول کیا ہو۔ جسکا وزن ۶ دانق تھا۔ جسکے موافق آخر میں اسی وزن کے سکے زیادہ تر بنوائے گئے۔ اور وہی مشہور ہوا۔ کوئی مورخ اس امر کا مدعی نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کوئی سکہ جاری کیا ہے۔ بلکہ سب نے اولیت اجرائے سکہ کو عبدالملک کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو بنی امیہ کا پانچواں فرمان روا اور سلطنت مروانی کا دوسرا بادشاہ ہے۔ کہتے ہیں کہ عبدالملک مروان کے زمانہ میں رومی دینار اور کسروی درہم مروج تھے۔ اسکے حکم سے حجاج یوسف نے

کیونکہ بادشاہ نے شاہ عالم کو صوبہ داری کابل پر روانہ کیا تھا۔ الحاصل جب بادشاہ کے مرنیکی خبر سنی تو اوسی روز پشاور سے کوچ کیا۔ اور لاہور کے قریب معتمم خان ۴۰ لاکھہ روپیہ لیکر شاہ عالم کی خدمت میں پہنچا

تقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۹) درہم پر سکہ لگایا۔ اور ایک گروہ یہہ کہتا ہے کہ حجاج نے دراہم منقوشہ کو خالص کیا۔ اور اللہ احد اور اللہ الصمد کا سکہ اوسپر لگایا۔ اوران دراہم کا نام مکروھہ ہوا۔ اسواسطے کہ اس مین خدا کے نام کا احترام نہین ہوتا تھا۔ آدمیون نے اس تغیر کے سبب سے اسکا نام یہہ رکھا۔ بعد حجاج کے عمر ابن ہبیرہ نے بعہد حکومت یزید بن عبد الملک عراق کی سلطنت مین دراہم کو حجاج سے بہتر بنایا۔ بعد خالد بن عبد اللہ قسری والی عراق نے اوسکو زیادہ پاک کیا۔ پھر یوسف عمر نے اوسکو کمال پر پہونچایا۔ یہہ بھی کہتے ہین کہ اول جس نے درہم پر سکہ لگایا وہ مصعب بن زبیر تھا۔ اور اوسکے طرح سکہ وزن ۱۰ دس یا ۱۲ بارہ مثقال کے بنائے جاتے تھے۔ بعض کہتے ہین کہ اول درہم یا درہام کی شکل کھجور کی گٹھلی کی سی تھی حضرت عمرؓ فاروق کی خلافت مین اسکی شکل گول بنائی گئی۔ مولف گنج شائگان کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنا سکہ جاری کیا تھا۔ جو مجھے دستیاب ہوا تھا یہہ سکہ مختلف نام کا تھا۔ جسپر عبارت بھی مختلف تھی۔ یعنے لا الہ الا اللہ۔ الحمد للہ۔ یا قل ہو اللہ احد۔ چنانچہ یہہ قل ہو اللہ احد والی اشرفیان احدیہ کہلاتی ہین بہرحال یہہ زیادہ ثابت ہوتا ہے کہ درہم و دینار کا اسلامی سکہ بزمانہ حکومت عبد الملک جاری ہوا۔ نقش دینار بزبان رومی تھا۔ اور نقش درہم بزبان فارسی۔ وجہہ اوسکی کتاب محاسن و مساوی مین امام ابراہیم بن محمد بیہقی نے یہہ لکھا ہے کہ امام کسائی بیان کرتے ہین کہ ایک روز مین ہارون کے پاس گیا۔ اوسکے سامنے بہت سا مال پڑا ہوا تھا۔ جسکو وہ ارکان سلطنت و خدام مین تقسیم کر رہا تھا۔ ہارون کے ہاتھہ مین ایک چمکدار درہم تھا۔ اوسکو بتلا کر مجھسے پوچھا کہ سب سے پہلے کس نے اس سکہ کو طلا و نقرہ مین جاری کیا۔ مین نے جواب دیا کہ عبد الملک۔ ہارون نے ایجاد کا سبب پوچھا۔ مین نے لاعلمی ظاہر کی۔ ہارون نے کہا کہ اصل یہہ ہے کہ بزمانہ سابق تمام کا تمام روپیہ سکے کا رخانہ سے آتا تھا۔ اور اہل مصر نصرانی قیصر روم کے مذہب پر تھے اسلئے طراز (مہر کی) ان سب کا نقش انکا اسی عنوان سے ہوتا تھا۔ ابن۔ ابن روح

شاہ عالم نے اوسکو وزارت کی مبارکباد دی - سلخ محرم ۱۱۲۶ھ کو نواح لاہور مین مقام کرکے اپنے خطاب اور سکہ کا حکم دیا - اور کہا کہ روپیہ کے وزن مین نیم ماشہ بڑہا کر میرے نام کا سکہ لگایا جائے - مگر ارباب طلب

تعلیقہ نوٹ صفحہ ۵۰۰) ایک کاغذ پر کیہ منحصر ہے - بلکہ ظروف - پارچہ وغیرہ جو مصرین تیار ہوتا - اون سب پر بھی معرکہ کہا کیونکہ یہ کل متعلقین رومیون سے تعلق رکھتے ہین - اور عبد الملک کی خلافت تک بھی رومی معرکہ جانتے رہا - چونکہ یہ معرکہ زبان رومی مین بخط طغرا تھا - اسلئے کسیکو خبر نہوئی - ایک مرتبہ عبد الملک کو شک ہوا مترجم کو کہا کہ اسکا ترجمہ عربی مین کرو - اوس نے بیان کیا کہ اسمیں تنہ اب - ابن - روح کے نام کا معرکہ اسمین بنایا گیا ہے - عبد الملک نے سنکر کہا کہ یہ قاعدہ اسلام کے خلاف ہے - موقوف ہونا چاہیئے - فوراً اپنے بھائی عبد العزیز بن مروان (جو مصر کا گورنر تھا) کو اس عیسائی معرکہ کی موقوفی کو لکھا - اور شہد التدانہ لا الہ الا ہو کے معرکہ کی تیاری کا حکم دیا - جب اس نئے معرکہ نے رواج پایا تو اوسکی خبر قیصر روم کو ہوئی اوس نے ایک خط دستانہ عبد الملک کو یہہ لکھا کہ خلفائے لاسبق نے رومی معرکہ کو جاری رکھا تھا - کبھی اعتراض نہین کیا - اب جو تم نے اوسکو موقوف کیا ہے پس یہہ بتلاؤ کہ وہ صواب پر تھے یا برخطا - اور اب تم برسرخطا ہو یا صواب پر - وراس خط کے ساتھہ تحف و ہدایا بھی روانہ کیا - اور قدیم معرکہ کی اجازت چاہی عبد الملک نے تحفہ لیا اور نہ جواب دیا - پھر مکرر قیصر نے تحفہ ہائے سابق المضاعف کرکے بھیجا اور جواب چاہا - اس دفعہ بھی عبد الملک نے سفیر کو معہ تحایف واپس کر دیا - اب قیصر بہت درہم برہم ہوا اور سہ بارہ ایک خط یہہ لکھا کہ تم نے میرے ہدیہ کو واپس کیا - اور جواب نہ دیا جس سے میری تذلیل و تحقیر ہوئی - اب تمکو لازم ہے کہ میرا ہدیہ قبول کرو اور قدیم معرکہ کی اجازت دو ورنہ قسم ہے مسیح کی کہ مین سکہ درہم و دینار مین تمہارے پیغمبر کے نام گالیان (نعوذ باللہ) نقش کراؤنگا - جو تمہارے ملک مین مروج ہوگا - کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ اسلامی ملک مین سکہ نہین ہے - قیصر کے اس خط نے عبد الملک کو سخت متردد کیا - علنا - فضلا - صلحا کو جمع کرکے مشورہ لیا - مگر کسی سے جواب بن نہ پڑا - آخر روح بن زنباع وزیر اعظم نے جرات کرکے عرض کیا کہ تو اس معاملہ کو جناب حضرت امام باقر سے رجوع کرے ہمکو نہین ہے

کی خواہ مین داد و ستد پہلے ہی سکہ کے وزن کے موافق ہوتی تھی - اسلئے یہہ سکہ رائج نہوا - یہان اسکا بیٹا محمد معز الدین صوبہ دار ملتان بھی آگیا - اور دوسرے یعنے محمد عظیم صوبہ دار بنگالہ کو فرمان بہیجا کہ وہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰۱) حل ہوگا - چنانچہ عبد الملک نے گورنر مدینہ منورہ کے نام خط لکھا کہ حضور آنحضرت کو بتعظیم و تکریم روانہ کرو جب حضرت تشریف لائے تو یہ سارا ماجرا عرض کیا - آپ نے فرمایا کہ کاریگرون کو بلوا کر ہم دینار سکے ضرب کراؤ - اسکے ایک طرف کلمۂ توحید دوسری جانب اسم مبارک آنحضرت اور اوسکے حاشیہ مین نام شہر نام ضرب ثبت ہو - اسکے بعد آپ نے اوسکے اوزان یہہ بتلائے - کہ اسوقت تین سکہ کے درہم ہوتے ہین ایک بغلی (جو دس مثقال کے دس ہوتے ہین) دوسرا شامی خفاف (جو ۱۰ مثقال کے دس ہوتے ہین) تیسرا (جو ۱۰ مثقال کے دس ہوتے ہین) یہہ کل ۱۰۰ مثقال ہوے اسکو تین پر تقسیم کیا تو حاصل تقسیم ۳۳ مثقال ہوا اس ۳۳ مثقال کے دس درہم بنواے - اور اسی ۳۳ مثقال کی قیمت کے سونے کا دینار بنایا - جسکا خود وزن ۳۳ درہم ہوا - سکۂ درہم کا نقش فارسی مین تھا - لہذا اسکا نقش بھی فارسی مین رہنے دیا - اور دینار کا سکہ رومی حروف مین کیونکہ اسی انداز کے سکہ کی چلن تھی - اور ڈھالنے کا سانچہ کانچ کا بنوایا تاکہ زیادتی اور کمی سے محفوظ رہے - چنانچہ عبد الملک نے ایسا ہی کیا - اور رومی سکہ کے استعمال کو موقوف کرایا - قیصر روم کے ایلچی کو جب ارشاد ہوا کہ تو نے جس بات کی دھمکی دی ہے وہ پورا کر - مگر خدا اوسکو کبھی چلنے نیگا اب مین نے تیرے سکہ کو اپنے ممالک مین باطل کر دیا ہے - جب یہہ جواب قیصر کو پہونچا تو وہ دم بخود خاموش ہوگیا - جب لوگون نے اوس سے کہا کہ اوس سکہ کا اجرا کیون نہین کرتا تو جواب دیا کہ جب اہل اسلام اس سکہ سے داد و ستد نکرینگے تو پہر اس قسم کے سکہ سے کیا فائدہ ہوگا - یہ حکایت بیان کرکے ہارون نے وہ درہم ہاتھ سے پھینکدیا - تاریخ خمیس مین ہے - کہ یہ واقعہ ضرب درہم و دینار کا ۷۵ھ مین واقع ہوا - اسلام کا پہلا سکہ یہی ہے - ورنہ اس کے قبل رومی اور کسرائی سکے جاری تھے اور مختصر جامع سے نقل کیا ہے کہ نقش سکۂ اول ہو اللہ احد تھا - اوسکے حروف عربی مین تھے - کیونکہ اسکے قبل رومی اور عجمی

اکبرآباد آئے۔ اسکے بعد خزانۂ لاہور سے ۴۰ لاکھ روپیہ لیکر آگے بڑھا۔ سہرند میں وزیر خان نے ۴۰ لاکھ پیشکش گذرانی۔ اور اواخر صفر میں شاہجہان آباد کے حوالی میں پہونچا۔ اودھر محمد عظیم الشان ۲ ہزار سوار

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰۲) حروف کے سکے مروج تھے۔ مگر یہہ روایت لائق قبول نہیں کیونکہ موزخ جس نے اس تبدیلی کی کوئی وجہ نہیں لکھی۔ ہاں یہہ ممکن ہے کہ عبدالملک یا کسی اور نے اوسکے بعد یہہ اختراع کیا ہو کہ قل ہو اللہ اور کا سکہ کندہ کرایا۔ اور جناب امام نے ہرگز ایسی رائے ندی ہوگی جس سے کفار وغیرہ حروف قرآنی کی بے حرمتی مضمون مندرجۂ بالا پر وہ اعتراض کئے جاتے ہیں ایک یہہ کہ حضرت امام زین العابدین کی موجودگی میں (کیونکہ آپکا انتقال ۹۴ھ میں ہوا اور یہہ واقعہ ۷۶ھ کا ہے) عبدالملک نے امام محمد باقر کو کیوں طلب کیا۔ حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ اسکے قبل عبدالملک نے ایک مرتبہ حضرت امام زین العابدین کو قید کرکے طلب کیا تھا۔ اور کچھہ دور جانے کے بعد ازراہ اعجاز آپ زنجیر کو ذبح کرکے بذریعہ طے الارض عبدالملک کے پاس پہونچے۔ اور فرمایا کہ تجھسے کیا مطلب ہے۔ عبدالملک بیان کرتا ہے کہ میرا دل خوف سے کانپا اور حجاج کو لکھا کہ فرزندان عبدالمطلب کے قتل سے خوف کرنا۔ چنانچہ اسی دہشت غالباً عبدالملک کو حضرت کے زحمت رہنے سے مانع ہوئی ہوگی۔ اور یہی باعث تھا کہ حضرت امام باقر کی طلبی کے متعلق روح بن زنباع نے عرض کیا کیونکہ ائمۂ اہلبیت کے صغیر و کبیر علوم لدنیہ میں سب مساوی ہیں۔ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ نے جابر کو خاص طور پر امام محمد باقر کی بشارت دی تھی کہ حضرت امام حسینؓ کے پوتے محمد نام باقر یعنے شگافتہ کرنے والے علم اولین و آخرین کے ہونگے اور اے جابر تو اونکی زیارت کریگا تو مجھ میرا سلام پہونچانا۔ وہ سرا اعتراض یہہ کرتے ہیں کہ اسکے قبل ملک میں عیسوں کا سکہ جاری تھا۔ اب حضرت عمر کو اپنا سکہ جاری کرنا پڑا۔ سونے اور چاندی کے سکے ڈھلنے لگے۔ لا الہ الا اللہ۔ الحمد اللہ۔ سورۂ قل ہو اللہ ان سکوں پر مضروب ہوتا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اسلامی سکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ سے جاری تھا۔ اسکی اصل جسقدر تھی۔ وہ حیوۃ الحیوان سے لکھی گئی۔ کہ حضرت عمرؓ نے وہی نوشیروانی سکہ جاری کیا تھا

لیکر محمد سید ارنجت کے پہنچنے سے پہلے اکبرآباد آگیا۔ اور ممتاز خان صوبہ دار کو مغلوب کرکے اوسکا مال ضبط کیا اور خزانہ پر قبضہ کرکے باپ (بہادر شاہ) کو عرضداشت لکھی بہادر شاہ اس خبر کے سنتے ہی شادیانہ بجانے کا حکم دیا۔ اور شاہجہان آباد سے ۳۰ لاکھ روپیہ لیکر اکبرآباد کے طرف چلا۔ اکبرآباد کے خزانہ مین تیرہ کروڑ روپیہ نقد اور اشرفیان مروپیہ غریب از بیحد و بیشمار تھا۔ چنانچہ شاہ عالم نے چار کروڑ روپیہ اور اشرفیان خزانہ سے نکال کر ملازمان قدیم و جدید کی تنخواہ تقسیم کی۔ اور شاہزادون و امرا سے ناصی کو لاکھون روپیہ انعام دیا۔ اور خان زمان کو پنجہزاری پنجہزار سوار کا منصب اور صاحب السیف والقلم و نیز بافرینہنگ جملۃ الملک بہادر ظفر جنگ کا خطاب سرفراز کرکے وزارت حوالہ کی۔ کہتے ہین کہ شاہزادہ محمد اعظم الشان صوبۂ بنگالہ سے ۱۱ کروڑ روپیہ ہمراہ لایا تھا۔ اور تیس ہزار سوار کی موجودات باپ کو دکھلائی قیاساً اسی ہزار سوار تھے۔ اور محمد اعظم شاہ توپخانہ اور ۳۵ ہزار سوار موجودی جو بحساب فوجبندی ۸۰ یا ۹۰ ہزار سوار ہوتے ہین ہمراہ لیکر بھائی سے لڑنے چلا۔ جب محمد اعظم کو الیاس

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰۳) جسپر نوشیروان کی تصویر تھی۔ اور اوسکے سامنے نوشخور لکھا ہوا تھا۔ نہ کہ لا الٰہ الا اللہ کا سکہ جاری کیا ہو یا سورۂ الحمد۔ یا قل ہو اللہ احد۔ دوسرا مورخ لکھتا ہے کہ رسول اللہ کے وقت مین نوشیروان کا سکہ جاری تھا۔ جسپر اوسکا نام اور آتشکدہ کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ اور قبل بادشاہ روم کا بھی سکہ جاری تھا۔ جسپر حضرت عیسیٰ کی نصف تصویر بنی ہوی تھی۔ لیکن علامہ دمیری نے نوشیروان کی تصویر کو لکھا ہے۔ مگر آتشکدہ کا ذکر نہین کیا۔ اسلامی سکہ کے اجرا کی بابت بھی قول متفق ہے کہ اسکی ابتدا بعہد عبد الملک بتعلیم حضرت امام محمد باقر ہوئی۔ اور اوسکے قبل مختلف سکے جاری تھے۔ کسی اسلامی بادشاہ نے اسپر توجہ نہین کی تھی۔ اب ہم اس سکہ کے مضمون کو جو بہت طویل ہوگیا ہے۔ اس مقام پر ختم کرتے ہین۔ انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ کسی مناسب موقع پر شاہان ہند و کرکے سکون کے نقشے اشعار۔ اوزان وغیرہ درج کرینگے ۱۲ آصف

اوسکو معلوم ہوا کہ شاہ عالم اور محمد عظیم بڑے لشکر کے ساتھ اکبر آباد مین موجود ہین یہہ سنکر اپنی حقیقی بہن زیب النسا اور فضول اسباب کو گوالیار مین چھوڑا - بیدار بخت کو ہراول کیا - اور ۲۵ ہزار سوار لیکر اکبر آباد متوجہ ہوا - جب بادشاہ نے اوسکے آمد کی خبر سنی تو ایک نصیحت نامہ یہہ لکھا کہ "باپ نے جو وصیت نامہ تقسیم ملک کے بابت لکھا ہے - جسمین دکن کے کل ۶ صوبون مین چار صوبے معہ صوبہ احمد آباد کے تم کو دئے جائین - انکے سوا مین ایک دو اور صوبے بھی تم کو دیتا ہون - کیونکہ مین نہین چاہتا کہ مسلمانون کی خونریزی ہو - اگر اس پر ناراض ہو تو بہتر یہہ ہے کہ تم ہم مقابلہ کرین - دیکھین پروردگار عالم کسکو فتح نصیب کرتا ہے" اعظم شاہ نے اس نصیحت نامے کو دیکھکر برآشفتہ ہوا - اور کہا کہ اس عقل و ہوش باختہ نے گلستان بھی نہین پڑھی جسمین شیخ سعدی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ دو بادشاہی در اقلیمے نگنجند - اور آستین چڑھا کر یہہ شعر پڑھا - بیت چو خورشید بر آید بلند آفتاب + من و گرز و میدان و افراسیاب + اسکے بعد بہادر شاہ کو معلوم ہوا کہ محمد اعظم شاہ آب چنبل پر تصرف کرنا چاہتا ہے اس لئے اوس نے حکم دیا کہ خانہ زاد خان و صف شکن خان و آغر خان معبر آب پر تصرف کرین - اور دشمن کی فوج کو دریا سے نہ اترنے دین اور آپ اپنے چار لائق بیٹون معز الدین (جہاندار شاہ) محمد عظیم (عظیم الشان) رفیع القدر (رفیع الشان) جہستہ اختر (جہان شاہ) کو ہراول - جرار الغار - برار الغار - یلتمش - پر مقرر کرکے معہ فوج جرار سوار ہوا - ادہر اعظم شاہ اپنے بڑے بیٹے بیدار بخت کو مقدمتہ الجیش بنا کر اور دوسرے بیٹے والاجاہ کو دست راست پر تعین کیا - اور تیسرے بیٹے عالی تبار کو (جو خرد سال تھا) اپنے ساتھ ہاتھی پر بٹھا کر مقابلہ کو چلا - جب طرفین سے

مقابلہ ہوا۔ پہلے دفعہ اعظم شاہ کا پلّہ بھاری رہا۔ مگر اسکے بعد جنگ کا رُخ پلٹ گیا ہر چند ذوالفقار خان نے جنگ کے ملتوی کرنے کے لئے معروضہ کیا مگر اعظم شاہ کی ضدی طبیعت نے نمانا۔ اور ہنگامۂ کارزار برابر گرم رکھا۔ اس اثنار مین اعظم شاہ کے امرائے نامی مین خان عالم۔ امان اللہ خان۔ منور خان۔ تربیت خان۔ قطب خان۔ راجہ رام۔ راجہ دلیپ سنگھ وغیرہ کشتہ ہوئے۔ اس پر اور غضب یہہ ہوا کہ بیدار بخت ووالاجاہ بھی قتل ہو گئے۔ جب اعظم شاہ نے دونون کے مرنیکی خبر سنی تو ایک آہ سرد کھینچی اور شہزادۂ عالی تبار جو ہاتھی پر ہمراہ تھا۔ اوسکو سپہ سالار کہا۔ اتنے مین اعظم شاہ کے لشکر کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ خود بھی زخمون مین چور سکرات کی حالت مین گرفتار تھا کہ رستم دل خان نے ہاتھی پر سوار ہو کر اوسکا سر جدا کیا۔ اور بہادر شاہ کے ہاتھی کے پاؤن تلے ڈالدیا۔ اور مبارکباد دی بہادر شاہ نے اوسکے طرف تُند نگاہ سے دیکھا اور آنکھون مین آنسو بھر آئے اس اثنار مین۔ آصف الدولہ اور اوس کا بیٹا ذوالفقار خان رومال سے ہاتھہ باندھکر حاضر ہوئے۔ بہادر شاہ نے اونکے ہاتھہ کھلوائے۔ اور ملبوس خاص عنایت کیا۔ بعد ازان آصف الدولہ کو منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور وکالت کُل کے جلیل القدر عہدہ سے سرفرازی بخشی۔ منعم خان کو جملۃ الملک کا خطاب اور وزارت اعظم کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ اور بھائی کے بیٹے شاہزادۂ عالی تبار پر ترحم کرکے مادام الحیات اپنے بیٹون کی طرح رکھا۔ اور عزت کے ساتھہ مطلق العنان کیا۔ پھر دو رکعت نماز شکر ادا کر کے عالی تبار محمد بیدار بخت کے بیٹون بیدار دل وغیرہ کو بلایا۔ اور گلے لگایا۔ پدرانہ دستِ شفقت

اونکے سر پر رکھا - اور محمد اعظم و بیدار بخت و والاجاہ کی لاشون کو غسل و کفن کے بعد ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرایا - اور خانخانان (جسکو اس لڑائی مین بہت گہرا زخم لگا تھا) کی عیادت کو گیا - اور یار وفادار سے مخاطب کیا - ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس انعام دیا - اور باقی امراکو بھی خطابات و انعامات سے ممتاز کیا - اور اپنے چارون بیٹون کو خطابات و مناصب اعلیٰ سے مفتخر فرمایا - اسکے بعد بادشاہ نے راجہ اجیت سنگھ کی شورش و فساد کو مٹایا - آخر اوس نے مجبور ہو کر اطاعت کرلی - اب بادشاہ نے محمد کام بخش کو لکھا کہ "والد نے تمکو بیجاپور کی صوبیداری دی تھی - لیکن مین حیدرآباد کی صوبہ داری اوس پر ایزاد کرتا ہون لعد زمانہ قدیم سے جو پیشکش داخل ہوتی ہے - وہ بھی معاف کیجاتی ہے - مگر شرط یہہ ہے کہ رعایا کے امن و آرام مین کوشش کرو - اور میری خوشنودی کو مدنظر رکھو"

اودہر کام بخش کی سنئے کہ اوس نے احسن خان کو ہمراہ لیکر حیدرآباد کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا - اور رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد کو پیغام التیام افزا سے اپنا طرفدار بنایا - چنانچہ رستم دل خان ۵ ہزار سوار سے کام بخش کے پاس حاضر ہوگیا - مگر قلعدار نے یہہ عذر کیا کہ "جبتک بادشاہ کا حکم نہ آئے مین قلعہ پر قبضہ نہین دے سکتا" جب اوس نے صاف جواب دیدیا تو یہہ مصلحت ٹھہری کہ قلعدار پر رسد و غلہ مسدود کیا جائے - اس اثنا مین بعض بدخواہون اور مفسدون نے کام بخش کو یہہ سمجھایا کہ رستم دل خان - احسن خان - سیف خان - احمد خان یہہ چارون اتفاق کرکے آپکو جامع مسجد مین جمعہ کے روز قید کرنیکی تجویز مین ہین - چونکہ کام بخش اول ہی سے سودائی مزاج تھا - جب یہہ سنا تو نہایت آتشفتہ ہوا - اور چارون کو قید کرکے طرح طرح کے عذاب دیکر مار ڈالا انہین ایام مین بہادر شاہ کا ایلچی معتبر خان وہ خط لایا - اس موقع پر اون مفسدون نے کام بخش کے یہہ ذہن نشین کیا کہ بادشاہ نے معتبر خان کو آپکے قید کے لئے روانہ کیا ہے - اس بات کے سنتے ہی

کام بخش نے حکم دیا کہ ایلچی کے ہمراہ جسقدر آدمی آئے ہین وہ اپنا نام لکھکر لائین تاکہ اونکو یومیہ وغیرہ مقرر کیا جاے۔ اس یومیہ کی شہرت نے اکثر طالبعلمون وغیرہ کو ناحق بلا مین پہنسایا یعنے اون لوگون نے ایلچی سے ملکر اپنا نام بھی ہمراہیون مین لکھا دیا۔ اب کام بخش نے اون لوگونکو دعوت دیکر طلب کیا جب وہ آئے تو سب کو قتل کرڈالا۔ اور ایلچی کو قید کیا۔ بادشاہ کا جواب نہایت سخت و درشت لکھا۔ جب بہادر شاہ نے کام بخش کی ظلم و زیادتی اور خودسری کی خبر سنی اور جواب الاطائل دیکھا تو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ اور آخر شوال مین حیدرآباد کے قریب پہونچا۔ بہادر شاہ کے ہمراہ (۸۰) ہزار سوار تھے۔ اور کام بخش کی حالت یہہ تھی کہ اوسکی قتل و خونریزی کے باعث اکثرون نے اوسکا ساتھہ چھوڑ دیا تھا۔ جب بہادر شاہ کے مقابلہ کو نکلا تو صرف چار سو سوار ساتھہ تھے۔ اس دیوانگی کو اوسکے ملاحظہ کرکے بہادر شاہ نے اپنے بیٹون اور خانخانان کو مقابلہ کے وقت تاکید کی کہ کسیطرح کام بخش کو زندہ دستگیر کرین۔ مگر افسوس ہے کہ مقابلہ مین کام بخش سخت زخمی ہوکر گرفتار ہوا۔ اور اوسکی مختصر فوج شکست کہاکر بھاگ گئی۔ کام بخش کا ایک بیٹا فیروزمند بھی اس لڑائی مین مارا گیا۔ جب کام بخش کو بہادر شاہ کے روبرو لائے تو بہادر شاہ بہت رویا۔ اور جراحون کو علاج کے لئے تاکید کی۔ مگر کام بخش علاج کا مانع ہوا۔ اور بہادر شاہ سے کہا کہ میرے ہاتھی پر ایک چھوٹا صندوق سربمہر ہے جسمین اکثر وہ قیمتی جواہر ہین جو اعلیحضرت نے مجھکو دئے تھے۔ وہ تمہارے لئے تحفہ ہے۔ اس گفتگو کے بعد کام بخش کی روح پرواز کرگئی۔ اور بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنیکا حکم دیا۔ اور اوسکے بیٹے محمد السنہ وغیرہ کو مطلق العنان کہا اور تین روز تک رسم تعزیت ادا کی۔

اب کسیقدر حالات ساہو خلف سنبھاجی کے بیان کئے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ جب ساہو گرفتار ہوکر آیا تو عالمگیر نے اوسکو کم سن دیکھکر عذاب و شکنجہ مین نہین کھینچا بلکہ منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار۔ راجہ کا خطاب و خلعت عطا کرکے ممتاز کیا۔

اور اوسکے دونون چھوٹے بھائی مدن سنگھ۔ واود ہوسنگھ پر بھی کمال مہربانی مبذول فرمائی۔ اور کسیطرح کا قید و بند اونکے ساتھہ نہین رکھا۔ گرفتار کشتن و بچہ مارنگا پیدا کشتن و آتش کشتن و انگر گذاشتن کا رخ زمندان نیست کا بالکل خیال نرکھا۔ چنانچہ جب عالمگیر کا انتقال ہوگیا تو راجہ ساہو نے ذوالفقار خان نصرت جنگ کی سفارش سے حسب الحکم اعظم شاہ پوری پوری مطلق العنانی حاصل کی۔ اور اعظم شاہ کو بہادر شاہ کے جانب لڑائی مین متوجہ پاکر آپ سرحدود ہم سے پچاس ساٹھہ آدمیون کے ہمراہ شاہزادہ کی رفاقت سے جدا ہوا وہان سے موہن سنگھ زمیندار بیجاگڈہ اور انبو مرہٹہ معروف بہ پانڈاڈاکو کے پاس آکر اون کے ذریعہ مرہٹون کی فوج عظیم جمع کرکے اپنے آبائی تعلقے تسخیر کرنا شروع کیا۔

انہین ایام مین بیماجی سندیہ سیانوٹ مارسے تائب ہوکر بادشاہ کی ملازمت اختیار کیا۔ اور ابتدائے عہد خاندان تیموریہ مین یہ قاعدہ تھا کہ ایک خطاب دو آدمیون کو نہین دیا جاتا تھا۔ لیکن اس عہد مین صفدر خان نامی متعینۂ احمد آباد کا یہہ خطاب موروثی تہا۔ اور وہ دوسرے شخص کو بادشاہ نے عطا کیا تو صفدر خان نے اپنے خطاب کی بحالی چاہی۔ بادشاہ نے اوس پر یہہ لکھا کہ "بجان بجال بجال گودیگرے ہم داشتہ باشد"۔ چنانچہ اس روز سے ایک خطاب دو تین آدمیون کو ملنے کا عیب جاتا رہا اور اسی طرح منصب۔ نوبت۔ نقارہ۔ فیل۔ جیغہ۔ سرپیچ کے ملنے مین پایہ و مراتب کا اعتبار نہین رہا اور اسی سال پانچ لاکھہ روپیہ کر جوڈات کا سینڈھی فوجدار تھا۔ اور لوٹ مار سے بہت کچھہ دولت جمع کی تھی۔ شاہ پور مین ایک گڑھی بناکر اوسکے اطراف واکناف کو تاخت و تاراج کرتا رہتا تھا۔ گرفتار ہوکر اپنے کردار بد کی سزا کو پہونچا۔ اوسکا سر بادشاہ کے پاس بھیجا گیا۔ اور اعضا حیدرآباد کے دروازے پر لٹکائے گئے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ راجپوتون نے نواح اجمیر مین شورش مچائی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ اونکی سرکوبی کیلئے

روانہ ہوا۔ جب دریائے نربدا عبور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ دارالخلافہ پنجاب میں سکھوں کا فساد روز بروز ترقی پذیر ہے۔ لیکن بادشاہ نے سوچا کہ سکھوں کا فساد مٹانا راجپوتوں کی سرکشی اور شورش کے

بلہ سلطان بہلول لودہی کے زمانہ میں کانک سدی پورنماشی سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۶۹ء کو موضع تلونڈی تحصیل شیخوپور ضلع لاہور میں گورو نانک پیدا ہوئے۔ انکی پیدائش کی جگہ ایک پختہ عمارت نانکانہ بنی ہوی ہے۔ جہان میلا ہوتا ہے۔ انکے باپ کا نام کالوچند بیدی تھا۔ جو قوم کا کھتری۔ اسکے حسب ونسب کو راجہ رام چندر سے سکھ ملاتے ہیں۔ اور انکے کرامات وغیرہ کو سکھ بہت بیان کرتے ہیں۔ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ سید حسن درویش (جو صاحب کشف وکرامت تھے) کی نظر توجہ سے گورو نانک اپنا آبائی مذہب سے برگشتہ ہوکر فقرا صوفیہ کے زمرہ میں شریک ہوئے۔ انکا مذہب مثل کبیر داس کے تھا۔ اور خاص مطلب صلح کل یعنے ہندو اور مسلمانوں کو متحد کرنا چاہتے تھے۔ معراج کے باب میں نانک کا یہ دوہرہ ہے۔

شعر نانک نتھہ ہین در نہین گنی گیو کس بار ۔ جیسے چھپہ سے اچھپہ نکس جات ہے بار ۔ یعنے اے نانک آسمان ہین دروازہ نہین۔ جنی کیو کر چلے گئے۔ جیسے مینک سے نگاہ پار جاتی ہے۔ آخر ۶۹ برس ۱۰ مہینے ۱۰ دنکی عمر میں اسوج بدی دسمی سمت ۱۵۹۶ بکرمی مطابق ۹۹۳ھ م ۱۵۳۹ء کو دنیا سے سفر کیا۔ نانک کے دو بیٹے تھے ایک سری چند جس نے درویشی میں گذاری۔ دوسرا لکھمی چند جو بال ودولت کا خواہان تھا۔ کرتارپور میں اوسکی زمینداری بھی تھی۔ جسکی اولاد کو سکھ ابتک صاحب زادہ کہتے ہین۔ الغرض گورو نانک کے جانشین اونکے دورن بیٹے بھی نہین ہوے۔ بلکہ گورو انگد ہوئے۔ جو بعہد سکندر لودہی ۱۵۱۸ء مین بمقام فیروزپور پیدا ہوے۔ اور سمت ۱۵۸۸ مین نانک کے چیلے بنے۔ گورکھی حرفون کو انہون نے ہی ایجاد کیا۔ جنم ساکھی کتاب لکھی۔ کہتے ہین کہ جب ہمایون شیرشاہ سے شکست پاکر بھاگا تو گورو انگد سے ملا۔ گورو نے تعظیم نکی۔ ہمایون غصہ مین تلوار مارنیکا قصد کیا۔ گورو نے کہا کہ یہہ شمشیر شیرشاہ پر کیون نہ چلائی۔ وہان سے تو بھاگ آئے۔ اب فقیر پر تلوار چلاتے ہو۔ اس جواب سے ہمایون نے معافی مانگی تو گورو نے کہا کہ چندہ سال کے بعد پھر تم ہندوستان کے بادشاہ ہوگے۔ اور اکبر کے پیدا ہونیکا مژدہ دیا۔ الحاصل یہ گورو سمت ۱۶۰۹ م ۱۵۵۲ء مین بمقام کھنڈوی ۴۵ سال ۲ ماہ ۹ یوم کی عمر مین گدی نشین ہوے۔ ۱۲ سال ۹ ماہ ۶ یوم

مقابل مین کوئی بڑا کام نہین ہے - اسلئے بادشاہ نے راجپوتون کی سرکوبی مقدم جانی اور اجمیر سے راجپوتانہ روانہ ہوا - اور اجمیر پہونچکر اودیپور وجودہ پور کے طرف فوجین بھیجین دو چار

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۱۰ گدی نشینی کی - اور ۷ سال ۱۱ ماہ ۱۵ یوم مین سفر آخرت کیا - ان کے جانشین گورو ارجن ہوے - جو بعہد سکندر لودہی ۹ بیساکہ بدی سمت ۱۵۳۶ مطابق ۸۹۸ھ / ۱۴۶۹ء کو موضع باصر پرگنہ امرت سر مین تیج بہان بہلے کہتری کے گھر پیدا ہوے - سمت ۱۶۰۹ مین گورو انگد نے گدی پر بٹہایا - کہتے ہین کہ اکبر نے بھگوان داس کہتری کو گورو کے پاس بھیجکر چتوڑ کے فتح کی دعا چاہی - گورو نے کہا کہ جب ہماری باولی کا کڑہ پہوٹیگا تو چتور گڈہ توٹیگا - اکبر نے کاریگرون کو بھیجکر ۱۶۱۶ء مین باولی کا کڑہ توڑوا دیا - اوسیوقت چتوڑ گڈہ فتح ہوگیا - اور گورو امرداس نے ۲۲ برس گدی نشینی کرکے ۹۵ سال ۳ ماہ ۳ یوم کی عمر مین انتقال کیا - ان کے جانشین گورو رام داس ہوئے - جو گورو امرداس کے داماد تھے - اور ۴۲ کاتک بدی دوج سمت ۱۵۹۱ م ۱۵۳۴ء کو لاہور مین بعہد شیر شاہ ہرداس سوڈہی کے گہر پیدا ہوئے کہتے ہین کہ جب اکبر لاہور کو گیا تو گورو سے ملنے آیا - اور موضع سلطان ونڈ و تونگ وغیرہ قصبات گرو دنواح کی زمین گورو چک کے ساتھہ شامل کرکے گورو جی کو دیدی اور سند معافی لکھدی - امرت سر اسی زمین پر گورو جی نے آباد کیا -

گورو رام داس کے تین بیٹے پرتھی چند - مہادیو - ارجن تھے - گورو جی نے ارجن کو گدی پر بٹہاکر ساون سمت ۱۶۳۳ مین بعمر ۴۹ سال ۱۰ ماہ ۴ دن دنیا سے چل بسے - گورو ارجن بیساکہ سرسی سنتی سمت ۱۶۳۰ م ۱۵۷۳ء کو بعہد اکبر شاہ موضع گوئیند وال مین پیدا ہوئے تھے - انہون نے اپنے فرقہ کو بہت ترقی دی اور ہزارہا لوگون کو اپنے فرقہ مین شامل کیا - چنانچہ اسی گرو کے عہد سے سکہون مین فقیری کے ساتھہ دنیا داری شروع ہوی سکہون کی روایتون مین لکہا ہے کہ دنیا کی دولت گورو نانک سے ۱۲ کوس کے فاصلہ پر اور گورو انگد سے ۶ کوس پر اور گورو امرداس کے دروازہ پر اور گورو رام داس کے قدمون پر اور گورو ارجن کے گہر مین تھی گورو رام داس کی اولاد مین گدی کے لئے ہمیشہ جھگڑے اور فساد ہوتے رہے - اور گورو ارجن سے

صوبگون کے بعد راجپوتون نے اپنے تقصیرات کی معافی چاہی - اور بعض شرائط پیش کین چونکہ بادشاہ کو سکھون کے طرف سے اندیشہ تھا - اسلئے اوس نے راجپوتونکے شرائط کو بہ تقاضا وقت

قبضہ نوٹ صفحہ (۵۱۱) پہلے کسی گورو کے عہد مین گورون کے خرچ کے لئے سالانہ یا ششماہی روپیہ وصول نہین ہوتا تھا - مگر گورو ارجن نے مرتعلقہ مین ایک کارکن مقرر کیا - جو دسوندھ (دسوان حصہ) جمع کرتا تھا - چنانچہ اس طریق سے انہون نے لاکھون روپیہ پیدا کیا - اور امرت سر کے تالاب کے اندر مندر بنا یا اور اسکی بنیاد میان میر فقیر سے رکھوائی - احمد شاہ بادشاہ کابل نے سمت ۱۸۱۵ مین یہہ مندر ڈہا دیا تھا - اس گورو کے زمانہ مین امرت سر مین بڑی رونق ہوئی - ساہوجی نے ۲۲ ذاتون کے آدمیون کو لاکر اسمین بسایا - آخر گورو ارجن نے دیوان چندو لال کے ظلم سے جیٹھ سدی چوتھہ سمت ۱۶۶۳ م ۱۶۰۶ع مین پرلوک گون ہوے ۴۳ برس کی عمر تھی - ان کے بیٹے گورو ہرگوبند (جو اساڑھ سمت ۱۶۵۲ م ۱۵۹۵ع مین پیدا ہوے تھے) بعمر ۱۱ سال سمت ۱۶۶۳ مین گدی نشین ہوئے - اب گورو نے فقیرانہ طریقہ کے خلاف کمر مین دو ہری تلوارین باندہین - اور سپاہیانہ کرتب مین مہارت پیدا کی - چندو لال سے اپنے باپ کا بدلہ لیا - اور ظاہری اسباب درست کرکے فقیر سے راجہ بنگئے - اور دریا رامرت سر کے سامنے ایک چبوترہ موسوم بہ اکال بنگاہ تیار کرکے درباریداری شروع کی - اس گورو نے اکثر لڑائیان بادشاہ (شاہجہان) سے لڑی ہین - آخر ۴۸ سال ۹ ماہ ۷ یوم کی عمر مین ۳۷ برس ۱۰ ماہ گدی نشینی کرکے ۵ اچیت سمت ۱۷۰۱ کو دنیا سے چل بسا اب گورو ہرگوبند کا پوتا گورو ہرے رائے گدی نشین ہوا - داراشکوہ اسکا بہت معتقد تھا - انہون نے ۳۱ سال کی عمر مین، ۱۷ سال ۵ ماہ ۸ یوم گدی نشینی کرکے ۱۷۱۸ع مین اس سنسار کو چھوڑا - اور انکا بیٹا ہرکرشن ۵ سال ۳ ماہ ایک یوم کی عمر مین جانشین ہوا - مگر اوسکا بڑا بھائی رام رائے اورنگ زیب کے پاس فریاد کیا کہ وہ قابل گدی نشینی نہین ہے - اسلئے اورنگ زیب نے اوسکو دہلی طلب کیا جب وہ دہلی آیا تو چیچک سے مرگیا - اسکے بعد گورو ہرگوبند کا سب سے چھوٹا بیٹا گورو تیغ بہادر

منظور کرلیا - اور وہان سے کوچ کرکے لاہور کی سمت چلا - جب لاہور داخل ہوا تو حکم دیا کہ مساجد مین اذان وخطبہ اثنا عشری پڑہا جائے جس پر اہل تسنن نے بلوہ کیا - اور خطیب کو قتل کرڈالا - اور شاہی عملہ کو چلنے نہ دیا - انہین ایام مین تلسی بائی مرہٹن نے ۱۵ یا ۱۶ ہزار سوار سے بیجاپور پر چڑہائی کی - اور میر احمد خان صوبہ دار مارا گیا - شہر پر لوٹ مار سے جہاڑو پھر گئی - ادہر بادشاہ نے محمد معتصم خان ورستم دل خان وغیرہ کو بڑی بہاری فوج کے ساتھہ سکھون کے استیصال کے لئے روانہ کیا سکھون نے بہی خوب دل کہولکر مقابلہ کیا - آخر کو شکست کہاکر قلعہ لوہ گڈہ مین محصور ہوگئے - لشکر شاہی نے سکھون کو ایسا تنگ کیا کہ ہزارہا سکھہ فاقہ کشی سے قلعہ مین مرگئے - اور تمام جانور نیچ کرکے کہا گئے - جب بندہ (سکھون کا گرو) نے رسنگاری مشکل دیکہی تو ایک کہتری کلا بو نام (تنبا کو فروش) کو لباس فاخرہ اپنی جگہہ پہنا کر بٹہایا - اور خود بہیس بدل کر چلتا ہوا -

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۲) سنہ ۱۶ مین گدی پر بیٹہا - اورنگ زیب نے اوسکو دہلی بلایا - چنانچہ ۱۷۳۱ء مین وہ دہلی آیا تو قتل کیا گیا - دہڑ کو الگ چاندنی چوک مین رکہدیا - لکہی نے اوسکو اپنے گہر مین جلایا - جہان سر گاڑا تہا وہان ایک مندر بنا ہوا ہے جسکو سیس گنج کہتے ہین اب گورنگہند باپ کا جانشین ہوا - یہی گورو ہے جس نے سکھون کو فرمان روا بنایا - اور اپنے باپ تیغ بہادر کے انتقام کے درپے ہوا - اور سب طرح کا سامان جنگ تیار کرکے بادشاہ بنا - لوہ گڈہ - انند گڈہ - پہول گڈہ - فتح گڈہ نام کے قلعے تعمیر کرایا - بہت سے کہتانی راجاؤن کو شکست دیا - لیکن اورنگ زیب سے انند پور مین بہت بہاری شکست پائی - اور مجبور ہوکر بہاگا - اور اوسکی والدہ اور اوسکے دو بیٹے جانی خان مورنڈہ کے ہاتہہ مارے گئے - جب اورنگزیب مرگیا تو بہادر شاہ نے گورو گوبند کو اپنا معاون بنایا - سکہہ کہتے ہین کہ اعظم شاہ گورو گوبند کے تیر سے مارا گیا اور گورو گوبند بہادر شاہ کے ساتہہ دکن کے سفر مین موجود تہا - گورو کے پیٹہ مین ایک مسلمان نوکر نے زخم لگایا - جس سے وہ جانبر نہو سکا - اور کاتک سدی ۵ سمت ۱۷۶۵ کو چل بسا -

الغرض خانخانان نے کمال کوشش سے قلعہ کو فتح کیا۔ اور خوشی خوشی بندہ کی گرفتاری کے لئے اوسکے مقام پر گیا۔ وہان رکھا گیا تھا۔ جب اصل واقعہ پر خانخانان کو اطلاع ہوی تو بہت پیچ و تاب کہایا اور دریافت سے معلوم ہوا کہ بندہ راجہ برقی کے علاقہ مین پناہ گیر ہوا ہے۔ فوراً خانخانان راجہ کے سر پر چڑھ دوڑا۔ اور راجہ کو معہ مرید گرفتار کر کے پنجرۂ آہنی مین بند کیا اور بادشاہ کے پاس بھیجا۔ اس اثنار مین چی قلیچ خان بہادر (آصف جاہ) صوبہ دار اودہ نے بادشاہ کی سفلہ نوازی اور ناقدردانی سے منصب و خدمت کا استعفا پیش کر کے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور اپنا تمام نقد و جنس فقرا و مساکین مین تقسیم کر دیا۔ سنہ ۱۱۲۴ھ مین منعم خان خانخانان نے انتقال کیا۔ اب یہ فکر ہوی کہ خدمت وزارت پر کسکو مامور کیا جائے۔ آخر یہ تجویز ٹھہری کہ ذوالفقار خان وزارت پر اور خانخانان کے دونون بیٹے بخشی الملکی اور صوبہ داری دکن پر مامور کئے جائین۔ مگر ذوالفقار خان صوبہ داری دکن کو وزارت کے لئے چھوڑنا نہین چاہتا تھا۔ اسلئے اوس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جبتک میرا باپ عہدۂ وزارت پر بدستور سابق نہ مقرر ہو مجھے وزارت کے قبول کرنے مین کوئی فخر نہین ہے۔ الحاصل بادشاہ نے یہ تجویز کی کہ مستقل وزیر مقرر ہونے تک سعد اللہ خان پسر عنایت اللہ خان (دیوان تن و خالصہ شاہزادۂ عظیم الشان کی نیابت مین امور وزارت کو انجام دے۔ انہین ایام مین غازی الدین خان فیروز جنگ

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۱۳) گورو گوبند نے دکن مین بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بنا کے سرہند مین اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بھیجا۔ بابا بندہ قوم کا راجپوت تہا۔ پہلے اسکا نام لچھمن داس بیراگی تھا۔ جب وہ ناندیڑ صوبہ دکن مین گورو گوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکھا۔ جسکی لڑائیون کا حال آگے بیان کیا جائیگا۔ لاہور اور اودھ کے نواح مین ان سکھون نے بہادر شاہ کے عہد مین مسلمانون پر وہ ظلم و ستم کئے ہین کہ معاذ اللہ۔ جسکے سننے سے جسم کانپ اوٹھتا ہے۔ اور آنکھون مین خون اوتر آتا ہے۔ ۱۲ مولف

گجرات مین رحلت پائی - ۱۴ محرم ۱۱۲۲ھ کو بادشاہ کے مزاج مین خلل پیدا ہوا - حکم دیا کہ سارے کتے شہر سے باہر نکالدیے جائین - اور کوئی ہندو داڑہی نہ رکھے - چند روز کے بعد بادشاہ کی مزاج پر خفقان کا ایسا غلبہ ہوا کہ لاہور مین ۱۹ محرم ۱۱۲۳ھ کو راہی روضۂ رضوان ہوا - ۷۳ سال کی عمر پائی - مدت سلطنت پانچ سال ۲ ماہ تھی -

اسکے قبل بیان کیا گیا ہے کہ بادشاہ (بہادر شاہ) کو چار بیٹے تھے جنمین عظیم الشان بہت چلتا پرزا تھا - اور باپ کی زندگی ہی مین تمام امور ریاست پر متصرف ہو گیا تھا - اکثر جلیل القدر فوجی افسر - مالی حکام اوس سے متفق تھے - خزانۂ شاہی بھی اوسکے قبضہ مین تھا - اور اوسکے خانگی ملازمون کی تعداد اسقدر بڑہی ہوی تھی کہ باقی تینون شاہزادون کے تمام ملازم اکٹھا کرین تو بھی اوسکے نصف نہین ہوتے تھے - الغرض عظیم الشان نے باپ کے انتقال کے بعد کمال تزک و احتشام کیساتھ میدان جنگ مین خیمہ لگایا - اور جا بجا غنیم کے لشکر کی اندادکیلئے ناکہ بندیان کین - یہہ سب کچھہ کیا مگر امیر الامرا کو اپنے سے سخت ناراض کر لیا - جسکا نتیجہ بہت برا نکلا - اور امیر الامرا معز الدین کے پاس چلا گیا - مہابت خان عظیم الشان کے پاس آیا - جب تینون بہائیون نے عظیم الشان کی صولت و شوکت ترقی پر دیکہی تو آپس مین بالمناصفہ تقسیم کا عہد کر کے عظیم الشان کا مقابلہ کیا - چنانچہ متواتر پانچ روز تک جنگ ہوتی رہی - اور عظیم الشان فوج مخالف مین ایسا گہر گیا کہ نکلنا مشکل ہوا - تیرون اور بندوقون کی بوچہاڑ سے زخمون میں چور ہو کر عماری مین جان دی - بعض مورخ لکھتے ہین کہ عظیم الشان جس ہاتھی پر سوار تھا وہ آدمیون کی نظرون سے غائب ہو گیا - جس سے گمان کیا جاتا ہے کہ توپ کے گولے سے اوڑ گیا - ایک روایت یہہ بھی ہے کہ وہ دریا مین گر پڑا - پہر اوسکا کوئی نشان ظاہر نہوا - اور خزانہ کے ایک سو اسی ۱۸۰ لاکھ جس مین (۸۰) اشرفیون اور (۱۰۰) روپیون سے بھرے ہوے تھے معز الدین کے

ہاتھ لگے۔ ذوالفقار خان نے ثالث بنکر یہہ تجویز کی کہ اوسکو پانچ حصون مین تقسیم کر کے تین حصے۔ معزالدین اور دو حصے دونون بھائیون کو دئے جائین۔ ارادت خان کا قول ہے کہ معزالدین نے ذوالفقار خان کے مشورہ سے دونون بھائیون کو ہوا بتایا۔ فرخندہ اختر نے رفیع الشان تو معزالدین کا ساتھ دیا۔ اب جہان شاہ اور معزالدین مین فوج کشی ہوئی۔ مگر معزالدین کے مقابلہ مین جہان شاہ مفلس وقلاش تھا۔ اسلئے اکثر اوسکے ہمراہیون نے کنارہ کشی کی۔ آخر پانچ چھہ ہزار سوار سے جہان شاہ نے مقابلہ کیا۔ طرفین سے خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اتنے مین جہان شاہ کا بیٹا فرخندہ اختر مارا گیا۔ جہان شاہ کے آنکھون مین اندھیرا چھا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک گولی جہان شاہ کو بھی لگی۔ جس سے اوسکی ارمان بھری جان نکل گئی۔ اب امیرالامرا نے دیکھا کہ رفیع الشان کو بھی ٹھکانے لگانا چاہیئے تو سلطنت مین کوئی کسکا باقی نہین رہتا ہے۔ چنانچہ معزالدین کو اس امر پر آمادہ کر کے صبح مین رفیع الشان پر حملہ کیا گیا۔ اوسکے تمام ہمراہیون نے بیوفائی کر کے بالکل علیحدگی اختیار کی۔ جس سے رفیع الشان تنہا رہگیا۔ چونکہ یہہ شہزادہ غیرت دار اور بہادر مزاج تھا۔ جب ہمراہیون کے فرار کی حالت دیکھی۔ اور اپنی تنہائی کا خیال کیا تو موت سامنے پھر گئی۔ خود تلوار کھینچکر ہاتھی پر سے کود پڑا۔ اور جوانمردانہ لڑکر جان دیدی اور اوسکے تین بیٹے محمد ابراہیم۔ رفیع الدولہ۔ رفیع الدرجات زخمی ہوے مگر زندہ رہے۔ معزالدین نے فتح کا نقارہ بجوایا۔ اور خوش خوش اپنے خیمہ کو گیا۔ افسوس ہے کہ ان شہزادون کی لاشین تین دن اور تین رات جنگ گاہ مین پڑی رہین۔ معزالدین نے تیسرے روز ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنے کا حکم دیا۔

محمد معزالدین جہاندار شاہ بادشاہ

جب معزالدین تینون بھائیون سے فارغ ہوا تو ۲۰ محرم ۱۱۲۳ھ کو ۵۲ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور جہاندار شاہ لقب رکھا۔ محمد کریم و شاہزادۂ ہمایون بخت (جو ۹-۱۰ سالہ لڑکے تھے) اور جہان شاہ کے دونون بیٹون اور رفیع الشان کے فرزندون کو قلعۂ شاہجہان آباد روانہ کیا۔ رستم دل خان۔ الہ وردی خان۔ مخلص خان کے بند بند جدا کئے گئے حیات خان وغیرہ کو قید نصیب ہوا۔ قوالون ڈوم۔ ڈھاریون کی بن آئی۔ راگ کا بازار گرم ہوا۔ قریب تھا کہ قاضی قرا یہ کش اور مفتی پیالہ نوش ہوجاتے۔ آصف الدولہ اسد خان کو وکالت اور اسکے بیٹے ذوالفقار خان کو وزارت کے عہدے عطا ہوئے۔ اب بادشاہ لاہور سے دہلی آیا۔ اور اپنی منظور نظر معشوق لال کنور کو امتیاز محل کا خطاب سرفراز کیا۔ اور لال کنور کے حقیقی بھائی خوشحال خان کو منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار اور اکبرآباد کی صوبہ داری مرحمت کی۔ اور اودے چمپاوت بھائی نعمت خان کو منصب عنایت ہوا۔ کہتے ہین کہ لال کنور کا سالانہ خرچ دو کروڑ روپیہ مقرر تھا۔ شاہجہان آباد کی ایک کنجڑن لال کنور کی دوگانہ مشہور تھی۔ اوسکا اقبال ایسا چمکا کہ اوسکی سواری مین سوار و پیادے چلنے لگے۔ بادشاہ کی یہہ حالت تھی کہ اپنی معشوقہ کو لیکر رات مین رتھہ پر سوار بازار و خرابات خاتون مین جاتا۔ اور ہر ہفتہ بادشاہ اور لال کنور ایک چادر لپیٹ کر خواجہ نصیرالدین رح کے مزار کے پاس جو چشمہ ہے اوسمین نہاتے۔ اور اکثر بازار مین کدو۔ ککڑی خرید کرتے۔ بہرحال بادشاہ کی حالت بہت خراب ہوگئی تھی۔ اور امیرالامرا کے ہاتھہ مین مثل کٹ پتلی کے ناچتا تھا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ محمد فرخ سیر* پسر عظیم الشان (جو بہار کا صوبہ دار تھا) اپنے باپ و چچا کے قتل کی۔

* نوشتۂ اورنگ زیب نے اپنے پوتے عظیم الشان کو اپنے پاس بلایا تو اوس نے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ ابھی عظیم الشان راستہ مین تھا کہ اورنگ زیب نے انتقال کیا۔ آخر وہ اپنے باپ (بہادر شاہ) کے پاس آیا۔ اور اعظم شاہ و محمد کام بخش کے مقابلہ مین ساتھہ رہا۔ اور باپ کی بادشاہی مین مدار علیہ بنا رہا۔ یہہ سب کچھہ یہان ہوا کیا۔ مگر فرخ سیر نے وہان سے حرکت نہ کی۔ اسکے بعد جب بہادر شاہ نے انتقال اور عظیم الشان کو

کیفیت سنکر جنگ کے ارادہ سے دارالخلافہ آرہا ہے۔ اور سید حسین علیخان و سید عبداللہ خان اوسکے ہمراہ ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ نے راجہ محمد خان بانگپوری کو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کرکے روانہ کیا۔ اور عبداللہ خان کو صوبہ داری سے معزول کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے اعزالدین کو پچاس ہزار سوار و پیادہ کے ساتھہ فرخ سیر سے لڑنے بھیجا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ لیکن اعزالدین ایسا گھبرایا کہ رات کو جسقدر جواہر و اشرفیان اوٹھا سکا لیکر اکبرآباد چلدیا۔ جب صبح کو شاہزادہ کے فرار کی خبر معلوم ہوی تو لشکر نے بھی بغیر مقابلہ کے اپنا راستہ لیا۔ اور اکثر سردار فرخ سیر سے جاکر ملے۔ اس شکست کی خبر بادشاہ کو ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ آخر ۸۰ ہزار سوار اور ایک لاکھہ پیادہ لیکر فرخ سیر کے مقابلہ کو چلا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اکثر نامی سردار مارے گئے۔ بادشاہ پر ایسا خوف چھایا کہ وہ بغیر کسی سے مشورہ کرے اکبرآباد ہوتا ہوا شاہجہان آباد چلا گیا۔ امیرالامرا نے بہت کچھہ زور لگایا مگر بادشاہ کی عدم موجودگی مین سپاہ کا اطمینان دشوار تھا۔ اسلیئے بہاگڑ مچگئی۔ اور امیرالامرا بھی بادشاہ کی تلاش مین شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ ادہر بادشاہ تبدیل وضع کرکے امیرالامرا کے باپ اصف الدولہ اسد خان کے گھر پہونچا۔ اور فرخ سیر فتح ظفر کے نقارے بجاتا ہوا اکبرآباد آیا۔ اور اسد خان نے بادشاہ کو نظربند کرکے فرخ سیر کے حوالہ کیا۔ اسکے بعد فرخ سیر نے امیرالامرا اور اسد خان کو طلب کیا۔ جب یہ دونون باپ بیٹے آئے تو امیرالامرا کو قتل کیا۔ اور اوسکی لاش کو تشہیر کا حکم دیا۔ اسد خان کی خطا معاف کرکے گھر بھیجدیا۔ مگر تمام جاگیر و منصب ضبط کولیگئی۔ جہاندار شاہ نے صرف دس مہینے سلطنت کی

لتمہ نوٹ صفحہ (۱۵) بھائیون نے ٹکرایا تو یہ خبر فرخ سیر کو ہوئی تو وہ باپ کا بدلہ لینے کے لئے دہان سے نکلا۔ اور سید عبداللہ خان و حسین علیخان (جو سادات بارہہ سے تھے) کو ہمراہ لیا۔ یہ دونون عظیم الشان کے عہد مین الہ آباد بہار کے صوبہ دار تھے اور حسین علیخان سے فرخ سیر نے یہ وعدہ کیا کہ اگر مین بادشاہ ہونگا تو تمکو مدارالمہام کرونگا چنانچہ یہ دونون بہائی ادہر اودہر سے لشکر جمع کرکے فرخ سیر کے ہمراہ ہوگئے۔ ۱۲ مولف

محمد فرخ سیر بادشاہ

غرہ ربیع الاول ۱۱۲۳ھ مین محمد فرخ سیر تخت نشین ہوا۔ سید عبداللہ خان کو قطب الملک و یار وفادار ظفر جنگ کا خطاب ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سلہ سپاہ اور خدمت وزارت عطا ہوئی۔ سید حسین علیخان امیر الامرا فیروز جنگ بہادر کے خطاب و منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار خدمت میر بخشی سے سرفرازی پائی۔ قلیچ خان بہادر نظام الملک فتح جنگ خطاب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب صوبہ داری دکن مرحمت ہوی قاضی عبداللہ تورانی نے خانخانان۔ میر جملہ کا خطاب منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ ۱۷ محرم ۱۱۲۴ھ کو جہاندار شاہ قتل کیا گیا۔ اور اوسکا سر نیزہ پر لگا کر تمام شہر مین تشہیر کیگئی۔ اس اثنا مین مہاراجہ اجیت سنگھ کی سرکشی کی خبر آئی۔ امیر الامرا حسین علیخان تادیب کے لئے روانہ ہوا۔ مہاراجہ نے صلح کرلی۔ اور اپنی لڑکی بادشاہ کے عقد مین دی۔ اور سالانہ پیشکش بھیجنے کا وعدہ کیا۔ انہین ایام مین میر جملہ کی چالبازیون اور فتنہ انگیزیون سے شاہ و وزیر مین مخالفت ہوگئی۔ اعز الدین پسر جہاندار شاہ گرفتار ہوکر آیا۔ اور اوسکی آنکھون مین سلائی پھیری گئی۔ علاوہ اسکے محمد ہمایون بخت (جو فرخ سیر کا چھوٹا بھائی تھا) ولیعہد (جو محمد اعظم شاہ کا بیٹا تھا) بھی اندھے بنائے گئے۔ اسی ظلم و زیادتی سے بادشاہ کا ایک خورد سال لڑکا مرگیا۔ اور بادشاہ و وزیر کی عداوت کا یہ نتیجہ نکلا کہ چند روز دونون بھائیون نے دربار کا آنا چھوڑ دیا۔ اور اپنی حفاظت کے لئے سپاہ جمع کی۔ لیکن بادشاہ کی والدہ نے اونکے گھر جاکر تسلی و تشفی دی۔ اور پھر بدستور دونون بھائی امور سلطنت کو انجام دینے لگے۔ اب یہہ تجویز ہوئی کہ میر جملہ اعظیم آباد کی صوبہ داری پر جائے۔ اور امیر الامرا دکن کی صوبہ داری پر روانہ ہو۔ اور نظام الملک بہادر مراد آباد کے صوبہ دار مقرر ہون۔ چنانچہ اول الذکر دونون اپنی اپنی صوبون پر

روانہ ہوگئے۔ جب امیر الامرا دکن پہونچا تو دادو خان پنی نے مخالفت کی۔ طرفین سے خوب کشت وخون ہوا۔ آخر دادو خان مارا گیا۔ اور امیر الامرا فتح وفیروزی کے ساتھ اورنگ آباد داخل ہوا۔ انہیں ایام میں عبدالصمد خان دلیر جنگ نے سکھون پر فتح پائی اور رہا بابندہ معہ سات چالیس سکھون کے گرفتار ہوا۔ بادشاہ نے اون سبکو قتل کرڈالا۔ اور رہا بابندہ کو معہ اوسکے بیٹے کے طرح طرح کے عذاب دیکر مارا۔ یہانتک کہ اوسکی پالی ہوی ایک بلی کو بھی مار کر نیزہ پر لٹکایا۔ ۱۲ ذی حجہ ۱۱۲۷ھ کو راجہ اجیت سنگھ کی بیٹی کا نکاح نہایت دھوم دھام سے بادشاہ کے ساتھ عمل میں آیا۔ انگریزی تاریخون میں لکھا ہے کہ بادشاہ اس شادی کرنے سے قبل ایسے مرض میں مبتلا ہوگیا تھا کہ وہ اس شادی کا مزا نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اسی زمانہ میں پریسیڈنٹ کالکتہ نے دوا لیکر کمپنی کے جانب سے معہ تحائف بادشاہ کی خدمت میں روانہ کئے تھے۔ اونکے ساتھ ڈاکٹر گبرائیل ہملٹن بھی تھا چنانچہ اس ڈاکٹر کے معالجہ سے بادشاہ کا وہ مرض جاتا رہا۔ جسکے صلہ میں بادشاہ نے اوسکو کہا کہ جو انعام تیرا جی چاہے مانگ۔ اس ڈاکٹر نے اپنے ذاتی نفع کا خیال نکرکے اپنے قوم کی بہتری کے لئے ہندوستان میں تجارت کی آزادی اور محصول کی معافی مانگی۔ جسکو بادشاہ نے بطیب خاطر عطا کیا۔

گو ظاہر اً شاہ ووزیر میں صفائی ہوگئی تھی۔ مگر باطن میں دونون ایک دوسرے کے لئے قابو طلب تھے۔ انہیں ایام میں ۸۰ ہزار سوار ومنصبدارون (جو برطرف ہوگئے تھے) نے محمد امین خان بخشی وخانہ دوران خان نائب امیر الامرا امیر جملہ کے گھر پر دھنا دیا۔ اور یہ مشہور ہوا کہ بخشیون کے اشارہ سے قابو کے وقت مقابلہ نہ کرینگے۔ اور قطب الملک کے گھر پر یورش وشورش کرینگے۔ اس خبر کے سنتے ہی قطب الملک نے بھی اپنی فوج متفرقہ کو فراہم کرلیا۔ طرفین سے کشت وخون کی نوبت بھی آئی ۱۱۲۹ھ میں اسد خان۔ آصف الدولہ (پدر ذوالفقار خان مرحوم) نے انتقال کیا۔ اور دکن میں مرہٹون نے امیر الامرا کو ایسا تنگ کیا کہ اوس نے آخر مجبور ہوکر چند محال کی چوتھ دینے پر صلح کرلی۔

اور بادشاہ سے اوسکی اجازت چاہی - مگر بادشاہ نے بعض مفسدون کے بہکانے سے اوسکو منظور نہین کیا - اور محمد مراد بخش کشمیری کے (جو رکن الدولہ اعتقاد خان کے خطاب سے ممتاز تھا) مشورہ سے یہ قرار پایا کہ سادات بارہہ کی سرکوبی کیلئے نظام الملک بہادر صوبہ دار مرادآباد - اور سربلند خان بہادر صوبہ دار عظیم آباد و راجہ اجیت سنگھ صوبہ دار احمد آباد کو معاون بنانا چاہیئے - چنانچہ یہ تینون سردار اپنے اپنے صوبون سے بادشاہ کے حکم پر دارالخلافہ حاضر ہوئے - بعد مشورہ سبھون نے عرض کیا کہ پہلے خدمت وزارت کسی کے سپرد کیجائے - تاکہ قطب الملک کا زور گھٹے - بادشاہ نے جواب دیا کہ وزارت کے لئے میری نظر مین بجز اعتقاد خان رکن الدولہ کے کوئی دوسرا لایق نظر نہین آتا - چونکہ اعتقاد خان ایک کم فطرت اور ارذل شخص تھا - اور صرف بادشاہ کی عنایت سے اعلیٰ خطاب و منصب پایا تھا - اسلئے بادشاہ کی اس گفتگو سے تمام امرا کا دل شکستہ ہوگیا - اودہر قطب الملک نے ان امرا کو اعلےٰ مناصب و خطاب کا امیدوار کر کے اپنا طرفدار بنالیا جب بادشاہ کے ارادون کی خبر امیرالامرا کو ہوئی - اور قطب الملک نے بھی بہائی کو لکھا کہ بادشاہ کی نیت بخیر نظر نہین آتی - فوراً چلے آؤ تو امیرالامرا اورنگ آباد سے کوچ کر کے دارالخلافہ کے قریب آگیا - اور اپنے ساتھہ ۲۰ ہزار سوار مرہٹون کی فوج بھی لیتا آیا - اور علانیہ بغاوت پر کمربستہ ہی بادشاہ کو قطب الملک نے کہلا بھیجا کہ فدوی شرف ملازمت کے لئے حاضر ہوتا ہے - لیکن خوف ہے کہ ملازمان شاہی فدوی کے ساتھہ بدسلوکی کرین - لہذا تمام قلعہ کا انتظام فدوی کے تفویض ہو - بادشاہ تو زمانہ کی نیرنگیون سے بیخبر تھا - فوراً اجازت دیدی اور اپنے علاقے کے تمام چوکی پہرے برخواست کردئے اور قطب الملک نے اپنا انتظام کرلیا - اسکے بعد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - اور رنج و شکایت کے دفتر کھولے - گفتگو نے طول کھینچا - بدمزگی کی نوبت آئی - اور بادشاہ بددماغ ہوکر محل مین چلا گیا - اور قلعہ کے باہر یہہ افواہ اوڑی کہ قطب الملک مارا گیا - پھر کیا تھا - کشت و خون کا بازار گرم ہوا - سیکڑون نامی امرا مارے گئے اور ہزارون گھر تاراج ہوئے خصوصاً مرہٹے جس

لڑائی مین بہت تباہ وخراب ہوے - اور ہر قطب الملک نے بادشاہ کو محل سے نکلنے کے لئے کہلا بھیجا مگر کچھ فائدہ نہوا - اور محل کی کنیزین جنگ کے لئے تیار ہوئین - آخر نجم الدین علیخان اور پسر صلابت خان وہیلہ محل مین گھس گئے - اور عورتون کو مار پیٹ کی - بادشاہ کا پتا لگایا - اور بڑی بیحرمتی سے باہر کھینچکر لائے - ہرچند بادشاہ کی ماں وبیٹیون اور بیگمون نے منت وسماجت کی - مگر وہان سننے والا کون تہا - الحاصل فرخ سیر کی آنکھون مین سلائی پھیری گئی - اور قلعہ کے اندر قید کیا - اسکے بعد عورتون کا تمام زیور لوٹا اور انکو بیحرمت کیا - فرخ سیر نے چھ سال ۳ ماہ ۳ یوم سلطنت کی -

چونکہ فرخ سیر کی قید سے قلعہ کے اندر اور شہر سے باہر ایک ہنگامہ برپا تھا - اسلئے قطب الملک اور امیر الامرا نے ابوالبرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان یعنے بہادر شاہ کے پوتے کو تخت پر بٹھایا - یہ شہزادہ سات برس سے قید تھا - اس زوال ونصیب کی تاریخ ایک شخص نے فاعتبروا یا اولی الابصار کہی ہے -

محمد شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات

بکم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء کو رفیع الدرجات سریر آرا ہوا - اس شہزادہ کی عمر ۲۰ سالہ تھی - اور مرض دق مین مبتلا تھا - جب تخت نشینی کی رسوم ادا ہوے تو قطب الملک نے اپنے مخالفون کو قید کیا - اور انکے گھر بار ضبط کئے گئے - راجہ اجیت سنگھ کی خاطر کل ہنود جزیہ سے معاف ہوے - اسکے بعد فرخ سیر کو زہر دیکر اوسکا خاتمہ کیا - اور تمام جواہر ومرصع آلات وخزانہ شاہی پر یہہ دونون بھائی متصرف ہوے - بادشاہ کی شہادت پر دس پندرہ روز نہ گذری تھے کہ جمادی الثانی ۱۱۳۱ھ کو قلعہ اکبرآباد کے ہزاریون نے نیکوسیر پسر محمد اکبر پسر بہادر شاہ کو جو قلعہ مین

۱۱۴۱ھ مین محمد اکبر اپنے باپ اورنگ زیب سے باغی ہوا تہا تو اورنگ زیب نے اوسکے بیٹے نیکوسیر اور

مجبوس تہا اکبرآباد مین بادشاہ بنایا۔ اور سیم وزر پر یہ سکہ لگایا شعر زر زد سکۂ صاحب قرانی ؎ شہ نیکو سیر تیمور ثانی ؎ جب یہ خبر سادات بارہہ کو پہونچی تو اونہون نے راجہ بہیم اور چورامن جاٹ کو اونکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس اثنار مین رفیع الدرجات کا حال ابتر ہوا۔ اوس نے سید لوگ سے کہا کہ اگر میرے بڑے حقیقی بہائی۔ رفیع الدولہ کو تخت نشین کرکے میری زندگی مین اوسکے نام کا خطبہ وسکہ جاری کرو تو بڑا احسان ہوگا۔ سادات نے اس امر کو قبول کیا اور رفیع الدولہ کو تخت پر بٹہایا۔ اس تخت نشینی کے تیسرے روز رفیع الدرجات نے انتقال کیا۔ تین ماہ دس یوم برائے نام سلطنت کرگیا

رفیع الدولہ شاہجہان ثانی

۲ رجب ۱۱۳۱ھ کو رفیع الدولہ تخت نشین ہوا۔ اور شاہجہان ثانی لقب پایا۔ اسکے بعد قطب الملک بادشاہ کو لیکر نیکوسیر کی تنبیہ کے لئے فوج شائستہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ طرفین سے کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ تین مہینے تک محاصرہ رہا۔ جب قلعہ کا آذوقہ آخر ہوا تو ہزاریون نے صلح چاہی۔ اور نیکوسیر کو حوالہ کیا۔ قطب الملک نے شہزادہ کو قید مین بہیجدیا۔ اور تین چار سو برس سے جو جواہر وخزانہ اکبرآباد مین دو تین کروڑ کے قریب جمع ہو رہا تھا۔ جسمین ایک چادر موتی (جو شاہجہان نے ممتاز محل کی قبر کے لئے بنوائی تھی) اور نورجہان کا اختراع کیا ہوا۔ جوڑ چتی اور ایک ٹیکہ بڑا بیش بہا تھا وہ سب حسین علیخان امیرالامرا کے ہاتھ آیا۔ اور اوسکے بہائی عبداللہ خان کو صرف اکیس لاکھ روپیہ ملا۔ جس سے دونون بہائیون مین مخالفت وعداوت کے آثار پیدا ہوگئے۔

اس اثنار مین رفیع الدولہ نے مرض اسہال سے سفر آخرت کیا۔ تین ماہ دن برائے نام سلطنت کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۲۲) دو بیٹیون کو مقید کرکے قلعہ اکبرآباد بہیجدیا تھا۔ ان بیٹیون مین سے ایک کی شادی رفیع الشان سے اور دوسری کی شادی جہان شاہ سے ہوئی تھی۔ اور نیکوسیر بہ سال سے قلعہ مین زندگی کے دن کاٹ رہا تھا۔ ۱۲ آصف

اب سادات بارہ نے روشن اختر (پسر جہان شاہ جو قلعہ سلیم گڈھ میں قید تھا) کو سلطنت کے لئے انتخاب کیا۔ اور روشن اختر کے پہنچنے تک ایک ہفتہ یا عشرہ رفیع الدولہ کی لاش مخفی رکھی گئی۔

مرزا روشن اختر ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

روشن اختر کے سر پر ۲ ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ ۳ ستمبر ۱۷۱۹ء کو فتح پور میں تاج رکھا گیا۔ اور ابو الفتح یا ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ لقب ہوا۔ چند روز کے بعد محمد شاہ نے سیدوں کے ہاتھ سے رہائی پانیکی تدابیر کرنے لگا۔ لیکن قدسیہ بیگم (جو اوسکی نان تھی) نہایت عاقلہ اور فرزانہ تھی۔ اسلئے وہ حسب صلاح وقت سررشتۂ حزم و احتیاط کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی۔ اور محمد شاہ کو بھی مصلحتاً روکتی رہتی تھی۔ اس اثنا میں جمیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد نے انتقال کیا اور اوسکا بھتیجا گردھر جانشین ہوا۔ اور مخالفت پر کمر باندھی۔ حسین علیخان امیر الامرا اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ مگر چند شرائط پر صلح ہوگئی۔ اسوقت نظام الملک بہادر صوبہ دار مالوہ تھے۔ اور کل امرائے مغلیہ اپکو اپنا مرشد و پیشوا جانتے تھے۔ جس سے قطب الملک اور امیر الامرا جلتے تھے۔ اور آپکے خراب کرنیکے لئے قابو طلب تھے۔ چنانچہ حسین علیخان نے گردھر کے معاملہ سے فارغ ہوکر نظام الملک بہادر کو یہ لکھا کہ میں چند روز دکن کے انتظام کے لئے مالوہ میں (جو دکن سے قریب ہے) رہنا چاہتا ہوں۔ اور آپ الہ آباد۔ اکبر آباد۔ برہانپور۔ ملتان ان چار صوبوں میں سے جس صوبہ پر جانا پسند کرتے ہو چلے جاؤ۔ اور قطب الملک نے آپ کے وکیل کو طلب کرکے کلمات نامناسب و تند و تلخ زبان سے نکالے۔ جس سے نظام الملک بہادر کمال برداشتہ خاطر ہوئے۔ اور انہیں ایام میں محمد شاہ بادشاہ نے اعتماد الدولہ کے ذریعہ سادات بارہ کے تسلط و ترقی اور اپنے مجبوریوں اور معذوریوں کا اظہار کرکے طالب امداد و اعانت ہوا۔ چنانچہ یہ تمام حالات ہم نے نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے

سوانح عمری مین بالتفصیل لکھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کرین۔ الحاصل نظام الملک بہادر نے بحکم ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ کو سرمایۂ ہمت بنایا۔ اور وسط جمادی الآخر ۱۱۳۲ھ مین اپنے ہواخواہون وفدویون کو ہمراہ لیکر ۶ ہزار سوار کی جمعیت سے اجین پہونچے۔ اور وہان سے نکل کر دکن کی جانب متوجہ ہوے راستہ مین قلعۂ آسیر وبیجاگڈہ وبرہان پور وغیرہ پر قبضہ فرمایا۔ اسنے مین عوض خان بہادر ناظم صوبۂ برار (جو آپکے قریبی رشتہ دار تھے) بھی فوج بیشمار کے ساتھہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوے جب سیدون کو آپکے اسطرح چلے جانے اور دکن کے علاقہ پر قبضہ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو بہت پیچ وتاب کھاے۔ اور حسین علیخان نے اپنے بخشی لشکر دلاور علیخان کو ۱۳ ہزار کی فوج کیساتھہ آپکے مقابلہ پر بھیجا۔ اور عالم علیخان (جو حسین علیخان کا بہانجا یا بھتیجا اورنگ آباد مین حسین علیخان کے طرف سے نایب صوبہ تھا۔) کو بھی اورنگ آباد سے معہ لشکر نکل کر نظام الملک پر حملہ کرنے کے لئے کھلا بھیجا۔ چنانچہ عالم علیخان ۳۰ ہزار سوار لیکر اورنگ آباد سے کوچ کیا۔ جب نظام الملک بہادر نے ان دونون کے آمد کی خبر سنی تو پہلے دلاور علیخان کا مقابلہ مناسب جانا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ غنیم کے لشکر نے شکست پائی اور دلاور علیخان مارا گیا۔ اُس کے بعد عالم علیخان پہونچا۔ اور وہ بھی شکست کہاکر قتل ہوا۔ اور ان دونون کے قتل کی خبر سادات بارھہ کو پہونچی تو وہ سخت غمگین وپریشان ہوے۔ اب یہہ تجویز ہوی کہ حسین علیخان امیرالامرا بادشاہ کو لیکر نظام الملک پر چڑہائی کرے۔ اور عبداللہ خان قطب الملک شاہجہان آباد جاے۔ آخر یہہ تجویز پختہ ہوی۔ اور امیرالامرا بادشاہ کے ہمراہ معہ فوج شائستہ دکن کے جانب روانہ ہوا۔ ۶ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ منزل تورہ مین پہونچا۔ اور مرزا حیدر کشمیری نے (جو اعتمادالدولہ اور میر محمد امین کے مشورہ سے ہوا تھا۔) راستہ مین جب امیرالامرا پالکی مین بیٹھا ہوا گھر کو آرہا تھا۔ ایک خنجر آبدار سے اوسکا کام تمام کیا۔ اور خود بھی مارا گیا۔ اور امیرالامرا کے بہانجے عزت خان نے شاہی محل پر چڑہائی کی۔ مگر اعتمادالدولہ نے بادشاہ کو ہاتھی

بٹھاکر اپنی فوج سے اوسکا دفعیہ کیا۔ اور عزت خان مارا گیا۔ بہرحال امیرالامرا کے مارے جانے سے خوب کشت وخون کا بازار گرم رہا۔ خوب لوٹ مار ہی۔ اسکے بعد بادشاہ شادیانۂ فتح و ظفر بجاتا ہوا داخل محل ہوا۔ اعتمادالدولہ کو وزیرالممالک ظفرجنگ کا خطاب اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ و یک کرور پچاس لاکھ دام خدمت وزارت بادشاہ نے عطا کی۔ صمصام الدولہ۔ قمرالدینخان۔ حیدرعلیخان۔ سعادت خان بھی عطابات ومناصب وخدمات سے سرفراز ہوئے۔ جب امیرالامرا کے قتل کی خبر سید عبداللہ خان قطب الملک کو پہنچی تو اوس نے شاہجہان آباد پہونچکر رفیع الشان کے بیٹے سلطان ابراہیم کو بتاریخ ۱۱ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ تخت نشین کیا۔ اور ابوالفتح ظہیرالدین محمد ابراہیم لقب رکھا۔ اور تمام امرا کو مناصب وخطابات وخدمات عطا کرکے اونکی دلجوئی دلداہی کی۔ اور لشکر کثیر فراہم کرکے محمد شاہ کے مقابلہ کو چلا۔ اودہر محمد شاہ امیرالامرا کو ٹہکا نے لگاکر دارالخلافہ کو واپس ہوا۔ اور ایک مقام پر دونون لشکرون نے ہنگامۂ کارزار گرم کیا۔ اکثر نامی امرا اور سردار مارے گئے۔ لشکر غنیم نے شکست پائی۔ اور سید عبداللہ خان قطب الملک اور اوسکا بھائی نجم الدین علیخان۔ اور سلطان ابراہیم گرفتار ہوے۔ بادشاہ بفتح وظفر ۱۶ محرم ۱۱۳۳ھ کو فتح پور سے کوچ کرکے دارالخلافہ شاہجہان آباد آیا۔ اور سید عبداللہ خان ونجم الدین علیخان وسلطان ابراہیم کو قلعہ مین قید کیا جن امرا نے اس مہم مین جانفشانی کی تھی۔ اونکے مناصب وخطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس اثنا مین اجمیر واحمدآباد سے راجہ اجیت سنگھ کی ظلم وزیادتی کی خبرین پہونچین۔ بادشاہ نے راجہ کو دونون صوبون سے معزول کرکے مظفرخان وصمصام الدولہ کو مرحمت فرمایا۔ انہین ایام مین محمد امین خان چین بہادر وزیر نے انتقال کیا عنایت اللہ خان کو وزارت کی نیابت تفویض ہوئی۔ اور نظام الملک بہادر کو بادشاہ نے دکن سے بلاکر ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۳۳ھ کو قلمدان وخلعت وزارت عنایت فرمایا۔ نظام الملک بہادر نے

نیکنامی کے ساتھہ وزارت کرنی چاہی - مگر بادشاہ کی کوکی رحیم النسا (جو نہایت چالاک و پرفن اور امور ریاست مین دخیل بادشاہ کے منہہ چڑھی تھی) اور بعض مفسد پیشہ امرا کی چالاکیون سے آپ اپنے ارادہ مین کامیاب نہو سکے - سلخ ذیحجہ ۱۱۳۴ھ کو سید عبد اللہ خان نے انتقال کیا - بعض کا قول ہے کہ اوسکو زہر دیا گیا - برہان الملک سعادت خان کو صوبہ اکبرآباد کے علاوہ صوبہ اودہ بھی مرحمت ہوا - اسی زمانہ مین ایک نئے مذہب نمود و انمودنی بہت فروغ پایا - اور

* ایک شخص میر محمد حسین امام شہید قدس کا رہنے والا کابل اگر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے پاس بہت رسوخ پیدا کیا - اور اوسکے کسی رشتہ دار عورت سے نکاح کرکے بہت ترقی پائی - اور عالمگیر کے لئے بہت سے تمائف کابل سے لیکر لاہور آیا - اتنے مین معلوم ہوا کہ عالمگیر مر گیا - پھر کیا تھا اوس نے وہ تمام تحفے ۷۰ یا ۸۰ ہزار روپیہ کو بیچکر اوس سرمایہ کو بغل مین دبایا - اور توکل و فقر کا جامہ پہنا چونکہ علمی لیاقت معقول تھی - اسلئے وہ چار طالبعلمون کو شاگرد بنایا - اور ایک نئی زبان کا رنگ جمایا - قدیمی فارسی کے الفاظ متروک جنسے لوگون کے کان آشنا نہ تھے اون مین امالہ و اشباع وغیرہ خرچ کئے - اور اوسکو اپنے شاگردون کو تعلیم کیا - اور اسی مین اپنی بات چیت شروع کی - پھر ایک نیا مذہب اختراع کیا کہ پیغمبری اور امامت کے بیچ مین ایک درجہ بیگوگیت کا ٹھہرا - اور خود بیگوگ ہونے کا دعوی کیا - ایک کتاب اجو وہ مقدسہ تالیف کی کو وہ اوسکی زبان مخترع مین قرآن تھا - جو دس پندرہ برس مین ہولی ہولی پہاڑی کے محل (یہ مقام شاہجہان آباد سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے) مین نازل کیا تھا - یہ پہاڑی اوسکے دامن کوہ مین تھی اوسپر جاتا - اور کبھی کبھی ڈھکوسلا گھڑلاتا - وہ بیان کرتا تھا کہ ہر پیغمبر اولوالعزم کے بعد نو بیگوگ ہوے ہین - خاتم الانبیا کے اول بیگوگ حضرت علی مرتضی اور آٹھوین حضرت امام رضا تھے نواں بیگوگ مین ہون - امام ہشتم تک امامت و بیگوگیت دونون ایک ہی شخص کی ذات مین جمع ہوتی تہین مگر بعد ازان وہ دونون جدا ہو گئین - بیگوگیت نے مجھہ مین ہو امامت نے حضرت امام نقی مین انتقال کیا - اور مین خاتم البیگوگیت ہون - پانچ وقت کی نماز کے سوا صبح شام و دوپہر کو تین بار وید مقرر کین - جو لوگ پڑہی جائین کہ مربع کی شکل پر چار صفین ایک دوسرے کے طرف منہہ کئے ہوے کہڑی ہوتین اور زبان نو ایجاد مین کچھہ پڑہنے سے پڑہی جاتی - غرض کفر کی باتین کرتا - جو شخص مرید ہوتا اوسکا

حیدر علی خان احمد آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا۔ اور اوسکی جگہہ غازی الدین خان بہادر خلف نظام الملک بہادر نے سرفرازی پائی۔ اتنے مین جانٹون نے سر اوٹھایا۔ نظام الملک بہادر نے قرار واقعی اونکی تنبیہ کی۔ اس اثنار مین معلوم ہوا کہ سلطان حسین شاہ والی ایران پر محمود خان شاہ افغانستان غالب آیا۔ اور سلطان حسین کو قید کیا۔ شاہزادہ طہماسپ مع برادر دیسپران سلطان قلعہ اصفہان سے نکل کر لشکر کے فراہم کرنیمین مشغول ہین۔ نظام الملک بہادر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس موقع پر اگر حضور والی ایران کی اعانت کرین تو اوسکا عیوض ہوجاتا ہے۔ جو شاہ ایران نے ہمایون کے ساتھہ شیر شاہ کے وقت نیک سلوک کیا تہا۔ بادشاہ نے کہا کہ ایسا کوئی شخص نظر نہین آتا کہ جسکے تفویض یہ کام کیا جائے۔ نظام الملک بہادر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو یہہ فدوی اس کام کو انجام دیتا ہے۔ اسوقت تو بادشاہ چپ رہا۔ مگر جب امرا سے مشورہ کیا تو اون مفسدون نے نظام الملک بہادر کی جانب سے بادشاہ کو بدظن کیا۔ اور کچھہ عجب ہی پٹی پڑہائی۔ جب نظام الملک بہادر نے بادشاہ کو اپنے

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۲۷) عجیب وغریب رکہتا۔ اپنا نام نمود اللہ نمود رکہتا۔ اور شاگرد کا نام فراوود رکہا۔ غرض وتعالی کا ذبہ۔ اور افعال باطلہ کو شایع کرتا رہتا۔ اور دنیا کو اپنے جال مین پہنساتا۔ اوسکے اعتبار کی یہانتک نوبت پہنچی کہ فرخ سیر بادشاہ چھپ کر اوسکی ملاقات کو گیا۔ مگر اوس نے حجرہ کا دروازہ نہ کہولا۔ جب بادشاہ بہت گڑگڑایا تو اندر بلایا۔ جب بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر تک نہ کی خود ایک اپنا تصنیف کیا ہوا مصحف بادشاہ کو نذر دیا۔ اور اوسکی لکھائی کے سترہ روپیہ لیا۔ جب محمد شاہ بادشاہ کا زمانہ آیا تو محمد امین خان وزیر نے سپاہیون کو گرفتار کرنے روانہ کیا۔ اتنے مین محمد امین خان درد قولنج مین مبتلا ہوگیا۔ اور وہ سپاہی الٹے چلے گئے۔ لوگون مین یہہ مشہور کیا کہ مین نے محمد امین خان کے جگر پر تیر مارا ہے۔ وہ کبھی زندہ نہ بچے گا۔ مین مسجد مین شہید ہونیکے لئے آیا ہون۔ میرا باپ بہی مسجد مین شہید ہوا تہا۔ گو مین بہی خود ایک دفعہ شہید ہوچکا ہون۔ اب مین دوبارہ شہید نہین ہونگا۔ اتفاقاً وزیر نے انتقال کیا۔ پہر تو اسکی شہرت بہت دور دور تک ہوئی۔ الغرض تین برس کے بعد یہ نمود دنیا بود ہوا۔ پہر کچھہ مدت یہہ سلسلہ اوسکی اولاد مین جاری رہا۔ مگر ۱۹۶ آیین کوئی اس نسل کا پانی دینوالا اور نام لیوا نہ رہا۔ ۱۲ مولف

جانب سے بدظن دیکھا تو اپنے فرزند غازی الدین خان بہادر کو نائب وزیر مقرر کرکے شکار کے بہانہ سے دکن روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو کل دکن کی صوبہ داری عماد الملک مبارز خان ناظم حیدرآباد کے نام عطا کردی۔ اور عماد الملک حیدرآباد سے نظام الملک کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ ہرچند نظام الملک بہادر نے سابقہ دوستی کو نظر کرکے عماد الملک کو پند و نصائح لکھے۔ مگر بیسود ہوئے۔ آخر لڑائی ہوی۔ اور عماد الملک معہ اپنے دو بیٹوں کے مارا گیا۔ اور دو بیٹے قید ہوئے۔ پھر وہاں سے نظام الملک نے حیدرآباد کا قصد فرمایا۔ اور خواجہ احمد خان پسر مبارز خان سے قلعہ گولکنڈہ حاصل کیا۔ اور اوس نواح کے سرکشوں کی تادیب و تنبیہ کرکے سرکاری رقم وصول کی۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی خبر ہوی تو بمصلحت وقت قبیل وجواہر اور خطاب آصف جاہ سے سرفراز نہ بخشی۔ اسکے بعد نظام الملک بہادر نے مرہٹون کی بھی خوب خبر لی۔ اب بادشاہ نے قمرالدین خان کو وزارت عطا کرکے آصف جاہ بہادر کو دکات کا فرمان عنایت آمیز معہ خلعت و فیل وجواہر بھیجا۔

اب کسیقدر مرہٹون کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ ساہو طفل سنبھاجی نے ستارہ کو پایہ تخت بنایا۔ اور تارا بائی زوجہ راجہ رام نے جب اوسکا بیٹا سیواجی مرگیا۔ تو راجہ رام کے دوسرے بیٹے سنبھاجی دوم کو جو دوسری رانی سے تھا۔ کولاپور میں تخت نشین کیا۔ یہ دونوں خاندان آپس میں رقیب تھے۔ آصف جاہ نے مرہٹون کی قوت توڑنے کے لئے سنبھاجی دوم کی طرفداری کی (یہ صورت ایسی تھی کہ ساہو کا زور ٹوٹ جاتا۔ لیکن بالاجی وسوانا تھ پیشوا[1] کی لیاقت و دہانت نے ساہو کے زور کو دوبالا کردیا۔

---

[1] پیشوا جی اول نے اپنی سلطنت میں دو بڑے عہدے قائم کئے تھے ایک تو پت پدھی یعنے نائب السلطنت دوسرا پیشوا۔ گو اسکے قبل متعدد لائق شخص پیشوا ہو چکے تھے۔ مگر اسوقت ساہو کے زمانہ میں بالاجی وسوانا تھ ایسا پیشوا ہوا کہ ساہو کی ریاست روز افزوں ترقی پانے لگی۔ بالاجی قوم کا برہمن کانکن کا رہنے والا کسی گانون کا موروثی پٹواری تھا۔ اور اپنی فطرت دوراندیشی و ہمت کے باعث بہت جلد ترقی پائی۔ اور سلطنت کا قوت بازو بنگیا۔ مالگزاری کا بندوبست ایک نئی طرز پر مقرر کیا۔ ۱۲ مولف

اور بہت کچھ اصلاحین کین۔ جب بالاجی کا انتقال ہوگیا تو اوسکا بیٹا باجی راؤ باپ کا جانشین ہوا۔ یہہ بھی نہایت لایق وہوشیار تھا۔ گو اسکو اوسکے باپ کے تمام اختیارات حاصل نہ تھے۔ کیونکہ سری پت راؤ پت نیدہی اوسکا بڑا مخالف تھا۔ مگر بہت جلد اوس نے اپنی پرزور تقریر اور جرات وبہادری سے ساہو کا دل پرانا سکہ بٹہادیا۔) اور ممالک دکن مین یہ حکم دیا کہ راجہ ساہو کو چوتھہ وسردیسمکھی ندیجائے۔ کیونکہ اول اسکا تصفیہ ضرور ہے کہ یہہ حق سنبھاجی دوم کا ہے یا ساہو کا۔ جب راجہ ساہو کو یہہ خبر ہوئی تو اوس نے فوراً جنگ کا ارادہ کیا۔ مگر بالاجی نے اوسکو اس ارادہ سے روکا۔ اور آپ منتخب فوج لیکر گجرات پر یورش کی۔ اور اوسکو تباہ وتاراج کیا۔ ادہر آصف جاہ نے یورش چاہا کیا۔ مگر کچھہ کام نہ بن سکا۔ اور بالاجی گجرات کو تباہ کرکے پونہ آیا۔ اور آصف جاہ کو ایسا تنگ کیا کہ آخر ۱۷۲۸ء مین اس اقرار پر صلح ہوی کہ چوتھہ وسردیسمکھی کی تمام باقیات کا روپیہ ساہو کو ادا کیا جائے۔ اور چند مضبوط قلعے اپنے ملک کے آیندہ محصول ادا کرنیکی ضمانت مین ساہو کے تفویض ہون۔ یہہ پہلا ہی رفت ہے کہ آصف جاہ نے ساہو کے مقابلہ مین شکست پائی۔ اودہر سری پت راؤ جو ساہو کا پت نیدہی تھا نے سنبھاجی ثانی کولاپور کے راجہ کو گھیرکر شکست دی۔ اور ۱۷۳۱ء مین اوسکو مجبور کرکے یہہ دستاویز لکھالی کہ تمام مرہٹونکا سردار اور ساری ریاست کا مستحق راجہ ساہو ہے۔ اور وہ فقط حوالی کولاپور پر قابض رہیگا

اب آصف جاہ نے دوسری تجویز یہ کی کہ ٹرمبک راؤ دہابری کو جو مرہٹون کا بڑا سردار تھا۔ اور گجرات مین مرہٹون کی حکومت اوسیکی وجہہ سے جمی تھی۔ اور وہ پیشوا سے بعض وجوہ کے باعث بہت جلتا تھا۔ اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور ۳۰ ہزار سپاہ کو لیکر یہہ ارادہ ہوا کہ راجہ ساہو کو پیشوا اور برہمنون کے پھندے سے نکالے۔ مگر باجی راؤ نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ اور ٹرمبک راؤ مارا گیا۔ جس سے آصف جاہ کا یہ وار بھی خالی گیا۔ آخر ٹرمبک راؤ کے بیٹے کو گدی نشین کرکے پیلاجی گیکواڑ کو گجرات کا انتظام تفویض کیا۔ کیونکہ یہہ لڑکا کمسن تھا۔

اودھر باجے راؤ نے جب مالوہ پر دھاوا کیا تو اوس نے اپنی سپاہ کے تین بڑے افسر اودا جی پنوار ملہر راؤ ہلکر راناجی سیندیا مقرر کئے۔ اودا جی ایک چھوٹا سا سردار تھا۔ اوس نے ملک دھار پر جو گجرات اور مالوہ کی سرحدون پر واقع ہے قبضہ کیا تھا۔ مگر اوسکو اور نہ اوسکی اولاد کو وہ عروج حاصل ہوا جو سیندیا اور ہلکر کے گھرانے کو حاصل ہوا۔ حالانکہ ملہر راؤ ہلکر ایک چرواہے کا لڑکا تھا۔ جو دریائے نیرا پر پونہ کے جنوب مین بکریان چراتا تھا۔ البتہ راناجی سیندیا کا خاندان ستارہ کے قریب معزز شمار ہوتا تھا۔ مگر تنگدستی کے باعث اوس نے باجی راؤ کے خدمت گارون مین نوکری کرلی۔ اور اپنی بہادری۔ اور جرات سے سپہ سالار ہوگیا۔ اس اثنار مین بادشاہ نے راجہ اجیسنگھ کو جو اپنے باپ اجیت سنگھ کو مار ڈالا تھا۔ گجرات کی صوبیداری عطا کی۔ چنانچہ اس نے وہان پہونچکر سربلند خان کو گجرات سے باہر کیا اور پیلاجی گائیکواڑ کو دغا سے مار ڈالا۔ جب پیلاجی مارا گیا تو اوسکے بھائی بندون نے گجرات پر حملہ کیا۔ اور اوسکو تاراج کرکے تمام ملک آپس مین بانٹ لیا پھر جودہ پور پر یورش کی راجہ نے دیکھا کہ گجرات تو گیا مگر قدیمی آبائی ملک جودہ پور بھی چلا جاتا ہے۔ اس لئے یلغار گجرات سے نکل کر جودہ پور روانہ ہوا۔

اب مالوہ کی سنئے کہ یہان راجہ گردھر صوبہ دار تھا۔ باجی راؤ نے اوس پر یورش کرکے ایسا تنگ کیا کہ اوس نے بادشاہ سے امداد چاہی۔ مگر وہان سے کچھ جواب نہ آیا۔ آخر گردھر لڑائی مین مارا گیا اور اوسکا بیٹا جادیا رام اوسکی جگہہ مقرر ہوا۔ یہ بھی مرہٹون سے لڑتا رہا۔ اور بادشاہ کو کمک کے لئے بہت کچھہ لکھا۔ لیکن وہان کون سنتا تھا۔ غرض دیا رام بھی مرگیا۔ ۱۷۴۳ء مین محمد خان بنگش اوسکی جگہہ معین ہوا۔ مگر اوسکو بندیلون سے ایسا معرکہ پڑا کہ ادھر جانیکی نوبت نہ آئی۔ اور بادشاہ نے راجہ جے سنگھہ والی جے پور کو صوبہ مالوہ عطا کیا۔ مرہٹون نے راجہ کا دم ایسا ناک مین کیا۔ کہ اوس نے ۱۷۴۸ء مین یہ صوبہ باجے راؤ کو دیدیا۔ اور گجرات و مالوہ کے صوبون کے نکل جانے سے

سلطنت کو بہت ضعف ہوگیا۔ جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹون کا تسلط ہوگیا اور بادشاہ نے اوسکے تدارک کی کچھ بھی فکر نہ کی تو اب اونکا حوصلہ اور بڑھا۔ اور صوبۂ الہ آباد و اکبرآباد پر دانت لگایا اور بالفعل مرہٹے راجہ بندیلکھنڈ طلبی پر دکیونکہ محمد خان بنگش نے راجہ بندیلکھنڈ کو بہت مجبور کر رکھا تھا بندیلکھنڈ پڑھ دوڑے۔ اور محمد خان کو بہار کر قلعۂ جیتگڈھ مین محصور ہوا۔ مرہٹون نے قلعہ کا اس سختی سے محاصرہ کیا کہ قلعہ والون نے گائے گھوڑے۔ گدھے کتے تک نہ چھوڑے۔ جب یہ خبر محمد خان کے بیٹے اور بیوی کو ہوئی (جو فرخ آباد مین تھے) تو اونہون نے بادشاہ سے امداد کے لئے استغاثہ کیا۔ دہلی کی سلطنت مین ایسی قدرت ہی نہ تھی کہ وہ اعانت کرتی۔ آخر اوس نے اقوام سے جمع کیا۔ اور اوسکی بیوی نے روہیل کھنڈ کے پٹھانون کے پاس اپنی چادر بھیجی (پٹھانون مین اس طرح چادر بھیجنا سخت ضرورت کی حالت مین عزت بچانیکے لئے درخواست کرنا ہے) چنانچہ افغانون نے فوراً بندیلکھنڈ پہونچکر محمد خان کو قلعہ سے نکالا۔ اور جوانمردی سے اوسکو الہ آباد پہونچادیا۔ وہ تو بچ گیا۔ مگر صوبہ نہ بچا۔ اور بندیلکھنڈ کے راجہ نے باجی راؤ کو اس خدمت کے عیوض مین جمنا کے کنارے پر جھانسی کا علاقہ دیا۔ بعد ازان جب وہ مرنے لگا تو باجیراؤ کے لئے اپنے حقوق بندیلکھنڈ مین چھوڑ گیا کہ جسکے سبب سے کل ملک مرہٹون کے ہاتھہ لگ گیا۔ کوئی کہتا ہے کہ راجہ نے باجیراؤ کو بیٹا کیا تھا۔ اسکے بعد مرہٹون نے گوالیار تک اپنے قبضہ کو بڑھایا۔ پہر وہان سے محالات الہ آباد و اجمیر پر بھی دست درازی شروع کی انہین ایام مین بمقام بڑار ٹھاندان بھوسلا نے سلطنت کی ایک نئی شاخ قائم کی جس سے ناگپور کے ریاست کی بنیاد پڑی۔ اگرچہ یہہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی۔ مگر اوس نے مغلون کے ساتھہ لڑنے مین پیشوا کے درمیان کچھہ خلل نہین ڈالا۔ جب مرہٹون کی شوخی اور دلیری حد سے متجاوز ہوئی تو بادشاہ نے مظفر خان میر آتش امیر الامرا صمصام الدولہ۔ اعتماد الدولہ قمر الدین خان وغیرہ کو افواج شائستہ کے ساتھہ اونکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مگر یہ ہٹے اونکے ہاتھہ نہ آئے۔ آخر یہ لوگ مایوس ہوکر اولٹے چلے آئے۔ ۱۳۹۹ھ ۱۷۸۴ء

بادشاہ نے امیر الامرا کو دوبارہ مرہٹون کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ اور راجہ جے سنگھ کو بھی ہمراہ کیا۔ یہہ سب ملکر اجمیر کی راہ مین دشمن کے منتظر بیٹھے رہے۔ مگر کسی کی یہ جرات نہوی کہ مرہٹون پر خود تاخت کرتے جب امرا کی یہہ کم ہمتی برہان الملک سعادت خان صوبہ دار اودھ نے دیکھی تو محض غیرت کے باعث اوس نے اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کو ہمراہ لیکر معہ فوج جرار مرہٹون کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ اودہر مرہٹون کے سردار ملہار راؤ ہلکر نے راجہ بہدوریا کے ملک کو برباد کرکے سعد آباد دبالیسر پر یورش کی۔ اتنے مین برہان الملک بلائے بیدرمان کیطرح ملہار راؤ پر گرا۔ اکثر مرہٹون کو قتل اور مین عمدہ نامدار سردارون کو اسیر کیا۔ جب وہ بھاگے تو چار کوس تک اونکے تعاقب مین گیا راستہ مین کشتون کے پشتے لگا دئے۔ اور ملہار راؤ زخمی ہوا۔ اسکے بعد برہان الملک نے باجے راؤ پر حملہ کرنیکے ارادہ سے آگے روانہ ہوا۔ جب یہ خبر امیر الامرا کو معلوم ہوی تو برہان الملک کی اس بہادری کو اوس نے بری نظر سے دیکھا۔ اور اوسکو لکھا کہ مین بھی آتا ہون ہم تم ملکر باجے راؤ پر حملہ کرینگے چنانچہ امیر الامرا اپنے مقام سے حرکت کرکے برہان الملک کے پاس پہنچا۔ اور طرفین سے ضیافتون کے سامان ہونے لگے۔ اودہر ملہار راؤ نے باجے راؤ کو جاکر اپنی شکست کی خبر سنائی۔ باجے راؤ نے دیکھا کہ برہان الملک۔ اور امیر الامرا ضیافتون مین مشغول ہین۔ اور شاہجہان آباد فوج سے خالی ہے۔ اسلئے اوس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ دہلی پر آزمائیے۔ اور برہان الملک سے مرہٹون نے جو شکست اوٹھائی ہے۔ اوس بدنامی کا دھبہ اون کے دامن سے مٹائے۔ چنانچہ باجے راؤ بڑی بڑی منزلین طے کرتا ہوا ۸ ذیحجہ ۱۱۵۱ھ کو تغلق آباد آیا۔ اوسدن کالکا کا میلا تھا۔ یہان ہندو اور مسلمان لاکھون جمع تھے۔ اس نے میلے کو خوب لوٹا۔ پھر رات کو قطب صاحب کی مزار کے قریب آیا۔ اور عرفہ کے دن مینا بازار اور آبادی کی دوکانون کو جلایا۔ اور غارت کیا۔ دوپہر کے قریب حویلی پالم کو تاراج کیا۔ اس خبر کے

سنتے دہلی مین کھلبلی پڑنے لگی - بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر ٹوٹی پھوٹی سپاہ لیکر باہر نکلے اور تال کٹورہ کے پاس لڑائی شروع ہوی - دو چار غیرت مند امیر مارے گئے - باقی بیچارے اپنا سا منہ لیکر شہر مین چلے آئے - جب یہہ خبر اطراف مین مشتہر ہوی تو اطراف کی فوجین بھی جمع ہونے لگین اور برہان الملک کے آمد کی بھی خبر گرم ہوی - باجی راؤ نے دیکھا کہ اب کام بگڑ گیا - فوراً وہان سے کوٹلہ اور ریواڑی و پاٹودہی کے طرف جاکر اونکو خاطر خواہ لوٹا - اور اسی راہ سے گجرات و مالوہ چلا گیا - بعد ازان باجے راؤ نے بادشاہ سے عہد نامہ کی بابت خط و کتابت شروع کی - اور بادشاہ بھی مالوہ و گجرات دینے پر آمادہ ہوا - مگر امرائے شاہی نے اتفاق نکیا - جب یہہ نااتفاقی اوسکو معلوم ہوی تو اوس نے اور پاؤن بڑہایا - متہرا - الہ آباد - بنارس وجونپور کی مقدس مقامون کو بھی مانگا - اب بادشاہ نے دیکھا کہ مرہٹون کی حرص اور زیادہ ہونے لگی تو اوس نے ۱۱۵۰ھ مین آصف جاہ بہادر کو طلب کیا - الغرض آصف جاہ بہادر ربیع الاول ۱۱۵۱ھ مین دہلی پہونچے - اور دکن مین اپنے بیٹے غازی الدینخان بہادر کو نائب مقرر کیا - بادشاہ نے اس موقع پر مالوہ کی صوبہ داری (جو ادسکی قبل باجی راؤ کے حوالہ کیگئی تھی) غازی الدینخان بہادر کے نام مرحمت فرمائی - اور آصف جاہ بہادر کو حکم دیا کہ جو کچھہ جنگ کا سامان درکار ہو وہ ریاست سے مہیا کر لیا جائے - مگر سلطنت ایسی ضعیف ہو گئی تھی کہ کہین سے بھی سامان جنگ عمدہ مہیا نہو سکا - بالآخر آصف جاہ بہادر نے اپنے ہمراہی ۳۵ ہزار سوار اور بعض راجپوت راجہ اور صفدر جنگ کا توپخانہ وغیرہ لیکر مرہٹون کی سرکوبی کو روانہ ہوے - اور ادہر باجے راؤ نے اس سے دو چند فوج لیکر دریاے نربدا سے پار اترا - شاہی لشکر کا قیام بھوپال کے نواح مین تھا - چنانچہ پیشوا نے اس فوج کو گھیر لیا - اور ایسا تنگ کیا کہ آصف جاہ بہادر کو بجز مصالحت کے کچھہ بن نہ پڑی - کیونکہ برہان الملک صوبہ دار اودہ کی کمک کے انتظار مین آپ ٹھہرے ہوے تھے - اور باجے راؤ نے راستہ کو ایسا روکا تھا کہ برہان الملک کی فوج آپ کے لشکر

نہ مل سکی مجبوراً یہ عہدنامہ ہوا کہ سارا ملک مالوہ باجی راؤ کے تفویض کیا جائیگا۔ اور لڑائی کا خرچ پچاس لاکھ روپیہ شاہی خزانہ سے ادا ہوگا۔ غرض یہ عہدنامہ آصف جاہ بہادر نے پادشاہ کی دستخط کے لئے خود لیکر آئے۔ اور پیشوا اپنے ملک کو چلا گیا۔ ہنوز اس عہدنامہ پر بادشاہ کی دستخط مزین نہیں ہوئی تھی کہ ۱۱۵۱ھ م ۱۷۳۹ء میں نادر شاہی بلا موجود ہوئی جس سے سب لوگ ایسے بدحواس ہوئے کہ سب پہلے

* اسوقت ہندوستان کی حالت ہی تھی جو تیمور اور بابر کے عہد میں ہو رہی تھی۔ اسلئے ضرور تھا کہ کوئی مغرب سے اس ملک کا خبر لینے والا آئے۔ سوائے اسکے ایران کے ملک کا بھی حال ایسا ہی ہو رہا تھا۔ اب یہاں پہلے کیفیت ایران کا حال لکھا جاتا ہے۔ ایشیا کے ملکوں کا یہ دستور ہوگیا تھا کہ کسی خاندان کا عروج دو سو برس سے زیادہ نہیں رہتا تھا۔ چنانچہ ایران میں خاندان صفوی کو دو سو برس کا عرصہ ہو چکا تھا اسلئے اوسکا حال ایسا پتلا ہو گیا تھا کہ مغربی افغانوں نے ایران پر حملہ کیا ۱۱۳۴ھ م ۱۷۲۲ء میں محمود خان نے اصفہان کو فتح کر لیا۔ اور حسین شاہ والی ایران گرفتار ہوگیا اور محمود خان نے دارالخلافہ پر قبضہ کر کے خود بادشاہ بنگیا۔ اسکا بیٹا اشرف نے باقی ملک کے فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ اسمیں کبھی فتح اور کبھی شکست پاتا رہا۔ آخر تین برس کے بعد ۱۱۳۵ھ میں اوسکا انتقال ہوگیا۔ اور اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا حالانکہ یہ جوانمرد صاحب تدبیر تھا مگر اسوقت آفت یہ پڑی کہ ایران میں افغانوں کے تسلط سے بدنظمی پھیلی۔ اور پیشوائے دشاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا۔ آخر صلح ہوگئی لیکن ایران کی سلطنت سے بہت سے اضلاع علیحدہ ہوگئے۔ شاہ ایران تو قید تھا۔ اوسکا بیٹا طہماسپ نکل گیا تھا۔ اور شمالی مغربی اضلاع میں جو افغانوں نے تبکسفتح نہیں کیا تھا۔ وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اور روم و روس سے پیغام و سلام شروع کر کے یہ اقرار کیا کہ اگر مجھے میرا آبائی ملک افغانوں سے دلادیں تو میں آپکو وہ اضلاع جو اونہوں نے قبضہ کیا ہے۔ دیدونگا۔ اس اثنا میں پیٹر اعظم مر گیا۔ فقط شاہ روم نے اوسکی درخواست منظور کی۔ لیکن اشرف نے شاہ روم کو کچھ تو تلوار سے اور کچھ اس لعنت و ملامت سے روکا کہ شیعوں کے عوض سنیوں کا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے۔ اب طہماسپ تنہا رہ گیا۔ مگر ۱۱۴۳ھ میں یا دری قسمت سے طہماسپ کو نادر شاہ مل گیا۔ جسنے اوسکو اوسکے باپ دادا کے تخت پر ایک دفعہ بٹھا دیا۔

بھول گئے۔ بادشاہ نے تھوڑی بہت فوج جمع کی۔ اور راجہ جے سنگھ۔ دیگر راجاؤن نے اسوقت امداد نہیں کی لیت ولعل کیا۔ لیکن آصف جاہ بہادر اپنے لشکر سے بادشاہ کی مدد کو حاضر ہوے۔ اور برہان الملک بھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۳۵) نادرشاہ کا اصلی نام نادر قلی خان تھا۔ اور اوسکا باپ امام قلی قوم افشار سے تھا۔ وہ کچھ تبت کا آدمی نہ تھا۔ بعض اوسکو پوستین دوز بتاتے ہین۔ نادرشاہ کی ولادت ۱۱۰۰ھ ہے۔ چنانچہ نادر، ابرس کی عمر مین اوزبکون کے ہاتھ جو خراسان لوٹنے آئے تھے۔ گرفتار ہوگیا۔ اور اوسکی مان بھی اوسکے ساتھ پکڑی گئی۔ مان تو قید مین مرگئی۔ مگر نادر چار سال کے بعد قید سے چھوٹا۔ اور وطن آیا۔ ایک امیر بابل بیگ کا نوکر ہوا۔ اوسکو قتل کرکے اوسکی لڑکی کو بیاہ لیا۔ اور نکاح کرلیا جس سے رضا قلی مرزا پیدا ہوا۔ پھر بیڑون کو ساتھ لیکر لوٹ مار سے اوقات بسر کرنے لگا۔ والی خراسان نے اوسکو پکڑ کر اوزبکون سے لڑایا۔ اس جنگ مین اوس نے وہ شجاعت و مردانگی بتلائی کہ سپاہی سے افسر بنا۔ مگر یہان کچھ ایسے نامناسب حرکات کیا کہ والی خراسان نے لکڑیان مار کر نکال دیا۔ اب وہ مشہد گیا۔ اوسکا چچا کلات مین ایک چھوٹے قبیلۂ افشار کا سردار تھا۔ اوسکے پاس چلا گیا چچا بھی اوسکی حرکات سے تنگ آکر نکال دیا۔ پھر اوس نے لوٹ مار شروع کردی۔ یہ وقت وہ تھا کہ دولت صفویہ پر زوال آرہا تھا۔ اور سارے ملک مین شور وغوغا مچ گیا تھا۔ اس موقع پر ۳۰ ہزار فتنہ پرداز نیولے نادر کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے۔ اور اوسکو اپنا امیر بنایا۔ اب اوس نے خراسان پر سخت خراج لگایا۔ چنانچہ اوسکے اقتدار کو روز افزون دیکھا تو خط لکھا کہ شاہ طہماسپ کی نوکری کرکے افغانون سے لڑنے جاؤ۔ اور بادشاہ کی مدد کرو۔ نادر نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ پہلے جرمون کو معاف کردے تو مین خود سنگڑی کیلئے حاضر ہون۔ چنانچہ اوسکے قصور معاف کئے گئے۔ مگر اوس نے ایک نیا قصد اور کیا کہ اپنے چچا کو اپنے ترقیون کا مانع سمجھکر قتل کرڈالا۔ اور خراسان مین افاغنہ سے لڑنے تیار ہوا۔ اب فتوحات نادری سے بادشاہی ہمون کو رونق حاصل ہوی۔ اور افغان خراسان سے نکالدئے گئے۔ مگر بادشاہ کو اول ہی سے نادر پر رشک وحسد تھا چنانچہ ایک مہم مین نادر مصروف تھا تو بادشاہ نے اوسکو طلب کیا اور وہ آنے سے انکار کردیا۔ بادشاہ نے اوسکے انکار پر اوسکو باغی کہنا نہ تھا اس لفظ کو سنکر کہہ ایسا مشتعل ہوا کہ بادشاہ کا

اپنا آنشبار توپخانہ لیکر اودہ سے نکلا۔ جب بادشاہ کے قریب پہونچا تو ایرانیون نے راستہ روکا اور شاہی لشکر سے ملنے نہ دیا۔ ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو برہان الملک کی امداد کیلئے خاندوران جان کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۳۶) فوج لیکر جھک پڑا۔ اور ایسا مغلوب کیا کہ جواد س نے کہا بادشاہ کو وہ ماننا پڑا۔ اب بادشاہ کا کچھ اختیار باقی نہیں رہا۔ اسکے بعد نادر نے اپنے ملک کے آدمیون کو غفلت سے بیدار کیا۔ اور مرد بنایا۔ پھر تھوڑے دنون بعد کیطرح سارے ملک کا دورہ کیا اور ملک کے ملک صوبہ کے صوبے فتح کرتا چلا۔ ۱۱۴۳ھ مین ایران کو چنگل سے بالکل صاف کردیا۔ اسکے عوض بادشاہ سے چار ملک عظیم خراسان ماوراء النہر سیستان کرمان یعنے اپنا آدھا ملک حمرت کیا۔ بادشاہ نے یہ بھی اجازت دی کہ وہ اپنے سر پر تاج رکھے اور سلطان کا لفظ اپنے نام پر بڑھائے۔ مگر ادس نے انکار کیا۔ ۱۱۴۶ھ مین ادس نے روسیون کو بحر خزر پر روک کر نہایت استحکام کے ساتھ صلح کرلی۔ اہل عرب کو مغرب مین آگے بڑھنے نہ دیا۔ سلطان روم کو مال سے خارج کردیا۔ اور جو صوبے سلطنت ایران کے دشمنون کے قبضہ مین چلے گئے تھے اون سب کو دوبارہ لے لیا۔ یہ سب کام ۱۱۴۶ھ تک کرکے ۱۱۴۷ھ مین ایران کی سلطنت کو وہ وسعت دی کہ اوسکے حدود قدیمی صورت پر قائم ہوگئے۔ پھر ۱۱۴۸ھ تک مین خاندان صفویہ کا خاتمہ کیا۔ اور دفعتاً مذہب کیبدل ڈالا۔ شیعہ سے سنی ہوگیا۔ پھر سنی سے شیعہ ہوا۔ حقیقت مین نادر کا کوئی مذہب سوائے خود بینی کے نہ تھا۔ اب وہ مستقل بادشاہ ہوا۔ اور سکہ اپنے نام کا چلایا۔ اوسکے سکہ مین ایک طرف نادر شاہ ایران زمین و خسرو گیتی ستان دوسری طرف الخیر فیما وقع منقش تھا۔ ۱۱۵۱ھ مین اوس نے اپنے استحکام سلطنت کے لئے افغانون کو اپنا رفیق بنایا۔ اور اسی سال ہندوستان پر آندھی کیطرح چڑھ آیا۔ کہتے ہین کہ جب نادر نے خلجیون کا ملک فتح کرلیا تو تیموریہ سلطنت سے اوسکی سلطنت کا ڈانڈا مینڈا مل گیا اب ہندوستان پر چڑھائی کرنیکے لئے بہانہ ڈھونڈھنے لگا۔ آخر یہہ چال چلی کہ محمد شاہ کو لکھا کہ میرا ارادہ قندہار کے افغانون پر حملہ کرنیکا ہے۔ اور وہ لوگ کابل سے فرار ہونیکا اندیشہ ہے۔ اسلئے آپ صوبہ دار کابل کو لکھدے کہ افغانون کو فرار کا موقعہ نہ دے بلکہ جہانتک ممکن ہو اونکو نکال دے جب محمد خان نادر شاہ کا ایلچی یہان آیا تو محمد شاہ کا اسوقت یہہ حال تھا کہ عزت ہاتھ مین جام اور بغل مین دلارام۔

روانہ کیا۔ مگر افسوس ہے کہ لڑائی مین خاندوران خان زخمی ہوگیا۔ اور میدان جنگ مین بڑے بڑے سردار کام آئے۔ ادہر ایرانیون نے امیرالامرا خاندوران خان کے تمام ڈیرون کو لوٹ ڈالا۔ آخر اس بیچارہ کو ایک بیچوبہ ڈیرے مین ملازمون نے اوتارا۔ اور اعتمادالدولہ۔ آصف جاہ۔ خواجہ سرابان شاہی عیادت کے لئے آئے تو وہ بیہوش تھا۔ اتنے مین ہوش آیا تو کہا کہ تم نے تو اپنا کام تمام کیا۔ اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ مگر اتنا ہم کہے جاتے ہین کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کے لئے اور نادرشاہ کو دلی مین مت لیجانا۔ جسطرح ہوسکے اس بلا کو اسی جگہ سے ٹالنا" اسکے بعد خاندوران نے انتقال کیا۔ اب برہان الملک کی سنئے کہ اوسکو قزلباشون نے گھیرلیا۔ ایک نوجوان برہان الملک کا ہموطن گھوڑا دوڑاکر اوسکے ہاتھی کے سامنے گیا۔ برہان الملک نے اوسپر تیر چلانا چاہا۔ اوسپر اوس نوجوان نے یہ کہا کہ "محمد امین دلوانہ شدہ باکہ میجنگی" اور یہہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑا۔ اور گھوڑے کو اوس سے باندھ

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۳۷) کسکا دماغ تھا کہ نامہ کا جواب لکھتا۔ اور نادرشاہ کو کون مانتا تھا۔ اب ذکر یہہ ہوی کہ جواب کیا لکھین۔ اور جواب لکھین تو القاب کیا ہونا چاہئے۔ بس ایسی سوچ بچار مین ایک سال گذر گیا۔ نادرشاہ نے دیکھا کہ ایلچی ابتک ہندوستان سے واپس نہ ہوا۔ پھر اوس نے دوسرا ایلچی بھیجا۔ یہہ بھی بھین کا ہورہا۔ جس نے رگ نادرشاہی غضب مین آئی۔ اور قندہار فتح کرکے کابل پر حملہ کیا۔ ناصرخان صوبہ دار کابل نے شکست پائی۔ اور کابل پر نادر کا قبضہ ہوگیا۔ یہان سے نادر نے ایک اور ایلچی کو بھیجا۔ مگر یہہ ایلچی جلال آباد مین مارا گیا۔ جب یہہ خبر نادر کو ہوئی تو آگ ہوگیا۔ شعبان ۱۱۵۱ھ مین کوچ کرکے جلال آباد آیا۔ اور وہان قتل عام کرکے پشاور پہونچا۔ پھر دریاے اٹک عبور کرکے پنجاب مین قدم رکھا۔ زکریاخان صوبہ دار لاہور نے مقابلہ کیا۔ مگر پسپا ہوکر اطاعت اختیار کرلی۔ اور نادرشاہ وہان سے نکل کر دلی کے قریب آگیا۔ اب محمد شاہ خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور اوسکے اندفاع کی فکرین کرنے لگا۔ مگر ہونا ہی کیا تھا۔ باقی حال متن مین ملاحظہ کیجئے ۱۲ مولف۔

اور خود رستہ پکڑکر ہاتھی پر چڑہا۔ اور عماری کے اندر برہان الملک پاس جا بیٹہا۔ برہان الملک ایران کے دستور سے واقف تہا۔ اسلیئے اطاعت اختیار کرلی۔ اور منجہ تقدیر کا اسیر ہوا۔ نادر نے برہان الملک کے تقصیرات معاف کردیئے۔ اور اوسکو اپنے ساتہہ دسترخوان پر بٹہایا۔ اتنے مین برہان الملک کو خبر ہوی کہ امیر الامرا مرگیا۔ اوسکو ایک مدت سے امیر الامرائی کی لونگی ہوئی تہی اسلیئے اوس نے نادر کو دو کروڑ روپیہ پر راضی کرلیا۔ اور بادشاہ کو لکہکر جلد انتظام کیجے۔ بادشاہ نے آصف جاہ کو نادر کے پاس بہیجا۔ اور آصف جاہ نے برہان الملک کے ذریعہ نادر سے ملکر دو کروڑ روپیہ بہیجنے کا وعدہ کرلیا۔ اور وہان سے رخصت ہوکر بادشاہ سے تمام حقیقت حال بیان کردی۔ بادشاہ اوسکے صلہ مین آصف جاہ کو امیر الامرائی کا خلعت بیش بہا مرحمت فرمایا۔ دوسرے روز ۱۶ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو محمد شاہ۔ نادر کے بلانے سے اوسکی ملاقات کو گیا۔ نادر نے نصر اللہ مرزا کو استقبال کے لیئے بہیجا۔ اور آپ بہی خیمہ کے باہر تک استقبال کیا۔ اور شکایت کی کہ میرے خط کا جواب آپ نے ندیا جسکے باعث مجھے یہانتک آنا پڑا۔ بادشاہ کو اسقدر تغافل نچاہیئے۔ محمد شاہ نے جواب دیا کہ اگر یہہ تغافل نہوتا تو آج یہہ ملازمت کی سعادت کیونکر حاصل ہوتی۔ اس جواب سے نادر بہت خوش ہوا۔ غرض بادشاہ ہنسی خوشی اپنے خیمہ مین واپس آیا۔ اب یہان سے مورخون کی گہڑت شروع ہوتی ہے۔ برہان الملک نے دیکہا کہ امیر الامرائی تو آصف جاہ کو مل گئی اب اوس نے اپنا غصہ یون نکالا کہ نادر کو کہا کہ بجز آصف جاہ احدے مقتدر امیر سے نمی تواند شد آپ نے کیا غضب کیا کہ دو کروڑ پر قناعت اختیار کی۔ اور ہندوستان کے جواہرات و خزانون کو چہوڑ دیا۔ اگر حکم ہو تو مین اپنے پاس سے دو کروڑ روپیہ داخل کرسکتا ہون۔ آپ شاہجہان آباد چلکر اُن قارونی خزانون پر قبضہ کیجیئے۔ نادر شاہ یہہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور آصف جاہ کو سوال و جواب کے بہانہ سے طلب کرکے نظر بند کرلیا۔ اور کہا کہ بادشاہ کو بلواؤ۔ ہرچند آصف جاہ نے کہا کہ یہہ عہد شکنی ہوتی ہے۔ مگر وہ نمانا۔ آخر بادشاہ آیا۔ اور نادر نے اپنے خیمہ مین اتارا۔ اور بولا کہ اسباب

تجمل سلطنت اور مستورات حرم سرا کو مع عملہ فعلہ کے یہان بلا لو بیچارا بادشاہ نے نادر کے حکم کی تعمیل کی۔ اور تمام شاہی کارخانون پر نادر کے آدمیون کا قبضہ کرا دیا۔ الغرض غرۂ ذیحجہ ۱۱۵۱ھ مین شاہجہان آباد کے اندر محمد شاہ و نادر شاہ داخل ہوئے۔ نادر شاہ بادشاہی محلون مین قلعہ کے اندر اترا۔ اور اپنے سپاہیون کو جابجا حفاظت کے لئے بھیجدیا۔ اتفاقاً عید اور نوروز دونون ایک روز واقع ہوے۔ اسلئے بڑی دھوم دھام سے جشن ہوا۔ مسجد مین عید کے دن نادر شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ چوتھے روز بہنگیڑ خانہ مین ایک بہنگیڑ نے یہہ غپ لگائی کہ "واہ محمد شاہ رنگیلے تیرا کیا کھنا ہے۔ مغل کو ایک قلماقنی کے ہاتھہ سے مروا ہی دیا" یہہ ہوائی خبر سارے شہر مین پھیل گئی۔ اب دلی والے قزلباشون کے قتل پر پل پڑے۔ جب نادر کو خبر ہوئی تو اوس نے رات بھر صبر کیا۔ اور صبح کو سوار ہو کر نکلا۔ اور روشن الدولہ کی مسجد مین تلوار کھینچکر بیٹھہ گیا۔ اور قتل عام کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا کشتون کے پشتے لگ گئے۔ کسیکو یارا نہ تھا کہ شفاعت کر سکے۔ آخر بادشاہ۔ قمر الدینخان اور آصف جاہ کو لیکر نادر کے پاس آیا۔ اور اپنی رعایا کے قصور معاف کرنیکے لئے کہا۔ نادر نے محمد شاہ کے کہنے کو سن لیا۔ اور تلوار کو نیام کر لی۔ شہر مین امن و امان ہو گیا۔ اب اس مین مورخون کو اختلاف ہے کہ کسقدر آدمی شہر کے مرے۔ آٹھہ ہزار سے ڈیڑھ لاکھہ تک تخمینہ کیا ہے۔ اور نادر شاہ کے آدمی و ہندوستانیون کے ہاتھہ مارے گئے وہ سات سو یا ہزار بیان کئے جاتے ہین۔ اس اثنار مین برہان الملک مرض سرطان سے مر گیا۔ اور اوسکی جگہہ سربلند خان ہندوستانی اور طہماسپ خان ایرانی کھڑے ہوے۔ اول اونہون نے بادشاہی خزانون اور جواہرات پر تصرف کیا۔ بیگمات تک کا زیور اتروا لیا۔ تخت طاؤس بھی لے لیا۔ اسکے بعد بڑے امیرون کے گھر غسط کئے پھر چھوٹے چھوٹے ملازمون اور عام رعایا سے مال حاصل کیا گیا۔ اکثر غیرت مند زہر کھا کر مر گئے۔ کیونکہ ہر دولتمند کے گلے پر چھری رکھی ہوی تھی۔ اور اہل صوبہ سے برسون کے بقایا کا روپیہ وصول کیا گیا۔ جب نادر کو خوب معلوم ہو گیا کہ اب کوئی بکا فا روپیہ کے ہاتھہ لگنے کا باقی نہین رہا تو اوس نے

مراجعت کا ارادہ کیا۔ اور محمد شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اور عہد نامہ لکھایا جسمین دریا رسندہ کے مغرب طرف کا تمام ملک اوسکی قلمرو مین داخل ہوا۔ پھر اوس نے امراء اعیان سلطنت کو بلاکر بادشاہ کی خیر خواہی کے لئے تاکید کی۔ اور اطراف کے حاکمون کے نام یہ گشتی بھیجی۔ کہ محمد شاہ کی اطاعت کرو۔ آخر فقرہ اس تحریر کا یہہ تھا کہ "من و محمد شاہ یک روحیم و دو بدن اگر خدانخواستہ شر طغیانی شما بالنسبۃ بہ بادشاہ گوش زد من شود نام شمارا از صفحہ خلقت محو خواہم کرد" الغرض ۵۸ روز کے بعد نادر دہلی سے رخصت ہوگیا۔ اور جو لوٹ کہ ہندوستان سے لیگیا اوسکے تخمینہ مین زمین و آسمان کا اختلاف ہے۔ کوئی ستر کروڑ بتلاتا ہے۔ کوئی پندرہ کروڑ لکھتا ہے اور بہت سے جواہرات جنکی قیمت کا تخمینہ نہین ہوسکتا۔ الحاصل نادر کے آنے اور جانے کے مابین جو کچھہ واقعات کہ تحریر کئے گئے ہین وہ مورخانہ ہین۔ باقی جسقدر باتین کہی جاتی ہین وہ سب نرل ہین۔ یعنے آصف الدولہ اور سعادت خان نے نادر کو بلایا۔ یا سعادت خان نے بہکاکر نادر کو دلی مین بلایا۔ اس سے زیادہ انگریزی مورخ ایک غضب کی نقل بیان کرتے ہین۔ وہ یہہ کہ آصف جاہ کو نادر نے کہا کہ تو نے ہمکو قندہار سے بلایا۔ اور پچاس کروڑ دلانیکا وعدہ کیا۔ اب وہ فوراً حاضر کر۔ آصف جاہ نے یہہ سنکر برہان الملک سے کہا کہ اب زندگی بیکار ہے کیونکہ اس قزلباش بچہ نے لعنت و ملامت پر کمر باندہی ہے۔ برہان الملک نے آصف جاہ سے اتفاق کیا۔ اور دونون زہر کھانے پر آمادہ ہوے۔ مگر برہان الملک نے زہر کہاکر جان دی۔ اور آصف جاہ مرنے سے اپنے گھر بیٹھے رہے۔ یہہ سب من گھڑت داستان ہے۔ جب نادر شاہ یہان سے چلاگیا تو اول اوسکا اثر یہ ہوا کہ سلطنت دہلی سے تین زرخیز صوبے بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ علیحدہ ہوگئے۔ اور اون مین ایک نئی علی وردی خان کی علیحدہ ریاست قائم ہوگئی۔ اور باجے راؤ

* جب جعفر خان کو صوبہ بنگالہ کی نظامت اور دیوانی مرحمت ہوئی تو اوسکا داماد شجاع الدولہ اڑیسہ کا صوبدار ہوا۔ مگر داماد و خسر مین ہمیشہ ان بن رہتی تھی۔ اور شجاع الدولہ کی بی بی زینب النساء اپنے بیٹے سرفراز خان کے باپکے گھر

جونادر کی آمد سے سہما ہوا بیٹھا تھا۔ پھر سر اوٹھایا۔ اور آصف جاہ پر سابقہ عہد نامہ پر بادشاہ کی دستخط کرانیکے لئے زور ڈالا۔ جو اسکے قبل ہم بیان کر چکے ہین۔ لیکن اسوقت باجی راؤ پیشوا کے بھی بہت سے

تنبیہ نوٹ صفحہ (۵۴۱) رہنے لگی۔ نانا فڈنویس کو بہت چاہتا تھا۔ چونکہ جعفر خان کا اصلی نام مرشد قلی تھا۔ اسلئے اوس نے اپنے نام پر مرشد آباد بنا کر کے وہین رہتا تھا۔

شہزادۂ اعظم شاہ کے رفقا مین ایک شخص مرزا محمد تھا۔ اوسکے دو بیٹے مرزا محمد علی اور حاجی احمد نہایت ہوشیار و لائق تھے۔ جب اعظم شاہ مارا گیا تو مرزا محمد تنگ دستی سے لاچار ہو کر شجاع الدولہ کے پاس آیا۔ اور اپنے بیٹون مرزا محمد علی اور حاجی احمد کو معہ عیال و اطفال کے طلب کر لیا۔ چنانچہ یہہ دونون شجاع الدولہ کے مقرب ہو گئے۔ اور اپنے حسن تدبیر سے ملک اڑیسہ کا خوب انتظام کیا۔ اسکے بعد شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کر کے مرزا محمد علی کو مرزا محمد علی وردی خان کا خطاب دلایا۔ اودہر جعفر خان نے جب اپنا وقت قریب دیکھا تو اپنے نواسہ علاء الدولہ سرفراز خان کو جانشین کیا۔ جب شجاع الدولہ کو یہہ خبر ہوی تو اوس نے بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ ملک اڑیسہ اور بنگالہ کی نظامت و دیوانی ندو یکو مرحمت ہو۔ اسکے بعد خود اپنے دوسرے بیٹے محمد قلی خان کو جو دوسری بی بی سے تھا۔ اڑیسہ مین قایم مقام کر کے مرشد آباد پہونچا۔ اتنے مین بادشاہ کے پاس سے سند بھی آگئی۔ پھر کیا تھا شجاع الدولہ چہل ستون مین جعفر خان کا جانشین ہو گیا۔ اور سرفراز خان دیکھتا ہی رہگیا۔ ناچار باپ کی خدمت مین حاضر ہو کر مبارکباد دی۔ اب شجاع الدولہ نے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ رکھا۔ دوسرے بیٹے محمد تقی خان کو اڑیسہ کا نائب صوبہ اور مرشد قلیخان اپنے داماد کو جہانگیر پور ڈاکہ کا حاکم اور محمد علی وردیخان کو عظیم آباد مین اپنا نائب مقرر کیا۔ اور بادشاہ کے پاس سے مہابت جنگ کا خطاب اور پنجہزاری منصب دلا دیا۔ جس زمانہ مین کہ نادرشاہ دہلی آیا تو شجاع الدولہ مر چکا تھا۔ اور سرفراز خان باپ کا جانشین تھا۔ حاجی احمد و محمد علی وردیخان ریاست مین بالکل دخیل تھے۔ اس اثنا مین سرفراز خان سے اون دونون بھائیون کی بگڑ گئی اور بادشاہ نے نادر کیلئے زر کثیر کا مطالبہ کیا۔ محمد علی وردی نے سرفراز خان کو لشکر کے موقوف کرنیکی صلاح دی

حریف پیدا ہوگئے تھے۔ اور باجے راؤ کا بھائی چمناجی کانکن والون سے لڑرہا تھا۔ مگر اوسکو اوپر فتح نہین حاصل ہوئی۔ کیونکہ کولابہ کا مشہور قزاق آنگریا برائے نام ساہو کا مطیع تھا۔ اور وہ اپنی

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۲)۔ جس سے سرفراز خان کے دل مین شبہ گذرا۔ دونون کو خدمات سے موقوف کردیا۔ اب علی وردیخان نے اپنے پرانے دوست موتمن الدولہ محمد اسحٰق خان کی سعی سے ایک کروڑ نذرانہ دینے کے وعدہ پر بادشاہ سے یہہ حکم منگالیا کہ سرفراز خان کا گھر ضبط کرکے تینون صوبے اوس سے لے لئے جائین۔ غرض ۱۱۵۳ھ مین علی وردیخان ان تینون صوبون کا مالک ہوگیا۔ اور سرفراز خان کا گھر ضبط کرکے بادشاہ کا نذرانہ بھی بھیجدیا۔ پھر اس نے اڑیسہ پر یورش کی مرشد قلیخان بھاگ گیا۔ اور علی وردی نے اپنے بھتیجے صولت جنگ کو وہان کا صوبہ مقرر کیا۔ مگر صولت جنگ کے ظلم وزیادتی سے رعایا ناراض ہوگئی۔ اور باقر علیخان داماد مرشد قلیخان سے سازباز کرکے صولت جنگ کو گرفتار کرادیا۔ جب علی وردی کو معلوم ہوا تو فوراً چڑھ دوڑا۔ اور باقر علیخان کو شکست دیکر اپنے بھتیجے کو چھڑالیا۔ اس عرصہ مین راجہ رگھوجی بھوسلہ کے سپہ سالار بھاسکر پنڈت نے ۲۵ ہزار سوار سے ملک بنگال مین لوٹ مار مچادی۔ علی وردی یہہ خبر سنکر دوڑا آیا۔ مرہٹون نے دس لاکھ روپیہ طلب کیا۔ مگر اس نے دینا قبول نکیا۔ آخر لڑائی ہوئی۔ مرہٹے شکست پاکر بھاگے۔ پھر کچھ دنون بعد مرہٹون نے گنگ پور پر حملہ کیا۔ یہان بھی علی وردی نے اونکو شکست دی۔ جب بادشاہ کو علی وردی کے اس کارنمایان کی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے اعلیٰ مناصب وعمدہ خطاب سرفراز فرمائے۔ اور صفدر جنگ داماد برہان الملک کو اعانت کے لئے روانہ کیا۔ لیکن علی وردی نے اوسکا آنا مصلحت نہ سمجھا۔ اور دس لاکھ روپیہ خرچ سفر دیکر الٹا واپس کردیا۔ پھر بادشاہ نے بالاجی راؤ کو امداد کے واسطے روانہ کیا۔ اتنے مین۔ راگھوجی بھوسلہ۔ بھاسکر پنڈت کی شکست دہی کی طلش مین اگرخود لشکر کثیر کے ساتھ علی وردیخان کے ملک پر چڑھ دوڑا۔ بالاجی جو بادشاہ کے طرف سے آچکا تھا۔ اوس نے راگھوجی کو شکست دیکر بنگال سے باہر کیا۔ دوسرے برس بھاسکر پنڈت نے فوج جرار سے پھر بنگال پر یورش کی۔ اس دفعہ علی وردی نے مصطفیٰ خان وراجہ جانکی رام کے ذریعہ بھاسکر کو معہ دوسرے سردارون کے

رہزنی کو بحری چوتیہ کہا کرتا تھا۔ انگریزون نے بھی پرتگیزونکی مدد سے اوسپر حملے کئے۔ مگر کچھہ نہ کرسکے۔ ہالنڈوالون نے بھی بہت زور ڈالا۔ لیکن پسپا ہوے۔ ایک دفعہ انگریزی بیڑے کی مدد سے پیشوا نے بھی حملہ کیا۔ مگر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۳) تصفیہ کے لئے اپنے پاس بلاکر قتل کرڈالا۔ اور سپاہ پر حملہ کرکے شکست دیدی۔ اور مصطفیٰ خان اپنے سپہ سالار سے جو بہار کی صوبہ داری کا وعدہ کیا تھا۔ اوسکو وفا نہ کیا۔ مصطفیٰ خان اس بات سے رنجیدہ ہوکر استعفا دیدیا۔ اور سترہ لاکھ روپیہ اپنی تنخواہ کے لیکر معہ ہزار فوج کے بہار لینے کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ بہار مین علی وردی کا بہنوئی میر حبیب جنگ حاکم تھا۔ چنانچہ مصطفیٰ خان کو اُس سے بیشتر شکست ہوتی رہی۔ بلکہ ایک لڑائی مین وہ مارا گیا۔ انہین ایام مین بھونسلہ راگھوجی نے بنگال پر حملہ کیا مگر ناکام پھرا۔ اور علی وردی نے اپنی شجاعت و بہادری سے اوسکو ہمیشہ شکست دیتا رہا۔ اسکے بعد علی وردی نے اپنے نواسے سراج الدولہ کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی۔ اس موقعہ مین اوسکے دو بڑے سردار میر جعفر و عطاء اللہ بگڑ بیٹھے۔ علی وردی نے اونکو موقوف کردیا۔ اسکے قبل اور دو سردار شمشیر خان و سردار خان بھی موقوف کردئے گئے تھے۔ چنانچہ ان دونون موقوف سردارون نے مرہٹون کے سپہ سالار جانوجی کو اوبہار کر مرشد آباد پر حملہ کرادیا۔ مگر علی وردی نے اسوقت بھی مرہٹون کو مار کر بھگا دیا۔ اتنے مین ایک گل یہ کھلا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو بہار مین مقیم تھے انہون نے اوباشون اور بدمعاشون کو جمع کرنا شروع کیا۔ چونکہ بہار مین بہیت جنگ صوبہ دار تھا۔ اوس نے اپنے چچا کو لکھا کہ ان دونون سردارون کی خطا معاف کرکے نوکر رکھ لیجی۔ ورنہ آیندہ یہہ دونون بہت فساد برپا کرینگے۔ آخر بھتیجے کے کہنے کو اوس نے منظور کرلیا۔ جب بہیت جنگ نے اونکو بلاکر یہہ خوشخبری سنائی تو اون نمکحرامون نے تنہائی کا موقع دیکھکر بہیت جنگ کو مار ڈالا۔ اور پٹنہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ان بدمعاشون نے یکہہ اسی پر اکتفا نکیا۔ بلکہ علی وردی کے بہائی حاجی احمد کو (جو بہائی سے ازروہ ہوکر خانہ نشین تھا۔) گرفتار کرکے ایسی سختی کی کہ وہ بیچارہ مرگیا۔ اور بہیت جنگ کی بی بی (جو علی وردی کی بیٹی تھی۔) کو بھی لے اوڑے۔ یہہ خبر علی وردی خان کو ہوی تو اوس نے اپنے چند منتخب لوگون کو لیکر باغیون کی سرکوبی کو چلا۔ اور پہلے باغیون سے

کوئی فیصلہ نہوا۔ اودہر جنجیرہ کے مسلمان حبشی پیشوا کے سخت دشمن تھے جو اوسکو چین لینے نہین دیتے تھے۔ اِن سب سے زیادہ باجے راؤ کا قوی دشمن راگھوجی بھونسلہ تھا۔ بہرحال باجے راؤ کے بہت دشمن موجود تھے۔ انہین ایام مین باجے راؤ نے دیکھا کہ آصف جاہ بہادر دہلی مین ہین تو اس نے اونکے ملک پر حملہ کیا۔ نامرخنگ بہادر (جو باپ کے قایم مقام تھے) نے دس ہزار سپاہ سے مقابلہ کرکے باجے راؤ کو شکست دی۔ اور وہان سے احمد نگر پہونچکر پونہ کا قصد کیا۔ مگر باجے راؤ نے ۱۱۵۳ھ مین صلح کرلی اسوقت باجی راؤ بڑی بڑی پریشانیون مین مبتلا تھا۔ اس موقعہ پر اوس نے جو گرو کو خط لکھا ہے اوس سے مایوسی ٹپکتی ہے۔ لکھتا ہے کہ "مجھے بڑی بڑی مشکلات پیش ہین قرض دینا ہے۔ سب طرف سے مایوسی نے گھیر رکھا ہے۔ میرا حال اسوقت ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص زہر کھانے بیٹھا ہو۔ اب مین ستارہ جاتا ہون۔ جہان میرے دشمن بہت ہین۔ اگر اسوقت موت آجائے تو اوسکا ممنون ہونگا"۔ الغرض جب وہ ہندوستان خاص کو جاتا تھا کہ صفر ۱۱۵۳ھ مین دریا نربدا پر انتقال کیا۔ اسکے تین بیٹے تھے۔ بالاجی راؤ (جو باپکی جگہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۴) چشم پوشی کرکے میر جملہ کو کنک کا صوبہ دار بنایا۔ اور مرشد آباد کو خطاب اللہ اور ایک اپنے بھتیجے کے سپرد کیا۔ جب باغیون سے مقابلہ ہوا تو شمشیر خان مارا گیا۔ باغیون کی فوج نے شکست پائی۔ اسلئے علی وردی کی بیٹی بھی صحیح وسلامت اوسکے خیمہ سے دستیاب ہوئی۔ اسکے بعد ایک آفت یہہ پیا ہوئی کہ اوسکا نواسا سراج الدولہ اوس سے باغی ہوگیا۔ اور میر حبیب نے پھر لشکر کشی سے حملہ کیا۔ اب تو علی وردی کو بجز صلح کے کچھہ بن نہ پڑی ۱۱۶۰ھ مین صلح کرکے کٹک اونکے حوالہ کیا۔ اور بنگال کی چوتھہ ۱۲ لاکھ روپیہ سالانہ قرار پائی پانچ سال کے بعد جمادی الاول ۱۱۶۱ھ مین ہمہ ۸۰ سالہ مرض استسقا سے علی وردیخان مہابت جنگ کا انتقال ہوگیا۔ اور سراج الدولہ اپنے نانا کا جانشین مقرر ہوا۔ ۱۲ مولف

بھونسلہ خاندان کا بانی رگھوناتھ تھا۔ جو لشکر کے اس پاس کے ملاک کا رہنے والا سواروں مین نوکر تھا۔ جب راجہ ساہو دلی سے چھوٹ کر آیا تو یہ اوسکا رفیق ہوا۔ راجہ نے اوسکو سرارا و رارا و سکے آگے جو جنگلی ملک تھا اوسکا حاکم مقرر کردیا۔ جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا جانشین نہوا بلکہ راگھوجی بھونسلہ اوسکا چچیرا بھائی جانشین ہوا۔ جو راجہ کا رفیق و ہمراف تھا۔ ۱۲ مولف

پیشوا ہوا۔) رگھناتھ۔ شمشیر بہادر (یہ مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا۔ مگر اسکے زیر حکومت سارا بندیلکھنڈ تھا۔ بانڈہ کے نواب اسی کی اولاد مین ہین)۔

جسوقت بالاجی وراتو رگھوجی بھوسلہ (جو کرناٹک مین سپہ سالاری کر رہا تھا۔) ستارہ دوڑا آیا۔ اور باجی نائک (جو بڑا دولتمند اور باجی راؤ کا قرضخواہ تھا۔) کو پیشوا بنانے کے لئے ساتھ لایا۔ اب باپوجی نے بالاجی سے اپنا قرضہ طلب کیا (جو اوس نے اوسکے باپ باجی راؤ کو دیا تھا۔) اور رگھوجی نے راجہ سے کہا کہ پیشوائی کا عہدہ باپوجی کو دیا جائے۔ اسوقت بالاجی کے دیوان نے ہوشیاری کرکے تھوڑے دنون مین باپوجی کا تمام قرضہ چکا دیا اور وہ اپنا سا منہہ لیکر چلا گیا۔ اس اثنا مین بالاجی کا چچا چمناجی مرگیا اور ایک بیٹا سدا شیو راؤ اور ایک بیٹا مدا شیو راؤ چھوڑ گیا۔ بالاجی باپ سے بھی زیادہ ہوشیار نکلا۔ اور باپ کے اکثر رقیبون سے محبت پیدا کی۔ چنانچہ بادشاہ کی جانب سے علی وردی خان کی مدد کو بنگالہ جاکر رگھوجی کو شکست دی۔ جسکے صلہ مین بادشاہ نے صوبہ بالوہ عطا کیا اور ۱۱۵۶ھ مین شاہزادہ احمد شاہ کا اس صوبہ مین نائب مقرر ہوا۔ اور ۱۱۵۵ھ مین اون صوبون مین سے چوتھہ وصول کرنیکی اجازت حاصل کرلی جنمین کبھی کبھی اوسکا باپ لوٹ گھسوٹ کیا کرتا تھا۔ مگر بادشاہ نے اوسکی سنہ مرحمت نہین فرمائی۔ اس عرصہ مین رگھوجی نے ستارہ مین اوسکے برخلاف سازش قایم کی۔ اب تو اوسکے چھکے چھوٹے۔ اور اپنے تمام حقوق جو دریا نربدا اور جمنا ندی کے پار ملکونمین تھے وہ تمام ۱۱۵۶ھ مین رگھوجی کو دیدیا۔

اب کسیقدر آصف جاہ بہادر کے حالات ملاحظہ کیجئے۔ کہ ۱۱۵۴ھ مین ناصر جنگ بہادر نے اپنے باپ آصف جاہ کے مقابل بغاوت اختیار کی۔ اور آصف جاہ بہادر نے دہلی سے آکر بیٹے کو مغلوب کیا۔ اسکے بعد ارکاٹ کے فساد و شور شکے مٹنے مین مشغول رہے۔ یہہ تمام واقعات ہم نے اسی تاریخ مین آصف جاہ کے سوانح مین تفصیل سے لکھا ہے۔ آخر ۱۱۶۱ھ مین بعمر ۷۰ سالہ آصف جاہ بہادر نے انتقال فرمایا۔ اس کے برس روز بعد دسمبر ۱۷۶۲ء مین راجہ ساہو بھی مرگیا۔ اسکی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور کولاپور کے راجہ (جو اسی نسل سے تھے) بھی لاولد تھے۔ اب مرہٹون کا یہہ ارادہ ہوا کہ سیواجی کے بڑے چچا دتوجی کی اولاد مین سے کسی کو

بتلئے کرین - مگر راجہ کی رانی سکوارا بائی چاہتی تھی کہ کوئی لڑکا متبنی کرکے مین خود راج چلاؤن ماتنے مین ایک گل یہہ کہلا کہ رام راجہ کی بیوہ رانی تارا بائی جو ابتک زندہ تھی اوسنے کہا کہ سیواجی دوم کے مرنیکے بعد اوسکے ہان بیٹا پیدا ہوا ہے - جسکو مین نے ابتک چھپا رکھا تھا - یہہ راج میرے اوس پوتے کا حق ہے - بالاجی کی جان اسوقت دو عورتون کے درمیان ضیق مین تھی - مگر اوس نے راجہ کے مرض الموت مین راجہ سے ایک سند یہہ لکھوائی تھی کہ اوسکو تمام مرہٹونکی سلطنت کا اختیار اس شرط پر دیا جاتا ہے کہ وہ سیواجی کے خاندان کا نام تارا بائی کے پوتے رام راجہ کے نام سے قائم رکھے چنانچہ بالاجی نے تارا بائی کی طرفداری کرکے رام راجہ کو گدی پر بٹھایا - اور تمام مرہٹون کی فوج کو داد و دہش سے اپنا بنا لیا - اور رام راجہ بھی پیشوا کے قبضہ مین آگیا - اس اثنار مین بالاجی کو اورنگ آباد جانا پڑا جب وہ ادہر گیا تو ادہر تارا بائی نے رام راجہ سے کہا کہ تو تمام اختیار پیشوا سے چھین لے - اور خود مختاری سے اوسکو روک - مگر راجہ مین اتنی ہمت کہان تھی - اسلئے اوس نے مجبوری ظاہر کی تارا بائی نے دیکھا کہ کام سطح نہین چلتا تو اوس نے رام راجہ کو قید کرکے یہہ مشہور کیا کہ وہ جھوٹا اور فریبی ہے - اور دراصل میرا پوتا نہین ہے - اور اپنی کمک کے لئے دمتاجی گاکواڑ کو بھی (جو پیشوا سے چلتا تھا) بلالیا - ہرچند پیشوا کی طرفدار سپاہ نے مقابلہ کیا - مگر دمتاجی نے اوسکو شکست دیکر بہت سے قلعے فتح کرلیا - بالاجی کو جب یہہ خبر ہوی تو وہ فوراً دوڑا آیا اور ۱۱۶۴ھ مین دمتاجی کو دغا سے قید کرلیا - اب ہم مرہٹون کی تاریخ بیان کرتے کرتے بہت دور نکل آئے اور شاہان دہلی کا سلسلہ ناتمام رہگیا - اسلئے ہم مرہٹون کے حالات کو پھر کسی موقع پر آیندہ بیان کرینگے اب یہان سے دہلی کے حالات لکھتے ہین - ۱۱۵۴ھ مین معتمن الدولہ اسحٰق خان شوستری نے انتقال کیا اور اوسکی بیٹی کی شادی ابوالمنصور خان صفدر جنگ سے ہوی - اور غازی الدین بہادر خلف آصف جاہ کی شادی قمرالدین خان کی بیٹی سے عمل مین آئی - اور علی محمد خان افغان نے سرکشی کی - پہلے بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لئے ہرنند کو بھیجا مگر وہ شکست کھاکر مارا گیا - پھر تو خود بادشاہ مقابلہ کو چلا علی محمد خان نے معافی چاہی - بادشاہ نے اوسکی خطا معاف کرکے سرہند کا صوبہ دار مقرر فرمایا ۱۱۶۵ھ مین بادشاہ

اپنے ملازمون کے ہاتھہ مارا گیا۔ اور احمد خان نے (جو پہلے نادر شاہ کا پیادہ تھا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے بڑے پایہ کا افسر ہوگیا تھا۔) نادر کے مرنے پر خود غزنین و قندہار پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ اور احمد شاہ درّانی لقب رکھا۔ اور ناصر خان صوبہ دار کابل (جو نادر کے زمانے تھا) کو اوسکے عہدہ پر حسب سابق بحال رکھا۔ لیکن پانچ لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا۔ اور روپیہ وصول کرنیکے لئے اپنے سوار اوسکے ساتھہ کابل کو بھیجا۔ جب ناصر خان کابل آیا تو اپنے قول سے پلٹ گیا جس سے شاہ ابدالی چڑھ دوڑا وہ بھاگ کر پشاور آیا۔ اور احمد شاہ بھی اوسکے تعاقب مین پیلا آیا۔ یہان پنجاب کا حال ابتر دیکھا۔ اس اثنا مین شاہنواز خان* صوبہ دار لاہور نے شاہ ابدالی کو لکھا کہ آپ بادشاہ اور مین وزیر۔ شاہ ابدالی تو یہ عذر سے چاہتا تھا۔ اوس نے کہا کہ بہت اچھا۔ مگر امین بیگ (جو ایک بڑا مفسد پیشہ تھا۔) نے قمر الدین خان وزیر کو لکھہ بھیجا کہ تمہارا بھانجا شاہ ابدالی سے ساز باز رکھتا ہے۔ اسپر قمر الدین خان نے بھانجے کو لکھا کہ بیٹا آجتک ہمارے ہان نمک حرامی نہین ہوئی۔ خبردار اس افغان بادشاہ سے سازش نہ رکھنا۔ پانچون صوبے کشمیر۔ لاہور۔ ٹھٹھہ۔ ملتان۔ کابل تمہارے قبضہ مین رہینگے۔ اب شاہنواز خان کو تقویت ہوی اور احمد شاہ سے تقصیر عہد کیا۔ اس اثنا مین ناصر خان بھی شکست پاکر شاہنواز خان کے پاس آگیا تھا۔ اب احمد شاہ نے ایفاء وعدہ کے لئے شاہنواز خان کو

* ۱۱۵۹ھ مین زکریا خان اعز الدولہ صوبہ دار لاہور کے مرنے پر اوسکا بیٹا میر یحیی خان لاہور پہونچا۔ اور اوس پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد دوسرا بیٹا شاہنواز خان لاہور آیا۔ اور باپکا ورثہ چاہا۔ دونون بھائیون مین لڑائی ہوی۔ انجام یہ ہوا کہ میر یحیی خان اور اوسکا بیٹا قید ہوے۔ مگر وہ قید سے چھوٹکر بادشاہ کے پاس چلے آئے۔ اور شاہنواز خان لاہور کا مالک ہوا مرلا گویگ جو بڑا شیطان تھا۔ شاہنواز خان کو یہ سمجھا یا کہ تم فقط قمر الدین خان کے بھانجے ہو اور تمہارا بھائی یحیی خان اوسکا داماد بھی ہے اب وہ بادشاہ کے پاس گیا ہے۔ ضرور بادشاہ اور وزیر ملکر تم سے سمجھینگے۔ بہتر یہ ہے کہ اسوقت شاہ ابدالی جو حریف پر موجود ہے اوس سے اتحاد و رفاقت پیدا کیجی۔ وہ اوسکے کہنے مین آگیا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجی۔ ۱۲ مولف

خط لکھا تو اوسکا جواب اولٹا ملا اسلئے وہ پشاور سے لاہور پر چڑھ آیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے شیخ عمر کو اوسکے پاس بھیجکر اطاعت کی خواہش کی۔ مگر شاہنواز خان نے اطاعت تو نہ کی بلکہ اوسکے بیٹے کو قید کر لیا۔ اور مقابلہ کو نکلا۔ اودہر بادشاہ کو بھی احمد شاہ کے آنیکی خبر ہو گئی تھی۔ اسلئے بادشاہ نے شاہنواز خان کی کمک کو اپنے بیٹے مرزا احمد کو سپہ سالار بنا کر ایک لشکر کثیر لیسا تھ روانہ کیا تھا۔ اور اس لشکر کے ساتھ قمرالدینخان وزیر اور صفدر جنگ وغیرہ بڑے بڑے رتبہ کے امیر تھے۔ الغرض احمد شاہ دریائے ستلج پار ہو کر ۱۳ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو سرہند پر قبضہ کر لیا۔ اب دونو لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ قمرالدینخان نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک گولہ ایسا لگا کہ وہ واصل بحق ہوا۔ گو وزیر مارا گیا۔ مگر لشکر شاہی نے درانیون کا خوب دل کھول کر مقابلہ کیا۔ پچیسوین دن احمد شاہ درانی شکست کھا کر اپنا راستہ لیا۔ اور شاہزادہ احمد فتح وظفر کے ساتھ دہلی واپس ہوا۔ راستہ مین خبر پہونچی کہ محمد شاہ بادشاہ نے مرض اسہال سے ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ م اپریل ۱۷۴۸ع کو کوچ آخرت کیا

احمد شاہ بادشاہ

غرہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ م ۱۷۴۸ع مین احمد شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اوسوقت اوسکی عمر ۲۰ سالہ تھی۔ اور اوسکے دربار مین بڑے بڑے لایق اہلکار جمع تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید سلطنت عروج و ترقی پائے۔ مگر نتیجہ اوسکے خلاف نکلا۔ اسی سال آصف جاہ بہادر نے دکن مین انتقال کیا۔ اور ابوالمنصور خان صفدر جنگ کو قلمدان وزارت عطا ہوا۔ آصف جاہ کے بڑے بیٹے غازی الدینخان کو (جو دہلی مین تھے) مشرف دیوان خاص اور بخشی گری رسالہ والاشاہی کے خدمات سرفراز ہوئے۔ اور ناصر جنگ بہادر (جو آصف جاہ کے دوسرے بیٹے اور دکن مین باپ کے قائم مقام تھے۔) کو بادشاہ نے دکن سے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کے لیے طلب کیا۔ جب وہ برہان پور پہونچے تو واپسی کا حکم دیدیا۔ کیونکہ احمد شاہ ثانی اسوقت شمالی مہمات مین مصروف

ہوگیا تھا۔ اسکے بعد بادشاہ خود عیش و عشرت مین ایسا مشغول ہوگیا کہ رات دن می نوشی اور مجابون کی صحبت رہنے لگی۔ اور طبلہ سارنگی کا بازار گرم ہوا اتنے مین علی محمد خان مرگیا۔ اور اوسکا بیٹا اسعد خان جانشین ہوا۔ صفدر جنگ اول ہی اوسکے طرف سے خار کھائے ہوے تھا۔ اب اوس نے قائم خان کو لکھا کہ سعد اللہ خان پر چڑھائی کرکے اوسکے ملک پر قبضہ کرے۔ جب قائم خان اور سعد اللہ خان کا مقابلہ ہوا تو قائم خان شکست کھاکر مارا گیا۔ اور صفدر جنگ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ کو لڑائی پر آمادہ کرکے کوچ لایا۔ اور خود فرخ آباد پہونچکر قائم خان کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا۔ اور اوس ملک پر اپنے جانب سے نول رائے کو نائب مقرر کیا۔ ۱۱۶۳ھ مین بادشاہ دہلی واپس آیا۔ قائم خان کے بھائی احمد خان (جو صفدر جنگ کے پاس رہتا تھا۔) نے دیکھا کہ بھائی کا ملک ہاتھ سے جاتا رہا تو اوس نے روہیلونکی امداد سے نول رائے کو قتل کرکے ملک پر قبضہ کرلیا۔ صفدر جنگ کو معلوم ہوا تو۔ وہ سورج مل جاٹ کو ساتھ لیکر پٹھانون سے لڑنے آیا۔ لیکن جنگ مین شکست پائی اور زخمی بھی ہوا۔ آخر دلی کو لوٹا۔ ادھر احمد خان نے اودھ والہ آباد کا محاصرہ کرکے خلد آباد سے لیکر قلعہ تک ساری شہر مین آگ لگادی۔ اور خوب لوٹا۔ صفدر جنگ نے دیکھا کہ احمد خان کی روز بروز ترقی پذیر ہے تو اوس نے ملہار راؤ ہلکر اور جے آپا سندیہ کو بہت سا ملک اور دولت دینے کے وعدہ سے اپنی امداد پر آمادہ کیا۔ اور سورج مل جاٹ کو بھی ساتھ لیکر جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ کو دہلی سے جالیسر و سعد آباد آیا۔ یہان احمد خان کے طرف سے شادل خان حاکم تھا۔ اول اوسکو شکست دی۔ جب احمد خان نے سنا یلغار آیا۔ اور سعد اللہ خان روہیلہ بھی احمد خان کی اعانت کو آگیا۔ ہنگامۂ کارزار خوب گرم رہا۔ دس بارہ ہزار افغان مارے گئے۔ اور احمد خان و سعد اللہ خان نے شکست پاکر کوہ کمایون مین پناہ لی۔ اب سرحد کوئل و جالیسر سے لیکر کوہ ہمالیہ کے سب پہاڑیون تک مرہٹون کا قبضہ ہوگیا۔ اور اونکو چوتھ وصول کرنیکی اجازت بھی مل گئی۔ انہین ایام مین

ذوالفقار جنگ صوبہ دار اجمیر و اکبرآباد نے مہاراجہ سنگھ و تخت سنگھ سے جنگ کرکے شکست پائی۔ اور بادشاہ نے اوسکی امیر الامرائی و صوبہ داری چھین کر قید کردیا۔ اس انتشار مین یکایک خبر آئی کہ احمد شاہ درانی لاہور کے قریب آگیا ہے۔ معین الملک ناظم صوبہ نے اوسکا مقابلہ کیا۔ چار مہینے تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور اوینہ بیگ و کوڑا مل نے معین الملک کی اعانت سے چشم پوشی کی جس سے معین الملک کو آخر شکست ہوگئی۔ لیکن معین الملک نے چالاکی کرکے شاہ درانی کے پاس چلا گیا۔ اوس نے نہایت اعزاز و اکرام کیا۔ اب یہان بادشاہ نے صفدر جنگ کی طلبی مین متواتر خطوط روانہ کئے۔ وہان صفدر جنگ ملہار راؤ سے زرخطیر کا وعدہ کرکے یہہ طے کیا کہ شاہ درانی کو شکست دیکر لاہور و ملتان کا انتظام وہ خود کرلے۔ چونکہ صفدر جنگ اس کارروائی کے طے کرنے مین مشغول تھا۔ اسلئے وہ بلاد دارالخلافہ نہ آسکا۔ اور یہان نواب بہادر (جاوید) خواجہ سرا نے (جو بادشاہ کا منہ چڑھا تھا) شاہ درانی کو ملتان و لاہور کے صوبے دیکر صلح کرلی۔ اور احمد شاہ درانی یہہ دونون صوبے معین الملک کو دیکر چلا گیا۔ جب صفدر جنگ مع ملہار راؤ کے دہلی آیا تو صلح کی کیفیت سنکر نہایت برہم ہوا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ ملہار راؤ سے جو زرخطیر دینے کا مین نے وعدہ کیا ہے وہ کس گھر سے دون۔ اسپر امیر الامرا فیروز جنگ خلف آصف جاہ بہادر نے (جو ناصر جنگ* کے مرنیکے بعد دکن کے چھ صوبون کے لیے بادشاہ سے درخواست کرتا تھا اور بادشاہ اوس سے بھاری نذرانہ مانگتا تھا) کہا کہ اگر دکن کے چھ صوبے مجھے عنایت ہون تو مین ملہار راؤ کو اپنے ساتھہ لیجاکر وہ روپیہ دلوا دیتا ہون۔ بادشاہ نے اوسکی درخواست منظور کی۔ اور فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدین خان کو اپنا نائب مقرر کرکے ملہار راؤ کو ساتھہ لیکر دکن روانہ ہوا۔ ادہر صفدر جنگ نے جاوید خواجہ سرا کو ایک روز اپنے گھر ضیافت مین بلاکر قتل کرڈالا۔

* ناصر جنگ کے مارے جانیکے واقعات۔ اور مظفر جنگ کی تخت نشینی پر اونکا بھی مارا جانا اور صلابت جنگ کا تخت پر بیٹھنا وغیرہ تمام تفصیلی حالات ہم نے اسی تاریخ مین ناصر جنگ کی سوانح مین بیان کرچکے ہین ناظرین ملاحظہ فرمالین ۱۲ مولف۔

چونکہ بادشاہ اوسے اجمیر کو بہت چاہتا تھا۔ جب اوس نے سنا تو صفدر جنگ سے ناراض ہوکر اوسکے انتقام کے درپے ہوا۔ اور فیروز جنگ اورنگ آباد پہونچا تو اوسکے بھائی صلابت جنگ نے لڑائی پر کمر باندھی۔ مگر ابھی جنگ کی نوبت نہ آئی تھی کہ یکایک فیروز جنگ کا انتقال ہوگیا۔ یہان صفدر جنگ نے شہاب الدینخان کو بادشاہ سے غازی الدینخان عماد الملک کا خطاب دلوایا۔ اسوقت شہاب الدینخان کی عمر ۱۶ برس کی تھی۔ مگر ایک آفت روزگار و پرکالہ آتش تھا۔

جب صفدر جنگ نے جاوید کا کام تمام کیا تو اب اوسکو انتظام الدولہ خانخانان (جو قمر الدین خان وزیر کا داماد تھا۔) اور غازی الدینخان (جو خانخانان کا بھانجا تھا۔) کے ٹھکانے لگانیکی فکر ہوی۔ مگر یہہ دونون اوسکے دام مین نہ آئے۔ اسکے بعد صفدر جنگ نے ایک بیقاعدہ عرضی بادشاہ کے محل مین بھیجی۔ بادشاہ اس گستاخی پر بہت خفا ہوا۔ اور صفدر جنگ کی جانب کے قلعہ دار اور اوسکے آدمیون کو قلعہ سے باہر کردیا۔ جس سے شہر مین ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ صفدر جنگ نے دیکھا کہ بات بگڑ گئی۔ اسلئے اوس نے صوبۂ اودہ جانے کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے فوراً اجازت دیدی۔ اب وہ یہان سے رخصت ہوکر دو تین روز شہر کے آس پاس پڑاؤ کرکے شاید بادشاہ بلالے۔ مگر بادشاہ نے اوسکی جانب مطلق توجہ نکیا۔ اور سارے شہر کے اندر انتظام الدولہ و غازی الدینخان کا انتظام ہوگیا۔ صفدر جنگ نے سورج مل جاٹ و اندر گسائین کو ہمراہ لیکر لڑائی پر کمر باندھی۔ چنانچہ ایک دو روز ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اتنے مین غازی الدینخان نے ایران و توران کا جھگڑا اور شیعہ سنیون کی عداوت کا معاملہ پیش کردیا۔ جس سے صفدر جنگ کے ہمراہی سردار (جو اکثر رتنیلے سنت جماعت تھے) اوسکی رفاقت ترک کرکے بادشاہ کے پاس چلے آئے۔ اور ہولکر بھی بادشاہ کی مدد کو آگیا۔ پھر بھی صفدر جنگ نے چھ مہینے تک لڑائی کو جاری رکھا۔ آخر مہاراجہ مادھو سنگھ کچھواہہ نے بیچ مین پڑکر صلح کرادی۔ اور صفدر جنگ اودہ و الہ آباد کی صوبہ داری پر چلا گیا۔ خانخانان نے قلمدان وزارت سنبھالا۔ غازی الدین خان امیر الامرا

مدار المہام سلطنت ٹھہرا۔ چونکہ جاٹون نے امیر الامرا کا ساتھہ دیا اسلیئے عماد الملک نے ملہار راؤ کو لیکر جاٹون پر چڑہائی کی۔ سورج مل قلعہ کمبھیر مین محصور ہوگیا۔ تین ماہ محاصرہ پر گذر گئے مگر قلعہ فتح نہوا۔ اب عماد الملک نے دیکھا کہ بجز توپخانہ کے کام نہ چلیگا تو اوس نے عاقبت محمود خان کو بادشاہ کے پاس توپخانہ کے لیے روانہ کیا۔ خانخانان نے دیکھا کہ اگر توپخانہ گیا تو جاٹ شکست پائینگے۔ اور عماد الملک مرہٹون سے ملکر معلوم نہین کہ کیا کیا فساد مچائیگا۔ اسلیئے اوس نے توپخانہ نہین بھیجا۔ جس سے عماد الملک رنجیدہ ہوکر نجیب خان اور عاقبت محمود خان کے ذریعہ وزیر کے تمام معاملات پر قبضہ کرلیا۔ جب وزیر کو معلوم ہوا تو اوس نے نجیب خان کی سرکوبی کا ارادہ کیا۔ مگر اوس نے بادشاہ کے خوف سے معافی چاہی اور اون محالات مقبوضہ کو چھوڑ دیا۔ اب خانخانان نے ارادہ کیا کہ مرہٹون کی ترقی روکدی جائے۔ ورنہ یہہ ضرور ملک بادشاہی مین ایک نہ ایک دن تباہی لائینگے۔ چنانچہ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے اوس نے ایک محضر تیار کرکے راجپوتانہ کے راجاؤن کی اوسپر دستخط کیا۔ پھر اوس محضر کو سورجمل وصفدر جنگ کے پاس روانہ کیا۔ اور لکھا کہ بادشاہ جب کوئل پہونچے تو وہان صفدر جنگ اگر ملے۔ اور یہہ سب ملکر آگرہ آئین۔ یہان راجپوت وجاٹ جمع ہوکر مرہٹون کا مقابلہ کرین۔ اور ایک خط عماد الملک کو لکھا کہ ہم تیری امداد کے لئے آتے ہین۔ اتفاقاً جو محضر کہ جاٹون کے پاس جا رہا تھا وہ عماد الملک کے ہاتھہ پڑگیا۔ اور اوس نے وہ خط الٹا بادشاہ کو بعنت ملامت کرکے بھیجدیا۔ خود تو جاٹون کے محاصرہ مین مشغول رہا۔ اور ملہار راؤ کو بادشاہ سے لڑنے کے لئے بھیجدیا۔ ملہار راؤ نے آتے ہی بادشاہی خیمون پر گولے برسانا شروع کیا۔ سارا لشکر بادشاہ کا بہاگ گیا۔ صرف تین سو آدمی رہگئے۔ بادشاہ و وزیر بھڑ مصیبت دہلی پہونچے۔ بادشاہ قلعہ مین گیا۔ اور وزیر خیمہ مین اترا۔ سارا اسباب مرہٹونکے ہاتھہ آیا۔ دوسرے روز عماد الملک محاصرہ چھوڑ کر چلا آیا۔ اور بادشاہ کا لشکر تباہ ہوکر جو راستہ مین ملتا گیا اوس نے اونکو تسلی وتشفی دی۔ اور مہد علیا بیگم کا خیمہ جو پیچھے رہگیا تھا اوسکے ساتھہ عماد الملک وملہار راؤ

دہلی پہونچے۔ اب بادشاہ نے عماد الملک کے متعلق وزیر و امرا سے مشورہ کیا۔ اونہوں نے کہا کہ "عماد الملک مرہٹوں سے ملگیا ہے۔ اوس سے اطاعت کی توقع نہین۔ بہتر یہہ ہے کہ صفدر جنگ وسورجمل کو بلاکر مرہٹون کا قلع قمع کیا جائے" لیکن عماد الملک تو راستہ ہی مین لشکر شاہی کو دم دولاسا دیا تھا۔ اسلئے اون کے افسرون نے لڑائی سے انکار کردیا۔ بادشاہ نے کہا کہ عماد الملک میرا نمک پروردہ ہے وہ کبھی دغا نکریگا۔ اور وزیر سے کہا کہ تم چند روز گھر مین بیٹھے رہو۔ اور باہر نہ نکلو" ہرچند وزیر نے بادشاہ کو سمجھایا کہ یہہ رائے آپکی خطا پر ہے مگر وہ نہ سمجھا اب وزیر اپنے گھر جاکر اپنی حفاظت کا سامان خوب جمع کیا۔ یہان عماد الملک کی جانب سے عاقبت محمود خان بادشاہ کا وزیر بنا۔ اور تمام امرا کو جمع کرکے یہہ تقریر کی کہ "احمد شاہ بادشاہ سے سلطنت کی سنبھال اسوقت ناممکن ہے۔ بہتر یہہ ہے کہ کسی دوسرے شاہزادہ کو تخت نشین کیا جائے" الغرض عماد الملک کے خوف سے علمانے بھی بادشاہ کی معزولی کے نسبت فتوی لکھدیا۔ اور ۱۱ شعبان ۱۱۶۶ھ ۳ جولائی ۱۷۵۴ء کو احمد شاہ معزول ہوکر قید خانہ مین گیا۔ اور سلطان عزیز الدین بن محمد معز الدین جہاندار شاہ کو تخت نصیب ہوا۔ احمد شاہ نے ۶ سال ۱ ماہ سلطنت کی۔ افسوس ہے کہ اس بادشاہ کے عہد مین اکبر اورنگ زیب کی سلطنت قابل رحم ہوگئی۔ اگرچہ بادشاہ کے نام کی عزت سارے ہندوستان مین ابتک چلی جاتی تھی۔ مگر اوسکے قبضہ مین دوآبہ کے چند ضلعے اور جنوب مین سطلج کے کنارے ایک ضلعے رہ گئے تھے۔ گجرات مرہٹون کی پامالی مین تھا۔ بنگالہ۔ بہار۔ اڑیسہ پر علی وردی خان کے جانشین متصرف تھے۔ اودہ مین صفدر جنگ کا ڈنکا بجتا تھا۔ بسطدوآب مین بنگش حکمرانی کرتے تھے۔ اور روہ اضلاع جنکو اب روہیلکھنڈ کہتے ہین روہیلونکے پاس تھا۔ پنجاب احمد شاہ درانی کو حوالہ ہوا تھا۔ باقی سارے ہندوستان مین ہندو مسلط تھے۔ صرف دکن کا ٹکڑا اونکے ہاتھون سے بچا ہوا تھا۔ اور وہان بھی آصف جاہ بہادر کی اولاد مین جھگڑا جاری تھا۔ میدان سلطنت مین کمپنی انگریزی سوداگر بھی پیر جاتے جاتے تھے۔ اور بادشاہ پتھر کے بتکے مثال تھا۔ خواہ پرستش کی یا توڑ پھوڑ کر پھینکا

سلطان عزیزالدین عالمگیر ثانی

سلطان عزیزالدین نے اپنا لقب عالمگیر ثانی رکھا۔ اور عماد الملک نے وزارت کی باگ سنبھالی۔ احمد شاہ اور اوسکی مان صاحب زمانی کو اندھا کیا۔ خانخانان وزیر کو ٹھکانے لگایا۔ ۱۷۶۱ء میں صفدر جنگ نے انتقال کیا۔ اوسکا بیٹا شجاع الدولہ جانشین ہوا۔ سین داغ کے رسالہ نے وزیر صاحب سے تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ وزیر نے پرگنات پانی پت ورہتک تنخواہ مین دیدئے۔ تین چار مہینے تک رسالہ والون نے رعایا سے روپیہ وصول کرکے خوب مزا اوڑایا۔ اب وزیر نے اون محالات کو قطب شاہ روہیلہ کے حوالے کیا۔ جس سے دونون مین لڑائیان شروع ہوئین۔ آخر قطب شاہ نے فتح پائی۔ اسکے بعد وزیر لاہور پر قبضہ کرنیکے ارادہ سے پانی پت پہونچا۔ جہان سین داغ کے سوارون نے وزیر کو گرفتار کرکے بہت بعزتی کی۔ جب بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ وزیر کو چھوڑدو اور اپنی تنخواہ اگر لیجاؤ تو انہون نے وزیر کو ہاتھی پر بٹھاکر عزت کے ساتھ روانہ کردیا۔ اور وزیر اپنے خیمہ مین آتے ہی سپاہیون کو رسالہ سین داغ کے سوارون کے قتل کا حکم دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سب کے سب جان ومال سے برباد ہوگئے۔ بادشاہ نے دہلی مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور عماد الملک وزیر نے شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد کو لیکر لاہور کی جانب کوچ کیا۔ اطلاع پاکر مرزا اونیہ بیگ کو اپنے ساتھ ملالیا۔ اور سید جمیل الدین خان کے ساتھ سپاہ روانہ کرکے معین الملک کی بی بی (جو اوسکی ممانی ہوتی تھی) اور اوسکی لڑکی سے عماد الملک کی

* شاہ ابدالی نے ملتان ولاہور کے صوبے معین الملک پسر قمرالدینخان کے حوالے کئے تھے۔ جب وہ گھوڑے سے گرکر مرگیا۔ تو اوسکا کم عمر بیٹا میر مومن صوبہ دار رہا۔ چند روز کے بعد اوسکا انتقال ہوگیا تو ابدالی نے معین الملک کے داماد خواجہ موسی کو صوبہ دار کیا۔ اور بہکاری خان رستم جنگ کو مددگار المہام بنایا۔ لیکن معین الملک کی بیگم نے ایک دن اوسکو اپنے گھر بلاکر سولی دیدی اب مرزا اونیہ بیگ نے مخفیانہ اپنے نام نائب صوبہ داری کی سند شاہ ایران سے منگالی۔ ۱۲ مولف

نسبت ٹھہری تھی) کو لکھا کہ اپنی لڑکی کو بھیجدے۔ اوس بیچاری نے لڑکی کو معہ جہیز کے بھیجدیا۔ اوسکے بعد عماد الملک نے ادینہ بیگ کو اپنے سردارون کے ہمراہ معہ فوج لاہور بھیجکر اپنی ساس کو گرفتار کراکے طلب کیا۔ جب وہ لدھیانہ آئی عذر معذرت پیش کی اور تیس لاکھ روپیہ لیکر لاہور و ملتان کی صوبہ داری ادینہ بیگ کو دیدی اور دہلی۔ واپس آیا۔ جب شاہ ابدالی کو عماد الملک کی کارستانی معلوم ہوی تو فوراً لاہور آیا۔ اور ادینہ بیگ بھاگ گیا۔ پھر شاہ ابدالی سرہند پہونچا۔ عماد الملک بھی نجیب خان کو لیکر مقابلہ کو چلا۔ مگر اسکی سفاکی اور بیباکی سے اکثر سپاہ معہ نجیب خان کے شاہ ابدالی سے جاکر ملگئی۔ اب عماد الملک نے دیکھا کہ بجز اطاعت کے چارہ نہین ہے۔ تو وہ اپنی ساس کے پاس دوڑا گیا۔ اور اوس سے سفارش کرائی۔ اور شاہ ابدالی سے وزیر دلی خان کی بھی خوشامد درآمد کی۔ غرض ان حکمتون سے اپنا قصور شاہ ابدالی سے معاف کرالیا اور وزارت کو بھی قائم رکھا۔ اسکے بعد احمد شاہ ۱۱۶۷ھ مین شاہجہان آباد آیا۔ بادشاہ سے ملاقات کی۔ اور اس مہم کا خرچ وصول کرنے کے لئے عماد الملک کو حکم دیا کہ دوآبہ سے خراج وصول کرے اور اپنے ایک سردار خان جہان کو جاٹون سے خراج لینے کو بھیجا اور خود شہر سے روپیہ وصول کرنیکا ارادہ کیا۔ عماد الملک نے ورانیون کے سردار جان نثار خان۔ اور شاہزادہ ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی و مرزا بابر کو ہمراہ لیکر فتح آباد گیا۔ اور وہان سے پیشکش وصول کرکے پانچ لاکھ روپیہ شجاع الدولہ سے لیا۔ پھر فرخ آباد آکر شاہ ابدالی کی حرکت کا منتظر رہا۔ خانجہان کو جاٹون سے خراج لینے مین کامیابی نہین ہوئی۔ البتہ مرزا سیف اللہ قلعہ دار آگرہ سے کئے لاکھ روپیہ وصول کیا۔ اور وہان سے نکل کر شہر تہرا پر (جہان میلا ہو رہا تھا) دفعتاً آگرا اور خوب لوٹا۔ ادہر شاہ ابدالی بھی شہر کو دو مہینے تک برابر لوٹتا رہا۔ بڑے بڑے امیرون کے گھر مین جھاڑو کا تنکا تک نہ چھوڑا یہ کام سب تمام کرکے شاہ درانی انوپ شہر کی چھاؤنی مین گیا۔ اور وہان سلطنت کے ٹکڑے کرکے اپنی مرضی کے موافق امرا مین تقسیم کیا۔ اتنے مین گرمی ایسی پڑی کہ اوسکے لشکر کے ہزار دن آدمی مرگئے اور اوسکے وطن سے بھی کوئی بری خبر آئی۔ اور اب یہان لوٹنے کیلئے بھی کچھ نہ بچا تھا۔

غرض شوال ۱۱۷۱ھ مم جون ۱۷۵۸ء مین اپنے ملک کو سیدھا چلا گیا۔ اور جاتے جاتے نجیب خان روہیلہ کو نجیب الدولہ کا خطاب دلا کر بادشاہ کا امیر الامرا مقرر کر گیا۔ اور محمد شاہ کی بیٹی جو نہایت خوبصورت تھی اپنی شادی کی۔ اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کا بادشاہ کی بھتیجی سے نکاح کر کے اوسکو لاہور۔ ملتان تھٹہ کا ناظم مقرر کیا۔ اور خانجہان کو اوس کا سپہ سالار بنایا۔

جب احمد شاہ درانی دہلی سے چلا گیا۔ تو عماد الملک فرخ آباد سے نکلا اور نجیب الدولہ کی مخالفت کے باعث احمد خان بنگش کو امیر الامرا مقرر کیا۔ اور رگھوناتھ راؤ ملہار راؤ ہلکر کو دکن سے بلا کر شاہجہان آباد کا محاصرہ کر لیا۔ ۲ روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر بادشاہ نے ہلکر کو رشوت دیکر محاصرہ سے نجات پائی۔ اور عماد الملک نے نجیب الدولہ کو شہر سے نکالدیا اور وہ اپنی جاگیر سہارنپور وغیرہ کو چلا گیا۔ اسکے بعد بادشاہ کے طرفدارون کو نظر بند کیا۔ اور عالی گوہر (جو بادشاہ کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا) کو بھی قابو مین لانا چاہا۔ بہت کچھ تدبیرین کین۔ مگر وہ جرأت کر کے یہان سے نکل گیا۔ اور نجیب الدولہ کے پاس آٹھ ماہ تک رہا۔ اس زمانہ مین ملک بنگالہ مین انقلاب عظیم پڑا اور جعفر خان انگریزون کی حمایت سے اوسپر مسلط ہو گیا تھا۔ اس لئے نجیب الدولہ نے شاہزادہ کو کہا کہ آپ بنگالہ جائیے۔

اب کسقدر حالات مرہٹون کے ملاحظہ کیجئے کہ جب شاہ درانی اپنے ملک کو گیا تو تیمور شاہ کو پنجاب کا ناظم اور خانجہان کو اوسکا نائب مقرر کر گیا تھا۔ خانجہان نے ادینہ بیگ کو (جو مکار و دغاباز تھا۔) دوآبہ جالندہر مین اپنا نائب بنایا۔ چند روز کے بعد جب اوسکو بلایا تو وہ نہ آیا اور بھاگ گیا اسلئے دوآبہ مین مراد خان بھیجا گیا۔ ادہر ادینہ بیگ نے سکھون کو اپنا طرفدار بنا کر دوآبہ پر یورش کی۔ اور اوسکو خوب لوٹا۔ اور مراد خان خانجہان کے پاس لاہور چلا گیا۔ اب ادینہ بیگ نے دیکھا کہ صرف سکھون کی اعانت سے کام نہین بنے گا تو اوس نے رگھناتھ اور شمشیر بہادر کو طلب کیا۔ مرہٹے تو ایسے موقعون کے منتظر ہی رہتے تھے۔ شعبان ۱۱۷۲ھ مین دونون پنجاب آئے۔ اول سرہند مین عبد الصمد خان کو

جو درانیون کے طرف سے حاکم تھا فرار کرا دیا۔ اور لاہور و پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ اور امینہ بیگ سے ۵۰ لاکھ روپیہ سالانہ ٹھہرا کر اوسکو لاہور کا صوبہ دار بنایا۔ رگھناتھ و شمشیر بہادر تو دکن چلے گئے۔ لیکن جنگوجی کو راجپوت راجاؤن سے لڑنیکے لئے دہلی مین چھوڑے ۱۷۵۸ء مین امینہ بیگ مر گیا۔ جنگوجی نے سرہند کی صوبیداری امینہ بیگ کے دوست صدیق بیگ خان کو اور دوآبہ امینہ بیگ کی بی بی کو دیا اور لاہور پر سامر بہٹ کو مقرر کیا۔ اس اثنا مین دتاجی سندیہا روہیلکھنڈ کے فتح کرنیکے لئے جمنا پار اترا۔ اور نجیب الدولہ پر حملہ کیا۔ چونکہ اوسمین مقابلہ کی طاقت موجود نہ تھی اسلئے وہ چلتا بنا۔ ادہر دتاجی نے گوبند رام بندیلہ کو ۲۰ ہزار کے لشکر سے چاندپور و مندیہ کو خراب کرنیکے لئے چھوڑ دیا۔ اور نجیب الدولہ نے سعد اللہ خان۔ رحمت خان۔ دوندے خان۔ شجاع الدولہ کو اپنے ساتھ موافق کر کے گوبند رام بندیلہ سے ہنگامۂ کارزار گرم کیا۔ مرہٹون نے شکست پائی۔ اونکا بہت سا سامان انکے ہاتھ آیا۔ جس سے دتاجی کی قوت ضعیف ہو گئی۔ جمادی الاول ۱۱۷۲ھ مین اوس نے شجاع الدولہ وغیرہ سے صلح کر لی۔ ادہر احمد شاہ درانی کو مرہٹون کے پنجاب پر قبضہ کرنیکی خبر معلوم ہوی تو وہ فوراً آپہونچا۔ سامالاہور سے بھاگا۔ صدیق بیگ وغیرہ بھی پوشیدہ ہو گئے۔ اور احمد شاہ دوآبہ آیا۔ انہین ایام مین شجاع الملک نے اپنے خانو نظام الدولہ کو قید خانہ مین قتل کروالا۔ اور مہدی علیخان کشمیری کو پٹی پڑہا کر بادشاہ کے پاس بھیجا۔ اوس نے بادشاہ کے پاس جاکر عرض کیا کہ فیروز شاہ کے کوٹلہ مین ایک درویش کامل ٹہرے ہوے ہین۔ جو قابل زیارت ہین۔ چونکہ عالمگیر ثانی کو فقراؤن سے اعتقاد تھا اسلئے وہ اس شیطان کشمیری کے ہمراہ وہان تنہا گیا۔ صرف مرزا بابر (جو بادشاہ کا داماد تھا۔) ہمراہ تھا۔ جب بادشاہ وہان پہونچا تو اس نمک حرام کشمیری نے بادشاہ کو ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ م ۱۷۵۹ء مین قتل کر ڈالا۔ اور سر کو تن سے جدا کر کے بیرو پٹر کو جہانگیر کی قبر مین پھینکدیا۔ بدمعاشون نے لاش پر سے کپڑے تک اتار لیے

مرزا بابر بھی ہو کر قلعہ سلیم گڑھ مین قید ہوا۔ کئے روز بعد اس کشمیری کے حکم سے عالمگیر ثانی (بادشاہ) کی لاش ہمایون کے مقبرہ مین دفن ہوئی۔ اور اوسی روز کام بخش کو تخت پر بٹھا کر شاہجہان ثانی کا خطاب دیا مگر اس بادشاہ کو کسی نے بادشاہ نمانا۔ شاہزادہ عالی گہر (جو ولیعہد تھا) دلی مین نہ تھا بلکہ بنگال مین اپنی سلطنت کے جمانیکی تدبیرین کر رہا تھا۔ اب شاہزادون نے متفق ہو کر بغیر بادشاہ کے لڑائی کے کا مونکو جاری رکھا۔ اودہر احمد شاہ درانی نے دتناجی سندیہیا کو شکست دی سندیہیا کی دو تہائی فوج مارگئی اور خود سندیہیا بھی قتل ہوگیا۔ جنکوجی نے اس شکست کی خبر ہلکر کو پہونچائی۔ وہ فوراً درانیون پر چڑھ دوڑا۔ مگر درانیون نے اس غضب کا حملہ کیا کہ ملہر راؤ ہلکر صرف تین سو سوارون کو لیکر بھاگ گیا۔ اور اوسکا باقی لشکر مارا گیا۔ اور تمام اسباب درانیون کے ہاتھہ لگا۔ اسکے بعد شاہ درانی نے شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ اور آپس مین اتحاد و محبت کے وعدے ہوئے۔

جب دکن مین دتناجی سندیہیا کے قتل اور ہلکر کی بربادی کی خبر پہونچی تو سداشیو راؤ عرف بھاؤ بڑے* گروہ کے ساتھہ دکن سے کوچ کیا۔ اور بسواس راؤ پسر بالاجی راؤ بھی اوسکے ساتھہ تھا۔ جب یہہ لشکر اکبرآباد پہونچا تو سورجمل جاٹ ۳۰ ہزار سوار سے آکر ملا۔ اور راستہ مین راجپوتونکی فوج بھی شامل ہوتی گئی عماد الملک (جو ہمارے مین تھا) بھی آگیا۔ اب یہہ سب ملکر ۹ ذیحجہ ۱۱۷۳ھ کو شاہجہان آباد داخل ہوے۔

* یہہ چمناجی کا بیٹا اور بالاجی راؤ کا چچازاد بھائی ہے۔ اسکے ہندوستان آنیکے واقعات مورخون نے بہت لکھے ہین کہ جب رگھناتھہ راؤ دکن گیا تو مہمات ہندوستان کے اخراجات کا قرض ایک کروڑ روپیہ اپنے گھر سے دینا پڑا۔ اس زمانہ مین سداشیو راؤ احمد نگر پر قبضہ کرکے اودگیر کی لڑائی مین بہت سا ملک اور دولت حاصل کیا تھا۔ الغرض جو کام اوس نے دکن مین کئے تھے اوسکے مقابلہ مین رگھناتھہ جی کے کام ہیوقعت تھے۔ اسلئے سداشیو نے اپنے بھائی رگھناتھہ کو فصول کہا۔ جسپر رگھناتھہ طیش مین آکر کہا کہ اسدفعہ آپ ہندوستان خاص کی لڑائی پر تشریف لیجائیے تو ساری حقیقت کھل جائیگی چنانچہ اسی گفتگو سے سداشیو راؤ ہندوستان کا رخ کیا۔ اور رگھناتھہ دکن کی مہمات مین لگا۔ مؤلف

بہاؤ سعد اللہ خان کی حویلی مین اترا۔ اور قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ یعقوب علیخان قلعہ دار نے کسیقدر مقابلہ کے بعد قلعہ حوالہ کیا۔ بہاؤ نے شنکر راؤ کو قلعہ سپرد کرکے شجاع الدولہ کے ذریعہ شاہ درانی سے صلح کرنی چاہی۔ مگر خود شجاع الدولہ اس امر پر راضی نہوا۔ اب بہاؤ نے دیوان خاص کے چھت کو جو نقرۂ مینا کاری کا تھا۔ اوتار لیا۔ اور قدم شریف وحضرت نظام الدین اولیا۔ کی درگاہ مین جو اسباب سونے چاندی کا تھا۔ اوسکو بھی لے لیکر ٹکسال مین سکے بنا ڈالا۔ اور غلہ کی کمیابی سے ۲۹ صفر ۱۱۷۴ھ کو بہاؤ نے شاہجہان ثانی کو (جو نام کا بادشاہ تھا۔) معزول کرکے مقید رکھا۔ اور جوان بخت خلف شاہ عالم عالی گہر کو تخت پر بٹھایا۔ اور شجاع الدولہ کو غائبانہ وزیر مقرر کیا۔ بہاؤ کا تو ارادہ یہہ تھا کہ نبواس راؤ کو تخت پر بٹھاے۔ مگر اور لوگون نے صلاح دی کہ شاہ درانی کے مخصون سے رستگاری حاصل کرکے اس ارادہ کی تکمیل کیجیے۔ بعدازان بہاؤ یہان سے نکل کر کنجپورہ پر حملہ کیا۔ اور اوسکو فتح کرکے بہت سے درانی سردار قتل کرڈالے۔ اس اثنا مین سعد جل جاٹ اوس سے علیحدہ ہوگیا۔ الغرض جب شاہ درانی کو کنجپورہ کے فتح کی خبر ہوئی تو وہ فوراً انوپ شہر سے کوچ کرکے بہاؤ کے مقابل آیا۔ اسوقت درانی کے سپاہ کی تعداد صرف پچاس ہزار سوار اچالیس ہزار ہندوستانی پیادے تیس توپین تہین۔ اور بہاؤ کے پاس ۲۵ ہزار سوار ۶ ہزار قواعد دان ۱۵ ہزار پیادے دوسو توپین سوار قلعہ شکن توپون کے ابراہیم بیگ خان گردی (جو فرانسیسی جنرل بسی کا شاگرد رشید تھا۔) کے ماتحت تہین۔ علاوہ اسکے اور لشکر راجپوتون کا (جو ساتھ ہوگیا تھا۔) تھا۔ جنکی جملہ تعداد تین لاکھ کے قریب تہی۔ الحاصل دونون نے اپنے اپنے اطراف لشکر کا حصار باندہا۔ روز چھیڑ چھاڑ ہونی شروع ہوی۔ ۸ ربیع الاول کو شاہ درانی نے بہاؤ کے توپخانہ پر یورش کی۔ شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ بہاؤ کا سر اڑبلوت مارا گیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ گوبند رائے سبدلیہ ۱۰ ہزار سپاہ و خزانہ و سامان رسد سے مرہٹون کی اعانت کو اٹاوہ سے چلا آتا ہے شاہ درانی نے

عطائی خان درّانی کو ہزار سوار سے اوسکے مقابلہ کو روانہ کیا۔ یہہ لشکر اول شاہجہان آباد گیا۔ اور شنکر راؤ قلعدار کو قتل کر کے اوسپر قبضہ کیا۔ پھر جلال آباد مین گوبند رائے سے مقابلہ ہوا۔ اور گوبند مارا گیا۔ سارا سامان رسد و خزانہ درّانیون کے ہاتھ لگا۔ ادہر بہاؤ کا قافیہ رسد کی عدم موجودگی سے تنگ ہو رہا تھا۔ آخر اوس نے شجاع الدولہ کی معرفت صلح چاہی۔ ہندوستانی امیر صلح پر راضی ہو گئے مگر نجیب الدولہ نے اتفاق نکیا۔ جس سے صلح کی کارروائی ہونے نپائی۔ جب بہاؤ بہت تنگ ہوا تو ۶ جمادی الآخر ۱۱۷۴ھ کو درّانیون سے مقابلہ کیا۔ خوب جنگ رستمانہ ہوی۔ پہلے درّانیون کا پلّہ ہلکا رہا۔ بعد ازان درّانیون نے اس غضب کا حملہ کیا کہ مرہٹون کو شکست ہو گئی۔ لشکر درّانی نے ۲۰-۲۰ میل تک فرار شدہ مرہٹون کا تعاقب کر کے قتل کیا۔ باقی جو بچے اونکو گنوارون نے مار ڈالا۔ بسواس راؤ بہاؤ بھی مارے گئے۔ جنکو جی سندیہیا اور ابراہیم خان گردی بھی قتل ہوے شمشیر بہادر بھی بھاگتے ہوے مارا گیا۔ صرف ملہار راؤ اور راجا جی سندیہیا (لنگڑا ہو کر) بچکر نکلوہ گئے ان دو سردارون کے سوا کوئی نامی سردار نہ بچا۔ یہہ شکست مرہٹونکو ایسی ہوی کہ ابتک کبھی نہین ہوی تھی بالاجی راؤ بھی اس صدمہ سے چند روز کے بعد مر گیا۔ اس فتح کے بعد شاہ درّانی پانی پت سے دہلی آیا۔ شاہزادہ عالی گہر (شاہ عالم) کو بادشاہ مقرر کیا۔ چونکہ شاہزادہ موجود نہ تھا۔ اسلئے اوس نے اوسکے بیٹے جوان بخت کو بادشاہ کا نائب بنایا۔ اور بادشاہ سے شجاع الدولہ کو وزیر نجیب الدولہ کو امیر الامرا بنانیکی سفارش کی۔ اور نجیب الدولہ کو دہلی کا منتظم مقرر کر کے شجاع الدولہ کو اودہ۔ و الہ آباد کے صوبون پر روانہ کر دیا۔ اور خود قندہار چلا گیا۔

اب کسیقدر عماد الملک کا حال سنئے کہ وہ چند روز سورجمل ٹھاکر بہرتپور کے پاس رہا۔ پھر دکن گیا۔ بیس برس تک یہیں بدلے پڑا پھرا ۱۷۹۰ء مین انگریزی پولس کے ہاتھ آیا۔ گورنر جنرل نے مکہ معظمہ بھیدیا۔ آخر عمر مین ہندوستان آیا۔ احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے اخلاص پیدا کیا۔ ملتان کے صوبہ دار

یارانہ جوڑا۔ چند روز کے بعد انتقال ہو گیا۔

عالی گھر شاہ عالم بادشاہ

ہم نے اسکے قبل لکھا ہے۔ کہ نجیب الدولہ نے عالی گھر کو بنگالہ جانیکی صلاح دی تھی۔ اور محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد (جو شجاع الدولہ کا چچازاد بھائی تھا) نے بھی اوسکو بنگال پر چڑھائی کرنیکے لئے طلب کیا تھا کیونکہ یہہ زمانہ وہ تھا کہ انگریز اور سراج الدولہ مین لڑائی ہو رہی تھی۔ چنانچہ وہ پہلے لکھنؤ آیا۔ اور شجاع الدولہ سے ملکر الہ آباد پہونچا۔ محمد قلی نے بہت کچھ اُوبھگت کی۔ اور شاہزادہ نے محمد قلی کو بنگال و بہار و اڑیسہ کی سند لکھدی۔ الغرض نومبر ۱۷۵۹ء مین شہزادہ کریم ناسا سی پار اترا۔ اتنے مین باپ (عالم گیر ثانی) کے قتل کی خبر آئی۔ شہزادہ نے اوسیوقت تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور شاہ عالم لقب رکھا۔

انگریزون نے جسوقت میر جعفر کو شرقی صوبون کا نواب بنایا تھا تو اوس نے بہار مین راجہ رام نرائن کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ چنانچہ شاہ عالم پہلے بہار پھونچکر اوسکو شکست دیا۔ اتنے مین نواب کی فوج کو انگریزی کمپنی کی امداد پہونچنے سے ۱۰ فروری ۱۷۶۰ء کو بادشاہ نے شکست کہائی۔ اب بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ مرشد آباد کو لے لیے۔ مگر انگریزون نے پھر بادشاہ کو شکست دی۔ اس اثنا مین ایک فرانسیسی افسر موسیو لا (جسکے ساتھہ سو فرانسیسی سپاہ تھی) بادشاہ کے ساتھہ مل گیا۔ اب بادشاہ یہان سے کوچ کرکے ان فرانسیسون کی مدد سے پٹنہ کا محاصرہ کیا۔ کپتان نوکس سے دو ان سے بلغار پٹنہ اگر بادشاہ کو شکست دیا۔ اور بادشاہ گیا کی جانب بہاگا۔ اوسکو یہہ خیال تھا کہ ملک اوسکا ساتھہ دیگا۔ مگر خادم حسین خان کے سوائے کسی نے بادشاہ کی کمک نہ کی۔ جب بادشاہ کو خادم حسین خان کی کمک ملگئی تو پھر اوس نے پٹنہ پر حملہ کیا۔ لیکن اسدفعہ بھی کپتان نوکس نے شکست دیدی اور کپتان موسیو لا بھی گرفتار ہو گیا۔ دو برس تک بادشاہ اسیطرح شکست اوٹھاتا رہا۔ آخر مایوس ہو کر ارادہ کیا کہ انگریزونکی

اعانت سے دہلی کے تخت پر بیٹھے۔ اتنے مین شجاع الدولہ بادشاہ کے پاس آیا۔ اور اوسکو لیکر الہ آباد پہونچا۔ کالپی مین جسقدر مرہٹے تھے۔ اونکو نکال دیا۔ بندیلکھنڈ کا بھی انتظام کیا۔ اسکے بعد جھانسی کے قلعہ کو فتح کرکے پھر الہ آباد مین آگیا۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کو خلعت وزارت عطا کیا۔ اب میر محمد قاسم خان عالیجاہ انگریزون سے شکست پاکر بادشاہ کے پاس آیا۔ اور شجاع الدولہ سے مدد چاہا۔ شجاع الدولہ بادشاہ کو ساتھہ لیکر بنارس کے جانب انگریزون سے لڑنے چلا۔ ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو بمقام بکسر انگریزون نے بادشاہ کو شکست دیدی۔ اسکے دوسرے روز بادشاہ انگریزی لشکر پر چلا آیا انگریزون سے عہد و پیمان کرلیا۔ بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ کی دیوانی بلا شرکت غیرے بطور التعاسر کمپنی کو دیدی۔ اور خراج دیوانی جو اب تک لیا جاتا تھا۔ وہ معاف کردیا۔ اسکے علاوہ سرکار بنارس و غازیپور بھی بطور جاگیر کے دیدئے۔ اور ۲۶ لاکھ روپیہ (جو پہلے نواب دیتا تھا۔) بادشاہ کو سرکار انگریزی سالانہ ادا کرنا قرار پایا۔ اب صرف صوبہ الہ آباد بادشاہ کے پاس رہا۔ اور شجاع الدولہ یہان سے بھاگ کر روہیلکھنڈ کے افغانون اور ملہار راؤ ہلکر کی مدد لیکر کانپور کے قریب انگریزون سے لڑا مگر شکست اوٹھا کر اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور بادشاہ الہ آباد مین انگریزونکا ایک پنشن دار ہوگیا۔ اسوقت بادشاہ کے پاس مرزا نجف خان اور امیر الدولہ سارے گھر کے مدار المہام بنے ہوے تھے۔ اور مرزا سعادت علی خلف شجاع الدولہ۔ نائب وزیر تھا۔

اودہر دہلی کے حالات سنئے کہ شاہزادہ جوان بخت نائب بادشاہ۔ اور نجیب الدولہ امیر الامرا تھا انہین ایام مین سورجمل جاٹ نے میدان خالی پاکر سرکشی اور بغاوت شروع کی تھی۔ چونکہ نجیب الدولہ جرئی اور بہادر تھا۔ اسلئے اوس نے بلوچون کی امداد سے جاٹون کی خوب سرکوبی کی۔ آخر سورج مل جاٹ سید محمد خان کے ہاتھہ مارا گیا۔ لیکن اوسکے بیٹے جواہر سنگھ نے ملہار راؤ کو لیکر دہلی پر حملہ کیا۔ دو تین مہینے نجیب الدولہ پریشان رہا۔ اسکے بعد صلح ہوگئی۔ اتنے مین سکھون نے دہلی پر یورش کرنی چاہی۔ اور

سارے ملک مین غدر مچادیا - مگر اسوقت شاہ ابدالی نے لاہور اگر اونکو شکست دی - اور وہ پہاڑون مین بہاگ گئے پھر الاجاٹ نے سرہند مین دو لاکھ فوج جمع کرکے دہلی کو برباد کرنا چاہا - اس دفعہ بھی شاہ ابدالی ۶۰ کوس دو روز مین طے کرکے آپہونچا - اور پانی پت کے مقام پر اونکو شکست دی - ۲۰ ہزار آدمی اونکے مارے گئے - اور شاہ ابدالی نے نورالدینخان کو لاہور مین اپنا نائب مقرر کرکے چلا گیا - اور پھر وہ کبھی ہندوستان نہین آیا

کچھ حالات مرہٹون کے ملاحظہ کیجئے کہ جب انہون نے ۱۷۶۰ء مین آپس کے جھگڑون سے فرصت پائی تو جیپور - و بہرتپور کو لوٹتے ہوے دہلی پر آدھمکے - نجیب الدولہ نے ہلکر کے اتفاق سے مرہٹون کے ساتھ صلح کرلی - اور وسط دوآبہ کے اضلاع اونکے حوالے کئے - چند روز کے بعد نجیب الدولہ کا انتقال ہوگیا - اور اوسکا بیٹا ضابطہ خان جانشین ہوا - جب مرہٹے دوآبہ کے حصہ مین پہلے تو تمام روہیلکھنڈ پر فرخ آباد کے سیوا قبضہ کرلیا - یہانتک کہ ۱۷۷۱ء مین دارالسلطنت پر بھی قابض ہوگئے - گو جوان بخت کو بدستور قائم رکھا - مگر اوسکے طرف سے خود انتظام کرنے لگے - اور ضابطہ خان اپنی ریاست سہارنپور کو چلا گیا - اودہر شاہ عالم الہ آباد مین رہتے رہتے تنگ ہوکر شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا - مگر اسکو وہان تک پہونچانیوالا کون تھا - آخر مرہٹے اس کام پر مقرر ہوئے - جب بادشاہ نے انگریزون سے رائے لی تو اونہون نے اس ارادہ کو اپنی مرضی کے خلاف بتلایا لیکن شجاع الدولہ نے تائید کرکے ۱۷۷۱ء مین بادشاہ کو دہلی لیچلا - راستہ مین بادشاہ فتح گڈھ مین اترا - مظفر الدولہ پسر احمد خان بنگش نے پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا - بادشاہ نے برسات کے سبب یہان مقام کیا - اسوقت تین ہزار مرہٹون کی سپاہ دہلی مین تھی - مادہوجی سندیہا پہلے فرخ آباد مین بادشاہ پاس آیا - اور اپنے عہد و پیمان بادشاہ سے ٹھہرا گیا - ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ قلعہ مین داخل ہوا - عبدالاحد خان کشمیری بادشاہ کا مقرب بنا - مجدالدولہ کا خطاب پایا - مرزا نجف خان نے سپاہیون کو جمع کرکے سپاہ سالار بنا - اور بادشاہ کے حکم سے ضابطہ خان (جو اپنے

علاؤ سہارنپور وغیرہ مین رہتا تھا) پر حملہ کرکے اوسکو شکست دی - ضابطہ خان تو شجاع الدولہ کے پاس بھاگ گیا - لیکن اوسکے اہل وعیال اور خزانہ شاہی لشکر کے ہاتھہ لگا - ان مین اس کا بڑا بیٹا غلام قادر خان ایسا خوبصورت تہا - کہ جب بادشاہ کے پاس بھیجا گیا تو اوس نے محل سرا کی بیگم بنایا - ۱۷۷۴ء مین روہیلون نے شجاع الدولہ سے اتفاق کرکے مرہٹون کے اخراج کی فکر مین ہوئے - اور ضابطہ خان نے شجاع الدولہ کی تحریک سے مرہٹون کے ساتھہ سازش کی اور مرہٹون نے اوس سے وعدہ کیا کہ بادشاہ سے تیرا قصور معاف کراکے امیر الامرائی کا خطاب دلائینگے - بعد ازان مرہٹون نے رنجیت سنگھہ کو اوکسا کر بلپ گڈہ پر حملہ کرایا - رئیس بلپ گڈہ نے بادشاہ سے مدد چاہی - مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ نے ایک فوج جرار اوسکے مدد کو بھیجدی - مرہٹون نے رنجیت سنگھہ کی اعانت کرکے بادشاہی لشکر کو پسپا کیا - سندیہا اس لڑائی سے کنارہ کرکے جیپور کے لوٹنے کو چلا گیا - تو کاجی - ہلکر اور مرہٹے دہلی کے طرف بڑہے - مرزا نجف خان نے مقابلہ کیا لیکن شکست پائی - آخر حسام الدولہ کے ذریعہ سے صلح ہوگئی - ضابطہ خان امیر الامرا ہوا - اور اضلاع دوآب مرہٹون کے حوالے ہوئے اسکے بعد مرہٹون نے مرزا نجف خان سے اتحاد پیدا کرکے روہیلکہنڈ پر حملہ کیا - دوآبۂ زیرین کے صوبے بادشاہ نے انگریزون کو دیدئے تھے - اور انگریزون نے اوسکو پچاس لاکھہ پر شجاع الدولہ کے ہاتھہ بیچڈالے تھے - اسلئے انگریزی سپاہ شجاع الدولہ کی رفاقت مین مرہٹون سے لڑنیکو روہیلکہنڈ مین مستعد ہوئی - جب مرہٹون نے یہہ حالت دیکھی تو وہ اٹاوہ کو چلے گئے - اور مرزا نجف خان - شجاع الدولہ - اور انگریزون کی سفارش سے بادشاہ کے پاس پھر اپنے عہدہ پر بحال ہوگیا - ضابطہ خان جاٹون کے پاس چلا گیا - حسام الدولہ قید ہوا - اوسکی جگہہ عبد الاحد خان کشمیری مدار المہام مقرر ہوا - ۱۷۷۵ء مین مرزا نجف خان نے جاٹونکی خوب سرکوبی کی (جو اندرون شورش مچا رہے تھے) اور سمرو ایک فرانسیسی[1]

[1] یہہ ایک بادلہ نیک حرام بیمتقی - فرانسیسی افسر تھا - اسکا قاعدہ تھا کہ جس کسیکو زبردست پاتا اوسکی نوکری کر لیتا پہلے یہ پیرو فلانسیسی گاہ

(جو جاٹون کا ملازم تھا) مرزا نجف خان کی ملازمت مین آگیا۔ اتنے مین ضابطہ خان نے سکھون سے سازش کرکے بغاوت برپا کی۔ چنانچہ نجف خان نے اوسکی بھی خاطرخواہ خبر لی۔ آخر اوس نے اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ نجف خان نے اوسکا قصور معاف کرکے اوسکی بہن سے نکاح کرلیا۔ اور پھر اوسکو سہارنپور کی فوجداری بادشاہ سے دلوادی۔ بعد اس لڑائی کے ہندوستان مین امن ہوگیا۔ امیرالامرا دوبارہ آگرہ مین گیا۔ اور ملک کا انتظام شروع کیا۔ انگریزون نے بھی اوس سے عہد پیمان کرنے چاہے۔ مگر اوس نے شمرو کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ اسلئے عہد و پیمان نہوے۔ اسوقت اودہ مین آصف الدولہ بادشاہ کا وزیر صوبہ تھا۔ اور شمرو کو سردھنہ دیا گیا۔ سرہند مین ملا احمد داد خان فوجدار مقرر ہوا۔ ۱۷۷۳ء مین سکھون نے سرہند کے فوجدار احمد داد خان کو شکست دیکر مار ڈالا۔ جب یہہ خبر بادشاہ کو ہوی تو عبدالاحد خان کشمیری ایک شاہزادہ کو ہمراہ لیکر فوج شایستہ کے ساتھ سکھون کے مقابلہ کو گیا۔ مگر سکھون نے شکست دیدی۔ اور عبدالاحد خان بھاگ گیا۔ اب مرزا نجف خان (امیرالامرا) روانہ ہوا۔ اور میرٹھ کے قریب سکھون کو شکست دی اور ۲۰ ہزار سکھ معہ اپنے افسر کے مارے گئے۔ راست مین عبدالاحد خان کشمیری مرزا نجف خان کے ہاتھہ لگا۔ مرزا نے اوسکو قید کرکے اوسکا گھر بار ضبط کرلیا اور ۴۰ لاکھہ کا سرمایہ جو ضبطی مین آیا وہ خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ ۴ رجمادی ۱۷۷۶ء کو شمرو مرگیا۔ اوسکی قبر پر یہ تکبیر لکھی ہے کہ "یہ بڑا سفاک بیرحم بیوفا جلیا ایمان تھا"۔ اوسکی لشکر کی سرداری بادشاہ نے اوسکی بیگم کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۶۵) ذکر تھا۔ وہان تمکرای یہہ کی کہ میر قاسم کو پکڑکر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا۔ اور خود ہی شجاع الدولہ کا نوکر ہوگیا۔ اسکی بعد جوہریل۔ رائے جیپور وغیرہ کا ملازم ہوا۔ اور سب کو تباہ کرکے اب مرزا نجف خان کا دامن پکڑا۔ ۱۲ مولف۔

بلہ۔ بیگم ایک عرب کی بیٹی کہی جاتی ہے۔ ۱۷۷۳ء مین بمقام کوتانہ پیدا ہوی جب باپ مرگیا تو سوتیلے بھائی سے تنگ ہوکر وہ اور اوسکی ماں من دلی جا رہے۔ اتنے مین شمرو سے آشنائی ہوگئی۔ پھر اوسنے شادی کرلی اور اوسنے عیسائی مذہب اختیار کرکے جوہانا نام رکھا۔ گو اسوقت شمرو کا ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے موجود تھا۔ مگر مرزا نجف کی سفارش سے بادشاہ نے اوسکے لشکر کی سرداری بیگم کو عطا کی ۱۲ مولف

عطاکی - ۲۶ - اپریل ۱۷۸۲ء کو مرزا نجف خان نے انتقال کیا - اوسکا بیٹا بیٹا (جسکو اوسکی بہن نے بھی بیٹے کیطرح پالا تھا) افراسیاب خان خلعت امیرالامرائی سے سرفراز ہوا - مگر بعد مین مرزا نجف کے ایک قریبی رشتہ دار مرزا شفیع نے کچھ ایسے جوڑ توڑ لگائے کہ افراسیاب خان بھاگ گیا - اور بادشاہ نے امیرالامرائی کا خطاب مرزا شفیع کو دیا - لیکن چند روز کے بعد مرزا شفیع بھی بھاگ گیا - یہ سلطنت کے ردوبدل کو مرہٹے دور سے تاک لگائے بیٹھے تھے - جب انگریزون کو معلوم ہوا تو اونہون نے اس خوف سے کہ مرہٹے بازی نہ لیجائین - بادشاہ کے پاس اپنے دو افسر بطور سفیر کے بھیجے - یہ ایلچی ابھی سلطنت مین داخل نہوے تھے کہ ایک گل اور کھلا کہ مرزا شفیع مرزا محمد بیگ ہمدانی کو (جو آگرہ مین صوبہ تھا) ساتھ لیکر آیا - اور بادشاہ کے پاس یہ درخواست کی کہ ہمارے پرانے متوسل لطیف خان (جو نواب وزیر کا نائب تھا - جو لشکر کے ساتھ دہلی مین رہتا تھا) اور مسٹر لوئی (یہ شمرو کی بیگم کے لشکر کا افسر تھا) کو صلح کے تمام شرایط ٹھہرانے کا اختیار دیکر ہمارے پاس بھیجدو - چنانچہ یہہ درخواست بادشاہ نے منظور کی - اور ادان دونون کو روانہ کیا - ہرچند مرزا جوان بخت سر مارتا رہا کہ کیا کرتے ہو ان سرکشونکی تنبیہ کرو - مگر سب کی عقل جاتی رہی - یہ دونون ایلچی وہان جاکر مارے گئے - پھر محمد بیگ و مرزا شفیع کے آپسمین جھگڑا شروع ہوا - اسوقت بادشاہ بھی بڑا دق تھا - مگر مرزا جوان بخت نے افراسیاب خان کو بلاکر اوسکو بھی راضی کرلیا - اور مرزا شفیع کو امیرالامرا کا خطاب دلادیا - عبدالاحد خان کو مدارالمہام مقرر کیا - ۲۳ ستمبر ۱۷۸۳ء کو مرزا شفیع آگرہ سے آکر قلعہ مین جانا چاہا - مگر کسی نے جانے نہ دیا - اسکے بعد محمد بیگ صلح کے بہانہ مرزا شفیع کے پاس جاکر اوسکو مار ڈالا - بعض کہتے ہین کہ اوسکے بھتیجے اسمٰعیل بیگ نے مارا - الغرض یہہ کام افراسیاب کی تحریک سے ہوا - کیونکہ اسکے بعد وہ امیرالامرا بن گیا - چونکہ مرزا جوان بخت کا دل دہلی سے بیزار ہوگیا تھا - اسلئے وہ ۱۴ اپریل کو (سکیڑون مصیبتین جھیل کر) انگریزون کے پاس چلا گیا - اب یہان محمد بیگ نے وزیر و افراسیاب خان کو

تکلیف پہونچانا شروع کیا - اور وزیر نے مادھوجی - سندیہیا کا رخ کیا - بادشاہ بھی اپنے اہلکارون سے بیزار تھا - وہ بھی اپنے تئین سندیہیا کے حوالے کرنا چاہا - اور دہلی سے نکل کر آگرہ چلا - سندیہیا بھی آگرہ اسی نظر سے آیا کہ دونون ملکر آگرہ سے محمد بیگ کو نکالین - مجدالدولہ نے بادشاہ کو آگرہ جانے سے منع کیا - جس سے بادشاہ خفا ہوکر اوسکا گھر ضبط کرلیا - اور اوسکو قید خانہ بھیجدیا - جہان وہ ۱۷۸۸ء مین مرگیا - اب سندیہیا - اور افراسیاب خان کی ملاقات ہوئی - دونون نے محمد بیگ پر حملہ کرنا چاہا - مگر ۲ نومبر ۱۷۸۸ء کو مرزا شفیع کے بھائی زین العابدین نے افراسیاب کو مار ڈالا - اور خود سندیہیا کے پاس چلاگیا - راجہ بہت بہادر سارے مغلیہ امیرون کو سندیہیا کے خیمہ مین لیگئے - وہان باہم مبارکباد دیگئی اول سے والی اودہ تو وزیر تھا - اب پیشوا امیرالامرا مقرر ہوا - اور مادھوجی سندیہیا نائب امیرالامرا قرار پایا - آگرہ - دہلی کے صوبے اوسکے سپرد ہوے - ساری فوج کا وہ سپہ سالار مقرر ہوا - ۶۰ ہزار روپیہ ماہوار بادشاہ کے خاص اخراجات کے لئے معین ہوی - انگریزونسے جو شرقی صوبون کا خراج لیا جاتا تھا وہ بھی بادشاہ نے معاف کردیا - ۱۷۸۵ء مین ضابطہ خان مرگیا - محمد بیگ کے پاس سے سپاہ بھاگ گئی - وہ بھی سندیہیا کے پاس چلا آیا - ۲۷ مارچ ۱۷۸۵ء کو آگرہ کا قلعہ سندیہیا کے حوالے کیا گیا - اب مغلونکے پاس سوا رعلیگڈہ کے قلعہ کے کچھہ نہ رہا - یہہ قلعہ افراسیاب خان کی بی بی اور بچون کے پاس تھا سندیہیا نے اونکو ڈراوہمکا کے قلعہ و مال اور اسباب پر قبضہ کرلیا - اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال اوسکے بڑے بیٹے کو مقرر کردیا - محمد بیگ ہمدانی کو راگھوگڈہ کی فتح کے لئے روانہ کیا - جب سارے دوآبہ مین سندیہیا کا عمل دخل ہوگیا تو - اب اوس نے جوان بخت کو دہلی آنیکے لئے لکھا - مگر نواب اودہ - اور انگریزون نے اوسے جانے نہ دیا - کیونکہ اگر وہ دہلی چلا جاتا تو مرہٹون کا پیر پورا جم جاتا - اور سرکار کمپنی و نواب اودہ کے حق مین اچھا نہوتا - ۱۷۸۵ء مین گورنر جنرل نے دوآبہ مین اپنی چھاؤنی قائم کی - ۸ مارچ ۱۷۸۵ء کو کلکتہ گزٹ مین مشتہر کیا گیا کہ مسلمانون کی سلطنت تو نہایت حقیر و ذلیل ہوگئی ہے ہندؤن سے

ہمکو کوئی خوف نہین ہے۔ اکثر آدمیون نے صلاح دی کہ مسلمانون کو تقویت دیکر ہندؤن کو مغلوب کرنا چاہیے مگر ہمکو ایسے کام کرنیکی کچھ ضرورت نہین جو ہندوستان کو ناگوار گذرین۔ اور سلطنت جو برسر زوال ہے وہ حقیقت مین ہماری مخفی دشمن درقیب ہے اوسکے حامی اور مددگار رہون"۔ اسکے بعد گورنر نے ایک اپنا وکیل پیشوا کے دربار مین بھی بھیجدیا۔ ادہر سید ہیا نے استقلال حکومت کے لیے اپنا کو قواعد دان بنایا۔ جسکا لایق افسر ایم ڈی بورین اور سپہ سالار آیا کہانڈی راؤ تھا۔ اور امیرزادونکو جو سپاہ کی تنخواہ مین جاگیرین دیگئی تھین وہ ضبط کرلین راجہ نرائن داس (جسکے پاس خراج کی آمدنی کا حساب رہتا تھا) کو موقوف کرکے اوسکی جگہ شاہ نظام الدین عرف شاہ جی کو مقرر کیا۔ اور راجہ جت بہادر سے محاسبہ ہوا تو اوس نے علانیہ بغاوت اختیار کی۔ ادہر محمد بیگ سے قلعہ راگھوگڈہ فتح نہوسکا۔ اور راجپوتون نے اتفاق کرکے ایک لاکھ فوج سے چاہا کہ اوجین کو لوٹین اور حج کرین۔ مگر عشرہ اول کو سید ہیا بھی فوج لیکر مقابلہ کو روانہ ہوا۔ دو روز تک خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ آخر احمد بیگ مارا گیا۔ تیسرے روز ۱۲ ہزار مغلون کی سپاہ نے تنخواہ کے مطالبہ مین سید ہیا کے خیمہ کو گھیر لیا۔ اور راجہ جیپور کو کہلا بھیجا کہ اگر دو لاکھ روپیہ دیدو تو ہم تمہارے ساتھ مین۔ راجہ نے روپیکا وعدہ کرلیا۔ اور سپاہ اوس سے جاکر مل گئی۔ قحط سالی نے مرہٹون کا ناطقہ اور بھی تنگ کیا۔ آخر سید ہیا۔ الور کو چلا گیا۔ اور اسمٰعیل بیگ (محمد بیگ کا بھتیجا) ہزار سوار و چار پلٹنین و چھ توپین لیکر آگرہ روانہ ہوا۔ اب سید ہیا نے زنجیت سنگھ جاٹ کی کمک لیکر پھر راجپوتون سے لڑنے چلا۔ اور پونہ کو بھی کمک کے لئے بتاکید لکھا۔ ادہر شاہ عالم نے راجپوتون سے خفیہ طور پر پیغام و سلام شروع کیا۔ اتنے مین غلام قادر خان نجیب الدولہ مرحوم (جو اپنے باپ ضابطہ خان کے انتقال کے بعد باون محال مین جانشین ہوا تھا) غوث گڈھ سے دہلی آیا۔ اور راجپوتون نے ایک اور شکست اسباجی کو دیدی۔ جس سے سید ہیا لاچار ہوکر جنگ سے ہاتھ اوٹھایا۔ اور کوالیار چلتا بنا۔ اسمٰعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ کرلیا۔ غلام قادر خان نے منظور علیخان ناظر

کی توسط سے اپنے باپ کی جاہ و منصب کا بادشاہ سے طالب ہوا۔ سید ہیا کے داماد (جو اسوقت دلّی کا وکیل مطلق تھا) اور شاہ نظام الدین (جو دہلی کا نائب تھا۔) نے غلام قادر خان کے لشکر پر گولون کی بوچھاڑ شروع کی۔ اوس نے بھی گولون سے جواب دیا۔ اور مغلون سے سازش کرکے شہر مین داخل ہوا۔ منظور علیخان کے ذریعہ دیوان خاص مین جاکر پانچ اشرفیان بادشاہ کے نذر کین۔ اور امیر الامرائی کی درخواست کی۔ دو تین روز کے بعد کچھ سوارون کو لیکر قلعہ کے اندر مقیم ہوا۔ اس عرصہ مین شمرو کی بیگم (جو سکھون سے لڑنے گئی تھی) پانی پت سے قلعہ مین آگئی۔ اور غلام قادر گھبراکر پھر اپنے لشکر مین چلا گیا۔ اب بادشاہ کو جو طیش و غصہ آگیا تو اوس نے نجف قلی خان کو ریواڑی سے اپنی اعانت کو طلب کیا۔ ۶ ہزار سپاہی ذات سے نوکر رکھے۔ اور اپنے سونے چاندی کے برتن گلاکر سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم کردیئے۔ چنانچہ بہت شاہی سپاہ اور شمرو کی بیگم نے غلام قادر کے لشکر پر گولہ بازی آغاز کی۔ اسوقت سید ہیا گوالیار مین تھا اور اوسکے ایک سردار۔ لکھوا دا کو جو آگرہ مین تھا۔ اسمٰعیل بیگ نے گھیر رکھا تھا۔ اب میاجی کچھ سپاہ لیکر جو دہلی آیا تو سب مخالفون مین مصالحت ہوگئی۔ اور غلام قادر امیر الامرا بنگیا۔ اور بادشاہ نے خود اپنے ہاتھ سے اوسکے سر پر کوشوارہ باندھا۔ اسکے بعد غلام قادر نے علی گڈھ کا قلعہ لے لیا۔ اور اسمٰعیل بیگ کے پاس جاکر آگرہ کے محاصرہ مین شریک ہوگیا۔ جب مرہٹون کو دکن اور جاٹون کی کمک پہونچ گئی تو اون نے محاصرہ اوٹھا دیا۔ ۲۴ اپریل ۱۷۸۸ء کو متھورا سیکری مین لڑائی ہوی۔ رانا خان (مرہٹون کا سردار) بھرت پور چلا گیا۔ پھر اسمٰعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ کیا۔ غلام قادر اپنی جاگیر کو روانہ ہوا۔ سال ۱۷۸۸ء کے آخر مین والی جودہ پور کا ایلچی معہ معقول نذرانہ۔ اور سونپکی کنجی کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ صبحے سنگھ نے یہہ بھیجا ہے۔ اور حضور سپاہ لیکر چلین اور اجمیر پر قابض ہوجائین۔ پرتاب سنگھ راجۂ جے پور کی بھی یہی تمنا ہے۔ ۵ جنوری ۱۷۸۹ء کو بادشاہ فوج لیکر روانہ ہوا۔ اور سید ہیا سے طوطے کیطرح آنکھین پھیر لین۔ راستہ مین نجف قلی خان باغی نے شاہی لشکر سے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھاکر معافی چاہی۔

اور بادشاہ سید بہیا کے خوف اور راجپوتوں کی نامعتبری قول سے اولٹا دہلی واپس چلا آیا۔ شمرو کی بیگم کو زیب النسا کا خطاب عطا کیا۔ جوان بخت کے چلے جانے سے بادشاہ کا دوسرا بیٹا اکبر شاہ ولیعہد ہو گیا تھا اسلئے جوان بخت نے ولیعہدی کے لئے یہ کوشش کی کہ نواب اودھ سے کچھ سپاہ لیکر دہلی آیا۔ اور جارج سوم شاہ انگلستان کو ایک خط لکھا جسکا حاصل یہہ تھا کہ بعض مفسد امراکین کی فتنہ پردازیوں سے مملکت ہندوستان معرض خطر میں ہے۔ اور بادشاہ مجبور ہو گیا ہے۔ سید بہیا نے سلطنت میں اپنا رنگ جمایا ہے۔ اور سرکشوں کو سرکشی پر آمادہ کرتا ہے بادشاہ نے اونکی سرکوبی اور اپنی اعانت کے لئے گورنر جنرل۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو درخواست بھیجی اور اسکی امید میں۔ نواب وزیر اودھ میں چار سال تک متوقف رہے۔ مگر ابتک کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔ اب امید ہے کہ آپ گورنر جنرل یا وزیر سلطنت کو بادشاہ کی امداد کے لئے حکم دینگے جس سے آپکی نیکنامی متصور ہے۔" مگر تحقیق سے یہہ ثابت ہوا کہ یہہ خط انگلستان کو نہیں گیا۔ اور جوان بخت نے اسمٰعیل بیگ کی امداد سے قلعہ آگرہ فتح کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا۔ آخر مایوس ہو کر انگریزوں کے پاس بنارس چلا گیا۔ اور وہیں ۱۸۰۰ء میں مر گیا۔ اس شاہزادہ کا نام جہاندار شاہ مشہور ہے۔

ادھر راجپوتوں اور مرہٹوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لکھوا دادا کی حمایت کے واسطے سید بہیا آگرہ آیا۔ اور اسمٰعیل بیگ کی مدد کو غلام قادر بھی آپہونچا۔ فیروزآباد میں لڑائی ہوئی قلعہ آگرہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا۔ غلام قادر شاہبدزہ سے قلعہ شاہی پر گولہ زنی کرنے لگا۔ بادشاہ گھبرا کر سید بہیا کو بلایا۔ مگر وہ بادشاہ کی نمک حرامی سے ایسا خفا تھا۔ کہ نہ آیا۔ صرف امیاجی کو دو ہزار سوار دیکر بھیجدیا۔ اور شمرو کی بیگم کو لکھا کہ بادشاہ کی مدد کرے۔ اتنے میں لاپ گڈھ کے جاٹ بھی بادشاہ کی کمک کو آگئے۔ غلام قادر نے یہہ سامان دیکھا تو۔ غوث گڈھ سے اپنے سب رفیقوں کو بلالیا اور اسمٰعیل بیگ نے ساری مغل سپاہ کو بادشاہ کے طرف سے توڑ لیا۔ اب بادشاہ کا نامی کوئی مسلمان نہ تھا۔ یہہ حال دیکھکر ہندو بھی چلتے بنے صرف ہمت بہادر گوسائیں بادشاہ کے ساتھ رہ گیا۔ اور سکو بھی مسلمانوں نے دھمکیاں دیکر علیحدہ کر دیا۔ آخر بادشاہ مجبور ہو کر منظور علیخان ناظر کے ذریعہ

اسمٰعیل بیگ و غلام قادر کو بلایا۔ یہہ دونون آئے۔ الحاصل غلام قادر امیرالامرا۔ اسمٰعیل بیگ سپہ سالار ہوگیا۔ مادہوجی سیندہیا اپنے عہدہ سے موقوف ہوا۔ اب غلام قادر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ متہرا جلکر مرہٹون کی بیخ و بنیاد ہندوستان سے اوکھاڑ دینا چاہیئے۔ اہلکاران شاہی نے بھی تائید کی۔ مگر سیتل داس خزانچی نے کہا کہ شاہی خزانہ مین اس خرچ کے لئے روپیہ موجود نہین ہے۔ غلام قادر یہہ بات سنکر آگ ہوگیا۔ کہین بادشاہ نے ایک خط سیندہیا کو امداد کے لئے لکھا تھا۔ وہ غلام قادر کے ہاتھ لگ گیا تھا اسوقت اوس نے وہ خط بادشاہ کے روبرو ڈالدیا۔ اور بادشاہ کے سپاہیونکو حکم دیا کہ ہتیار ڈالدو انہون نے اطاعت کرلی۔ اب اس کمبخت نے بادشاہ کو قید کیا۔ اور سلیم گڈھ سے کسی مرزا کو بلا کر تخت پر بٹھادیا۔ بیدار بخت اوسکا لقب رکھا۔ تین روز بادشاہ پر بے آب و دانہ گذر گئے۔ اسکے بعد غلام قادر نے قلعہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اور نئے بادشاہ کے ذریعہ سے تمام بیگمات کا زیور اتروالیا۔ اور شاہ عالم (بادشاہ) پر دولت و خزانہ بتانیکے لئے طرح طرح کے ظلم و ستم توڑے۔ اور جسمانی تکلیفین دین۔ یہانتک کہ بیدار بخت کے ہاتھ خوب پٹوایا۔ بیگماتون کو اسقدر زدوکوب کی کہ اونکے نازک جسم نیلگون ہوگئے۔ اور تمام محلات کے معزز و محترم بیگمات کو قلعہ سے باہر نکالدیا۔ دیوان خاص مین بادشاہ کے برابر تخت پر جا بیٹھا حقہ کے دم سامنے لگانے لگا۔ اور تخت کو جلاکر تمام چاندی اور سونا نکال لیا۔ تین روز کے بعد دفینون کی آرزو مین سارا فرش اکھڑوالا۔ ۱۱ اگست کو اس مردود نے پھر شاہ عالم کو دیوان خاص مین بلایا۔ اور خزانون کا پتہ پوچھا۔ بادشاہ نے لاعلمی ظاہر کی تو انکھین نکال لینا چاہا۔ جسپر بادشاہ نے کہا کہ یہہ دو آنکھین ہین جو ساٹھ برس تک کلام اللہ پڑھتی رہی ہین۔ اونپر رحم کر۔ یہ سنکر اوس ظالم نے بادشاہ کے بیٹے اور پوتون کو مارنا شروع کیا۔ اسپر بادشاہ نے کہا کہ اے سفاک اب آنکھین نکال لے۔ کیونکہ یہہ ظلم ان سے دیکھا نہین جاتا۔ غرض وہ بیرحم تخت پر سے کود اور بادشاہ کو نیچے لٹاکر چھاتی پر چڑھ ایک آنکھ اپنے خنجر سے نکال لی۔ دوسری آنکھ نکالنے کے لئے یعقوب علی کو حکم دیا۔

اوس نے انکار کیا تو فوراً تلوار سے اوسکا سر اوڑا دیا۔ آخر اس خوف سے اور پٹھانون نے دوسری آنکھ نکال لی۔ اور بادشاہ کو سلیم گڈھ لیجاکے۔ اسوقت قلعہ کی حالت۔ شاہزادے اور شاہزادیون کا ماتم قلم سے بیان نہین ہوسکتا۔ ۱۲ اگسٹ کو اس ملعون نے کئے لاکھ روپیہ اسمٰعیل بیگ کے پاس بھیجا۔ جب رعایا نے یہہ حال سنا تو بھاگنا شروع کیا۔ اتنے مین ۱۴ اگسٹ کو مرہٹے آگئے۔ اور شہر والون کی تفتیش کی۔ غوث گڈھ کی راہ بند کردی بہت سے روہیلون کو مار ڈالا۔ اسمٰعیل بیگ مرہٹون سے ملگیا۔ اب غلام قادر گھبرایا۔ اور سلیم گڈھ کی میگزین کو اڑاکر میرٹھہ کے قلعہ مین چلا گیا۔ ادہر پونہ سے ٹوکاجی۔ ہلکر مرہٹون کی کمک کو معہ فوج کثیر آگیا۔ ان سب نے ملکر قلعہ میرٹھہ کا محاصرہ کیا۔ اور غلام قادر سارے بیش بہا جواہر اپنے ساتھہ لیکر تنہا قلعہ سے فرار ہوا۔ چنانچہ ۱۲ کو اوس نکل آیا۔ اب اوس نے ارادہ کیا کہ جمنا پار ہوکر سکھون سے مل جائے۔ مگر تقدیر مین تو کچھہ اور ہی لکھا تھا۔ گھوڑا ایک کنوین مین جا پڑا۔ اور گھوڑا تو نکل گیا۔ مگر سوار اُٹھہ نہ سکا۔ جب صبح ہوی اور دھوپ نکلی تو اوس زمین کا کشمکار برہمن ہلون کی جوڑی لیکر کنوین پر چرس کھینچنے آیا۔ دیکھا تو حضرت پڑے ہوے ہین۔ فوراً پہچان گیا۔ اور کہا کہ نواب صاحب آپ یہان کہان۔ غلام قادر نے جواب دیا کہ مین نواب نہین بلکہ ایک غریب سپاہی ہون۔ مجھے تو غوث گڈھ کا راستہ بتلا اور یہہ گلے کا ہار لیلے۔ اوس نے اپنا کہکر گھر لایا اور مرہٹون کو خبر کردی۔ مرہٹون نے اوسکو گرفتار کرکے سیندیا کے پاس متہرا روانہ کیا۔ اور میرٹھہ کا قلعہ پٹھانون نے خالی کردیا۔ بیدار بخت گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ منظور علیخان کو ہاتھی کے پیر سے باندہکر مرہٹون نے مارا۔ سیندیا نے غلام قادر کو گدہی پر بٹہاکر تشہیر کی۔ پھر اوسکی زبان کاٹی۔ اور آنکھین پھوڑ ڈالین۔ ناک۔ کان ہاتھ پیر کاٹے۔ اسطرح لوتہڑا بنا کر بادشاہ کے پاس دہلی بھیجوایا۔ لیکن راستہی مین اوسکا کام تمام ہوگیا۔

اب سیندیا نے پھر شاہ عالم کو تخت پر بٹہایا۔ اور نو لاکھ روپیہ سالانہ اخراجات کے لئے مقرر کیا اسکے بعد بھی بہت سے جھگڑے اور لڑائیان ہوئین۔ آخر ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک انگریزی فوج لیکر دہلی مین

واقع ہے۔ اور مرہٹون کو مار کر نکال دیا۔ بادشاہ کی پنشن ایک لاکھ روپیہ ماہانہ مقرر کردی۔ شاہ عالم ۴۹ برس تک تخت نشین رہا ۱۸۰۶ء مین انتقال کیا۔

ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ثانی

مرزا جوان بخت کے مرنے پر یہی شہزادہ شاہ عالم کا ولیعہد تھا۔ جب شاہ عالم مرگئے تو اکبر شاہ ۱۸۰۶ء ۱۲۲۱ھ مین تخت نشین ہوے۔ اسوقت انکی عمر ۳۱ سالہ تھی۔ اور ۱۷۷۳ء مین پیدا ہوے تھے۔ چونکہ یہہ بادشاہ ہاتھون کے تنگ نہ تھے اسلیے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ کفاف نہین کرتا تھا۔ اول اول تو انہون نے شاہ عالم کی اندوختہ رقم کو صرف مین لایا۔ پھر انگریزون سے اضافہ کے لئے درخواست کی۔ لارڈ منٹو نے التفات کیا۔ اور انگریزی گورنمنٹ نے یہہ وعدہ کیا کہ جبہاری گورنمنٹ کا انتظام مالی درست ہوجائیگا تو ضرور اضافہ کیا جائیگا۔ مگر اکبر شاہ کو تاب کہان چنانچہ اپنے بیٹے کو جو لکھنؤ مین نواب وزیر کے پاس رہتا تھا۔ لکھا کہ گورنمنٹ کا مقررکردہ وظیفہ مکتفی نہین ہوتا لہذا تم نواب وزیر کے اتفاق سے اضافہ کے لئے کوشش کرو۔ اتفاقاً یہہ خط مسٹر بلی رزیڈنٹ لکھنؤ کے ہاتھ پڑگیا۔ اوسنے شہزادہ کو اس مطلق العنانی سے روکا۔ اور بادشاہ کو بھی رزیڈنٹ دہلی نے سمجھایا کہ ان حرکات سے بجز نقصان کے آپکو کوئی نفع نہوگا۔ اس اثنا مین ایک ہندو اور ایک مسلمان ان دونون بدمعاشون نے ایک مولوی صاحب کی اعانت سے چیف جسٹس رسل صاحب کا خط بادشاہ کے سامنے پیش کرکے کہا کہ ہم کلکتہ جاکر مرزا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کرلیتے ہین۔ اور اضافہ کی بھی کارروائی کرتے ہین۔ یہہ کہا تھا بادشاہ راضی ہوگئے اور ان دونون کو کلکتہ بھیجا۔ مولوی صاحب۔ بادشاہ کے پاس سمجھانے کو رہگئے غرض ایک مدت تک ان بدمعاشون نے بادشاہ کو خوب لوٹا۔ جب گورنمنٹ کو معلوم ہوا تو اوس نے لارڈ منٹکلف کے ذریعہ بادشاہ کو سمجھایا کہ ایسے دھوکہ بازون کی جال مین

آیندہ نہ آئیے۔ اتنے مین مرزا جہانگیر نے سیٹن صاحب کو لولو کھلا تفنگچہ مار دیا۔ خیریت گذری کہ گولی ٹوپی پر لگی۔ اور شاہزادہ الہ آباد مین قید کیا گیا۔ یہان بھی وہ بچلا نہ بیٹھا۔ شادی کی تقریب مین نواب وزیر کے پاس لکھنؤ گیا۔ اور انگریزون کے خلاف سازش کرنی چاہی۔ مگر راز کھل گیا۔ قلعہ مین بادشاہ کو کل اختیار تھا۔ وہان انگریزون کی حکومت کو دخل نہ تھا۔ اسلئے عجیب کیفیت تھی۔ سارے شہر کے بدمعاش چور قلعہ مین گھسے رہتے، شہزادے بھی طرح طرح کے ظلم وستم برپا کرتے۔ الغرض اکبر شاہ ثانی نے بعمر ۸۰ سال ۱۲۵۳ھ م ۱۸۳۷ء مین انتقال کیا۔

محمد سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ

اکبر شاہ ثانی کے انتقال پر ابوظفر بہادر شاہ ۱۲۵۳ھ م ۱۸۳۷ء مین تخت نشین ہوے۔ آپ کی تاریخ ولادت ابوظفر ۱۱۸۹ھ م ۱۷۷۵ء ہے۔ بہادر شاہ کی تعلیم اچھی ہوی تھی۔ شاعری کا مذاق اعلیٰ پیمانہ پر تھا۔ حضرت ذوق سے تلمذ تھا۔ اسوقت چار دیوان آپکے موجود ہین۔ تصوف مین کمال تھا۔ خاندان چشتیہ مین مرید تھے۔ اور خود بھی اورون کو مرید کرتے تھے۔ کثیر الازواج وکثیر الاولاد بھی تھے دو ولیعہد آپکے سامنے مرچکے تھے۔ اسوقت مرزا قویش ولیعہدی کے مستحق تھے۔ لیکن بادشاہ اپنے چھوٹے بیٹے مرزا جوان بخت کو ولیعہد کرنا چاہتے تھے۔ الغرض یہہ زمانہ وہ تھا کہ بادشاہ کی قدر کم ہوتی جاتی تھی۔ لارڈ ڈلہوزی نے نذر دینا بھی بند کر دیا تھا۔ اب قلعہ اوباشون اور بدمعاشون کا ملجا وماوا نہین رہا تھا۔ مجرم فوراً گرفتار ہوکر چلا آتا تھا۔ بردہ فروشی بھی یک لخت موقوف ہوگئی تھی۔ کوئی فرمندار عدالت کی ڈگری سے بھی محفوظ نہین رہسکتا تھا۔ مئی ۱۸۵۷ء م ۱۲۷۳ھ مین بغاوت کا بازار بنگالے کی انگریزی سپاہ نے گرم کیا۔ اور وہ بادشاہ جو ایک مقررہ وظیفہ پر گذر کرتا تھا۔ اب باغیون نے اوسکو اپنا بادشاہ بنا کر لاکھون روپیہ خزانہ مین جمع کرادیا۔ اور ہزارون سپاہ بے طلب

جمع ہوگئی - ایک زمانہ گذر گیا تھا کہ کسی نے چھوٹی کوڑی بھی نذر مین پیش نہین کی تھی کہ اسمعیل شاہ اودھ والی رامپور وغیرہ کی پیشکشین داخل ہونی شروع ہوئین - اور چار طرف سے عمائد ملک کے عرایض آنے لگے - اور اکثر نوابون - راجاؤن کے وکیل بھی حاضر ہوگئے - چنانچہ یہہ ہنگامہ ستمبر ۱۸۵۷ء تک برپا رہا ۷۲ - ۷۳ لڑائیان ہوئین - سب مین باغیون نے شکست پائی - آخر سرکار انگریزی نے دہلی کو فتح کیا - اور باغی رفوچکر ہوے - اور بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین اپنے کو انگریز کے حوالہ کیا - رنگون کو جلاوطن ہونا پڑا - جوان بیٹے اور پوتے سامنے قتل کئے گئے - گورنمنٹ انگریزی نے ہندوستان پر اپنا پورا پورا تسلط جمایا - چند روز کے بعد ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا لقب اختیار کر کے تخت ہندوستان کو زینت بخشی - اور خاندان تیموریہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا - اور بالآخر بہادر شاہ ثانی ۱۸۶۲ء م ۱۲۸۰ھ مین بمقام رنگون بحالت قید انتقال کیا -

ہم نے گورنمنٹ انگریزی کے تسلط کے واقعات اور مرہٹون و ٹیپو سلطان کی لڑائیون کے حالات - غدر کے سوانحات وغیرہ کو عمداً یہان چھوڑ دیا ہے - اور سلاطین مغلیہ کے حالات مین اونکو بیان کر کے زیادہ طول دینا اور خلط ملط کرنا مناسب نہین سمجھا چنانچہ اسی لئے شاہ عالم - اکبر شاہ ثانی - ابو ظفر بہادر شاہ کے حالات بالکل مختصر لکھے گئے ہین - اب آیندہ گورنمنٹ برطانیہ کی حالات مین بالتفصیل غدر اور لڑائیون کا ذکر کیا جائیگا -

اب ذیل مین اون فرمان روایان اہل اسلام کا ایک تفصیلی سلسلہ نقشہ کی صورت مین درج کیا جاتا ہے۔ جو ناظرینون کی مزید معلومات و دلچسپی کا باعث ہوگا۔

سلسلۂ فرمانروایان اہل اسلام دارالسلطنت دہلی از ابتدائے سلطان شہاب الدین غوری بغایتہ ابوالظفر محمد بہادر شاہ بادشاہ

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال دولت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	استیلا در زمانہ	مدت سلطنت	سال وفات	مدت عمر	مدفن	حالات
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۴۳	شہاب الدین ملقب بابوالمظفر سلطان معزالدین محمد	بہاء الدین سام	غوری	۰	۵۸۷ھ ۱۱۹۱ء تا ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء	محل فتحپور نزد حوض معروف تلاوڑی کنار آب سرستی	غزنی	۶۶۱	۱۵ سال	سوخسبا ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء	۰	غزنی اپنے بیٹے کے مقبرہ مین۔	لاہور سے غزنی جاتے ہوئے دمیک کے مقام مین گکھڑون نے مارڈالا۔ اور غور کی سلطنت پر اوسکا بھتیجا سلطان محمد بیٹھا اور چونکہ قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین کی طرف سے ہندوستان کا سپہ سالار تھا۔ اور اوس نے بہت قوت بہم پہونچائی تھی۔ اسواسطے سلطان محمد نے ہندوستان کی بادشاہی قطب الدین ایبک کو بخشدی۔ اور خط آزادی اور چتر بادشاہی بھیجدیا۔ اور قطب الدین لاہور تک اوسکے استقبال کو گیا۔
۱۴۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شہاب الدین غوری	ترک	۰	لاہور مین برسر تخت ۶۰۲ھ ۱۲۰۵ء تا ۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	لاہور	دہلی قلعہ کہنہ	۶۴۷	۴ سال چند ماہ	۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	۰	لاہور	لاہور مین برسر تخت چوگان بازی کے گھوڑے سے گر کر مرگیا۔ امرانے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھلایا۔
۱۴۵	آرام شاہ	قطب الدین ایبک	ترک	۰	۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	〃	〃	۶۴۲	چند ماہ	۰	۰	۰	امیر علی اسمیل سپہ سالار و امیر حاجو دہلی اس بادشاہ کی حرکتون سے ناراض ہوکر سلطان شمس الدین التمش کو جو بدایون کا حاکم تھا بلایا۔ اور آرام شاہ کو لڑائی ہوئی اور آرام شاہ نے شکست پائی۔ اور سلطان شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا۔

۱۴۶	سلطان الاعظم التمش سلطان غلام و داماد سلطان قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک	۰	۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	قصر سفید واقع قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۶۴۲	۲۰ سال	بستم شعبان ۶۳۳ھ ۱۲۳۵ء	۰	قلعہ رائے پتھورا عقب بہمد قوۃ الاسلام	بیمار ہو کر مر گیا۔ تاریخ فرشتہ میں سلطان شمس الدین کا تخت پر بیٹھنا ۶۰۷ھ میں لکھا ہے۔ اور خلاصۃ التواریخ میں ۶۰۸ھ میں۔ اور تاریخ فرشتہ میں مدت سلطنت ۲۶ برس اور خلاصۃ التواریخ میں ۲۸ برس مندرج ہیں۔ ان دونوں مایتوں میں ۳ برس کا اختلاف ہے۔ اسی سبب سے سال جلوس رکن الدین فیروز شاہ کا بموجب تاریخ فرشتہ کے ۶۳۳ھ میں اور بموجب خلاصۃ التواریخ کے ۶۳۵ھ میں آتا ہے۔ اور یہ اختلاف آخر تک چلا جاتا ہے۔
۱۴۷	رکن الدین فیروز شاہ التمش	شمس الدین	〃	۰	ربیع الثانی ۶۳۳ھ ۱۲۳۵ء	قلعہ رائے پتھورا	〃	۶۱۷	۶ ماہ ۲۸ یوم	۶۳۵ھ ۱۲۳۷ء	۰	۰	ملک غزالدین حاکم ملتان کی تنبیہ کو پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ اسکے پیچھے امرائے سلطان رضیہ کو تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر دلی میں آیا۔ اور کیلوکھری کے میدان میں لڑائی ہوئی۔ اوسی لڑائی میں مارا گیا۔ اور قید میں مر گیا۔
۱۴۸	رضیہ سلطان بنت التمش	شمس الدین	〃	۰	۶۳۴ھ ۱۲۳۶ء	قلعہ رائے پتھورا	〃	۶۱۶	۳ سال ۶ شہر ۶ یوم	۶۳۸ھ ۱۲۴۰ء	۰	شاہجہان آباد بمقام پلیسنی گنگ در ترکستان	جبکہ ملک التونیہ بھٹنڈہ کے حاکم سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اسوقت امرا نے مخالفت کر کے سلطان رضیہ کو قلعہ بھٹنڈہ میں قید کیا۔ اور دلی میں بہرام شاہ کو تخت پر بٹھایا۔ بعد اوسکے سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے بیاہ کر لیا اور دو دفعہ بہرام شاہ سے لڑی۔ آخر کو مارا گئی۔
۱۴۹	معز الدین بہرام شاہ	شمس الدین	〃	۰	ربیع الثانی ۶۳۷ھ ۱۲۳۹ء	〃	〃	۶۱۳	۲ سال ۱ ماہ ۱۰ یوم	۸ ذیقعدہ روز شنبہ ۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء	۰	۰	نظام الملک مہذب الدین اور اور امرا نے مخالفت کر کے بادشاہ کو دہلی میں محصور کیا۔ اور ۱۱ مہینے تک ہر روز لڑائی رہی آخر کار بادشاہ کو پکڑ کر باندھا اور ملک عزالدین بلبن امیر الامرا تخت پر بیٹھ گیا۔ مگر او امرا اوسکی بادشاہت پر راضی نہوے۔ اور علاء الدین کو جو قصر سفید میں قید تھا بادشاہ کیا۔
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاہ	رکن الدین فیروز شاہ	〃	۰	ذیقعدہ ۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء	〃	〃	۶۱۱	۴ سال ۱ ماہ ۱۰ یوم	۶۴۴ھ ۱۲۴۶ء	۰	۰	اس بادشاہ کے ظلم سے امرا ناراض ہوے۔ اور سلطان ناصر الدین محمود پڑپوتے سے بلا کر بادشاہ کیا اور ۲ مہینے ۲۷ روز سلطنت

۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاہ	شمس الدین التمش	ترک	.	ذیقعدہ ۶۲۳ھ / ۱۲۲۵ء	قصر سفید قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۶۰۷ھ	۳۰ سال	۱۱ جمادی الاول ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ء	.	دہلی	۱۲۳۶ء میں علاء الدین کو قید کر لیا اور یہ اوسی زمانہ میں مقید مر گیا۔ بیمار ہو کر مر گیا۔ اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا۔ امرا نے الغ خان کو بادشاہ کر لیا۔
۱۵۲	الغ خان الملقب بہ سلطان غیاث الدین بلبن	علاء الدین التمش	″	۶۲۵ھ / ۱۲۲۸ء	جمادی الاول ۶۶۴ھ / ۱۲۶۵ء	″	″	۶۵۷ھ	۱۲ سال	۱۵ جمادی الاول ۶۶۵ھ / ۱۲۶۷ء	۸۰	دار الامان	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور ملک فخر الدین کوتوال اور اور امرا نے آپس میں صلاح کر کے معز الدین کیقباد کو بادشاہ بنایا۔
۱۵۳	معز الدین کیقباد الملقب بہ سلطان شمس الدین	ناصر الدین الغ خان غیاث الدین بلبن	″	۶۶۷ھ / ۱۲۶۸ء	۶۶۷ھ / ۱۲۶۸ء ۶۸۷ھ / ۱۲۸۸ء	″	قصر کیلوکھری	۶۶۶ھ	۳ سال	۶۸۶ھ / ۱۲۸۷ء	۳ سال	.	بادشاہ کو فالج ہو گیا۔ اس سبب سے امرا نے اوسکے بیٹے کیومرث کو تخت پر بٹھایا۔ مگر امرا سے علیحدگی خفا کی۔ اور کیومرث کو پہاڑ پور میں پکڑ لیگئے۔ اور بادشاہ کو لاتوں سے مار ڈالا۔ اور ملک جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا۔ ۱۲۔ اومیوں نے ترکوں میں سے جو سلاطین غوریہ کے غلاموں میں سے تھے سو برس تک بادشاہت کی۔ بعد اوسکے سلطنت خاندان خلجیہ میں چلی گئی۔
۱۵۴	جلال الدین فیروز شاہ طلقہ خلجیہ	امیر تشت	ترکی خلجی	۶۸۹ھ / ۱۲۹۰ء	۶۸۸ھ ابتدا ۱۲۸۹ء	کیلوکھری	دہلی	۶۸۳ھ	۷ سال	۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء	۷۲ سال	.	ملک علاء الدین نے دغا سے بادشاہ کو کڑہ مانک پور میں بلایا۔ اور جب بادشاہ کشتی میں سے اترتا تھا۔ موقعہ اوسکو تلوار مار کر مار ڈالا۔ جب یہ خبر دلی میں پہونچی تو ملکہ جہان بادشاہ کی بی بی نے رکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
۱۵۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	علاء الدین فیروز شاہ	خلجی	.	رمضان ۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء	کوشک سبز	″	۶۹۵ھ	۴ ماہ	.	.	.	سلطان علاء الدین سے لڑ کر بھاگ گیا۔ اور سلطان علاء الدین دلی کے تخت پر بیٹھ گیا۔
۱۵۶	سلطان شہاب الدین علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی	.	۲۲ ربیع الثانی ۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۶۵۵ھ	۳ سال	۶ شوال ۶۹۸ھ / ۱۲۹۶ء	.	قلعہ رائے پتھورا عقب معجد قوۃ الاسلام	بیمار ہو کر مر گیا۔ امرا نے باہم صلاح کر کے شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا۔
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	۶۹۶ھ / ۱۲۹۶ء	۶ شوال ۶۹۸ھ / ۱۲۹۶ء	قلعہ علائی	دہلی	۵۳۶ھ	۳ ماہ ۱۰ یوم	.	.	.	مبارک خان ایک تدبیر سے ملک نائب الملک امام سلطنت کو پکڑ کر سلطنت آپ ہوا۔ اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑ کر اندھا کر دیا۔ اور آپ بادشاہ ہوا۔

۱۵۸	قطب الدین مبارک شاہ	سلطان	خلجی	قطب الدین	۷۱۵ھ ۱۳۱۵ء	قلعہ علائی	دہلی	۴ سال	۵۳۵	۴ ماہ ۷ یوم	شب نہم ربیع الاول ۷۱۲ھ ۱۳۱۲ء	.	.	جابر بیگ نے بسازش خسرو خان کے بادشاہ کو قصر سرا رستون میں مارا۔ اور خسرو خان تخت پر بیٹھا۔
۱۵۹	حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو خان	.	بردار	.	ربیع الثانی ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء	قلعہ علائی قصر ہزار ستون	″	۵ ماہ	۵۳۱	۵ ماہ ۱۰ یوم	آخر ماہ جمادی الاول ۷۲۱ھ ۱۳۳۱ء	.	.	غازی الملک تغلق شاہ دیپالپور کے حاکم نے خسرو خان پر فوج کشی کی اور خسرو خان حوض علائی کے کنارہ پر نکلا۔ اور میدان اندرپت میں لڑائی ہوئی۔ اور خسرو خان بھاگ کر ٹیٹ میں چھپا۔ آخر کار پکڑا کر مارا گیا۔ اور تغلق شاہ بادشاہ ہوا۔
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلق شاہ	ملک تغلق	ترک	.	غرہ شعبان ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء	قلعہ علائی	دہلی قلعہ تغلق آباد	۵ سال	۵۳۱	۴ سال ۴ ماہ	ربیع الاول ۷۲۵ھ ۱۳۲۴ء	.	تغلق آباد	اولغ خان اور کے بیٹے نے فریب افغان پور کے ایک محل بنایا تھا اور میں بادشاہ کہانا کھا رہا تھا کہ مکان گر پڑا۔ اور بادشاہ دب کر مر گیا۔ اور سکا بیٹا تخت پر بیٹھا۔
۱۶۱	سید محمد عادل تغلق شاہ	غیاث الدین	″	.	ربیع الاول ۷۲۵ھ ۱۳۲۴ء	تغلق آباد	دہلی فیروز آباد	۷ سال	۵۲۸	۲۱ یوم	۲۱ محرم ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء	.	.	سفر تہتہ زمین سیار ہو کر تہتہ سے چودہ کوس دور سے دو سندہ کے کنارے پر مر گیا۔
۱۶۲	فیروز شاہ	سالار رجب خود تغلق شاہ	ترک	۷۹۹ھ ۱۳۹۸ء	۲۳ محرم ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء	شہر دہلی فیروز آباد	سیہوان	۳۸ سال ۸ ماہ	۵۰۱	۱۰ یوم	۱۳ شعبان ۷۹۰ھ ۱۳۸۸ء	۱۰ سال	خوض خاص	احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان اپنے دہلی میں غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا کہ فیروز شاہ نے اوٹھا دیا۔ بعد چند مدت کے فیروز شاہ نے اپنے بھتیجے جی شہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا۔ اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام پر کر دیا۔ اور جب وہ مر گیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا۔ مگر امرا نے اوس سے خلافت کی۔ اور لڑکر سرمور کے طرف بھگا دیا۔ اور تغلق شاہ کو تخت پر بٹھایا۔ اور اوسی عرصہ میں فیروز شاہ مر گیا۔ اور تغلق شاہ مستقل بادشاہ رہا۔
۱۶۳	ابو بکر غیاث الدین تغلق شاہ ثانی	شاہزادہ فتح خان	″	.	۷۹۰ھ ۱۳۸۸ء	فیروز آباد	دہلی	۴ ماہ	۴۹۴	۵ ماہ ۱۰ یوم	۲۱ صفر ۷۹۱ھ ۱۳۸۷ء	.	.	ملک رکن الدین وزیر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا۔ اور ابو بکر شاہ کو تخت پر بٹھلایا۔

۱۶۴	ابوبکرشاہ	ظفرخان بن فیروزشاہ	ترک	۰	صفر ۷۹۱ھ ۱۳۸۸ء	فیروزآباد	دہلی	۷۹۴ھ	۱سال ۶ ماہ چند یوم	۲۰ ربیع الثانی ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ء	۰	۰	۰	یہ بادشاہ امراکو اپنے سے مخالف دیکھکر اور ناصرالدین محمد شاہ کے آنیکی خبر سنکر میرات مین چلاگیا۔ اور ناصرالدین محمد شاہ دلی مین آکر تخت پر بیٹھگیا۔ اور بعد اطلاع یون کے ابوبکرشاہ کو پکڑکر قلعۂ میرٹھ مین قید کیا۔ اور وہ وہین مرگیا۔
۱۶۵	ناصرالدین محمد شاہ	فیروزشاہ	〃	〃	۱۹ ربیع الثانی ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ء	〃	〃	۷۹۴ھ	۱۳سال ۵ ماہ چند یوم	۱۷ ربیع الاول ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ء	۳ سال ۱۰ ماہ ۲۳ دن	۳ جمادی الاول ۸۱۰ھ ۱۴۰۷ء	خوض خاص	بیمار ہوکر ۱۹ ربیع الآخر مین مرگیا۔ ہمایون خان سکندر راہ سکے بعد بادشاہ ہوا۔
۱۶۶	علاءالدین سکندرشاہ	ناصرالدین محمد شاہ	〃	۰	〃	فیروزآباد	〃	۷۹۵ھ	۱سال یک ماہ چند یوم	۱۹ ربیع الاول ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ء	۰	۰	خوض خاص	بیمار ہوکر مرگیا۔ بعد اوسکے پندرہ روز تک امرا مین گفتگو ہوتی رہی۔ کہ کسکو بادشاہ کرین آخر محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
	ناصرالدین محمد شاہ	ناصرالدین محمد شاہ	〃	〃	جمادی الاول ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ء	فیروزآباد	〃	۷۵۹ھ	۱۵سال ۸ ماہ چند یوم	ذیقعدہ ۸۱۵ھ ۱۴۱۲ء	۰	۰	۰	اس بادشاہ کی سلطنت مین نہایت تزلزل رہا۔ سعادت خان نے نصرت شاہ کو فیروزآباد مین تخت پر بٹھادیا تھا۔ اور پیر اقبال خان فیروزآباد پر قابض ہوگیا۔ اور کبھی یہ بادشاہ بہال گیا۔ اور کبھی پیر اگیا۔ اور اسی درمیان مین امیر تیمور ہی ملک مین آیا۔ آخر کو سب بادشاہ بیمار ہوکر کیتھل سے مراجعت کرتے وقت مرگیا۔ امرا نے دوسرے کو بادشاہ کیا۔
	ناصرالدین نصرت شاہ	شہزادہ محمد بن فیروزشاہ	〃	۰	〃	شہرفیروزآباد	〃	۷۹۷ھ ۱۳۹۴ء	۴سال ۱۰ ماہ ۲۵ دن	۱۰ ذیقعدہ ۸۱۰ھ ۱۴۰۸ء	۴سال ۱۰ ماہ ۲۵ دن			
								۸۰۰ھ ۱۳۹۷ء	۴سال ۵۵ دن	۲ ذیقعدہ ۸۰۲ھ ۱۳۹۹ء	۴سال ۵۵ دن			
	اقبال خان	۰	پٹھان	۰		کوشک بہری								
	امیرتیمور	امیرخان	چغتائی	۰	۱۰ شب بست وہفتم شعبان ۸۰۱ھ ۱۳۹۸ء	شہرفیروزآباد	ستر قشون	۸۰۱ھ	۱سال ۱۱ ماہ ۲۰ یوم	شنبہ چہارم شعبان ۸۰۲ھ ۱۳۹۹ء	۱سال ۱۱ ماہ ۲۰ یوم		سمرقند	
۱۶۸	دولت خان	۰	لودہی	۰	۱۶ محرم ۸۱۳ھ ۱۴۱۰ء	کوشک بہری	دہلی	۸۳۹ھ	۱سال ۲ ماہ چند یوم	۱۷ ربیع الاول ۸۱۴ھ ۱۴۱۱ء	۱سال ۲ ماہ چند یوم	۰	۰	خضرخان نے دلی پر فوجکشی کی۔ اور دولت خان کو شوک سنری مین محصور ہوا۔ آخرکار خضرخان کے پاس چلا آیا۔ اور اوس نے فیروزآباد مین قید کردیا۔ اور وہین مرگیا۔
۱۶۹	خضرخان	ملک سلیمان	سید	۰	۱۵ ربیع الاول ۸۱۴ھ ۱۴۱۱ء	کوشک بہری	〃	۸۳۸ھ	۷سال دو ماہ ۲ یوم	۱۷ جمادی الاول ۸۲۱ھ ۱۴۱۸ء	۰	دہلی		اٹاوہ مین بیمار ہوکر دلی مین آیا۔ اور مرگیا۔ اور اوس کا بیٹا تخت پر بیٹھا۔

۱۷۰	منزالدین ابوالفتح مبارک شاہ	خضرخان	سید	.	۷ جمادی الاول ۸۲۴ھ / ۲۱ مئی ۱۴۲۱ء	کوشک سبز	دہلی	۱۴ھ	۳ سال ۱ ماہ ۱۰ یوم	۹ ربیع الاول ۸۳۷ھ / ۱۹ اکتوبر ۱۴۳۳ء	.	دہلی مبارک آباد کوٹلہ	قلعہ مبارک آباد میں جو اس بادشاہ نے دریا کے کنارے پر بنایا تھا سیران صدر۔ اور قاضی عبدالصمد نے اوس بادشاہ کو مار ڈالا۔ اور سرورالملک وزیر کو خبر کی۔ اوس نے صلاح کر کے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
۱۷۱	محمد شاہ ملقب بہ معزالدین	فریدخان	″	″	۹ رجب ۸۴۸ھ / ۳ اکتوبر ۱۴۴۴ء	″	″	۱۹ھ	۱۴ سال چند ماہ	۸۶۹ھ / ۱۴۶۴ء	.	.	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
۱۷۲	سلطان علاءالدین عالم شاہ	محمد شاہ	″	″	۸۴۸ھ / ۱۴۴۵ء	″	″	۴۰ھ	۳۸ سال چند ماہ	۸۷۹ھ / ۱۴۷۴ء	.	.	بادشاہ بدایون میں جا پڑا۔ اور ملک بہلول لودہی دہلی پر قابض ہو کر تخت پر بیٹھا۔
۱۷۳	سلطان بہلول لودہی۔ طبقۂ افغانی	ملک کالا	لودہی	.	۱۷ ربیع الاول ۸۵۵ھ / ۱۹ مئی ۱۴۵۱ء	″	″	۴۰ھ	۳۸ سال ۸ ماہ ۷ یوم	۸۹۴ھ / ۱۴۸۹ء	.	دہلی متصل درگاہ چراغ دہلی۔	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور غانخانان قرئی نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
۱۷۴	سلطان سکندر	سلطان بہلول	″	.	قصبہ جلالی ۸۹۵ھ / ۱۴۸۹ء	دہلی یا بلدۂ آگرہ	۳۰ھ	۳۸ سال نو ماہ	۹ یکشنبہ ۲۳ ذیقعدہ ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء	.	دہلی	اس بادشاہ کے عہد میں ہندوؤں نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا۔ اس سے پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا۔ آخر بیمار ہو کر مر گیا۔
۱۷۵	سلطان ابراہیم	سلطان سکندر	″	.	ذیقعدہ ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء	آگرہ	آگرہ	۳۰ھ	۸ سال چند ماہ	۸ رجب ۹۳۲ھ / ۱۵۲۵ء	.	پانی پت	پانی پت کے میدان میں بابر بادشاہ کی لڑائی میں مارا گیا۔ اخیر مغلوں کے خاندان میں بادشاہت چلی گئی۔
۱۷۶ طبقۂ مغول	ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ غازی	عمر شیخ مرزا	چغتائی	۸۸۹ھ / ۱۴۸۳ء	رجب ۹۳۲ھ / ۱۵۲۵ء	دہلی	″	۳۲ھ	۴ سال ۱۰ ماہ چند یوم	۹ یکشنبہ ۶ جمادی الاول ۹۳۷ھ / ۱۵۳۰ء	۴ سال چند ماہ	کابل	بیمار ہو کر مر گیا۔
۱۷۷	نصیرالدین محمد ہمایوں بادشاہ مرتبۂ اول	بابر بادشاہ	چغتائی	ذیقعدہ ۹۳۷ھ / ۱۵۳۰ء	جمادی الاول ۹۴۷ھ / ستمبر ۱۵۴۰ء	آگرہ	آگرہ بعدہٗ دہلی	۴۲ھ	۱۰ سال ۵ ماہ چند یوم	۱۱ ربیع الاول ۹۶۲ھ / ۹ فروری ۱۵۵۵ء	۹ سال ۴ ماہ	دہلی مقبرۂ ہمایوں	شیر شاہ کی لڑائی میں شکست ہی اور بادشاہ ایران کے پاس چلا گیا۔

۱۷۸	الملقب فریدخان شیرشاہ طبقہ افغانان	حسن	پٹھان سور	رجب ۹۴۸ھ	۹۴۸ھ ۱۵۴۱ء	آگرہ	۱۱ سال ۸ ماہ ۱۵ یوم	۳۱۱	دہلی	۹۴۸ھ ۱۵۴۱ء	۴ ربیع الاول ۹۵۳ھ ۱۵۴۶ء	۴ سال ۱۱ ماہ ۲۵ یوم	سہسرام	کالنجر کے قلعہ کی لڑائی مین بارود سے جلکر مرگیا۔	
۱۷۹	جلال خان الملقب اسلام شاہ	شیرشاہ	پٹھان سور	صفر ۹۵۲ھ	۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء	قلعہ کالنجر	۸ سال ۲ ماہ ۸ یوم	۳۰۶	؍؍	۱۷ ربیع الاول ۹۵۳ھ ۱۵۴۶ء	۲۲ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	۸ سال ۳ ماہ ۱۰ یوم	چنیدیم	بیمار ہوکر مرگیا۔ اور فیروزخان تخت پر بیٹھا۔	•
۱۸۰	فیروزشاہ	اسلامشاہ	پٹھان سور	ربیع الثانی ۹۶۰ھ	۹۶۰ھ ۱۵۵۳ء	دہلی	؍؍	۲۹۹	۳ یوم	۲۶ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	۲۹ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	۳ سال چنیدیم	•	میازخان اس کے ماموں نے مار ڈالا۔ اور آپ تخت پر بیٹھگیا	•
۱۸۱	میازخان الملقب محمد عادلشاہ	نظام خان	پٹھان سور	شعبان ۹۱۱ھ	۹۱۱ھ ۱۵۵۱ء	؍؍	۱۱ ماہ ۷ یوم	۲۹۹	؍؍	۲۹ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	•	•	•	ابراہیم خان بنی عم شیرشاہ سے لڑا کر شکست پائی۔	•
۱۸۲	سلطان ابراہیم	•	پٹھان سور	۹۶۳ھ	۹۶۳ھ	؍؍	۳ ماہ سولیوم	۲۹۸	؍؍	۶ جمادی الاول ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء	•	۹۷۵ھ ۱۵۶۷ء	۲ سال	احمدخان بنی عم شیرشاہ سے لڑکر شکست پائی۔	•
۱۸۳	احمدخان الملقب سکندرشاہ	حسین خان	؍؍	ربیع الاول ۹۱۱ھ	۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء	فرح	۲ ماہ	۲۹۸	؍؍	۲ رجب ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء	•	•	•	ہمایون بادشاہ سے شکست پاکر بھکار کے طرف بھاگ گیا۔	•
۱۸۴	نصیرالدین محمد بابر بادشاہ طبقہ مغول	ہمایون بادشاہ	چغتائی	شنبہ ۹۳۲ھ	۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء	دہلی	۶ ماہ چندیوم	۲۹۸	؍؍	رمضان ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء	۱۲ ربیع الاول ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ء	۹ سال ۸ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیرمنڈل دافع قلعہ کہنہ مین سے اترکے وقت گر پڑا۔ اور کئے دن کے بعد انتقال کیا۔	
۱۸۵	ابوالفتح جلالالدین محمد اکبر بادشاہ	ہمایون بادشاہ	؍؍	یکشنبہ ۹۴۹ھ	۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء	کالنور	آگرہ	۲۹۷	۱۴ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	چہارشنبہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۵ء	۵ رجب ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ء	۴۹ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم	اکبرآباد بمقام بہشت آباد مسکونہ خود	بیمار ہوکر مرگیا۔	
۱۸۶	ابوالمظفر نورالدین جہانگیر بادشاہ	اکبربادشاہ	؍؍	چہارشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۰ھ	۹۷۰ھ ۱۵۶۲ء	آگرہ	؍؍	۲۹۷	۱۷ سال ۱۰ ماہ ۱۳ یوم	پنجشنبہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۵ء	۲۷ صفر ۱۰۳۷ھ ۱۶۲۷ء	۱۷ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم	لاہور	بیمار ہوکر مرگیا۔ آصف خان نے بنظر مصلحت داورنجش کو بادشاہ کردیا۔ اور خفیہ شاہجہان کو بلایا۔	

۱۸۷	میرزا بلاقی الملقب بہ سلطان داور بخش	شہزادہ سلطان خرم ولد جہانگیر بادشاہ	چغتائی	۱۰۰۱ھ ۱۵۹۲ء	ربیع الاول ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء	راجپوری	آگرہ	۲۲۶	۴ ماہ	۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء	۴ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم	آگرہ تاج گنج	جبکہ شاہجہان لاہور میں پہونچا تو آصف خاں نے اس بچارے کو مار ڈالا۔ اور شاہجہان کو تخت پر بٹھایا۔
۱۸۸	شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ	جہانگیر بادشاہ	″	پنجشنبہ ۱۰۰۱ھ ۱۵۹۱ء	پنجشنبہ کیم ربیع الاول ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء	لاہور	آگرہ بعدہٗ شاہجہان آباد	۲۲۶	۴ سال چند ماہ	شب دوشنبہ ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ ۱۶۶۵ء	۴ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم	آگرہ تاج گنج	عالمگیر اوسکو قید کر کے خود تخت پر بیٹھا۔ اور شاہجہان نے سال نہم جلوس عالمگیری میں انتقال کیا۔
۱۸۹	ابو المظفر شاہجہان صاحبقران ثانی اورنگ زیب عالمگیر	شاہجہان	″	شنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ ۱۶۱۹ء	روز جمعہ کیم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ ۱۶۵۷ء	آغرآباد	دہلی	۱۹۱	۳۱ سال ۷ ماہ ۲۷ یوم	روز جمعہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء	۴۹ سال ۷ ماہ ۲۱ یوم	اورنگ آباد خلد آباد	بیمار ہو کر مر گیا۔ محمد معظم منیم خان کی سعی سے دلی کے تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے بھائیوں سے لڑکر فتحیاب ہوا۔
۱۹۰	محمد اعظم شاہ اورنگ زیب عالمگیر	شاہجہان	″	سہ شنبہ ۱۱ شوال ۱۰۶۸ھ ۱۶۵۸ء	غرہ بہمن ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء	لاہور		۱۴۶	۵ سال ۱ ماہ ۲۱ یوم	۲۱ محرم ۱۱۱۹ھ ۱۷۰۷ء	۱۲ سال ۱ ماہ	دہلی قطب صاحب	بمقام موضع جاجو نصان صوبہ اگرہ آباد اپنے بھائی سے لڑکر فتح پائی۔ آخر کو آپ بھی بیمار ہو کر مرگیا۔ اور اوسکی بیٹوں کی بادشاہت پر لڑائی ہوئی۔ اور معز الدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا
						دھندگر				۱۱۱۹ھ ۱۷۰۷ء		مقبرہ ہمایون	
۱۹۱	معز الدین جہاندار شاہ بہادر شاہ عظیم الشان فیض اثار نجستہ اختر	شاہ عالم	″	۱۰ رمضان ۱۱۲۳ھ ۱۷۱۱ء	۱۰ رمضان ۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	شاہجہان آباد و لعبض لاہور بنگالہ شاہجہان آباد شاہجہان آباد		۱۴۰	۱۱ ماہ ۵ یوم	روز جمعہ ۸ محرم ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء	۵ سال ۵ ماہ ۲۹ یوم	دہلی جیوترہ مقبرہ ہمایون	فرخ سیر سے لڑکر پکڑا گیا۔ اور قلعہ دہلی میں مارا گیا۔
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	غیاث الدین بن بہادر شاہ	″	دوشنبہ ۱۰ ربیع الاول ۱۱۲۷ھ ۱۷۱۵ء	آگرہ بعدہٗ شاہجہان آباد			۱۳۹	۶ سال ۳ ماہ ۱۵ یوم	۸ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	۵ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صحن مقبرہ ہمایون	عبد اللہ خان اور حسین علیخان نے زہر دیکر مار ڈالا۔

۱۹۳	محمد ابوالبرکات سلطان رفیع الدرجات		رفیع الشان بن جہاندار شاہ	چغتائی	۵ ماہ ۱۴ یوم	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	دہلی		۳ ماہ ۱۴ یوم	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	۸ ربیع الثانی ۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	بیمار ہو کر مر گیا۔ عبداللہ خان اور حسین علیخان نے رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا۔ اور اکبر ثانی اور حسین علیخان نے تیکو سیر کو تخت پر بٹھایا۔ مگر تیکو سیر پھر آگیا۔
۱۹۴	شمس الدین رفیع الدولہ شاہجہان بادشاہ ثانی		رفیع الشان بن جہاندار شاہ	〃	۵ صفر ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	〃	〃	۳ ماہ ۸ یوم	۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	۱۴ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	بیماری سے مر گیا۔ عبداللہ خان اور حسین علیخان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن حسین علیخان کو بادشاہ نے مروا ڈالا تو عبداللہ خان نے ابراہیم کو تخت پر بٹھایا۔ مگر وہ فلک کہروا۔
	سلطان تیکو سیر							آگرہ						
۱۹۵	روشن اختر ابوالفتح نکوسیر محمد شاہ بادشاہ		خجستہ اختر جہان شاہ بن جہاندار شاہ	〃	۱۲ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	〃	شاہجہان آباد	۱۳ سال ۸ ماہ	۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ء	۱۵ ربیع الثانی ۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ء	۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ء	۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ء	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
	سلطان ابراہیم		رفیع الشان بن جہاندار شاہ											
	نادر شاہ													
۱۹۶	مجاہد الدین ابوالفتح محمد شاہ بہادر بادشاہ		محمد شاہ	〃	۱۲ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	۲ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	پانی پت	〃	۱۴ سال ۳ ماہ ۸ یوم	۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	۸ شوال ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	عماد الملک نے پکڑا۔ اور اندھا کر کے قید کر دیا۔ کہ بعد چند مدت کے بیماری سے مر گیا۔
۱۹۷	عزیز الدین عالمگیر ثانی		معز الدین جہاندار شاہ	〃	۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء	۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء	〃	شاہجہان آباد	۵ سال ۷ ماہ ۲۸ یوم	۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء	۸ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء	۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء	۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء	عماد الملک کے کہنے سے مالجہ ماس خان۔ اور مہدی علی خان نے مار ڈالا۔ اور نجیب الدولہ نے تخت پر بٹھایا۔ اور شاہ عالم نے بنگالہ میں تخت پر جلوس کیا۔ مگر سلطنت شاہ عالم کی قایم رہی۔
	احمد شاہ درانی													

	ابوالمظفر جلال الدین سلطان غازی گوہر شاہ عالم بادشاہ	عالمگیر ثانی	چغتائی	۱۱ ذیقعدہ ۱۱۱۴ھ / ۱۷۱۳ء	۱۴ جمادی الاول ۱۱۵۳ھ / ۱۷۵۹ء	عظیم آباد پٹنہ	دہلی	۹۳	۵۴ سال	۲۱ رمضان ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء	۹ سال ۱۰ ماہ ۲۰ یوم	دہلی قطب صاحب
۱۹۸	محی الملت الملقب شاہجہان ثانی											
	احمد شاہ درانی				۱۱۵۳ھ / ۱۷۵۹ء							
	بیدار بخت	احمد شاہ			۱۲۰۲ھ / ۱۷۸۷ء							
۱۹۹ طبقہ جرمنیہ	شاہ جارج سوم	شاہ جارج معین	جرمن	۰	فتح دہلی ۱۹ ستمبر ۱۸۰۳ء / ۱۲۱۸ھ	لندن	لندن	۴۹	۶۴ سال	۱۲۳۸ھ / ۱۸۲۳ء	۱۸ سال	فلکہ زنا
	ابوالنصر معین الدین اکبر شاہ	شاہ عالم	چغتائی	شب چہار دہ رمضان ۱۱۷۳ھ / ۱۷۶۰ء	روز چہار شنبہ ۷ رمضان ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء	شاہجہان آباد	قلعہ شاہجہان آباد	۴۶	۳۱ سال ۹ ماہ ۲۱ یوم	روز جمعہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء	۲۹ سال ۱۰ ماہ ۲۱ یوم	دہلی قطب صاحب
۲۰۰	شاہ جابیج چہارم	جارج سوم	جرمن	۰	۱۹۲۰ء / ۱۲۶	لندن	لندن	۳۲	۶ سال ۵ ماہ ۱۵ یوم	۱۹۳۰ء / ۱۳۴۸ھ	۰	فلکہ زنا
۲۰۱	شاہ ولیم چہارم	جارج سوم	ہنوور	۰	۱۸۳۰ء / ۱۲۴۶	لندن	لندن	۲۳	۷ سال ۱۱ ماہ ۲۴ یوم	۱۹۳۷ء / ۱۳۵۶	۲ سال	قلعہ قنا
	ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ	اکبر شاہ	چغتائی	۱۹ صفر ۱۲۷۱ھ	۱۲۵۳ / ۱۸۳۷ء	قلعہ شاہجہان آباد	۰	۱۵	تقریباً ۳۱ سال چند ماہ کم و زیاد	۱۲۷۶ھ / ۱۸۶۲ء	۳ سال	رنگون

بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا مگر بعد میں اسے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہو گیا۔ آخر کار جنرل ایک نیا لارڈ انگلسٹن نے کمپنی کو فتح کیا۔ اور سرکار انگریزی کی علداری ہو گئی۔ تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا۔

اگرچہ لنڈن کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہو گئی۔ الا تیمور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت و چتر اور قلعہ شاہجہان آباد کی حکومت قایم رہی۔

چونکہ شاہ ولیم چہارم کو کوئی وارث منکوحہ صحیح سے نہ تھا۔ اسواسطے جب دستور نشستان کے ملکہ وکٹوریہ مالکہ قرار پائی۔ تب یہ بادشاہ سے رکھتی تھیں تخت پر بیٹھیں۔

یہ برائے نام بادشاہ خاندان مغلیہ کا آخری فرمانروا تھا۔ جو ۱۸۵۷ء کے غدر کے باعث گورنمنٹ برٹش نے نظر بند قید کر دیا اور ملکہ وکٹوریہ نے محمد قیصر ہند کا لقب اختیار کیا۔

یہاں پر سلاطین اہل اسلام کے تاجونکے چند نقشے اجمالاً کتاب تاج و نشانہا انتخاب کرکے لکھے جاتے ہین جنمین شاہان دہلی کے علاوہ دیگر ممالک ایران مہرٹہ وغیرہ کے تاجونکے نقشے شاہی و فوجی نشانات معرکے بھی بتلائے جاتے ہین۔

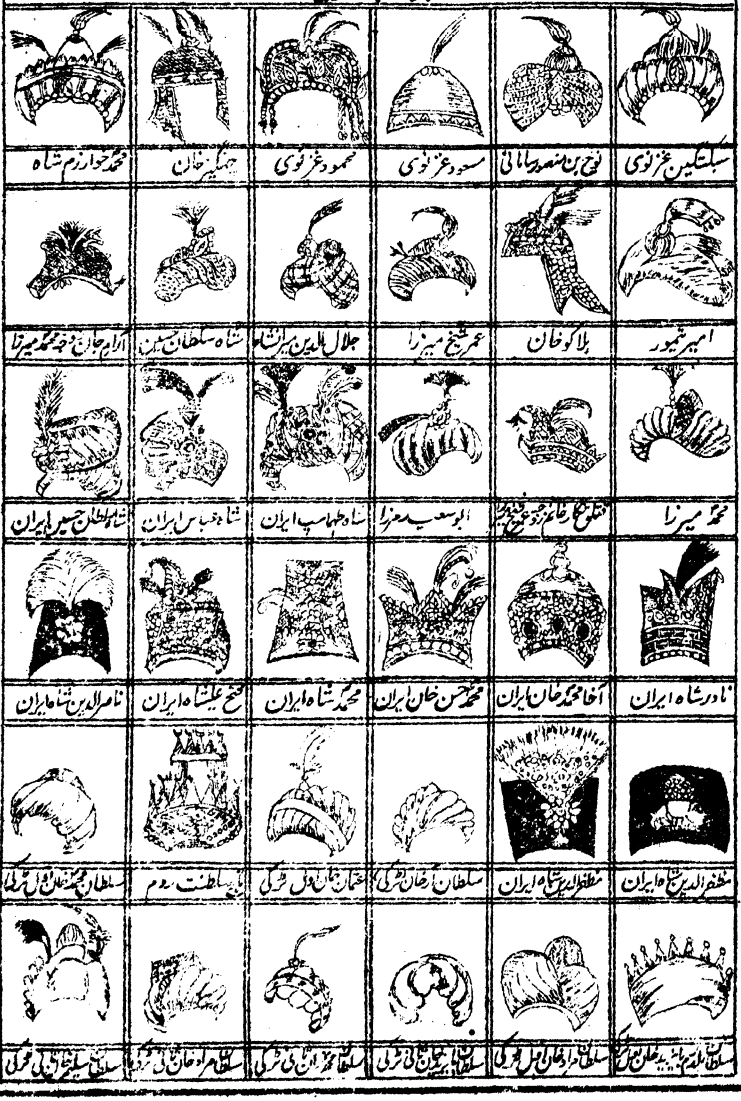

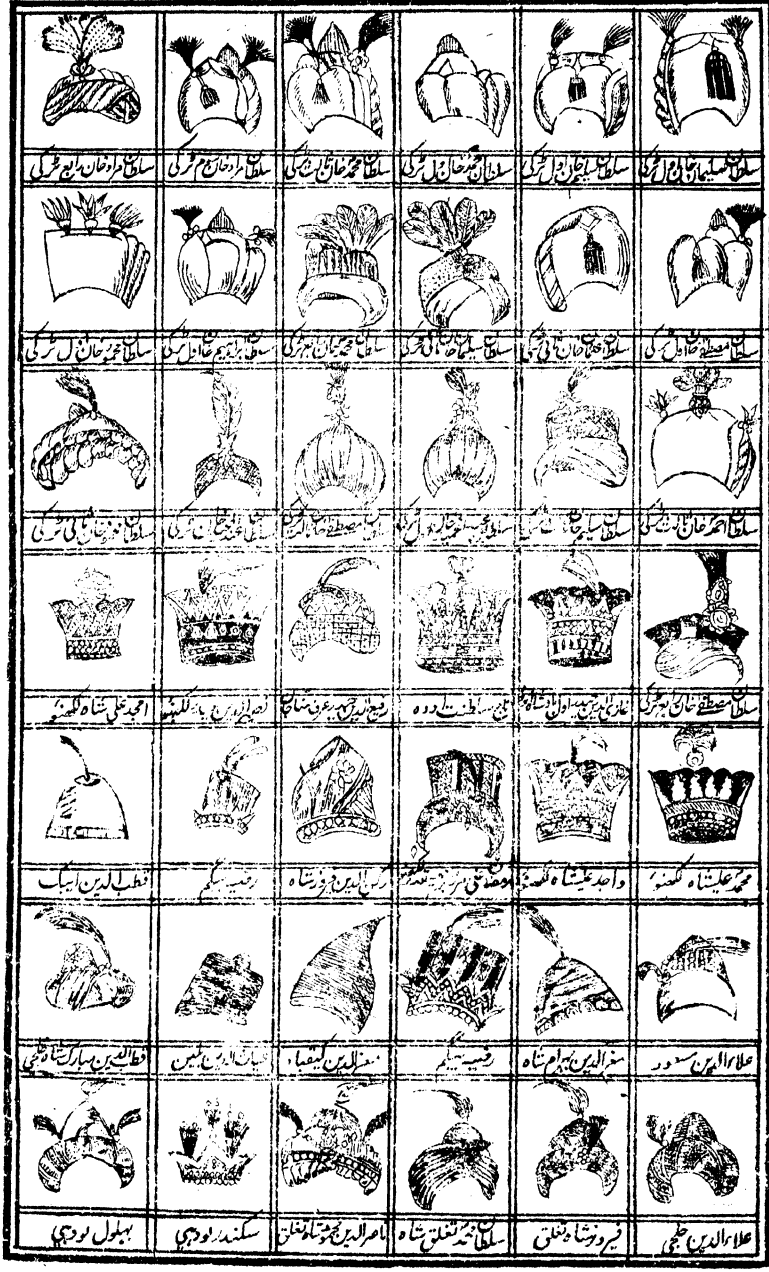
سلطان سلیمان خان اول ترکی
سلطان سلیم خان اول ترکی
سلطان محمد خان اول ترکی
سلطان مراد خان رابع ترکی
سلطان مراد خان خامس ترکی
سلطان مصطفے خان اول ترکی
سلطان احمد خان ثالث ترکی
سلطان محمد خان ثالث ترکی
سلطان محمد خان رابع ترکی
سلطان احمد خان ثالث ترکی
سلطان مصطفے خان ثالث ترکی
سلطان محمود خان اول ترکی
سلطان عبد الحمید خان ثانی ترکی
سلطان محمد خان خامس ترکی
سلطان محمد خان سادس ترکی
سلطان مصطفے خان ثالث ترکی
سلطان محمود خان ثانی ترکی
سلطان عبد المجید خان ترکی
سلطان محمد خان سادس ترکی
سلطان محمد خان سادس ترکی
سلطان مصطفے خان ثالث ترکی
غازی الدین حیدر ثانی اودھ
نصیر الدین حیدر اودھ
محمد علی شاہ اودھ
احمد علی شاہ اودھ
محمد علیشاہ اودھ
واجد علیشاہ اودھ
معز الدین فرخ شاہ
رفیع الدولہ شاہجہان
رفیع الدرجات
قطب الدین ایبک
علاء الدین مسعود
معز الدین بہرام شاہ
رضیہ سلطانہ
معز الدین کیقباد
ناصر الدین محمود شاہ
غیاث الدین بلبن
فخر الدین مبارک شاہ خلجی
علاء الدین خلجی
قیروز شاہ تغلق
سلطان محمد تغلق شاہ
ناصر الدین محمود شاہ تغلق
سکندر لودھی
بہلول لودھی

سکندر شاہ سور
محمد شاہ عدلی
شیر شاہ
شیر شاہ
سلیم شاہ
سلیم شاہ
نصیر الدین محمد ہمایوں
ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
نور الدین جہانگیر بادشاہ
نور الدین جہانگیر بادشاہ
شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ
نور الدین ثانی جہانگیر بادشاہ
ایضاً
محمد معظم ملقب بہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ
معز الدین جہاندار شاہ
ایضاً
جلال الدین فرخ سیر
جلال الدین فرخ سیر
شہاب الدین محمد شاہ
شہاب الدین عالمگیر ثانی
روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ
جہاد الدین احمد شاہ
محی الملتہ
عزیز الدین عالمگیر ثانی
عالی گوہر شاہ عالم
عالی گوہر شاہ عالم
معین الدین اکبر ثانی
بہادر شاہ
سراج الدین ابو النصر محمد بہادر شاہ
معین الدین اکبر ثانی
محمد سلطان شہزادہ
مراد بخش شہزادہ
دارا شکوہ شہزادہ
شہزادہ سلطان داراشکوہ
شہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر بادشاہ غازی
مراد شاہ
ظہیر الدین محمد سلطان ابو سعید
شہزادہ محمد دارا بخت طفل
شہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر بادشاہ غازی

ایہاں بعض سلاطین مشاہیر ایران کے سکوں کا اشعار جو انہوں نے اپنے زمانہ حکمرانی میں سکوں پر کندہ کرائے تھے نمونتاً ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کئے جاتے ہیں اور اسکے بعد سکوں کے تصویر درج کئے جائینگے

سکہ پر زر کرد نام سلطنت را دہ جہان	سکۂ نادر شاہ	نادر ایران زمین گیرد گیتی ستان
ہست سلطان بر سلاطین جہان	〃	شاہ شاہان نادر صاحب قران۔
نگین دولت دین چونکہ رفتہ بود از جا	〃	بنام نادر ایران قرار داد خدا

خادم شاه نجف ریبندهٔ تاج و نگین — سکهٔ نادرشاه — بادشاه داد گستر نادر ایران زمین
نادرم در ملک ایران قادیم بر بهر دیار — 〃 — لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار
سکه زد بر سیم و زر از فضل رب العالمین — 〃 — بادشاه هفت کشور نادر ایران زمین
بر عرش برین فگنده سند — سکهٔ محمد شاه قاچار اشرفی — شاهنشهٔ انبیا محمد
سکه زد بر هفت کشور چتر زد بر مهر و ماه — 〃 — ناصر دین محمد ناصر الدین بادشاه
رائے او سکهٔ اصابت زد — رباعے — گشت نقد جهان تمام عیار
حزم او خطبهٔ عدالت خواند — سکه نامعلوم — شد ترازوئے ملک او تیار
خورشید که هفت بحر از و گوهر یافت — رباعے — سنگ سیه از پرتو آن جوهر یافت
کان از نظر تربیت او زر یافت — سکهٔ شهنشاه اکبر — وان زر شرف از سکهٔ شه اکبر یافت
این سکه که پیرایهٔ امید بود — 〃 — یا نقش دوام و نام جاوید بود
سیمائے سعادتش همین بس که بهر — یک ذره نظر کرده خورشید بود
این نقد روان گنج شاهنشاهی — 〃 — با کوکب اقبال کند همراهی
خورشید به پرورش ازان برج که بهر — یابد شرف از سکهٔ شاهنشاهی
این سکه دست بخت را زیور باد — 〃 — پیرایهٔ نه سپهر هفت اختر باد
زرین نقدی ست کاراز و چون زر باد — در دهر روان بنام شاه اکبر باد
بخط نور بر زر کلک تقدیر — سکهٔ نورالدین جهانگیر — رقم زد شاه نورالدین جهانگیر
شد چو خور زرین سکهٔ نورانی جهان — 〃 — آفتاب مملکت تاریخ آن شد
روے زر را ساخت نورانی برنگ مهر و ماه — 〃 — شاه نورالدین جهانگیر ابن اکبر بادشاه
بدهر باد روان تا فلک بود در دور — 〃 — بنام شاه جهانگیر سکهٔ لاهور
شهنشاه اکبر جهانگیر شاه — 〃 — زر و نور داد احمد آباد را
بحکم شاه جهانگیر یافت صد زیور — سکهٔ نورجهان بیگم — بنام نورجهان بادشاه بیگم زر

سکہ بر مہرے دو صد زد از لطف الٰہ — سکہ شاہجہان بادشاہ — ثانی صاحبقران شاہ جہان دین پناہ
از صدق ابوبکرؓ شد ایمان انور — " — اسلام قوی دست شد از دست عمرؓ
دین تازہ شد از شرم و حیائے عثمانؓ — — از علم علیؓ یافت ولایت زیور
سکہ زد در جہان چو بدر منیر — سکہ اورنگ زیب عالمگیر — شاہ اورنگ زیب عالمگیر
سکہ زد در جہان بفضل الٰہ — سکہ شاہ عالم بہادر شاہ — شاہ ہندوستان بہادر شاہ
در دکن زد سکہ بر خورشید و ماہ — سکہ کام بخش — بادشاہ کام بخش دین پناہ
بزد سکہ در دہر چون مہر و ماہ — سکہ جہاندار شاہ — ابوالفتح غازی جہاندار شاہ
سکہ زد از فضل حق بر سیم و زر — سکہ فرخ سیر — بادشاہ بحر و بر فرخ سیر
زد سکہ بہند با ہزاران برکات — سکہ رفیع الدرجات — شاہنشہ بحر و بر رفیع الدرجات
سکہ زد در ہند از فضل الٰہ — سکہ بیدار شاہ — حامی دین نبی بیدار شاہ
سکہ زد بر ہفت کشور سایۂ فضل الٰہ — سکہ عالمگیر ثانی شاہ عالم ثانی — حامی دین محمدؐ شاہ عالم بادشاہ
حامی دین محمدؐ سایۂ فضل الٰہ — " — سکہ زد در ہفت کشور شاہ عالم بادشاہ
سکہ مبارک صاحبقران ثانی ۔ ثر — سکہ معین الدین اکبر ثانی — محمد اکبر نسل چنگیز خانی ثر
بسیم و زر زدہ شد سکہ بفضل الٰہ — سکہ محمد ابوظفر بہادر شاہ — سراج دین ابوظفر شہ بہادر شاہ
بزر زدہ سکۂ نصرت طراز می ثر — " — سراج الدین بہادر شاہ غازی
بزر زد سکہ صاحب قرانی ۔ — " — سراج الدین بہادر شاہ ثانی
چلے نہ اشرفی آفتاب عالم مین ۔ — " — خط شعاع سے او سپر جو یہ نہو تحریر
ابوظفر شہ والا گہر بہادر شاہ — — سراج دین نبی سایۂ خدائے قدیر
جہان مسخر و عالم مطیع خلق مطاع — — فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر
سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب ذوالمنن — سکہ غازی الدین حیدر لکھنؤ — غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن
بدہر سکۂ ثانی زدہ ز لطف الٰہ — سکہ نصیر الدین حیدر — سپہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاہ ثر

سکهٔ زد بر سیم و زر از فضل حق ظل الـ	سکهٔ نصیر الدین حیدر	نائب مهدی نصیر الدین حیدر بادشاه
بگیتی سکه زد چون مهر انور	〃	شه عالم نصیر الدین حیدر
سکهٔ زد بر سیم و زر تابنده مثل مهر و ماه	〃	ظل سبحانی نصیر الدین حیدر بادشاه
بدهر سکهٔ شاهی زده ز لطف الـ	〃	سپهر مرتبه شاه جهان سلیمان جاه
بجود و کرم سکهٔ زد در جهان	سکهٔ محمد علی شاه	محمد علی بادشاه زمان
در جهان زد سکهٔ شاهی بتائید الله	سکهٔ امجد علی شاه	ظل حق امجد علی شاه زمن عالم پناه
سکه زد اندر جهان چون ماه بدر	سکهٔ مرزا رمضان علی جهیس علی	شاه رمضان علی بر جیس قدر
بزد سکه زر دهر چون مهر بدر	〃	ابو الحرب قاآن بر جیس قدر
سکه زد از فضل حق بر اشرفی مهر بدر	〃	اختر سلطان عالم میرزا بر جیس قدر
سکهٔ زد بر سیم و زر چون مهر بدر	〃	نیر دین میرزا بر جیس قدر -
زر و سیم را سکهٔ زد تخت سنگهه	سکهٔ مهاراجه تخت سنگهه دالی مانگرواڑ	بعهد کوئین شاه هند و فرنگ
زد بعهد کوئین چو سکه بخت	سکهٔ مهاراجه جسونت سنگهه	گشت جسونت سنگهه وارث تخت
سکهٔ زن بر سیم و زر از اوج ماهی تا ماه	سکهٔ احمد شاه درانی	حکم شد از قادر بیچون احمد بادشاه
چرخ می آرد طلا و نقره از خورشید و ماه	سکهٔ تیمور شاه بن درانی	تا زند بر چهره نقش سکهٔ تیمور شاه -
جمال دولت پاینده قسمت ازلی است	سکهٔ شیر علی خان دالی کابل	ز بعد دوست محمد امیر شیر علی ست
سکهٔ زد در جهان بآسانی	سکهٔ ٹیپو سلطان فتح علی خانه	شاه ٹیپو سکندر ثانی - شر
سکهٔ زد بر سعت کشور خاور و باختر شاه	سکهٔ احمد الله شاه عرف نقاره شاه باغی ۱۸۵۷ء صوبه	حامی دین محمد احمد الله بادشاه
	سکهٔ حیدر علی خان والی	

دین همه زر جهان از فتح حیدر روشن است

ذیل مین چند چیدہ و منتخب سکون کے نقشے جو اکثر خصوصاً بادشاہان اہل اسلام دہلی و بعض عموماً سلاطین و خلفاء ماسلف سے تعلق رکھتے ہین) درج کیے جاتے ہین۔

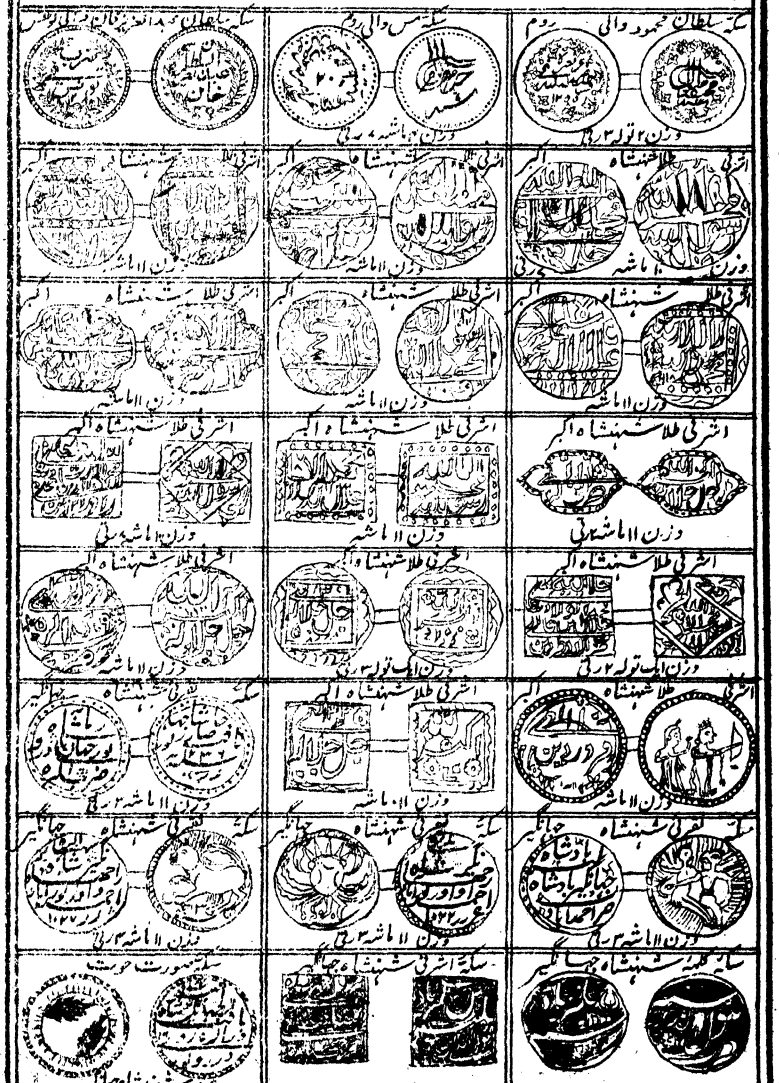

سکہ شمس شاہ شاہجہان ثانی

وزن ۱۱ ماشہ

سکہ شاہجہان ثانی
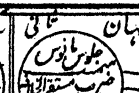
وزن ۱۱ ماشہ

سکہ شمس عالمگیر شاہ عالم ثانی
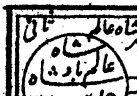
وزن ۶ ماشہ یک

سکہ واجد علی شاہ

وزن ۲ گرام ۱/۲ سکہ ڈبل

سکہ نقرہ اکبر ثانی

وزن ۱۱ ماشہ

سکہ واجد علی شاہ

وزن ۲ گرام ۱/۲ سکہ ڈبل

سکہ شمس شاہجہان ثانی بیگم
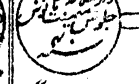
وزن ۱۰ تولہ ۶ ماشہ

سکہ شمس جاورہ
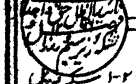
وزن ایک تولہ ایک ماشہ

سکہ نقرہ مکرر عہد سیاجی راؤ گیکواڑ

سکہ شمس فرخ سیر عہد محمد شاہ

سکہ شمس جشن کوٹ (اودے پور)

وزن ۲ ماشہ ۵ رتی

سکہ شمس عہد المعتصم باللہ خلیفہ بغداد

وزن ایک تولہ ۱۱ ماشہ

سکہ شمس عہد واثق باللہ خلیفہ بغداد

وزن ۱۰ ماشہ

سکہ نقرہ سلطان مظفر بادشاہ گجرات

وزن ۱۰ ماشہ

سکہ مسی سلطان محمود بحری

وزن ۱۰ ماشہ ۶ رتی

سکہ نقرہ سلطان غیاث الدین خلجی

سکہ نقرہ سلطان محمود خلجی مانڈو
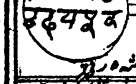

سکہ مسی سلطان محمود خلجی شاہ مانڈو

وزن ۹ ماشہ

سکہ نقرہ ناصر الدین شاہ ایران

وزن یک ماشہ

سکہ مسی سلطان عبدالعزیز خان والی مصر
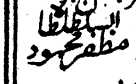
وزن ۲ تولہ ایک سکہ

سکہ مسی سلطان صلاح الدین
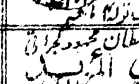

سکہ مسی ملقب بامیر المومنین
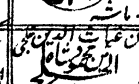

سکہ مسی المامون

سکہ مسی سلطان سعید الدین سلطان تبریز
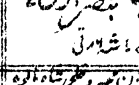

سکہ مسی زنجبار
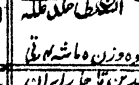

سکہ قدیم نقرئی امیر عبدالرحمن خان والی کابل

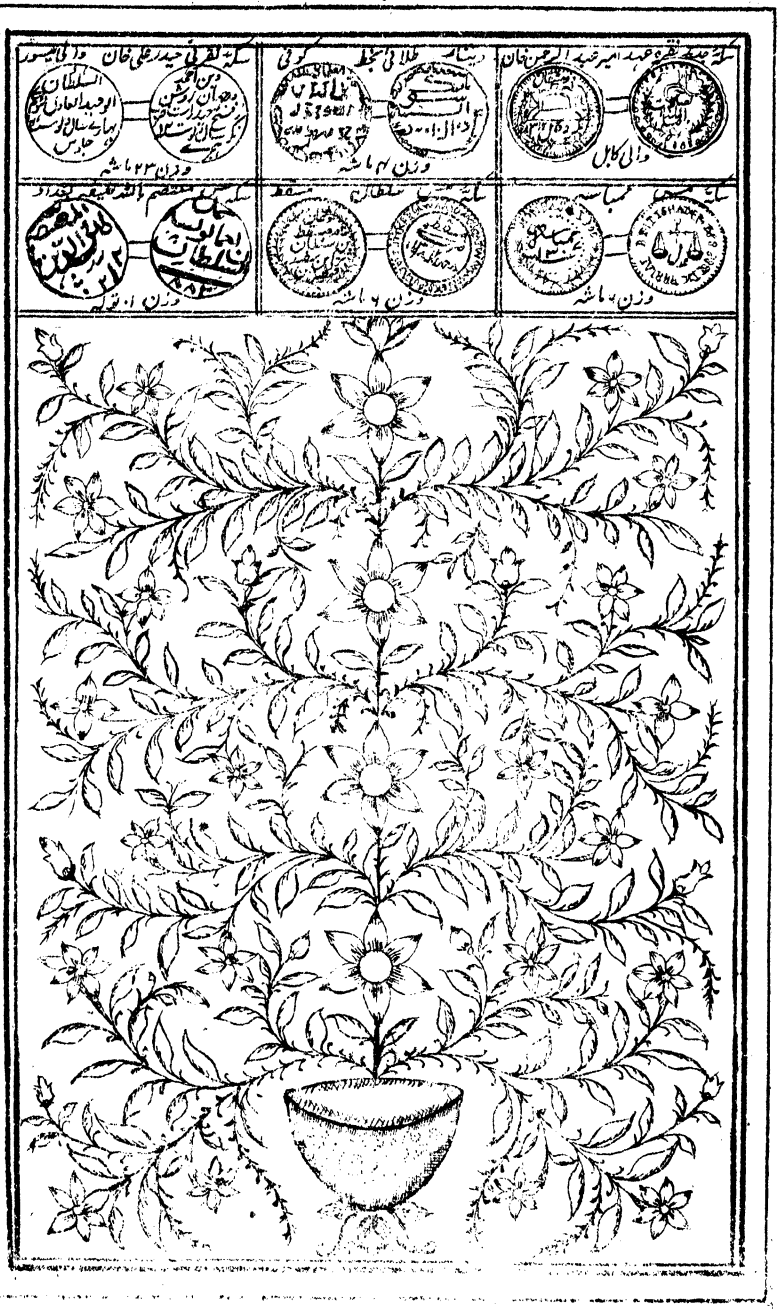
سکهٔ صفدر علی خان ولی میسور
وزن ۲۳ ماشه
دینار طلائی بخط کوفی
وزن ۴ ماشه
سکهٔ میر عبدالرحمن خان
والی کابل
وزن ۶ ماشه
سکهٔ سلطان
وزن ۶ ماشه
سکهٔ مسباسه
وزن ۶ ماشه
سکهٔ المعتصم بالله
وزن ۱۰ ماشه

گل خنم

عہد صلیبیہ

دنیا کی تواریخ مین خوش اقبالی کی کوئی ایسی عجیب وغریب مثال موجود نہین ہے جیسی کہ انگلستان کی کہ تاجرون کی کمپنی نے ہندوستان مین ایک عظیم الشان سلطنت جمالی۔ اور یہہ کیا کچھہ کم حیرت انگیز امر ہے کہ ایک ملک دوسرے ملک سے ہزارہا کوسون کے فاصلہ پر ہے۔ ایک یورپ مین ہے تو دوسرا ایشیا مین۔ اور دونون کے نسل و مذہب مین بھی زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ انگلینڈ و ہندوستان کے درمیان بحر اٹلانٹک و بحر ہند کے ہزارون میل حائل ہے۔

ہندوستان کی دولت کی شہرت یورپ مین ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ یہان کا اسباب تجارت زمانۂ قدیم سے یورپ مین بڑی قدر کے ساتھہ دیکھا جاتا تھا۔ اٹھارہ سو برس تک ٹولمی کے زمانہ سے سکندریہ شرقی تجارت کا بڑا مقام تھا۔ روم کے بادشاہون نے ریڈسی کی تجارت کو اپنے قبضہ مین کرنیکی بڑی کوشش کی تھی۔ آٹھوین و نوین صدی مین قسطنطنیہ یورپ کی تجارت کی بڑی جگہہ تھی پھر وینس اور جینوا مین ایشیا سے بہت سامال جاتا تھا۔ یہانتک کہ پندرھوین صدی مین وینس مین کل تجارت ایشیا کی جمع ہوتی تھی سکندر اعظم کے وقت مین ہندوستان کی دولت وعظمت کے نسبت یورپ کے لوگون کے خیالات عجیب وغریب تھے۔ وہان کے شاعر اس ملک کو سونے اور ہیرے سے بھرا ہوا کہتے تھے۔ اور یورپ کی وہ قومین جو بحیرۂ روم کے ساحل پر آباد تھین ہندمین تجارت کے لئے آیا کرتی تھین۔ مگر اہل اسلام کے تسلط نے اس آمد و رفت کو مسدود کردیا۔ اور اس زمانہ کے

آخر مین یہہ حال رہگیا کہ ہندوستان کی عمدہ پیداوار کو اہل عرب تری کی راہ سے بحر قلزم مین جہاز ونہین لاد کر اور خشکی مین ایران کی راہ سے کاروان اسباب تجارت لیجاکر شام اور مصر کی بندگاہون مین پہونچاتے تھے۔ پندرہوین صدی کے آخر تک یورپ کی کسی قوم نے یہان آنیکا قصد نہین کیا۔ ۱۴۹۲ء مین جب کولمبس نے ہندوستان کو اٹلانٹک کے پار جاکر دریافت کرنیکا ارادہ کیا تو وہ بجاے ہندوستان پہونچنے کے امریکہ پہونچ گیا۔ اور کیپ گڈہوپ بھی اسی زمانہ مین دریافت ہوگیا جس کے سبب سے بحری تجارت کے لئے ایشیا کے ساتھہ میدان فراخ ہوگیا۔ چنانچہ ۱۴۹۷ء مین واسکوڈی گاما لسبن سے جہاز پر سوار ہوکر کیپ گڈہوپ کے راستہ کالی کٹ پر لنگر ڈالا۔ گو عرب کے لوگون نے جنکے ہاتھہ مین اوسوقت سمندری تجارت تھی۔ اوسکا مقابلہ کیا۔ مگر ملیبار کے راجہ (زامورن) نے اوسپر بڑی عنایت کی۔ اور پرتگال کے بادشاہ کو لکھا کہ واسکوڈی گاما کے آنے سے بڑی خوشی ہوی۔ پس آیندہ آپ ہم سے سلسلۂ تجارت قایم کیجی۔ جس سے پرتگال والون کے دل مین بڑے بڑے خیالات پیدا ہوئے۔ اور ۱۵۰۰ء مین اونہون نے ۱۳ جہاز اور بارہ سو سپاہی اس ہدایت سے بھیجے کہ مذہب عیسوی کو پھیلائین اور اگر ضرورت ہو تو تلوار کو کام مین لائین۔ اس اثنار مین جب پوپ الگزنڈر نے پرتگال اور اسپین کے درمیان نامعلوم غیر عیسائی دنیا کو تقسیم کیا۔ تو اہل پرتگال کو ہند عطا کیا اب سب سے پہلے پرتگال کے دلیسرا ے فرانسیس آف المیڈا نے ۱۵۰۵ء سے ۱۵۰۹ء تک کالیکٹ اور کوچین مین بڑے بڑے کوٹہیان قایم کین ملنکا اور مالدیو جزایر پر قبضہ کیا۔ اور گوا* کو دارالسلطنت مقرر کیا۔ سیام و بحر ہند کے جزائر کا بھی مالک ہوگیا۔ آخر سولہوین صدی مین اٹلی کے شہرون مین

* گوا بیجاپور کے بادشاہ سے پرتگیزون نے ۱۵۱۰ء مین چھینا تھا۔ ۱۶۱۰ء مین ڈچون نے اسپر قبضہ کرنیکی کوشش کی۔ ۱۶۳۹ء مین مراٹھون نے اسپر حملہ کیا۔ ۱۶۷۰ء مین شیواجی نے اسکو لوٹا۔ ۱۶۷۴ء مین سنبھاجی نے اسکو لوٹا۔ ۱۶۸۳

ونیس اور جنوا کے شہرون سے تجارت بالکل چھین کر اہل پرتگال کے اجارہ مین آگئی مگر یہہ اجارہ اہل پرتگال کے پاس بہت دنون تک نہین رہا۔ کیونکہ ۱۵۸۰ء مین اہل ہالینڈ نے اہل پرتگال کو پامال کردیا۔ اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ جب فلپ دوم کے زیر فرمان پرتگال اور اسپین کا الحاق ہوگیا۔ اور چند روز کے بعد ان دونون متحدہ سلطنتون مین بغاوت پھوٹی تو فلپ دوم نے لزبن کے بندرگاہ اہل ڈچ کے واسطے بند کردئے ورنہ قبل ازین یہ صورت تھی کہ اہل پرتگال ہندوستان کے اشیاء لزبن لاتے اور وہان سے ڈچ خرید کر کے اور ممالک مین لیجاتے۔ اب مجبوراً اہل ڈچ کو خود جاکر تجارتی اشیا ہندوستان سے لانیکی ضرورت پڑی چنانچہ ۱۶۰۲ء مین اہل ڈچ نے باہم متفق ہوکر ایک کمپنی موسوم بہ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی قایم کی۔ اور ۱۶۰۳ء و ۱۶۰۲ء مین بڑے بڑے پرتگیزی بستیون پر قابض ہوگئے۔ اور پچاس برس کے عرصہ مین اہل ڈچ کی کوٹھیان ہندوستان۔ لنکا۔ سماٹرا۔ ریڈسی۔ خلیج فارس۔ ملاکا وغیرہ مین قایم ہوگئین۔ جزیرۂ جاوا مین انہون نے ایک شہر بیٹویا کی بنیاد ڈالی۔ اور آسٹریلیا کو دریافت کیا۔ ہرکہ مین نیو امسٹرڈم کے نام سے ایک جگہ (جو اب نیویارک کہلاتی ہے) بنائی۔ الحاصل سترھوین صدی مین ڈچ لوگ تمام دنیا کی سمندری تجارت کرنیوالے قومون مین اول درجہ پر ہوگئے۔ اور آخر پرتگیزون* کو بالکل نکالدیا۔ انگلستان کے لوگ ہمیشہ سے ہندوستان کی طرف ٹکٹکہ لگائے ہوے بیٹھے تھے۔ مگر ۱۵۹۹ء سے پہلے وہان کا کوئی شخص ہندوستان نہین پہونچ سکا۔ اسی سال طامس اسٹیفن ہندوستان مین آیا۔ اور جب انگلستان واپس گیا تو ہندوستان کی تعریف بہت کچھہ اپنے ہم جنسون کے روبرو بیان کی۔ جس سے انگلستان کے لوگون کو

* پرتگیزون مین تجارت کا مادہ بالکل نہ تھا۔ اور یہان کے لوگون کے ساتھہ اونہون نے بڑی بیرحمی کی مرد البوکرک نے ہندو اور مسلمانونسے ایسا سلوک رکھا تھا۔ ورنہ اوس کے جسقدر جانشین آئے وہ سب ظالم و جابر و بیرحم تھے۔ چنانچہ پرتگیز رفتہ رفتہ ۱۶۳۸ء مین ہندوستان سے نکل گئے ۱۲ مولف۔

ہندوستان کے ساتھہ تجارت کرنیکا بڑا شوق پیدا ہوا - پھر ۱۵۸۳ء مین تین انگریز رلیف[1] فوج - جیمس[2] نیوبیری - اور لیڈس[3] ہندوستان مین آئے - مگر پرتگیزون نے اونکو قید کرلیا - آخرکار نیوبیری تو گوا مین دوکان کرنے لگا - لیڈس بادشاہ دہلی کا نوکر ہوگیا - اور فج انگلستان کو واپس گیا - ۱۵۹۹ء مین ڈچ لوگون نے سیاہ مرچ کی قیمت تین شلنگ فی پونڈ سے چھہ شلنگ اور آٹھہ شلنگ کردی - اس پر لنڈن کے سوداگرون نے ایک جلسہ کرکے ہندوستان کے ساتھہ سیدھی تجارت کرنیکا ارادہ کیا - اس اثنار مین ملکۂ ایلزبتھہ نے ہالینڈ کی ری پبلک (سلطنت جمہوری) کی آزادی کو تسلیم کیا - اور اسپین کے ساتھہ جنگ کو اختیار کیا تو دونون ملکون کی بحری فوجین متفق ہوکر پرتگال کی ایشیائی دارالاقامتون کے طرف جو اسپین کے بادشاہ کے قبضے مین تھین روانہ ہوئین - چنانچہ ۳۱ دسمبر ۱۶۰۰ء کو ایسٹ[4] انڈیا کمپنی جسکا پورا نام دی گورنر اینڈ کمپنی آف مرچنٹس آف لنڈن ٹریڈنگ ٹو دی ایسٹ انڈیز رہتا ہے) قایم ہوی - اور ملکۂ ایلزبتھہ نے ہالینڈ کے اتحاد کی باعث کمپنی مذکور کو چارٹر (فرمان) دیا جس سے مشرق کے طرف انگریزون کی تجارت شروع ہوئی -

اسی زمانہ مین اہل اسپین کے اجارہ تجارت کے برخلاف قوم ڈچ نے یہ اعلان کیا کہ یورپ کے ساری قومون کو ایشیا کے ساتھہ تجارت کرنیکا حق بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے حاصل ہے -

سولھوین صدی کے آخر مین اہل اسپین یہ دعوی کرتے تھے کہ ایسٹ انڈیا سب ہماری سلطنت کا ایک حصہ ہے - اور اسمین ہم بھی کو تجارت کرنیکا حق ہے - چنانچہ ۱۶۰۶ء مین اہل ہالنڈ کو اہل اسپین نے دھمکایا کہ خبردار کبھی ایسٹ انڈیا مین تجارت کرنیکے طرف رخ نہ کرنا - مگر پھر اہل اسپین ایشیا

[1] اس کمپنی کا سرمایہ پہلے ستر ہزار پونڈ تھا پھر چار لاکھہ پونڈ ہوگیا - اور ایک سو پچیس[125] حصہ دار تھے اس کے بعد اور اور کمپنیان اسکے خلاف پیدا ہوئین - مگر آخر کو اسی کمپنی مین سب مل گئین - اور اس کمپنی نے ۱۶۰۰ء اور ۱۶۱۲ء کے درمیان بارہ سفر ہندوستان کے کئے - اور انمین سو فیصدی کا منافع اوسکے حصہ دارون کو ہوا - ۱۲ مولف

اور یورپ مین اپنے سرکش اور باغی اضلاع کے ساتھ لڑائیون مین ایسے مصروف ہوے کہ بحر ہند کے سواحل پر پرتگیزون کی قدیمی سلطنت کا زوال بہت جلد آگیا - اور آخر اہل اسپین کو قوم ڈچ کی آزادی کو تسلیم کرنا پڑا - اگرچہ قوم ڈچ نے اہل اسپین کے خلاف مین تجارت کی آزادی کا اعلان کر دیا تھا - مگر انکی پالیسی یہ تھی کہ وہ تجارت کا اجارہ اپنے ہی ہاتھ مین رکھنا چاہتے تھے - گو پرتگال نے ۱۶۴۰ء مین اپنے تئین آزاد کیا - اور اپنے پہلے منصب (جو اوسکو مشرق مین حاصل تھا) پہونچنے کے لئے تھوڑی بہت کوشش بھی کی مگر اوسکو ایک ایسے عہدنامہ پر مجبوراً دستخط کرنا پڑا کہ جسکی رو سے اوسکے پاس گوا اور ہند کے مغربی کنارے کے بعض چھوٹے چھوٹے بندرگاہ رہگئے - اور مونسٹر کے صلحنامہ کے مطابق اہل ہالینڈ کے قبضہ مین وہ سارا ملک رہا جو اوس نے فتح کیا تھا - اب اہل ہالینڈ نے یہ ظاہر کیا کہ تمام بحیرون اور جزیرون مین یورپ کے اور قوتون پر اونکی قوت غالب ہے - واقعی انگلش اوسوقت بہ نسبت ڈچ کے ضعیف تھی - جب ڈچ نے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ ایسٹ انڈیا کی تمام تجارت سے انگریزون کو بالکل خارج رکھین تو دونون مین لڑائی جھگڑے شروع ہوئے - چنانچہ سترہوین صدی کی تاریخ انہین دونونکی لڑائیون سے بھری پڑی ہے -

ایسٹ انڈیا کا لفظ اوس زمانہ کے اصطلاحات کے موافق ہند ہی سے مخصوص نہ تھا - بلکہ خلیج بنگال کی شرقی سمت کے ممالک معہ ابنا ہائے ملاکا اور جاوا - اور کل سپائس آئلینڈس اور آگے شرقی جانب مین جاوا - اور بحر چین جیسے سیلی بس اور مولک کا کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا - اور اول نصف سترہوین صدی مین سپائس آئلینڈس کے ساتھ تجارت بڑی وقعت اور منفعت رکھتی تھی - پرتگال اور اسپین کے شخصی سلطنتون کے بحری محقق جو اول آئے - اونہون نے اپنے بادشاہون کے نام سے زمین پر قبضہ کرنیکا اور جہاز رانی کے استحقاق کا دعوی کیا - اور بادشاہون نے بھی اونکے فتح رہنما کو اپنی سلطنتون کا نکملا اور اضافہ جانا - ڈچ کی ری پبلک (سلطنت جمہوری) اور ایسٹ انڈیا کمپنی مین

تعلقات نہایت قریب تھے - اگرچہ انمین ظاہری حسب ضابطہ تمیز کیجاتی تھی - لیکن اس کے خلاف انگریزون نے ابتداہی سے جونظام اختیار کیا - اوسکو اٹھارہوین صدی کے آخرتک برقرار رکھا - اور اس نظام کے موافق اسٹیٹ غالب شریک ہونیکا منصب رکھتی تھی - مگر اپنے ذمہ کسی قسم کی جوابدہی نہین لیتی تھی - اور خفیف سی جوابدہی رکھتی تھی - اور کبھی کبھی کسی موقع پر مداخلت اسلئے کرتی تھی کہ کمپنی کی منفعت کا ایک شاہی حصّہ لے لیتی تھی - اور کمپنی کو نیا چارٹر (سند شاہی) اوسوقت تک نہ دیتی تھی کہ جبتک اوس سے بہت سی پیشکش وصول نہ کرلیتی - البتہ جب کبھی قومی اغراض یا اغراض ملکی و تجارتی آپڑتے تو اوسکی امداد بھی کرتی تھی - اور کمپنی خود اپنے قیمتی اجارۂ تجارت سے مسلح رہتی تھی - اور اپنے ہی مخازن سے کام چلایا کرتی تھی - اور بہ نسبت اسٹیٹ کی امداد کے زیادہ تر اپنی دولت و طاقت پر اعتماد رکھتی تھی - چنانچہ وہ یورپ کی پہرنیوالی قومون سے سولہوین صدی سے اٹھارہوین صدی تک بڑے بڑے لڑائیان لڑی - جسکی قدر و منزلت یہ قانونی زمانہ کچھ نہین کرتا - اگر ہند مین یا خلیج فارس مین انگریزی تاجر اس بات پر مجبور رہتے کہ پرتگیز و فرانسیس و پرتگیزون سے جداونکے لڑائی جھگڑے ہوتے تھے اونکے علاج کے لئے انگلینڈ سے رجوع کرین تو بہت جلد اونکی بیخ کنی ہوجاتی - اور اسی لئے انہون نے یہ کام نہین کیا - اور اسٹیٹ کے آگے مصیبت کے وقت کبھی ہاتھ نہ پھیلایا - بلکہ خود اپنے ہی ہتیار آپ سنبھالے - اور بڑی بڑی لڑائیان لڑے ۱۶۰۸ء مین کپتان ہوکنس - سورت سے بادشاہ دہلی (شہنشاہ جہانگیر) کے دربار مین سفیر ہوکر آیا - اور شہنشاہ نے اوسکی بہت کچھ خاطر و مدارات کی - اور ۱۶۰۹ء مین انگریزون کو عدن مین تجارت کرنیکی آزادی دیگئی - بعد ازان ۱۶۱۵ء مین جیمس اول (شاہ انگلنڈ) نے سر طامس رو کو سفیر بناکر شہنشاہ جہانگیر کے دربار مین بھیجا - جسکو صرف مختلف تجارتی حقوق ہی حاصل نہ ہوے - بلکہ شہنشاہ مغلیہ کے دربار مین بطور سفیر کے رہنے کی اجازت بھی مل گئی - اور اسی سال انگریزون نے سورت مین اپنی کوٹھی بنائی - اور گہاکرا - احمد آباد کیمبے - اجمیر مین اوسکی شاخین مقرر کین - پھر ۱۶۲۳ء مین اگرہ

اور پٹنہ مین بھی کوٹھیان قایم کیگئین۔

۱۶۲۳ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے سورت مین ایک اپنا چھوٹا سا بیڑا تیار کرکے خلیج فارس کو اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ شاہ عباس والی ایران کی مدد کرکے جزیرہ ہرمز سے پرتگیزون* کو (جسپر اونکا قبضہ ستو سال سے چلا آتا تھا۔ اور اس کی وجہ سے وہ کل خلیج فارس پر ایسے حکمران تھے کہ کوئی اوسمین دخل نہین دیسکتا تھا) نکال دے چنانچہ انگریزون نے فتح پائی اور پرتگیزون نے قلعہ حوالہ کردیا۔ اور خود گوا مین چلے آئے۔ اب پرتگیز اس شکست کا انتقام لینے کے درپے ہوے۔ اور انگریزون نے بھی اپنی تجارت کی محافظت کا بہت کچھ سامان کیا۔ ۱۶۲۳ء مین اہل ڈچ نے امبونیا (جو جزائر ملاکا مین سب سے بڑا تھا) مین تمام انگریزونکو بڑی بیرحمی سے قتل کرڈالا۔ جسکے باعث انگریزی تاجرون کے دلون مین جوش انتقام اٹھا۔ اور اپنی تجارت کی گرم بازاری کے لئے سب سے زیادہ اہتمام کیا۔ ۱۶۳۳ء مین انگریزون کو بنگال مین تجارت کرنیکی آزادی دربار مغلیہ سے عطا ہوی۔ ۱۶۳۸ء مین انگریزون نے سورت مین کمپنی کا بڑا کارخانہ قایم کیا۔ اور اسی سال مین انگریزونکو ایک چھوٹا سا خطہ مچھلی پٹم کے نیچے ۶۱ میل طول و ایک میل عرض عطا ہوا۔ جہان اونھون نے ایک کوٹھی قائم کی۔ اوسکے گرد ایک فصیل کھینچی۔ اور اوسپر توپین لگاکر قلعہ سینٹ جارج اوسکا نام رکھا۔ جو ۱۴ سال بعد ۱۶۵۳ء مین یہہ بستی صوبہ مدراس کے نام سے خود مختار ہوگئی۔ ۱۶۴۰ء مین ایک کوٹھی ہگلی مین گنگا کے دہانہ کے قریب قایم کیگئی۔ ۱۶۴۵ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک ڈاکٹر مسٹر بوٹن شاہجہان کے علاج کے لئے آگرہ آیا۔ اور خاندان شاہی کا ڈاکٹر مقرر ہوا۔ جسکے سبب سے بادشاہی دربار مین انگریزونکا رسوخ زیادہ ہوگیا۔ اور بادشاہ نے بالعوض اوسکی خدمت کے

* جب گو یورپ مین انگلینڈ و پرتگال (اسوقت پرتگال اسپین کے ماتحت تھا) کے درمیان گہری دوستی و معاملات تھی۔ لیکن بحر ہند مین اوسکے برعکس پرتگیزون اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے مابین سخت لڑائیان ہورہی تھین۔ کیونکہ پرتگیزون کی آمد و شد نے کمپنی کی تجارت مین رخنہ اندازی کی تھی۔ ۱۲ مولف۔

انگریزون کو اور بھی حقوق مفید تجارت عطا کئے۔

سترہوین صدی کے وسط مین ایشیا کے جنوبی سواحل پر خلیج فارس سے لیکر چین کی سرحد تک کمپنی کی تجارت ہونے لگی۔ اور ڈچ کی تجارت کی بھی یہی صورت تھی ان دونون قومون مین بڑی رقابت تھی۔ اور تجارت کی اس وسیع راہ مین جو دونون کے لئے ایک ہی تھی آپسمین خوب سٹ بھیڑین ہوتی تھین۔ اسوقت انگلینڈ مین بادشاہ اور پارلیمنٹ کے بیچ ایسے جھگڑے ہو رہے تھے کہ اس نے انگریزی اولوالعزمی کو اپنی منزل مقصود پر پہنچنے نہین دیا۔ اور کمپنی کے جو لڑائی جھگڑے اپنے رقیبون سے ہوتے اونمین گورنمنٹ پوری تائید نہین کرتی تھی۔ ہالینڈ اور پرتگیزون کے لئے بادشاہی امداد بڑی پشت پناہ تھی۔ اور مشرق مین تمام مہمات اور ملکی معاملات مین قومی حکومت کو بہت بادقعت بناتی۔ لیکن انگریزی کمپنی کو بغیر اپنے بادشاہ کی تائید کے ان دونون بادشاہی قومون سے اپنے بل پر پڑا پڑتا تھا۔ الحاصل سترہوین صدی کے بڑے حصے مین ایشیائی تجارت مین ہالینڈ کو تفوق حاصل رہا۔ چنانچہ اہل ہالینڈ نے مشرق مین اہل پرتگال کے قبض و دخل کو بہت کم کردیا۔ اور بایت منتخب مقامات مین اپنی تجارت گاہون کو قایم کرلیا۔ لیکن جب انگلینڈ مین کرومویل کی زبردست حکومت ہوئی تو انگریزون نے بھی پھر اپنا جاہ و منصب حاصل کرلیا ۱۶۵۴ء مین ڈچ و انگلینڈ کے بیچ عہدنامہ لکھا گیا۔ جسکے موافق انگریزون کو ان نقصانات کا معاوضہ ملا جو امبوینا مین ڈچ کی خونی کاروائی سے ہوا تھا۔ اور بحر ہائے ہند مین انگریزون کے تجارت کی تجدید ہوگئی۔ اگرچہ ایشیا مین انگریزون کے ساتھ ڈچ کی عداوت اور اونکے کامون کی مداخلت بجا کم ہوگئی۔ مگر وہ کسی طرح موقوف نہین ہوی۔ اس اثنا مین کرومویل کو نقد روپیہ کی سخت ضرورت پڑی جب لنڈن کمپنی نے بہت سے روپے نذرانہ کے دیکے روبرو پیش کئے تو اوس نے ان کو بھی سند تجارت دیدی جس سے ڈچ کی قوت پھر گئی۔ اور انہون نے آزاد تاجرون کو جو انگریزی کمپنیون کے تاجرونکے علاوہ تھے آسانی سے شکار کیا۔ چونکہ ایسٹ انڈیا مین ڈچ کے پاس جنگی سامان بہت اور بحری لشکر

وافر تھا۔ اسلئے اوس نے عہدنامہ کے خلاف انگریزی ایجنسیون کو بڑا دق کیا۔ اور انگریزون کو ایشیا کے مشرقی کناروں سے خارج کردیا۔ سیلون پر قبضہ کرلیا۔ جاوا مین جو انگریزون کا صدر مقام پلٹم تھا۔ اوسکو محصور کیا پھر سپاس آملنیڈس مین انگریزون کی بیخکنی کے لئے بڑا روپیہ لگایا۔ اس عرصہ مین انگلینڈ مین چارلس دوم تخت نشین ہوا۔ اس واقعہ نے انگلنیڈ کے پولٹیکل تعلقات بالکل بدل دئے۔ اور تجارت کے نظام مین اثر عظیم پیدا کیا۔ کمپنی تو یہہ چاہتی تھی کہ اوسکے اختیارات وسیع ہون۔ اور چارلس دوم کی یہ خواہش تھی کہ اونکے چارٹر (فرمان) موجودہ مین سے کروم ویل کا نام میٹ دیا جائے۔ پس اوس نے کمپنی کو ایک نیا فرمان عطا کیا اور اوسکے روسے یہہ اختیار دیا کہ وہ باستثنار قوم عیسائی کے جس قوم سے چاہین لڑائی کرین۔ حالانکہ درحقیقت کمپنی کی آزار رسان دشمن عیسائی قومین تھین۔

۱۶۶۱ء مین چارلس دوم کی شادی کتھرائن آف برگنزا سے ہوی تو گورنمنٹ پرتگال نے منجملہ اور اشیا کے جزیرہ بمبئی بھی جہیز مین دیا۔ جو پانچ سال کے بعد حسب دستور یہہ جزیرہ شاہ انگلستان کو ملگیا جس نے اوسکے تمام حقوق ۱۶۶۸ء مین (۱۰) پونڈ سالانہ پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھہ فروخت کردئے۔ اسی سال لنڈن کمپنی کے قبضہ مین سینٹ ہلینا بھی آیا۔ اور چارلس دوم نے لنڈن کمپنی کو ایسٹ انڈیا سس مین کل انگریزی تجارت حوالہ کی۔ اور لیسنس (اجازت نامہ) دیا کہ وہ اپنے سکے جاری کرے عدالت کا انتظام رکھے۔ ناجایز تجارت کرنیوالون کو سزا دے جب ایسٹ انڈیا کی تجارت کا یہ انتظام کیا گیا تو اوسپر ڈچ کو بہت غصہ آیا۔ اس اثنار مین ونکرک فرانس کے ہاتھہ بیچا گیا۔ جسکے باعث فرانسیسی* تنگ بحیرون مین پہنچ گئے۔

* فرانسیسون کا آغاز ہندوستان مین ۱۶۰۴ء سے ہے۔ اور فرانسیسون نے ۱۶۰۴ء سے ۱۷۶۹ء تک پرایسٹ انڈیا کمپنی قایم کین ڈوپلے انکی کوٹھیون کا گورنر بڑا لایق ہوا۔ اور اوسکا خیال تھا کہ مغلون کے زوال پر مین ہندوستان مین اپنی سلطنت قایم کردون۔ چنانچہ ایک عرصہ تک فرانس کے لوگ انگریزون کے ساتھہ کامیابی سے لڑتے رہے۔ مگر فرانس کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس روپیہ نہ تھا لہذا ملک کے انتظام مین خرابی [illegible] اپنی تجارت کو بمقابلہ یورپ مین

اب تو ڈچ اور بھی چونک پڑے۔ مشرقی معاملات مین ڈچ اور انگریزون کے درمیان جھگڑے بڑھتے گئے۔ اور وہ زیادہ سخت ہوتے گئے۔ ڈچ نے یہ ارادہ مصمم کرلیا کہ وہ اپنی ایشیائی تجارت مین انگریزون کو روکین۔ اور انکی مداخلت کو بالکل دور کرین۔ لوئی چاردہم کو اوسکے وزیر کول برٹ نے ملک کی ترقی۔ دولت و تجارت کے لئے ترغیب دیکر فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی بنائی۔ اور وہ دوسرے سال ہالینڈ کے ساتھ اسوجہہ سے شریک ہوگئی کہ انگریزون کے ساتھ لڑے۔ اور ڈچ اور انگریزون مین جو بحری لڑائی ٹھنی اس نے دونون قومون کو ضعیف کردیا۔ اور ان دونون قومون کو یورپ اور ایشیا مین فرانس کے طرف سے بھی دغدغہ لگا ہوا تھا۔ اسلئے ۱۶۶۷ء مین بریڈ کا صلحنامہ لکھا گیا۔ جس سے تجارت کے متعلق سب جھگڑے طے ہوگئے۔

اسوقت مغربی مین بحری قوتین انگلش۔ ڈچ۔ فرنچ۔ میدان تجارت مین ایک دوسری کی رقیب تھین اور ہر ایک بحر ہائے ایشیا مین سبقت لیجانا چاہتی تھین۔ اسپین و پرتگال بہت پیچھے ہٹ گئے تھے اس زمانہ مین ایسٹ انڈیا اس مین انگلش کمپنی کے کارخانے باٹنم کی پریسیڈنسی معہ میکسیر اور مجمع الجزائر

بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰۵) اپنا رعب قایم کرنے کے کمتر سمجھتے تھے۔ اسلئے وہ کچھ نہ کرسکے۔ ہنٹر صاحب کا قول ہے کہ پرتگیز اس وجہہ سے ناکامیاب ہوے کہ اونہون نے اپنی طاقت سے زیادہ کام ہندوستان کو فتح کرنے اور عیسائی کرنیکا اوٹھایا۔ ڈچ کے ناکامی کی یہہ صورت ہے کہ وہ کل تجارت کو اپنے ہاتھہ مین رکھنا چاہتے تھے۔ اور یہ امر بغیر بہت سے قیمتی جنگی جہازون کے بیڑون کے ناممکن تھا۔ اور فرانسیسی اسلئے ناکام ہوے کہ اونکے ہموطنون نے اونکی مدد نہین کی حالانکہ اونکے ہتیار تیز اور جنرل لایق تھے۔ اور بڑے بڑے لیاقتی افسر ہندوستان مین اونکطرف سے بھیجے گئے۔ لیکن یہ دربار فرانس کی خرابی اور اوراُن لوگون کی عدم توجہی سے کچھہ نہ کرسکے۔ اگر فرانس کا بادشاہ اور اونکے وزیر اونکی مدد کرتے تو وہ ہندوستان کے بہت بڑے حصہ کے آجکے دن مالک ہوتے۔ اب اسوقت جرمنی کے لوگون کی ہندوستان کے ساتھہ بڑی تجارت ہے۔ اور کلکتہ۔ بمبئی مین اونکا بڑا دخل ہے۔ جرمنی کے سوداگرون کے گماشتے چانول۔ سن۔ روئی کے پیدا ہونیکے مقامات و دیگر شہرون مین برابر موجود رہین۔ ۱۲ مولف

ہند کے اور مقامات اور ساحل کارومنڈل و خلیج بنگال مین قلعہ سینٹ جارج معہ کوٹھیون کے اور ساحل مغربی پر بمبئی۔ سورت اور اوسکے ماتحت اور مقامات تھے۔

ہند کے امر سمت مین یہ امر بڑا اعظیم الشان ہے کہ ابتدا مین مشرق مین انگلینڈ کی کامیابیان زیادہ تر فرانس کے اغلاط پر اور مغرب مین ہالینڈ کی بدنصیبیون پر منحصر تھین۔ اس زمانہ مین غیر سلطنتون کے ساتھ انگلینڈ کے تعلقات غیر منفصل تھے۔ ۱۶۶۵ء مین ہالینڈ اور انگلینڈ کے مابین لڑائی تھی ۱۶۶۶ء مین ہالینڈ سے فرانس ملگیا۔ لیکن ۱۶۶۸ء مین انگلینڈ۔ ہالینڈ۔ سویڈن یہ تینون ملکر فرانس کے خلاف ہوگئے۔ ۱۶۷۲ء مین ہالینڈ پر فرانس اور انگلینڈ ملکر حملہ آور ہوے۔ اسطرح جو جلد جلد ٹھاٹھہ بدلے گئے اوسکے اسباب ایک درجہ تک ایشیائی تجارت سے بھی مربوط تھے۔

۱۶۶۱ء و ۱۶۶۸ء کے درمیان جب انگریزی تجارت بہت بڑھکر قوی ہوگئی تو ایشیا مین انگریز اپنے رقیب مخالف ڈچ سے تجارت مین سربرآوردہ ہوگئے۔ یورپ مین انگریزون اور ڈچ کے مابین اتحاد تھا تاکہ فرانس زیادہ زبردستی سے ملک ستانی نہ کرسکے۔ مشرق مین انگریزون کی تجارت کے لئے ہالینڈ کی قوت کو زیر کرنا بڑا ضروری تھا۔ مگر انگریز مغرب مین ہالینڈ کو سہارا دینے مین اپنی بڑی غرض رکھتے تھے۔ ایشیا مین تجارت کی ترازو یورپ کی پولٹیکل ترازو سے مطابقت و موافقت رکھتی تھی۔ انگلش کو یہہ مشکل پیش تھی کہ اگر وہ ڈچ کو فرانس کے خلاف سہارا دیتے تو وہ اونکو ایشیا سے نکال باہر کرتے۔ اور اگر وہ فرانس کے ساتھہ برخلاف ہالینڈ کے ہوتے تو ایک بحری قوت کو شکستہ کرکے دوسری بحری قوت کو اونکی جگہہ قایم کرتے۔ جو پہلے سے زیادہ دہشتناک تھی۔ اور اسوقت فرانسیسی بڑے ہوے تھے ۱۶۶۴ء مین فرانسیس کمپنی نے ایسٹ انڈیا مس کے واسطے ایک بیڑا تیار کیا۔ اور ہالینڈ سے لڑنے کیلئے بھیجا۔ ۱۶۷۲ء مین (جب انگلینڈ و فرانس کے فیمابین اتحاد تھا) ایک فرانسیسی بحری سپاہ ڈی لاہے کے ماتحت ہندوستان کو روانہ ہوی۔ جو سیلون مین ٹرنکومالی کے عمدہ

بندر مین انگریسی - اور مدراس کے قریب سینٹ تھومی پر قبضہ کیا - گو اسطرح ساحل کورومنڈل پر فرانسیس کا پہلی دفعہ نمودار ہونا انگریزون کو خار معلوم ہوتا تھا - مگر انگریزون کی شائستگی و تہذیب کا مقتضاء یہ نہ تھا کہ وہ اپنے دوست فرانسیسون سے مقابلہ کرتے - مگر دوسری صدی مین تو اس ساحل پر فرانسیسون سے انگریزون کی خوب لڑائیان ہوئین - پھران دونون مقامات کو ڈچ نے فرانس سے لے لیا -

سترہوین صدی کے آخرین دو بحری قومین جنسے انگلینڈ کو مشرق مین خوف تھا وہ آپسمین لڑنے لگین - جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ فرانسیس و ڈچ ناتوان ہوگئے - جسکی وجہہ سے انگریزون کو بہت فائدہ حاصل ہوا - اور ایشیائی فتوح و تجارت مین متواتر آہستہ آہستہ سب سے آگے پیش قدمی کی - اس زمانہ سے ایسٹ انڈیا کی تجارت کو بڑا فروغ ہوا - اور ہندوستان کے سواحل پر انگریزون کا قدم اچھی طرح جم گیا - ۱۶۸۴ء مین سر جان چائیلڈ بمبئی کا گورنر جنرل مقرر ہوا - اور ۱۶۸۵ء مین سورت کی کوٹھی کمپنی نے چھوڑ دی اور بمبئی اوسکی جگہہ مغربی بستی قرار پائی - ۱۶۸۶ء مین کمپنی کے لوگون پر ہوگلی مین رہتے تھے اوس صوبہ کے حاکم نے بہت ظلم کیا - اسلئے کمپنی نے وہان دلدل و ترائی مین فورٹ ولیم کی بنیاد ۱۶۸۸ء مین رکھی یعنے تین چھوٹے چھوٹے گانون سوتانتی - گوبندپور و کالی گھاٹ حاصل کرکے فورٹ ولیم بنایا گیا - جسکی قسمت مین بعد کو شہر کلکتہ ہونا لکھا تھا - اور چیف بنگال ایجنسی ہگلی سے کلکتہ مین منتقل ہوی - اور جزیرہ نمائے ہند کے مشرقی کناروں پر مدراس مرکزی مقام ہوا - الحاصل یہہ تینون شہر جو اسوقت پریسیڈنسی (احاطے) ہوگئے ہین - اوسوقت برٹش سلطنت کے قایم ہونیکے چارون ستونون مین مرکز تھے - اب ایسٹ انڈیا کمپنی نے - اپنا انتظام آزادانہ شروع کیا - اور اپنے مقامات کے گرد حصار بنائے - اپنے سکے جاری کئے - غرض اپنی حدود مین ایک خود مختار سلطنت جمائی اور اپنے حقوق کی حفاظت (جو اونکو حسب فرامین حاصل تھی) دشمنون کی مدافعت اور چھوٹے چھوٹے رئیسون کے آپس کی لڑائی مین طرفداری وغیرہ کرنیکی غرض سے ہندوستانی سپاہ بھرتی کی - اور انگلینڈ مین

بڑی سپاہ تیار کی۔ شاہ انگلینڈ (جیمس) سے کمپنی کے گورنر کے لئے صلح وجنگ کا حکم حاصل کیا۔ اور مغربی ہندوستان مین بادشاہ کی حکومت سے لڑنے پر کمپنی نے کمربستہ کی۔ مگر آخر کو ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ کیونکہ اونکی سپاہ اورنگ زیب کچھ دور فاصلہ پر تھا۔ اور بمبئی مین ایسٹ انڈیا کمپنی کی سپاہ مین ۱۵ گورے اور ہندوستانی سپاہ تھی۔ گورنر اپنے قلعہ اور شہر مین محصور ہوگیا۔ حبشی شیدیون کے بیڑے نے اُسکا دمناک مین کیا۔ شرقی بنگال و شمال مغربی سمت مین بھی جو جنگ کیگئی اونمین بھی انگریزونکو خاش شکست اوٹھانی پڑی۔ کرٹھیون پر حملے ہوئے۔

شہنشاہ ہند نے حکم صادر کیا کہ مدراس سے انگریز نکال دئے جائین۔ یہان کے پریسیڈنٹ کے پاس قلعہ مین ۱۵ گورے اور دو تلے پر تھے۔ جب اونہون نے یہ سنا کہ جنوب کیطرف بادشاہی لشکر آتا ہے تو اُنکا دم نکل گیا۔ ۱۶۸۹ء مین سرجان چائلڈ مرگیا۔ جو کمپنی کے پالیسی جنگ کی جان تھا۔ آخر کمپنی نے بڑی عاجزانہ عرضی اپنے معافی قصور کی اورنگ زیب کے پاس بھیجی۔ شہنشاہ نے اپنے کرم و رحم سے قصور معاف کیا۔ تو کورٹ ڈائرکٹرز اس قسم کی عرضی بھیجنے پر کمپنی سے ناراض ہوئے۔ مگر یہان بجز اسکے کمپنی کے پاس چارہ ہی کیا تھا۔

اس اثنا مین ۱۶۹۸ء مین ایک اور کمپنی بنام انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی۔ اس کمپنی کے مقابلہ پر قایم ہوئی۔ جسکا سرمایہ دس لاکھ پونڈ تھا۔ اب نتیجہ یہ ہوا کہ تجارت مین ابتری ہوئی۔ اور کمپنی کے اندرونی معاملات مین بڑے الجھیڑے پڑے۔ گویہ دونون کمپنیان انگلینڈ سے متعلق تہین اور دونون کے سر پر انگریزی پھریرا لہراتا تھا۔ مگر وہ آپس مین ایک دوسرے کو غارت کرنا چاہتی تہین۔ اور ہر ایک کمپنی شہنشاہ ہند کے دربار مین اپنا رسوخ پیدا کرنے کے لئے جوڑ توڑ کرتی تھی۔ چنانچہ اس نئی کمپنی نے گورنمنٹ کو بیس لاکھ پونڈ کا تمسک لکھدیا کہ اوسکو تجارت کا فرمان ایسا ملے کہ اوسکے سوا دوسری کمپنی تجارت نکرے۔ اب اس سے ایسٹ انڈیا کی تجارت کے کثیر منفعت کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ اوسوقت کیا سرسبزی کی حالت ہوگی۔ مگر آخر مین جنوری ۱۷۰۲ء مین دونون کمپنیان متحد ہوگئین اور اونکا نام دی یونائٹڈ کمپنی آف مرچنٹس ٹریڈنگ ٹو دی ایسٹ انڈیز رکھا گیا۔ اور دونون کمپنیون کا سرمایہ ایکجا کیا گیا۔ غرض یہ دونون ملکر ایسی زبردست کمپنی ہوئی جسنے

جنوبی ایشیا مین اپنے مقام کو بڑا مستحکم بنالیا۔ اور آئندہ ۱۵۰ برس تک انتظام سلطنت کیا۔ اور شہر لنڈن اوسکا پشت پناہ بنا رہا۔

۱۷۰۷ء مین جب اورنگ زیب نے وفات پائی تو ہندوستان کا انتظام بگڑا۔ اور اوسکی اولاد مین تخت نشینی کے لئے ہنگامہ برپا ہوئے۔ اوسکے علاوہ مرہٹون نے بڑی شورش کر رکھی تھی۔ اونکے گروہ کے گروہ متوسط و شمالی اضلاع مین لوٹ مار کرتے پھرتے تھے دکن مین نظام نے اپنی سلطنت جما رکھی تھی ہندوستان کا سب سے زیادہ زرخیز صوبہ (بنگال) ایک عالی ہمت بلند حوصلہ افغان کے قبضہ مین تھا۔ پنجاب مین سکھون نے سر اٹھا رکھا تھا۔ اودھ مین بادشاہ کے ایک عہدہ دار نے اپنے خاندان کی سلطنت کا ڈول ڈال رکھا تھا۔ اور دوردراز کے اضلاع مین غاصب و خودسر پیدا ہو رہے تھے۔ غرضکہ سولھوین صدی مین جس سلطنت کو بابر نے قایم کیا تھا اورنگ زیب کے بعد اسطرح ٹکڑے ہو رہے تھے۔ جب سلطنت مغلیہ کا عروج تھا تو کابل اور قندہار بھی اوسکے صوبے تھے۔ مگر وہ اورنگ زیب کے آخر ایام مین ہندوستان کی سلطنت سے خارج ہو گئے تھے۔ ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد کا برقرار رکھنا ہندوستان کے امن و امان کے لئے ضروری ہے۔ جب ہندوستان کے ہاتھ سے افغانستان نکل گیا تو اوسط ایشیا سے ہندوستان پر حملے ہونے لگے۔ اورنگ زیب کی وفات سے تیس سال بعد نادرشاہ ایک بلند اقبال ایرانی سپاہی ایران کی بادشاہت کو غارت کرکے خود بادشاہ بنا اور ہندوستان پر چڑھائی کی۔ دہلی مین قتل عام کیا۔ اور بادشاہ کی کل دولت کو چھین کر سندہ کے پار لیگیا۔ جب نادر اپنے خیمہ مین مارا گیا تو احمد شاہ ابدالی نے افغانستان کو فتح کرکے ۱۷۴۸ء مین پنجاب کو لے لیا۔ جنوب و مغرب مین مرہٹون کا طوفان برپا تھا۔ خلاصہ یہ کہ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کے تنزل کا آغاز ہوا۔ اور اوسکے انجیر پنجر ڈھیلے ہونے شروع ہوئے۔ جو بادشاہ ہوا وہ ملک داری سے غافل اور عیاشی و نفس پرستی مین کامل ہوتا گیا۔ بھانڈون مین

شاعرون نے اوسے سلطنت کے کام کا نہ رکھا۔ آخرکار کوئی وارث ہندوستان کی سلطنت کا نہ رہا۔ اور اس لاوارث شے کے سب طرف سے خواہان پیدا ہوگئے۔ ہر طرف ملک مین شور و شر اور فتنہ و فساد پیدا ہوا۔ ایک طرف راجپوتون کی جنگجو قوم سلطنت لینے کے لئے کمر باندہی۔ دوسری جانب پٹھانون نے سر اوٹھایا۔ روہیلکہنڈ کو دبالیا۔ سکھون نے ایک اپنی نئی ریاست قایم کرلی جس کے اس پاس جاٹون نے جداہی اپنا ڈنکہ بجایا پھر اون سب کا مرہٹون نے سر کچلا۔ ہر رئیس مرہٹون کے نام سے کانپتا تھا۔ اونہون نے سلطنت مغلیہ کا کوئی حصہ اپنی لوٹ مار سے خالی نہین چہوڑا۔ اب ایسے شور و شر کے زمانہ مین پولیٹیکل اکھاڑے مین دو پہلوان تو مین انگلش و فرنچ کشتی لڑنے کے لئے اترین۔ اٹھارہوین صدی کی شروع مین بحری مہمات کیوجہ اون مین تزلزل آیا تھا۔ مگر پھر وہ یوروپ سے بڑی آن مان کے ساتھ سمندر پار آئین۔ اور اپنے مقابلہ مین سب یوروپین رقیبونکو پیچھے ہٹا دیا پرتگیز جو اس راہ کے اول موجد تھے وہ بہت پیچھے ایک مقام پر نچلے ایستادہ تھے اور فرنچ جو پرتگیزون کے قدمون پر چل رہے۔ اور اونکی تجارت و مملکت کا بڑا حصہ چہین لیا تھا۔ اون کی قوت بھی اس سبب سے شکستہ ہوگئی تھی کہ اونکے ملک ہالینڈ پر فرانسیسون نے متواتر حملے کئے تھے۔ اسلئے اب انگریزون کو بحری تجارت کے پرانے رقیبون سے فراغت حاصل ہوگئی تھی ۱۶۰۰ء مین ڈینیز (ڈنمارک والے) ڈچون نے ان اضلاع مین وہ جھگڑے ہی کرنے چہوڑدئے تھے جو وہ اپنی علمداری و فوقیت کے حاصل کرنے کے لئے کرتے تھے۔ اور اونکی بڑی تجارتگاہین یہان سے منتقل ہوکر جنوب مشرق مین سیلون۔ جاوا۔ سماٹرا۔ پائنس انڈیمس مین چلی گئین تھی۔ اسوقت سوائی اونکی کوٹھیون کے جو چنسورا۔ نیگاپٹم۔ جافنا پٹم وغیرہ مین ملتی ہین اور کوئی نشان انکے ملک مین آنیکا باقی نہین ہے۔ ہیبر صاحب لکھتے ہین کہ ۱۸۲۶ء مین صرف (۷۰) اور ۱۸۲۷ء مین (۹۷) ڈچ ہندوستان مین پائے گئے۔ اور منجملہ (۱۷) مقامات کے جہان اون کی کوٹھیان تہین۔ اب ایک بھی ایسی جگہہ نہین ہے جہان اونکا نام و نشان ہو۔ ۱۲ مولف۔

ایسٹ انڈیا کمپنی ہی بالکل معدوم ہوگئی تھی۔ ۱۷۲۲ء مین آسٹریا کے شہنشاہ نے نیدرلینڈس کے اہل آسٹریا کے تاجرون کو فرمان عطا کیا تھا۔ جسکے موافق اوسٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی مجاز تھی کہ وہ تجارت کرے جہازون کو مسلح رکھے۔ ہندوستان کے سلاطین وامرا سے عہد وپیمان کرے جس سے دوسرے یوروپین قومون کو خوف پیدا ہوا۔ جو بحری تجارت کرتے تھے۔ آخر انگلینڈ و فرانس۔ ہالینڈ نے ملکر اوسکو لڑائی کے ایسے خوف دلائے کہ شہنشاہ آسٹریا صلح کرنے پر راضی ہوگیا۔ اور اوس نے اس کمپنی کو بالکل دبا دیا۔ اب فرانسیس تدریج ہندوستان مین اپنے قدم مستحکم جماتے جاتے تھے۔ اگرچہ ۱۷۱۳ء مین متواتر یوروپین لڑائیون کے سبب سے کمزور ہوگئے تھے۔ مگر اسکے بعد تیس برس تک ایسا امن وامان کا زمانہ آیا کہ پھر اونمین۔ انوالغرمی کا جوش اوٹھا۔ اور اب فرانس مین لوگون کو روپے سے منفعت حاصل کرنیکا خبط سمایا۔ جسکے باعث اونکی ایسٹ انڈیا کمپنی انقلابات مین مبتلا ہوی۔ مگر پھر سنبھلی گئی۔ بحر ہند پر اُنکی تجارت کی پھر جلد ترقی ہوگئی۔ ۱۷۱۵ء مین فرانسیسون نے موریشس پر قبضہ کیا۔ جسکو ہالینڈ والون نے چھوڑ دیا تھا۔ اور انگریزون کے ہمسایہ مین ساحل ہند کارومنڈل پر پانڈیچری مین اپنا دارالاقامت مقرر کیا۔ اور اوسکو ایسا آباد کیا کہ (۷۰) ہزار آدمیون کی آبادی ہوگئی۔ اسمین کمپنی کے اول گورنر لی نوٹر اور ڈیوماس مقرر ہوئے جنہون نے بڑی لیاقت و دانش سے کمپنی کا کام انجام دیا۔ ۱۷۴۱ء مین ڈیوماس کی جگہ بڑا صاحب لیاقت گورنر ڈیوپلے مقرر ہوا اوس نے دریار ہگلی کے کنارے پر چندرنگر مین فرانسیسی کوٹھی مقرر کی۔ اوسکو اس شہر مین سارے سول اور ملٹری اختیارات حاصل تھے۔ اوس نے اپنی عقل و دراندیشی سے کمپنی کے کامون کو بہت رونق دی۔

اب ہندوستان کی تجارت سے منفعت اوٹھانے کے لئے دو رقیب انگلش و فرانسیس تھے۔ اُنکی رقابت تجارت نے پولیٹکل رقابت کی صورت اختیار کی۔ اور تجارت سے سلطنت حاصل کرنیکے دونون قومین منصوبے کرنے لگین۔ ۱۷۴۴ء تک اُنکے کاروبار دوستانہ تھے۔ اور ہر ایک ساز وسامان مین

برابر تھی۔ صرف تجارت سے مطلب تھا۔ ملک کے اندرونی معاملات سے کچھ سروکار نہ تھا۔ فرانس کی ایسٹ انڈیا کمپنی بالکل اپنے بادشاہ سے تعلق رکھتی تھی اور وہ سلطنت کی قرضدار بھی تھی ۱۷۲۳ء مین بادشاہ نے اوسکے ڈائرکٹر مقرر کئے جنہون نے کمپنی کے کامون مین مداخلت کی۔ اور اوسکے برخلاف انگلش کمپنی اپنی گورنمنٹ کی قرضدار نہ تھی۔ بلکہ اوسنے خود خزانۂ شاہی کی بڑی امداد قرض دیکر کی تھی۔ اور وہ خود پارلیمنٹ مین اپنا اختیار و وثوق رکھتی تھی۔ اور اپنے معاملات کی خود جوابدہ تھی۔ الحاصل سلطنت مغلیہ کی تباہی و بدنظمی کے زمانہ مین بنگال کی کوٹھیون کی بہ نسبت دکن کی کوٹھیان زیادہ آزاد تھین۔ کیونکہ اونکی گردن مین بادشاہ کی اطاعت کی رسن پڑی ہوئی تھی جنوب مشرقی ساحل کورومنڈل پر پونڈیچری فرانسیسی کمپنی اور مدراس انگلش کمپنی کی دارالاقامتین ہین۔ اور یہ دونون دکن کے ایک بڑے صوبے کرناٹک مین واقع تھے۔ اور دکن پر نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر حکمران تھے ۱۷۴۵ء مین جب یورپ مین فرانس و انگلینڈ کے مابین جنگ کے اشتہار کی خبر ہندوستان پہنچی تو ہندوستان مین ان دونون کمپنیون کی عداوتون کی آگ کے شعلے بلند ہونے لگے۔ آخر ۱۷۴۶ء مین فرانس و انگلینڈ کے درمیان آتش کارزار گرم ہوئی۔ اور یہان ان دونون کمپنیون نے بھی جنگ کی تیاری کی ۱۷۴۶ء مین انگریزی بیڑے نے پانڈیچری پر حملہ کیا۔ اور موریشس کے فرانسیسی بیڑے سے مٹ بھیڑ ہوی۔ اور دونون بیڑون مین خوب لڑائی چلی اتنے مین انگریزی بیڑا سیلون کو چلا گیا۔ اور فرانسیسون نے مدراس کا محاصرہ کیا۔ انگریزون نے مجبور ہوکر مدراس فرانسیسون کے حوالہ کیا۔ اور یہ وعدہ ہوا کہ انگریز تین مہینے کے اندر تاوان جنگ ادا کرین تو مدراس اونکو واپس دیدیا جائے۔ جب نواب کرناٹک نے اپنے علاقہ مین ان دونون کی کارستانیان دیکھین تو اوس نے ڈیوپلے (فرانسیسی گورنر) سے مدراس مانگا۔ جب اوس نے انکار کیا تو نواب نے محاصرہ کیا۔ لیکن ڈیوپلے نے اپنی فرانسیسی سپاہ سے ایک ہی حملہ مین ہندوستانی سپاہ کو جو نواب کے ساتھ تھی بھگا دیا۔ اب سارے کرناٹک مین فرانسیسونکی شجاعت کی دہاک بندھ گئی۔

کیونکہ یہ پہلی ہی لڑائی تھی جو ہندوستانی اور فرنگستانی لشکرون مین ہوی تھی - اسکے بعد ڈیوپلی نے مدراس کے انگریزی گورنر و افسرون کو قید کرکے پانڈیچری لیگیا - اور انگریزون کے قلعہ ڈیوڈ کو بھی گھیر لیا مگر ناکام رہا ۱۷۴۸ء مین خبر آئی کہ یورپ مین انگریزون اور فرانسیسون مین صلح ہوگئی - جسکی وجہ سے یہان بھی ان دونون قومون نے لڑائی کو موقوف کرادیا - اور انگریزون کو فرانسیسون نے مدراس واپس دیدیا - اور اوسکے عیوض مین انگریزون نے شمالی امریکہ مین لوئس برگ واپس دیا - یورپ کی صلح نے انگریزون اور فرانسیسیون کو آپس مین لڑنے سے منع کردیا تھا - اسلئے اونکی سپاہی بیکار رہتی - یہ ایک قدرتی قاعدہ ہے کہ جب بالکان سپاہ کے پاس اسقدر سپاہ ہوتی ہے کہ اونکی حافظت کی ضرورت سے زاید ہوتی ہے - تو وہ اور ونکی تخریب مین اپنے ہاتھ پاؤن ہلاتے ہین - یہان تو ہندوستانی والیان ملک بہ تمنا یہ چاہتے تھے کہ فرنگستانی سپاہی تنخواہین اور خدمت ہم سے لین - اسلئے دونون قومین مہمات عظیم مین فوج کشی کرنے مین اپنی منفعت کثیر کی امید کرتی تہین کہ اونکی تجارت کو وسعت ہوگی - ملک بھی کچھ ہاتھ آئیگا - رقیب پر بھی نقصان پہونچائیگا احتمال ہوگا - چنانچہ ان ترغیبون کی چال مین اول انگریز پہنسے - مرہٹون کی ریاست تنجور کے راجہ کو اوسکے بھائی نے نکال دیا تھا - انگریز اس راجہ کو گدی پر بٹھانے کے لئے لیگئے - مگر وہان ایسی بری طرح لڑے کہ شکست پائی اور اپنی فوج کا سارا خرچ اوٹھانا پڑا - اور کچھ زمین بھی دینی پڑی - اس اثنا مین نواب آصف جاہ والی دکن نے انتقال کیا - اور جانشینی کے لئے اونکے بیٹے ناصر جنگ اور نواسے مظفر جنگ مین فساد برپا ہوا - اور دونون مسلح ہوکر برسر جنگ ہوئے - اور ہر کرناٹک مین بھی سعادت اللہ خان کے وارثون مین جانشینی کے لئے فساد برپا ہوا - حالانکہ قبل ازین سعادت اللہ خان صوبہ کرناٹک کے انتقال پر اونکے وارثون مین شورش پیدا ہوی تھی - لیکن اوسوقت آصف جاہ بہادر زندہ تھے - جو اپنی حکمت عملی سے اس شورش کو دبا دیا تھا - اب تو یہان خود آصف جاہ کی وفات کے باعث لڑائی جھگڑے ہو رہے تھے - اب اوس کا دبانے والا کوئی بھی موجود نہ تھا - الحال جب ان دونون جانشینون کے ملکون مین چل چلاؤ ہوگئی

تو ڈوپلے (فرانسیسی گورنر) نے چندا صاحب کی (جو کرناٹک کی نوابی کا امیدوار تھا) اپنی سپاہ سے بڑی امداد کی۔ اور کرناٹک کے فرمانروا نواب انور الدینخان پر بہت جلد حملہ کیا۔ اور شکست دیکر اوسکو قتل کیا۔ اب چندا صاحب فتحیاب ہوکر اپنی فوج کو مظفر جنگ کے لشکر سے ملایا۔ اور دونون پانڈیچری گئے۔ یہان فرانسیسون نے اونکا بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا۔ اور ان دونون نے اہل فرانس کو بہت سا ملک دیا۔ جسکا بڑا حصہ خاص ڈیوپلے اور اوسکی بی بی کو ملا۔ اب فرانسیس مظفر جنگ کو دکن مین نظام اور چندا صاحب کو کرناٹک مین نواب بنانے کے لئے علانیہ سعی کرنے لگے۔ ادہر انگریزون نے ناصر جنگ بہادر کے پاس اپنی چھ سو سپاہ بھیجی۔ اور محمد علی (جو ناصر جنگ کے طرف سے کرناٹک مین نواب مقرر ہوا تھا) کی بھی اعانت کی۔ چنانچہ محمد علی نے چندا صاحب کے ہاتھون سے قلعہ ترچناپلی کو بچا رکھا۔ لیکن چندا صاحب نے معہ فرانسیسی سپاہ کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ کرناٹک دار السلطنت ارکاٹ کو کلایو نے دلاوری و مردانگی سے فتح کرلیا ہے جسکے باعث فرانسیسون کی توجہ قلعہ ترچناپلی کے طرف سے ہٹ کر ارکاٹ کے طرف ہوگئی۔ اور محاصرہ کی فوج کا بہت بڑا حصہ ارکاٹ کے تسخیر کے لئے بھیجا گیا۔ گو فرانسیسون نے ارکاٹ پر سخت حملے کئے۔ مگر کلایو اور لارنس نے دلیرانہ حملون کا دفعیہ کیا۔ اسکے بعد انگریزون نے چندا صاحب کے سپاہ کو پریشان کردیا۔ اور فرانسیسی افسرون کو گرفتار کیا۔ اور ترچناپلی کو محاصرہ سے خلاصی دی۔ ادہر مرہٹون نے محمد علی سے سازش کرکے چندا صاحب کو قتل کرڈالا۔ اور مظفر جنگ بھی حیدرآباد کے طرف جاتا تھا کہ ایک لڑائی مین افغانون کے ہاتھ مارا گیا۔ ناصر جنگ بہادر تو اوسکے قبل ہی ہمت بہادر کے ہاتھ شہید ہوے تھے اب صلابت جنگ بہادر دکن کے فرمانروا

(جو فرانسیسی افسر تھا) نے صلابت جنگ کے پاس پہونچکر بڑا رسوخ حاصل کیا۔ اور ساری سپاہ کا سپہ سالار ہوگیا۔ اور صلابت جنگ نے بوسی کو چار ضلع جو ابتک شمالی سرکارین کہلاتے ہین بالائے کرناٹک کے مشرق مین دیدئے۔ جن کی آمدنی اوسکی سپاہ کے خرچ کے لئے وافر تھی۔

ترچناپلی کے محاصرہ مین فرانسیسوں کا سارا زور خرچ ہوگیا۔ اور امتداد محاصرہ سے بغیر پریشانی کے کچھ بھی حاصل نہ ہوا اور فرانسیسی کمپنی مین لاکھ فرنک کی قرضدار ہوگئی۔ جب اسکی خبر ڈائرکٹرون کو ہوی تو ڈیوپلے کو فرانس طلب کیا اور اسپر مقدمہ قایم کیا گیا۔ اور وہ سخت بی عزتی کے ساتھ افلاس کی حالت مین مرگیا۔ اب ڈیوپلے کی جگہ ۱۷۵۴ء مین گودھو گورنر مقرر ہوکر آیا۔ جس نے آتے ہی سانڈرس گورنر مدراس سے مصالحت کرلی۔ اور اس مصالحت کی سبب سے دونون کمپنیون مین جنگ وپیکار کا بازار بالکل تہنڈا ہوگیا۔ لیکن ۱۷۵۶ء مین پھر یورپ مین فرانس و انگلینڈ کے مابین جنگ چھڑگئی۔ جسکی دھمہ سے یہان ہندوستان مین بھی ان دونون کمپنیون نے ہتیار سنبھالے۔ اب فرنچ گورنمنٹ نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ مشرق مین انگریزون کے قبض و دخل پر باقاعدہ لشکرکشی کیجائے۔ چنانچہ کونٹ لالی کو بڑا طاقتور اور قوی لشکر سپرد کرکے ایسٹ انڈیا روانہ کیا۔ اور اوسکو ہدایت کی کہ والیان ملک کے باہمی جھگڑون مین بالکل دخل ندے۔ اور ساحل سمجھ پر انگریزون کے جسقدر استوار مقامات ہین اونپر قبضہ کرلے۔ اور اونکی تجارت کی تخلیق مین ہمہ تن مصروف ہو۔ ابھی لالی یہان آیا بھی نہ تھا کہ ۱۷۵۶ء مین انگلینڈ سے ایک چٹھی پریسیڈنٹ کلکتہ کے نام یہ آئی کہ فرانس سے لڑائی شروع ہوگئی ہے۔ لہذا وہ وہان اپنے مارالحکو متونکو استوار و مستحکم کرے۔ جب اُس نے مستحکم کرنا شروع کیا تو سراج الدولہ نے اپنی حکومت مین یہ کارروائی نامناسب سمجھی اور انگریزون سے جھگڑا کرکے قاسم بازار پر قبضہ کرلیا۔ اور وہان سے کلکتہ پر چڑھائی کی۔ وہان کا گورنر اپنے کچھ آدمیون کو لیکر بھاگ گیا۔ ایک عورت اور ۱۴۵ مرد سراج الدولہ کے ہاتھ گرفتار ہوئے۔ جنکو ایسے تنگ و تاریک حجرہ مین ایک رات بند کیا گیا کہ ۱۴۶ مین سے صرف ۲۳ زندہ نکلے چنانچہ بلاک ہول اسی مقام کو کہتے ہین۔ جو اسوقت کلکتہ پوسٹ آفس کے پاس دریافت ہوکر ایک پتھر نصب کیا گیا ہے۔ اب کلایو صاحب اور واٹسن صاحب حاکم مدراس معہ مدراس کی فوج اور بحری بیڑے کے کلکتہ پہونچے سراج الدولہ سے لڑکر کلکتہ لے لئے اور سراج الدولہ نے اس جنگ کا نقصان انگریزونکو دیا پھر کلایو صاحب نے چندرنگر پر حملہ کیا۔ اسوقت سراج الدولہ فرانسیسیون کیطرف

ہوگیا۔ آخر ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو کلکتہ سے ۷۰ میل شمال رویہ پلاسی کے مقام پر انگریزون اور سراج الدولہ کے مابین بہت بڑی لڑائی ہوی جسمین سراج الدولہ نے شکست پائی۔ اب کلایو صاحب نے میر جعفر کو (جسکو اول ہی سے تیار کر رکھا تھا) مرشدآباد کے تخت پر بٹھلا دیا۔ اور ہندوستان کے سب سے زیادہ زرخیز صوبہ بنگال پر اپنا تصرف کرلیا۔ اور اون اضلاع سے فرانسیسون کو خارج کردیا۔ اس لڑائی مین کلایو صاحب اور اوسکے ماتحتونکو لاکھون پونڈ کا فائدہ ہوا۔ پھر نواب نے (۸۲۲) میل مربع زمین معہ حقوق زمینداری ایسٹ انڈیا کمپنی کو دیدی۔ الحاصل یہی پلاسی کی لڑائی شروع تاریخ سلطنت انگریزی کی ہندوستان مین شمار کیگئی ہے۔ اسکے بعد کلایو صاحب نے کرنل فورڈ کو بھیجا کہ فرانسیسیونکو اونکے اضلاع عظیم شمالی سرکارون سے نکال دے۔ چنانچہ کرنل نے وہان جاتے ہی اونکو نکال دیا یہ شمالی سرکارین سرکار نظام نے بوسی کو اسلئے دی تہین کہ اونکی آمدنی سے سپاہ کا خرچ پلائے۔ اب اونکے اسطرح چہین جانے سے حیدرآباد مین بوسی کی بڑی گرگری ہوی۔ اور اوسکے جاہ ومنصب پر بڑی آفت آئی ۱۷۵۹ء مین کلایو صاحب کو مغلون کی ریاست مین پنجہزاری کا رتبہ اور ایک بڑا قطعہ زمین کا کلکتہ کے پاس دیا گیا۔ یہ جاگیر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ مین آگئی۔ اور کلایو صاحب کو اوسکا معاوضہ دیا گیا۔ اس اثنار مین لالی بھی آپہونچا۔ اور آتے ہی قلعہ ڈیوڈ کو لے لیا۔ مگر رسد وروپیہ کی کمی سے مدراس پر حملہ نکرسکا۔ البتہ رقم کے حاصل کرنیکے لئے تنجور پر یورش کی۔ لیکن کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ بلکہ اور مالی دقتین پیدا ہوگئین۔ اتنے مین انگریزون کے جنگی جہاز بھی آگئے۔ فرانسیسی جہازون سے اونکا کئی دفعہ مقابلہ بڑی تیزی وتندی سے ہوا۔ مگر فتح وشکست کا فیصلہ نہوسکا۔ فرانسیسی بیڑے کو بہت نقصان پہونچا۔ اور لالی نے بوسی کو حیدرآباد سے اپنی اعانت کے لئے بلایا۔ جب بوسی حیدرآباد سے چلا گیا تو سرکار نظام کے دربار مین انگریزونکا رعب واثر قایم ہوگیا۔ اور پھر فرانسیسیون کو سرکار نظام کے دربار مین فضیلت حاصل نہوی۔ اسوقت لالی چاردن طرف سے مزاحمتون مین گہیرا ہوا تھا۔ چند مہینے تک کرناٹک مین وہ دونون کی سپاہین آپس مین لڑتی رہین۔

اب لالی نے قلعہ ٹنڈواس کا محاصرہ کیا جسکے باعث مسٹر کرٹ نے اوسپر حملہ کیا۔ آخر فرانسیسون نے شکست پائی۔ اور بوسی گرفتار ہوا۔ لالی پانڈیچری کو بھاگ گیا۔ انگریزون نے پانڈیچری کا محاصرہ کیا۔ جنوری ۱۷۶۱ء کو فرانسیسون نے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کردیا۔ اور فرانسیسون کے تمام مستحکم مقامات انگریزون کے ہاتہہ آئے۔ انگریزون نے جو پانڈیچری کو فتح کرلیا تو اوسکے سبب سے فرانس اور انگلستان کا جھگڑا ہندوستان مین ختم ہوگیا۔ ولیم لکھتا ہے۔ کہ فرانسیسون نے چالیس برس سے زیادہ تک اس کمپنی کے سہارنے مین بڑی بڑی رقمین خرچ کین۔ اور اس ناتجربہ کار کمپنی نے نہ کبھی منافع کمایا۔ نہ اصل کا روپیہ حصہ داردن اور قرضدارون کو ادا کیا۔ ۱۷۲۰ء سے ۱۷۶۹ء تک متواتر فرانس نے اوسکو ایک کروڑ انہتر لاکہ فرنک کی رقم پیشگی دی۔ ۱۷۶۳ء مین جو مقبوضات کہ فرانسیسون نے واپس لین وہ چندان قابل بیان نہین ہین۔ کیونکہ عہد و پیمان کے رو سے وہ اون مقامات کے فصیل و حصار استوار نہین کرسکتے تھے اور نہ صوبہ بنگالہ مین سپاہ رکہ سکتے تھے۔ جسکے باعث شمال مین اون کے لئے دروازہ بند ہوگیا۔ وہ صرف ساحل بحر ہند پر چند غیر محفوظ مقامات مین مقید ہوگئے۔

اب میر جعفر کی سنئے جسکو انگریزون نے اس وعدہ کیساتھہ نواب بنایا تھا کہ وہ انگریزون کو جنگ کا خرچہ اور اونکے نقصانات کا معاوضہ (جو کلکتہ کی کوٹھیان چھن جانے سے ہوا تھا) دیگا۔ اور اوسکے معاوضہ مین انگریز اوسکو بوقت ضرورت فوج کے اخراجات لیکر لشکر سے مدد دینگے۔ ان شروط کا نتیجہ یہ ہوا کہ میر جعفر کا خزانہ بالکل خالی ہوگیا۔ جسکی وجہ سے اوسکی حالت بہت ردی ہوگئی۔ اب نہ وہ حکومت کرسکتا تھا۔ اور نہ اپنے تخت کو سنبہال سکتا تھا۔ اسوقت بنگال کی حالت بہت بگڑ گئی تھی۔ اور ۱۷۶۰ء مین کلایو صاحب بھی ولایت (جو چھ برس کے بعد ۱۷۶۶ء مین ہندوستان واپس آئے) چلے گئے۔ اور یہان کی کمپنی کے ایجنٹون اور میر جعفر مین رقم کی باتہ ان بن ہوگئی۔ کیونکہ فوج انگریزی کی تنخواہ کا بقایا نواب (میر جعفر) کے ذمہ بہت ہوگیا تھا۔ آخر کار پریسیڈنٹ اور کونسل نے

میر جعفر کو معزول کرکے اوسکے دیوان میر قاسم کو اوسکی جگہ بٹھا دیا۔ میر قاسم نے اپنی نوابی کے لئے انگریزون کو بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر جہان خزانہ مین رکھا ہی کیا تھا۔ اسلئے وہ وعدہ کو ایفا نکر سکا اب پہلے سے بھی بہت زیادہ معاملہ کی صورت بگڑ گئی۔ اور کمپنی میر قاسم کے فہما مین بڑا خطرناک بگاڑ ہو گیا۔ بدنظمی کا کچھ علاج نہ ہوا۔ جسکے باعث خزانے خالی ہو گئے۔ حکومت کی صورت بگڑ گئی حاصل ملکی مین کمی ہوئی۔ بالائے ہند سے راہونکے پرخوف وخطر ہونے سے تجارت بند ہو گئی۔ مسٹر ایلس (جو پٹنہ کی کوٹھی کے افسر تھے۔) نے شہر پٹنہ کو لے لیا۔ مگر وہ اوسکو قبضہ مین نہ رکھ سکا۔ جب وہ الٹا پھرا تو اوسکا کل گروہ گرفتار ہو گیا۔ لیکن کمپنی کی سپاہ آپہنچی۔ اور نواب کو شکست دیدی۔ اوس سے اوسکو ایسا غصہ چڑھا کہ اوس نے سب انگریزی قیدیون کو مار ڈالا۔ اور سرحد سے باہر جا کر نواب وزیر (شجاع الدولہ) سے جا ملا۔ اسوقت شاہ عالم (بادشاہ) بھی شجاع الدولہ کے پاس ٹھہرا ہوا تھا اب یہ تینون ملکر انگریزون سے لڑنے کے لئے بنارس چلے۔ ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو بمقام بکسر انگریزون سے لڑائی ہوی۔ شجاع الدولہ نے شکست پائی۔ انگریز فتحیاب ہوے۔ اس بدعملی کے انتظام کے المناک نتایج جو ظہور مین آئے تو کمپنی ہوش سے کام کرنے لگی۔ اور اوس نے اپنے کل اختیارون کو چھوڑ دیا اور میر جعفر کو پھر مسند ریاست پر بحال کیا۔ ۱۷۶۵ء مین میر جعفر مر گیا۔ اور اسی سال کلایو صاحب بھی ولایت سے بنگال آگئے۔ اور شاہ عالم (بادشاہ) خود انگریزون کے خیمہ مین گیا اور بنگال بہار اڑیسہ کی دیوانی کی سند بلا شرکت غیرے بطور التفات عطا کی اور خراج دیوانی جو اب تک لیا جاتا تھا وہ معاف کیا۔ ۲۶ لاکھ روپیہ جو پہلے نواب دیتا تھا۔ اوسکا ادا کرنا سرکار کمپنی کے ذمہ کیا گیا۔ اور سرکار بنارس وغازی پور بھی بطور جاگیر کے سرکار کمپنی کو دیے گئے۔ اور انہین ایام مین نواب اودھ ولارڈ کلایو کے باہم بھی ایک عہدنامہ مرتب پایا۔ مگر اسی سال ۱۷۶۵ء سے پھر زمانہ نے اپنا رنگ بدلا۔ اور اسی سنہ کے بعد انگریزون کے لڑائی جھگڑے ہندوستانی سلطنتون سے مدراس اور بمبئی مین شروع ہوے۔ کیونکہ شمالی ہند کے ملکون

مین مرہٹون کے غارتگریون - اور حیدر علی والی میسور کی دست درازیون نے شیرازۂ انتظام کو درہم و برہم کردیا تھا - اِن کے علاوہ سکھ اور روہیلون کی مداخلت و مزاحمت نے جدا تنگ کر رکھا تھا - اور انگریزون کی سلطنت کو جو کہون مین ڈال دیا تھا - چونکہ مرہٹون و سکھون اور روہیلون مین ایک طرحکی قومیت و عصبیت پائی جاتی تھی - اِسلئے اون سے انگریزون کے سپاہیون کو سخت لڑائیان لڑنی پڑین -

اسوقت حیدر علی کا اقبال زورون پر تھا - اور اوسکی بہادری و ناموری کی شہرت اطراف مین پہیلی ہوئی تھی - میسور پر اوسکو اختیار کل حاصل تھا - اسکے علاوہ اوس نے دکن مین جس زمین کے اوپر پاؤن رکھا اوسکو اپنے ہاتھ مین لے لیا - اوسکے ہمسائے اوس سے سخت خوف کہاتے تھے - لیکن مرہٹے اور سرکار نظام یہ دو بڑے دشمن اوسکے تھے - مگر اوس نے مرہٹون سے بھی خوب لڑائیان لڑا - اور سرکار نظام کے ملک کا بھی ایک بڑا حصہ دبا بیٹھا - اور میسور سے کرناٹک تک دہمکانے لگا - جسکی محافظت کی جوابدہی مدراس گورنمنٹ کے ذمہ تھی - اس اثنا مین انگریزون و سرکار نظام (میر نظام علیخان بہادر) اور مرہٹون (پیشوا) سے تینون کے فیما بین عہد و پیمان کی سلسلہ جنبانی ہوی - لیکن ابھی انگریزون اور سرکار نظام کے عہدنامہ پر دستخط بھی نہونے پائے تھے کہ حیدر علی ایک لشکر جرار حیدرآباد کے ملک پر چڑہا دیا - سرکار نظام نے عہدنامہ کے موافق مدراس گورنمنٹ سے امداد کے لئے سپاہ طلب کی اس موقع پر پیشوا نے اضلاع میسور کو خوب تباہ کیا - حیدر علی نے اِس بلا کو کچھ روپیہ دیکر اپنے ملک سے ٹالا - اب میر نظام علیخان بہادر نے مدراس کی سپاہ کو ساتھ لیکر میسور پر چڑہائی کی لیکن لڑائی کے قبل ہی کچھ عہد و پیمان ہوگئے - اب حیدر علی انگریزون پر جہکا - اور ان دونون کے خوب لڑائیان زور و شور کے ساتھ ہوئین - آخر اِس جنگ کا خاتمہ ۱۷۶۹ء مین صلح پر ہوگیا - مرہٹون نے اس موقع پر بھی کرناٹک مین خوب جہاڑو پہیری - مگر ان لڑائیون مین سرکار کمپنی کا بہت سا خزانہ خالی ہوگیا جس پر لنڈن کے ڈائرکٹر کمپنی بہت کچھ ناراض و خفہ ہوئے

نوٹ ۱۷۶۵ء مین لارڈ کلایو نے بنگال کے سب صیغون کی کل آمدنی کا چار کروڑ روپیہ - اور کمپنی کی انتظامی کا بعد منہائی کل اخراجات

اسکے بعد انگریز۔ حیدر علی۔ مرہٹے۔ یہ تینون نے ملکر آپس مین ایک دوسرے کی مدد و اعانت کا عہد و پیمان کر لیا۔ اور اس قسم کا عہد و پیمان انگریزون نے سرکار نظام سے بھی کیا۔ مگر اوسکے بعد جب مرہٹون اور حیدر علی کے لڑائی ہوئی تو

تقریبا صفحہ (۶۲۰) کے ایک کروڑ سرسٹھ لاکھ روپیہ کا تخمینہ کیا تھا۔ کورٹ ڈائرکٹر نے جب اس مال و دولت کے مالک ہوئے تو انہون نے اپنے حصہ کی قیمت بڑہائی۔ اوسکا سرمایہ دو کروڑ سرسٹھ لاکھ روپیہ کا ہوگیا۔ اور نئے حصہ ساڑھے بارہ فیصدی منافع تقسیم ہوا۔ ہندوستان سے کمپنی کے ملازم مال و دولت سے ایسے مالا مال ہوکر انگلستان گئے کہ اونہون نے بڑی بڑی جائداد ین اور جاہ و منصب کے اعلے عہدے خریدلئے ۱۷۶۷ء مین وزیر اعظم نے پارلیمنٹ مین اجلاس کرکے کمپنی کی نسبت یہ قانون جاری کیا۔ کہ کچھ برسون تک کمپنی چالیس لاکھ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیا کرے۔ بعد ازین ۱۷۷۳ء مین جو تحقیقات ہوی تو معلوم ہوا۔ کہ کمپنی کا خرچ ۱۷۶۵ء سے بڑہکر ستر لاکھ روپیہ سے ایک کروڑ ستر لاکھ روپیہ ہوگیا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ۱۷۶۵ء مین برٹش گورنمنٹ کو نقد محصولات سے اور چار کی کفالت سے اور کمپنی کے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ ملنے سے کچھ ہی کم دو کروڑ روپیہ سالانہ سے اوپر آمدنی بہ نسبت کمپنی کی آمدنی کے ہوی۔ تو برٹش قوم نے کمپنی کے فائدون مین اضافی سے زیادہ حصہ لیا۔ حقیقت مین کلایو کے فتوح سے جو اضلاع حاصل ہوے تھے۔ اونکے محاصل کو اسٹیٹ جمع کرکے اوس مین سے بطور خراج شاہی کے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ ادا کرتی تھی۔ مگر ان محاصل ملکی کے قبضہ مین آنے نے کمپنی کی تجارت کی نظام مین ایک انقلاب پیدا کیا کہ ۱۷۶۵ء مین سرکاری آمدنی کا بڑا حصہ تجارت مین اسطرح لگایا جاتا کہ اسباب اور نام پیدا وار اور صنعت کے اشیاء خرید کر کے یورپ کو بھیجی جاتین۔ لارڈ کلایو ایسا عالی دماغ و روشن ضمیر تھا کہ وہ اپنی مستقل طبیعت کے سبب سے سب سررشتون کا انتظام خوبی رکھتا تھا۔ ۱۷۶۷ء مین جب وہ ولایت چلا گیا تو ہر سررشتہ کی چستی مین سستی آئی۔ اور خزانہ فضول کامون مین ضائع ہوا۔ اور گورنمنٹ کے ایجنٹ (اہلکار) اپنے نجی کی تجارت کرنیلگے۔ مدراس گورنمنٹ حیدر علی کی مضرت ناک لڑائیون مین مصروف ہوی۔ اور ۱۷۷۰ء مین ایک خطرناک قحط نے بنگال کو غارت کیا۔ اب کمپنی نے یہ ظاہر کیا کہ ہم چالیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج کا نہین دیسکتے۔ کیونکہ کمپنی قرض سے ایسی زیر بار ہورہی تھی کہ خزانہ شاہی سے قرض لینے کی خواستگار تھی۔ جب کمپنی نے دوالہ نکلنے کا اقرار کیا تو لارڈ فورتھ وزیر اعظم نے کمپنی کی اصلاح کی جانب توجہ کی۔ ۱۷۷۳ء مین آخر کار دو ایکٹ پاس ہوئے ہ ایک یہ کہ کمپنی کو وزرا ایک

بموجب عہدنامہ کے دونون نے انگریزون سے امداد طلب کی لیکن انگریزون نے ڈائرکٹرون کی سابقہ ہدایت وملامت کی باعث دونون کی مدد سے انکار کردیا۔ جس سے وہ دونون ناراض ہوگئے۔ اور اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جب مرہٹون نے حیدرعلی کو فاش شکستین دین تو اوس نے انگریزون پر بدعہدی کا الزام لگایا اور اونکا ایدارسان دشمن ہوا اور انتقام کے موقع کا منتظر رہا۔

وارن ہیسٹنگز

ہندوستان کا اول گورنر جنرل

۱۷۷۲ء مین وارن ہیسٹنگز بنگال پریسیڈنسی مین کلکتہ مین گورنر مقرر ہوا تھا۔ اور ۱۷۷۴ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ (یہ ملکہ معظمہ کے دادا تھے) ہندوستان کا اول گورنر جنرل مقرر ہوا۔ اسوقت مرہٹون کا زور وشور تھا۔ سوبرس سے انکی قوت بڑھ رہی تھی۔ ستلج سے لیکر راس کماری تک ہندوستان کی ہر ریاست اور سلطنت مرہٹون سے خائف تھی۔ اور وہ سب والیان ملک کو دھمکاتے تھے۔ راجپوتانہ اور روہیلکھنڈ کو لوٹتے اور اون سے چوتھہ وصول کرتے تھے۔ دہلی۔ آگرہ۔ الہ آباد کے اطراف مسلمانونکی ریاستون کو اجاڑتے تھے۔ اور مرہٹون کے مختلف سردارون نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۱) کروڑ چالیس لاکھ روپیہ اس کے سب قرارون کے ایفا کرنیکے لئے قرض دے۔ دوسرے ایکٹ نے کمپنی کے کونسٹی ٹیوشن (قانون) کو بدلدیا۔ اور ہندوستان مین اسکے انتظام کو پارلیمنٹ ہی خطاب دیا۔ اور بادشاہی حق کی بنا جو قرار تھی وہ اس ایکٹ سے استوار کیگئی۔ انڈیا مین گورنر جنرل مع اپنے کونسل کے مقرر ہوا۔ اور اوسکو اختیار تینون پریزیڈنسیون پر دیا گیا۔ کلکتہ مین گورنر جنرل کا ہم پلہ ایک سپریم کورٹ قایم ہوا۔ ۱۲ مولف۔

اپنی اپنی جاجدا ریاستین وحکومتین قایم کرلی تہین۔ مگر پیشوا کی سرداری کو ہرایک تسلیم کرتا تھا۔ شاہ عالم (بادشاہ) الہ آباد مین رہتا تھا۔ اور اوس خراج سے اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ جو ۱۷۶۵ء مین لارڈ کلایو نے اوسکے لئے مقرر کیا تھا۔ شمالی مغربی اضلاع مین جب مرہٹے غارت گری کیلئے آئے تو شاہ عالم نے اون سے امداد چاہی اونہون نے شاہ عالم کی مدد کرکے تخت دہلی پر اوسکو بٹہایا اور خود ٹٹی (بادشاہی) کے اوجہل مین شکار کہیلنے لگے۔ اکثر اضلاع کو تسخیر کیا۔ بہت دولت حاصل کی۔ لیکن بادشاہ کو محتاج اور اپنا دست نگر بنا رکھا۔ انگریزون سے بھی اضلاع کوڑا والہ آباد (جو بادشاہ نے کمپنی کو دیدینے کے ساتہہ عطا کئے تھے) کے طالب ہوے۔ چونکہ یہہ دونون اضلاع بنگال واودہ کی سرحدون پر واقع تھے۔ اسلئے یہان پر مرہٹون کا عمل ودخل ہونا دونون کی امن وعافیت مین زہر قاتل سے کم نہ تھا۔ ۱۷۷۲ء مین مرہٹے روہیلکہنڈ پر حملہ آور ہوے۔ اور روہیلون نے مرہٹون سے بچنے کے لئے نواب وزیر سے چالیس لاکہ روپیہ کے وعدہ پر مدد چاہی۔ نواب تو خود اپنے ملک کی فکر مین بیٹہا ہوا تھا۔ اوس نے مرہٹون سے لڑنے کے لئے انگریزونکو اپنا شریک بنایا۔ چنانچہ کلکتہ کی گورنمنٹ نے رابرٹ بار کے ماتحت ایک انگلش سرکیڈ بہیجی۔ اور اوسکو ہدایت کی کہ وہ نواب وزیر کی امداد مین سعی کرے اور جو عہد وپیمان ہون اونمین وہ وزیر کا طرفدار رہے۔ روہیلون نے جو چالیس لاکہ روپیہ دینے کا عہدنامہ نواب وزیر کو لکہدیا تھا۔ اوسکی تصدیق انگریزی کمانڈر نے بھی کی تھی۔ اس عرصہ مین برسات آگئی اور مرہٹے خود بخود روہیلکہنڈ سے واپس چلے گئے۔ مگر ۱۷۷۳ء کے آغاز مین وہ پھر روہیلون کے سر پر آدھمکے۔ اسوقت نواب وزیر روہیلے اور انگریز یہ تینون نے آپس مین ملکر مرہٹون کو پرے ہٹا دیا۔ اب نواب وزیر نے اپنا زر وعدہ روہیلون سے مانگا۔ حافظ رحمت خان (جو روہیلون کا سب سے بڑا سردار تھا) نے ٹال کا جواب دیا۔ اسپر نواب وزیر سر رابرٹ بار کی طرف مخاطب ہوا جس نے عہدنامہ کی تصدیق کی تھی مگر وہ پورا کرانے کا ضامن نہ ہوا تھا۔ آخر ان معاملات کے باعث روہیلون سے لڑائی شروع ہوی۔ اور انہین وجوہ سے

وارن ہیسٹنگز پر طرح طرح کے الزام لگائے گئے۔ اور پولیٹکل جرم قایم کیا گیا۔ اور پارلیمنٹ کے طرف سے اوسپر طعن و تشنیع ہوی۔

۱۷۷۳ء مین نواب وزیر نے گورنر جنرل سے بنارس مین ملاقات کی۔ اور کہا کہ روہیلون نے اپنا وعدہ وفا نہین کیا اسلئے آپ میری مدد کرکے روہیلکھنڈ کا مالک بنا دیجے۔ اور اس حسن خدمت کا معاوضہ خاطرخواہ لیجے۔ گورنر جنرل نے نواب وزیر کی اس درخواست کو منظور کرلیا۔ کیونکہ انگریزون کا اس مین یہ فائدہ تھا کہ جب روہیلکھنڈ اودھ سے پیوستہ ہو جائیگا تو گنگا کے طرف سے جو حملے غیرون کے کمپنی کے ملک پر ہوتے تھے وہ مسدود ہو جائینگے۔ چنانچہ ۱۷۷۴ء مین نواب وزیر اور انگریزون نے ملکر روہیلکھنڈ پر حملہ کیا۔ اور خوب بہادری سے لڑے۔ روہیلون نے شکست پائی۔ حافظ رحمت خان (جو روہیلون کا بڑا سردار تھا۔) جنگ مین کام آیا۔ اور روہیلون کی قوت بالکل شکستہ ہوگئی۔ اب روہیلکھنڈ نواب وزیر کے قبضہ مین آیا۔ جسکے باعث اوسکا قبضہ بالائے گنگ سے ہمالیہ تک ہوگیا اور مغرب کے طرف سے حملہ آورونکے روکنے کے لئے دریا سرحد ہوگئی۔

بمبئی کے پریسیڈنٹ نے سالسٹی اور بسین پر قبضہ کرنیکے لیے رگھناتھ راؤ پیشوا سے (جو اسوقت ساقط الاختیار ہوگیا تھا) یہ عہد و پیمان کیا کہ انگریز اوسکی معاونت کرکے پھر اوسکو پیشوا بنا دینگے۔ اور وہ اس خدمت کے معاوضہ مین بعض اضلاع کمپنی کے حوالہ کریگا۔ جب اس عہدنامہ کی نقل پریسیڈنٹ کلکتہ کے پاس آئی تو اوس نے پریسیڈنٹ بمبئی پر بڑی لعنت و ملامت کی۔ اور اس ذمہ داری سے بچنے کے لئے لکھا۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ خط بمبئی پہنچے پریسیڈنٹ بمبئی نے سالسٹی اور بسین کو فتح کرکے اپنے قبضہ مین لاچکا تھا۔ لیکن اراس بن اوسکو شکست فاش ہوئی۔ اب ہیسٹنگز نے ناچار بمبئی کے سپاہ کی مدد کے لئے فوج بھیجی۔ اور ہر رہٹون سے مصالحت کی کوشش کی۔ الحاصل ان فضول لڑائیون کی وجہ سے کمپنی کا بہت سا روپیہ خرچ ہوگیا۔ اس اثنار مین یورپ مین یونائٹڈ اسٹیٹس امریکہ نے انگلینڈ کی

اطاعت سے بالکل اپنے آزاد ہونیکا اشتہار دیا۔ اور اہل فرانس نے اس موقع پر جنگ ہفت سالہ مین جو خفرتین انگلینڈ کے ہاتون اونکو پہونچی تہین اونکا انتقام لینے کی غرض سے امریکہ کا ساتھ دیا۔ اب انگلینڈ کو نا گزیر فرانس سے بھی بگاڑ کرنا پڑا ۱۷۷۷ء مین فرانسیس کا ایک ایجنٹ ہند مین آیا۔ اور مرہٹون سے اس شرط پر اتحاد پیدا کرنا چاہا کہ سمندر کے مغربی ساحل پر اوسکو ایک بندر دیدیا جائے۔ پونہ مین پیشوا نے بطیب خاطر اس درخواست کی تائید کی جس سے انگریزون کے کان کھڑے ہوے ۱۷۷۵ء مین انگریزون کے پاس یورپ سے خبر آئی کہ سارا لوگا مین برگوے نے اپنے تئین اہل امریکہ کے حوالہ کیا۔ اور فرانس وا سپین نے بھی جنگ کا اشتہار دیا اس عرصہ مین جنریرہ بوربون سے ایک فرانسیسی جہاز نے حیدر علی کے لئے جنوبی ساحل سمندر پر افسرون اور جنگی سامان کو اوتارا۔ اب انگریزون نے ہند مین فرانسیسون کے جتنے دارالاقامتین تہین اون پر قبضہ کرنیکا قصد کیا۔ اور مرہٹون سے جو ابھی عہد و پیمان ہوے تھے وہ سب بالائے طاق رکھے گئے۔ رگھوناتھ راؤ کی اعانت کے لئے سپاہ کو دوبارہ سفر کرنیکا حکم دیا گیا۔ لیکن اس دوسری دفعہ مین بھی انگریزون کو ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ اور مرہٹون کے بڑے بڑے سردارون مین جو پہوٹ ڈلوانیکی کوششین کیگئی تہین وہ ناکام رہین۔ اب ہیسٹنگز نے مدراس گورنمنٹ کو لکھا کہ فوراً بندر ماہی پر (جو فرانسیسون سے تعلق رکھتا ہے۔) قبضہ کرلے۔ گو اس موقع پر حیدر علی نے بہت کچھ مزاحمت کی۔ مگر مدراس گورنمنٹ نے بندر ماہی پر قبضہ کرلیا۔ جولائی ۱۷۸۰ء مین حیدر علی کرناٹک کے میدانون مین ایک لشکر جرار لیکر اترا۔ اور کرناٹک کے ملک کو مدراس کے قرب و جوار تک خوب لوٹا۔ انگریزی سپاہ نے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست پائی اوسکے بعد حیدر علی نے بڑے زور سے مدراس پر حملہ کیا۔ ہیسٹنگز نے بھی کچھ توقف نہین کیا۔ کلکتہ سے روپیہ بھیجا۔ اور سر ائر کوٹ کے ماتحت لشکر بھیجی۔ جس نے شہر مدراس سے حیدر علی کے ہٹا دینے کا انتظام کیا۔ مگر دفعتاً پھر ایسا حملہ ہوا کہ گورنر جنرل کی ساری تدبیرین کام نہ آئین اب حیدر علی اور مرہٹے ایک ہی وقت مین ہیسٹنگز کے ہاتھ کے پاس تھے اسوقت ہیسٹنگز کا خزانہ خالی

ہو گیا تھا۔ اسکے علاوہ سندیہا سے گوالیار کے شمال مغرب تک اور دوسری طرف پشولہ سے بھی کے قریب صلح کی گفتگو پیش تھی۔ اتنے مین کپتان پوپ نے بڑی بہادری سے قلعہ گوالیار کو سندیہا سے لے لیا۔ جس سے سندیہا نے انگریزون سے اتفاق کرنے مین اپنی بہتری دیکھی۔ اور انگریزون نے بھی مناسب سمجھکر اوسکو یہ اجازت دیدی کہ وہ مغلون کے بادشاہ کے پاس جو دہلی کے اطراف چند اضلاع باقی ہین۔ اون مین وہ اپنے ارادہ کو پورا کرے۔ اور انگریزون و مرہٹون کے درمیان بیچ بچاؤ کرتا رہے۔ الحاصل اس طرح سے ہیسٹنگز نے بہت سے نقصان اوٹھاکر ۱۷۸۲ء مین اس لڑائی کو صلح پر ختم کیا۔ اور بعد ہیسٹنگز کے ماخوذ ہونیکی یہی وجوہ قرار پائے۔ چونکہ کمپنی اسوقت بہت زیر بار ہو گئی تھی۔ اسلئے ہیسٹنگز نے چیت سنگھ راجہ بنارس سے ایک بہت بڑی رقم وصول کی۔ اور اودہ کی بیگمون سے بھی تقریباً دس لاکھ پونڈ حاصل کیا۔ اودہر حیدر علی کرناٹک مین انگریزون کے متفرق مقامات کی تسخیر مین مصروف ہوا۔ سر آئر کوٹ نے حیدر علی کو دبا کر پورٹ نووو مین گھیر لیا۔ اور اوسکو شکست فاش دیکر لنگر لٹا کر دیا۔ ۱۷۸۲ء مین فرانسیسون کا ایک جنگی بیڑا امیر البحر سفرن کے ماتحت ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اور انگریزون کے بیڑے سے جسکا امیر البحر سر ہیوز تھا۔ مقابلہ ہوا۔ چنانچہ ان دونون بیڑون مین پانچ بحری لڑائیان ہوئین۔ مگر فتح انگریزون کے سر رہی ۱۷۸۳ء مین پوسی فرانس سے ایک بڑی کمک فرانسیسی سپاہ کی لیکر آیا لیکن اسکے قبل ہی۔ دسمبر ۱۷۸۲ء مین حیدر علی اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ اب اوسکا بیٹا سلطان ٹیپو فرانسیسون کے ساتھ ہوا۔ اور گڈالور کے سامنے انگریزون کو شکست دی۔ اتنے مین یورپ سے انگلینڈ و فرانس کے درمیان مصالحت کی خبر آئی۔ جس سے سفرن تو اپنا بیڑا لیکر فرانس کو چلا گیا۔ اب سلطان ٹیپو تنہا رہ گیا۔ اور بالآخر انگریزون اور ٹیپو مین صلح ہو گئی۔ اور ۱۷۸۴ء کے موسم بہار مین وارن ہیسٹنگز بھی گورنر جنرلی کے عہدہ سے مستعفی ہو کر ولایت چلا گیا ہوس آف لارڈز مین ہاؤس آف کامنس کی طرف سے اوسپر استغاثہ دائر ہوا۔ اور مقدمہ شروع ہوا۔ بنارس لکھنؤ۔ حیدر علی مرہٹون کی سازش کے

الزام اوسپر لگائے گئے۔ اور یہہ مقدمہ سات برس تک رہا۔ آخر وہ سب الزامون سے بری ہوا۔

جسوقت ہیسٹنگز ہندوستان سے رخصت ہوا تو اوسوقت سندیہا شہنشاہ دہلی کا وزیر اعظم ہوگیا تھا۔ اور بادشاہ کو اپنے قابو مین کرکے آگرہ اور دہلی پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور ایسا خود اختیار ہوا کہ شہنشاہ دہلی کے نام سے صوبہ بنگال کا خراج کمپنی سے طلب کیا

لارڈ کارنوالس گورنر جنرل

جب ۱۷۸۶ء مین بعہد چارلس شہنشاہ انگلینڈ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے تو اوسوقت انگریزون اور ہندوستانی والیان ملک کے درمیان صلح تھی۔ مگر مرہٹون نے سرکار نظام کو اپنے ساتھ متفق کرکے ٹیپو سلطان پر ایک حملہ کیا تھا۔ اور انگریزون نے اس لڑائی مین شرکت کرنے سے انکار کردیا تھا ۱۷۹۰ء مین ٹیپو سلطان نے اپنا ایک سفیر قسطنطنیہ بھیجا جسکی آؤبھگت سلطان روم نے بہت کچھ کی۔ اور اسی سال اوس نے ایک سفیر شہنشاہ لوئی شانزدہم والی فرانس کے پاس بھی روانہ کیا تھا۔ وہان بھی اسکے سفیر کی کمال درجہ خاطر و مدارات ہوی۔ یہ دونون باتین ایسی ہوئین کہ اوسکا داغ ملک چہارم پر ہوگیا۔ اور کوئی بھی اوسکی نظر مین نہین سماتے لگا اس اثنار مین ٹیپو سلطان نے ٹراونکور کے راجہ پر جو انگریزون کی حمایت مین تھا۔ حملہ کیا اب انگریزون کو مداخلت کرنا ضرور ہوا۔ اسلئے اونہون نے مرہٹون اور سرکار نظام کو اپنے ساتھ متفق کرکے ٹیپو سلطان پر چڑھائی کی اور ٹیپو کو مغلوب کیا۔ اور اوسکی دار السلطنت مین اوسکو محصور کرلیا۔ ایک سال تک یہ لڑائی قایم رہی۔ اسکے بعد ۱۷۹۲ء مین ٹیپو سلطان صلح پر مجبور ہوا۔ جسکے باعث اوسکا نصف ملک اوسکے ہاتھ سے نکل گیا۔

۱۷۹۳ء مین لارڈ کارنوالس اپنا زمانہ ختم کرکے ہندوستان سے رخصت ہوے۔ اور لارڈ منگٹن کے آنے تک سر جان شور (لارڈ ٹین متھ) گورنر جنرل مقرر ہوا۔ اس اثنار مین مرہٹون نے سرکار نظام پر حملہ کیا۔ اور سرکار نظام نے سر جان شور سے امداد چاہی۔ لیکن اوس نے انکار کردیا۔ جس سے مرہٹون نے سرکار نظام کا بہت کچھ نقصان کیا۔ آخر مین صلح ہوگئی۔ اسکے بعد سلطان ٹیپو نے انگریزونکے

تنگ کرنیکے لئے شاہ زمان امیر کابل سے دوستی پیدا کیا۔ اور ہندوستان پر حملہ کرنیکی اوسکو ترغیب دلائی۔ چنانچہ ۱۷۹۶ء مین شاہ زمان نے پنجاب مین سفر کیا۔ اور لاہور کو لے لیا۔ اتنے مین اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکے مغربی اضلاع مین ایرانیون نے لوٹ مار مچادی ہے۔ اب اوسکی حفاظت کے لئے ۱۷۹۸ء مین اس ہندوستان کی مہم کو ادہوری چہوڑکر شاہ زمان چلتا بنا۔ جب وہ چلا گیا تو سلطان ٹیپو نے ایک مخفی سفارت بحر ہند کے پار آئل آف فرانس مین بہیجی۔ جسکو فرانسیسی گورنر نے قبول کرلیا۔ اور ۱۷۹۹ء مین بونا پارٹ نے سلطان ٹیپو کو قاہرہ سے خط لکھا کہ مین بحر احمر کے کنارون پر بیشمار لشکر لیکر آگیا ہون۔ میری آرزو ہے کہ انگلش کے آہنی جوئے کے تلے سے آپکو نکال لون بہتر ہے کہ آپ اپنا کوئی ایجنٹ بہیجدین۔ لیکن مصر مین خود فرانسیس جلدی سے الگ ہوگئے۔ اسلئے یہہ قول و قرار بہی ناتمام رہگئے۔

لارڈ مورنگٹن (مارکوئیس آف ویلزلی) گورنر جنرل

۱۷۹۸ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ مورنگٹن (جو بعد مین مارکوئس ویلزلی ہوئے) نے کلکتہ آتے ہی اول یہہ کام کیا کہ سرکار نظام اور مرہٹون سے دوستانہ روابط بڑہائے۔ اور عہد و پیمان کرلئے۔ اور سرکار نظام کے پاس جو فرانسیسی فوج تہی وہ برخاست کردیگئی۔ اور اسکی جگہہ انگریزی فوج ملازم رکہہ لیگئی۔ مرہٹون نے وہی اپنی سابقہ فوج کو قایم رکہا۔ اب گورنر جنرل نے ٹیپو سلطان کو بہی فوج فرانسیسی کی برخاست کے لئے لکہا۔ مگر اوس نے ٹالمٹول خانہ دیا۔ ۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل نے ایسٹ انڈیا کمپنی اور اوسکے رفیق سرکار نظام اور مرہٹون کی طرف سے ٹیپو سلطان کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ بعد ازان ان تینون کی فوجین روانہ ہوئین۔ ٹیپو سلطان بہی مقابلہ کے لئے نکلا۔ خوب لڑائیان ہوئین۔ اور انگریزون نے ٹیپو سلطان کے تمام مقامات پر قبضہ کرلیا۔ ۱۷۹۹ء مین قلعہ پر حملہ ہوا۔ اور ٹیپو سلطان قلعہ کے

نوٹ: میسور جو جنوبی ہند مین واقع ہے۔ اوسکا بانی حیدر علی تہا۔ اوسکی قایم کی ہوئی حکومت صرف ۳۸ سال تک قایم رہی۔

دروازہ پر زخمی ہوکر گرا۔ ایک سپاہی نے گولی مار کر اوسکا خاتمہ کردیا۔ جنرل بیرڈ نے اوسکی نعش کو پالکی مین رکھوا کر اوسکے محل مین بھجوادیا۔ دوسرے دن اوسکا جنازہ قلعہ سے لعل باغ مین پہونچایا گیا جہان وہ اپنے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۸) کیونکہ حیدر علی کے بیٹے ٹیپو سلطان کی وفات کے ساتھ ہی میسور کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

حیدر علی کے حسب و نسب کی نسبت موخین مین باہم اختلاف ہے۔ ایک موخ اوسے نسل قریش سے بتلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ حیدر علی کا جدامجد جسکا نام جیون تھا۔ اور جو اپنے کو کعبلی کی اولاد مین سے بتاتا تھا۔ بغداد سے امیر مین آبسا تھا۔ جہان اوسکو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جسکا نام ولی محمد رکھا گیا جس اور اوسکے ماموں سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ جسکے بعد وہ کلبرگہ کو نقل سکونت کرکے میسور کی مشرقی حد مین مقام کولار جا بسا۔ اور ۱۶۱۰ء کے قریب انتقال کیا۔ اسکے چار بیٹے تھے جنمین سب سے چھوٹے بیٹے کا نام فتح محمد تھا۔ جو فوج مین بھرتی ہوکر گنجی کوٹہ کے محاصرہ مین نام پیدا کیا۔ سیرا کے صوبہ دار نے خوش ہوکر اوسکو نایک کے عہدہ پر ترقی دی۔ اسکے بعد فتح محمد کو صوبہ داروں کی جلد جلد تبدیل ہونے کے باعث اکثر کاٹ اور چتلدرگ مین فوجی خدمت پر جانا پڑا۔ وہان بھی اس نے بہت کچھ شہرت و نامور حاصل کی۔ اور آخر کار جب وہ میسور آیا تو اوسے یہان فوجدار (سپہ سالار) کے منصب پر مامور کردیا گیا۔ اور بارڈمی کوٹہ جاگیر بھی عطا ہوئی۔

فتح محمد نے پہلے تو ایک سیدانی سے شادی کی۔ جسکے بطن سے تین لڑکے پیدا ہوے۔ دوسری دفعہ اوس نے ایک شخص کے دو بیٹیون کیساتھ شادی کی۔ انمین سے چھوٹی مہین کے بطن سے دو بیٹے شہباز عرف آملیل اور حیدر علی پیدا ہوے مسٹر ولکنس مصنف تاریخ جنوبی ہند لکھتے ہین کہ حیدر علی کا جدامجد محمد بھلول پنجاب کا ایک مسلمان فقیر تھا۔ جو اپنے وطن کو خیرباد کہکر اپنے دو بیٹون علی محمد اور ولی محمد کیساتھ جنوبی ہند مین چلا آیا۔ اور ریاست حیدرآباد کے شہر الند مین سکونت اختیار کی۔ پھر اس شہر سے علی محمد اور ولی محمد نقل سکونت کرکے سیرا رافع میسور کے صوبہ دار کے پاس پہونچے اور فوج مین بھرتی ہوگئے۔ جہان سے وہ کولار مین جا بسے۔ یہان علی محمد کا انتقال ہوگیا۔ مگر اوسکی بیوہ بیوی اور بیٹے فتح محمد کو اوسکے بہائی ولی محمد نے گھر سے نکال دیا۔ لیکن یہ حسب و نسب زیادہ درست نہین معلوم ہوتا کیونکہ موخین کی کثرت رائے اسکے خلاف ہے۔

باپ حیدر علی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اوسکے جنازہ کے ساتھ انگریزی فوج کی چار کمپنیاں تھیں جب جنازہ لال باغ کی پھاٹک پر پہونچا تو فوج نے سلامی اوتاری۔ اور تدفین کے دفن ہونے پر ۱۲ ہزار روپیہ

بقیہ فوٹ صفحہ (۶۲۹) الحاصل اورنگ زیب کے عہد میں سیرا (جو سلطنت دہلی کے نائب سلطنت کا پیشتخت قرار دیا گیا تھا) پر دلاور علی خان نائب السلطنت کے عہدہ پر مامور تھا۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا عبدالرشید خان نائب السلطنت کی منصب پر قایم ہوا۔ اور فتح محمد اوسکے دربار میں ملازم تھا۔ اسکے بعد سعادت اللہ خان نواب ارکاٹ سے جو طوائی جنگ اوسمیں فتح محمد اور عبدالرشید خان دونوں مارے گئے۔ اور عبدالرشید خان کی جگہ جو صوبہ دار مقرر ہوکر آیا اوس نے فتح محمد کی بیوی اور بچوں کو ستا کر اپنے ملک سے نکالدیا۔ اب یہ مفلوک الحال خاندان دکن کو خیرباد کہکر بنگلور میں جا بسا۔ جب فتح محمد کا بڑا بیٹا شہباز سن بلوغ کو پہونچا تو بنگلور کی فوج میں ملازم ہوا۔ اور اپنی حسن لیاقت سے جلد جلد ترقی کر کے منصبداروں میں داخل ہوگیا۔ اسکو دو سو سواروں اور ایک ہزار پیادوں کی منصبداری ملگئی۔ جب میسور کے دیوانی نے قصبہ دیوان ہالی کو جو بنگلور سے ۲۲ میل شمال کو واقع ہے۔ فتح کرنیکے لئے فوج روانہ کی تو اوسمیں شہباز کے سوار اور پیادے بھی شامل تھے۔ یہاں شہباز کا بھائی حیدر علی بھی اپنے بھائی سے آملا۔ اگرچہ حیدر علی اسوقت فوج میں ایک والنٹیر کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ لیکن اپنی مردانگی اور بہادری سے بڑا نام پیدا کیا۔ اس زمانہ میں ریاست میسور کا وزیر ناتراج تھا۔ جو حیدر علی کی دلاوری سے خوش ہوکر اوسکو ایک چھوٹی سی فوج کا کمانڈر بنادیا۔ اسکے بعد حیدر علی ناتراج وزیر میسور کے حکم سے مختلف لڑائیوں میں شریک رہا۔ اور ہمیشہ کامیابی حاصل کی۔ اور بہت سا روپیہ جمع کیا۔ اسوقت اسکے پاس اوسکی غیر تعلیم یافتہ فوج کے علاوہ پندرہ سو سوار اور تین ہزار پیادے ہوگئے۔ حیدر علی بذات خود جاہل مطلق تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے اوسکو ایک مرہٹہ برہمن کہانڈے ملگیا۔ جو ایک تعلیم یافتہ شخص تھا۔ اوس سے حیدر علی نے کچھ پڑھ لکھا۔ بعد ازاں حیدر علی دندیگل کا فوجدار بنادیا گیا۔ یہاں وہ پہونچکر پانڈیچری سے فرانسیسی سپاہیوں کو بلایا۔ اور اونکی مدد سے سامان جنگ کا ایک کارخانہ کھولا اور اوس فوج کے سرداروں اور امیروں کو توڑ کر بہت سی دولت جمع کی۔ اور فوج کی تعداد بھی بڑھائی۔

غریبون کو تقسیم کیگئے۔ اسکے بعد لارڈ مورنگٹن نے ٹیپو سلطان کی سلطنت کے کچھ حصے آپ لئے اور کچھ سرکار نظام اور مرہٹون کے لئے گئے۔ اور جو حصہ کہ باقی رہا اوسمین اوس راجہ کی سلطنت قائم کیا

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۰) اس اثنا مین بالاجی راؤ پیشوا فوج لیکر پایہ تخت میسور مین آگیا۔ اور رقم کا مطالبہ کیا جسمین ۵ لاکھ نقد دیدیگئے۔ اور باقی رقم کی کفالت مین چند اضلاع اوسکے سپرد کئے گئے۔ اتنے مین دیوراج اور نانراج مین جھگڑا پیدا ہوگیا جسکے باعث حیدر علی میسور طلب کیا گیا۔ یہان جب وہ آیا تو فوج کو تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بغاوت پر آمادہ پایا۔ آخر اوذکی نہایش کرکے اور کچھ روپیہ دے دلاکر بغاوت کو رفع کیا۔ اور چار ہزار سپاہ کو تخفیف کردیا۔ جب مرہٹون کی سپاہ اپنے ملک کو واپس چلی گئی تو حیدر علی نے ضلع بدنہ کی مالگزاری ادا کرنے مین ڈھیل کی اسپر پیشوا ناراض ہوگیا۔ اور ایک فوج گوپال ہری کے سپہ سالاری مین میسور پر روانہ کی جس نے آتے ہی بنگلور کا محاصرہ کرلیا۔ اب حیدر علی نے اپنے ایک افسر لطف علی بیگ کے ذریعہ پیشوا پر حملہ کیا۔ جس سے گوپال ہری نے بنگلور کا محاصرہ اوٹھا دیا۔ اور آخر کار ۳۲ لاکھ روپیہ پر تصفیہ ہوگیا۔ اور مرہٹون کی فوج واپس چلی گئی۔ اسکے بعد حیدر علی سرنگاپٹم پہونچکر وہان کے راجہ سے فتح حیدر بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ اسی زمانہ مین چکا کرشنا راج والی میسور کی والدہ نے جو نانراج کی وزارت و خودمختاری سے مجبور تھی۔ اپنے مشیر کہانڈے راؤ کے ذریعہ حیدر علی کو ہموار کرکے نانراج کو وزارت سے موقوف کرائی۔ لیکن اب بجائے نانراج کے اوس رانی کو حیدر علی کا دست نگر بننا پڑا۔ جب اوس نے دیکھا کہ ایک بلا سے چھوٹ کر دوسری بلا مین مبتلا ہوئی تو اب اوس نے اوسی کہانڈے راؤ کے ذریعہ حیدر علی کی قوت توڑنے کے لئے مرہٹون سے سازش کی اور حیدر علی جسوقت کہ سرنگاپٹم مین تھا۔ تو مرہٹون نے رانی کی جب ایما ایک دم اوسپر چڑھ دوڑے۔ اور حیدر علی گھبراکر یہان سے بھاگا اسی زمانہ مین پیشوا کی فوج نے پانی پت کے میدان مین احمد شاہ درانی کے ہاتون شکست پائی اور اس خبر کے سنتے ہی مرہٹون کی فوج جو حیدر علی کے تعاقب مین تھی وہ پونہ طلب کرلیگئی۔ اب حیدر علی کو کچھ اطمینان حاصل ہوگیا۔ تو وہ کہانڈے راؤ کے سر پر پہونچا اور نانراج کو مسند باغ دکھلاکر بوائی کا خطاب خود حاصل کیا۔ اور کہانڈے راؤ کے تمام مقبوضہ قلعون پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد

جسکو حیدر علی نے خارج کیا تھا۔

جب میسور کی ریاست کے ٹکڑے ہو گئے تو گورنر جنرل نے دو بڑی نوقندین آگے لگائین۔ اول یہ کہ

تقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۱) میسور کے راجہ نے کہانڈے راؤ کو حیدر علی کے حوالہ کر دیا۔ حیدر علی نے اوسکو ایک آہنی پنجرہ مین بند کر کے مارڈالا۔ پھر اوس نے نواب صلابت جنگ بہادر سے حیدر علیخان بہادر کا خطاب حاصل کر کے بیجاپور راے درگ۔ سرپان ہالی چیتل درگ کے خودمختار سردارونکو اپنا مطیع و باجگذار بنایا۔ اور سیرا پر بھی قبضہ کر لیا بعد ازان شہر بدنور کو فتح کیا۔ جہان اوسکو ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کی دولت ملی حیدر علی نے بدنور کا نام حیدر نگر رکھا۔ اب حیدر علی نے نواب سوانور کے ملک پر چڑھائی کی اور قلعہ دھارواڑ کو لے لیا۔ اسکے بعد پیشوا نے حیدر علی پر یورش کی اور چارون طرف سے اوسکو محصور کر لیا۔ آخر صلح پر اس جنگ کا خاتمہ ہوا۔ جب حیدر علی کو پیشوا سے رسنگاری ملی تو اوس نے بلیبار کو تصرف مین لایا۔ اور راجہ چکا کرشنا راے کے مرنے پر اوسکے بیٹے نانراج کو حیدر علی نے گدی پر بٹھایا۔ مگر کل اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھا۔ چند روز کے بعد اوسے معلوم ہوا کہ نانراج خودمختاری کی فکر مین ہے تو فوراً اوسکی ذاتی جائداد ضبط کر کے اوسکے محل کو لٹوا دیا۔ ۱۷۶۵ء مین انگریزون حیدر علی اور سرکار نظام کے خوب جنگ ہوی۔ اور ان لڑائیون مین طرفین کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ آخر ۲۹ مارچ ۱۷۶۹ء کو حیدر علی اور انگریزون کے درمیان صلحنامہ مرتب کیا گیا۔ جسکی رو سے ایک نے دوسرے کا ملک جس پر کہ جنگ مین قبضہ کر لیا گیا تھا واپس کر دیا۔ اسکے بعد مادھوراؤ نے حیدر علی پر چڑھائی کی۔ اور اوسکے شمالی اور مشرقی اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ اور خاص خاص قلعون مین اپنی فوج تعینات کر دی۔ اور میلکوٹی کے مندر کو (جو فرقہ سری وشنو برہمنون کا معبد تھا) مرہٹون نے خوب لوٹا پھر حیدر علی نے صلح کر لی۔ اور ۱۲ لاکھ روپیہ نقد مرہٹونکے حوالہ کیا۔ اور باقی کے عرض کچھ اضلاع رہن کر دیے۔ اس عرصہ مین حیدر علی کو معلوم ہوا کہ میسور کا راجہ نانراج مرہٹون سے سازش رکھتا ہے۔ اسلیے اوسکو گدی سے اوتار کر اوسکی جگہہ اوسکے بہائی چامراج کو بٹھا دیا۔ ۱۷۶۶ء مین (جبکہ پیشوا نارائن راؤ کے وفات پر اوسکی جانشینی کے لئے پونہ مین جھگڑا برپا تھا) حیدر علی نے کورگ پر چڑھائی کی۔ اور اوسکو فتح کر کے وہان کے راجہ کو قید کر کے سرنگاپٹم روانہ کیا۔ اور پھر بعجلت تمام اوس نے بلیبار کو فتح کر لیا۔ ۱۷۶۷ء مین راجہ چامراج کے

کرادس نے اپنے ایک دیرینہ دشمن کو ہٹایا۔ جسکی والاجاہی نے بیس برس تک دکن کے درمیان انگریزون کے ممالک مقبوضہ کو معرض خوف خطر مین ڈالے رکھا تھا۔ اور دکن زیرین کے ساحل بحر پر پوری حکمرانی حاصل کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۲) مرنے پر حیدر علی نے ایک کمسن لڑکے کو چاملراج کے نام سے گدی نشین کیا۔ اسکے بعد بلہاری کو لے لیا۔ اور کشتی پر چڑھائی کرکے اوسکو بھی حاصل کیا۔ اور وہان کے راجہ مراری راؤ کو قید کرکے سرنگاپٹم بھیجدیا۔ پھر چیتلدرگ پر قبضہ کرکے وہان کے پالیگار کو بھی قید کرلیا۔ بعد ازان کڈپہ کے نواب عبدالحلیم خان پر چڑھائی کی نواب اپنے مین مقابلہ کی قوت نہ پاکر صدہوٹ بھاگ گیا۔ لیکن بعد مین معہ خاندان گرفتار ہوگیا۔ حیدر علی نے اوسکو سرنگاپٹم مین قید کرکے اوسکی خوبصورت بیگم سے شادی کرلی۔ اور اوسکا نام بخشی بیگم رکھا۔ کہتے ہین کہ حیدر علی اس بیگم کو بہت چاہتا تھا۔ جب وہ مرگئی تو اوسکا مقبرہ ویلور مین تیار کرایا۔ جو ابتک موجود ہے۔ الحاصل اس فتح کے بعد حیدر علی کا رعب چارون طرف چھاگیا۔ اور اوس نواح مین سب نے اوسے اپنا فرمانروا تسلیم کرلیا۔ اب حیدر علی نے اپنے مختلف صیغون کے انتظام کے طرف توجہ مبذول کی۔ اور میر محمد صادق کو وزیر مال کا منصب عطا کیا۔ اور شامایا برہمن کو پولیس کا افسر اعلےٰ مقرر کیا۔ اور نواب سوانور کے بڑے بیٹے کو اپنی بیٹی دی۔ اور اوسکی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے کریم کیساتھ کیا۔

۱۷۶۷ء مین حیدر علی نے میسور کے خاص خاص مقامات کو مستحکم کرینیکے بعد انگریزون پر چڑھ کرنیکی تیاریان کین۔ اور ۸۴ ہزار فوج فراہم کرکے معہ فرانسیسی سپاہ کے جولائی ۱۷۶۷ء مین پہاڑی درون کو عبور کرکے آگے بڑہا۔ اور جو ملک سامنے آیا اوسکو برباد کرتا ہوا سینٹ ٹامس تک پہونچا۔ اور اپنے بیٹے کریم کو پورٹو نووو پر (جو پانڈیچری کے جنوب مین ہے۔) حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پھر یہان سے حیدر علی نے ارکاٹ کا رخ کیا۔ انگریزونکی فوج سر ہیکٹر منرو کے زیر کمان آپہونچی۔ اور ارکاٹ کا محاصرہ اوٹھا دیا۔ اتنے مین مدراس کا سپہ سالار بھی انگریزی فوج کی مدد کے لئے پونجی ورم آپہونچا۔ اور کرنیل ولی بھی کورٹیلا پر پہونچکر دریا کے جنوبی کنارے پر لشکر ڈالدیا۔ یکایک بارش ایسی ہوئی کہ دریا مین سیلاب آگیا۔ جسکی وجہ سے کرنیل ولی عبور نکرسکا۔ اب حیدر علی نے اپنے دوسرے بیٹے ٹیپو کو دشمن کی فوج کی نقل و حرکت کی اطلاع دینے کے لئے پرمباکم بھیجا۔ حاصل کلام طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اس اثنار مین کرنیل ولی زخمی ہوگیا۔ اور حیدر علی متواتر ۱۳ حملے

جسکے سبب سے فرانسیسیونکی مداخلت کا اندیشہ بہت کم ہوگیا۔ دوم سب سڈیری عہد وپیمان تمام والیان ریاست کے روبرو (جن سے کوئی بھی تعلق انگلش گورنمنٹ کا ہے) پیش کیا گیا۔ جسکا مطلب

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۳) ایسے کہ انگریزی فوج مین بھاگڑ مچگئی اور کرنیل بیلی مجبور ہوکر صلح کا جھنڈا بلند کردیا۔ لیکن حیدر علی نے کچھ لحاظ نہ کیا اور آگے بڑہکر انگریزی سپاہ کو قتل کرنا شروع کیا۔ کہتے ہین کہ اگر لالی اور پورن (جو فرانسیسی افسر تھے) حیدر علی کو اس حرکت سے منع نکرتے تو انگریزی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا۔ تب بھی اس لڑائی مین (۷۰۰) یورپین قتل ہوے۔ اور باقی سپاہ معہ کرنیل بیلی و میجر ڈیوڈ بیرڈ کے گرفتار کرلئے گئے۔ جنکو حیدر علی نے بعد مین قتل کرادیا۔ اسکے بعد حیدر علی فرانسیسی انجینیرونکی مدد سے قلعۂ ارکاٹ پر قبضہ کرلیا۔ جب یہہ خبر مسٹر ہیسٹنگز گورنر جنرل نے سراپی کوٹ کے ماتحت ایک شائستہ فوج روانہ کی۔ اور انگریزی جہازون کا بیڑا معہ سر ایڈورڈ ہوگھ کے مدراس آپہونچا۔ چلا مہم پر دونون طرف سے لشکر کشی کی تیاریان شروع کیگئین۔ جب دونون فوجون مین مقابلہ ہوا تو سراپی کوٹ غالب آیا۔ اور موتی پالیام پر قبضہ کرلیا۔ حیدر علی کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ اسکے بعد بھی متعدد لڑائیان ہوئین جنمین طرفین کا سخت نقصان ہوا لیکن حیدر علی نے بہت سے ملک ادہر ادہر سے فتح کرلیا۔ اس عرصہ مین حیدر علی کی پشت مین سرطان نکل آیا۔ اور چند روزہ علالت کے بعد اوس نے نرسنگہ رایا نائیت کے مقام پر (جو چتوڑ کے نزدیک ہے) اپنی فوج مین، ۷ ڈسمبر ۱۷۸۲ء م ۱۱۹۵ھ کو انتقال کیا جسکی تاریخ وفات یہہ ہے **اشعار** کز این شاہ آسودہ راچیست نام + بہ تاریخ رحلت نمودست او + یکے زانمیان گفت تاریخ ونام + کہ حیدر علی خان بہادر بگو۔

کہتے ہین کہ جب حیدر علی کے دو بڑے معتمد مشیر پرنیا اور کرشنا راؤ کو حیدر علی کے موت کی خبر ہوئی تو انہون نے اس واقعہ کو ٹیپو سلطان کے آنے تک مخفی رکہا۔ کیونکہ ٹیپو سلطان دوسرے مہم پر گیا ہوا تھا۔ جب ٹیپو کو معلوم ہوا تو بنیاد کے مقام پر اپنے باپ کے لشکر سے آملا۔ ٹیپو سلطان ۱۷۵۳ء مین فخر النساء دختر معین الدین (جو چند سال تک کڑپہ کے صوبہ دار تھے) کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اور دیوان ہالی مین ایک فقیر رہتا تھا۔ جسکا حیدر علی بہت معتقد تھا۔ چنانچہ اوس فقیر کے نام پر اسکا نام ٹیپو سلطان رکھا گیا۔

یہہ تھا کہ تمام والیان ریاست اپنی فوج کو کم کریں۔ اور بیرونی محافظت۔ اور اندرونی امن وعافیت کے لئے سب سے زیادہ زبردست قوت انگریزی پر اعتبار کریں گورنمنٹ انگریزی اونکے لیے سپاہی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۴) اس اثنا میں جنرل مذکور نے شیخ ایاز صوبیدار بیدنور کی سازش سے بیدنور پر قبضہ کرلیا۔ اور شیخ ایاز تمام خزانہ وزر وجواہر لیکر یہہ بھاگ گیا۔ جب یہہ خبر ٹیپو سلطان کو ہوی تو اوس نے فوراً دہوا کیا۔ اور بیدنور کو انگریزونکے قبضہ سے چھین لیا۔ اور جنرل مذکور۔ اور اوسکے افسرون کے پاؤن مین بیڑیان ڈالکر سرنگاپٹم بھیجدیا۔ جہان وہ تمام مارے فاقونکے ہلاک ہوگئے۔ اسکے بعد ٹیپو سلطان نے منگلور کا محاصرہ کرکے اوسکو لیا۔ اور انگریزی فوج وہان سے مجبور ہوکر ٹیلی چری کو چلی گئی۔ ٹیپو نے اس فتح کی یادگار مین تیس ہزار عیسائیونکو جو ساحل سمندر پر رہا کرتے تھے۔ جلاوطن کیا۔ اور میسور کی سرزمین مین لیجاکر جبراً اسلام قبول کرایا۔ اور اونکو اپنی فوج مین بھرتی کیا۔ اور اسی فرقہ کے لوگون کو تحمدی لقب دیا گیا۔ پھر ٹیپو نے کورگ کے ملک کو تباہ کیا۔ ادہر انگریزون نے کرنل فلرٹن کے ماتحت ٹیپو کے ملک پر فوج بھیجی۔ جس نے کوئمبتور اور مدورہ کے بہت سے مقامات پر قبضہ کرلیا۔ مگر اس اثنا مین مارچ ۱۷۸۴ء کو ٹیپو اور انگریزون کے مابین عہدنامہ ہوگیا۔ جس سے کرنل فلرٹن کے مقبوضہ مقامات واپس ہوگئے۔ اب ٹیپو نے اون مرہٹہ سردارون پر فوج کشی کی جو کرشنا اور تنگبھدرا کے درمیان حکومت کرتے تھے۔ چنانچہ رامدرگ اور نارگند کو لیا۔ اور وہان کے دونون سردارون کو قید کرکے ظہیرہیجدیا۔ اور اس موقعہ پر ٹیپو سلطان نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔

۱۷۸۶ء مین انگریزون نے سرکار نظام اور مرہٹون سے اتحاد پیدا کرکے ٹیپو کے ملک پر فوج روانہ کی۔ جسمین مرہٹون کی فوج کا سپہ سالار ہری پنتھ اور نظام کا کمانیر تہور خان تھا۔ ٹیپو نے خبر پاتے ہی مقابلہ کے لئے چلا۔ اور اپنے سپہ سالار برہان الدین کو ان دونون فوجون کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور خود ادہونی پر قبضہ کرنا چاہا۔ لیکن جہابت جنگ خلف بسالت جنگ نے قلعہ کو بچالیا۔ جب ٹیپو وہان سے چلاگیا تو جہابت جنگ نے تمام محلات کو لیکر حیدرآباد چلا آیا۔ اور قلعہ خالی چھوڑدیا۔ یہ خبر ٹیپو کو ہوی تو اونہونے ادہونی پر اگر قبضہ کرلیا۔ اور وہان سے نکلکر قلعہ سوانور کو لے لیا۔ پھر ۱۷۸۸ء مین مرہٹون سے صلح کرلی۔ اور ہونی دنارگند وغیرہ کے علاقے واپس دیدیا۔ اور سرنگاپٹم آکر میسور کے پرانے شہر کو مسمار کیا۔ اوسکے بعد ملبار۔ کالی کٹ

ایک تعداد معین بہرتی کرکے اوسکو قواعد دان بنائینگے اور اوسکی تنخواہ کا خرچ رئیسون کو ادا کرنا پڑیگا۔
اس سب سڈیری عہد و پیمان کو والی اودھ اور نظام حیدرآباد نے بلا عذر قبول کرلیا۔ اور ۱۸۰۰ء میں

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۵) کوئی بورم وغیرہ کا انتظام کرکے ۱۷۸۷ء میں ایک سفیر سلطان روم کے پاس اور دوسرا سفیر پیرس کو بھیجا۔ ان دونون سفیرون کی وہان پر خوب آؤ بھگت ہوی۔ جب وہ خوش خوش واپس آئے تو ٹیپو کا دماغ عرش بریں پر پہنچگیا۔ ۱۷۹۰ء میں ٹیپو نے قلعہ ٹراونکور پر حملہ کیا۔ (جو انگریزون کی سرپرستی میں تھا۔) اور ٹراونکور کی فوج نے اوسکو پسپا کردیا۔ لیکن آخر میں ٹیپو غالب آیا۔ اور مندرون و مکانات وغیرہ کو آگ لگادی۔ اتنے میں بارش اس زور سے ہوئی کہ لڑائی تھم گئی۔ اور ٹیپو پالی گہاٹ کیطرف واپس لوٹا۔ اور جنرل میڈوز گورنر مدراس نے کروہ پالگہاٹ فتح کرلیا۔ اسی عرصہ میں ٹیپو بھی مقابل آگیا۔ اور طرفین سے ہنگامۂ جدل برپا ہوا۔ مگر انگریز غالب رہے۔

جنوری ۱۷۹۱ء میں لارڈ کارنوالس گورنر جنرل نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ اور بنگلور کا محاصرہ کرنا چاہا مگر ٹیپو بہت کچھ مزاحم ہوا۔ اور کئی لڑائیان ہوئیں مگر لارڈ کارنوالس نے بنگلور پر قبضہ کرلیا۔ اور یہان سے پھر سرنگاپٹم کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا۔ یہان بھی خوب جنگ ہوا مگر رسد کی کمی کی وجہ سے لارڈ کارنوالس کو ناکام واپس لوٹنا پڑا۔ جسکی وجہ سے ٹیپو کے سر سے بلا ٹلگئی۔ ادہر لارڈ کارنوالس نے بنگلور پہونچکر مرہٹون کو ۴۰ لاکھ روپیہ قرض دیا۔ اور انکی فوج کو شمال و مشرق ملک کی تسخیر کے لئے مامور کرکے نظام کی فوج کو شمال مغربی ملک کے فتح کرنیکے لئے مقرر کیا۔ اور خود بارہ محل کو روانہ ہوا۔ جب ٹیپو نے یہہ خبر سنی تو اوس نے کوئمبتور کے قبضہ کے لئے اپنے سپہ سالار قمرالدین کو روانہ کیا۔ جس نے بہت بڑی محنت سے اوس پر قبضہ پایا۔ اور ادہر انگریزی فوج نے اول تو اندیڑ درگ کے قلعہ کو لیا پھر سواندرگ کے قلعہ کو فتح کرکے زمین سے ملادیا۔ بعد ازان۔ اترادرگ کے قلعہ کو حاصل کیا۔ اور اوسکے ساتھ چند چھوٹے چھوٹے قلعون کو بھی تسخیر کرلیا اور اس سے فارغ ہوکر لارڈ کارنوالس نے ۵ فروری ۱۷۹۲ء کو سرنگاپٹم سے ۶ میل کے فاصلہ پر اپنا لشکر ڈالا۔ یہان نظام کی فوج سمیت سر جان کیناٹ سے رزیڈنٹ حیدرآباد کے اعلی سب گورنر جنرل نے اپنی فوج کو تین حصون میں تقسیم کرکے حملہ کردیا۔ اور پہلے ہی حملہ میں سرنگاپٹم کے مشرقی حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اس پر طرہ غضب یہہ ہوا کہ جو فوج اہل کورگ سے بنائی گئی تھی وہ ٹیپو سے علیحدہ ہوکر انگریزون سے ملگئی

سرکار نظام نے برٹش گورنمنٹ کو ہمیشہ کے لئے بہت سے اضلاع اپنی ریاست کے سب سڈیری فوج کی تنخواہ کے لئے دیدئے۔ اور نواب وزیر اودہ نے بھی اپنے سرحد کے سارے اضلاع کمپنی کے حوالے کئے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۶) کیونکہ ٹیپو نے اسکے قبل اہل کورگ پر بہت کچھ ظلم وستم توڑے تھے۔ اور اونکے سردار ویراراج کو مدتوں میسور میں قید رہنا پڑا تھا۔ اب وہ سردار انگریزوں کا طرفدار ہوکر سامان رسد اور فوجی مدد دینے لگا۔ الحاصل اس موقع پر ٹیپو نے بہت کچھ زور مارا مگر کچھ نہو سکا۔ اور انگریزوں کے آگے اوسکی ایک نہ چلی۔ اتنے میں بمبئی سے ۲۰ ہزار یورپین اور ۴۰ ہزار دیسی فوج جنرل ایبرکرامبائی کے زیر کمان لارڈ کارنوالس کی مدد کو آگئی۔ جس سے ٹیپو کے ہاتھ پاؤں پھول گئے آخر مجبوراً ان شرایط پر ٹیپو کو صلح کرنا پڑا۔ (۱) ٹیپو سلطان اپنا آدھا ملک دیدے (۲) تین ملین سے زیادہ روپیہ اخراجات جنگ کی عوض ادا کرے (۳) جتنے آدمی اوس نے انگریزوں یا اونکے مددگاروں کے جنگ میں قید کرلئے ہیں اون کو رہا کردے۔ (۴) اپنے دونوں بیٹوں معزالدین اور عبدالخالق کو انگریزی لشکر میں بطور یرغمال کے بھیجدے۔

الحاصل ایک ملین روپیہ تو اوسیوقت انگریزوں کو دیا گیا۔ اور باقی روپیہ کے لئے ٹیپو نے اپنی رعایا سے بہت سختی کی۔ اور اونکو بالکل مفلس بناکر وصول کیا۔ جب پورا روپیہ انگریزوں کو وصول ہوگیا تو ۱۷۹۲ء میں معزالدین اور عبدالخالق (جو میجر ڈوڈن کی نگرانی میں تھے) واپس کردئے گئے۔

اوس کے بعد لارڈ کارنوالس ولایت چلے گئے۔ اور سرجان شور گورنر جنرل ہوے۔ یہہ بھی رخصت ہوئے۔ اور لارڈ مورنگٹن گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اس عرصہ میں ٹیپو سلطان نے زمان شاہ امیر افغانستان۔ اور سلطان سلیم شاہ روم۔ نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس یہ تینوں کے پاس اپنے سفیر بھیجکر امداد کی درخواست کی۔ اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکالدینے کی کوشش کرنے لگا۔ یہہ زمانہ وہ تھا کہ نپولین تمام یورپ فتح کرنیکے ارادہ سے نکلا تھا۔ جس سے انگریزوں کو خوف ہوا کہ کہیں شہنشاہ فرانس مصر کے راستے سے ہندوستان کو کوئی فوج روانہ نہ کردے۔ اسلئے گورنر جنرل نے فرانسیسوں کی قوت توڑنے کے لئے ہندوستانی والیان ریاست سے عہدنامہ پیمان کرنے شروع کیا۔ اور اون دنوں اوسکے پاس جو فرانسیسی سپاہ و افسر ملازم تھے۔ اونکے نکالنے کے درپے ہوا

جسمین روہیلکھنڈ بھی شامل تھا۔ اب اس کارروائی سے برٹش گورنمنٹ کے ملک مین بہت بڑی افزودنی ہوگئی۔ لیکن اس عہدوپیمان مین مرہٹے شریک نہین ہوے۔ اسوقت مرہٹون کے تین

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۷) چنانچہ گورنر جنرل کے کہنے کے موافق نہ اول سرکار نظام نے اپنے پاس سے فرانسیسیونکو علیحدہ کیا۔ مگر مرہٹے اس بات کو قبول نہ کیے۔ اور ٹیپو سلطان تو بالکل ٹالتا رہا۔ حالانکہ گورنر جنرل نے اس بارہ مین ٹیپو کے ساتھ بہت کچھ مصلحت آمیز مراسلت کی۔ مگر تمام بیسود رہی۔ بلکہ گورنر جنرل کی تحریرات کے جوابات ٹیپو کے پاس سے نہایت گستاخانہ طریقہ سے وصول ہوے۔ آخر مجبوراً گورنر جنرل نے ۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی اور اوسکے رفیق نظام و مرہٹون کے طرف سے ٹیپو سلطان کی خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور جنرل ہیرس ۱۵ ہزار پیادے نو ہزار ۹ سو سوار ۹ سو یورپین توپخانہ مین ۲۵ سو لشکری اور ہراول ایک موتین لیکر میسور کے طرف بڑہا۔ اور سرکار نظام کے طرف سے ۱۶ ہزار خراجگذار فوج (۱۶۰۰۰) فرانسیسی جوان ۶ ہزار غیر قواعدان سپاہ ہمراہ ہوی۔ ان دونون کا ٹوٹل جو میدان مین لوسکتی تھی ۴۰ ہزار تھا۔ مزید برآن بمبئی کے (۶۴۰۰) جوان جنرل اسٹوارٹ کے زیر کمان بھی پہنچ گئے۔ اسوقت ٹیپو کے پاس ۳۳ ہزار پیادے ۱۵ ہزار سوار ایک زبردست توپخانہ موجود تھا۔ طرفین سے خوب مقابلہ ہوے۔ اول تو ٹیپو کا سپہ سالار محمد رضا مارا گیا۔ جسکا صدمہ ٹیپو کو بہت سخت ہوا۔ اسکے بعد انگریزی فوج نے بڑہتے بڑہتے سرنگاپٹم کا محاصرہ کر لیا۔ آخر ٹیپو نے مجبور و پریشان ہوکر صلح کی خواہش کی۔ جنرل ہیرس نے حسب ذیل شرایط کے ساتھ صلحنامہ مرتب کرکے ٹیپو کے پاس روانہ کیا۔

(۱) ٹیپو سلطان اپنا نصف ملک انگریزون اور اونکے رفیقون کے حوالہ کردے۔ (۲) دو ملین روپیہ مصارف جنگ کے لئے ادا کرے۔ (۳) اس روپیہ کا نصف فی الفور ادا کرے (۴) باقی نصف چھ ماہ کے اندر ادا کرے (۵) تمام قیدیان جنگ کو رہا کردے (۶) اپنے دو بیٹے اور چار بڑے سردارون کو انگریزی لشکر مین بطور یرغمال کے بھیجدے (۷) صلح ۲۴ گھنٹہ کے اندر ہو جائے۔

لیکن ٹیپو سلطان نے اس صلح نامہ کے شرایط کا کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ یہ عہدنامہ اوسکی تباہی کا پیش خیمہ تھا۔

بڑے سردار سندیہیا - ہلکر اور اچھنا گپور آپس مین اپنی اپنی قوتیت و برتری کے لئے ہتیار چلا رہے تھے۔ اور ان تینون سردارون کا افسر پیشوا جو پونہ مین رہتا تھا - اوسکو بھی یہہ تینون ملکر ڈراتے دھمکاتے تھے۔ اس اثنا مین ہلکر نے پیشوا پر چڑھائی کی۔ (کیونکہ پیشوا نے ہلکر کے بھائی کو بڑے ظلم سے مارا تھا۔) اور پیشوا کی امداد پر سندیہیا آگیا۔ طرفین مین ایک جنگ عظیم ہوی سندیہیا کو شکست ہوگئی۔ اور پیشوا بھاگ کر ایک قلعہ مین جا چھپا۔ اور وہان سے اپنا ایک ایلچی انگریزون کے پاس بمبئی بھیجکر امداد کی درخواست کی اور خود بہت جلد بمبئی سے بسین جا پہنچا۔ اور سر ہیٹلے پیری عہد و پیمان پر راضی ہوگیا۔ گورنر جنرل کا تو مقصد اعظم یہی تھا۔ اوس نے فوراً پیشوا سے بسین مین عہد و پیمان کرلیا۔ اس کے بعد پیشوا اپنی دارالسلطنت پونہ مین انگریزی سپاہ کو ساتھہ لئے ہوے داخل ہوا۔ اس سپاہ کے کمانڈر جنرل ارتھر ولزلی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۸) اور ادہر محاصرہ کی کارروائی برابر جاری رہی۔ ٹیپو سلطان نے بھی قلعہ کی محافظت مین کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ لیکن کبتک آخر قلعہ فتح ہوا۔ اور ٹیپو سلطان قلعہ کی پہاٹک پر زخمی ہوکر مارا گیا۔ جس سے اس لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ اور ہمیشہ کے لئے اوسکا نام سلطنت سے خارج ہوگیا۔ جنرل بیرڈ نے ٹیپو کی نعش پالکی مین رکھوا کر اوسکے محل مین روانہ کردی۔ اور خاص خاص امرا کے مکانون پر حفاظتی پہرے مقرر کردیا۔ اس پر بھی خاین لوگ چور دروازے سے بہت سا مال اوڑا لیگئے۔ اور جو کچھہ اونکی دست برد سے بچا وہ کم قیمت تھا۔ علاوہ کتب خانہ کے اور جو چیزین ملین اونمین ایک تخت ایک ہودج۔ بندوق۔ اور تلوار جنمین جواہرات جڑے ہوے تھے۔ اور نقرئی و طلائی و چینی ظروف۔ قالین اور جواہرات شامل تھے۔ سرنگاپٹم کے محاصرہ مین میسور کی ۹ ہزار سپاہ ہلاک ہوی۔ اور انگریزون کی طرف سے ۸۹۲ یوروپین مارے گئے۔ اور زخمی ہوے۔ مزید برآن ۶۵۰ افسر اور ۱۹۳۹ دیسی سپاہی کام آئے لیکن کہتے ہین کہ ٹیپو سلطان کے محل مین انگریزون نے بہت سے چیزین پائین۔ جو مالیت مین ۱۶ لاکھہ روپیہ ہندوستانی سکہ میسور یا ۲۰ لاکھہ ۸۰ ہزار پونڈ کے برابر تھین۔ مزید برآن نو لاکھہ کے جواہرات بھی انگریزون کے ہاتھہ لگے تھے مال و زر کے علاوہ ۹۲۹ توپین بھی ملی تھین۔

اب تو انگریزون کی سمت سٹیڈیری فوجین چار بڑے زبردست ریاستون رمیسور۔ حیدرآباد۔ لکھنؤ۔ پونہ
مین مقیم ہوگئین جس سے ان ریاستونکے تمام جھگڑے برٹش گورنمنٹ کی ثالثی سے فیصل ہونے لگے۔ دوسرے
مرہٹے سردارون کو پیشوا کے عہدہ پیمان ناگوار گذرے۔ اور گورنمنٹ کو لکھا کہ پیشوا کو بغیر ہماری منظوری
کے عہدہ پیمان کرنیکا اختیار نہین تھا۔ اسکے بعد اونہون نے برٹش کے خلاف سازش شروع کی جسمین
راجہ ناگپور (جسکو عوام راجہ بڑار کہتے تھے۔ اور سندیہیا شریک تھے۔ ہلکر اس سازش مین شریک
نہوا۔ ان دونون نے ملکر حیدرآباد کی سرحد پر چڑھائی کی۔ چونکہ عہدہ پیمان کی رو سے حیدرآباد کی حفاظت
گورنر جنرل پر واجب تھی۔ اسلئے اوس نے اول تو سندیہیا کو اس ارادہ سے منع کیا۔ مگر جب وہ
نمانا تو جنرل ویلزلی اور جنرل لیک کے ماتحت شائستہ اور جرار فوج روانہ کی چنانچہ جنرل آرتھر ویلزلی نے
بمقام اسیسی ۱۸۰۳ء مین سندیہیا کی سپاہ پر حملہ کیا۔ اور قطعی فتح حاصل کی۔ اسکے بعد وہ بڑار کے
طرف بڑہا۔ اور ارگاؤن مین راجہ ناگپور کو شکست فاش دی۔ اور حملہ کرکے گاول گڈہ کا قلعہ
لے لیا۔ اور جنرل لیک نے حملہ کرکے علی گڈہ کو فتح کیا۔ اور دہلی مین جو سندیہیا کی سپاہ تھی اوسکو پراگندہ
کرکے دہلی کے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہ کے ذات کی محافظت اپنے ذمہ لی۔ الحاصل ان سخت
لڑائیون کا نتیجہ یہ نکلا کہ سندیہیا کی فوقیت وعلوئیت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ اور بادشاہ دہلی
سے اوسکا تعلق جاتا رہا۔ آخر سندیہیا اور راجہ ناگپور نے حسب ضابطہ بسین کے عہدنامہ کو تسلیم کیا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۳۹) کتب خانہ جو ظلی دستیاب ہوا اون کی تفصیل یہان لکھنا محض طوالت ہے۔ لیکن اونکی جملہ
تعداد (۱۰۸۷) تھی۔ ان کتابون مین سے ایک قرآن مجید جو نہایت نایاب تھا وہ تو ملکہ وکٹوریہ کے کتب خانہ مین
بھیجدیا گیا۔ باقی کتابین فورٹ ولیم کلکتہ مین داخل کردیگئین۔ ان کتابون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان مین سے
کچھ کتابین تو راجگان بیجاپور وگولکنڈا کی تھین۔ مگر زیادہ تر ٹیپو سلطان اور سراونورد کڑپہ کے لوٹ مین حیدر علی
کے ہاتھ لگی تھین۔ ۱۲ مولف۔

اور عہد و پیمان ہوئے کہ انگریزی سپاہ اونکی محافظت کرے سندیہا نے برٹش کو اپنے تمام شمالی اضلاع جمنا کے دونوطرف تھے۔ اور اپنے مغربی ساحل تک تمام بندرگاہ اور ملک مقبوضہ دیدئے۔ دہلی کا شہر جو شہنشاہ مغلیہ کا قید خانہ تھا۔ انگریزون کے حوالہ کیا۔ اور اپنے تمام فرانسیسی افسرونکو موقوف کرکے اس امر کو منظور کرلیا۔ کہ اوسکی سرحد کے قریب ایک بڑی سپاہ انگریزی کی رہا کرے جسکا خرچ وہ خود دیا کریگا۔ مراجہ ناگپور نے بڑار پر نظام کو حوالہ کیا۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ضلع کٹک دیدیا جو خلیج بنگال پر مدراس کے اضلاع بالا۔ اور بنگال کے جنوب مغربی اضلاع کے درمیان واقع تھا۔ اب صرف ہلکر اس عہد و پیمان سے علیحدہ رہا۔ اسلئے گورنر جنرل نے اوسکو بھی مجبور کیا۔ مگر جب وہ نمانا تو جنرل لیک کے ماتحت فوج بھیجی۔ جس نے نومبر ۱۸۰۵ء مین بمقام دیگ ہلکر پر حملہ کیا۔ اور اوسکی سپاہ کو منتشر کرکے شکست دی۔ اور ہلکر پنجاب مین جاکر پناہ گزین ہوا۔ لیکن پھر وہ برٹش گورنمنٹ سے عہد و پیمان کرنے پر راضی ہوگیا۔ اور اپنے ملک مین پھر آگیا۔

اب لارڈ ولزلی نے سب سڈیری عہد و پیمان کے موافق اپنی سپاہ کے ڈویژن مقرر کئے۔ جنمین ۲۲ ہزار سپاہی تھے۔ اور جنکی چھاؤنیان۔ الٰہ ہندوستانی ریاستون کے اندر یا اونکی سرحدون پر رہتی تھین۔ جو اپنی ریاستون کی آمدنی سے اوسکا خرچ دیتے تھے۔ اب آیندہ ان ریاستون مین ملاقات گورنمنٹ کے فرنگستانی افسرون کا کرکر رہنا۔ یا اونکا آپس مین اڑانا یا خط و کتابت کرنا سب کچھ ممنوع و موقوف کردیا گیا۔ اسکے بعد لارڈ ولزلی ولایت کو رخصت ہوگئے۔

لارڈ کارنوالس گورنر جنرل

۱۸۰۵ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ کارنوالس دوبارہ گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر آئے۔ مگر یہہ یہان آتے ہی تین مہینے کے اندر مرگئے۔ جس سے وہ کون نمایان کام نہ کرسکے۔ اب کچھ

مدت کے لئے جارج بارلو گورنر جنرل قرار پائے تو دیکھا کہ خزانہ خالی پڑا ہے۔ اور قرض بہت بڑھ گیا ہے۔ اور تجارتی مال کا خرید کرنا بند ہو گیا ہے۔ اسلئے۔ انہوں نے اون ہندوستانی ریاستون سے جن سے خاص عہد وپیمان نہیں تھے۔ بالکل قطع تعلق کیا۔ اور لارڈ ولزلی نے جو سندیہا کے ساتھ عہد وپیمان کرنیکا منصوبہ باندھا تھا۔ وہ چھوڑ دیا۔ اور مرہٹون کے ممالک کے متصل۔ جو چھوٹی چھوٹی ریاستین تہین۔ وہ اپنی قسمت پر چھوڑ دیگئین اور انگریزون نے اپنے اس ارادہ کا اعلان کر دیا کہ ہم لڑائی جھگڑون سے جدا رہینگے۔ اور علی العموم ہندوستان کے عام کاروبار مین شریک نہونگے۔ اور اپنے ہمسایون کے جھگڑون مین کوئی حصہ نہین لینگے۔ مگر اس پر پورا پورا عملدرآمد نہین کیا گیا۔ اگر کیا جاتا تو۔ انگریزون کی عام بے اعتباری ہو جاتی۔ اور پولیٹیکل ایجنسی جاتی رہتی

۱۸۰۷ء مین شاہ ایران۔ اور روسیون کی آپس مین لڑائی ہوی۔ جسمین شاہ ایران نے نپولین سے امداد کی درخواست کی۔ اور اسی قسم کی درخواست کلکتہ مین برٹش گورنمنٹ کے پاس بھیجی۔ اس زمانہ مین یہان ہندوستان مین تخفیف خرچ کی پالیسی غالب ہو رہی تھی۔ اسلئے شاہ ایران کی امداد کی کچھ صورت نہوی۔ لیکن فرانسیسی۔ جو اسوقت روسیون کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ وہ فوراً ایرانیون کی امداد کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اور اپنا ایک ایلچی ایران بھیجا۔

۱۸۰۷ء مین فریڈلینڈ مین لڑائی ہوی۔ جسمین نپولین کو فتح ہوی۔ اور اسکے سبب سے شہنشاہ روس کی دشمنی دوستی سے بدلگئی۔ اور فرانس روس آپس مین ایک دوسرے کے دوست ہو گئے۔ جس سے خشکی کی راہ سے ہندوستان پر حملہ ہونیکا خوف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اوسوقت سے ابتک یہہ خوف نہین دور ہوا

لارڈ منٹو گورنر جنرل

۱۸۰۷ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ منٹو گورنر جنرل ہو کر آئے۔ اور فرانسیسونکی مخالفت کی راہ کی مہم روکنے کے لئے (جو بحر اسود کے پہین کے طرف سے ہونیوالی تھی) تمام سلطنتون کے

فرمانروایون کے پاس (جو شمالی مغربی سرحد یا اوس سے پرے تھے) اپنی سفارت بھیجی - چنانچہ لاہور - سندھ
افغانستان - ایران یہ چارون ریاستون مین کلکتہ سے سفیر روانہ کئے گئے - اسکے بعد انگلینڈ سے
بھی ایران مین ایک سفیر آیا - اور بہت سی تکرارون کے بعد یہ عہد و پیمان عرب ہوے کہ انگلینڈ ایران
کی امداد - زر اور بسپاہ سے اوس حالت مین کرے کہ جب ناحق کوئی اوسپر حملہ آور ہو - افغانستان مین
جو انگریزی سفیر مونٹ سٹورٹ الفنسٹن صاحب گئے تھے - اونہون نے پشاور پہنچکر دیکھا کہ کل ملک
مین لڑائیان ہو رہی ہین - اور شاہ شجاع فقط اپنے دار السلطنت کے حواشی پر قبضہ رکھتا ہے - درانی
سلطنت پر مغرب کے طرف سے ایرانیون نے حملہ کیا ہے - اور مشرق مین اوسکو سکھون نے دبایا ہے -
جس سے سلطنت کے ٹکڑے ہو رہے ہین اور ہر ایک جگہہ جدا جدا سردار حکومت کرتے ہین - بہرحال
الفنسٹن صاحب نے شاہ شجاع سے عہد و پیمان کر لئے - مگر یہہ عہد و پیمان شاہ شجاع کے شکست پانے
سے بیکار ہو گئے - اور شجاع بھاگ کر جلاوطن ہوا - جسکو تیس برس بعد انگریزون نے تخت سلطنت
پر بٹھایا - اور اپنی سپاہ اور اوسکی جان کو ٹھکانے لگایا -

۱۸۰۸ء مین اسپین مین بلوہ و غدر ہوا - اور روس و فرانس کے درمیان کشیدگی ہو گئی - جسکے
باعث نپولین - یورپ کے کامون مین ایسا مشغول ہوا کہ اوس نے ایشیا کی مہمات کو بالکل چھوڑ دیا
اور اسکے بعد ہندوستان پر حملہ ہونیکا خوف مردہ ہو گیا -

۱۸۱۰ء مین لارڈ منٹو نے جاوا وغیرہ سے فرانسیسون کو نکال دیا - کیپ گڈ ہوپ اور موریشس پر
قبضہ کر لیا - اور ہندوستان مین کوئی ایسی ریاست باقی نہین رکھی کہ وہ اپنی قوت کو انگریزون کی قوت
کا ہمسر جانکر برابری کا دعوے کر سکے - سب بڑی بڑی ریاستین سب سندیری عہد و پیمان کی پابند تھین
مغربی وسط ہند مین بڑودہ - پونہ - حیدرآباد - اور دکن میسور اور ٹراونکور - اور شمال مغرب مین اودہ اور
اوسکے ساتھہ بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین یہ سب ایک ہی بادشاہی کے ماتحت محفوظ تھین -

البتہ انگریزی عملداری کی سرحدون سے پرے پنجاب مین رنجیت سنگھ کی سلطنت بڑھ رہی تھی۔ اور ہمالیہ پہاڑ کی جنوبی ڈھلان پر نیپال کی گورکہا اسٹیٹ تھی۔ وسط ہند مین تین ریاستین تھین جنکو برٹش ممالک گھیرے ہوے تھے۔ وہ ابھی حسب ضابطہ انگریزی تسلط کے اندر نہین آئی تھین۔ اور وہ تین خاندانون سے متعلق تھین۔ جو مرہٹون کے اتنک چلے جاتے تھے۔ گوالیار مین سندیہا۔ اور اندور مین ہلکر۔ اور ناگپور مین بھونسلا۔ ان تین مین گائکواڑ بڑودہ کے فرمانروا خاندان کا اضافہ ہوسکتا ہے گو اوسکا حال درجہ مختلف ہے۔

مرہٹون کی حدود سے پرے مغربی ریگستان کے طرف جو راجپوتون کی ریاستین تھین۔ وہ کل سب بڑی عہد و پیمان سے خالی۔ چھوڑ دیگئی تھین۔ اور ممالک متوسط کے آوارہ گرد غول صاحب ثروت و امارت ہوکر اونکو لوٹتے تھے۔ چنانچہ امیر خان ایک نام آور بہادر بڑے دل گردہ کا راجپوتانہ مین رہتا تھا جسکے پاس کم از کم تیس ہزار سپاہی تھے۔ اور اوسکے ساتھہ زبردست توپخانہ بھی تھا۔ اوسکو کسی گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اوسکی بسر اوقات صرف لوٹ مار پر منحصر تھی۔ اوسکے علاوہ دوسرے پنڈارے تھے۔ جنکا عام پسند سرغنہ چیتو تھا۔ جسکے پاس دس ہزار سوار تھے۔ اور انکا صدر مقام مالوہ تھا۔ جو زرخیز و شاداب و سرسبز اضلاع کی لوٹ گھسوٹ سے اپنا گذارہ کرتے تھے۔ اسمین شبہہ نہین کہ یہہ پنڈارے پونہ۔ ناگپور۔ گوالیار کے راجاؤن سے درپردہ سازش رکھتے تھے۔

مارکوئیس آف ہیسٹنگز گورنر جنرل

۱۸۱۴ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ مارکوئیس آف ہیسٹنگز گورنر جنرل ہند کی خدمت پر مقرر ہوکر آئے۔ اور اسی سال نیپالی افسرون نے انگریزی عملداری پر حملہ کیا۔ اور اون اضلاع پر قبضہ کرلیا۔ جو بنگال سے علاقہ رکھتے تھے۔ لارڈ ہیسٹنگز نے اون اضلاع کے خالی کرنے پر زور دیا

مگر وہ زمانے - بلکہ جنگ کی تیاری شروع کی - کیونکہ گورکھون کو یقین تھا کہ اونکے پہاڑون کے اندر انگریز نہین داخل ہو سکینگے - اب انگریزون نے تین مختلف مقامات پر جدا جدا حملہ کیا - اور انگریزی فوج نے پہاڑون کے اندر اپنا قدم جالیا - گو گورکھون نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا - مگر انگریزون نے مجبور کر دیا - آخر صلحنامہ ہو گیا - اور ہمالیہ کی ترائی کا بڑا حصہ مع متصل کے جنگل کے جو مال کی مغربی سرحد ریاست نیپال سے شمال مغرب مین دریائے ستلج تک پھیلتا ہے - برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین آیا - جس سے انگریزی سلطنت کا ڈانڈا مینڈا چینون کی سلطنت سے ملگیا -

اس اثنا مین ممالک متوسط مین لٹیرون کے غول کی تعداد - اور بیباکی و گستاخی بہت بڑھگئی - مرہٹون کے راجہ بظاہر تو پنڈارون کے حامی ہونے سے انکار کرتے تھے - مگر در پردہ اونکے مددگار تھے

* گورکھون کی قوم کوہستانی - اور میدانی ہندؤن کے باہم اختلاط سے پیدا ہوی تھی - ۱۷۶۸ء مین بنگال کے محاذی ہمالیہ پہاڑ کی جنوبی ڈھلاؤن کی مرتفع زمینون - اور دروں پر انکے ایک راجہ نے اپنا قبضہ کر لیا - اودہ اور روہیلکھنڈ کے اوپر جو سلسلہ کوہستان ہے - اوسکے شمال مغرب کے ان اضلاع مین جنمین گنگا جمنا کا پانی بہتا ہے - پنجاب کے حدود تک فوجکشی کی - اسطرح جو ملک حاصل کیگئی تھی وہ ایک شخص کے زیر فرمان نہ تھی بلکہ وہ اس گروہ کے ہاتھ مین تھی - جو غالب جرگون کے سپہ آرا افسرون کا تھا - وہ اصلی راجہ کو اپنا تابع رکھتے - اور اوسکے نام سے نیپال مین حکمرانی کرتے تھے - گورکھون کے سپاہ کی وردی و ہتیارون کی وضع وطرح فرنگستانی طرز کی تھی ہمیشہ سے گورکھے انگریزی نمونہ کی نقل فوجی کامون مین بڑی ہنرمندی سے اتارتے تھے - اور اونھون نے بہت جلد پہاڑی چھوٹے چھوٹے ریاستون کو اپنا تابع بنالیا تھا - بلکہ اون کا استیصال کر دیا تھا -

اب گورکھون نے ہمالیہ کی ترائی مین انگریزون کی عملداری مین دست درازی شروع کی - اور پہاڑی مرتفع زمینون پر قبضہ کر لیا - ۱۲ مولف

اب پنڈاروں نے مدراس پریسیڈنسی کے بعض اضلاع پر دست درازی شروع کی۔ اور بنگال کی سرحد کو بھی لوٹا۔ امیر خان جو پٹھانوں کا سرغنہ تھا اوس نے جیپور کا محاصرہ کیا۔ یہاں کے راجہ نے انگریزوں سے استعانت چاہی۔ لارڈ ہیسٹنگز نے جیپور کو اپنی حراست مین لے لیا۔ اور راجہ نا گپور سے سب سڈیری عہد و پیمان کرلئے جس سے مرہٹوں کی ریاستوں کے مجموعہ کا ایک رکن اعظم ٹوٹ گیا۔ لیکن یہ راجہ اپنے عہد و پیمان پر قائم نہ رہا۔ اور در پردہ پونہ مین پیشوا سے خط و کتابت کرنے لگا۔ اودہر پیشوا بھی سامان جنگ تیار کرنا شروع کیا۔ اور برٹش رزیڈنٹ نے سب سڈیری سپاہیون کو پونہ سے طلب کرلیا۔ جس سے پونہ مین غدر و بلوہ کا خوف ہونے لگا۔ اب پیشوا گھبرایا اور ۱۸۱۶ء مین ایک صلحنامہ پر دستخط کردیا۔ اور سب سڈیری فوج کے بڑہانے کے عوض مین ملک دیدیا اور مرہٹون کی ریاستون مین اپنی بزرگی کے دعوؤن سے بھی دست بردار ہوا۔

لارڈ ہیسٹنگز نے ریٹرون کے غولون کے انتظام پر کمر باندہی۔ اور امیر خان افغان کو بھی فہمایش کیگئی کہ وہ اپنی سپاہ کو برطرف کرے۔ اور جو ملک اوسکو دیا جائے اوسمین وہ فراغت سے حکمرانی کرے جسکی متکفل انگریزی گورنمنٹ ہوگی۔ اوس نے اس بات کو مان لیا۔ اسکے بعد جب پنڈارون کے استیصال کے لئے سندیہیا سے شرکت کی درخواست کیگئی تو وہ بادل ناخواستہ شرکت کا وعدہ کیا۔ مگر پہر اوس نے علانیہ برٹش گورنمنٹ سے دشمنی ظاہر کی۔ اور پونہ مین جو انگریزی سپاہ تھی۔ اوسپر حملہ کیا۔ ناگپور کے راجہ نے اعلان کیا کہ وہ مرہٹون کی قوم کا سردار ہے۔ اور برٹش رزیڈنسی سے لڑنے کے لئے سپاہ بہیجی۔ اگرچہ ناگپور مین کوئی سخت لڑائی نہین ہوئی۔ مگر مرہٹون کو دونون جگہہ ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ ہلکر کی سپاہ نے پیشوا کی سپاہ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن اوس نے مہیدی پور مین انگریزون سے شکست پائی۔ اب گورنر جنرل کی پالیسی جو ہندوستان مین امن و امان قایم کرنے کی تھی اوسکے برخلاف مرہٹون کی کوشش کا خاتمہ ہوا۔ اور انگریزی سپاہ نے پیشوا کا تعاقب کیا۔ اسکے ساتھ

یہی دو ایک لڑائیان ہوئین - لیکن آخر مین اوسکی سپاہ بھی پراگندہ و تباہ ہوگئی - اور اوسکے سارے قلعہ چھن گئے - اور اوسکا تعاقب یہان تک کیا گیا کہ آخر مین اوس نے ۸ لاکھ روپیہ پنشن کا مقرر ہونے پر اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کیا - اسکے بعد بٹھور مین رہنے لگا - لارڈ ہیسٹنگز نے یہہ فیصلہ کیا کہ دکن کی حکمرانی مین آیندہ اوسکا اور اوسکے خاندان کا کوئی حصہ باقی نرہے - اور اوسکا تمام علاقہ احاطہ بمبئی مین شامل کرلیا گیا - ناگپور کی ریاست نے بھی اپنے بڑے بڑے اضلاع برٹش گورنمنٹ کے حوالے کئے - ستارہ کی ریاست سیواجی کی اولاد کے لئے - از سر نو مرتب ہوی - اور راجپوتانہ کی ریاستون مین - جدا جدا راجہ مقرر ہوئے - اور برٹش گورنمنٹ اونکی محافظ و متکفل بنی اور مرہٹون کے بڑے راجہ جو چھوٹے چھوٹے راجاؤن سے خراج لیتے تھے - وہ موقوف کیا گیا - اور یہہ شرط ٹھہری کہ وہ خراج برٹش خزانہ کی توسط سے ادا کیا جاوے - ان تدابیر سے مرہٹون مین پیشوا کی حکمرانی کا چراغ بالکل گل ہوا - اور تین بڑے خاندان سندیہ - ہلکر - اور ناگپور کے بھونسلا جو اکثر برٹش گورنمنٹ کے مقابلہ مین کھڑے ہوتے تھے - وہ ہندوستان مین امن و امان رکھنے کے لئے پابند کئے گئے - اور پنڈارون کا گروہ بھی مستاصل کردیا گیا - مرہٹون کی ریاست کے لئے ملکون کے حدود بہت اچھی طرح مقرر کیگئین - اور لوٹ مار و غارتگری کا نام نابود کردیا گیا - بڑی بڑی ریاستون مین برٹش رزیڈنٹ مقرر ہوا - تاکہ وہ گورنمنٹ کی اعلےٰ خدمات کو بجا لائے - اور تمام سب سڈیری فوجین جنکا انصرام ریاستین کرین وہ ہر جگہہ برٹش کی ہدایتون کے موافق اعلےٰ ملٹری حکومت رکھین

لارڈ اھرسٹ گورنر جنرل

لارڈ اھرسٹ ۱۸۲۳ء مین بعہد جارج رابع شہنشاہ انگلینڈ (یہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے - جو اپنے باپ جارج ثالث کے ۲۹ جنوری ۱۸۲۰ء کو انتقال کرنے پر تخت نشین ہوئے تھے) گورنر جنرل ہندوستان ہوکے

اسوقت انگریزون کی ریاست محروسہ مین برہما والون نے دست درازی شروع کی۔ اور شمال شرق مین اوس ملک کو تسخیر کرنیمین مصروف ہوے۔ (جسکو اب انگریزی عملداری مین آسام کا صوبہ کہتے ہین۔ جو منی پور کے گرد ہے۔) جو برٹش گورنمنٹ کی حراست و محافظت مین تھا۔ اور بنگال کے ضلع سلہٹ کو بھی دھمکانے لگے۔ اور ایک جزیرہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ جو اراکان کے کنارہ پر برٹش سے متعلق تھا۔ جس سے مجبوراً ۱۸۲۴ء مین۔ لارڈ اہرسٹ نے پیگو پر فوج بھیجی۔ برہمیون نے بڑی سینہ زوری اور دلیری سے انگریزی سپاہ کا مقابلہ کیا۔ مگر آخر کو مجبور ہوکر اطاعت قبول کرلی۔ اور حسب شرایط صلح نامہ ۱۸۲۶ء مین آسام۔ اراکان۔ ٹینیسرم کے اضلاع انگریزی حکومت مین الحاق کردیگئے برہما سے جو ملک حاصل ہوا اس نے انگریزی عملداری کی شرقی سرحد کو قایم محفوظ کردیا۔

جنوری ۱۸۲۷ء مین بہرت پور کے قلعہ کو (بہرت پور مین ایک غاصب نے اپنا راج قایم کرلیا تھا) لارڈ کومیر میر نے حملہ کرکے فتح کیا۔ یہہ وہ قلعہ تھا کہ جس کے فتح کرنے مین ۱۸۰۵ء مین لارڈ لیک ناکام رہے تھے۔

اب ہندوستان کے اندر دو سلطنتین ہین۔ ایک انگریزون کی۔ دوسری سکھون کی۔ امرایان سندھ مشکل سے ہندوستان کے فرمانروایون کی فہرست مین داخل ہوسکتے ہین۔ رنجیت سنگھ نے سکھون کی سلطنت کو معراج پر پہونچایا تھا۔

* جس زمانہ مین کہ کلایو بنگال کو محکوم کررہا تھا ۱۷۵۷ء مین الوم پرا نے پیگو کو فتح کرکے برہما کی سلطنت کو بنایا تھا۔ اور وہ بہت وسعت پاگئی تھی۔ جنوب کے طرف خلیج بنگالہ کے مشرقی کنارہ تک اوسکی وسعت تھی۔ اوس نے تمام کوہستانی اضلاع مہ ہندوستان کی مشرقی سرحد پر واقع ہین مطیع کرلئے تھے۔ اور برہما کی فوجین مشرقی بنگال کی زمینون کے طرف برابر چلی آتی تھین۔ جس سے برہما اور بنگال کی گورنمنٹون مین سرحد کے لئے جھگڑے ہونے لگے۔ ۱۲ مولف

لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل

۱۸۲۸ء مین لارڈ ولیم بنٹنگ (بعہد جارج رابع شہنشاہ انگلینڈ) ہندوستان کے گورنر جنرل ہوئے ان کے زمانہ تک ایسٹ انڈیا کمپنی کی حیثیت دو طرح پر تھی۔ ایک تجارتی دوسری حاکمانہ مگر یہہ آتے ہی تجارتی حیثیت جاتی رہی۔ اور محض حاکمانہ حیثیت قایم رہی۔ صدر امین۔ صدر امین اعلےٰ۔ ڈپٹی کلکٹر وغیرہ کے عہدے قایم کئے۔ اور ٹھگون کو (جو تمام ممالک متوسط۔ حیدرآباد۔ اودہ۔ نیدرلینڈ۔ راجپوتانہ مین لوٹ مار کرتے تھے۔) غارت کیا۔ کہتے ہین کہ ۴ ہزار ٹھگ گرفتار ہوئے۔ جنمین پندرہ سو کو پھانسی دیگئی۔ باقی دایم الحبس کئے گئے۔ ستی کا مذموم رسم موقوف ہوا۔ اور گورنر جنرل کی کونسل مین ایک ممبر قانونی بھی مقرر کیا گیا چنانچہ اول ممبر لارڈ میکالے ہوئے۔ جنہون نے تعزیرات ہند بنائی۔ جو ابتک جاری ہے۔ اسکے بعد تعلیم کا مسئلہ چھیڑا گیا۔ اور ہندوستان کے ساتھ رسل ورسائل بذریعہ بخاری طاقت کے جاری ہوی۔ کمپنی کی نوکریان زیادہ تر تعلیم یافتہ ہندوستانیونکو ملنے لگین

۱۸۳۳ء تک گورنر جنرل صرف بنگال کا گورنر جنرل ہوتا تھا۔ لیکن اس سال مین پارلیمنٹ نے گورنمنٹ ہند کے لئے جو ایکٹ پاس کیا۔ اوسکی رو سے گورنر جنرل ہندوستان کا قایم کیا گیا اور گورنر جنرل کو تمام ہندوستان کے لئے۔ ایکٹ صادر کرنے کا اختیار دیا گیا۔ پہلے کوئی یوروپین ہندوستان مین نہین رہسکتا تھا۔ لیکن اس ایکٹ کے رو سے وہ قید دور کر دیگئی۔ اور انڈین سول سروس کے امیدوارون کے لئے ایک کالج ہیلبری مین قایم کیا گیا۔

لارڈ ولیم بنٹنگ کے جانشین ایک سال کے لئے سر چارلس مٹکاف ہوئے۔ جنہون نے اخبارات کو آزادی دی۔

لارڈ ایک لینڈ گورنر جنرل

سنہ ۱۹۳۶ء مین لارڈ ایک لینڈ بعہد ولیم رابع شہنشاہ انگلینڈ (یہہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے - جنکا اصلی نام ڈیوک کلیرنس تھا جو اپنے بڑے بھائی - جارج رابع کے بعد جنکا ۲۶ جون سنہ ۱۸۳۰ء کو لاولد انتقال ہوا ولیم رابع کے لقب سے تخت نشین ہوے) گورنر جنرل ہندوستان ہوکر آئے - مئی سنہ ۱۹۳۶ء مین ایک ایکٹ پاس کیا کہ یوروپین کے دیوانی مقدمات کو ہندوستانی جج اپنی عدالتون مین فیصل کیا کرین - جس سے انگریزون کو خوف پیدا ہوا - اور اونھون نے اس قانون کا نام بلاک ایکٹ (اندھیر کا قانون) رکھا - اور اسکے منسوخ ہونیکے لئے ولایت مین اپیل کی - مگر وہان لارڈ میلبورنکی وزارت زبردست تھی ڈائرکٹرون کے آگے کچھہ نہ چلی - ایکٹ بدستور جاری رہا -

صوبۂ اڑیسہ کے مہاندی کی جنوبی جانب مین پہاڑون کے درمیان شمالی سرکارون کے پاس جو ملک ہے اوسمین قوم کہانڈ (کھونڈ) رہتی ہے - جب سنہ ۱۸۳۵ء مین راجہ کمسور نے سرکار انگریزی سے بغاوت کی تو اوسکا ملک ضبط کرلیا گیا - اوسوقت یہہ حال کہلا کہ یہ قوم پر تھوی کی پوجا کرتی ہے - اور اوسپر انسان کا بلدان چڑھاتی ہے - میجر میکفرسن نے اوس قوم کا مقابلہ کرکے اس وحشی رسم کو موقوف کیا -

اب ہم ذیل مین ضمناً سلطنت انگلینڈ کے مختصر حالات جو اس زمانہ اور ملکہ معظمہ سے متعلق ہین چند فقرات مین بیان کرکے اوسکے بعد پھر ہندوستان کے واقعات لکھینگے -

تخت نشینی ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند

ولیم رابع شہنشاہ انگلینڈ نے (یہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے -) ۲۰ جون سنہ ۱۸۳۷ء کو ۷۲ سال کی عمر مین

لاولد انتقال کیا۔ چونکہ اسوقت ملکہ معظمہ کے سوا تخت کا وارث کوئی نہ تھا۔ اسلئے آپ ۲۱ رجون ۱۸۳۷ء کو تخت انگلینڈ پر رونق افروز ہوئین۔ اُسوقت آپکی عمر ۱۸ سال کچھ روزون کی تھی۔

ملکہ معظمہ کے باپ کا نام ڈیوک آف کینٹ تھا۔ (جنکا اصلی نام اڈورڈ آگسٹس تھا۔) جو جارج سیوم۔ اور ملکہ شارلٹ کے پسر چہارمی تھے۔ اور اونہون نے ۲۹ رمی ۱۸۱۸ء کو شہزادی وکٹوریا لوئیسا

* جب جارج سوم نے ۲۹ رجنوری ۱۸۲۰ء کو ۸۲ سال کی عمر مین انتقال کیا تو اوسکے بڑے چار بیٹون (جارج چہارم۔ ڈیوک آف یارک ڈیوک آف کلیرنس۔ ڈیوک آف کنٹ) مین سے خلف اکبر جارج چہارم ۱۸۳۰ء مین تخت نشین ہوا اسکو صرف ایک بیٹی شارلٹ ہوی۔ جسکی شادی ڈیوک لیوپولڈ سیکسن کوبرگ سے عمل مین آئی۔ اور ۱۸۱۷ء مین زچگی کی بیماری سے اوسکا انتقال ہوگیا۔ اگر وہ زندہ رہتی تو اپنے باپ کے بعد وہی ولدث تاج وتخت ہوتی اب اوسکے مرنے پر جارج چہارم کے دوسرے بھائی ڈیوک آف یارک کا نمبر تھا۔ مگر وہ بھی جنوری ۱۸۲۷ء مین لاولد مرگیا الحاصل جب ۲۶ رجون ۱۸۳۰ء کو جارج چہارم کا بعمر ۶۷ سال لاولد انتقال ہوا تو اوسکا تیسرا بھائی ڈیوک آف کلیرنس ولیم چہارم کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ اوسکے دو بیٹے ہوئے۔ مگر دونو کم سن ہی انتقال کرگئے۔ اب ولیم چہارم کے انتقال پر تخت نشینی کا حق ڈیوک آف کنات کو (وجو ملکہ معظمہ کے والد ماجد تھے) حاصل تھا۔ لیکن یہہ تو کئے سال قبل ۱۴ رجنوری ۱۸۲۰ء کو انتقال کرگئے تھے اور اونکے انتقال کی وجہ سے اسوقت حق سلطنت ملکہ وکٹوریا کو پہنچتا تھا۔ اور یہہ بھی گمان تھا کہ شاید ولیم چہارم کو کوئی اور اولاد ہو جائے۔ لیکن آخر تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اور ۲۰ رجون ۱۸۳۷ء کو ۷۲ سال کی عمر مین ولیم چہارم کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب بجز ملکہ وکٹوریا کے کوئی وارث سلطنت باقی نہ تھا۔ اسلئے ملکہ وکٹوریا تخت نشین ہوئین۔ ۱۲ سولف

** وکٹوریا لوئیسا کی پہلی شادی ارنسٹ چارلس سوردٹی بادشاہ لی ننگین سے اونکی پہلی بی بی سوفی ہنریٹ ڈی کے مرنے پر ہوی تھی۔ اور یہان وکٹوریا لوئیسا کو ایک لڑکا شہزادہ چارلس اور ایک لڑکی شہزادی فیوڈورا پیدا ہوے۔ اسکے بعد ارنسٹ خاوند ارنسٹ چارلس مرگیا۔ اور ۱۸۱۸ء مین اونہون نے دوسری شادی ڈیوک آف کنات سے کرلی۔ ۱۲ سولف

(یہ ملکۂ معظمہ کی والدہ ہین) سے جو چہارم فرنسس فریڈرک این کوئی ڈیوک آف سکس کوبرگ سال فیلڈ کے دختر نیک اختر اور آرنسٹ چارلس موروثی بادشاہ لی تنگین کی بیوہ تہین شادی کی تھی۔ چنانچہ وکٹوریا لوئیسا کے بطن سے ۲۴ مئی ۱۸۱۹ء کو ملکۂ معظمہ پیدا ہوئین۔ اور اسکے دوسرے سال جنوری ۱۸۲۰ء کو ملکۂ معظمہ کے باپ ڈیوک آف کینٹ کا انتقال ہوگیا۔ اور ملکۂ معظمہ اپنے شفیق مان (وکٹوریا لوئیسا) کے زیر نگرانی پرورش پائین۔

جب ملکۂ معظمہ تخت نشین ہوئین تو ہینوور* کی ریاست انگلینڈ سے علیحدہ کردیگئی۔ کیونکہ سٹلک قوانین کے موافق ہینوور کی ریاست مرد سے مخصوص ہے۔ عورت اوس پر بادشاہت نہین کرسکتی۔ چنانچہ علیحدہ کرلینے کے بعد ملکہ کا چچا ڈیوک آف کیمبرلینڈ ارنسٹ ہینوور کا بادشاہ بنا۔ اور جارج سوم کا سب سے چھوٹا بیٹا اڈالفس فریڈرک ڈیوک آف کیمبرج جو ۴۱ سال سے ہینوور کا ولیعہد تھا وہ اسوقت بلالیا گیا۔

اب ہم پھر ہندوستان کی تاریخ کے جانب متوجہ ہوتے ہین۔ ۷ جولائی ۱۸۳۷ء کو دفعتاً نصیر الدین حیدر والی لکھنؤ کا انتقال ہوگیا۔ مشہور ہے کہ کسی نے اوسکو زہر دیدیا۔ اسوقت لکھنؤ مین کرنیل جان لور زیڈنٹ تھے۔ بادشاہ کے مرنے پر شاہ مرحوم کی والدہ نے منا جان کو۔ (جو دراصل شاہ مرحوم کا بیٹا نہ تھا) تخت پر بٹھانا چاہا۔ حالانکہ سلطنت کا وارث بادشاہ کا چچا محمد علی شاہ مخالفون کی قید مین موجود تھا۔ مگر کرنیل لو نے انگریزی فوج کے مزبد سے تا ریخ ۸ جولائی ۱۸۳۷ء محمد علی شاہ کو تخت نشین کیا۔ اور بیگم و منا جان کو گرفتار کرکے بنارس بھیجدیا۔ محمد علیشاہ نے پانچ سال سلطنت کی۔ اور ۱۸۴۲ء مین وفات پائی۔ اوسکا بیٹا امجد علیشاہ سریر آرا ہوا۔ اس انتظار مین

* ہینوور کی ریاست جرمنی مین واقع ہے۔ ۱۷۱۴ء مین جارج اول شہنشاہ انگلینڈ۔ اوسکا یہی فرمانروا قایم ہوا تھا۔ جو ملکۂ معظمہ کی تخت نشینی تک شہنشاہان انگلینڈ سے ہی اوسکا تعلق رہا۔ ۱۲ مولف

قحط سالی نے ہندوستان مین اپنا منہہ دکھایا۔ جس سے امدادی کام شروع کئے گئے۔ ملک کی پیمایش ہوی۔ اور گنگا کی نہر کلان تعمیر پائی۔

افغانستان کی پہلی لڑائی

اگست ۱۸۳۸ء کے شروع مین ایرانی ہنوز ہرات کے گرد خیمہ زن تھے کہ ہندوستان مین ایک لشکر جرار جمع ہونیکی تیاریان لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل نے شروع کردین اسکی خاص وجہ یہہ تھی کہ یہہ فوج شاہ شجاع کے ساتھہ قندہار و کابل جاکر دوست محمد خان کو تباہ کرے اور شاہ شجاع کو تخت نشین کرے

نوٹ جنگ افغانستان کے اسباب ناظرینون کے سمجھنے کے لئے ہم نہایت تفصیل کے ساتھہ یہان لکھتے ہین افغانستان ایک کوہستانی وسیع ملک ہے جسکا رقبہ جزائر برطانیہ اعظم کے رقبہ سے وسعت مین دوچند ہے۔ اور یہہ ملک ایران کے اضلاع خراسان اور ہندوستان کے اضلاع پنجاب کے درمیان واقع ہے۔ اسکی مصنوعی سرحد جنوبی بلوچستان۔ اور شمالی سرحد ممالک ازبکیہ (جو روس کے تابع ہین) ہے۔ اس ملک کے تین حصے ہین۔ ایک حصہ کابل معہ اضلاع مضافات ہے جو ہندوستان کے مغلون کی سلطنت مین داخل تھا۔ دوسرا حصہ ہرات اور وادی ہری رود ہے۔ جو ایران سے متعلق تھا۔ تیسرا حصہ وہ ہے جسمین دریائے ہیلمند بہتا ہے۔ اور اس مین قندہار ہے۔ اس حصہ پر سلطنتون کے لڑائی جھگڑے رہتے تھے کوئی اسمین مستقل سلطنت جمنے نہین پاتی تھی۔ اور فرمان روائی اسکی بدلتی رہتی تھی۔ ہندوستان اور افغانستان کے حد فاصل اونچے اونچے پہاڑ ہین۔ اور ان پہاڑون کے درمیان بڑے بڑے دشوار گزار درہ تنگ درے ہین۔ جن کے اندر سے ہوکر پنجاب اور کابل کے درمیان آمد و رفت ہوتی ہے۔ ہندوستان پر وسط ایشیا کے سب حملہ آور ان ہی درون سے آئے ہین۔ اور اب بھی اگر کوئی حملہ آور خشکی کی راہ سے ہندوستان پر حملہ کرنا چاہے تو وہ صرف اسی جانب سے حملہ کرسکتا ہے۔ ورنہ سوائے اس طرف کے اور سب جانبون مین سمندر ہے جسکو انگریز روند نہیں

اور رہبہ کارروائی خاص لارڈ آگ لینڈ گورنر جنرل کی طبیعت کے من مانے تھی۔ کیونکہ کونسل کو اس جنگ کابل کی نسبت بالکل اختلاف تھا۔ اور کونسل کے ممبرون نے اس امر کی شکایت بھی انگلینڈ کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۳) اپنی جبری قوت سے بیخوف وخطر بنا رکھا ہے۔ بس یہی افغانستان کا ملک ہے جسکے طرف سے برٹش گورنمنٹ کو اندیشہ حملہ ہونیکا رہتا ہے۔ اور روس اونکے طرف جلد جلد بڑھا چلا آتا ہے۔ روسیون نے اس نصف صدی مین یورپ مین فنلینڈ کو فتح کیا۔ ترکون کی سلطنت کے بہت عمدہ عمدہ صوبے لے لئے۔ پولینڈ کو حصون مین تقسیم کرلیا ہے اب ایشیا مین سائبریا کے جنوب کے طرف بہت سا ملک لے لیا ہے۔ جگزارٹس پر اپنے قلعے بنا لئے ہین۔ اور اوکس کے طرف دانت لگا رہا ہے۔ خیوا اور بخارا و قندھار کے خانات کو اپنا تابع بنا لیا ہے۔ ایران کے شمالی اضلاع بھی اوس نے لے لئے ہین۔ ہرات جو ہمیشہ کلید ہند مشہور ہے۔ اسپر روسیون کی پیش قدمی مدبران انگلش کو متردد کرتی ہے۔

احمد شاہ درانی نے افغانستان کے تینون حصون کو (جسکا اوپر ذکر ہوا) ملاکر ایک سلطنت بنائی۔ جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا تیمور شاہ زمان پاینده خان بارک زئی (جو امیر دوست محمد خان کا باپ تھا) کے بدولت ۱۷۹۹ع مین افغانستان کے تخت پر بیٹھا۔ کیونکہ درانی کا بیٹا تیمور شاہ جو شاہ زمان کا باپ تھا۔ اول ہی مرچکا تھا۔ اور رنجیت سنگھ والی لاہور زمان شاہ کی ہمیشہ تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اور اوسی کے نام سے پنجاب پر حکومت کرتا تھا۔ نپولین بوناپارٹ بھی انگلینڈ کی مضرت رسانی کے لئے زمان شاہ کو اپنے کام کا اوزار جانتا تھا۔ اور خود زمان شاہ کا مقصد برٹش انڈیا پر حملہ کرنیکا تھا۔ انگریزون نے اس طوفان سے بچنے کے لئے کپتان ملکم کو سفیر بنا کر طہران بھیجا۔ اور شاہ ایران کے ساتھ ۱۸۰۱ع مین فرانس اور افغانستان کے برخلاف عہدنامہ ہوگیا۔ اسعرصے مین زمان شاہ نے پاینده خان کو (جسکے بدولت سلطنت ملی تھی) اپنے سے علیحدہ کردیا۔ اور پاینده خان نے بادشاہ کے برخلاف سازش کی۔ جب وہ کھل گئی تو زمان شاہ نے پاینده خان کو گرفتار کرکے مارڈالا۔ اب پاینده خان کے اکیس بیٹے اس انتقام کے لئے کھڑے ہوگئے چنانچہ پاینده خان کے بڑے بیٹے فتح خان نے زمان شاہ کے سوتیلے بھائی محمود شاہ کو بادشاہ بنا دیا۔ اور زمان شاہ کی آنکھین نکلواکر قید کیا۔ لیکن اس جانشینی پر زمان شاہ کے حقیقی بھائی شجاع شاہ

لکھ بھیجی تھی۔ الحاصل ستمبر و اکتوبر کے مہینوں میں برجنٹین۔ اور پلٹنیں اور توپخانے ستلج کمزیگستان کے طرف سے فیروزپور کو روانہ ہوتے رہے۔ اور یہیں میں جدا ایک لشکر کی تیاری ہو رہی تھی۔ نومبر کے آخر ہفتہ میں

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۴) و محمود شاہ میں لڑائیاں شروع ہوئیں۔ جسکا حال یہہ ہوا کہ کبھی ایک بھائی فتح پاکر کابل میں بادشاہ ہوتا تو کبھی دوسرا بھائی اوسکو شکست دیکر تخت پر بیٹھتا۔ الحاصل جب شاہ شجاع کابل میں بادشاہ تھا تو۔ برٹش گورنمنٹ نے میجر مونٹ سٹوارٹ الفنسٹن کو سفیر بناکر پشاور بھیجا تھا۔ شاہ شجاع نے سرکار انگریزی سے دوستی کا وعدہ کیا تھا۔ اور اس کے معاوضہ میں رقم کی امداد چاہی تھی۔ لیکن لارڈ منٹو (جو اوسوقت گورنر جنرل تھے) نے رقم کی نسبت التفات نہ کیا۔ ۱۸۰۹ء میں محمود شاہ نے شاہ شجاع کو شکست دیکر سندھ اوتار دیا۔ رنجیت سنگھ نے اوسکو مقید کیا۔ اور وہ ہوکا دیکر دنیا کا مشہور الماس کوہ نور اوس سے چھین لیا۔ اب یہہ ہیرا انگلینڈ کے تاج شاہی میں اپنا نور دکھا رہا ہے۔ الحاصل شاہ شجاع بہت سی مصیبتیں اوٹھاکر ۱۸۱۶ء میں لدھیانہ میں انگریزوں کے سایۂ عاطفت میں آیا۔ اوسکا بھائی زمان شاہ بھی اس جلاوطنی میں اوسکے ساتھ رہا۔ اس اثنار میں فتح خان وزیر کے چھوٹے بھائی دوست محمد خان نے ایک سدوزئی (محمود شاہ وغیرہ سدوزئی خاندان سے ہیں) شہزادی کو بیرحمت کیا۔ جس سے کامران (جو ولیعہد تھا۔) کو طیش آیا اوس نے فتح خان وزیر کو قید کرکے آنکھیں نکال لیں۔ اور سخت ایذائیں دیکر مارا۔ پھر کیا تھا وزیر کے بھائیوں نے سارے ملک کو حصوں میں تقسیم کرکے قبضہ کرلیا۔ اب سدوزئی کا ادبار آیا۔ اور بارک زئی کا اقبال چمکا۔ آخرکار ۱۸۲۶ء میں دوست محمد خان کابل کا فرمانروا ہوگیا۔

اب کسیقدر حالات ایران کے اسی زمانہ کے متعلق ملاحظہ کیجئے ۱۸۱۲ء میں روس کے شہنشاہ پال نے جارجیا ایران سے لیکر روس میں شامل کرلیا۔ اس پر ایران نے انگریزوں سے مدد چاہی۔ مگر انگریزوں نے توجہ نہ کی۔ آخر ایران نے ۱۸۰۷ء میں فرانس سے رجوع کیا۔ نپولین نے روسیوں کے مقابلہ میں امداد دینا قبول کیا۔ اور ایران نے یہہ وعدہ کیا کہ وہ فرانسیسیوں کے ساتھہ ہندوستان پر حملہ کرنے میں شریک ہوگا۔ لیکن ۱۸۱۲ء میں فرانس اور روس کے مابین اتحاد ہوگیا۔ جس سے ایران کا معاہدہ مفقود ہوگیا۔ ۱۸۱۴ء میں سرکار انگریزی نے سرحدی سلطنتوں سے

فیروزپور میں یہہ فوج جمع ہوگئی۔ اس مین ۱۴ ہزار سپاہ انگریزی اور ۶ ہزار فوج شجاع کی تھی۔ اور کل سپاہ کے سپہ سالار سر جان کین تھے۔ اگر ہم اس جنگ کے پوری تفصیل کے ساتھہ واقعات لکھین تو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۵) معاہدہ کرلینا بہتر جانا۔ چنانچہ ہنری ورڈ جونی سفیر بنا کر طہران بہیجا گیا۔ اور ایران سے فی الفور معاہدہ ہوگیا۔ جسکے رو سے انگریزون کو رقم اور سپاہ سے ایران کو بوقت جنگ مدد دینا قرار پایا۔ ۱۸۲۶ء مین روس نے ایران کے ساتھہ جنگ شروع کی۔ ایران نے اس موقع پر انگریزون سے امداد چاہی۔ مگر انگریزون نے کان پر ہاتھہ رکھہ لیا۔ جس سے ایران کو مصیبت اوٹھانی پڑی۔ اور روس سے نہایت عاجزانہ عہدوپیمان کرلیا گیا۔ اور اس عہدوپیمان کی رو سے ایران کے ملک کے بہت سے صوبے روسیون کو دینے پڑے۔ اور تاوان جنگ مین اتنا روپیہ دینا پڑا کہ جسکا ادا کرنا ایران کے لئے ناممکن تھا۔ آخرین انگلینڈ اس حرکت سے سخت خجل ہوا۔ اور دو لاکھہ پچاس ہزار تمن (جو تین کروڑ روپیہ سے زیادہ ہوتے ہین) ایران کو تاوان جنگ مین روسیون کو دینے کے لئے بہیجا اور ساتھہ ہی معاہدہ مین رقم کی امداد کا فقرہ آیندہ کے لئے حذف کردیا گیا۔

اب روسیون نے ایران کے ساتھہ متفق ہوکر ہرات پر قبضہ کرنا چاہا۔ گو اسوقت افغانستان کے صوبون مین سدوزئی برپارک زئی فتحیاب ہوے تھے۔ لیکن صرف ہرات محمد شاہ کے قبضہ مین تھا۔ اور وہان اوسکا بیٹا حکومت کرتا تھا جب فتح علی شاہ والی ایران نے ۱۸۳۴ء مین انتقال کیا تو اوسکا پوتا شاہزادہ محمد مرزا (محمد شاہ) (جو عباس مرزا کا بیٹا تھا۔) تخت پر بیٹھا۔ اور روسکی در پردہ اشتعال سے ہرات کے لینے کا قصد کیا۔ انگریزون نے ہرچند اس مہم کی موقوفی کے لئے زور لگایا۔ مگر کچھہ نہو سکا۔ علاوہ بریں انگریزون کو حسب معاہدہ سابقہ (جو ایران کے ساتھہ ہوا تھا) ایران و افغانستان کی لڑائی مین مداخلت کا حق بھی نہ تھا۔ البتہ اوس صورت مین حق ہو سکتا تھا کہ جب دونون مین سے کوئی ایک فریق انگریزون کو واسطہ بنانا چاہے۔ الحاصل محمد شاہ نے نومبر ۱۸۳۷ء کو پچاس ہزار کے لشکر کے ساتھہ ہرات کا محاصرہ کیا۔ اسوقت محمد شاہ کے ساتھہ روسیون کے افسر اور ایجنٹ برابر موجود تھے۔ بلکہ روس نے پچاس ہزار تمن اس جنگ کے لئے محمد شاہ کو قرضہ دیکر وعدہ کیا تھا کہ اگر ہرات فتح ہوجائے تو یہہ قرضہ بالکل معاف کردیا جائے گا۔

ایک ضخیم کتاب ہوجائیگی - اسلئے مختصر صرف ضروری واقعات لکھتے ہین -

۳۰ دسمبر ۱۸۳۹ء کو لارڈ آک لینڈ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ملاقات فیروزپور مین ہوی - اور رخصت کرنیکے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۵۶) اب ایرانیون نے ۲۳ جون ۱۸۳۷ء کو حملہ کیا - مگر کامیابی نہین ہوی - اور بہت سا نقصان ہوا - اتنے مین خبر آئی کہ بمبئی کی ایک سپاہ نے خلیج فارس مین جزیرہ کرک پر قبضہ کرلیا ہے - جس سے محمد شاہ ۹ ستمبر ۱۸۳۷ء کو ہرات سے چلا گیا چنانچہ ساڑے نو مہینے محاصرہ رہا -

ادہر لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل نے الگزینڈر برنیز کو سفیر بناکر کابل مین دوست محمد خان کے پاس بہیجا - دوست محمد خان نے سفیر کی بہت کچھ آؤ بھگت کی - اور روسیون کی پیش قدمی ہرات پر روکنے کے لئے راضی ہوگیا - مگر اوسکے ساتھ - دوست محمد خان نے اسلئے معاوضہ مین انگریزی سفیر سے اپنی یہہ خواہش ظاہر کی کہ پشاور کا صوبہ (جسکو رنجیت سنگھ نے اوسکے دو بہائیون کو شکست دیکر اوسکو لیا - اور پنجاب مین شامل کرلیا ہے) رنجیت سنگھ سے اس شرط پر واپس دلادیا جائے کہ وہ رنجیت سنگھ کو اوسکا باج وخراج بھی دیگا -

پشاور کا صوبہ رنجیت سنگھ کے ہاتھہ جانیکی یہہ کیفیت ہے کہ شاہ شجاع لدہیانہ مین بیٹھے بیٹھے رنجیت سنگھ سے سازش کرکے فروری ۱۸۳۳ء مین کابل لینے کی غرض سے روانہ ہوا - گو اس موقع پر اوس نے انگریزون سے بھی مدد چاہی تھی - مگر انگریزون نے مدد کا دینا قبول نکیا - لیکن اوسکے چار مہینے کی پنشن ۱۶ ہزار روپیہ پیشگی دیدی - جس سے اوسکو اس جنگ مین کیقدر مدد ملی - الحاصل شاہ شجاع نے امیران سندہ پر فتحیاب ہوکر قندہار پہنچا - اور اوسکے حصار کا محاصرہ کیا - جب دوست محمد خان کو معلوم ہوا تو اوس نے کابل سے آکر محاصرہ کو اوٹہادیا - اور شاہ شجاع شکست کہاکر پہر لدہیانہ چلا آیا - لیکن دوست محمد خان جب اس محاصرہ کے اوٹہانے مین مشغول تھا - تو رنجیت سنگھ کی فوج نے دریائے اٹک کو عبور کرکے صوبہ پشاور کو اوسکے دو بہائیون سے چہین لیا - اور افغانونکو درۂ خیبر سے نکال دیا - دوست محمد خان نے ہرچند پشاور سے سکہون کو نکالنے کی کوشش کی - مگر کارگر نہوی -

الحاصل امیر دوست محمد خان نے جو خواہش ظاہر کی تھی - اوسکے نسبت گورنر جنرل نے بالکل نفی مین جواب دیدیا - اسلئے

گورنر جنرل نے دوگھڑ چڑھی توپین مہاراجہ کو نذر دین - اودھر فوج نے سندہ کے جانب سفر شروع کیا امیران سندہ کو مجبور کرکے فوج اونکے حدود سے گذری - اور وہ بیچارے انگریزون کو کچھہ دنون کے لئے دریائے سندہ کے کنارے پر سکھر اور روڑی کے درمیان کے جزیرہ کا قلعہ بکھر حوالے کردیا - اور مصالحت ثلاثہ کے عہدنامہ مین شاہ شجاع کو جو رقم خراج دینے کی مقرر ہوی تھی وہ بھی ان امیرون نے ادا کی - حالانکہ ایک مدت ہوچکی تھی کہ امیران سندہ نے اپنے کندھے کو کابل کے جوے سے نکال چکے تھے اور شاہ شجاع خود قرآن مجید پر قسم کھاکر اپنے دعوؤن کو چھوڑ چکا تھا - اسکے علاوہ ۶ - فروری کو امیران سندہ سے یہ نیا عہد وپیمان ہوا کہ تھوڑی سپاہ سندہ مین رکھی جائے - اور تین لاکھ روپیہ سالانہ اوسکا خرچ وہ ادا کرین - اب فوج سندہ پار ہوکر شکارپور ہوتی ہوی درۂ بولان کے پاس داور کے طرف چلی - ۱۰ مارچ کو جب داور پہونچی تو بیماری کے سبب سپاہ بہت ضعیف ہوگئی - اونٹ گھوڑے - اور بہیر کے آدمی بہت مرگئے - اسباب کے خوجیان تلف ہوگئین - راستہ مین صحرانورد بلوچیون نے بہت ستایا - الحاصل مصیبتین اوٹھاتی ہوی وادئ شال کی مرتفع زمین کوئٹہ مین پہونچی - اور یہان بمبئی - اور شجاع کی سپاہ کا انتظار کیا گیا - ۶ اپریل کو کل سپاہ جمع ہوکر کابل کی سڑک پر ہوی - وہان سے خان قلات کے علاقہ مین آئی - اس عرصہ مین بہت کچھہ نقصان ہوگیا - آخر ۲۵ جی ۱۸۳۹ء کو قندہار پہونچی - شہر کے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۷) امیلر اور برنیز سفیر نے (جو امیر کا طرفدار سمجھا گیا تھا) اس معاملہ کی نسبت بہت کچھہ گورنر جنرل کو ملتفت کرنا چاہا - لیکن وہ اپنی سابقہ ہٹ پر قایم رہا - کیونکہ گورنر جنرل کی نیت مین تو شجاع کو سلطنت افغانستان دلانا - اور اوسکی وجہ سے اوسکی تقدیر مین جنگ افغانستان کی ندامت اوٹھانا لکھا تھا - اب امیر نے گورنر جنرل کی جانب سے بالکل مایوسی دیکھی تو اوس نے اپنا رخ روس کی جانب کیا - اور ادھر گورنر جنرل نے رنجیت سنگھہ - اور شاہ شجاع کو متفق کرکے افغانستان مین انقلاب پیدا کرنے اور شاہ شجاع کو سلطنت دلانے کے لئے ۲۶ جون ۱۸۳۸ء کو معاہدہ کرلیا - جسپر تینون کی دستخط ہوگئے اب اسکے بعد کے واقعات ناظرین مین ہین ملاحظہ فرمائین ۱۲ مولف

افزا اس کے آتے ہی فرار ہو گئے۔ انگریزون نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور حسب دستور شاہ شجاع کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن رعایا نے اس تخت نشینی کے متعلق کسی قسم کی خوشی نہین منائی کیونکہ وہ اول ہی سے شجاع کو پسند نکرتی تھی۔ اور اب تو اوس نے انگریزون کو اونکے ملک مین لایا تھا۔ اس سبب سے اور بھی متنفر ہو گئی۔ اسکے بعد قندہار مین ایک دستہ سپاہ چھوڑ دیگئی۔ اور باقی فوج غزنین کے طرف چلی۔ غزنین کے افغانون نے تھوڑا بہت مقابلہ کیا۔ انگریزون نے شہر کے دروازہ کو بارود سے اوڑا کر اندر گھس گئے۔ افغان پریشان ہو کر بھاگے۔ اور کسیقدر گرفتار بھی ہو گئے۔ امیر دوست محمد خان کا بیٹا حیدر سلطان بھی قید ہوا۔ اور غزنین کے فتح ہو جانے سے دوست محمد خان کو بڑا صدمہ پہونچا۔ اور شاہ شجاع کا بیٹا شاہزادہ تیمور اپنی فوج کو جو درہ خیبر کے طرف سے جلال آباد کی جانب لیجا رہا تھا۔ اوسکے روکنے کے لئے امیر نے اپنے بیٹے اکبر خان کو بھیجا۔ مگر پھر اوسکو بہت جلد کابل کی محافظت کے لئے بلا لیا اور خود ارگندی مین کابل سے بچیس میل پر غزنی کی سڑک پر آیا۔ پھر اپنی چوبین توپین چھوڑ کر یا سیان کیطرف بھاگا۔ اور اوسکا بیٹا اکبر خان کابل کے جانب مراجعت کیا۔ جیمس اوٹرم صاحب امیر کے تعاقب مین چلے۔ لیکن جب وہ بامیان پہونچے تو معلوم ہوا کہ امیر شایگان چلا گیا ہے۔ آخر انگریزی لشکر ۲ اگست ۱۸۳۹ء کو کابل پہونچ گیا۔ اور شاہ شجاع سرتاپا جواہر مین غرق گھوڑے پر سوار کابل کے بازارون سے گذر کر بالاحصار مین داخل ہوا۔ مگر رعایا مین سے کسی شخص نے بھی سلام نکیا۔ اور نہ کسی افغان سردار نے آکر مبارکباد دی۔

گورنمنٹ نے اپنی فتحمند سپاہ کے افسرون مین سے سر جان کو (پیر) میگناٹن کو (بیرونٹ) ویڈ صاحب کو (نائٹ) کے خطابات عطا کئے۔ اور میگناٹن صاحب شاہ شجاع کے دربار کے رزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اور برنیز صاحب اونکے نائب قرار پائے۔ اس اثنا مین بمقام لاہور ۲۷ جون ۱۸۳۹ء مین رنجیت سنگھ نے انتقال کیا۔ اور لارڈ آک لینڈ نے یہ تصفیہ کیا کہ افغانستان کی

حملہ آور سپاہ کا ایک حصہ واپس بلالیا جائے - اور باقی سپاہ کابل - غزنی - جلال آباد کی محافظت کے لئے وہان متعین رہے - وسط ستمبر ۱۸۳۹ء مین جب جنرل ولٹ شہر کابل سے واپس آنے کے لئے تیار ہوئے تو میگناٹن صاحب نے اونکو قلات پر قبضہ کرنیکا حکم دیا - چنانچہ ۱۴ اکتوبر کو ایک سخت لڑائی کے بعد قلات پر انگریزی قبضہ ہوگیا - اور قلات کا سردار محراب خان معہ دوسرے بڑے بڑے سرداروں کے اس جنگ مین مارا گیا - اوکین صاحب بنگال کی تہوڑی سی سپاہ کے ساتھہ جلال آباد و خیبر کی راہ سے پشاور کو چلے - خیبر کے افغانون نے علی مسجد کے پاس کین صاحب پر حملہ کیا - دو چار لڑائیان ہوئین - آخر میگناٹن صاحب کے ایجنٹ کپتان میکسن نے اون افغانون کو اسّی ہزار روپیہ سالانہ پر آیندہ حملہ نہ کرنے کے نسبت راضی کرلیا اتنے مین خبر آئی کہ روس ۲۴ ہزار سپاہ اور ۷۰ توپون کے ساتھہ خیوا پر بڑھا چلا آتا ہے - کیونکہ ترکمانون نے اوسکی رعایا کو گرفتار کرکے لونڈی اور غلام بنالیا ہے - اس خبر کے سننے سے انگریزون کو تردد پیدا ہوا - اور ایک سفیر خان خیوا کے پاس روانہ کیا گیا - خان خیوا سفیر سے اچھی طرح ملا - اور اوسکی رائے سے اون گرفتار شدہ لونڈی اور غلامون کو آزاد کردیا - جس سے روس کی پیشقدمی دو رہوی - اسکے بعد معلوم ہوا کہ ارتھر کولونی جو سفیر بناکر قوقان بھیجا گیا تھا - وہ بخارا بھی گیا - اور وہان خان بخارا نے اوسکو قید کرلیا ہے - اب میگناٹن صاحب اوسکے رہا کرانیکی فکرین کرنے لگے - اس عرصہ مین یہہ کیفیت آئی کہ امیر دوست محمد خان جو خان بخارا کے پاس امداد کی غرض سے گیا تھا - اوسکو بھی امیر بخارا نے دغابازی سے مقید کیا ہے - اور اب اوسکے عیال و اطفال کی گرفتاری کی فکر مین لگا ہوا ہے - میگناٹن صاحب نے اس خبر کو سنکر ڈاکٹر لورڈ کو جو بامیان مین ایجنٹ تھا لکھا کہ اگر امیر کے اہل و عیال گورنمنٹ سے پناہ کے خواستگار ہون تو اون سے پناہ کا وعدہ کرلیا جائے اس اثنار مین بامیان کے سرحد پر افغانہ نے فساد شروع کیا - ڈاکٹر لورڈ نے فوج کے ذریعہ اس فساد کو میٹا اور اسکے ساتھہ قلعۂ ہزارہ پر بھی قبضہ کرلیا - اس قبضہ نے ازبکون کو غضبناک کردیا - اور خان بخارا

بھی ایسا مشتعل ہوا کہ۔ امیر دوست محمد خان کو اوس نے رہا کر دیا۔ اور اوسکی تائید پر کمر باندہی۔ اب امیر نے علم جہاد بلند کیا۔ جس سے ہزارون افغان جمع ہوگئے۔ اور انگریزی سپاہ سے مقابلہ کیا۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزی سپاہ فتحیاب ہوی۔ اور امیر اپنے دو بیٹون اکبر خان اور افضل خان کے ساتھہ پہاڑون مین بہاگا۔ اور سرداران خلم و قندہار نے انگریزون سے صلح کرلی۔ پھر چند روز کے بعد امیر نے جنرل سیل کی فوج سے مقابلہ کیا۔ مگر اس دفعہ بھی اوسنے ہزیمت اوٹھائی۔ آخر امیر مجبور ہو کر ایک روز تنہا میگناٹن صاحب کے پاس آیا۔ اور اپنی تلوار زندہ دیکر جان کی امان چاہی۔ میگناٹن صاحب نے امیر کو تلوار واپس دیدی اور نہایت عزت و حرمت کیساتھہ اوسکو کابل لایا۔ پھر یہان سے سر ولوبالی گوٹن کی حراست مین امیر کو لدہیانہ روانہ کیا۔ پھر وہ لدہیانہ سے گورنر جنرل کے پاس کلکتہ آیا۔ اور ہر کابل مین غزنی اور قندہار کے پہاڑی قومون نے سر اوٹھایا۔ اور انڈرسن صاحب کی فوج پر حملہ کیا۔ مگر انگریزی فوج کے روبرو شکست پائی۔ آخر ۳۰ ہزار سالانہ پر اونکو رانی کرکے یہہ فساد رفع کیا گیا۔ اتنے مین کوہستان اور قلات کے اقوام باری۔ کاکر۔ بلوچ نے بلوہ کیا۔ ناصر خان پسر محراب خان (جو سابق مین قلات کا سردار تھا۔ اور انگریزون کے مقابلہ مین جان دی تھی) انکا پیشوا بنا۔ انگریزی سپاہ نے دو چار لڑائیون کے بعد اس بلوہ کو بھی دفع کیا۔ اور ناصر خان بلوچستان کے جنگل مین بہاگ گیا۔ اسکے بعد خیال کیا گیا کہ اب شور و شر کا طوفان تھم گیا۔ مگر وہ خیال غلط نکلا۔ چنانچہ ۱۸۴۱ء کے اواخر مین جب افغان سرداری نے دیکھا کہ ایک سال ہوگیا مگر انگریزی فوج کابل سے نہین جاتی تو اونہون نے آپس مین سازشین کرنی شروع کین جسمین پہلے پہل ایک سردار اختر خان (جسکو زمین داور کے مالک ہونے سے دست بردار ہونا پڑا تھا) نے اپنے ملازمون کو جمع کرکے فوج شاہی پر حملہ کیا۔ لیکن نات صاحب نے اوسکو شکست دیدی۔ ۱۸ ڈسمبر ۱۸۴۱ء کو شاہ شجاع اور میگناٹن نے ویلوبالی کوٹن کو نائٹ کمانڈر آف دی باتھہ کا خطاب دیا۔ چند روز کے بعد ویلوبالی ہندوستان کو واپس آئے۔ اور اونکی جگہہ۔

جنرل الفنسٹن سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور اکبر خان کو جو شاہ شجاع کی اطاعت کا حلف اوٹھا چکا تہا۔ اہل ہرات نے برانگیختہ کیا۔ اور بہت سے درّانی جرگے اوسکے علم کے نیچے دوڑے آئے۔ ناٹ صاحب نے شمالی مغربی اضلاع کے سرکشوں کی گوشمالی کی۔ اور ایک سردار اکرام خان نامی کو عدول حکمی کی بحالت مین توپ سے اوڑا دیا۔ لوڈ صاحب ہرات سے بلالئے گئے۔ اور شہزادہ کامران کو جو روپیہ دیا جاتا تھا۔ وہ موقوف کردیا گیا۔ انگریزی افسرون نے جب کابل مین امن وامان دیکھا تو اپنے اہل وعیال کو بھی وہان بلالیا۔ اس اثنار مین ہندوستان کے فضول خرچیون کی نسبت انڈیا ہوس کی سیکرٹ کمیٹی (راز دار کمیٹی) نے گورنر جنرل کو لکھا کہ افغانستان کے جھگڑون مین۔ جو بیدریغ روپیہ لگایا جارہا ہے۔ وہ موقوف کردے کیونکہ اسوقت سوا کروڑ روپیہ سالانہ کا خرچ ہندوستان کے ذمہ اور ٹہہرگیا تھا۔ اب گورنر جنرل نے میگناٹن کو لکھا کہ افغان امیرون کو حفظ امن کے لئے جو روپیہ دینے کا معاہدہ کیا گیا ہے وہ موقوف کردیا جائے۔ اور کسیقدر سپاہ بھی ہندوستان کو واپس بہیجدی جائے۔ چنانچہ میگناٹن نے سردارون کو بلاکر اوس سے اگاہ کیا۔ بہرحال یہی وجوہ مندرجہ بالا افغانون کی سرکشی کے لئے بہت زیادہ ہوگئے۔

۶ اکتوبر ۱۸۴۱ء کو ایک کالم کرنیل مونٹیہ کے ساتہہ کابل سے ہندوستان کو واپس روانہ کیا گیا جسکو راستہ مین افغانون سے بہت کچہہ لڑنا اور نقصان اوٹہانا پڑا۔ اتنے مین سیل صاحب بھی ایک کالم کے ہمراہ کندمک ہوتے ہوئے جلال آباد چلے۔ ان پر بھی افغانون نے بہت کچہہ ظلم توڑا۔ اب یہان کابل کی سنئے کہ یکم نومبر کو غلزئیون نے انگریزون سے انتقام لینے کا مشورہ کرکے ۲ نومبر کو برنیز صاحب کے مکان پر حملہ اور بلوہ کی ابتدا کی۔ اور اس حلہ مین برنیز معہ اپنے بہائی کے مارا گیا۔ اسکے بعد ان بلوائیون نے اونکے مکان اور خزانہ کو آگ لگادی۔ اور تمام بازارات و دوکانات کو لوٹ کر تباہ و تاراج کردیا۔ میگناٹن صاحب کو جب اسکی خبر ہوی تو اونہون نے بلوائیون کے روکنے کے لئے جنرل الفنسٹن سے مشورہ کیا۔ اور شیلٹن صاحب اونکے روکنے کے لئے بہیجے گئے۔

گرلیوہ فرونہ ہوا۔ اور لحظہ بلحظہ ترقی پذیر ہوتا چلا۔ بلوائیون نے کمسٹریٹ کا گودام بھی لوٹ لیا۔ جس سے فوج کی رسد کی حالت نازک ہوگئی۔ میگناٹن نے قندہار کی فوج کو امداد کے لئے طلب کیا۔ لیکن وہ راستہ مین برف کی شدت سے کابل آنہ سکی۔ اب یہان روزانہ بلوائیون کا ستم انگریزی فوج پر بہت زیادہ ہونے لگا۔ اور اس لڑائی مین اکثر انگریزی سردار مارے گئے۔ مجبوراً میگناٹن نے افغان سردارون سے مصالحت کرنی چاہی۔ ۲ نومبر کو ایک مجلس منعقد ہوی جسمین میگناٹن صاحب اور افغان سردارون کے نائب جمع ہوئے اور سردار عثمان خان کے پیش کردہ شرایط پر بحث شروع ہوی اور دو ہفتے اسی بحث مین گذر گئے۔ آخر ۱۱ دسمبر ۱۸۴۱ء کو کمسٹریٹ کا ایک منشی کاغذ لایا۔ جس پر افغانون کے بڑے بڑے سردارون کے دستخط تھے۔ اور اوسمین میگناٹن سے چھاؤنی کے باہر ملاقات کرنیکی درخواست تھی۔ چنانچہ دوسرے روز میگناٹن معہ کپتان ٹرور و میکنزی وجارج لارنس کے سردارون کی ملاقات کو قلعہ سے دوسو گز کے فاصلہ پر گئے۔ یہان اکبر خان اور دوسرے افغان سردارون سے ملاقات ہوی۔ اور شرایط ذیل گورنمنٹ و محمد اکبر خان کے درمیان قرار پائے۔

(۱) کابل مین جو انگریزی فوج موجود ہے وہ ہندوستان واپس جائے۔ (۲) کل سردار انگریزی فوج کو سفر مین کوئی تکلیف نہ دینگے بار برداری اور رسد سے مدد دیجائیگی (۳) جلال آباد کی متعینہ فوج بھی پشاور کو واپس جائے۔ (۴) غزنی کی فوجین بھی فوراً پشاور کے طرف کوچ کرین (۵) قندہار و افغانستان کے حدود کی سپاہین سفر کے ضروری بندوبست ہونے پر درۂ بولان کے طرف سے ہندوستان واپس ہو (۶) دوست محمد خان کا تمام اسباب و جائداد مملوکہ واپس دیجائے۔ (۷) انگریزی افسرون کے اسباب کی جو افغانستان مین چھوڑدیا جائے۔ اوسکی حفاظت کرکے مناسب وقت پر ہندوستان بھیجدیا جائے۔ (۸) شاہ شجاع کو اجازت ہے کہ وہ ایک لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے افغانستان مین اوقات بسر کرے یا برٹش سپاہ کے ساتھہ چلا جائے۔ (۹) اگر شاہ شجاع برٹش سپاہ کے ساتھہ چلا جائے

اوسکے متعلقین جو یہان رہین۔ اونکی ہر طرح حفاظت رہے (۱۰) جب برٹش سپاہ مع الخیر ہندوستان پہونچے تو فی الفور امیر دوست محمد خان معہ اہل وعیال و دیگر افغانون کے جو ہندوستان مین مقیم ہین افغانستان کے پہونچنے کا بندوبست کیا جائے۔ (۱۱) جب امیر کابل مین واپس آنیکے لئے پشاور مین پہونچے تو شاہ شجاع کے متعلقین بھی ہندوستان واپس کردئے جائین (۱۲) ان شرایط کی تکمیل کیلئے کابل مین چار معزز برٹش افسر بطور ضمانت چھوڑ دئے جائین۔ اور جب امیر کابل آجائے تو وہ ہندوستان واپس کردئے جائین (۱۳) محمد اکبر خان۔ محمد عثمان خان اور دو بڑے سردار برٹش سپاہ کے ساتھ پشاور تک جائین (۱۴) افغانستان سے برٹش فوج واپس ہونے کے بعد افغانون۔ اور انگریزون کے درمیان رشتۂ اتحاد ایسا رہے کہ گورنمنٹ کی بلا رضامندی افغان کسی دوسری گورنمنٹ سے معاہدہ نکرین۔ اور بوقت ضرورت برٹش سے مدد لین (۱۵) اگر افغانون کی مرضی ہو تو ایک انگریزی سفیر کابل مین رہے۔ جس سے اتحاد مستحکم ہو۔ (۱۶) کسی شخص کو گذشتہ جنگ مین شریک ہونیکی وجہ سے سزا نہ دیجائے۔ اور ہر ایک شخص مجاز ہو کہ وہ برٹش سپاہ کے ساتھ ہندوستان چلا جائے (۱۷) اگر چند انگریزی کے افسر اور فوج جو کسی باعث افغانستان کو فوراً نہ چھوڑین تو اون کی امداد و محافظت کیجائے۔ (۱۸) سامان رسد مہیا کرکے اوسکی قیمت لیجائے۔

الحاصل ان شرایط کی تکمیل کے لئے افغانون کی جانب سے محمد اکبر خان کا معتمد موسی خان اور انگریزون کی جانب سے کپتان ٹریور مقرر ہوئے۔ لیکن اسکے بعد افغانون نے رسد اور دانہ چارہ کا کوئی بندوبست نکیا۔ جب میگناٹن صاحب نے محمد اکبر خان کو لکھا تو اوس نے جواب دیا کہ جبتک انگریز قلعون کو خالی نکرینگے اوسوقت تک افغانون کو انگریزون کے کابل سے چلے جانیکا اطمینان نہوگا۔ آخر مجبوراً انگریزون نے قلعون کو فوج سے خالی کردیا۔ اور افغانون نے اونپر قبضہ کرلیا اس اثنار مین افغانون کے ہاتھ میجر پلیم پولیٹیکل ایجنٹ قلات غلزئی کا ایک خط لگ گیا۔ جسمین اونہون نے

کابل کے ایک بڑے مہاجن کو یہ لکھا تھا کہ "تم حسب مقدور ہماری مدد کرو۔ جب ہماری فوجین افغانستان پر دوبارہ قبضہ کرینگے تو تمکو بہت بڑا انعام دیا جائیگا" اس تحریر نے افغانون کو سخت ناراض کردیا۔ اور میکناٹن صاحب جب ۲۱ دسمبر کو سردارون سے ملاقات کرنیکے لئے گئے تو سردارون نے بداخلاقی کا برتاؤ کیا۔ ہرچند میکناٹن صاحب نے کہا کہ یہ خبر بلیچ کو اس عہدنامہ کی خبر نہین ہے اور انہون نے یہہ خط ناواقفیت لکھا ہے۔ مگر اس عذر کا اثر سردارون پر بالکل نہ ہوا۔ ۲۲ دسمبر کو سردار سلیم خان۔ سرور خان لوہانی وغیرہ نے ایک صلحنامہ لایا جسمین لکھا تھا کہ شاہ شجاع بادشاہ رہے۔ اور محمد اکبر خان بطور وزیر کے اوسکے ساتھ رہے۔ اور بہ ہزار روپیہ سالانہ برٹش گورنمنٹ سے پایا کرے قلعہ محمد شریف خان مین ایک رجمنٹ اور بالاحصار مین دوسری رجمنٹ سرکار انگریزی کی رہے۔ انگریزون کی فوجین افغانستان مین موسم بہار تک مقیم رہین۔ امین اللہ خان جو فرستادہ پردازہے وہ محمد اکبر خان کے حوالہ کیا جائے" مگر میکناٹن صاحب نے سب شرطون کو منظور کیا۔ لیکن آخری شرط جو امین اللہ خان کے حوالہ کرنیکی تھی اوس سے انکار کیا۔ اور قبل از دوپہر میکناٹن صاحب نے کپتان ٹریور۔ میکنزی۔ کپتان جارج لارنس کو لیکر محمد اکبر خان کے پاس گئے۔ اور اکبر خان کو گرانٹ صاحب کا گھوڑا۔ اور لارنس صاحب کا دونالی تپنچہ قبل ازین ان دونون سے اکبر خان نے خواہش کی تھی حوالہ کیا۔ تھوڑی دیر بھی نہین گزری کہ دفعتاً اکبر خان نے بگمیر للکارا۔ افغانون نے ان چارون سردارون کو پکڑ لیا۔ لارنس۔ میکنزی۔ ٹریور کی مشکین باندھی گئین۔ اور افغان اپنے گھوڑون کے پیچھے بٹھا کر لیچلے راستہ مین ٹریور گھوڑے سے گرا۔ ایک افغان نے اوسکو مار ڈالا۔ اور میکنزی و لارنس قلعہ محمود آباد مین قید کئے گئے۔ محمد اکبر خان نے میکناٹن صاحب کو تپنچہ مار کر ہلاک کیا۔ انکا سر کابل کے چوک مین پھرایا گیا اور دو بازارون مین گھسیٹا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ الفنسٹن صاحب سپاہ سالار نے انگریزی فوج کے ذریعہ اونکا کوئی انتقام نہین لیا۔ بلکہ اسکے برعکس میجر ایلارڈ پوٹنجر کو معاہدہ کی تکمیل کرنیکے لئے اکبر خان کے

پاس بھیجا۔ سابقہ عہدنامہ مین ترمیم ہوکر یہہ شرایط ٹھہرین کہ تمام توپین سوائے ۶ میدانی توپون کے اور تمام بچی ہوی بندوقین۔ ہتیار اور خزانے کے تمام سکے افغانون کے حوالے کئے جائین۔ اور پشاور تک بخیر و عافیت پہونچانے کے معاوضہ مین ساڑے بارلاکھ روپیہ دئے جائین"۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۸۴۲ء کو اس عہدنامہ پر اٹھارہ افغانون کے سردارون کی مہرین ثبت ہوئین۔ اور ۶ جنوری کو انگریزی فوج نے جلال آباد کی جانب کوچ کیا۔ جسمین (۶۹) گورے (۲۸۴۰) ہندوستانی پیدل سپاہی اور (۹۷۰) ہندوستانی سوار (۶) گھوڑچڑھی گورون کی توپین۔ اور تین ہاری توپین تہین بہیر کے بارہ ہزار آدمی فوج کے پیچھے لگے ہوے تھے۔ موسم جاڑے کا تہا۔ زمین اور پہاڑ برف سے ڈھکے ہوے تھے۔ سردی گرم کپڑون کے اندر چیرے ڈالتی تھی۔ اس پر اور مصیبت یہہ ہوی کہ راستہ مین افغانون نے خلاف معاہدہ قتل و خونریزی پر کمر باندہی کبھی چند اول پر تو کبھی ہراول کی فوج پر حملہ کرتے۔ اور جان و مال کا نقصان پہونچاتے۔ بہیر کے ہزارون آدمی مارے گئے۔ اور بہت سے سردی اور برف سے مرگئے۔ لیڈیان جو پالکیون اور ڈولیون مین ابتک سوار ہوتی تہین اونکے لئے اب کہار زندہ نہ رہے اسلئے مجبوراً اونٹون کے کجاؤن مین بیٹہنا پڑا۔ اور فوج کے خرد کابل پہونچنے تک چند اول کی ہندوستانی سپاہ کی رجمنٹ بالکل قتل ہوگئی۔ گو انگریزی کی فوج کے ہمراہ اکبر خان موجود تھا۔ مگر افغانون کی زیادتی کا وہ کچھ دفعیہ نکرسکا۔ ۱۲ جنوری کو وادی جگدلک کے نیچے جب فوج پہونچی تو جنرل سپاہ سے جدا ہوگیا۔ اور سپاہ بغیر جنرل کے سفر کرنا شروع کی۔ اتنے مین افغانون کا ایک گروہ چہرے اور تلوارین لیکر سپاہیون اور بہیر پر آن پڑا۔ مورچون کے آگے مردون کے ڈھیر لگ گئے۔ چند افسر اور تہوڑی سپاہ جو افغانون سے لڑتی ہوی باہر نکل گئی۔ وہ گندمک جاتے ہوے سب مارے گئی۔ اور بارہ افسر جو اپنے ہمراہیون سے جدا ہوے تھے وہ بھی فتح آباد کے قریب قتل ہوگئے چنانچہ ۱۳ جنوری کی صبح کو جو ہزارون آدمی کابل سے جلال آباد کو جانے کے قصد سے روانہ ہوے تھے

اونمین صرف ڈاکٹر برائی ڈن ۱۳ر جنوری ۱۸۴۲ء کو اپنے ہموطنون کی کہانی سنانے کے لئے جلال آباد پہونچا۔ جب یہہ خبر لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل کو ہوئی تو اونکی زندگی تلخ ہوگئی۔ اور اونکی نیکنامی ہمیشہ کے لئے خاک مین ملگئی۔ اب اونکو یہہ فکر پیدا ہوئی کہ کسیطرح باقی فوج افغانستان سے باہر نکال لیجاے اودہر افغانستان مین باقی انگریزی فوج کی یہہ حالت تہی کہ جنرل نات صاحب معہ اپنی فوج کے قندہار مین قلعہ بند تھے۔ اور غزنی مین کنرل پامر سپاہ کو لئے ہوئے حصارنشین تھے۔ لیکن رسد کی قلت نے اونکو باہر نکالا۔ اور افغانون نے حملہ کرکے اونکو معہ بقیہ فوج کے قید کرکے کابل بہیجا۔ اور غزنی پر قبضہ کرلیا۔ جلال آباد مین سیل صاحب فوج کے ساتھہ محصور بیٹھے تھے۔

لارڈ ایلن برا گورنر جنرل

۲۸ر فروری ۱۸۴۲ء کو لارڈ ایلن برا گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اور لارڈ آک لینڈ رخصت ہوے۔ اسوقت خزانہ بالکل خالی۔ قرض کا بار بہت بہاری۔ افغانستان کا جھگڑا مزید برآن موجود تہا جس سے نئے گورنر جنرل کو مشکلات کا سامنا تھا۔ الحاصل لارڈ آک لینڈ کی اندہاد ہند کارروائی نے یہہ روز بد دکھایا تھا۔ مگر اسکے ساتھہ ہی اونکے بعض کارروائیان قابل تعریف بھی تہین۔ چنانچہ تعلیم نسواں کی اشاعت مین اونہون نے بہت کچھہ اعانت کی۔ عدالت مین شہادت کے متعلق جو قرآن مجید و گنگاجل اوٹہانیکا طریقہ تہا۔ اوسکو موقوف کرکے صرف خدا کو حاضر و ناظر جانکر ایمان سے اقرار کرنا اور سچ کہنا مقرر کیا۔ سابق مین دیولون اور مندرون مین جو چڑہاوا چڑہایا جاتا۔ وہ ملک کی آمدنی مین شمار ہوتا تھا۔ اور حاجیون سے ٹیکس لیا جاتا تھا۔ یہہ سب موقوف کردیا۔

اب لارڈ ایلن برا نے پہلا کام افغانستان کی مہم کا کیا۔ اور جنرل پالک کو سپاہ سالار مقرر کرکر

بھیجا۔ جنکے ساتھ سر ہنری لارنس اور کلرک صاحب تھے۔ گلاب سنگھ راجہ جموں بھی انگریزون کی اعانت پر مستعد ہوگیا۔ چنانچہ جنرل پالک درۂ خیبر کے طرف بڑھے۔ آفریدیون نے مقابلہ کیا۔ پالک نے اونکو شکست دیکر قلعۂ علی مسجد لے لیا۔ اور یہ قلعہ سکھون کے سپرد کرکے آگے چلے۔ پھر اکبر خان نے حملہ کیا۔ اوسکو بھی انگریزی سپاہ نے شکست دی۔ جب اکبر خان نے ہزیمت اوٹھائی تو وہ انگریزی قیدیون کو بدیع آباد سے کابل روانہ کردیا۔ افسوس ہے کہ راستہ مین قیدیون نے بہت تکلیفین اوٹھائین۔ جنرل انفسٹن کا تو ۲۴ اپریل کو انتقال ہوگیا۔ اکبر خان نے اونکی نعش جلال آباد بھیجدی اور ۲۶ اپریل ۱۸۴۲ع کو کابل مین شاہ شجاع کو۔ نواب زمان شاہ کے بیٹے نے قتل کرکے خندق مین ڈالدیا۔ اسکے بعد نواب زمان شاہ نے شہزادۂ فتح جنگ (جو شاہ شجاع کا بیٹا تھا) کو بادشاہ اور محمد اکبر خان کو وزیر بنانیکی سازش شروع کی۔ ادہر جنرل پالک لڑتے بھڑتے جلال آباد سے سیل صاحب کو لیکر وادی شنواری و تیزین کے مقامات کو تباہ کرتے کابل پہونچے۔ اور جنرل نات صاحب جو قندہار مین قلعہ بند تھے۔ وہ بھی قندہار سے نکلے۔ اور راستہ مین افغانون کا مقابلہ کرتے اور اون کو ہزیمت دیتے ہوے پہلے غزنین آئے۔ اور افغانون سے جنگ کرکے قلعہ غزنین کو لیا محمود غزنوی کے مقبرہ کا جو صندل کی لکڑی کا دروازہ تھا۔ اوسکو اتار لیا۔ اسکے بعد شہر اور قلعہ کو مسمار کرکے آگے قدم بڑھایا۔ آخر ہزار مصیبت کابل آئے۔ اور جنرل پالک سے ملے۔ اب جنرل پالک کو قیدیون کے چھڑانے کی فکر ہوی۔ اور اونہون نے سر جیمز شکسپیر کو چھ سو فنر لباش سواردن کے ساتھ اکبر خان کے پاس بھیجا۔ لیکن سر جیمز کو بہت دور جانا نہ پڑا کہ صالح محمد خان قیدیون کو لیے ہوے اونکے سامنے آیا۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ اکبر خان نے تمام قیدیون کو صالح محمد خان کی

* کہتے ہین کہ یہ دروازہ پہلے سومنات کا تھا۔ جسکو محمود غزنوی نے غزنی لیگیا تھا۔ مگر کسی دوسری تاریخ سے محمود کا سومنات کے دروازہ کو لیجانا ثابت نہین ہوتا۔ ۱۲ مولف

حراست مین (صالح محمد اول انگریزی سپاہ مین نوکر تھا سنہ ۱۸۳۸ء مین معاینہ کمپنی کے دوست محمد خان کے پاس بامیان چلا گیا تھا۔) حکم روانہ کیا تھا۔ جو ترکستانی ازبکونکے پاس غلامون کی طرح رہکے جاتے۔ لیکن صالح محمد نے قیدیون سے بیس ہزار روپیہ نقد اور بارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن کی دستاویز لکھا لیکر انکو انگریزی فوج مین لا رہا تھا۔" پالک صاحب کو قیدیون کی اسطرح بلا جنگ وجدل کے رہائی پانا بیحد خوشی کا باعث ہوا اسکے بعد اونہون نے چارچترکے بازار کو (جہان میگناٹن کی لاش تشہیر کیگئی تھی) جو علی مردان خان نے شاہجہان کے عہد مین بنایا تھا۔ سمار کرکے ڈھیر بنا دیا۔ اور تمام فوج کو کابل کے بازارات و مکانات کے لوٹنے کا حکم دیا۔ جس سے ہزارون مکانات و دوکانات تباہ و تاراج ہوگئے۔ صرف قزلباشون کا محلہ (جو انگریزون کا ہوا خواہ تھا) فوج کے حملے سے بچا۔ جب اس انتقام سے پالک صاحب کو فرصت ملی تو اونہون نے ۱۲ اکتوبر کو ہندوستان کے طرف کوچ کیا۔ نابینا زمان شاہ اور اوسکا بھتیجا فتح جنگ بھی فوج کے ہمراہ ہوگئے۔ واپسی مین بھی انگریزی فوج پر ہر چند افغانون نے بہت سارے حملے کئے۔ مگر پالک و ناٹ کی دلاوری نے اونکی ایک نہ چلنے دی۔ اور ہر ایک موقع پر افغانون نے شکست پائی۔ جلال آباد سمار کرکے گورنر جنرل کے حکم پر سکھون کے حوالہ کیا گیا۔ علی مسجد کے مقامات زمین کے برابر کردئے گئے۔ جب یہہ انگریزی لشکر فیروزپور پہونچا تو گورنر جنرل نے فوج کا استقبال کیا۔ اور فیروزپور مین ایک بہت بڑا جشن اس فتح کی خوشی مین منایا گیا۔ سپاہیون کے ریویو ہوے پہلک اسپیچین ہوئین سپاہیون کو مٹھائی کھلائی گئی۔ امیر دوست محمد خان کو بغیر کسی شرط کے اجازت دیگئی کہ وہ اپنے مقلس دیس ملک کو چلا جائے۔ اور گورنر جنرل نے بذریعہ اشتہار کے اس امر کا اظہار کیا کہ افغان جسکو چاہین اپنا بادشاہ بنائین گورنمنٹ اوسمین دخل ندیگی۔ اور وہ صندلی دروازہ سومنات کو دیا گیا کہ اوسکو از سر نو سومنات مین لگائین۔ الحاصل اس جنگ افغانستان مین

ستر اکروڑ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوا۔ لیکن حاصل کچھ بھی نہ ہوا۔

جنگ سندہ

جب انگریزون نے افغانستان مین پریشانی اوٹھائی۔ اور وہان سے انگریزی سپاہیون کو واپسی کا حکم دیا گیا تو آئندہ کے لئے مغربی سرحد سلطنت کی دریائے سندہ قرار پائی۔ اور سابقہ عہدنامہ مین از سرنو ترمیم وتبدیل کی کارروائی کیگئی۔ کرنیل جیمس اوٹرم پولیٹکل ریجنٹ سندھ نے اس جدید عہدنامہ مین یہ شرایط داخل کی تہین کہ کراچی اور سکہر مین انگریزی سپاہ کی دو چھاؤنیان ڈالی جائین۔ اور کل محصول دریائی موقوف ہو۔ دخانی جہازون کے لئے لکڑی دینے کی جو قید ہے وہ بالکل اوٹھا دیجاے۔ اور سکہر بکر کے ماتحت شکارپور پر بھی معہ مضافات انگریزون کا قبضہ

بجنور ۱۸۳۲ء مین برٹش گورنمنٹ کو خیال ہوا کہ مغربی سرحد پر جو وحشی قومین آباد ہین اون سے رشتۂ اتحاد مربوط کیا جاے چنانچہ اس کام کے لئے سر ہنری پوٹنجر کو سندہ بھیجا۔ اور ان شرایط پر امیران سندہ سے عہدنامہ مرتب کیا گیا کہ دریائے سندھ انگریزی تجارت کے لئے کھلا رہے۔ مگر مسلح جہازون کی آمد رفت مسدود ہو۔ اور خاص قیود کے ساتھ سوداگر مسافر آیا جایا کرین۔ اسکے علاوہ اور چھوٹی چھوٹی شرطین بھی تہین۔ اسکے بعد ۱۸۳۸ء مین یہ شرایط اور بڑہائے گئے کہ حیدرآباد مین ایک پولیٹکل ایجنٹ مستقل رہے۔ اور وہ اپنی حفاظت کے لئے سپاہ بھی رکھے۔ جب افغانستان کو سپاہ جانے لگی تو سندہ سے گذرنے کی کارروائی ہوی۔ اور اسکے ساتھ افغانستان کی لڑائی کے اختتام تک قلعۂ بکھر مستعار لے لیا گیا۔ پھر امیران سندہ سے شاہ شجاع کو ۲۱ لاکھ روپیہ خراج کے نام سے دلایا گیا۔ اور ایک فوج محافظت ملک سندہ کے لئے مقرر کرکے اسکے اخراجات تین لاکھ سالانہ قرار پائے۔ چند روز کے بعد اوس پر پچاس ہزار روپیہ کا اور اضافہ کرکے وہ میر شیر محمد کو دینا ٹہہرا۔ دریائے سندہ کے سارے محصول راہداری بھی معاف کئے گئے۔ بہرحال امور مندرجۂ بالا نے امیران سندہ کے دل مین کدورت پیدا کی۔ اب اس پر ایک اور جدید عہدنامہ کی تجویز ہوئی۔ جسکا حال متن مین ملاحظہ فرمایئے ۱۲ مولف۔

اوران شرایط کے عوض مین امیرون کو وہ ساڑے تین لاکھ روپیہ سالانہ خراج معہ بابتیات معاف کردئے جائینگے
اس اثنار مین لارڈ ایلن برا گورنر جنرل ہو کر ہندوستان آئے۔ اور اونہون نے شرایط بالا پر یہہ فقرہ
اور بڑہایا کہ جن امیرون کی بدخواہی ثابت ہوجائے تو اونکو یہہ سزا دیجائیگی کہ اونکا تھوڑا سا ملک جہین
کر بہاول خان کو دیدیا جائیگا۔ چنانچہ کرنل اوٹرم نے جون ۱۸۴۲ء مین یہہ انتظام پیش کیا کہ سیزل کوٹ
(جو بہاول خان سے ۱۸۳۵ء مین چہین لیا گیا تھا) حیدرآباد کے امیر نصیر خان سے لیکر بہاول خان کو دیدیا
جاوے۔ اتنے مین گورنر جنرل نے ایک دوسرا اضافہ یہہ کیا کہ بونگ بڑا جو بہاول خان سے ناحق
لے لیا گیا تھا۔ اور اب وہ میر رستم کے قبضہ مین تھا اوسکو لیکر بہاول خان کو واپس دیا جائے الحاصل
جو اضلاع کہ ضبط ہوے اونکی سالانہ آمدنی ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ تھی۔ اور انتظامات مین جو اور
قبطیان ہوئین وہ سب ملکر چار لاکھ چوالیس ہزار روپیہ کی ہوئین۔ جسکے برابر امیرون کو خراج معاف کیا گیا
اب کرنل اوٹرم کی جگہہ سر چارلس نیپر سندہ کے سپہ سالار اور پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوے۔ اور
۱۳ نومبر ۱۸۴۲ء کو اونکے پاس گورنر جنرل کا یہہ حکم آیا کہ اور زیادہ ملک بہاول خان کی سرحد سے
روڑی تک ضبط کیا جائے۔ جسکی آمدنی آٹھہ لاکھ چالیس ہزار پانچسو روپیہ سالانہ ہے۔ یعنے
پہلی ضبطی پر تین لاکھ چورانوے ہزار روپیہ کا اور اضافہ کیا چنانچہ جنرل نیپر نے علی مراد کے ساتھہ
ایسا انتظام کیا کہ بالاے سندہ کے امیرون کا ملک پچاس ہزار سات سو پچیس روپیہ سالانہ
آمدنی کا ضبط کیا۔ جس سے کل ملک ضبط شدہ کی تعداد تیرا لاکھ سینتالیس ہزار سات سو پچاس
روپیہ ہوی۔ اور کل ملک کی آمدنی بیس لاکھ اونتالیس ہزار پانچسو سالانہ تھی۔ اسکے علاوہ

* ساٹھہ سال کا عرصہ گزرا تھا کہ ٹال پوری بلوچون نے سندہ سے کلہوڑا قوم کو خارج کرکے اپنی حکمرانی قایم کی
تھی۔ اور سندہیون کو اپنا تابع بنالیا تھا۔ اور اپنی پہاڑی قومون کو سندہ کا ملکون پر فرمانروائی کرنیکے لئے نیچے لے آئے
تھے۔ اور انمین کوہستانی بلوچی۔ میدانی بلوچی۔ خاص سندہی اور ہندو قومین مربوط ہین۔ آخر دو قومون پر پہلی قوم

جنرل نیپر نے امیروں کو اونکے نام کے سکے ڈھالنے سے بھی منع کیا۔ جونکہ امیران سندہ پہلے عہدنامہ سے ہی رنجیدہ اور ملول تھے۔ اب یہہ جدید عہدنامہ اور ضبطی ملک کی کارروائی نے اونکے زخمون پر اور نمک چھڑکا۔ اب امیران سندہ نے سازش شروع کی۔ اور انگریزون کے خلاف فوج کو جمع کیا۔ شیر سنگھ مہاراجۂ لاہور سے امداد کی درخواست کی۔ ناجایز محصول لینا اور تجارت و جہازرانی کو روکنا چاہا۔ ماسیوا اسکے اور بھی بہت سی خلاف کارروائیان کین۔ لیکن ان امیرون مین سے علی مراد (جو میر رستم کا بھائی تھا) علیحدہ ہوگیا۔ اور جنرل نیپر کو اس سازش و کارستانیون کی خبر کردی۔ جنرل نیپر نے جب میر رستم سے اس سازش کی وجہ پوچھی تو اوس نے انکار کردیا۔ اور اپنی دستارامارت اپنے بھائی علی مراد کو دیدی۔ مگر درپردہ اونکا مدد و معاون بنا رہا۔ اب امیرون نے امام غور و نحور شاہ اور دیجی کے قلعون مین انگریزون سے لڑنے کے لیے فوج جمع کی۔ قلعۂ امام غور مین میر رستم کا بیٹا محمد حسین فوج کا افسر بنا۔ اور قلعۂ غور شاہ مین میر رستم کے بھتیجے نصیر خان نے افسری کی جگہہ سنبھالی۔ آخر جنرل نیپر فوج و توپخانہ کے ساتھہ ان سردارون کی سرکوبی کے لئے آگے بڑھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۷۱) حکمران تھی۔ اور دوسری قوم کے امیر پہلی قوم کے سردار تھے تالپوری بلوچون مین چار یاری دستور تھا یعنے ملک کو چار بھائی آپس مین تقسیم کرکے قابض ہوتے۔ اور مشترک۔ فرمان روائی کرتے تھے۔ اور اونکی اولاد کی اولاد مین یہی دستور چلا آتا تھا۔ لیکن اسوقت اون مین تین ہی خاندان حیدرآباد خیرپور۔ اور میرپور حکمران تھے۔ اول جنوب مین دوسرا شمال مین۔ تیسرا مشرق مین جسکی حد ریگستان تھی۔ اس چاریار نظام سے یہہ دستور نکلا کہ بھائی کا جانشین بھائی ہوتا بیٹا نہوتا۔ اور اسکے سرپر دستار امارت ہوتی۔ جسوقت سر چارلس نیپر سندہ مین آئے تو حیدرآباد مین نصیر خان۔ خیرپور مین میر رستم۔ میرپور مین شیر محمد صاحب دستار تھے۔ اور میر رستم بڑا بوڑھا تھا۔ اسنے کلہوراؤں کے امیرونکو سندہ سے خارج کیا تھا۔ ۱۲ مولف

اور خوب جنگ وجدل کا بازار گرم ہوا۔ ۱۵ جنوری ۱۸۴۳ء کو جنرل نے قلعہ امام غور کے دروازے کو اوڑا دیا۔ جس سے امیرون کے دل مین خوف پیدا ہوا۔ اور اونہون نے اپنے اپنے وکلا جنرل کے پاس بھیجدیئے۔ اور مہلت چاہی۔ الحاصل ۱۲ فروری کو حیدرآباد مین جدید عہدنامہ پر امیرون کی دستخطین اور مہرین ثبت ہوگئین اسکے دوسرے دن امیرون نے جنرل کو اطلاع دی کہ بلوچی سپاہی ہمارے اختیار مین نہین رہے۔ اگر آپ رزیڈنسی مین رہینگے تو اسکا نتیجہ جو کچھ ہو اسکے جوابدہ ہم نہین ہین۔ چنانچہ ۱۴ فروری کو رزیڈنسی پر تین طرف سے پیدل اور سوارون نے حملہ کیا۔ (چوتھی طرف تو دریا تھا) طرفین سے لڑائی خوب جم کر ہوی۔ ۱۷ فروری کو لڑائی کے جنگ نے اس جنگ کا فیصلہ کردیا۔ بلوچیون نے شکست پائی۔ اور انگریز فتحیاب ہوے۔ جنرل نے حیدرآباد پر قبضہ کرلیا۔ اور دو کروڑ روپیہ کا مال غنیمت انگریزون کے ہاتھ لگا۔ اور چند امیران سندھ قید کرلئے گئے۔ اب ایک نازک معاملہ پیش آیا کہ امیرون کی عورتین قلعہ مین ہین جنکی نگہبانی پر آٹھ سو بلوچ زبردست دلاور ٹال پوری بلوچی موجود تھے۔ جنکو امیرون کا حکم تھا کہ اگر ذرا بھی عورتون کی بیعزتی ہو تو وہ اونکا گلا کاٹین اور لڑکر اپنا راستہ لین۔ جنرل نے پہلے قید شدہ امیرون کو انگریزی فوج کی نگرانی مین اونکے باغات کو بھیجدیا۔ جہان وہ چند روز رہے۔ اور اسکے بعد عورتون کو تین دن آزادی دی کہ لونڈیان اپنے گذارہ کے لئے کچھ لوٹ لین۔ چنانچہ وہ بہت سا روپیہ لوٹ کرلیگئین (کیونکہ وہان خزانہ مین قریب تین کروڑ کے روپیہ علاوہ مستورات کے زیورات اور جواہرات کے تھا) اب تمام عورتون اور بی بیون اور لونڈیون کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے آقاؤن اور خاوندون کے پاس چلے جائین یا سندھ مین رہین۔ اونہون نے دوسری بات پسند کی۔ اور کوئی عورت اپنے آقاؤن۔ اور خاوندون کے پاس نہ گئی۔ ابتک چھ امیرون نے اپنے تئین حوالہ کیا تھا۔ اور باقی امیر میدان جنگ کے لئے تیار تھے۔ چنانچہ میرپور کا امیر شیر محمد خان بیس ہزار بلوچیونکو

لیکر موضع دبلکے قریب مورچے جمایا۔ ۲۴ مارچ ۱۸۴۳ء کو جنرل نیپئر نے ۶ ہزار سپاہ سے اون پر حملہ کیا۔ خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ آخر بلوچ شکست کھاکر بھاگے۔ اور بہت سے مارے گئے اور اس فتح کے بعد انگریزون کے ہاتھ کل ملک سندہ آگیا۔ شرقی صحرا مین امرکوٹ (جو شہنشاہ اکبر کی جنم بھوم تھی) بھی آسانی سے فتح ہوگیا۔ تباہ و قید شدہ امیر جلاوطن ہوئے یا مقید ہوکر بھیجے گئے۔ اور اونکے ملک منضبطہ کا ایک حصہ پہلے ملک کے مالکون نعاب بہاول پور۔ اور جودہ پور جیسلمیر کے راجاؤن کو دیا گیا۔ اول جنرل نیپئر ملک سندہ کے گورنر مقرر ہوے۔ پھر اوسکے بعد یہہ ملک بمبئی پریسیڈنسی کے متعلق ہوگیا۔

جنگ گوالیار

افغانستان مین لڑائی کی آگ بڑی بھڑکی تھی وہ بھی ہی تھی کہ اوسکی چنگاریان ملک سندہ مین چمکنے لگین۔ ابھی یہان وہ بالکل خاکستر ہوئی تہین کہ ریاست گوالیار مین شرارے دکھانے لگین

* دربار گوالیار ایک مجلس شورے ہوتی ہے۔ جسکا صدر انجمن مہاراجہ ہوتا ہے۔ اگر وہ نابالغ ہو تو مہاراجہ کی مان (مہارانی) پیشوا صدر انجمن ہوتی ہے۔ اور ارکین مجلس ریاست کے امرائے موروثی اور بڑے پنڈت عالم اور افسران سپاہ ہوتے ہین۔ مگر اسوقت مہاراجہ اور مہارانی دونون کم عمر تھے۔ کیونکہ ۱۸۲۷ء مین جب دولت راؤ سندیہا لاولد مرگیا۔ تو مہارانی بیجا بائی اوسکی جانشین ہوئی اور اپنے شوہر کے سب سے قریب رشتہ دار جنکوجی راؤ سندیہا کو منتخب کیا ۱۸۳۳ء مین جب وہ ستارہ برس کا ہوا تو مہارانی سے لڑکر ریاست کے اختیارات لے لیا۔ اور مہارانی آگرہ چلی گئین۔ ۷ فروری ۱۸۴۳ء کو جنکوجی راؤ سندیہا دفعتاً لاولد مرگیا۔ اوسکی بیوہ رانی تارا بائی جسکی عمر ۱۳ برس کی تھی۔ پنج شنبہ کے قریبی رشتہ دار بھگیرت راؤ پسال کو دربار کی صلاح سے منتخب کیا۔ چونکہ یہہ دونون کمسن تھے۔ اسلئے کرنیل سپارس صاحب رزیڈنٹ مہاراج متوفی کے

چنانچہ گوالیار کی ایک پلٹن کا افسر ایشور سنگھ اپنی پلٹن لیکر مالوہ گیا تو وہان رعایا پر ظلم وستم شروع کیا جب رزیڈنٹ کو خبر ہوی تو اوس نے اوسکو حکم بہیجا کہ پلٹن کو وہاں چہوڑکر خود تنہا یہان چلا آئے لیکن وہ خلاف حکم پلٹن کے ساتھ کیمپ مین آیا - اور یہان کی دوسری پلٹنون مین بہی بغاوت پہیلانے لگا - ۸ اپریل ۱۸۴۳ء کو مہارانی نے رزیڈنٹ کو لکہا کہ "مین ماما صاحب کی بہتیجی سے مہاراجہ کا بیاہ کرنا چاہتی ہون - اور کل ٹیکے کی رسم ادا ہوگی" چنانچہ اوسکا ظہور دوسرے روز برابر ہوگیا پہر ۱۲ مئی کو مہارانی نے سوائے ماما صاحب کے تمام سردارون کو کیمپ مین جمع کرکے رزیڈنٹ کو ماما صاحب کی شکایت لکہی - اور اوسکے موقوفی کی درخواست کی - ہرچند رزیڈنٹ نے مہارانی کو سمجہایا - مگر اوسکا اثر کچہہ بہی نہوا - اور ماما صاحب کو لشکر گوالیار سے چلے جانے پر مجبور کیا گیا - چنانچہ یہہ بہیجا - وہ سرونج چلا گیا - اور رزیڈنٹ نے گورنر جنرل کو اس امر کی اطلاع کی - مگر گورنر جنرل نے اس کارروائی مین مداخلت کرنا نامناسب سمجہا - اور رزیڈنٹ کو حکم دیا کہ وہ چند روز کیلئے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۷۴) مامون ماما صاحب کو مدار المہام مقرر کیا - گو اس تقرر سے برٹش گورنمنٹ کی تومنہ مانگی مراد آئی - مگر دربار کے ممبرون نے اوسکے اوکہاڑ پچہاڑ مین ریشہ دوانیان کرنے لگے -

اسوقت دربار کے تین ممبر بڑے صاحب لیاقت تھے - ایک بابو سنتولیا - (جو امارت مین سب امرائے ریاست سے بڑہا ہوا تھا) دوسرا رام راؤ پہالکیا (جو اپنی نوجوانی میں مرہٹہ کمنٹینٹ کا افسر سنکلار لارڈ لیک کے ماتحت اونکے دشمنون سے لڑا تھا) تیسرا دادا خاص جی والا تھا - جو برٹش گورنمنٹ کو ضرورت کے وقت ایک کروڑ روپیہ دلوا دیا تھا - اور ریاست کے کل جواہر اسکے پاس رہتے تھے - محل مین بہی اسکو بہت دخل تھا - اور بے تکلف محل مین آتا جاتا تھا - لیکن ان تینون کے علاوہ ایک عورت نرسنجن نامی بڑی پرفن ومکار مہارانی کے ناک کا بال تھی چونکہ مہارانی کو مدار المہام سے سخت عداوت تھی اسلئے یہہ عورت بہی مدار المہام کی جانی دشمن بنگئی - ۱۲ مولف

گوالیار سے باہر چلا جائے۔ جسکی تعمیل مین رزیڈنٹ دہولپور چلا گیا۔ مہارانی کو رزیڈنٹ کا اسطرح چلا جانا ناگوار معلوم ہوا۔ اب اوس نے دادا خاص جی والا کو مدار المہام مقرر کیا۔ جس سے گوالیار بدعملی اور بے انتظامی کا مرکز بنگیا۔ مہارانی نے رزیڈنٹ کو گوالیار آنیکے لیے لکھا۔ جسکا جواب اوس نے گورنر جنرل کی ہدایت پر یہہ دیا کہ جبتک دادا خاص جی والا کو مدار المہامی سے موقوف کرکے جلاوطن یا برٹش گورنمنٹ کے حوالہ نکیا جائیگا۔ اوسوقت تک میرا (رزیڈنٹ) آنا ناممکن ہے۔ مگر رزیڈنٹ کی یہ تجویز دادا خاص جی نے مہارانی کو نہین بتلائی۔ جب اوسکی خبر گورنر جنرل کو ہوئی تو اوسکو دادا خاص جی کی اس مجرمانہ حرکت پر بہت غصہ آیا۔ اور اوس نے مہارانی کو بہت ڈانٹ بتلائی اتنے مین بابو سنتولیا دیسمکھ نے دادا خاص جی کو گرفتار کرکے رزیڈنٹ کو اطلاع دی۔ رزیڈنٹ نے اوسکا شکریہ ادا کیا۔ اور قیدی کو اپنے سوالے کرنیکی تاکید کی۔ اس اثنار مین کرنیل سپائرس رزیڈنٹ دہولپور سے ناگپور مین رزیڈنٹی پر بدل گئے۔ اور کرنیل سلیمن اونکی جگہہ مقرر ہوکر آئے اس نئے رزیڈنٹ کو آئے ہوئے چند روز بھی نہین گذرے تھے کہ بابو سنتولیا۔ اور دادا خاص جی مین توپ بازی ہونے لگی۔ مگر مہارانی نے اسکو موقوف کروایا۔ اب تو گورنر جنرل کو تاب نہ رہی۔ اور وہ آگرہ آگرہ اڈوسمبر ۱۸۱۸ء کو سپاہ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ اور اپنے ارادہ کی اطلاع مہارانی کو بھی کردی مہارانی نے گھبراکر دادا خاص جی کو گرفتار کرکے گورنر جنرل کے پاس آگرہ بھیجدیا۔ گورنر جنرل نے مہارانی کا شکریہ ادا کرکے یہہ لکھا کہ "جبتک حدود گوالیار پر امن وعافیت رہنے کی ضمانت نہ دیجائے گی تب تک انگریزی فوج بڑہنے سے نہین رُکے گی" جب مہارانی نے گورنر جنرل کی یہہ پالیسی دیکھی تو بہت پریشان ہوئی۔ اور خاص خاص سرداروں کو مصالحت کیلئے گورنر جنرل کے پاس بھیجا چنانچہ ان سرداروں کے مواجہہ مین عہدنامہ کے شرائط طے ہوئے۔ اور سنگونا سے گورنر جنرل نے مہارانی کو یہہ لکھا کہ "کل تک اس عہدنامہ کی تصدیق ہوجانا چاہیئے۔ ورنہ عہدنامہ پندرہ ہزار روپیہ جرمانہ

لیا جائیگا" لیکن جب وہ عہدنامہ مہارانی کی تصدیق ہوکر دوسرے روز واپس نہ آیا تو گورنر جنرل نے اپنی سپاہ کو چنبل سے پار اوتارا۔ اودہر گوالیار کی فوج نے جب انگریزوں کی سپاہ کو چنبل پار اترتے دیکھا تو مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے۔ چنانچہ چونڈا۔ مہاراج پور۔ پنار۔ وغیرہ کے مقامات پر دو چار لڑائیاں ہوئیں۔ جنمین گوالیار کی فوج نے شکست پائی۔ اور مہارانی مجبور ہوکر عہدنامہ کے شرائط کو منظور کرلی۔ ۳۰ دسمبر ۱۸۴۳ء کو مہاراجہ مہارانی۔ گورنر جنرل یہ تینوں ایک مجلس میں جمع ہوئے اور طرفین سے تپاک کیساتھ ملاقات ہوئی۔ اور ۱۵ جنوری ۱۸۴۴ء کو عہدنامہ کی تکمیل ہوگئی جس سے اختیارات سلطنت ایک کونسل کے سپرد ہوئے۔ اور باقی سپاہ برطرف کردیگئی۔ برطرف شدہ سپاہ کا ایک حصہ نئی کنٹنجنٹ میں بھرتی ہوگیا۔ باقی کو تین مہینے کی تنخواہ انعام دیکر رخصت کردیا گیا۔ عہدنامہ میں بارہ دفعات تھے۔ جنکا ملخص یہاں درج کیا جاتا ہے ۱ سندیہ میں کنٹنجنٹ موجود ہے اوسکی تعداد بڑھائی جائے۔ اور اوسکے خرچ کے لئے ایک مستقل آمدنی بعض اضلاع کی مقرر کیجائے۔ اگر اون اضلاع کی آمدنی اٹھارہ لاکھ روپیہ (جو کنٹنجنٹ کا سالانہ خرچ ہے) سے زاید وصول ہو تو وہ اضافہ مہاراج کو دیا جائے گا۔ اگر کم ہو تو اوسکی کمی مہاراج سے لیجائیگی۔ اور اون اضلاع میں برٹش گورنمنٹ اپنا بندوبست رکھیگی۔ اور ۳۶ لاکھ روپیہ جو گورنمنٹ کا گوالیار کے طرف باقی ہے۔ وہ (۱۴) روز میں ادا کردیا جائے۔ ورنہ اوسکے معاوضہ میں بھی چند اضلاع پر گورنمنٹ اپنا قبضہ کریگی۔ اور اوس روپیہ کا سود بھی بحساب فیصدی پانچ روپیہ کے لیا جائے گا۔ (یہہ روپیہ خرچ جنگ کا تھا جو دربار نے فوراً ادا کردیا۔ جس سے اضلاع دینے کی نوبت نہ آئی اور آیندہ گوالیار میں ۹ ہزار سپاہ اور ۳۲ توپیں رکھی جائیں۔ باقی بیس ہزار سپاہ موقوف ہوا (اسیوقت موقوف کردیگئی) اور جہاں تک کی نامور بڑی توپ آگرہ میگزین میں بھیجدے (چنانچہ بھیجدیگئی) اور جبتک مہاراجہ بالغ نہوں اراکین ریاست سندیڈنٹ کی صلاح سے ریاست کا کام انجام دیں۔ مہارانی

تین لاکھ روپیہ سالانہ پنشن دیجائے"

الحاصل جب عہدنامہ کی تکمیل ہوگئی تو گورنر جنرل ۲۰ ر فروری ۱۸۴۴ء کو کلکتہ واپس آئے۔ اتنے مین ولایت سے کورٹ ڈائرکٹرز نے اونکو بلالیا۔ اب اونکی غیر حاضری مین ولیم نورس برڈ صاحب کونسل کے وائس پریسیڈنٹ ہوے۔ انہون نے اپنی چندروزہ حکومت مین لاٹری کا ڈالنا موقوف کردیا۔ جو انگلستان کے نمونہ پر ہندوستان مین بھی بنائی گئی تھی۔ اور بردہ فروشی کے قانون کو سختی کیساتھ نافذ کیا۔

لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل

یہہ بیان کرنا یہان ضروری ہے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے ناراض ہوکر وزارت انگلستان کے خلاف لارڈ ایلن برا کو دوہی سال مین ہندوستان سے بلالیا تھا۔ اسلئے کورٹ اور وزارت مین رنجش پیدا ہوگئی۔ اور کورٹ ڈائرکٹرز کی ناراضی کے یہہ اسباب تھے کہ لارڈ ایلن برا اونکو لمنتے نہ تھے۔ اس نہ ماننے کی وجوہ یہہ تھے کہ لارڈ ایلن برا پہلے انگلستان مین کورٹ ڈائرکٹرز کے بورڈ کنٹرول رہ چکے تھے۔ اور وہ وہان کورٹ پر حکمرانی کرنے کے عادی تھے۔ جب وہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے تو عادت کے موافق اوس پر حکمرانی کرنے لگے۔ حالانکہ اب وہ اوس کے ماتحت تھے۔ الحاصل کورٹ نے ناراض ہوکر اونکو بلالیا۔ اور اونکی جگہہ کورٹ ڈائرکٹرز و وزارت انگلستان نے متفق ہوکر اونہین کے ایک قریبی رشتہ دار لارڈ ہارڈنگ کو گورنر جنرل مقرر کیا۔ چنانچہ لارڈ ہارڈنگ (بعہدہ مگہ معظمہ) ۲۳ ر جولائی ۱۸۴۴ء کو کلکتہ پہونچے۔ اونکو آئے ہوے دو ہفتے بھی نہین ہوے تھے کہ محمد امجد علی شاہ والی اودہ کی بدنظمی و ابتری کی رپورٹ ہوی۔ اور پالک صاحب رزیڈنٹ اودہ نے تو گورنر جنرل کو یہہ رائے دی کہ اودہ کی حکومت

گورنمنٹ اپنے قبضہ مین لے لے - مگر گورنر جنرل نے ایسی بھی مناسب نہ سمجھی اور نہایت سنجیدگی سے والی اودھ کو متنبہہ کیا - اس اثنار مین میر محمد خان نے دکن کے روہیلون کی امداد سے بھوپال کی بیگم پر حملہ آور ہوا - ایجنٹ بھوپال نے بیگم کی طرفداری کرکے اوس باغی کو شکست دی - اور میر محمد خان گرفتار کرکے بیگم کے حوالہ کیا گیا - اسکے بعد کولہاپور و ساونت واڑی مین (ان دونون ریاستون مین سیواجی کی خاندان والے حکمران ہین) فساد برپا ہوا - کرنیل اوٹرم نے انگریزی سپاہ نے اس فساد کو رفع کیا - اور باغی پرتگیزون کے ملک مین مفرور ہوے - کولہاپور مین انگریزی ایجنٹ کی جگہہ ہندوستانی ایجنٹ مقرر ہوا - اور ساونت واڑی کے معاملات ملکی کرنیل جیکب کے حوالے ہوے - اور کرنیل اوٹرم ستارہ مین ریزیڈنٹ رہے - جہان سیواجی کی ایک شاخ کو رابہ پرتاب سنگھ نے پھر سرسبز کیا -

سکھون کی اول لڑائی

ناظرینون کو معلومات حاصل ہونیکے لئے - یہہ ذکر ضروری ہے کہ - ۱۸۳۹ء مین جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے قضا کی تو اوسکے بعد چھہ برس کے عرصہ مین جلد جلد انقلاب پر انقلاب ایسے واقع ہوے - اور راجہ پر راجہ ایسے دغا و فریب سے قتل کئے گئے کہ اون کی نظیر تاریخ مین کم ملیگی - سارے ملک مین بدعملی و بے انتظامی پھیل گئی الحاصل ۱۸۴۳ء مین لاہور کی سلطنت پر ایک خورد سال لڑکا مہاراجہ دلیپ سنگھ نام راجہ ہوا - اوسکی مان رانی جنڈان نائب السلطنت ہی - جو اکثر دربار مین اجلاس کرتی تھی - اور معاملات سلطنت مین دیوان دینا ناتھ - بھائی رام سنگھ - مصر لال سنگھ سے صلاح و مشورہ لیتی تھی - لیکن اسوقت اصل اقتدار و اختیار سپاہ خالصہ کے پنچون کے ہاتھ مین تھا - جو وہ چاہتی سو کرتے تھے

اب سپاہ خالصہ کے پنچون نے گلاب سنگھ کو وزیر بنانا چاہا۔ مگر اوس نے منظور نکیا۔ پھر وزارت کے لئے تیج سنگھ حاکم پشاور سے درخواست کیگئی۔ وہ بھی انکار کرگیا۔ آخر اس عہدۂ وزارت کے لئے پانچ چٹھیان ڈالی گئین جنکو مہاراجہ دلیپ سنگھ نے نکالا جسمین لال سنگھ کے نام کی چٹھی نکلی۔ لیکن اسکو سپاہ خالصہ نے نا۔ اور سلطنت کے کا روبار رانی ہی کے نام سے ہوتے رہے۔ جس کے معاون لال سنگھ و تیج سنگھ تھے۔

جب سپاہ خالصہ کی قوت بہت بڑھ گئی تو اوس نے یہ سفارش کی کہ شیر سنگھ کے بیٹے کو جو ابھی کمسن تھا۔ پنجاب کا مہاراجہ بنائین۔ لیکن یہ بات دربار کو معلوم ہوگئی۔ اسلئے اوس نے تجویز کی کہ سپاہ کو کوئی کام ایسا بتا دیا جائے کہ وہ اوس مین مصروف ہوجائے۔ اور اس قسم کی سازشین نکرنے پائے۔ چنانچہ سپاہ کو اول یہ صلاح دیگئی کہ وہ جموں پر چڑہائی کرکے راجہ گلاب سنگھ سے روپیہ وصول کرے۔ سپاہ کو تو حکم کی دیر تھی فوراً جموں پر چڑہکر گلاب سنگھ کو لاہور لائی اور اوس سے ایک کروڑ روپیہ وصول کیا۔ پھر دربار نے فوج کو مولراج پر حملہ کرنیکی ترغیب دی۔ پھر کیا تھا یہ سپاہ وہان پہنچکر اوس سے بھی اٹھارہ لاکھ روپیہ کھینچ کرلائی۔ جب یہ دونون کام سپاہ نے کردئے تو رانی کو فکر ہوئی کہ اب انکو اور کسیطرف بھیجنا چاہیے۔ تاکہ سلطنت مین امن وچین رہے۔ اسلئے اب یہ تجویز پیش کیگئی کہ ستلج عبور کرکے برٹش گورنمنٹ پر حملہ آور ہون۔ سپاہ نے اوسکو بھی مان لیا۔ مگر حرب وضرب کے سامان کے لئے شور مچایا۔ جب وہ اونکو نہ دیا گیا تو کچھ مدت کے لئے ہندوستان کے حملہ کا خیال چھوڑ دیا۔

اس اثنا مین دربار اور فسر ہلا گیا۔ اور نومبر کی شروع مین پھر لاہور واپس آیا۔ اب لال سنگھ علانیہ وزارت کا کام رانی کے ماتحت انجام دینے لگا۔ اور تیج سنگھ کمانڈر انچیف بنا۔ اسی زمانہ مین یہ جھوٹی افواہین گرم ہوئین کہ انگریزی سپاہ لاہور پر حملہ کرنے کے لئے

ستلج کے جنوب و مشرق کیطرف سے چلی آرہی ہے - اور اس جھوٹی خبرون نے لاہور مین ایک تہلکہ ڈال دیا - اور راجہ لال سنگھ - اور دیوان دینا ناتھ نے ایک جعلی خط بھی ستلج کے پار کے سکھ افسرونکا انگریزی فوج کی چڑہائی کے متعلق فوج کو پڑھکر سنایا جس سے لاہور کی سپاہ سخت مشتعل ہوی اور انگریزی سپاہ سے لڑنیکے لیے تیاری کرنے لگین - اودہر لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے یہہ حفظ ماتقدم کیا کہ فیروزپور - لدہیانہ - انبالہ یہ تینون مقامات پر تیس ہزار سپاہ - اور ۶۸ توپین بہیجدین - ان کے علاوہ میرٹھ مین بھی دس ہزار سپاہ اور ۲۸ توپین موجود تہین - اور سندہ سے ۵۶ کشتیان تیار کراکے منگائی گئین - گیارہ سو گھوڑے توپون کے واسطے گورنمنٹ بمبئی اور مدراس سے مستعار لئے گئے - اس انتظار مین ۱۸ دسمبر ۱۸۴۵ء کو سکھون کی فوج ستلج کے ڈائین کنارے پر نمودار ہوی - اور ۱۱ دسمبر کو فیروزپور کے قریب آئی - سر جان اٹ کلمر سپہ سالار فوج فیروزپور نے اونکا مقابلہ کرنا چاہا - مگر سکھون کی فوج یہان سے نکل کر مدکی چلی گئی - ۱۳ دسمبر ۱۸۴۵ء کو گورنر جنرل نے بھی جنگ کا اشتہار دیدیا - اور سر ہیوگاف کمانڈر انچیف انبالہ کی انگریزی فوج لیکر مدکی پہونچے - طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا - آخر مین انگریزون نے فتح پائی اور دشمن کے سترہ بہاری توپین چھین لین - اور اس جنگ مین خود گورنر جنرل نے بھی کمانڈر انچیف کے ماتحت ایک جنرل کی حیثیت سے فوج کو لڑایا - جنگ کے خاتمہ پر انگریزی سپاہ مین ۲۱۵ مقتول اور ۶۵۰ مجروح ہوے - جنرل سیل اور میجر جنرل کیسکل مارے گئے - اسکے بعد گورنر جنرل نے انگریزی فوج کو فیروز شہر پر چڑہائی کرنیکا حکم دیا - جہان سکھون کی ۳۵ ہزار فوج مورچے بناکر ٹہری تھی - انگریزی فوج نے جاتے ہی حملہ کردیا - شام تک خوب گھمسان لڑائی ہوی - اور میدان سکھون کے ہاتھ رہا - دوسرے دن پھر دونون فوجون کا مقابلہ ہوا - اس دفعہ انگریزی سپاہ نے فیروز شہر سے دشمن کو نکال دیا - اور اونکے سارے مورچے چھین لیا - ۷۰ توپین بھی ہاتھ آئین - لیکن انگریزی سپاہ کا نقصان بہت ہوا - الحاصل اس لڑائی

خالصہ سپاہ کو بیدل کر دیا۔ تیج سنگھ کمانڈر انچیف مجبوراً گورنر جنرل کے پاس مصالحت کے لئے آیا۔ گورنر جنرل نے فرمایا کہ صلح جبتک نہین ہوگی۔ کہ انگریزی سپاہ سلطنت کے اندر داخل نہین ہوگی۔ اسکے بعد انگریزی سپاہ تقریباً ایک ماہ خوراک و سپاہ کے انتظار مین بیکار بیٹھی رہی۔ جسکو دشمن کی فوج نے ضعف پر حمل کیا۔ اور ایک فوج جرار رنجور سنگھ جیٹھہ (برادر سردار لہنا سنگھ) کے ماتحت ستلج کے پار پہلور سے اتری۔ لڈوا کا راجہ (جو پہلے انگریزون کا دوست تھا) بھی رنجور سنگھ سے ملگیا۔ اب ان دونون نے ملکر قلعہ بدووال کے مقام پر سرہندی اسمتہہ کی فوج سے مقابلہ کیا۔ چونکہ سرہندی کی فوج بہت کم تھی اسلئے اوسکو شکست ہوگئی۔ سکھون کو انگریزی سپاہ کی خورجیان اور باربرداری کے جانور ہاتھ آئے اور کئے انگریز بھی قید ہوگئے۔ اب رنجور سنگھ سکھون کی فوج لیکر جگراؤن ہوتا ہوا علی وال پہونچا۔ اور سرہندی اسمتہہ بھی گیارہ ہزار سپاہ کیساتھہ ۲۸ جنوری ۱۸۴۶ء کو مقابلہ کی غرض سے علی وال گیا۔ خوب آتش کارزار گرم ہوی۔ انگریزی سپاہ نے علی وال کو لیا اور سکھ دریا کے پار بہاگے۔ جسمین سیکڑون ڈوب گئے۔ علی وال کی لڑائی کا اثر فوراً یہہ ہوا کہ ستلج کی انگریزی عملداری کے طرف کے تمام قلعے خالی ہوگئے۔ اور سارا ملک انگریزون کے قبضہ مین آگیا۔ اور دربار لاہور کا جی چھوٹ گیا۔ لال سنگھ وزیر اعظم اپنے عہدہ سے معطل ہوا۔ گلاب سنگھ جمون سے لاہور آیا۔ اوس نے سپاہ کو سمجھایا۔ اور اوسکی حماقت پر افسوس کیا۔ پھر اوس نے سرہندی ہارڈنگ سے مصالحت کی کارروائی شروع کی۔ گورنر جنرل نے جواب دیا کہ پہلے سپاہ خالصہ کو موقوف کیا جائے گلاب سنگھ نے لکھا کہ اس سپاہ کے موقوف کرنے مین ہم بے اختیار ہین کیونکہ سپاہ خالصہ سب پر غالب ہے۔ وہ کسی سے مغلوب نہین ہوتی۔

اس اثنا مین پھر سکھون نے فیروزپور سے بیس میل کے فاصلہ پر سبراؤن مین ایک دمدمہ بنایا۔ اور تیج سنگھ کے ماتحت ۳۰ ہزار سپاہ یہان پر انگریزون سے لڑنیکی تیاریان کرنے لگی۔ جب انگریزی فوج کو

اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے خود بھی مقابلہ کے لئے حرکت کی۔ اور مقابلہ ہونے پر خوب جوش و خروش کے ساتھہ طرفین نے جنگ کیا۔ آخر انگریز فتحیاب ہوئے تیج سنگھ بھاگ گیا۔ اور شام سنگھہ (جو اتاری کا رابعہ دربار کا طرفدار تھا۔) نے بہادرانہ لڑکر جان دی۔ اس جنگ مین انگریزون کو ۶۷ توپین ۲۰۰ شتری زنبورکین بہت سے علم اور اسباب حرب و ضرب افراط کیساتھہ ہاتھہ لگا۔ اور اس فتح سے سکھون کی سپاہ بالکل شکستہ و پراگندہ ہوگئی۔ اب گورنر جنرل نے فوج کو ستلج کے پار اتارا۔ اور ۱۱ر فروری ۱۸۴۶ء کو قصور پر قبضہ کیا۔ اتنے مین سکھون کے ایلچی آئے۔ اور صلح کی گفتگو کی۔ مگر گورنر جنرل نے ایک اشتہار دیا جسمین ظاہر کیا گیا۔ کہ سکھون نے ۱۸۰۹ء کے عہدنامہ کے خلاف انگریزون پر حملہ کیا۔ اسلئے اب گورنمنٹ کا منشا یہہ ہے کہ تحصیل تاوان جنگ دامن و عافیت رکھنے کے لئے لاہور کی مملکت مین سے ایک حصہ برٹش گورنمنٹ اپنے قبضہ مین لے لیگی۔ مجبوراً رانی اور دربار نے راجہ گلاب سنگھہ۔ دیوان دینا ناتھہ۔ فقیر نورالدین۔ سردار سلطان محمد خان بارک زئی کو گورنر جنرل کے پاس مصالحت کیلئے بھیجا جنہون نے گورنر جنرل کے پیش کردہ شرایط کو منظور کرلیا۔ ۱۸ر فروری ۱۸۴۶ء کو مہاراج معہ گلاب سنگھہ و بھائی رام سنگھہ وغیرہ کے گورنر جنرل کی ملاقات کو آئے۔ اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ اسکے بعد لاہور مین قلعہ اور شہر کے دروازون پر انگریزی مسلمان بھیجونکی پلٹنین متعین کیگئین۔ اور اونکو حکم دیا گیا کہ کوئی مسلح سکھہ شہر مین نہ آنے پائے۔ ۲۰ر فروری کی صبح کو لاہور کے سامنے انگریزی سپاہ داخل ہوئی اور میانمیر کے میدانون مین اپنے خیمے لگائی۔ ۵ مارچ کو گورنر جنرل نے لاہور مین بڑا دربار کیا۔ ۹ر مارچ ۱۸۴۶ء م ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ کو ایک دربار ہوا جسمین عہدنامہ پر طرفین کی دستخط ہوئے۔ اس عہدنامہ کے ۱۶ دفعات کا ملخص یہہ تھا کہ مہاراجہ ہمیشہ کے لئے میدانی اور کوہستانی ملک کو جو دریائے بیاس اور ستلج کے درمیان واقع ہے۔ اور اس دوآبہ کے تمام قلعون۔ اور ملکون کی حکومت اور اپنے حقوق کو انڈیا کمپنی کے حوالہ کرتے ہین۔ اور تاوان جنگ جو ایک کروڑ پچاس ہزار روپیہ قرار پایا ہے

وہ ادا کرنیکی صورت مین اوسکے عوض ایک کروڑ روپیہ کا ملک ہمیشہ کے لئے کمپنی کو دیا جائے گا - سرکش سپاہ سے ہتیار لیکر اونکو موقوف کیا جائیگا - آیندہ صرف ۱۲ ہزار سپاہ رکھی جائیگی - ۳۶ توپین برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کردیجائینگی - جن دریاؤن پر برٹش کا قبضہ ہے اوسکا محصول دریائی برٹش ہی لیگی - اگر کسی ضرورت کیوقت برٹش سپاہ لاہور سے گزرے تو کوئی مزاحمت نکیجائیگی - اور رسد و بار برداری کا بخوبی انتظام کردیا جائیگا - برٹش گورنمنٹ کی بلا منظوری کسی یورپین کو نوکر نہین رکھا جائیگا - مہاراجہ گلاب سنگھ والی جمون کی ریاست آیندہ دربار لاہور کے ماتحت نہین سمجھی جائیگی - بلکہ وہ آزاد رہیگی - وغیرہ وغیرہ -

اس عرصہ مین ۱۱ مارچ کو لاہور گورنمنٹ نے گورنر جنرل سے درخواست کی کہ مہاراجہ کی ذات اور دارالسلطنت کی حفاظت کے لئے جبتک دوسری سپاہ کا انتظام نہو انگریزی سپاہ متعین کیجاے - چنانچہ اس درخواست کی بنا پر عہدنامہ بالا کی مندرجہ دفعات کے ساتھ - اور (۸) دفعات بڑہائے گئے - جسکا مطلب یہہ تھا کہ صرف ایک سال کے لئے حسب ضرورت انگریزی سپاہ لاہور مین رکھی جائیگی - اور وہ سپاہ قلعہ اور شہر لاہور پر بالکل قابض ہوگی - اور لاہور کی سپاہ شہر کے اندر سے نکال دیجائیگی - اور انگریزی سپاہ کا خرچ مہاراجہ کو ادا کرنا پڑیگا - وغیرہ وغیرہ -

جب گورنر جنرل نے لاہور کے معاملات سے فراغت پائی تو ۱۵ مارچ ۱۸۴۶ع کو مہاراج کا خطاب گلاب سنگھ کو دیا گیا - اور اوسکے ساتھ ہی ۱۶ مارچ کو ایک عہدنامہ لکھا گیا - جسکا ماحصل یہہ تھا کہ مہاراجہ گلاب سنگھ اور اوسکے وارثون کو ہمیشہ کے لئے تمام کوہستانی ملک مع اوسکے توابع کے برٹش گورنمنٹ حوالہ کرتی ہے - جو دریائے سندہ کے مشرق - اور دریائے راوی کے مغرب مین واقع ہے - جسمین چمبا داخل ہے - مگر لدہول خارج - اور اس ملک کے معاوضہ مین گلاب سنگھ سرکار انگریزی کو پچہتر لاکھ روپیہ نانک شاہی ادا کرینگے - اور سالانہ نذرانہ ایک گھوڑا - ۱۲ عدد

نسل کی شالی بہیڑین جنمین چہہ نر اور چہہ مادہ ہون - اور تین جوڑے کشمیری شال کے گورنمنٹ کو دئے جائینگے وغیرہ وغیرہ -

اب اسکے بعد گورنر جنرل نے سرجان لارنس کو لاہور کی سپاہ کا سپہ سالار مقرر کیا - اور کرنیل ہنری لارنس کو لاہور کا رزیڈنٹ قرار دیا - اور (۲۵۰) توپین (جو سکھون سے لیگئی تھین) لاہور سے کلکتہ بھجوائین انگلینڈ سے اس فتح عظیم کے شکریہ مین گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کو پیرکا - ہنری ہمنٹ کو بیرونٹ کا جنرل گلبرٹ کو نائٹ کا خطاب آیا - جتنے سپاہی لڑائی مین شریک تھے - اون مین سے ہر ایک کو ایک میڈل - اور بارہ مہینہ کا پورا بہتہ دیا گیا - اور صوبہ کشمیر مین جو دربار کے طرف سے شیخ امام الدین حاکم تھا - اوسکو گورنر جنرل نے حکم دیا کہ کشمیر کا قبضہ گلاب سنگھ کو دیدے مگر اوس نے لال سنگھ اور رانی کے خفیہ خطوط کی بنا پر قبضہ دینے سے انکار کیا - جسکی سرکوبی کے لئے ہنری لارنس انگریزی فوج لیکر کشمیر گئے - لیکن لڑائی نہین ہوئی - اور امام الدین خوف کے مارے سنری لارنس کے پاس حاضر ہوگیا - اور وہ خفیہ خطوط پیش کردیا ہنری لارنس نے کشمیر پر گلاب سنگھ کو قبضہ دلاکر مراجعت کی - اس کے بعد گورنر جنرل کے حکم سے اون خطوط کی کمیشن کے ذریعہ تحقیقات ہوی - اور لال سنگھ مجرم قرار پایا - آخر عہدۂ وزارت سے اوسکو معزول کرکے دو ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیگئی - اور بنارس کو جلاوطن کیا گیا -

چونکہ اسوقت مہاراجہ کی عمر نو سالہ تھی - اور بعض خود سرونا لایق سردارون کیوجہہ سے روزانہ ایک نہ ایک فساد کھڑا رہتا تھا - اسلئے گورنر جنرل نے تمام سردارونکو جمع کرکے کونسل آف ریجنسی کے قایم کرنیکی تجویز کی - جسکو اکثر سردارون نے پسند کیا - اور پھر ایک جدید عہدنامہ اسکے انتظام کے متعلق بہیرون والے مین مرتب کیا گیا - جسکا خلاصہ یہہ تھا کہ مہاراجہ کے بلوغ تک یہ ریجنسی قایم رہیگی - اور اسکے ممبر جس رزیڈنٹ ہونگے - جنکو انتظام سلطنت مین سیاہ و سپید کرنیکا

حق حاصل رہیگا۔ اور کونسل رجنسی کے اول ممبر سردار تیج سنگھ۔ سردار شیر سنگھ (اٹاری والا) دیوان دینا ناتھ۔ فقیر نورالدین۔ سردار رنجیت سنگھ (کلووالا) سردار رنجور سنگھ (مجیٹھیہ) بہائی بدھان سنگھ سردار عطر سنگھ۔ سردار شمشیر سنگھ (سندیہ سیاوالا) رہینگے۔ اور برٹش گورنمنٹ کو لاہور اسٹیٹ ۲۲ لاکھ روپیہ نانک شاہی سالانہ دو قسطون مین ادا کریگی۔ رانی کو اوسکے اور اوسکے وابستون کے خرچ کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ دئے جائینگے۔ وغیرہ وغیرہ۔

بعدازان گورنر جنرل نے ہنری لارنس کے چھوٹے بھائی جان لارنس کو پنجاب کا نیا ملک جو جالندہر کا دوآبہ ہاتھ آیا تھا۔ اوسکا کمشنر مقرر کردیا۔ اور این روئے شلج کے اضلاع کے پولٹیکل انتظامات میجر میکسن کے سپرد ہوے۔ اسعہدمین ۱۸۴۷ء کے ختم ہونے سے پہلے ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو رپورٹ کی کہ جبتک رانی اپنی عداوت و نفرت سے باز نہین آتی۔ کیونکہ اوسکا عاشق زار لال سنگھ نکال دیا گیا۔ اور اوسکو سلطانی اختیارات سے محروم کردیا گیا ہے۔ اسلئے اوس نے رزیڈنٹ ہنری لارنس) کو بھکانے لگانے اور تیج سنگھ کو قربانی بنانے کی تجویزین کر رہی ہے۔ چنانچہ ۸ اگست کو تیج سنگھ کے راجہ ہونیکی تقریب مین سکھ سردارون اور انگریزی افسرون کا مجمع ہوا۔ ایک گھنٹہ تک مہاراجہ کا انتظار کیا گیا۔ مگر رانی نے عمداً مہاراجہ کو روکے رکھا۔ اور رانی کے بہکانے پر مہاراجہ نے تیج سنگھ کے ماتھے پر راجگی کا تلک لگانے سے انکار کیا۔ آخر ایک گرو نے اوسکی پیشانی پر تلک لگایا۔ جس سے مہاراجہ کی حقارت ہوی اور رانی کی سازشین ظاہر ہوگئین۔ اب بہتر یہ ہے کہ رانی کو مہاراجہ سے علیحدہ کردیا جائے۔" گورنر جنرل نے اس رپورٹ کے دیکھتے ہی حکم دیا کہ رانی کو قیدیونکے طرح لاہور سے شیخوپور بھیجدیا جائے چنانچہ ہنری لارنس نے اوسکی تعمیل کردی۔

۱۸۴۷ء کے اواخر مین مولراج* دیوان ملتان نے دربار اور رزیڈنٹ لاہور کو اطلاع دی

* ستمبر ۱۸۴۷ء مین ساون مل دیوان ملتان کو ایک آدمی نے مار ڈالا۔ اب اوسکی جگہ اوسکا بیٹا مولراج دیوان ہوا

کہ افزائش خراج کیوجہ سے میرا استعفا منظور کرلیا جائے - اور مجھے ایک جاگیر مرحمت ہو - اور پہلے حساب کے دینے پر مجبور نکیا جاؤں" لیکن رزیڈنٹ نے اسمین دخل دینے سے انکار کردیا - اور دربار نے اوسکا استعفا طلب کیا - جب استعفا اوس نے بھیجدیا تو اوسکی جگہہ دربار نے سردار کہان سنگھ کو تنخواہ مقرر کرکے روانہ کیا پانچ سو سپاہ اور سرکار کمپنی کے دو افسر میس انگلینو اور لفٹنٹ انڈرسن بھی ہمراہ کردئے گئے -

لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل

اس اثنا مین ۱۲ جنوری ۱۸۴۸ء کو لارڈ ڈلہوزی بعہد ملکہ معظمہ گورنر جنرل مقرر ہوکر ہندوستان

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۸۶) - چونکہ وہ بہت بڑا دولت مند تہا - اسلئے دربار نے اوسکی جانشینی کا نذرانہ ایک کروڑ روپیہ طلب کیا - جب اوس نے اس رقم کثیر کے دینے سے انکار کیا تو آخر یہ فیصلہ ہوا کہ اوس رقم کا پانچوان حصہ ادا کیا جائے - ابھی یہہ رقم ادا نہین ہوی تھی کہ پنجاب مین سپاہ خالصہ اور انگریزی فوج کی لڑائیان ہونے لگین - جس سے یہہ کارروائی ناتمام رہگئی - جب دربار نے گورنر جنرل سے معاہدہ کرلیا - اور پنجاب مین امن وامان ہوگیا تو پھر مولراج سے نذرانہ کا اظہار لاکھ تک موقوف یا طلب کیا گیا - اب مولراج نے اوسکے بھی دینے سے انکار کردیا - جس پر دربار نے جنگ کے لئے سپاہ بھیجی - جنگ کے مقام پر مولراج نے اوس سپاہ کو شکست دیدی جسکے باعث اوسکے علاقہ سے ضلع جہنگ علیحدہ کرلیا گیا - اور باقی ملک پر تہائی خراج بڑہایا گیا - اب مولراج نے انگریزی گورنمنٹ سے اس مقدمہ کے فیصلہ کی درخواست کی اور زر مطالبہ کو باقساط ادا کرنیکا وعدہ کیا - اب دربار نے اوسکا مقبوضہ ملک صرف تین سال کے لئے اوس پر بحال کیا - مولراج اس پر بھی راضی ہوگیا - مگر برٹش گورنمنٹ کی کفالت چاہا - برٹش گورنمنٹ نے اس امر کو منظور نکیا - اسکے بعد مولراج ملتان کو چلا گیا - اور وہان سے استعفا دینا چاہا - باقی حالات متن مین ملاحظہ ہون ۱۲ مولف -

اور لارڈ ہارڈنگ رخصت ہوے - سرہنری لارنس رزیڈنٹ لاہور بھی رخصت لیکر لارڈ ہارڈنگ کے ساتھہ ولایت چلے گئے - اور اونکی جگہہ سرفریڈرک کری رزیڈنٹ لاہور مقرر ہوئے -

جب سردار کہان سنگھہ معہ دونون انگریزی افسرون کے ملتان پہونچا تو مولراج نے نہایت عاجزی وانکساری کیساتھہ اون سے ملاقات کیا - اور قلعہ کی کنجیان اونکے حوالہ کردین اسکے بعد ایک سپاہی نے اگنیو صاحب کو زخمی کیا - اور دوسرے سپاہی نے انڈرسن صاحب کو بھی مارا - مولراج کے ایک رشتہ دار نے دونون کو ہاتھی پر ڈالکر عیدگاہ کو (جہان لاہور کی فوج کا کیمپ تھا) روانہ کیا - اگنیو صاحب نے اس حالت مین بھی اس واقعہ کی رپورٹ رزیڈنٹ لاہور کو بھیجی - اور جنرل کورٹ لینڈ کو ڈیرہ اسماعیل خان مین - لفٹنٹ ایڈورڈس کو بنون مین اطلاع دی - مولراج سے مجرمون کو مانگا - اوس نے جواب دیا کہ قلعہ کی سپاہ سرکش ہوگئی ہے - مجرمون کے حوالہ کرنیمین مجبوری ہے - آپ اپنی حفاظت کریں - اتنے مین ۲۰ اپریل کی شام کو باغیون نے عیدگاہ پر حملہ کیا - اور اگنیو صاحب وانڈرسن صاحب کے سر کاٹ لے گئے - اور وہ دونون سر مولراج کے پاس پہونچے تو اوس نے اس کام کے کرنے والون کو بہت سا انعام دیا - اودہر لفٹنٹ ایڈورڈس مسلمانون کی سپاہ بہرتی کرکے بنون سے نکلے - کوڑا خان (جو قوم کہوسہ کا سردار تھا) بھی انکے ساتھہ ہوگیا - جب یہہ ڈیرہ غازی خان پر پہونچے تو وہان کے حاکم لونگاں نے جلال خان تغاری تمن دار کی کمک سے ایڈورڈس کی سپاہ پر حملہ کیا - خوب گمسان لڑائی ہوئی - اور کوڑا خان کی بہادری سے دشمنونکو شکست ہوی - لونگاں گرفتار ہوگیا - اس بہادری کے صلہ مین کوڑا خان کو عالیجاہ کا خطاب دیا گیا اور بہت بڑی پنشن جاگیر عطا ہوی - اتنے مین جنرل کورٹ لینڈ بھی ڈیرہ اسماعیل خان سے نواب بہاولپور کی فوج لیکر آپہونچے - اب یہہ دونون آگے بڑہے - اودہر سے مولراج کی فوج جنرل رنگ رام کے ماتحت مقابلہ کے لئے آئی - کیری مقام پر لڑائی ہوی دشمنون کی فوج شکست پائی

جنرل رنگ رام بھاگ گیا۔ اور اس شکست سے سندھ اور چناب کے درمیان کا کل ملک۔ اور چناب وستلج کے درمیان کا تقریباً سارا ملک مولراج کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ۲۰۔ جون کو شجاع آباد کے قلعہ دار نے بھی لفٹنٹ ایڈورڈس کی اطاعت قبول کی۔ اور ۲۲۔ جون کو شیخ امام الدین ۴ ہزار سکھون کی فوج لیکر لاہور سے آیا۔ اور انگریزی فوج کے ہمراہ ہوگیا۔ مولراج نے مہاراج سنگھ گرو کے جوش دلانے پر یکم جولائی کو سدوآسام کے مقام پر ۱۲ ہزار سپاہ سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ بڑے شور وزور سے لڑائی ہوی۔ آخر مولراج شکست پاکر ملتان بھاگا۔ اور ہر لاہور مین سکھ سردارون اور رانی نے انگریزون کے قتل کی سازشین شروع کین۔ لیکن اسکا بھانڈا بہت جلد پھوٹ گیا۔ پندرہ مجرم گرفتار ہوے۔ جنمین گنگا رام (جو رانی کا وکیل تھا) اور کانھ سنگھ (سکھون کے توپخانہ کا سابق کرنیل) کو توفوراً پھانسی دیدیگئی اور رانی فیروزپور بھیجی گئی۔ اسکے بعد رزیڈنٹ نے چتر سنگھ کے بیٹے شیر سنگھ کو ایک لشکر کے ساتھ انگریزی فوج کی مدد کو ملتان بھیجا۔ اور اسکے علاوہ لاہور و فیروزپور سے سات ہزار سپاہ اور ایک لالیق توپخانہ بھی روانہ کیا۔ اب یہ تمام فوج ملکر قلعہ ملتان کا محاصرہ کرلی۔ اور مولراج کو قلعہ خالی کرنیکا حکم دیا گیا۔ مگر جب وہ نہ مانا تو حملہ کرکے پہلے ہندگرلہی کو فتح کیا۔ اسکے بعد شیر سنگھ دغابازی کرکے مولراج سے مل گیا۔ اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کے نام سے فتح کا علم بلند کیا گیا۔ اب تک تو صرف ملتان کی لڑائی تھی۔ مگر یہان سے تمام پنجاب کا ملک بگڑ گیا۔ اور چارون طرف سے سکھون نے بغاوت و سرکشی پر کمر باندھی۔ چتر سنگھ (جو شیر سنگھ کا باپ تھا) نے ہزارہ مین فساد برپا کیا۔ اور شیر سنگھ اپنے باپ سے ملنے کے لئے ملتان سے چلا گیا۔ اب سکھون کی اس بغاوت و سرکشی مین کسر یہہ رہگئی تھی کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ اونکے پاس نہ تھا۔ کیونکہ رزیڈنٹ نے مہاراجہ کو قیدیون کی طرح پچو کی پہرہ مین رکھا تھا۔ اودھر گورنر جنرل نے بھی کلکتہ سے حرکت کی اور بیس ہزار فوج معہ ایک سو توپخانہ لیکر سکھون کے مقابلہ کو نکلا۔ مگر گورنر جنرل کے آنے تک رام نگر مین شیر سنگھ سے لارڈ گاف نے مقابلہ کیا۔ اور فتح پائی۔ پھر یہان سے شیر سنگھ شاہدلا پور گیا۔ جہان جنرل تھیک ویل نے

کو شکست دی - اور جنرل وش صاحب نے بھی کی سپاہ آتے ہی ملتان کا محاصرہ سختی کے ساتھ شروع کیا اور پہلے ہی دفعہ ساون مل کے مقبرہ اور رنیلی مسجد وخاص عام باغ کو لے لیا - جامع مسجد کا ایک برج جو اڑایا گیا تو مولراج کا میگزین بھی اڑ گیا - ۲ جنوری ۱۸۴۹ء کو انگریزون نے شہر پر قبضہ کرلیا - آخر مولراج مجبور ہوکر بلا کسی شرط کے اپنے کو جنرل کے حوالہ کردیا - اور اوسکی تمام سپاہ نے اپنے ہتیار انگریزی افسرون کے سپرد کردئے - گو ملتان مین بہت دولت جمع تھی - مگر جنرل نے اپنی سپاہ کو اوسکے لوٹنے کی ممانعت کردی - اور وہ تمام زر نقد واسباب دربار کی باقیات مین دیدیا گیا - ۲۶ جنوری کو اگلینو اور انڈرسن کی لاشین قبر سے نکال کر فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کیگئین - اسکے بعد چیلیان والا مین لارڈ گاف نے سکھون سے مقابلہ کیا - جہان انگریزی سپاہ کو بہت نقصان اوٹھاکر پسپا ہونا پڑا - اس عرصہ مین دوسرے مقامات پر جو سرکشیان اور فسادات ہورہے تھے - اونکے حالات یہہ ہین کہ چتر سنگھ پشاور داخل ہوکر سلطان محمد خان کے ذریعہ میجر لارنس کو بلاکر نظر بند کرلیا - نکلسن پٹھان سوارون کے ساتھ سکھون سے لڑتا بھڑتا لاہور چلا گیا - اور ہربرٹ اٹک کے قلعہ سے باہر نکل گیا - بہائی بہا راج سنگھ گرو نے اپنے چیلون کو جمع کرکے بہت کچھ فساد برپا کیا - اور ریاست نورپور کے وزیر کے بیٹے رام سنگھ نے آوارہ گردون کے ایک گروہ کو جمع کرکے قلعۂ شاہ پور لے لیا - جے سون تارپور کیوٹی کے راجاؤن نے سرکشی اختیار کی - جنکا برنز صاحب نے خوب زور توڑا - اس اثنا مین لنڈن سے جنرل لارڈ گاف کی جگہہ لارڈ گف کمانڈر انچیف افواج ہندوستان مقرر ہوکر روانہ ہوے - کیونکہ جب ولایت مین چیلیان والا کے جنگ کی شکست کی خبر پہونچی تو وہان کے لوگون کو خیال ہوا کہ اسکا باعث لارڈ گاف کی سستی اور ضعیف العمری ہے - مگر اوس جدید کمانڈر انچیف کے ہندوستان پہونچنے تک یہان لارڈ گاف نے ہی تمام جنگ کا خاتمہ کردیا - جسکا ذکر آگے آئیگا -

اسوقت شیر سنگھ گجرات مین آکر ٹہرا - اور اوسکا باپ چتر سنگھ بھی وہان پہونچ گیا - اب سکھون نے اسیر دوست محمد خان کو پشاور لینے کی تحریص دلاکر اپنی مدد پر کابل سے بلایا - اور وہ بیچارہ ان سکھون کی

دھوکے مین اکر سندہ پر سفر کیا۔ اور اٹک کو فتح کر لیا۔ اسکے بعد اپنے بیٹے اکرم خان کو تین ہزار درانی سپاہ کے ساتھ شیر سنگھ کے لشکر مین بھیجا۔ ۱۲ ر تاریخ کو سکھہ اور افغانون نے انگریزون سے جنگ عظیم کی۔ لارڈ گاف نے اپنی سپاہ کو اس خوبی کے ساتھ لڑایا کہ دوپہر کے قبل دشمن پریشان ہوکر بھاگ گئے اور بہت سا اسباب انگریزون کے ہاتھہ لگا۔ اور افغان گجرات سے نکل کر درۂ خیبر کو چلے گئے۔ سکھون کا خاتمہ ہوگیا۔ خالصہ کا زور ٹوٹ گیا۔ شیر سنگھ نے اپنے کو انگریزون کے حوالہ کر دیا۔ اور سکھون کی ۱۶ ہزار سپاہ نے معہ ۳۱ نامی سردارون کے برٹش جنرل کے قدمون پر اپنے ہتیار رکھہ دیے۔ اب گورنر جنرل نے پنجاب سے سکھون کی عملداری کو بالکل برخاست کر کے انگریزی عملداری مین الحاق کر لیا اور لاہور مین ایک دربار منعقد کر کے مہاراجہ دلیپ سنگھ کی پنشن پانچ لاکھہ روپیہ سالانہ قرار دی۔ اسوقت مہاراجہ کی عمر ۱۲ سال تھی۔ وہ اسی وقت عیسائی ہوگیا۔ اور گورنر جنرل کیساتھہ ولایت گیا۔ ڈاکٹر سرلوجن اوسکی تربیت و تعلیم کیلیے مقرر کیا گیا۔ جب یہہ مہاراجہ بڑا ہوا تو ملکۂ معظمہ کا درباری اور اسکاٹ لینڈ کا اشراف مالک زمین ہوگیا۔ جب دلیپ سنگھ معزول ہوا تو گورنمنٹ کا پچاس لاکھہ روپیہ تنخواہ سپاہ کے بابتہ قرضہ تھا۔ جسکے عوض اوسکا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔ اور دنیا کا مشہور الماس کوہ نور (جسکو رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع سے لیا تھا) بھی ہاتھ آیا۔ گورنر جنرل نے وہ الماس ملکۂ معظمہ کے پاس لندن بھیجدیا۔ حواشی شاہی مین نصب کیا گیا۔ لارڈ ڈلہوزی کو مارکوئس۔ لارڈ گاف کو وسکونٹ۔ گلبرٹ و ہیک ویل کو گرینڈ کراس اوبتھہ۔ کیمبل و چیپ ویلیرو جنرل وش کو نائٹ کمانڈر۔ گاف کے کپتانون کو کیپیا مین آف آرڈر کے خطابات عطا ہوے۔ نواب بہاول پور کو ایک لاکھہ روپیہ کا ملک دیا گیا۔ اور تمام خرچ سپاہ کا ملا۔ شیخ امام الدین بھی انعام پایا۔ چتر سنگھہ اور اوسکے دو بیٹے شیر سنگھہ و عطر سنگھہ کے تمام جاگیرات ضبط کر لیے گیے۔ اور اونکے گذارہ کے لیے تھوڑی زمین دیدیگئی۔ اور اپنے گائون اٹاری مین رہنے کا حکم ہوا۔ اسکے چند روز بعد دلیپ شیر سنگھہ و لال سنگھہ نے امرت سر مین اور ماکہ رائے نے سیالکوٹ پر فسادہ

پردازی کی تو انگریزی افسرون نے اونکو گرفتار کرلیا۔ اور قلعۂ فورٹ ولیم مین قید کئے گئے اور وہین مرگئے۔ مولراج کی نسبت کمیشن نے پھانسی کا حکم دیا۔ مگر پھر وہ جلاوطنی سے مبدل ہوا۔ اس اثنار مین موت نے اوسکا خاتمہ کردیا پنجاب کے انتظام کے لئے چند افسرون کا ایک بورڈ مقرر کیا گیا۔ اور وہان کی کل رعایا سے ہتیار لے لئے گئے چنانچہ ایک لاکھ بیس ہزار ہتیار جمع ہوے۔ جنمین اسکندر کے زمانہ کے ہتیار تین مہدی پیشوا حضرت عیسٰی کے بھی تھے۔ لاہور مین تیس کے قریب نانک شاہی روپیہ مختلف قسم کا چلتا تھا وہ موقوف کرکے انگریزی سکہ جاری کیا گیا۔ اور پنجاب کی آمدنی جو الحاق کے وقت ۱۳ لاکھ تھی۔ وہ ۱۸۵۶ء تک ۲۰ لاکھ ہوگئی۔ ۱۸۵۳ء مین گورنر جنرل نے بورڈ کو موقوف کرکے جان لارنس کو پنجاب کا چیف کمشنر مقرر کردیا۔ اور انتظام کی حالت کو بالکل بدلدیا۔ اسی زمانہ مین رانی جنڈان عرف رانی چاند کنور نے (جو بنارس مین بحالت جلاوطنی رہتی تھی) ہیس بدلکر نیپال گئی۔ اور وہان سازش کا بازار گرم کیا۔ گورنمنٹ نے اسکا تمام اسباب بنارس مین ضبط کرکے ایک ہزار روپیہ ماہوار پنشن مقرر کردی۔ آخر وہ مجبور ہوکر اپنے بیٹے کے پاس ولایت چلی گئی۔ اور نابینا ہوکر ۱۸۶۳ء مین انتقال کی۔

۱۸۴۸ء مین جب ستارہ کا راجہ آپاصاحب (جو سیواجی کی اولاد مین تھا) لاولد مرگیا۔ تو اوسکی رانی کو بیٹا کرنے کی اجازت نہین دیگئی۔ اور گورنر جنرل نے ستارہ کو انگریزی عملداری مین داخل کرلیا۔ ۱۸۵۷ء مین آفریدیون نے سر اوٹھایا۔ جاج لارنس نے انگریزی فوج سے اونکی سرکوبی کرنی چاہی۔ خوب لڑائیان ہوئین۔ مگر آفریدی مطیع نہین ہوے۔ اس اثنار مین بھوپال و نیپال کے درمیان جو سکم کی چھوٹی ریاست ہے وہان کے راجہ نے ڈاکٹر ہوکر کیمبل کو قید کرلیا۔ انگریزی فوج نے وہان جاکر راجہ کو بھگادیا۔ اور دارجلنگ کے قبضہ کا کرایہ جو گورنمنٹ اپنی خوشی سے راجہ کو چھ ہزار روپیہ سالانہ دیتی تھی وہ موقوف کردیا گیا۔ کہانڈ قوم سے انسانی قربانی کی علت چھوڑائی گئی۔ چنانچہ منڈی کا مذموم رسم مہریاہ (دخترکشی) موقوف کیا گیا۔ اور نیسور مین جو راجہ کی ظلم و زیادتی سے رعایا سرکش ہوگئی تھی۔ اوسکا انسداد کیا گیا۔ کہ راجہ کرشنا راج

تخت سے اتار دیا گیا۔ اور ۱۲ لاکھ روپیہ سالانہ اسکی پنشن مقرر کیگئی۔ اور تمام انتظام گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ مین لے لیا۔

برہما کی دوسری لڑائی

۱۸۵۱ء مین برہمیون نے انگریزی جہازون کے مالکون کو گرفتار کرلیا۔ اور رنگون کے تاجرون کو بہت ستایا تو گورنر جنرل نے گورنمنٹ برہما کو لکھا۔ کہ اس نقصان کے معاوضہ مین ۱۰ ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرے۔ اور انگلش رزیڈنٹ کو رنگون یا آوا مین رہنے دے۔ جب یہہ پیام راجہ کے پاس پہونچا تو اوس نے منظور کرلیا۔ مگر ۶ جنوری ۱۸۵۲ء کو جب کپتان لمڑ۔ گورنر آوا سے ملنے گیا تو وہ اوس سے عمداً نہین ملا۔ اور کپتان کی سخت تذلیل کی۔ پھر کیا تھا کم موڈور لیمبرٹ نے تمام انگریزی سوداگرون اور رعایا کو اپنے جہاز مین سوار کرا لیکر آگے بڑھا۔ جس پر برہمیون نے توپ کے گولے برسانا شروع کیا۔ اب تو پوری لڑائی شروع ہوگئی۔ اور اسکی خبر گورنر جنرل کو ہوی تو وہ خود فوج لیکر پہونچے۔ کیونکہ اسوقت گوم صاحب کمانڈر انچیف سندہ مین تھے۔ چنانچہ گورنر جنرل نے پہونچتے ہی پہلے پیگو ڈون پر حملہ کرکے اوسکو فتح کرلیا۔ پھر پیگو ڈا پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد برہمیون نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ مگر انگریزی فوج نے اونکو پسپا کردیا۔ اور برہمیون کا بہت سا اسباب یعنے ۹۲ برنجی و آہنی توپین۔ ۸۲ جنگل* اور سیکڑون چقماقی بندوقین بارود گولے انگریزون کے ہاتھ لگے۔ ۱۹ مئی کو جنرل گوڈون نے بسین کو لے لیا۔ جس سے تمام سواحل بحری سینڈاوی سے مول مین تک برہمی راجہ زرین پلکے جوے کے نالے سے نکل گئے۔ اہل پیگو کو اسطرح عملداری کے بدلنے سے بڑی خوشی ہوی۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے ہم قوم برہمیون کی حکومت وظلم سے سخت ناراض تھے

* جنگل ایک ہتیار ہوتا ہے۔ جسکو دیوارین لگاکے اوسکے اندر زنجیرون کے ٹکڑے اور چقماق و ٹوٹی ہوی دانتون کے ٹکڑے مینون کی بھری ہوی بوتلین اور کٹی ہوی گولیون کے بکس بھر کر پھینکے جاتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

اور انگریزی فوج کی مدد سے راجہ تہارا وادی کی سپاہ کو ان اضلاع سے نکالنے پر تیار تھے۔ جو سو برس پہلے تمام برہما پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہان یہہ امر قابل اظہار ہے کہ پیگو اور آوا۔ مین یہہ تعلقات تھے کہ انمین کبھی پیگو پر آوا اور کبھی آوا پر پیگو حکمرانی کرتا تھا۔ ۱۷۵۷ء مین المیرا نے پیگو کو بالکل فتح کرکے آوا کو اپنی راجدھانی بنایا تھا۔ اور ان دونون شہرون مین ہمیشہ آپس مین جنگ و پیکار رہتی تھی۔ الحاصل متعدد لڑائیون کے بعد ۱۲ دسمبر ۱۸۵۲ء کو صوبہ پیگو سرکار کمپنی کی عملداری مین داخل کیا گیا۔ اور یہی سپاہ یہان سے نکالدیگئی۔ اور اس فتح سے اراکان اور ملیسن کے درمیان سواحل بحری پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ اور دریائے ایراوتی مین پردیسی تجارت کا دروازہ کھل گیا۔ بعدازان کئے مہینے تک لڑائی نہین ہوی۔ اس اثنار مین آوا کا نیا راجہ جو اپنے بھائی کو تخت سے اوتار کر راجہ ہوا تھا۔ اوس نے انگریزون کے پاس اپنے سفیر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ میادے اون سے نہ لیا جائے۔ پیگو مین بیشک یا کوئی اور بندرگاہ اون کے پاس رہنے دیا جائے۔ گورنر جنرل میادے دینے پر راضی ہوگیا۔ مگر بانی پیگو پر برابر قبضہ رکھنا چاہا۔ جسپر ایلچیون نے کہا کہ اگر پیگو بھی دیدیا جائے تو بہت سا زر نقد اوسکے معاوضہ مین دیا جائیگا۔ مگر یہہ درخواست گورنر جنرل نے نامنظور کی۔ اور پندرہ مہینے کے بعد اس لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ اسمین دو کروڑ روپے گورنمنٹ کے خرچ ہوگئے۔ لیکن ایک ایسی وسعت کا صوبہ گورنمنٹ کے ہاتھہ آیا۔

۱۸۵۳ء مین راگھوجی بھونسلہ راجۂ ناگپور بعمر ۴۰ سالہ لاولد مرگیا۔ اس نے بھی کوئی قبنتی نہین لیا تھا۔ اگر لیتا تو بھی کیا ہوتا۔ کیونکہ گورنر جنرل کے پاس تبنیت کوئی چیز ہی نہین تھی۔ چنانچہ ریاست ستارہ کو اسکے قبل اونہون نے انگریزی عملداری مین ملالیا تھا۔ اب ریاست ناگپور بھی ضبط کرلی۔ اور اسکے ساتھہ اعلان کردیا گیا۔ کہ اگر کوئی راجہ لاولد مریگا تو اوسکی ریاست ضبط کرلیجائیگی۔ اسی سال ۱۸۵۳ء مین سرکار نظام سے (بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر متوفاہ کنٹنجنٹ کے قرضہ کی ادائی مین اضلاع برار و رائچور و نلدرگ بھی لے لئے گئے جسکے تفصیلی واقعات ہرارٹ کے حالات مین درج ہین۔ ۱۸۵۴ء مین۔

علاقۂ بندیلکھنڈ کی ایک چھوٹی ریاست جھانسی کا راجہ گنگا دھر لاولد مرگیا۔ اور یہہ بھی مثل ستارہ و ناگپور کے انگریزی علداری مین لے لیگئی۔ رانی نے بہت کچھہ واویلا مچایا۔ مگر گورنر جنرل نے ایک نہ مانی۔ اس اثنار مین راجپوتانہ کی ایک چھوٹی ریاست قرولی کا راجہ نوجوان مرگیا۔ اسکو بھی مثل دوسری ریاستون کے گورنر جنرل نے ضبط کرنا چاہا۔ جس سے راجپوتانہ کی تمام ریاستون مین تہلکہ پڑگیا۔ مگر سر ہنری لارنس رزیڈنٹ راجپوتانہ نے یہہ لکھا کہ راجپوتانہ کی ریاستین سرکار کمپنی کی علداری سے صدہا سال پیشتر سے چلی آتی ہین۔ اسلئے انکا نابود کرنا مناسب نہین ہے۔ کورٹ ڈائرکٹرون نے بھی اتفاق کرلیا جس سے گورنر جنرل کو اسکی ضبطی مین ناکامی ہوی۔ اور راجہ کا بھائی سدن پال ریاست پر بیٹھا۔ مگر اس زمانہ مین سنبھل پور کی ریاست راجہ نراین سنگھ کے مرنے سے ضبط کرلیگئی۔ اتنک تو گورنر جنرل نے لاولد راجاؤن کی ریاستون کو ضبط کیا تھا۔ اسکے بعد بڑے بڑے پنشن یابون پر بھی ہاتھہ پھیرنا شروع کیا۔ چنانچہ جب باجے راؤ پیشوا (جسکو آٹھہ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن ملتی تھی) بٹھور مین مرگیا۔ تو اسکی پنشن اوسکے پسماندون پر جاری نہین کیگئی۔ حالانکہ پیشوا نے اپنی زندگی مین ایک لڑکے کو متبنے کیا تھا۔ اور وصیت نامہ مین یہ لکھا تھا کہ "دوندو پنت نانا میرا بڑا بیٹا گنگا دھر راؤ چھوٹا بیٹا۔ اور سدا شیو راؤ پنت دادا دوسرا بیٹا ہے۔ اوسکا بیٹا نیڈو رنگ راؤ میرا پوتا ہے۔ پس یہہ تینون بیٹے اور ایک پوتا میرے مالک ہین۔ اور دوندو پنت نانا پیشوا بوجہ کلانیت گدی کا وارث ہے" لیکن گورنر جنرل نے اس وصیت نامہ کا کچھہ بھی لحاظ نہین کیا۔ اور پنشن کا کوئی حصہ اوس کے خاندان پر جاری نہین کیا۔ البتہ بٹھور کی جاگیر نانا صاحب کے قبضہ مین دیدی۔ یہ امر یہان قابل ذکر ہے کہ باجے راؤ متوفی نے جنگ افغانستان کے وقت گورنمنٹ کو پانچ لاکھ روپیہ قرضہ دیا تھا۔ اور پنجاب کی لڑائی کے وقت ایک ہزار سوار و ایک ہزار پیدل اپنے ذاتی اخراجات سے ملازم رکھکر گورنمنٹ کی امداد کو تیار ہوگیا تھا۔ مگر گورنر جنرل نے اون خیر خواہیون کا بھی کوئی خیال نہین کیا۔

چونکہ پیشوا کو معقول پنشن ملتی تھی - اور وہ زیادہ مصرف بھی نہ تھا - اسلئے اوس نے تقریباً ۳۰ لاکھ روپیہ جمع کیا تھا - جسکا مالک نانا صاحب ہوا - اور پنشن کی اجرائی کے لئے گورنر جنرل کے فیصلہ کا اپیل ولایت مین کورٹ ڈائرکٹرون کے پاس ایک مسلمان عظیم اللہ خان کو بھیجکر دایر کیا - لیکن کامیابی نہین ہوی آخر تھک کر بیٹھ گیا - اسی زمانہ مین کرناٹک کے نواب اور تنجور کے راجہ نے لاولد انتقال کیا - گورنر جنرل نے فوراً اونکی پنشن موقوف کردی - اور خطاب و منصب بھی ضبط کرلیا - لیکن اراکین خاندان کے نام مختصر پنشن جاری کی -

الحاق اودھ (لکھنؤ)

اس اثنار مین اودھ کی بدانتظامیون کی کیفیت اور وہان کے عہدہ دارون کے ظلم و ستم کی کہانی - بادشاہ وقت (واجد علی شاہ) کے لہو و لعب کی سرگذشت گورنر جنرل کو معلوم ہوی تو اونہون نے اب بالکل اودھ کی بادشاہی کا نام ملیامیٹ کردینا چاہا - کیونکہ اوسکے قبل لارڈ ولزلی لارڈ ولیم بنٹنگ - لارڈ آک لینڈ نے اپنے اپنے عہد گورنر جنرلی مین اودھ کے شاہان وقت کو اس بدنظمی اور ظلم و ستم و لاپروائی کی نسبت بہت کچھ ہدایتین کی تھین - مگر کسی شاہ وقت نے بھی اوپر عمل نہین کیا - جب واجد علی شاہ کا زمانہ آیا اور بدنظمی روبہ ترقی نظر آئی تو لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے لکھنؤ پہونچکر واجد علی شاہ کو بہت کچھ ڈانٹ ڈپٹ بتلائی - اور نصیحت و ہدایت کی - جس سے وہ ایسا ڈر گیا کہ گورنر جنرل کے روبرو زبان سے کچھ بول نہ سکا - اور ایک کاغذ کے تختہ پر یہہ لکھکر کہ مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون - آپنے جو صلاح و مشورہ دیا ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ باپ بیٹے کو دیتا ہے - اسکا مین ضرور لحاظ رکھونگا" مگر پھر وہ سارنگ و ستار راگ و رنگ مین ایسا مصروف ہوگیا - کہ اوسکا خیال نہ رکھا - اتوار ڈلہوزی کے گورنر جنرلی کا زمانہ تھا - اور اونکی پالیسی سے ہمارے

ناظرین اس کے قبل کے واقعات دیکھکر خود سمجھ سکتے ہین - الحاصل اب گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز کی منظوری سے یہہ فیصلہ کیا کہ اودہ سرکار کمپنی کے ملک مین الحاق کیا جائے - اور کرنیل اوٹرم رزیڈنٹ اودہ کو اپنے ارادہ کی اطلاع کی - اور اس جدید عہدنامہ پر بادشاہ کی دستخط لینے کے لئے حکم دیا - چنانچہ کرنیل اوٹرم ۴ فروری ۱۸۵۶ء کو بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لئے محل پر پہونچے - جہان بادشاہ اور اوسکے بھائی اور بعض معتمد وزرا نے رزیڈنٹ کا استقبال کیا - اب رزیڈنٹ نے گورنر جنرل کا حکم بادشاہ کو بتلایا - بادشاہ نے حکم دیکھتے ہی اپنی دستار اتار کر رزیڈنٹ کے ہاتون مین رکھ دی - اور کہا کہ "برٹش کو اختیار رہے کہ میرے ساتھ اور میرے ملک کے ساتھ جو چاہین کرین - مین صرف یہہ چاہتا ہون کہ انگلینڈ جاؤن اور تخت کے آگے اپنا درد بیان کرون" - رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ "آپکو اختیار رہے جہان چاہین جائین - اب آیندہ آپکو بارہ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کریگا" - گو بادشاہ نے عہدنامہ پر دستخط نہین کیا - اور نہ اوس وظیفہ کو قبول کیا - مگر اسکے بعد ۱۳ فروری ۱۸۵۶ء کو اودہ کا الحاق ہوگیا - چند روز کے بعد واجد علی شاہ معہ اپنے وزیر علی نقی خان و متعلقین کے ولایت کے ارادہ سے خانی جہاز مین سوار ہوا - لیکن جب وہ کلکتہ آیا تو دریا کے کنارہ پر ایک مکان مین مقیم ہوا - یہان کی آب و ہوا اوسکو ایسی بھائی کہ آخر دم تک یہین کا ہو رہا - البتہ واجد علی شاہ کا بیٹا (ولیعہد) اور اوسکی مان یہہ دونون انگلینڈ گئے - ملکہ معظمہ سے چند منٹ کی ملاقات ہوی نذر پیش کی - مگر اپنے مقصد مین کامیاب نہوے - افسوس ہے کہ اس مشن نے اس سفر مین فقط اپنا خزانہ ہی برباد نہین کیا بلکہ جانون کا نقصان بھی اوٹھایا - چنانچہ بادشاہ کا ولیعہد اور اوسکی مان دونون وہین مرگئے اور پیری لاجیس کے قبرستان مین دفن ہوے -

اب گورنر جنرل نے ممالک مغربی و شمالی مین بندوبست و مالگزاری کا انتظام کیا - اور تعلقدار جو اپنے تعلقہ کی رعایا پر ظلم و ستم کرتے تھے - وہ حقوق تعلقداری سے محروم کئے گئے - اور اُن کے

دیہات تعلقداری کا ایسا بندوبست ہوا کہ تعلقدار ونکے پاس روپیے کے چار آنے رہگئے۔ معافیات وانعامات وللخراجی زمینات تمام ضبط کرلیگئین۔ برہمنون کی پنڈتائی موقوف ہوی۔ ہندو بیوائون کی دوبارہ شادی کرنیکے متعلق ایک ایکٹ جاری ہوا۔ اور عورتونکو اپنے فعل کی مختاری دیگئی۔

اب ہم یہان پر چند مفید اصلاحات و رفاہ عام کے کامون کی تفصیل (جو لارڈ ڈلہوزی کے عہد گورنر جنرلی کے ہین) لکھتے ہین۔ یعنے پہلی ریل ہندوستان مین گریٹ انڈین پنشولا ریلوی ۱۸۵۳ء مین بمبئی سے تہانہ تک جاری ہوی۔ اور رفتہ رفتہ اسقدر بڑہی کہ تمام ملک مین ریل ہوگئی۔ چنانچہ ۱۹۰۰ء مین (۲۴۰۰۰) میل ریل تیار تہی۔ اور تمام بندرگاہون کو بھی آزاد کردیا گیا۔ تار کا انتظام ایسا ہوا کہ اسکی بدولت انگریز غدر مین کامیاب ہوے۔ اسوقت ہندوستان مین (۱۳۰۰۰) میل تار لگا ہوا ہے۔ ڈاکخانے قایم کیے گئے۔ اور نیم آنہ کے ٹکٹ پر خطوط کا جانا قرار پایا۔ اب تو ڈاکخانہ بہت کچہ ترقی پاگیا ہے۔ اور ایک بڑی بہاری ہنڈوی کی دوکان وتجارت کی کوٹھی ہوگئی ہے بہت سی چیزین اوسکی معرفت فروخت ہوتی ہین۔ لوگون کا روپیہ اوسمین برابر جمع ہوتا (سیونگ بنک) ہوتا ہے۔ جان تک کا بھی بیمہ اوس مین ہونے لگا ہے۔ الحاصل صنعت و تعمیرات بھی اسی گورنر جنرل کے زمانہ مین قایم ہوا۔ ہر احاطہ مین انجینری کے مدرسے قایم کیے گئے۔ گنگا کی نہر ۱۵۰ میل۔ کروڑ روپیہ کے خرچ سے تیار ہوی۔ ہگلی پر ایک عالیشان پل بنایا گیا۔ بہت بڑی بڑی عمارتین تعمیر ہوئین۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ مدراس مین تین یونیورسٹیان قایم کیگئین۔

ارل کیننگ گورنر جنرل

۲۹ فروری ۱۸۵۶ء کو ارل کیننگ بعہد ملکہ معظمہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اور

لارڈ ڈلہوزی ولایت چلے گئے۔ ابھی ارل کیننگ نے گورنمنٹ ہوز مین قدم رکھا ہی تھا کہ ایران کے ساتھ پرخاش کی نحوست کا آغاز ہوا۔ چنانچہ جب گورنر جنرل کو معلوم ہوا کہ ایران نے ہرات پر چڑھائی کی ہے تو اوس نے بمنظوری کورٹ ڈائرکٹرز اس مہم کی سپہ سالاری کرنیل اوٹرم کے تفویض کی

پہ اسکے واقعات یہ ہین کہ جب افغانستان پر انگریزون نے قبضہ کیا تو یہہ بات ٹھہری کہ سدوزئی شاہ کامران ہرانکا فرمانروا رہے۔ لیکن اوسکا وزیر یار محمد ہمیشہ یہہ کہتا تھا کہ مین اپنے تئین ایران کے حوالہ کرتا ہون۔ لیکن جب انگریزون نے افغانستان کو خالی کیا تو یار محمد نے سدوزئی کی برائے نام بادشاہی سے اپنے تئین آزاد کرکے خود فرمانروائی شروع کی۔ دس برس کے بعد جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا جانشین ہوا۔ چونکہ اوسمین فرمان روائی کی لیاقت نہ تھی۔ اسلئے اوس نے ہرات کو ایران کے حوالہ کردیا۔ ۱۸۵۵ء مین ایران کی سپاہ نے ہرات پر قبضہ کرلیا۔ مگر جب برطانیہ اعظم نے ایران کو دھمکایا تو اوس نے بمجبوری ہرات سے اپنی سپاہ ہٹالی۔ اور معاہدہ کیا کہ ہرات آزاد رہیگا۔ اسکے بعد طہران مین سفارت انگریزی پر بدگمانی پیدا ہوی۔ اور جنگ کریمیا کے خاتمہ پر جب روسیون کا قبضہ ایشیا مین نمبر سہ ہوا تو ایران نے برٹش کی دوستی مین کوئی فائدہ نہ دیکھا۔ اور روسیون کا دامن پکڑا۔ ۱۸۵۶ء مین سفارت انگلشیہ پر طعنہ زنی ہوئی۔ اور سفیر ترکستان کی سرحد مین چلا گیا۔ اور ہرات مین ایسی سرکشی ہوئی کہ۔ یار محمد کا بیٹا مارا گیا۔ اور اوسکی جگہہ یوسف خان جانشین ہوا۔ جو سدوزئی شاہی خاندان مین شاہ کا بیٹا تھا۔ ایران تو اول ہی سے ہرات پر دانت لگائے بیٹھا تھا۔ اب قندہار پر بھی اوس کی نیت دوڑی۔ لیکن امیر دوست محمد خان نے جب ۱۸۵۵ء مین اوس کا سوتیلا بھائی قندہار کا فرمانروا کہن دل خان مرگیا۔ تو قندہار کو کابل مین داخل کرلیا۔ اور ایران نے خلاف معاہدہ ہرات پر فوج بھیجدی۔ جس سے یوسف خان گھبرایا۔ اور دوست محمد خان کو امداد کیلئے بلایا۔ اتنے مین یوسف خان کا مدارالمہام عیسیٰ خان اوسکو قید کرکے دشمنون کے کیمپ مین بھیجدیا۔ کیونکہ اوسکو یہہ خوف ہوگیا تھا کہ کہین یوسف خان ہرات کو دغابازی کرکے اہل ایران کے حوالہ نکردے۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائے ۱۲ مولف۔

اور یہہ قرار پایا کہ امیر دوست محمد خان کو پشاور کانفرنس مین بلاکر اسکے نسبت مشورہ لیا جائے۔ الحاصل جب امیر کو بلایا گیا تو وہ معہ اپنے دو بیٹون و بعض چیدہ مشیرون و منتخب سپاہ کے سرحد پر آیا۔ اور یکم جنوری ۱۸۵۷ء کو درۂ خیبر مین جان لارنس اور سر ہربرٹ ایڈورڈس کمشنر پشاور سے ملاقات کی۔ جب امیر سے ہرات کا ذکر چھیڑا گیا تو اوس نے جواب دیا کہ انگریز خلیج فارس کیطرف سے حملہ کرین۔ اور مجھے روپیہ اور ہتیار دین تو مین ہرات کی دیوار ونکی بنیاد کو اوکھیڑ کر پھینک دونگا۔ اور رقم و ہتیار کی تعداد جب امیر سے پوچھی گئی تو اوس نے پہلے ۶۴ لاکھ روپیہ سالانہ (جبتک لڑائی ختم ہو) امداد طلب کی۔ اور پچاس توپین ۸ ہزار بندوقین بہت سا سامان جنگ مانگا۔ لیکن بعد مین چار ہزار بندوقین اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ تا اختتام جنگ پر تصفیہ ہوگیا۔ گورنر جنرل نے اسکی منظوری بھی دیدی۔ ۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء کو طرفین کے دستخطون سے عہدنامہ بھی مرتب ہوگیا۔ اسکے بعد امیر اپنے وطن کو چلا گیا۔ اور بمبئی سے انگریزی سپاہ بوشہر پر حملہ کرنیکے لیے روانہ ہوی۔ پہلے انگریزی سپاہ نے جزیرۂ کرک لے لیا۔ اور دو چار لڑائیون کے بعد بوشہر بھی فتح ہوگیا۔ ۶۵ توپین اور بہت سا سامان ایرانیون کا ہاتھہ آیا۔ پھر ایرانیون سے خوشاب پر لڑائی ہوی۔ اسیطرح دو چار لڑائیون کے بعد محمرہ پر بھی انگریزون نے قبضہ کرلیا۔ آخر ایرانی مجبور ہوے اور صلح کے خواستگار ہوے اور ۴ مارچ ۱۸۵۷ء کو انگلش و ایرانی کمشنرون نے عہدنامہ پر دستخط کیا۔ جسمین شاہ ایران نے یہہ وعدہ کیا کہ آیندہ وہ ہرات اور کسی اور افغانی صوبہ پر دعوے نہین کریگا۔ بعد ازان ایرانی ہرات سے چلے گئے۔ اور انگریزی فوج بھی وہان سے برخاست ہوگئی۔ اب امیر نے اپنے بھتیجے اکبر خان کو ہرات

* امیر دوست محمد خان جو سکھون کے ساتھہ ملکر انگریزی فوج سے لڑا تھا۔ اوسکی صفائی اسکے قبل ہی ہوگئی تھی۔ یعنے ۳۰ مارچ ۱۸۵۵ء کو جان لارنس اور غلام حیدر خان کی ملاقات مین دوست محمد خان اور سرکار کمپنی کے مابین اتحاد و مصالحت کا عہدنامہ ہوگیا تھا۔ ۱۲ مولف۔

حاکم مقرر کیا۔ اور ایران کی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔

واقعات غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ

اس عالمگیر غدر کا آغاز اپریل ۱۸۵۷ء سے ہوا۔ اور آہستہ آہستہ بڑھتا چلا۔ اس اثنا میں نامعلوم چپاتیوں کی تقسیم بھی۔ تمام دیہات و قصبات میں جابجا نہایت سرعت کیساتھ ہوئی۔ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء

نہ یوں تو انگریزوں کے عہد میں ۱۷۵۷ء سے ۱۸۵۷ء تک یعنے اس ایک صدی میں اکثر مختلف سنین و متفرق مقامات پر گورنمنٹ سرکشیاں۔ اور ہندوستانی سپاہ کی بغاوتیں ہوئیں جنکا اوسیوقت انسداد ہوگیا۔ لیکن ۱۸۵۷ء کا غدر تمام ہندوستان میں عالمگیر تھا۔ شاذونادر ہی مقامات اس غدر کے اثر سے محفوظ رہے۔ مگر وہ بھی بالکل ایسے محفوظ نہیں رہے۔ بلکہ بغاوت شروع ہوتے ہی وہاں کے لائق حکام یا مدبر والیان ریاست اور انکے ہوشیار مدارالمہامون نے اپنی ہوشیاری و لیاقت و دلیری سے اوسکو فرو کردیا۔ جس سے اوسکے جانسوز شعلے بلند ہونے نہ پائے۔ اب ہم یہاں پر اون سابقہ سرکشیون اور بغاوتون کے معدودے چند نام معہ وجوہ لکھتے ہین۔ (۱) بمقام بنگال گورے اور ہندوستانی سپاہ حصول انعام کے لئے (۲) بنگال کے انگریزی افسر ڈیل بہتدی موتونی پر (۳) ہندوستانی افسرون کے تنزل اور انگریزی افسرون کی ترقی کے موقع پر (۴) ۱۸۵۶ء میں ساحل بحر کی سپاہ ان قواعد کے پاس ہونے پر کہ قواعد کے وقت قشقہ نہ لگائین اور بالی نہ پہنین ٹہڈی پیوار ہی نہ رکھین۔ انگریزی گول ٹوپی پہنین۔ (۵) ۱۸۵۶ء میں بمقام بارک پور نصف بہت کے حکم پر (۶) سندہ۔ پنجاب۔ اودھ کے الحاق پر۔ انکے علاوہ حیدرآباد دکن۔ نندیدرگ۔ پالی ام کوٹا۔ مدراس۔ پٹنہ کے مقامات پر بھی چھوٹی چھوٹی سرکشیان ہوئین۔ اور ۱۸۵۷ء کے غدر کے اسباب یہ بتائے جاتے ہین کہ جب موریشس۔ وجاوا کی لڑائی مین جو فرانسیسون سے ہوئی بنگال کی سپاہ نے جہاز مین سوار ہونے سے انکار کردیا تو ایک ایکٹ پاس ہوا۔ جسمین عام بہرتی ہونے مین سمندر جانیکی شرط لگائے گئی۔ پہر سکھون کی بہرتی ہوئی۔ عیسائی مذہب کی اشاعت مین انگریزون نے سرگرمی بتلائی۔ راجپوتانہ کی ضبطی کی جھوٹی افواہ اڑی

میرٹھ کی سپاہ نے بغاوت کی - پھر تو تمام ہندوستان مین بغاوت پھیل گئی - چنانچہ میانمیر - گوبند گڈھ - فیروزپور - پھلور - پشاور - راول پنڈی - نوشہرہ - جالندھر - لدھیانہ - بارک پور - انبالہ - واناپور - پٹنہ - آرہ - بہار - آگرہ - کوالیار - علی گڈھ - بلند شہر - مین پوری - اٹاوہ - بھرت پور - متہرا - بنارس - جہانسی - بندیلکھنڈ - لوگاؤن الہ آباد - باندہ - مالوہ - فتحپور - اندور - سیہور - نیمچ - جے پور - جودہ پور - الور - اودیپور - لکھنؤ - کانپور - پالاسو - سنگہاہوم - روہیلکھنڈ - نگینہ - جیلی - آوا - کولہاپور - سیتل پور - سیمل پور - اسیرگڈھ مندسور - دہاوہند پور - بان پور - للت پور - ساگر - ناگپور - جبل پور - چندیری - جالون - نرسنگ پور - ناگور - راحت گڈھ - رتنہ گڈھ - گڑہاکوٹہ - کڑوی - ڈیرہ اسماعیل خان - اٹاوہ - آگرہ - ساسیہ - بوندی - جہالرپاٹن - پرتاب گڈھ - اندرگڈھ - اعظم گڈھ - جونپور - سہارنپور - مظفرنگر - شاہجہانپور - دہلی - بدایون - مرادآباد - بجنور - فتح گڈھ - فرخ آباد - ملاؤن - ہردوئی - محمدی - بہرائچ - مٹھولی - فیض آباد - مالاپور - سلطان پور - سلونی - دربار - پوروا وغیرہ وغیرہ مین بغاوت کا خوب زور و شور رہا - البتہ بعض اضلاع (وہان کے لایق حکام کے حسن تدبر اور بہادری سے) اور ہندوستانی ریاستین اس بلائے بیدرمان سے محفوظ رہین - خصوصاً اس موقع پر ریاست سرکار نظام (حیدرآباد دکن) تو نواب سرسالار جنگ اعظم مدارالمہام دکن کی مدبری اور فراست کے باعث بغاوت سے کوسون دور اور بالکل مستثنیٰ تھی - جسکا اعتراف خود گورنمنٹ آف انڈیا - نے نہایت قابل قدر اور قیمتی الفاظ مین کیا ہے -

اس بغاوت کے بڑے مقامات دہلی - کانپور - لکھنؤ تھے - جنکے حالات قابل تحریر ہین - خصوصاً دہلی کے واقعات کا لکھنا ضرور ہے - کیونکہ یہ مقام شاہان مغلیہ کا دارالسلطنت ہے - اور خاندان

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۱) ۱۸۵۷ء مین انگریزون پر یوجہ ایک صدی گزرنیکے زوال آنیکی پیشین گوئی کیگئی - چکنے کارتوس جس مین سور اور گائی کی چربی لگی ہوئی تھی وہ سپاہ کو دیئے گئے - وغیرہ ۱۲ مولف -

مغلیہ کا آخری بادشاہ (بہادر شاہ) اسی مقام پر تھا۔ جسکو ان باغیوں نے چند روز تک جبراً اپنا بادشاہ بنا رکھا تھا۔ چنانچہ ۱۱ مئی سے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء تک یعنے چار مہینے چار روز بہادر شاہ نے باغیوں کی وجہ سے فرمان روائی کی۔

دہلی کے باغی سپاہ کی تعداد صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ مگر اندازہ پندرہ ہزار سے تیس ہزار تک کیا گیا ہے اور مرزا خضر سلطان جو باغی سپاہ کا جنرل تھا وہ اپنی تحریر میں سپیدل ۸۰ یا ۹ ہزار اور سوار ۱۵ ہزار بیان کرتا ہے۔ اور جو باقی سپاہ کہ دہلی آئی تھی۔ وہ علی گڈھ بلند شہر۔ میرٹھہ۔ حصار۔ سرسیہ۔ رڑکی۔ متھرا۔ فیروزپور۔ انبالہ۔ ہانسی۔ بریلی۔ نصیرآباد۔ بیجے۔ جالندہر کی تھی۔ اور انمین خاص دہلی کے باغی بھی شریک تھے۔ الحاصل میرٹھہ* کی سپاہ نے باغی ہوکر انگریزی افسروں اور انکے بیوی بچوں کو مارا۔ اور وہاں سے نکلکر دہلی پہونچے۔ اس عرصہ میں دوسرے اضلاع کے باغی بھی آپہونچے۔ اور دہلی کی سپاہ بھی باغی ہوگئی۔ بس پھر کیا تھا فوراً ان باغیوں نے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہ (بہادر شاہ) کو

* میرٹھہ دہلی سے ۳۶ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں کی چھاؤنی بہت بڑی ہے۔ جسکا احاطہ پانچ میل کا ہے۔ ۱۲ منہ

† اسوقت بادشاہ کی حالت اور اور اسکی عظمت و وقعت کی صورت جطرح تھی۔ وہ یہاں ناظرین کے معلومات کے لئے بیان کرنا ضرور ہے۔ الغرض پہلے عظمت و وقعت شاہی کا بیان سنئے کہ اول ہی سے ہر ایک گورنر جنرل مشین نے اپنے اپنے عہد میں بادشاہ کی تعظیم و تکریم وقتاً فوقتاً لکھتا رہا۔ جب لارڈ ایلن برا گورنر جنرلی کا زمانہ آیا تو اونہوں نے بادشاہ کے پاس نذر کا بھیجنا موقوف کردیا۔ جو عیدین و نوروز و سالگرہ کے موقعوں پر ریزیڈنسٹ کے معرفت گورنر جنرل کے کمانڈر انچیف کی جانب سے داخل ہوا کرتی تھی۔ اور گورنر جنرل کی مہر میں جو فدوی خاص کے الفاظ تھے۔ وہ حذف کردئے گئے۔ اور ہندوستانی رعیتوں کو ممانعت کیگئی کہ وہ اپنی اپنی مہروں میں بادشاہ کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال نکریں۔ شاہی سکے جو دس پندرہ وضع کے مختلف مقامات پر مسکوک ہوتے تھے۔ وہ موقوف کردئے گئے۔ اور طامس مٹکف ایجنٹ دہلی کو بادشاہ اپنے مشنوں میں فرزند ارجمند لکھتا تھا۔ جب ہاروی صاحب ایجنٹ ہوکر آئے تو

جبراً محل سے بلاکر اپنا بادشاہ بنایا۔ اور دیوان خاص مین نذرین پیش کمین ۲۱ توپ کی سلامی سرکیگئی اور بہادر شاہ کی بادشاہی کا ڈہنڈورا پیٹا گیا۔ دیوان عام و خاص مین ہندو باغیون نے اپنا بستر جمایا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۳) اونہون نے بادشاہ کو ہدایت کی کہ آیندہ ہمکو آپکا فرزند بننا منظور نہین۔ پہلے یہ قاعدہ تھا کہ جب بادشاہ کی سواری نکلتی تو اوسکی جلو کاٹ کر کوئی انگریز نہین جا سکتا تھا۔ لیکن بعد مین یہہ قاعدہ توڑ دیا گیا۔ بہرحال بادشاہ کی عزت و وقعت کچھ بھی باقی نہین رہی تھی۔

اب بادشاہ کی مالی حالت۔ اور موجودہ صورت کا ملاحظہ کیجی کہ بادشاہ کو گورنمنٹ انگریزی ایک لاکھ روپیہ ماہانہ پنشن دیتی تھی اور دیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی بادشاہ کو کوٹ قاسم سے ہوتی تھی۔ اسکے علاوہ شہر مین تیول شاہی کے کرایہ کی آمدنی علیحدہ بادشاہ کو ہوتی تھی۔ اس جملہ آمدنی مین سے ایک ہزار روپیہ ماہانہ بادشاہ کے ہتیجون کو جو لکھنؤ مین تھے۔ دینا پڑتا تھا۔ الحاصل اس اثنا مین بادشاہ نے ایک نوجوان امیرزادی زینت محل سے شادی کی۔ اوسکو ایک بیٹا جوان بخت نام پیدا ہوا۔ چونکہ یہہ زمانہ بادشاہ کی ضعیفی کا تھا۔ اسلئے زینت محل بادشاہ پر بہت حاوی تھی۔ اور اوسکا منشا یہہ تھا کہ بہادر شاہ کے بعد سب سے چہوٹا بیٹا جوان بخت بادشاہ ہو۔ چنانچہ ۱۸۴۹ء مین جب دارا بخت ولیعہد کا انتقال ہوا تو (اسوقت بہادر شاہ کی عمر ۷۰ سال سے زاید تھی۔) لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل نے مرزا فخرالدین فتح الملک کو (جو بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا ۳۰ سالہ جوان تھا) ولیعہد کرنا چاہا۔ کیونکہ یہہ شاہزادہ انگریزون کی سوسائٹی کا بدل خلہان تھا۔ لیکن بادشاہ نے ناراضی ظاہر کی۔ اور یہہ بھی مذکر کیا کہ اوسکی ختنہ ہونے سے ناقص الاعضا سمجھا جاتا ہے۔ اور تخت نشینی کے لئے صحیح الاعضا ہونا ضرور ہے۔ اسکے واقعات یہہ ہین کہ اکبر کے زمانہ سے یہہ مذموم رسم جاری ہوگیا تھا۔ کہ جو ولیعہد ہوتا وہ ختنہ نہین کراتا۔ بلکہ اکثر شاہزادے سخت و تاج کی ہوس مین اپنی ختنہ نہین کراتے تھے۔ الغرض بادشاہ کا یہہ عذر نامسموع ہوا۔ اور گورنر جنرل نے فتح الملک کو اس شرط پر ولیعہد بنا دیا کہ وہ اپنے بادشاہی کے زمانہ مین قلعہ کی بود و باش ترک کرے۔ اور قطب صاحب مین جا کر رہے۔ کیونکہ جب رواج شاہان سلف بہادر شاہ قلعہ مین رہتا تھا۔ اور انگریز نکا ارادہ اوسکے بعد قلعہ پر قبضہ کرنیکا تھا۔ جب فتح الملک ولیعہد ہوگیا تو بادشاہ۔ اور زینت محل دست افسوس ملکر رہگئے

اور اوسکے کفن مین گھوڑے باندھے ہے۔ گو بادشاہ نے باغیون کے اس کارستانی کی اطلاع لفٹنٹ گورنر آگرہ کو کردی۔ مگر اوس پر کوئی توجہ نہین ہوی۔ اسوقت ہندو باغی بادشاہ پر ایسے حاوی ہوگئے تھے کہ جو چاہتے وہ بادشاہ سے کرالیتے۔ بلکہ وہ خود اپنی خود مختاری سے کرنیسے پہلے ان باغیون نے بادشاہ پر دباؤ ڈالکر ایک حکم یہ جاری کرایا کہ شہر مین یا اوسکے باہر کوئی گائی ذبح نکیجائے۔ اور بقرعید مین گائی کی قربانی نہو۔ بیلون پر جو کوڑا کرکٹ لادکر لیجانیکا دستور تھا وہ موقوف کرکے اونکے عیوض گدہون پر لیجانا قرار پایا۔ اور دس بانچ مسلمان گائی قصابون کو ان ہندو باغیون نے قتل بھی کرڈالا۔ اب مسلمانون نے ہندؤن کی اس خودسری کا انسداد کرنیکے لئے مولوی محمد سعید کو اپنا پیشوا بناکر جامع مسجد مین ایک جھنڈا کھڑا کیا جب بادشاہ کو خبر ہوی

بقیہ نوٹ صفحہ ۷۰۴ ۔ ۱۷ جولائی ۱۸۵۶ء کو ملک عدم کا ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ بعض کا قول ہے کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ اب بادشاہ نے اپنے آٹھ بیٹون کی دستخط سے ایک محضر تیار کیا جسمین تحریر تھا کہ ہم مرزا جوان بخت کی ولیعہدی پر راضی ہین۔ اور یہ محضر عرضداشت ایجنٹ دہلی کے پاس بھیجا گیا۔ مگر اوسکے دوسرے ہی روز مرزا قریش المعروف مرزا قویاش جو سب مین بڑا بیٹا تھا۔ نے ایجنٹ کو اطلاع دی۔ کہ بادشاہ نے ہماری تنخواہون کے اضافہ کا وعدہ کرکے محضر پر مہر کرالیا ہے۔ لیکن اسمین زینت محل کی سازش ہے۔ چونکہ مین سب مین بڑا ہون اسلئے ولیعہدی کا حق میرا ہے۔ گورنمنٹ انصاف کرے۔ اس عرصہ مین بادشاہ حفظ صحت و تفریح طبع کی غرض سے قطب صاحب مین جا کر رہا۔ اور وہان بڑے بڑے مکانات قلعہ کے مکانات کے نامون پر تعمیر کرانے لگا۔ اور ایک تہر بھی اپنے لئے سنگ مرمر کی وہان تیار کرائی۔ زینت محل بادشاہ کے ساتھ قلعہ یا قطب صاحب مین نہین رہتی تھی بلکہ وہ لال کنوے کی بڑی حویلی مین ہمیشہ سے مقیم تھی۔ اور ہر روز ۹ بجے بادشاہ کے پاس جاتی۔ اور سہ پھر مین اپنی حویلی کو واپس چلی آتی۔ اوسکی سواری مین اونٹ ہمیشہ تھا۔ شہر والون نے اس اونٹ کی وجہ سے اوسکا نام اونٹ بیگم رکھدیا تھا۔ اسوقت بادشاہ خود قلعہ کا رہنا ترک کرکے بدشگونی کا باعث ہوا تھا۔ ۱۲ مولف۔

نوٹ ۲ ۔ بیون اور جاویون کا بھی دہلی مین مجمع ہوگیا تھا۔ چنانچہ اول سب سے مولوی رحمت اللہ کرانہ سے آیا۔ گراوس نے جہاد کے عیوض لوٹ کی صورت دیکھی تو واپس چلا گیا۔ پھر ٹونک سے وہابی آئے جنکے سرغنہ مولوی عبد الغفار۔ مولوی سرفراز علی

تو ہندو اور مسلمانون کی باہمی فسادات بڑہنے کے خیال سے اوسکو اکہیڑ واڈالا - اور ہندوؤن کی ظلم زیادتی کے باعث جو شہر کے دوکانات بند ہوگئے تھے بادشاہ خود سوار ہوکر تمام بازارات کے دوکانات کو کہلوادیا اس اثنا مین ہندو باغیون نے دہلی بنک اور - خزانہ کو لوٹا - میگزین کو اڑایا - جیل خانہ کے قیدی چہوڑدئے - دہلی گزٹ پریس - لوہارخانہ میگزین کا اسباب - اور دہلی کالیج کو غارت کیا - ٹیلیگراف کو توڑا - اور لوٹا - اور راستہ مین انگریز اور اونکی بیبیان اور بچون کو جہان پایا وہان قتل کرڈالا - اور بہت سے انگریز مرد عورت اور اونکے بچون کو تلاش کرکے لایا - اور بارشاہ کے دیوان عام مین جمع کیا - اسکے بعد ان باغیون نے شہر کے مکانات کو لوٹا - اور بلا امتیاز ہندو اور مسلمانونکو قتل کیا - اس عرصہ مین بادشاہ کے پاس نیمچ - جہانسی - دیبالپور - الہ آباد - متہرا - بلند شہر - رڑکی - ہانسی - میرٹھ - سرسہ - نظیر آباد - ساگر - جبل پور - فیروزپور - انبالہ - پہلور - سیالکوٹ

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۵) مقرر ہوئے - اور باغی سپاہ کے افسران اعلی نجابت خان - غوث محمد خان - مولوی امام خان - رسالدار نے اونکو مدد دی - اسکے بعد جے پور - ہانسی - حصار - ہوشیار سے بھی جہادی پہونچی - انکی اعانت تو بادشاہ نے کچہ بھی نہ کی کیونکہ خزانہ خالی تہا - البتہ نواب ضیاالدین خان عرف بڈے صاحب نے دو ہزار روپئے - اور محمد شریف (جو دہلی کا نامور مصور تہا) اپنگھر کو معہ اسباب فروخت کرکے ان جہادیون کے ساتھ شامل ہوگیا - اور جہاد کے فتوے پر بخت خان نے کچہ جعلی اور کچہ اصلی مہرین ثبت کرائین - چنانچہ مفتی صدرالدین خان کو بھی مجبور کرکے اس پر مہر کرائی - لیکن مولوی محبوب علی و خواجہ ضیاالدین نے ہرگز مہر نہ کی - الغرض جب فتوے تیار ہوگیا تو ایک دو حملے ان جہادیون نے انگریزونکی فوج پر کیا - اسکے بعد ان جہادیون نے مسجدین سنبہالین - اور اختتام جنگ تک بہولے سے بھی لڑائی کا نام نہ لیا - ۱۲ مولف

* لہذا اس بغاوت مین باغیون کا بہت بڑا حصہ ہندو مذہب کا تہا - اور مسلمان باغیون کی تعداد بالکل کم تہی - ۱۲ مولف

* ان باغیون نے جو شہر کے اکثر مکانات کو لوٹا - اور ہندو مسلمانون کو قتل کیا اوسکے اسباب علاوہ عمدہ زر و غارتگری کے یہہ تہے کہ جس کسیکو انگریزی لباس پہنا دیکہا اوسکو وہین ڈہیر کردیا - اور انگریزون کی پناہ دہی یا انگریزون سے سازش کرنیکی جس کسی مسلمان یا ہندو کے نسبت خبر پائی فوراً اوسکے مکان پر چڑہ دوڑے - اور اوسکو تباہ و غارت کیا - ۱۲ مولف

جہلم۔ راولپنڈی۔ گوالیار۔ فتح گڈھ۔ مظفر نگر۔ گوڑگاؤن وغیرہ کے باغیون کی عرایض آئین۔ اور محمود خان نواب نجیب آباد۔ رئیس بریلی۔ نواب رامپور۔ راجہ مین پوری نے بھی درخواستین بھیجین۔ رؤسا جھجر و بلب گڈھ و فرخ نگر نے بادشاہ کی امداد کے لیے سوارون کو روانہ کیا۔ اور راؤ تلا رام رئیس ریواڑی نے کئے ہزار روپئے۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ اشرفیان گذرانین۔ ان سب مین لکھنؤ کی نذر بہت بڑی تھی۔ جسمین نئے سکہ کی اشرفیان۔ دو گھوڑے۔ دو ہاتھی۔ ایک کلاہ بیش بہا جسکو موتی لگے ہوئے تھے۔ ایک جقہ بازو بند الماس و ہیرہ شامل تھے۔ اسکے بعد بادشاہ نے فوجی۔ اور نقدی امداد کے لئے والیان جے پور۔ جودھ پور۔ الور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ جیسلمیر۔ پٹیالہ۔ نابھہ۔ جھجر۔ بلب گڈھ۔ فرخ نگر۔ بریلی وغیرہ کو اپنے دستخطی نسخے لکھے جنکے جوابات صرف جھجر۔ بلب گڈھ۔ فرخ نگر۔ بریلی سے حسب دلخواہ آئے۔ مگر راجگان جے پور۔ الور۔ جودھ پور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ جیسلمیر۔ پٹیالہ۔ جموں وغیرہ نے بادشاہ کے مقدمین پر التفات ہی نہین کیا۔ بعد ازان بادشاہ نے مفتی صدرالدینخان صدرالصدور۔ مولوی عباس علے صدر امین۔ کرم علیخان منصف دہلی۔ مرزا محمد علی بیگ تحصیلدار مہرولی کو بھی (جو سرکار کمپنی کے زمانہ مین اون عہدون پر کارگذار تھے) اپنے اپنے مفوضہ کام کو انجام دینے کے لئے احکام بھیجا۔ لیکن کسی نے منظور نہین کیا۔ اور نواب امین الدینخان وضیاء الدینخان جاگیرداران الہارو۔ نواب حسن علیخان برادر نواب جھجر نواب حامد علیخان کو دربار کی حاضری کے فرامین روانہ کئے گئے۔ گو یہ لوگ حسب الحکم حاضر بارگاہ شاہی تو ہوئے۔ لیکن کوئی درخواست وغیرہ اپنے متعلق نہین دی۔ اور جب بادشاہ نے ان لوگون سے روپیہ طلب کیا تو عذر کیا۔ جسپر مرزا ابو بکر کے ایل باغیان نے چند سوارون کو لیجاکر حامد علیخان کے گھر کو تو لوٹ لیا۔ اور امین الدینخان وضیاء الدینخان کے گھر کو لوٹنا چاہا تو انہون نے مقابلہ کیا۔ جسکے باعث انکا گھر غارتگری سے بچگیا*

* یہ زمانہ وہ تھا کہ اکثر شاہزادے شہر کے ساہوکارون اور بڑے آدمیون کو لوٹتے پھرتے تھے۔ چنانچہ منشی کندن سنگھ۔ رائے جیون لال۔ راجہ دیس گوکلداس۔ منشی آغا جان۔ منشی سعادت علی۔ (جو بڑی بڑی رقم والے تھے) ان شاہزادونکے

اس زمانہ کی گپ شپ جو شہر مین ارہی تھی اوسکا بیان بھی دلچسپی سے خالی نہوگا کہ دہلی کے صادق الاخبار وار دو اخبار مین یہہ خبرین شائع کیگئین کہ شاہ ایران اٹک تک آگیا ہے۔ جسکے ساتھہ پانچ لاکھہ کا لشکر ہے۔ اور شاہ ایران کے معاون شہنشاہ فرانس و شہنشاہ روس اور سلطان روم ہین۔ امیر دوست محمد خان والی کابل بھی انگریزون کو ہندوستان سے نکالنے مین مدد دینے پر آمادہ ہے۔ اسکے علاوہ بعض اشخاص۔ سید شاہ نعمت اللہ ولی ہانسوی کے قصیدہ مین چند اشعار اپنے جانب سے ایزاد کرکے بطریق پیشین گوئی عوام کو بہکانے لگے۔ اور دو اخوند ولایتی دہلی آکر اپنے کو خلیفہ سوات کا ایلچی بتلایا۔ اور یہہ بیان کیا کہ چودہ سو جہادی عنقریب خلیفہ کے پاس سے آنے والے ہین۔ خود بادشاہ کے بھتیجے مرزا حمید شکوہ و مرزا مہ اور مرزا نجبت (جو لکھنؤ مین رہتے تھے) نے جھوٹ موٹ بادشاہ کے شیعہ ہوجانیکی خبر اڑادی۔ اور حسن عسکری کے ذریعہ شاہ ایران سے مراسلت بھی ہونے لگی۔ بھرحال اسوقت تمام دہلی مین سازشون کا بازار گرم تھا اور بادشاہ کے عزیز۔ رشتہ دار۔ فرزند۔ برادر۔ معاحب۔ ملازم وغیرہ سب جعلسازی۔ دسیسہ بازی۔ سازش۔ نارنگری۔ وغیرہ مین برابر حصہ لے رہے تھے۔ اور روزانہ ایک نئی خبر تراشتے تھے۔ اور ان سب مین بادشاہ۔ مجبور۔ بے دست و پا۔ کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔

اب یہان پر کسیقدر انتظامی حالات بھی لکھے جاتے ہین جو بادشاہ نے شہر دہلی اور اضلاع و باغی سپاہ کی نسبت کئے تھے۔ بعضے معمول مانگزاری کے لئے راؤ تلارام جاگیردار ریواڑی کو سند دوام دیگئی۔ اور اودہ کا صوبہ ڈاکٹر وزیر خان (جو پہلے انگریزی علاقہ مین آگرہ کا سب اسسٹنٹ تھا) مقرر ہوا۔ خان بہادر خان کو

بقیہ فٹ صفحہ (۷۰۷) ہاتون سخت عذاب مین مبتلا تھے۔

باغی سپاہ کے افسر اعلے بھی شاہزادے تھے۔ چنانچہ بادشاہ کے بیٹون مین مرزا ظہیر الدین عرف مرزا مغل کمانڈر انچیف مرزا اختر سلطان جنرل۔ مرزا کوچک سلطان دہلی کی جنٹون کا کرنل۔ اور بادشاہ کے پوتون مین مرزا ابوبکر سوار دنکا کرنل۔ مرزا عبداللہ عرف مرزا منڈھو۔ میرٹھہ کی پلٹنون کا کرنل تھا۔ ۱۲ مولف

(جو حافظ رحمت خان کی اولاد مین تھا) روہیلکھنڈ کی گورنری سرفراز ہوی - اور علی قاسم کو اضلاع الہ آباد کا صوبہ بنایا گیا - مولوی فیض احمد و مرزا خضر سلطان اور مرزا مغل عدالتی کام پر تعین ہوے - معین الدین حسن خان خلف نواب قدرت اللہ خان شہر کا کوتوال قرار پایا - پھر وحید الدین خان کی سفارش سے قاضی فیض اللہ کوتوالی ہوا - اور قاضی عبدالرحیم کو نائب کوتوال کی خدمت ملی - مگر بعد مین قاضی فیض اللہ نے خدمت کوتوالی سے استعفا دیدیا - اور سید مبارک شاہ ساکن رام پور کوتوال ہوگیا - اور فوج کی رسد کا انتظام محبوب علیخان وزیر سا اور میر نواب پسر سید تفضل حسین وکیل کے تفویض ہوا -

اس اثنار مین ہندوستان کے تنخواہ کے لیے بادشاہ پر سختی شروع کی - لیکن خزانہ مین روپیہ کب تھا مجبوراً بادشاہ نے ایک روپیہ فی آنہ فیصدی سود پر ساہوکارون سے کچھ قرضہ لیا - اتنے مین کوٹ قاسم سے (جو بادشاہ کا علاقہ تھا) غلام فخرالدین خان تحصیلدار نے تیس ہزار روپیہ بھیجا - الغرض یہہ سب رقم محبوب علیخان وزیر کے ذریعہ بادشاہ نے بحساب فی سوار نو روپیہ اور فی پیادہ سات روپیہ تقسیم کرنیکا حکم دیا - مگر باغی سوارون نے تیس روپیہ ماہانہ کے حساب سے تنخواہ مانگی - اور فساد برپا کیا - آخر بیس روپیہ ماہانہ پر تصفیہ ہوا - اور تنخواہ تقسیم کردیگئی -

۱۴ رجون ۱۸۵۷ء کو محبوب علیخان خواجہ سرا (جو بادشاہ کا وزیر تھا) نے انتقال کیا - جو ایک مدت سے

* بادشاہ کو جو کمپنی سے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ پنشن ملتی تھی وہ اسکی اولاد و شاہزادون - اور ملازمون کی تنخواہ مین صرف ہوجاتی تھی - اب جب غدر ہوا تو تمام شاہزادے اور ملازم بھوکے مرنے لگے - کیونکہ غدر کے باعث کمپنی تو پنشن نہین دیتی تھی - اور جسقدر لوٹ مار سے رقم وصول ہوتی تھی وہ باغیون کے پاس تھی بادشاہ کو اوسمین سے ایک حبہ بھی نہین ملتا تھا - البتہ جو رقم کہ اوسکو بعض رؤسا اور والیان ریاست کے پاس سے بطور نذر و امداد وصول ہوی تھی - وہ اول ہی ہاوس نے اونہین باغی سپاہیون کی تنخواہ کے نذر کرچکا تھا - ۱۲ مولف

* سپاہ کی تقسیم تنخواہ کا کوئی باضابطہ حساب نہ تھا اور اس باغی سپاہ مین بریلی کی باغی بریگیڈ بڑے مزے مین تھی کیونکہ اوس نے اول ہی ۶ ماہ کی پیشگی تنخواہ بادشاہ سے لی تھی - اور اوسکے سپہ سالار کے پاس چار لاکھ روپیہ (جو غارتگری سے حاصل کیا گیا تھا) موجود تھا - ۱۲ مولف

مرض استسقا مین مبتلا تھا۔ اسکا جنازہ بڑی دھوم دھام سے نکلا۔ شاہ کریم اللہ جہان آبادی کے مقبرہ مین (جو خاتم کے بازار مین ہے) دفن ہوا۔ سوم کی فاتحہ مین شہر کے تمام رئیس اور امرا آئے۔ ہزارہا آدمیون کا مجمع رہا۔

آغاز جولائی ۱۸۵۶ء مین بادشاہ کے پاس ایک شخص سبحت خان نامی چند باغی سوارون کے ساتھ بڑے کروفر سے دہلی آیا۔ بادشاہ نے اوسکے استقبال کے لیے اپنے خسر نواب احمد قلی خان کو بھیجا۔ جب وہ آیا تو اوس سے مصافحہ کیا۔ اور اپنے خاصہ سے سترہ توپ بھجوائے۔ اور تمام باغی سپاہ کا اوسکو افسر اعلےٰ قرار دیا۔

اب ہم بادشاہ اور اوسکی باغی سپاہ دہلی کے واقعات کو یہان چھوڑ کر انگریزون کے حالات لکھتے ہین کہ اس بغاوت کی خبر جب اول کیننگ گورنر جنرل کو ہوئی تو اونہون نے اسکا انتظام کیا کیا۔ اور کسطرح باغیون کے سر کوبی کر کے از سر نو دہلی کو فتح کیا۔ اور تمام ہندوستان کی بغاوت کسطرح رفع کیگئی۔ اور سرکشون کو کیا کیا سزائین دیگئین۔ الغرض جسوقت گورنر جنرل کو کلکتہ مین اس بغاوت کی خبر ہوئی۔ اور خود بنگال کی سپاہ بھی باغی ہوگئی تو گورنمنٹ فوج اور توپخانے۔ اور سکھ سپاہ سے (یہ لوگ باغی نہین ہوے تھے) اس بغاوت کے انسداد پر کمر باندھی۔ اور جنرل این سن کمانڈر انچیف (جو اسوقت اپنے ہیڈ کوارٹرس اسٹاف کے ساتھ شملہ پر تھے) کو مناسب ہدایتین کین۔ اسکے علاوہ جنگ بہادر والی نیپال نے پچاس ہزار گورکھون کی فوج انگریزی سپاہ کی مدد کے لیے بھیجی اور مہاراجہ رنبیر سنگھ والی کشمیر نے میجر لارنس کے ماتحت جمون کنٹنجنٹ کو دہلی کی بغاوت فرو کرنیکے لیے روانہ کیا

(۱) اسوقت محبوب علیخان وزیر کی قبر کا نشان بھی باقی نہین ہے۔ البتہ اوسکے نام سے ایک سرا سبزی منڈی مین مشہور ہے گو یہ خانوادہ سرا تھا۔ مگر بادشاہ کی عنایت سے وزیر سلطنت ہوگیا تھا۔ اور ملازمون کی تنخواہ اپنے زمانۂ وزارت مین ماہ بماہ تقسیم کرانیکی وجہ سے بہت نیکنام تھا۔ ۱۲ مولف

* سبحت خان نے بادشاہ کے روبرو اپنا نسب تیمور سے ملا دیا تھا۔ اور بادشاہ پر ایسا جادو کیا تھا کہ بادشاہ اوسکے مقابلہ مین شہزادون کی بھی کوئی بات نہین سنتا تھا۔ اور اوسکو فرزند کا خطاب عطا کر کے تمام باغی سپاہ۔ اور شہر دہلی پر نیم بادشاہ بنا دیا تھا۔ یہ شخص ایسا سفاک وظالم تھا کہ شہر والون نے اوسکا نام سبحت خان رکھا تھا۔ ۱۲ مولف

سردار میر خان۔ مہاراجہ پٹیالہ۔ راجہ جیند بھی معہ اپنی سپاہ کے انگریزی فوج کی اعانت کے لئے شریک ہو گئے۔ الحاصل کمانڈر انچیف معہ فوج و توپخانہ ۱۴ مئی ۱۸۵۷ء کو شملہ سے نکل کر انبالہ آیا۔ اور وہاں سے کرنال گیا۔ افسوس ہے کہ یہاں ۲۷ مئی کو کمانڈر انچیف نے ہیضہ سے انتقال کیا۔ اب سر ہنری برنارڈ اسکا قایم مقام ہوا۔ اور دہلی کے جانب کوچ کیا۔ جب غازی الدین نگر (غازی آباد) پہونچا (جو ہیڈن کے قریب دہلی سے ۱۱ میل پر ہے) تو باغیوں نے مقابلہ کیا۔ خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اور باغی شکست کھا کر دہلی بھاگ گئے۔ پھر انگریزی سپاہ روزانہ باغیوں کو پسپا کرتی ہوئی سٹلج کو عبور کی۔ اور ۸ جون کو باولی کی سرا کے پاس باغیوں سے ایک اور گھمسان لڑائی ہوئی۔ جب انگریزی فوج نے اسپر بھی کامیابی حاصل کی تو آگے قدم بڑھایا۔ اور رفیع گڈہ کے پاس ہندو راؤ کی کوٹھی میں مورچے جمائے۔ ۸ جون کو انگریزی سپاہ نے دہلی پر پہلا حملہ کیا۔ مگر نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ دوسرے روز باغیوں نے کوٹھی پر یورش کی انگریزی فوج نے بھی اچھی طرح مدافعت کی۔ آخر باغی ناکام واپس ہوئے۔ اس اثنا میں ۵ جولائی کو سر ہنری برنارڈ کا بھی ہیضہ سے انتقال ہو گیا۔ اب جنرل ریڈ کے ہاتھ تمام فوج کی کمان تفویض ہوئی لیکن یہہ بھی ۱۷ جولائی کو بیمار ہو کر شملہ چلے گئے۔ اور بریگیڈیر آرچ ڈیل سپہ سالار مقرر ہوئے۔ اور پنجاب سے جنرل نکلسن بھی معہ اپنی سپاہ کے کیمپ میں آ گئے۔ اسوقت انگریزی لشکر میں ۸ ہزار سپاہی ۵۳۵ بیمار۔ ۳۰۴ زخمی موجود تھے۔ اور لڑائی کا سلسلہ باغیوں کے ساتھ روزانہ جاری تھا۔ جسمیں طرفین کا نقصان کچھ کم و زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ آخر ۱۴ ستمبر کو انگریزوں نے حملہ کر کے شہر کے بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد قلعہ اور سلیم گڈہ بھی فتح ہو گیا جس سے تمام شہر دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ دوسرے روز بادشاہ مرزا الٰہی بخش

* مرزا الٰہی بخش (پسر نواب شریا جاہ بہادر کے داماد ہیں) انگریزوں کو غدر کے زمانہ میں دہلی کے حالات کی اطلاع۔ اور ہر طرح مدد دیتے تھے۔ اسکے علاوہ۔ انگریزوں نے دہلی میں خفیہ طور پر ایک محکمہ بھی مخبری کا مقرر کیا تھا۔ جسمیں دہلی کے چند آدمی مخبر تھے اور راوٹکا سر وشتہ منشی رجب علی تھا۔ جسکے مرزا الٰہی بخش اعانت و استمداد کرتے تھے۔ ۱۲ مولف

کی صلاح سے ہمایون کے مقبرہ مین چلا گیا۔ اور باغیون کا سپہ سالار بخت خان بھی معہ اپنی سپاہ کے بادشاہ سے جدا ہوکر اپنا راستہ لیا۔ اب ہاڈسن صاحب (۵۰) سوار ہمراہ لیکر مقبرہ کو گئے۔ اور دو گھنٹہ کی پس وپیش کے بعد بہادر شاہ نے جان بخشی کے قول پر اپنے کو ہاڈسن صاحب کے حوالہ کیا۔ اور باہر آکر اپنی چاہتی بی بی زینت محل اور راو کے بیٹے جوان بخت کی جانون کی امان کے وعدہ پر ہتیار بھی دیدئے ہاڈسن صاحب نے بادشاہ کو لاہوری دروازہ سے چاندنی چوک کے راستہ شہر مین لاکر زینت محل کی حویلی مین نظر بند کیا۔ اور یورپین گارڈ دروازہ پر متعین کردی۔ پہر اون مخبرون نے (جو بادشاہ کو گرفتار کرلایا تھا) ہاڈسن صاحب کو اطلاع دی کہ بادشاہ کے دو بیٹے۔ اور ایک پوتا جو انگریزون کے قتل مین حصہ لیتے تھے۔ مقبرہ مین موجود ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی ہاڈسن صاحب جنرل ولسن سے اونکے قتل کی اجازت لیکر معہ میک ڈونیلڈ و منشی رجب علی۔ اور مرزا الہی بخش کے مقبرہ مین پہونچا۔ اور تینون شہزادون مرزا مغل و مرزا خضر سلطان۔ مرزا ابوبکر کو گرفتار کرلیا۔ اور رتھون مین سوار کرکے دہلی سے ایک میل کے فاصلہ پر لایا۔ پھر اونکو رتھون سے اوتار کر برہنہ کیا۔ اور ایک سوار کی قرابین سے خود ہی ان تینون کو مار ڈالا۔ اور اُن لاشون کو کوتوالی مین لاکر ۴ گھنٹہ لٹکا رکھا۔

ہم یہان پر ناظرینون کی معلومات کے لئے۔ مقتولین و مجروحین و گم شدگان کا ایک نقشہ (جو ابتدار جنگ سے پہریے سے دہلی کی تسخیر ۲۰ ستمبر تک ہوے) ذیل مین درج کرتے ہین۔

تفصیل	یورپین افسر	شہ سوار	سوار	رسالہ کے افسر	سپاہی	توپخانہ کے افسر	توپچی	گھوڑے	یورپین	ہندوستانی	میزان
مقتول	۴۶	۱۴	۸۰	۷	۸۶۵	۷	۱۰۱۲	۱۳۹	۵۷۲	۴۴۰	۱۰۱۲
مجروح	۱۴۰	۴۹	۲۰۷	۱۰	۲۳۸۹	۲۷۹۵	۱۸۶	۱۵۶۶	۱۲۲۹	۲۷۹۵	
گم شدہ	۰	۰	۱	۰	۲۹	۳۰	۵۳	۱۳	۱۷	۳۰	
میزان	۱۸۶	۶۳	۲۸۸	۱۷	۳۲۸۳	۳۸۳۷	۳۷۸	۲۱۵۱	۱۶۸۶	۳۸۳۷	

الغرض اسکے بعد فتح کی توپین سر کیگئین۔ اور گورنر جنرل کو اس فتح کی اطلاع دیگئی۔ ۲۷ ستمبر کو اتوار کے دن

فتح کی شکرگزاری مین نماز پڑہی گئی - سر کولن کیمبل تمام سپاہ کے سپہ سالار اعظم مقرر ہوئے - کرنل برن شہر کے ملٹری گورنر قرار پائے - اب کرنل برن نے باغی سردارون کو پکڑ منگایا - اور اون سے قیمتی اسباب واشیا لیکر جہوڑ دیا - آخر ہلی کی یہ حالت ہوی کہ تمام شہر خالی ہوگیا - البتہ لالہ بھیری داس گماشتہ کمسریٹ کی خیرخواہی کے باعث نیل کا کٹہرہ آباد رہا - اور اسکے علاوہ حکیم محمود خان کا مکان جسکو مہاراجہ پٹیالہ سے تعلق تھا بچگیا مرزا اسد اللہ خان غالب سدر الدینخان مہرکن - اہل کمال ہونے سے محفوظ رہے - دیوان نہال چند و دیوان مہاراجہ پٹیالہ کے مکانات بھی اس دلاور گیر سے چھوٹے بہت سی شہزادیان - اور شریف زادیان ننگے پیر - بے پردہ باہر نکل آئین - جو اکثر صحرا نورد بیمین ہوگئے بعض تو کنوؤن مین گر کر جانین دین - اکثر کنوئین عورتون کی لاشون سے بھر گئے - جب صاف کئے گئے تو صدہا لاشین کنوؤن سے برآمد ہوئین - الحاصل گورون نے تمام گہرون مین جہاڑو پھیر دی -

اسوقت یہہ حال تھا کہ انگریزی سپاہ بلا تمیز دوست و دشمن کے جس مرد کو سامنے آتا دیکھتی فوراً گولی مار دیتی خصوصاً سکہون اور گورکہون نے بہت سے مسلمانونکو مارا - اور اپنے گورے تیغ بہادر کا بدلہ پیلون کا کوچہ تو تمام فنا ہوگیا - کیونکہ یہان ایک انگریز زخمی ہوا تھا یا مرا تھا - کہتے ہین کہ اوسکو نواب شیر جنگ خان کے بیٹے محمد علیخان نے یا حکیم فتح اللہ خان نے اسلئے مارا یا زخمی کیا تھا کہ وہ اوسکے زنانخانہ مین بدنیتی سے گہسنا چاہتا تھا - پھر کیا تھا - کرنل برن کا حکم ہوا کہ اوس محلہ کے تمام مردون کو مار ڈالو یا گرفتار کرکے لاؤ - چنانچہ اکثر مارے گئے - اور باقی جو گرفتار ہوکر آئے انکو ریت مین کھڑا کرکے بندوقون کی باڑ چلائی گئی - جسمین صرف دو شخص بچ گئے - ایک مرزا مصطفےٰ بیگ (جو بعد مین رسالدار ہوگیا) دوسرا وزیر الدین (جو کانپور کی حجی کا سررشتہ دار ہوا) افسوس ہے کہ ان مقتولون مین ایک بیگناہ - مولوی امام بخش صہبائی (جو دہلی کالج کے مدرس اول تھے) معہ اپنے کنبہ کے جسمین ۱۲ مرد تھے - مارا گیا - اور دوسرا بیگناہ سید احمد میان امیر پنجہ کش (جو خوشنویسی مین لاجواب تھا) قتل ہوا - رابرٹس صاحب

اپنی تاریخ چہل و یکسالہ مین لکھتے ہین کہ جب مین چاندنی چوک مین گیا تو تمام مُردون کا بازار بھرا ہوا تھا۔ جس پر مین پاؤن رکھتا ہوا گیا" الغرض جو شہر مین قتل ہوے اونکا اندازہ سولہ سو انگریزی تاریخون مین لکھا ہوا ہے۔ لیکن اسکا علم خدا کو ہے۔

یہہ بات غور کے لایق ہے کہ مئی کے مہینے مین تو باغیون کو انگریزون کی تلاش تھی۔ اور اب ستمبر کے مہینے مین انگریزون کو شاہزادون اور باغیون کی جستجو تھی۔ شاہزادون کی فجری کرنیوالا ایک شاہزادہ مرزا کالے بابر کا بیٹا تھا۔ جو شاہزادون کو نشاندہی کرکے گرفتار کراتا۔ اور اونکو تعلیم کرتا کہ تم حاکون کے روبرو یہہ کہو کہ ہم بادشاہ کے قریبی رشتہ دار ہین۔ جس سے وہ تمکو بادشاہ کے پاس بھیجدینگے۔ مگر دراصل وہ اپنا رسوخ بڑہانا چاہتا تھا کہ مین نے ایسے بڑے شاہزادے کو شکار کرکے لایا۔ الحاصل جو شاہزادے کہ گرفتار ہوکر قتل ہوے۔ اونکی تعداد (۲۹) بیان کیجاتی ہے۔ انمین بوڑھے۔ لنگڑے لولے۔ مریض سب کوئی پھانسی پائے چنانچہ سب سے زیادہ بوڑھا شاہزادہ مرزا قیصر۔ اکبر شاہ کا بھائی تھا۔ اور مرزا محمد دشاہ۔ اکبر شاہ کا پوتا وجع مفاصل مین مبتلا تھا۔ اسکی لاش پھانسی پر گو لگٹھری ہوکر لٹکتی تھی۔ حضرت ذوق کا بیٹا فوق بھی (جو ایام غدر مین بادشاہی اہلکار تھا) پھانسی پایا۔

دہلی کی ایجنٹی مین سات ریاستین جھجر۔ بلب گڈہ۔ فرخ نگر۔ بہادر گڈہ۔ لہارو۔ پاٹودی۔ دوجانہ تھین جھجر کا مرزبان نواب عبدالرحمن خان محض نالایق وعیاش تھا۔ جب سر تھیوفلس مٹکلف بہاگ کر اوسکے ریاست مین گئے۔ تو وہ اونکو پناہ نہین دیا۔ اور بادشاہ کے پاس بہت سے عرایض بھیجا۔ اسلئے جھجر کی ریاست ضبط کرلیگئی۔ اور نواب قید ہوکر دہلی آیا۔ دیوان عام مین قید کیا گیا۔ بلب گڈہ کا راجہ ناہر سہیولا اور مسلمان مشہور تھا۔ جس نے اپنے عرایض سے دفتر شاہی کو بھر دیا تھا۔ اونمو کو وہ بھی گرفتار ہوکر قلعہ آیا۔ احمد علیخان رئیس فرخ نگر بھی مقید ہوا۔ لہارو کے رئیس امین الدینخان وضیاء الدینخان دہلی سے بہاگکر دوجانہ گئے تھے۔ وہ بھی وہان سے گرفتار ہوکر آئے۔ بہادر جنگ خان رئیس

بہادر گڈھ و دادری بھی نظر بند کیا گیا۔ الحاصل ان سات مین سے پانچ رئیس قلعہ مین قید رہے۔ اور باقی دو رئیس پاٹودی اور دوجانہ کے آزاد رہے۔ کیونکہ یہہ دونون بغاوت مین شریک نہین تھے۔ آخرین جھجر۔ بلب گڈھ۔ فرخ نگر کے رئیسون کو جدا جدا تواریخ مین پھانسی دیگئی۔ اور ہر ایک کی پھانسی کا وقت سہ پہر تھا۔ انکی پھانسی کے دن شہر کے دروازے بند کرائے جاتے تھے۔ ضیاء الدینخان کئی مہینے قلعہ مین نظر بند رہے۔ اور بہت دنون تک مارشل لا کے محکمہ مین دس سے چار بجے تک انکو کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ کیونکہ یہ دونون بادشاہ کے دربار کے حاضر باشون مین تھے۔ مگر بادشاہ کے کسی فرمایش کی انہون نے تعمیل نہین کی۔ اور نہ کوئی درخواست دی۔ اسلئے بیجرم ثابت ہوئے۔ اور جان لارنس کلکٹر مجسٹریٹ کی مہربانی سے ریاست لوہارو بھی بدستور بحال رہی۔ بہادر جنگ رئیس دادری کا جرم پھانسی اور قید کے لایق نہ تھا۔ اسواسطے صرف ریاست ضبط کرکے اوسکو لاہور مین رہنے کا حکم دیا گیا۔ اور ہزار پانسو روپیہ کی پنشن کردیگئی۔ اکبر علیخان رئیس پاٹودی نے باغی سوارون کو ہلاک کیا تھا۔ اور حسن علیخان نواب دوجانہ نے بادشاہ سے خط و کتابت نہین کی تھی۔ اس لئے یہہ دونون اپنی اپنی ریاست پر بحال رہے۔

پہاڑی پر پہلے ہی سے ایک فہرست ۹۶ اشخاص کی ایسی تیار کیگئی تھی کہ وہ گرفتار ہوتے ہی بلا کسی دریافت کے دار پر چڑھائے گئے۔ اور شہر مین مجرمون کی بھی کوئی کمی نہین تھی۔ جو حق و ناحق نشاندہی کرکے گرفتار کرا دیتے تھے۔ چنانچہ مجرمی مین گامی خان اور فخرالدینخان نے بڑا نام پایا۔ لیکن بعد مین گامی خان خود اپنے تئین پھانسی سے بچا نہ سکا۔

باغیون مین چھہ قسم کے مجرم قرار دئے گئے تھے۔ جنمین اوّل تو بادشاہی خاص برداروں کی جماعت تھی جو قلعہ مین انگریزون کے معصوم بچون اور عورتون کو قتل کرکے منہہ کالا کیا تھا۔ انمین تو ایک بھی پھانسی سے نہ بچا۔ دوم وہ ملازمین جو میگزین مین انگریزون کے ساتھ شرارت سے کام کئے تھے۔ انکا سردار

کریم بخش تھا۔ انمین بہت تھوڑے بھاگ گیے۔ باقی تو برابر پھانسی پائے۔ سوم زخمی جہادی۔ جو مسجدون مین پڑے ہوئے تھے۔ اور زخمی سپاہی جو بھاگ نہین سکتے تھے۔ یہہ بھی دار پر کھینچے گئے۔ چہارم باغی تلنگے جو آس پاس مین چھپے ہوئے تھے۔ وہ گرفتار ہوکر اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ پنجم اجمیری دروازہ کے موچی جو اپنی دوکانون کے بانس نکال کر تہیہ فلس مٹکف کے مارنیکے لئے تیار ہوئے تھے۔ جب وہ گھوڑے پر سوار اجمیری دروازہ سے باہر اپنی جان بچانے کے لئے۔ جا رہے تھے یہ بھی سزا پائے۔ ششم میواتی اور گوجر تھے جو شہر مین بہت کچھ دھوم مچائی تھی۔ اونکو بھی پھانسی ملی۔ کوتوالی اور ترپولیہ کے درمیان جو حوض تھا۔ اوسکے تین طرف پھانسیان کھڑی کیگئی تھین۔ اسمین ایک دفعہ دس بارہ آدمیون کو پھانسی لگ سکتی تھی اور جس روز پھانسی پانے والے زیادہ ہوتے تو اون مین سے ایک گروہ پھانسی پر چڑھتا تو دوسرا گروہ کھڑا دیکھتا تھا۔ زیادہ تر عمائدین شہر جسمین بعض بڑے عالیخاندان شرفا تھے۔ یہہ سمجھکر اور بھاگے تھے کہ وہان دہلی کے آدمی بڑے بااختیار ہین انکی جانین بچا لینگے۔ مگر غلام فخر الدین مخبر عزرائیل بن کر وہان بھی پہونچا۔ اور ایک ایک کو چن کر گرفتار کرایا۔ انمین سے کچھ تو وہین پھانسی پر لٹکائے گئے۔ اور باقی دہلی لاکر پھانسی پائے۔ انکی ٹاٹ بافی جینتی اور سر کے نبار سی دوپٹے جو پھانسی کے وقت اتارے گئے تھے۔ اونکو لیکا پھانسی دینے والا اعلال حد نہال ہوگیا۔ پھانسی پانے والون کی تعداد تاریخ مین چار سو بیان کیگئی ہے۔ مگر اوسکی ٹھیک تعداد خدا ہی جانتا ہے۔ نواب محمد من خان کو اسلئے پھانسی دیگئی کہ اوس نے ایک میم کو گھر مین چھپایا تھا۔ مگر جب شیطان نے ورغلایا تو اوسے حاملہ کردیا۔ نواب کی بی بی جو بنو چاری کبھی تھی اوسکے ساتھ اس میم نے اچھا سلوک کیا۔ اوسکا سارا مال و متاع لوٹ سے بچایا۔ اور کچھ روپیہ اپنے پاس سے دیکر اوسکی آرام و آسایش کا سامان کردیا۔

ایک دفعہ بارہ آدمی مرد سپاہیانہ صورت رہنے کیوجہ بلا کسی جرم کے گرفتار ہوکر کوتوالی آئے

اور بعض مسلمان جوان تمومند وجیہہ کو بھی مختلف قسم کی سزائین۔ قید۔ جرمانہ۔ فعل ضامنی وغیرہ کی دیگئین شہر کے رؤسا اور عمائدین مین سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہین تھا۔ جو قلعہ یا کوتوالی یا کرنیل برن کی کوٹھی کے حوالات مین نہ رہا ہو۔ لطف یہہ ہے کہ یہہ بڑے بڑے رئیس حوالات مین ایک ہی پائخانہ کی کہٹیا پر بیٹھے ہوے آپسمین سیحیات باتین کرتے تھے۔ اور بعض ایسے بھی بیفکرے تھے کہ وہان گنجفہ چوسر شطرنج کھیلتے تھے۔ حالانکہ یہہ روز اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے۔ کہ ان مین سے ایک دو کو روز پھانسی ملتی تھی۔ کہتے ہین کہ ایک غریب آدمی جب حوالات سے چھوٹ کر آیا تو وہ بیان کرنے لگا کہ آج مین نے جانا کہ شہر سے جلاوطن ہونا۔ ورنہ حوالات مین روزانہ نواب حامد علی خان۔ مفتی صدرالدینخان۔ حکیم احسن اللہخان۔ نواب احمد علی خان۔ سید سردار مرزا۔ اور انکے بھائی۔ اور بہت سے امیرزادے و شرفا و رؤسا شہر سے بے تکلف باتین برابر کی ہوا کرتی تھین۔

انگریزی سپاہ مین زیادہ تر پنجابی اور سرحدی قومین فارنگری مین بڑا کمال رکھتی تھین۔ اور شکاری کتون کیطرح گلی کوچون مین پھرتے دیوارون پر تھپکیان مار کر اندر کے روپیہ کو پہچانتے اور زمین پر پانی ڈالکر جہان ہوجانے سے جانتے کہ یہان دفینہ ہے۔ چنانچہ تین دن تک سرکار نے تمام سپاہ کو لوٹ کی اجازت دیدی تھی۔ اسکے بعد خود سپاہ نے درخواست کرکے ایک محکمہ پرائز ایجنسی کا قائم کرایا۔ جسمین تین دن کی لوٹ کے بعد شہر کا کل مال و متاع سب قسم کا جو لوٹ سے جمع ہوا تھا۔ وہ نیلام کیا گیا۔ اور اوس سے جو روپیہ وصول ہوا وہ بھی سپاہ مین تقسیم کردیا گیا۔

جب تلنگے باغی شہر مین گھسے تو اکثر لوگون نے اپنا تمام سیم و زر۔ جواہر۔ لباس۔ اسباب وغیرہ کو ٹہریون اور کوٹھیون مین بند کرکے معتبر ہندو کے ذریعہ وہان پر شناخت کے لئے ایک نامعلوم تیغہ لگا دیا تھا۔ لیکن

* بعض ذی اختیار انگریز ہیرمون سے روپیہ لیکر معافی کی سند لکھدیتے تھے۔ مشہور ہے کہ نواب حامد علیخان۔ مفتی صدرالدینخان سکندر لال نے زنکیر و کرا اپنی اپنی جانین بچائین ۱۲ مولف

جب پرائزایجنسی نے مکانون کو کھودنا شروع کیا۔ تو وہ معتبر معمار خود کمیشن کی لالچ مین وہ نامعلوم تہ خانے بتلادئے جس سے دفن کیا ہوا مال بھی شہر والون کے پاس باقی نہین رہا۔ اور طرفہ یہ کہ اس کھدائی مین قدیم زمانہ کے نامعلوم دفینے بھی نکل آئے۔ چنانچہ نواب محمد میر خان کے مکانین سے ساٹھ ہزار روپیہ ڈیک کے سکہ کا برآمد ہوا۔

اب شہر مین کچھ بھی مال جاتی نہین رہا تو کرنیل برن نے پہلے ہندؤن کے محلون کو اون سے جرمانہ وصول کرکے آباد کرنا شروع کیا۔ چنانچہ پنیل کے کٹہرہ کے ہندؤن سے ۵۰ ہزار روپیہ لیا گیا۔ اور اس جرمانہ سے بھی لاکھون روپیہ وصول ہوگئے۔ اتنے مین نیکلسن سرجان لارنس دہلی آئے۔ اور مارچ ۱۸۵۸ء مین اونہون نے دہلی مین مسلمانون کے آباد ہونیکا حکم نافذ کیا۔ سنہری مسجد مین منشی دیلو کی تندن (جو چوکیدار کا بخشی تھا) رجسٹر لیکر بیٹھا۔ اور ہر ایک کے مکان کی نشاندہی اوس رجسٹر سے کیگئی۔

اس غدر مین ہندو بہت نفع مین رہے۔ کیونکہ اکثر مالدار مسلمانون نے باغیون کی گڑبڑ مین اپنے پاس کے پرامیسری نوٹ ۵ فیصدی کے حساب سے ہندؤن کے ہاتھ بیچڈالا۔ اور بہت سے بڑے بڑے مکانات

---

* اکثر اطراف میٹون نے اپنے اپنے پاپون کا مال بتاکر کمیشن لیا۔ اور بعض اشخاص نے جمعہ رات خود اپنا مال بتاکر اونمین سے حصہ لیا۔ ایک صاحب بارشاہ کے بیٹے جوان بخت کو ہاتھی پر عماری مین بٹھاکر لال کنوے پر زینت محل کے مکان مین لیگئے۔ اور جوان بخت سے زینت محل کے خانم زوزیلو کا حال پوچھ لیا۔ اسکے بعد اوس زردزیور کو نکالا۔ معلوم نہین کہ خود لے لیا۔ یا پرائزایجنسی کے حوالہ کیا۔ سرحدی قومون مین بعض ایسے بھی پکے مسلمان تھے کہ اونہون نے کسی کے مال کو نہین چھیڑا۔ البتہ جہان کہین قرآن شریف کو دیکھا تو اوسکو کمال احترام کے ساتھ سر پر رکھکر لیا۔ ۱۲ مولف

* اس آباد ہونیکے متعلق ایک شرط یہ لگادیگئی کہ ہر ایک مالک مکان ڈیڑھ روپیہ دیکر ٹوٹ کی دو چارپائیان اور ایک مچھی لے۔ چنانچہ اس ترکیب سے تمام شہر کی ہزارون چارپائیان اور چکیان جو جمع ہوئی تھین وہ سب فروخت ہوگئین۔ افسوس ہے کہ ۱۸۵۸ء مین جب آبادی کا تخمینہ ہوا تو موجودہ آبادی سابقہ آبادی کی چوتھائی بھی نہ تھی۔ اور ۱۸۵۹ء تک اکثر مسلمان اپنے مکان ضبطی سے واگذار نہین ہوے۔ اور بغیر پاس کے شہر مین آنا ممنوع تھا ۱۲ مولف

امثلاگلان محل۔ مرزا محمد سبت کی حویلی۔ جھجر والون کی کوٹھی۔ شیش محل۔ نواب منصور خان کی حویلیان جو ایک ایک محل کی برابر تھین بھی ہندؤن نے خرید لیا۔ اور نیلام کا بھی بہت سامال نہایت ارزان انہین ہندؤن نے لے لیا۔ اور بعد مین خاطرخواہ نفع پر فروخت کیا۔ الغرض انہین وجوہ مندرجۂ بالا سے اکثر ہندو بہت مالدار اور صاحب جائداد ہوگئے۔

غدر کے بعد بہت سے لوگون کو معاوضے بھی ملے۔ جنمین سب سے بڑا معاوضہ مرزا الٰہی بخش کو ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ کا مختلف زمانون مین گورنمنٹ کی خیرخواہی۔ اور مخبری کی باعث حاصل ہوا۔ نواب امین الدولہ خان عرف منشی امو جان کو (جو ریاست الور مین گورنمنٹ کے خیرخواہ تھے) ۱۵ ہزار روپیہ عطا ہوے گورنر نے بادشاہ کی تذلیل تحقیر مین کوئی کسر باقی نہین رکھی چنانچہ قلعہ کے لاہوری دروازہ پر بہادر شاہ کی ایک تصویر بناکر اوسکے گلے مین پھانسی ڈالی جب ہزارہا مسلمان مارے گئے تو اونکی جوان عورتین یا کنواری لڑکیان لاوارث ہوگئین۔ ان مین بعض کو تو مسلمان سپاہیون نے نکاح پڑھا لیا۔ اور اپنے ساتھ لیگئے۔ اور بعض کو رسالدارون۔ اور صوبہ دارون نے عقد کرلیا۔ شہزادیان تو اول ہی سے بدنام تھین۔ وہ قلعہ سے نکلتے ہی کھل کھیلین۔ خصوصًا بہادر شاہ کی بیٹی ربیعہ بیگم نے اپنا نکاح حسینی باورچی سے اسلیے پڑھایا کہ وہ ہر روز تہ دیگی کھلایا کریگا۔ فاطمہ سلطان نے تو مشنریون کے زنانہ اسکول مین معلمی کا پیشہ کرلیا۔ اور سیکڑون نے بدکاری کا کسب اختیار کیا۔ بعض بڑی بڑی حسین عورتین انگریزون کے گھر بیٹھ گئین۔ دہلی مین پہلے بہت ہی کم خانگیون کے گھر تھے۔ اور اشراف اونکو اپنے محلہ مین آباد نہین ہونے دیتے تھے لیکن غدر کے بعد سے ہر محلہ مین تین چار گھر خانگیون کے ہوگئے۔

مفتی صدرالدین آزردہ۔ نواب مرزا خان (فصیح الملک) داغ۔ نواب محمد مصطفیٰ خان شیفتہ نے نہایت دلچسپ و حسرت انگیز شہر آشوب لکھے ہین۔ جنمین غدر کے تمام واقعات بتلائے گئے ہین۔ ہم یہان محض طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرتے ہین۔ اسکے بعد شاہجہان آباد کا نام لارنس آباد رکھا گیا

اور مارشل لا بہت دنون تک جاری رہا۔ دہلی پر بل پہیرنے کی تجویز ہوی۔ جامع مسجد کو گرجا بنانے یا کھود کر پھینکدینے کی کارروائی چلی۔ لیکن سیکسل جان لارنس نے نہایت تحمل و بردباری سے گورنمنٹ کے اس غصہ کو روکا۔ اور اس کارروائی کو موقوف کیا۔ البتہ اس غدر کے زمانہ مین مسلمان بھائیون نے مندرون کو خراب کیا اور بتون کو توڑا تو ہندو اور سکھ سپاہ نے اکثر مسجدون کو خراب کیا۔ بہرحال اس زمانہ مین دہلی تہ و بالا ہو رہی تھی۔

اب یہان کسیقدر حالات بادشاہ کے لکھے جاتے ہین کہ بادشاہ کے جرایم کی تحقیقات کے لئے ۲۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو ایک کمیشن مقرر ہوا۔ جسمین غلام عباس بادشاہ کا وکیل اور میجر الیف جی۔ گورنمنٹ کا وکیل مقرر ہوا۔ کمیشن کا اجلاس دیوان خاص مین ہوتا تھا۔ جہان بادشاہ قیدیون کیطرح آتا۔ اور پلنگڑی پر کبھی بیٹھتا تو کبھی لیٹتا۔ چپراسیون اور چوبدارون نے اوسکے خلاف شہادتین دین۔ بادشاہ پر چار جرم لگائے گئے تھے۔ اول ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کے درمیان باوجود گورنمنٹ کے پنشن خوار ہونے کے باغیون کی اعانت کی۔ دوم مرزا مغل اپنے بیٹے۔ اور بہت سے ممالک غیر کے باشندون کو مفسدہ پردازی کی ہمت دلائی۔ سوم گورنمنٹ کی حکومت سے انحراف کرکے اپنے کو بادشاہ یا شہنشاہ مشہور کیا۔ چہارم قلعہ کے اندر باغیون کو ۴۹ انگریز مرد و عورتون اور بچون دو دغلے انگریزون کے قتل کرنیکی ترغیب دی۔ اور مختلف رؤسا کو احکام بھیجے۔ یہ سب امور جسکا ایکٹ (۱۶) مصدرہ ۱۸۵۷ء جرایم مین داخل ہین۔ الحاصل ۴۸ دن اس تحقیقات مین کمیشن کے صرف ہوے۔ گواہونکی شہادتین لی گئین۔ اور بادشاہ نے بھی اپنی برات کے نسبت بہت کچھ بیان دیا۔ مگر کچھ بھی نہوا۔ آخر جرایم مندرجہ بالا کا گورنمنٹ کے نزدیک مجرم قرار پایا۔ اور سزا بھی دیگئی کہ بہادر شاہ (رنگون) کو جلاوطن کیا گیا۔ اوسکے دو بیٹے جوان بخت۔ عباس شاہ۔ اور دو بیان۔ زینت محل و تاج محل ہمراہ گئین تاج محل تو کلکتہ سے واپس چلی آئی ماہ باقی تینون نے بادشاہ کی رفاقت

اور اسکے بعد، ۷ نومبر ۱۸۶۲ء کو بعمر ۸۹ سال بہادر شاہ کا دین انتقال ہوگیا۔ اور اسوقت وہان پر اوسکی قبر کا نشان بھی باقی نہین رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جب گورنمنٹ نے دہلی کو فتح کیا تو اب دوسرے اضلاع کی بغاوت رفع کرنے اور باغیون کے ناجایز قبضہ کو اوٹھانے اور اونکو سزا دینے کے لئے فوج کو روانہ کیا۔ پہلے ولیعہد خان (جو بادشاہ کا سدھی تھا) سے مالاگڈہ پر لڑائی ہوی۔ اسکے بعد بلند شہر اور علیگڈہ پر قبضہ کیا گیا۔ وہان سے ملتان وکوہ مری کی سرکشیان دور کیگین۔ پنجاب مین امن وامان قایم کیا گیا۔ پھر یہ فاتح فوج کانپور پہونچی۔ یہان نانا راؤ اور اوسکے لایق افسر تانتیا ٹوپی نے انگریزون کا خوب مقابلہ کیا۔ آخر دو چار لڑائیون کے بعد کانپور پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ نانا بھاگ گیا۔ انگریزون نے نانا کی جاگیر بٹھور کو غارت کرکے اوسکے محل کو آگ لگادی۔ اسکے بعد انگریزی سپاہ لکھنؤ گئی۔ اور جنگ بہادر والی نیپال کی اعانت سے پانچ چار لڑائیون کے بعد لکھنؤ بھی ہاتھ آیا۔ گورنر جنرل نے باستثنا رچہ تعلقداروں کے باقی تعلقداران اودہ (لکھنؤ) کی حقیت اراضی کو ضبط کرنیکا حکم دیا۔ لکھنؤ کی فتح کے بعد انگریزی فوج آگرہ گئی۔ اور پالامیو۔ سنگھا سیمتل پور۔ سیل پور۔ اڑیسہ۔ بہار۔ روہیلکھنڈ۔ نگینہ۔ بریلی کو باغیون سے خالی کیا۔ اس اثنار مین مولوی احمد اللہ شاہ باغی سے (جس نے بہت بڑی فوج جمع کرلی تھی۔) دو چار لڑائیان انگریزی فوج

چنانچہ حیدرآباد وکن کی کنٹنجنٹ کا بریگیڈ بھی سنٹرل انڈیا کی بغاوت رفع کرنیکے لئے بھیجا گیا۔ جس نے نہایت بہادری اور دلیری سے وہان کی بغاوت کو رفع کیا۔ اور عہدہ ناموری کیساتھ کامیاب واپس ہوا۔ ۱۲ مولف

کانپور کی بغاوت مین نانا صاحب نے بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ اور دوستی کے پردہ مین بہت سے انگریزون اور اونکے بیبیون وبچون کو قتل کرایا تھا۔ اوسکی فوج کے ایک افسر تانتیا ٹوپی نے باغیون کی سپاہ مین اپنی ہوشیاری والیاقت وولیری کی باعث بڑا نام پیدا کیا۔ اور ایک مسلمان نواب بندہ صاحب بھی نانا کی سپاہ کے چند روز سپہ آرا بنے رہے ۱۲ مولف۔

کی بہت سخت ہوئین - آخر وہ باغی مولوی - راجہ پویان کے ہاتھ مارا گیا - اور اسطرح انگریزی فوج کو اوس باغی مولوی سے جلد چھٹکارا ملگیا - پھر یہان سے آوا - کولہاپور - اسیر گڈہ - مندسور - دہار - مہدپور - بان پور - للت پور - ساگر - ناگپور - جبل پور - چندیری - جہانسی - جالون - نرسنگ پور - ناگور - راحت گڈہ - پارنہہ گڈہ - گڑہاکوٹا - مدن پور وغیرہ کے باغیون کا انسداد کیا گیا - بعدازان جہانسی کی رانی سے لڑائی ہوی - یہان تانتیا ٹوپی بھی - موجود تھا - دو چار لڑائیون کے بعد رانی معہ تانتیا ٹوپی کے بہاگ گئی - اور یہہ دونون معہ نانا صاحب و راؤ صاحب کے (جو نانا کا بھتیجا تھا) گوالیار کو چلے گئے - اب انگریزی فوج نواب باندہ - اور راجہ کرڈی کا بندوبست کرکے گوالیار پہونچی - یہان بھی ایک دو لڑائیان ہوئین - اور باغی شکست پاکر بہاگے - راستہ مین جہانسی کی رانی کو کسی سوار نے مار ڈالا - اور باغیون نے اوسکی لاش کو ہین پہونک دیا - الحاصل اسکے بعد بیل گاؤن - نارگنڈی - سندیلہ - ایٹہی - رامپور - ڈیرہ اسماعیل خان - اٹاوہ - آگرہ کو انگریزی فوج نے فتح کیا - اور تانتیا ٹوپی و نانا راؤ یہان سے بہاگ کر جیپور گئے - وہان مان سنگھ اور فیروز شاہ بھی (جو باغیون کے سرغنہ تھے) انکے شریک ہوگئے - اور ان پانچون نے انگریزی فوج کو ایک عرصہ تک بہت ستایا - اور مختلف مقامات پر انگریزی فوج کا مقابلہ کیا - اور آخر مین جب بہت مجبور ہوے تو جنگلون مین روپوش ہوگئے - اور انگریزون نے بھی رفتہ رفتہ جنوری ۱۸۵۹ء تک تمام ہندوستان پر قبضہ کرلیا - اور بغاوت کا نام باقی نہین رکہا -

اب ہم یہان پر چند باغیون کے حالات جو کسیقدر دلچسپ مین لکھتے ہین - ۱۸۵۹ء مین نانا راؤ - بالا راؤ - عظیم اللہ یہ تینون (جو سرغنہ تھے) نیپال کی ترائی مین مرگئے - فیروز شاہ حاجی کے لباس مین انگریزون سے بچکر بغداد معلے اور مکہ معظمہ چلا گیا - سلطان روم نے اسکے ساتھ بہت کچھہ سلوک کیا - آخر مکہ معظمہ مین مرگیا - اور سرسا مین ایک بوڑہے ٹہاکر نراین سنگھ نے (جو مان سنگھ

کا رشتہ دار تھا) اپنے نیفن میڈ صاحب کے حوالہ کیا اور مان سنگھ کے معتمد مختار کو میڈ صاحب کے پاس لایا۔ اور اوسکی معرفت میڈ صاحب۔ اور مان سنگھ مین عہد و پیمان ہوئے۔ اسکے بعد مان سنگھ نے اپنے کو حوالہ کردیا۔ اور اوسکے تمام اہل و عیال جو شہر کے قریب تھے انگریزی کیمپ مین آگئے اجیت سنگھ (یہ بھی سرغنہ تھا) تھوڑے آدمیون کے ساتھہ پندرہ میل کے فاصلہ پر جنگل مین رہتا تھا۔ میڈ صاحب فوج لیکر وہان پہونچے۔ اور وہ وہان سے بھاگ کر سرونج چلا گیا۔ ۸ اپریل ۱۸۵۹ء مین تانتیا ٹوپی۔ کو مان سنگھ نے دغا سے گرفتار کرادیا۔ جو بعد تحقیقات ۱۸ اپریل ۱۸۵۹ء کو پھانسی پایا۔ راؤ صاحب سنہ ۱۸۶۰ء مین پنجاب کے شمالی پہاڑون مین جاتریون کے بھیس مین پکڑا گیا۔ اور ۲۰ اگست کو پھانسی دیگئی۔ بنی مادھو۔ بلوان سنگھ۔ گورکھون کی لڑائی۔ مین قتل ہوے خان بہادر خان کو مارچ سنہ ۱۸۶۰ء مین پھانسی ملی۔ محمود خان نواب بجنیب آباد دایم الحبس ہوکر جلاوطن ہوا۔ جوالا پرشاد ۳ مئی سنہ ۱۸۶۰ء کو پھانسی پر لٹکا۔ امیر سنگھ برادر کنور سنگھ۔ گورکھپور مین گرفتار کیا گیا اودھ کی بیگم کاٹھہ مانڈو مین مدتون آرام کے ساتھہ رہی۔ تفضل حسین خان نواب فرخ آباد بھی جلاوطن ہوا۔ بہت سے باغی سرغنے جو بھاگ کر جنگلون مین چلے گئے تھے وہ پکڑے گئے اور اونکے جرائم کی تحقیقات ہوکر سزا ملی یا بری کئے گئے۔ کئے سو مجرم سپاہی جزیرۂ انڈمان (کالے پانی) مین بھیجے گئے۔ الحاصل دو سال کے اندر ایک لاکھہ آدمی سے زیادہ مارے گئے یا پھانسی پائے۔

اب انتظامی حالات ملاحظہ کیجیے کہ ۱۳ فروری ۱۸۵۸ء کو ہوس کامنس مین لارڈ پامرسٹن نے یہہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان مین براہ راست بادشاہی گورنمنٹ قائم ہو۔ اور اوسکا انتظام کونسل مین کسی منسٹر کے سپرد ہو۔ جسکی امداد کو نسل کیا کرے۔ ۲ اگست ۱۸۵۸ء کو ملکۂ معظمہ نے بھی اس تجویز کو منظور کرلیا۔ اور یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو ہندوستان کی (۲) زبانون مین ایک شاہانہ اشتہار شائع ہوا۔ جسمین ملکۂ معظمہ نے اپنی ہندوستانی رعایا کے ساتھہ نہایت فیاضی سے اپنے نیک ارادون کا

اظہار کیا۔ لارڈ کیننگ کو اول وایسرائے یعنے نائب ملکہ معظمہ کا لقب ملا۔ غدر کے رفع کرنے سے ہندوستان کا قرض ۴ کروڑ سے زیادہ ہوگیا۔ اور سپاہ کی تغیرات سے دس کروڑ روپیکا اور خرچ بڑھگیا۔ اب گورنمنٹ کو آمدنی بڑھانے کی فکر ہوی۔ لارڈ سیٹن لی سکریٹری آف اسٹیٹ نے ایک زاید کونسلر رائٹ آنریبل جیمس ولسن کو بھیجا۔ جو خزانہ اور مال کے کاموں مین ید طولے رکھتا تھا چنانچہ اس زائد کونسلر نے گورنر جنرل کے ساتھ ۱۸۵۹ء کے موسم سرما مین تمام ملک کے اندر دورہ کیا۔ اور جب کلکتہ واپس آیا تو اوس نے تین نئے ٹیکس پیش کئے جنمین سے ایک انکم ٹیکس کی تجویز منظور ہوی۔ انکم ٹیکس چار فیصدی اون آدمیون پر لگایا گیا جنکی آمدنی پانچ سو روپیہ سالانہ سے زاید تھی۔ اور اس سے کم آمدنی رکھنے والون پر کم انکم ٹیکس مقرر ہوا۔ اور یہ انکم ٹیکس پانچ سال کے لئے امتحاناً لگایا گیا تھا جس سے سالانہ دو کروڑ روپیہ کی آمدنی بڑہی۔ گو ولسن صاحب نے خزانہ و مال کے ابواب مین بہت سی تدبیرین ایجاد کین۔ لیکن اوس پر عملدرآمد ہونے سے پیشتر وہ اگست ۱۸۶۰ء مین اس دنیا سے اٹھگئے۔ انکے جانشین سیموئل لینگ صاحب مقرر ہوئے۔ لارڈ کیننگ نے ایک کارخطیم یہ کیا کہ راجگان پٹیالہ۔ جیند۔ نابہہ۔ کپورتھلہ۔ جے پور۔ اودے پور۔ قرولی۔ سندیہا۔ سرکار نظام اور راون کے لایق وزرا کو ملک اور خطاب عنایت کئے۔ اور راونکو مقبضے کرنیکی سند بھی دی۔

جولائی ۱۸۵۹ء مین ایک شاہی کمیشن منعقد ہوا۔ جسکے ممبر بڑے بڑے مدبران ملکی اور فوجی تھے۔ اونکے روبرو سپاہ کے مرتب کرنیکے نسبت بارہ سوال پیش ہوئے جنمین سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ ہندوستان مین یورپین سپاہ کی تعداد کسقدر ہونا چاہئے۔ آخر بہت سی رد و قدح کی بعد ۶۵ ہزار کی تعداد قرار پائی اور ہندوستانی سپاہ مین سکھ۔ گورکھے۔ پٹھان دنیز اونکے ذات کی قومین بھرتی ہوئین۔ پوربیون کی تخصیص سپاہ کے ساتھ نہین رہی۔ جس سے بنگال مین یورپین ہندوستانی سپاہ کی نسبت دو اور ایک سے اور بمبئی مین ایک اور تین کی ہوگئی سے اور چند کو ہستانی

توپخانون کے سیوا کوئی توپخانہ ہندوستانیون کے قبضہ مین نہین رکھا گیا۔

آگے یہ قاعدہ تھا کہ گورنر جنرل کی کونسل مین ہر ایک تجویز پیش ہوتی اور تمام ممبرون کے مباحثہ کے بعد غلبۂ آرا پر تصفیہ ہوتا۔ اب ہر ایک ممبر کے ساتھ ایک محکمہ مخصوص کر دیا گیا۔ اور وہ اوسکا ذمہ دار قرار پایا۔ چونکہ اسوقت سپلکا خرچ ۸ کروڑ تھا۔ اور ریلوی کی تیاری کے لئے ۲۰ کروڑ کی ضرورت تھی۔ اسلئے گورنر جنرل نے اپنے حسن انتظام سے پونے چار کروڑ روپیہ کی تخفیف کی۔ ۱۸۵۶ء مین کل تجارت ۶۰ کروڑ روپیہ کی تھی۔ اور ۱۸۶۰ء مین ۸۰ کروڑ روپیہ کی ہوگئی۔ ۱۸۶۱ء مین بارش کی کثرت سے ملک کی وسط مین گنگا کے جنوب سے گوداوری کے دادی تک تمام سڑکین بہ گئین۔ اور پل ٹوٹ گئے۔ لاکھون کسانون کی امیدین خاک مین مل گئین۔ اور شمال مین اسکے برعکس بارش کی قلت سے قحط واقع ہوا۔ اسی زمانہ مین چین کی لڑائی کا آغاز ہوا جسمین ہندوستان سے چند سکھون کی رجمنٹین سر ہوپ گرینٹ کے ماتحت چین بھیجی گئین۔ جنہون نے تاکو کے قلعہ کو فتح کر لیا۔ پھر پیکین کی جھیلی۔ لیکن ۲۴ اکتوبر ۱۸۶۰ء کو صلح ہوگئی۔ اسی اثنا مین ایسٹ انڈیا ریلوی کلکتہ سے الہ آباد تک کھل گئی۔ جس سے تجارت کا بازار گرم ہوا۔ اور سال آیندہ سکم (جو نیپال و بھوٹان کے درمیان ایک ریاست تھی) کے راجہ کی گستاخی پر اوسکا الحاق انگریزی علداری مین کر لیا گیا۔ جیوٹ (سن) روئی۔ اور چاء کی کاشت سے منفعت کثیر حاصل ہوی۔ جنگلات محفوظ کئے گئے۔ اور چین چونا (کونین) کے کاشت کا آغاز ہوا۔ مارچ ۱۸۶۲ء مین لارڈ کیننگ ولایت چلے گئے۔ اور اسی سال جون مین مر گئے۔

لارڈ ایلجن گورنر جنرل ہند

۱۲ مارچ ۱۸۶۲ء کو لارڈ ایلجن (بعہد ملکہ معظمہ) گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ ان کے

عہد میں دوست محمد خان نے سلطان خان حاکم ہرات پر چڑھائی کی مگر گورنر جنرل نے کسی کی بھی طرفداری نہیں کی۔ بلکہ ہندوستانی وکیل کو کابل سے بلالیا۔ اس اثنار میں دوست محمد خان مئی ۱۸۶۳ء میں مرگیا۔ اور ستانا (جو ہیان کے ڈھلانوں پر پشاور کے شمال میں سندھ و جہیلم کے دریاؤں کے درمیان اور ہندوکش کی ایک شاخ ضلع ہزارہ سے لگا ہوا ہے) کے متعصب المذہب مسلمان (جہاں باغی رجمنٹوں کے سپاہیوں اور وہابیوں کا اجماع ہوگیا تھا۔ اور جنکو پٹنہ کے وہابی رقم سے امداد دیتے تھے) انگریزی عملداری میں روزانہ جھگڑے کرتے تھے۔ اونکی سرکوبی کے لئے ۶ ہزار سپاہ سرنیول چیمبرلین کے ماتحت بھیجی گئی۔ اور ان سرکشوں کی امداد پر سرحدی قوموں کے ۶۰ ہزار آدمی جمع ہوگئے جس سے سخت مقابلہ ہوا۔ اب انگریزی لشکر کو امداد کی ضرورت ہوئی۔ اس عرصہ میں لارڈ ایلجن گورنر جنرل (جو شملہ کے مغربی پہاڑوں میں دورہ کر رہے تھے) کا ۲۰ نومبر ۱۸۶۳ء کو انتقال ہوگیا۔ اور مستقل وائسرائے کے آنے تک سر ولیم ڈینی سن گورنر مدراس۔ گورنر جنرلی کے کام کو انجام دینے لگے۔ چونکہ ان کو سرحدی لڑائی بالکل پسند نہ تھی۔ اور وہاں سرنیول بھی زخمی ہوکر اپنا کام جنرل کارنگ کے تفویض کر چکے تھے۔ اور جنرل نے اقوام کی خدمات کو خوشی سے قبول کرلیا تھا کہ سرکش قوموں نے انگریزی سپاہ کے روبرو ایمیلا کو جلادیا۔ اور متعصب مسلمان موقع پاکر بھاگ گئے۔ آخر ۲۰ دسمبر کو انگریزی سپاہ ناکام وہاں سے واپس ہوئی۔ اور اس مہم نے دشمنوں کو اچھا سبق پڑھایا۔ اور گورنمنٹ کو بھی متنبہ کیا۔

سرجان لارنس گورنر جنرل بہادر

۱۲ جنوری ۱۸۶۴ء کو سرجان لارنس بعہدہ ملکہ معظمہ وائسرائے ہوکر ہندوستان آئے۔ اس انتار میں

نوٹ: لارڈ ایلجن کے عدل گستری کی یہ یادگار بہت بڑی ہے کہ انہوں نے پنجاب میں ایک گورہ کو ہندوستانی کے مارڈالنے پر پھانسی کا حکم دیا تھا۔ مولف۔

افغانستان مین فساد برپا ہوا۔ اسوقت دوست محمد خان کا بیٹا شیر علیخان امیر کابل تھا۔ اوسکے بھائی اور بیٹیون نے جھگڑا شروع کیا۔ جس سے کبھی اوسکا ایک بھائی۔ افضل خان اور کبھی دوسرا بھائی۔ اعظم خان امیر کابل ہوتے تھے۔ جان لارنس نے ان جھگڑون مین بالکل مداخلت نہین کی بلکہ جو کوئی ان بھائیون مین کابل۔ قندہار۔ ہرات کا امیر ہوتا۔ اوسکو یہی امیر تسلیم کر لیتے۔ اسکے بعد گورنر جنرل کو ایک چھوٹی سی لڑائی بھوٹانیون سے لڑنی پڑی (جو سکم کے مشرق مین بنگال و آسام کے شمال سرحد پر تبت کے جنوب مشرق مین ہے۔ اسمین کئی لاکھ تاتاری بدھ مذہب کے رہتے ہین۔ اور یہان کے راجہ تھوڑا سا خراج آسام کے راجاؤن کو دیتے ہین۔ اور لاسا کے لاما کو اپنا مذہبی رہنما اور گورو جانتے ہین۔ اسوقت بھوٹان کا اصلی راجہ معزول تھا۔ اور اوسکا ایک باغی سردار ڈونگ سپن اس امر کی کوشش کر رہا تھا کہ خود راجہ ہو جائے چنانچہ جنوری ۱۸۶۴ء کو آنریبل ایشلی ایڈن سفیر بھیجکر بھوٹان گئے۔ لیکن بھوٹانیون نے سفیر کی بالکل آؤ بھگت نہین کی مجبوراً فوج کے ذریعہ اونکی سرکوبی کیگئی۔ آخر اس شرط پر صلح ہوگئی کہ سب دوارون اور اوسکی متصلہ زمینون کو جو مفتوح ہوئے ہین گورنمنٹ کے حوالے کئے جائین۔ جنکا طول ۱۸ میل اور عرض ۲۵ میل تھا۔ چونکہ بھوٹان کی آمدنی اسی ملک پر موقوف ہے اسلئے گورنمنٹ نے اوسکے لگان کے اوا کرنیکا وعدہ (بشرطیکہ بھوٹانی اپنا چال و چلن درست رکھین) کر لیا۔ پھر یہان چا کی کاشت کا انتظام ہوا۔ اور چاول و لکڑی کی پیداوار کا بندوبست کیا گیا۔ ۱۸۶۵ء مین بارش کی کمی سے بنگال کے اضلاع زیرین (اڑیسہ) مین قحط نمودار ہوا۔ اور ۱۸۶۸ء مین کوہ سیاہ کی جنگجو قوم پر شکرکشی کی گئی۔ کیونکہ وہان کے حسن زئی افغان جرگہ نے اوگہی پر حملہ کیا۔ اور انگریزی علداری کے ۲۰ دیہات کو تاراج کر دیا تھا۔ آخر ایک جرار فوج بھیجی گئی۔ جس نے دشمنون کے تمعدن پر قبضہ کر لیا۔ اور خان اگرور کو قید کیا۔

ارل میو گورنر جنرل بہادر

۱۲ جنوری ۱۸۶۹ء کو ارل میو (جو آئرلینڈ کے امیر کبیر تھے) وایسرائے ہند ہوکر آئے۔ اور انبالہ مین ایک بڑا شاندار دربار کرکے امیر شیر علیخان والی کابل کو مدعو کیا۔ ۱۸۷۰ء مین ہز رائل ہائنس ڈیوک آف ایڈنبرا نے ہندوستان کی سیر کو تشریف فرما ہوئے۔ اور ۸ فروری ۱۸۷۲ء کو ارل میو (جبکہ وہ جزیرۂ انڈمان مین تھے) پورٹ بلیر پر ایک دائم الحبس قیدی کے ہاتھ قتل ہوئے

لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل بہادر

۳ مئی ۱۸۷۲ء کو لارڈ نارتھ بروک بعہد ملکہ معظمہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان پہونچے جب ۱۸۷۳ء مین دہیار قحط ہوا تو گورنر جنرل نے خزانۂ شاہی سے قحط زدون کی امداد ایسی کی کہ بفضلہ تعالی یہ قحط نہایت کامیابی کے ساتھ رفع ہوگیا۔ اور ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ ظلم و زیادتی کے باعث معزول کیا گیا۔ اور ایک لڑکا اوسی خاندان کا تخت بڑودہ پر بٹہایا گیا ۱۸۷۵-۷۶ء کے موسم سرما مین ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز (شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم) نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا اور ہر ایک مقام پر نہایت تپاک و خلوص قلبی کے ساتھ لوگون کی ملاقات کی

لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر

۱۲ اپریل ۱۸۷۶ء کو لارڈ لٹن بعہد ملکہ معظمہ وایسرائے ہند ہوکر آئے۔ ان کے عہد مین

یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دہلی مین دربار قیصری منعقد ہوا جسمین (۶۳) ہندوستانی والیان ریاست اور اکثر امرائے دولت مدعو کیے گئے تھے۔ اور حضور ملکہ معظمہ نے جو قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا تھا اوسکا اعلان اس دربار مین کیا گیا۔ الحاصل چند روز دہلی مین خوب چہل پہل اور دھوم دھام رہی۔ اسوقت ملک دکن مین بہت بڑا قحط واقع ہوا جس سے ۵ لاکھ آدمی ہلاک ہوے ۱۸۷۸ء مین افغانستان کی صورت خوفناک ہوگئی۔ کیونکہ امیر شیر علیخان نے روسیون سے سازش شروع کی۔ اور برٹش سفیر کو کابل مین داخل ہونیکی اجازت نہین دی۔ جب روسی سفیر کابل مین آیا تو اوسکی خوب آؤ بھگت کی۔ آخر گورنمنٹ انگریزی کو اشتہار جنگ دینا پڑا۔ اور انگریزی سپاہ درۂ خیبر و قرم اور بولان کی راہون سے افغانستان مین داخل ہوی۔ دررن مین کوئی مقابلہ عظیم نہین ہوا۔ اور امیر شیر علیخان کابل سے بھاگ گیا۔ جو بعد مین مرگیا۔ سی ۱۸۷۹ء کو بمقام گندمک اوسکے بیٹے یعقوب خان اور انگریزون کے مابین صلحنامہ مرتب ہوا۔ اور اس صلحنامہ کی رو سے برٹش کی سائنٹفک سرحد ان دررن کے پار تک قرار پائی۔ کابل مین ایک برٹش رزیڈنٹ کا رہنا طے پایا۔ اسکے چند مہینون بعد افغانون نے برٹش رزیڈنٹ سر لوئس کیوگناری کو معہ اوسکے ہمراہیون کے دغا سے مار ڈالا۔ جب یہہ خبر قندھار پہونچی تو پھر ایک حملہ کابل پر کیا گیا۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ یعقوب خان نے سلطنت کو ترک کیا۔ اور انگریزون نے اوسکو قید کرکے ہندوستان بھیجدیا۔ اس عرصہ مین انگلستان مین پارلیمنٹ کے ممبرون کا جو انتخاب ہوا تو گلسٹرو یڈ منسٹری کو شکست ہوی جسکی وجہ سے لارڈ بیکنسفیلڈ مستعفی ہوے۔

مارکوئیس رپن گورنر جنرل بہادر

۸ جون ۱۸۸۰ء کو مارکوئیس آف رپن (بعہد ملکہ معظمہ) گورنر جنرل ہندوستان ہوکر آئے۔ اسی سال ہرات کی سپاہ سے جسکا سپہ سالار ایوب خان تھا۔ قندھار و دریاے ہیلمند کے درمیان برٹش بریگیڈ

کو شکست ہوی - اور جنرل سر فریڈرک رابرٹس نے فوج کو کابل سے قندہار لیجاکر یکم ستمبر ۱۸۸۰ء کو - ایوب خان کو شکست فاش دی - اب برٹش گورنمنٹ نے امیر عبدالرحمن خان کو (جو دوست محمد خان کا پوتا تھا) امیر کابل تسلیم کیا - اور انگریزی سپاہ کابل و قندہار سے واپس بلالیگئی - اسکے بعد ایوب خان ہرات سے فوج لیکر آیا - اور امیر عبدالرحمن خان کو شکست دیکر قندہار پر قبضہ کرلیا - مگر یہ فتحیابی چند روزہ تھی کیونکہ اسکے بعد عبدالرحمن خان نے اپنی فوج لیجاکر ایوب خان کو پوری ہزیمت دی - اور قندہار پر قبضہ کرلیا - ۱۸۸۴ء مین امیر کی منظوری سے سرحدی کمیشن مقرر ہوا - اور روسی کمشنرون کی شرکت سے افغانستان کی شمالی مغربی سرحد مقرر کردیگئی - ۲ فروری ۱۸۸۴ء کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر - اعلیحضرت اقدس اعلےٰ سرکار نظام کے رسم حکمرانی کے جلسہ مین حیدرآباد دکن رونق افروز ہوے - اور ۵ فروری کو ایک عالیشان دربار مین آپ نے ایک قیمتی و بیش بہا تقریر دلپذیر (جو آب زر سے لکھنے کے لایق ہے) فرمائی - چنانچہ اس جشن کے واقعات کو ہم نے اعلیحضرت اقدس اعلےٰ کے حالات مین بالتفصیل لکھا ہے -

ارل ڈفرن وآوا گورنر جنرل بہادر

۱۳ ڈسمبر ۱۸۸۴ء کو ارل آف ڈفرن وآوا (بعد ملکۂ معظمہ) وایسرائے ہند ہوے - اور ۱۸۸۵ء مین بمقام راولپنڈی ایک دربار شاہی منعقد کرکے امیر عبدالرحمن خان کو مدعو کیا گیا - اور اسی سال موسم گرما مین برہما کے آزاد راجہ تھیبو نے گورنمنٹ کے ساتھہ سرکشی اختیار کی اور اپنے رشتہ دارون کے قتل سے اپنے راج کو داغ لگایا - آخر گورنمنٹ کو اوسکی خبر لینی پڑی - اور رنگون - بنگال - مدراس سے سپاہ بھیجی گئی - ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کو انگریزی سپاہ نے اوسکی راجدہانی منڈلا پر قبضہ کرلیا - اور تھیبو نے مجبور ہوکر اپنے تئین حوالہ کیا - گورنمنٹ نے پہلے اوسکو قید کرکے رنگون بھیجا - پھر معقول کمشن مقرر کرکے مدراس مین نظر بند کردیا - اور یکم جنوری ۱۸۸۶ء کو اپر برہما انگریزی عملداری مین شامل ہوگیا

اسی سال نیشنل کانگریس کا آغاز ہوا جسمین ہندوستان کے تمام حصّون سے ڈیلیگیٹ مقرر ہوکر آئے - اب اس کانگرس کا اجلاس ہر سال ڈسمبر مین بمقام کلکتہ - مدراس - بمبئی - الہ آباد ہوا کرتا ہے - اور اس مین ایسی تجاویز پر مباحثے ہوتے ہین کہ ہندوستانیون کو قوانین بنانے اور پولیٹکل کامون مین حصہ لینے کے متعلق زیادہ اختیارات دیئے جائین اور وائسرائے بہادر گورنران و لفٹنٹ گورنران کے لیجسلیٹو کونسل کے ممبر جو اب بالکل گورنمنٹ مقرر کرتی ہے - وہ الیکشن (انتخاب) سے مقرر کئے جائین - لیکن اہل ولایت کانگریس کی اس خواہش و درخواست کو قبل از وقت جانتے ہین - اور کہتے ہین کہ ابھی ہندوستانیون مین ایسی لیاقتین پیدا نہین ہوئین کہ وہ اپنے ریپریزنٹیو (قایم مقام) انتخاب سے مقرر کرسکین - اسی موقع پر ایک بڑا کیمپ آف اکزرسائز پانی پت کے میدان مین جمع کیا گیا - اور ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد استوار و محکم کیگئی - اس اثناء مین روسیون نے مرو کو (جو ہرات کے مقابل دوسو میل پر واقع ہے) لے لیا - اور ۳ مارچ کو پنجدہ پر روسیون اور افغانون مین جنگ ہوی - افغانی نقصان اوٹھاکر ہٹ گئے - اب انگریزون کو مجبوراً جنگ کی تیاری کرنی پڑی - اس موقع پر اکثر ہندوستانی والیان ریاست نے گورنمنٹ کی نسبت اپنی خیر خواہی کا اظہار کیا - اس عرصہ مین روسی صلح پر راضی ہوگئے اور سرحد کے مقرر کرنے کے لئے انگریزی اور روسی کمیشن مقرر ہوا - ۱۸۸۷ء مین ملکۂ معظمہ کے عہد حکومت پنجاہ سالہ کی تقریب مین گولڈن جوبلی کے جلسے تمام ہندوستان مین نہایت دھوم دھام - اور تزک و احتشام کیساتھ انجام پائے - اور اس مبارک تقریب مین ہندوستانیون کو خطابات عطا ہوئے - ۱۸۸۸ء مین ارل ڈفرن اپنے عہدہ سے دست بردار ہوکر ولایت چلے گئے - اور ملکۂ معظمہ نے ہندوستان کے حسن خدمات کے صلہ مین اونکو ڈفرن و آوا کا مارکوئیس مقرر فرمایا -

مارکوئیس لینڈون گورنر جنرل بہادر

۱۷ ڈسمبر ۱۸۸۸ء کو مارکوئیس آف لینڈون (بعہد ملکۂ معظمہ) گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے انکے زمانہ مین سر فریڈرک رابرٹس کمانڈر انچیف ہندوستان نے ہندوستان کی سرحد شمالی و مغربی کو ایسا مضبوط و مستحکم کیا کہ جس سے ہندوستان پر کسی حملہ آور کا احتمال نہین رہا۔ اور افغانستان کے جانب سے تمام رہے مسدود کردیئے گئے۔

قبل ازین ہندوستانی والیان نے ملک ہند کی محافظت کے لئے اپنی سپاہ اور خزانہ کے حوالے کرنیکی جو گورنمنٹ سے درخواست کی تھی وہ ان کے زمانہ مین منظور ہوگئی۔ اور تمام ہندوستانی ریاستونمین امپیریل کنٹنجنٹ کا بندوبست اسطرح کیا گیا کہ ہندوستانی والیان ملک تھوڑی سپاہ اس قسم کی رکھین کہ اوسکی ڈسپلین اور ڈرل بالکل انگریزی سپاہ کی طرح ہو۔ اور اوسکا سارا خرچ اپنی ذات سے اوٹھائین اور ہمیشہ انگریزی افسر اس فوج کا معائنہ کرتے رہین۔ اور جب کبھی جنگ کا موقع ہو تو یہ امپیریل کنٹنجنٹ انگریزی سپاہ کی ہمراہ لڑائی مین جائے۔

اس عرصہ مین مشرقی بنگال مین ایک واقعہ یہ ہوا کہ منی پور کا راجہ اپنے خانگی فسادات کے باعث بھاگ کر انگریزی عملداری مین آیا۔ جب آسام کے چیف کمشنر سٹر کوٹن۔ اسکی تحقیقات کے لئے منی پور گئے تو وہان کے غاصب راجہ نے انکو ایک مجلس مین بلاکر معہ ہمراہین دغا سے مار ڈالا۔ جسپر گورنمنٹ بہت برافروختہ ہوی۔ اور انگریزی سپاہ کو منی پور بھیجکر اوس غاصب راجہ سے پورا پورا انتقام لیا۔

جب ۱۸۹۱ و ۱۸۹۲ء مین روس کی پیشقدمی پامیر کے طرف سرعت کیساتھ ہونے لگی تو گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے مقبوضہ مقامات کو (جو چترال کی جانب تھے) مستحکم کیا۔ اور پامیر کے تمام ڈھلانون پر (جو ہندوستان کے طرف ہین) قبضہ کرلیا۔ جس سے جنگ تیراہ و چترال کا آغاز ہوا۔

اور ۱۸۹۵ء مین امیر الملک نے (جو نظام الملک مہتر چترال کا سوتیلا بھائی ہے) مہتری حاصل کرنے کے لئے نظام الملک مہتر چترال کو (جب وہ بروز کے خان شہزادہ خان کے مکان کو دعوت مین جا رہا تھا) اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے قتل کرا دیا۔ اور خود چترال پر قابض ہوگیا۔ جب اسکی خبر سر جن میجر رابرٹسن ایجنٹ متعینہ گلگٹ کو ہوئی تو چترال کے انتظام کے لئے جا پہونچا۔ چونکہ ایجنٹ کے ساتھ فوج بہت کم تھی اسلئے امیر الملک کے دو اعلیٰ فوجی افسر شیر افضل خان اور عمرا خان نے ایجنٹ کا محاصرہ کر لیا۔ گورنر جنرل نے اس خبر کے سنتے ہی انگریزی فوج روانہ کیا۔ چنانچہ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اور چند افسر انگریزی فوج کے مارے گئے۔ آخر امیر الملک نے شکست پائی۔ اور شیر افضل خان گرفتار ہوگیا۔ (جو قید کر کے ہندوستان بھیجا گیا) اسکے بعد گورنمنٹ نے چترال کو فتح کر کے شجاع الملک کو دیدیا۔

ارل ایلجن گورنر جنرل بہادر

۲۷ جنوری ۱۸۹۳ء کو ارل ایلجن (بعہد ملکۂ معظمہ) ویسرائے ہند ہو کر آئے انکے زمانہ کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۹۷ء مین ملکۂ معظمہ کی عہد حکومت شصت سالہ کی تقریب مین ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے تمام ہندوستان مین نہایت دھوم دھام سے ہوئے۔ اور تمام رعایا نے اس مسرت و خوشی مین نہایت صداقت و عقیدت کے ساتھ حصہ لیا۔

لارڈ کرزن گورنر جنرل بہادر

۶ جنوری ۱۸۹۹ء کو لارڈ کرزن نے (بعہد ملکۂ معظمہ) ارل ایلجن گورنر جنرل بہادر سے ہندوستان جنت نشان کی وایسرائلٹی (گورنر جنرلی) کا چارج لیا۔ آپ کے زمانہ مین ہندوستان کے

مہتر چترال کو گورنمنٹ آف انڈیا۔ اور دربار کشمیر کی جانب سے سالانہ تیس ہزار روپیہ وظیفہ دیا جاتا ہے ۱۲ مولف۔

مختلف صیغون مین بہت سی اصلاحین ہوئین - چنانچہ یونیورسٹی کمیشن - فیمن کمیشن - اوپیگیشن کمیشن - پولیس کمیشن وغیرہ کو آپ ہی نے جاری فرمایا - اور آپ ہی کے عہد مین صوبہ بنگال کی تقسیم ہوی - جسپر بنگالیون نے بہت کچھ شور و واویلا مچایا - اور بنگالی اخبارات نے بغاوت آمیز مضامین لکھنا شروع کیا - مگر گورنمنٹ نے اوسپر کچھ التفات نہین کی - جسکے باعث بنگالیون کی خودسری اور بڑھگئی - اور گورنمنٹ کے خلاف بنگالیون نے صدہا جلسے منعقد کئے - اور بندی ماترم کی للکار لگائی - گورنمنٹ بھی اس موقعہ پر چوکی نہین - چنانچہ دو چار سر برآوردہ - بنگالیون کو سزا بھی دیدی - اور پھر رہا بھی کردیا - اور بنگالی اخبارات کے ایڈیٹرون کو بھی سزائین ہوئین - مگر افسوس ہے کہ اسوقت ۱۹۱۰ء تک بھی بنگالیون کی شورش رفع نہین ہوی اور انڈین کیڈٹ کور زد جس مین والیان ملک کے صاحبزادے اور امرازادے شریک ہین) قایم کی - کرنل مہاراجہ سر پرتاب سنگھ والی ایدر کو اوس کا آنریری کمانڈنگ افسر مقرر کیا -

وفات حسرت آیات ملکہ معظمہ قیصر ہند

افسوس ہے کہ آپ ہی کے وائسرائلٹی کے زمانہ مین نیکدل دہر دلعزیز ملکہ معظمہ نے لنڈن مین صرف ایک ہفتہ کی علالت کے بعد ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء کی شام کو ساڑے چھ بجے بعمر ۸۱ سال ۸ ماہ - ۶۳ سال ۷ ماہ بیمثل حکمرانی کرکے بعارضہ فالج انتقال فرمایا -

تخت نشینی قاجیشوی (انگلستان) ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند و اقبالہم

۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء کو مرحومہ کے بڑے صاحبزادے برنس آف ویلس شاہ البرٹ ایڈورڈ -

حسب وصیت اپنی والدۂ معظمہ کے ایڈورڈ ہفتم* کے لقب سے تخت نشین تخت برطانیہ ہوئے*

* اس سے قبل ایڈورڈ نام کے چھ بادشاہ سلطنت انگلینڈ مین تخت نشین ہوچکے ہین۔ اسلئے آپ ایڈورڈ ہفتم سے موسوم ہوے اور آپکے موجودہ شاہی القاب وخطاب بزبان لاطینی یہ ہین "ایڈورڈس ہفتم دی گریشیا برٹینیارم رکس فیڈی ڈیفنسر ڈی امپیریٹر" اور انگریزی زبان مین۔ ایڈورڈ ہفتم بائی دی گریس آف گاڈ آف دی یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ۔ کنگ ڈیفنڈر آف دی فیتھ امپیرر آف انڈیا۔ ہے۔ اسکے بعد بذریعہ اعلان ۲۸ نومبر ۱۹۰۱ء کو یہ اضافہ کیا گیا لاطینی مین بعد لفظ برٹینیارم کے الفاظ ٹرانس مرینارم کوئی ون ڈیشنی سنٹ برٹینیکا۔ اور انگریزی مین الفاظ آف دی یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ کے بعد یہ الفاظ اینڈ آف دی برٹش ڈومینیس بیانڈ دی سیز (برٹش ممالک ہائے ماوراء البحر۔

۹ نومبر ۱۹۰۱ء کے اعلان کے روسے پرنس آف ویلز (شہزادۂ ولیعہد بہادر) کے یہ خطابات مقرر ہوئے۔ ہز رائل ہائنس پرنس جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ ڈیوک آف کارنوال ویارک وڈیوک آف روتھسے۔ پرنس آف سیکس کو برگنڈ تہا وڈیوک آف سیکسنی۔ ارل آف کیرک وانورنیس۔ بیرن آف ریلفرلو وکیلارنی۔ لارڈ آف دی آئیلس وگریٹ اسٹیورڈ آف اسکاٹلینڈ۔ کے۔ جی وکے۔ ٹی وکے۔ پی وجی۔ سی۔ ایم جی وجی۔ سی۔ ای۔ آر پرنس آف ویلس وارل آف چیسٹر وبیرن آف سلطنت انگریزی کا رقبہ اتنا وسیع ہے کہ جسمین آفتاب کبھی غروب نہین ہوتا۔ رقبہ کا شمار سوا کروڑ مربع میل انگریزی ہے۔ اور اسمین ایک پورا براعظم۔ ۰۰۰ اجزیرہ نما۔ ۵۰۰ راسین۔ ۱۰۰۰ اجھیلین۔ ۲۰۰۰ دریا۔ ۱۰۰۰۰ اجزیرے شامل ہین۔ حاصل سالانہ بائیس کروڑ پونڈ یعنے ساڑھے تین ارب روپیہ ہے۔ اور یہ آمدنی وہ ہے کہ جسکی برابری دنیا مین کوئی سلطنت نہین کرسکتی۔ تقریباً تمام دنیا کی چوتہائی ملک معظم کے تحت ہے۔ اور آبادی کا یہ حال ہے کہ سلطنت روس باوجود دنیا مین سب سے بڑی رقبہ والی ریاست ہے۔) کی آبادی سے ۳ چند زیادہ ہے۔ انگریزی سلطنت شخصی اور جمہوری کی معجون مرکب ہے۔ یہ بات کسی دوسری سلطنت کو حاصل نہین ہے۔ ملک معظم کو اختیار ہے کہ کسی شخص کو پیرٹ کا خطاب دین۔ جسکو چاہین وزیر بنائین سلطنت کے تمام ملازمون کو ایک لفت موقوف کرین۔ پارلیمنٹ کے منظور وقوانین

اور رسم تاجپوشی کا جشن (بمقام لنڈن) ۹ اگسٹ ۱۹۰۲ء کو ادا ہوا۔ پارلیمنٹ نے تاجپوشی کے اخراجات کے لئے ۱۲ لاکھ پونڈ (پونے انیس لاکھ روپیہ) منظور کیا تھا۔ کہتے ہین کہ ملکہ معظمہ کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۵) اپنی مرضی سے منظور و نامنظور کرین۔ ہر قسم کے سکون کو مسکوک یا بند کرنے کا حکم دین۔ ہر عہدنامہ کو منظور یا نامنظور کرین۔ ہر سلطنت کے سفیر کو طلب کرکے اپنی حضوری کی عزت عطا کرین یا تمام سفیرون کو ایک دم واپسی کی رخصت دین۔ تمام قیدیون کو (باستثنا مذہبی سزا یافتون کے) رہائی بخشین۔ تمام فوج کو بوقت ضرورت ایک جگہ طلب کرین۔ تمام بری یا بحری فوج کو موقوف یا بحال کرین۔ تمام بری اور بحری فوج کے آلات حرب و ضرب کسی ایک شخص کو بخش دین۔ اور حالت جنگ کے وقت ہر فرد رعایا کو جنگی خدمت کے لئے مجبور کرین۔ کسی جہاز یا ضروری سامان کو ضبط کرلین۔ اسکے علاوہ آپ بحیثیت حامی دین مسیوی ہونیکے تمام بشپون اور پادریونکے سردار رہین۔ اور جب کوئی بشپ مرجائے تو تا ماموری دوسرے بشپ کے آپ خود اوس عہدہ کے قایم مقام سمجھے جاتے ہین۔ کوئی جرم و گناہ آپکے وجود سے سرزد نہین ہوسکتا گویا پیدائشی معصوم مانے جاتے ہین۔ اور کوئی قانون آپکو گرفتار کرنیکی اجازت نہین دیسکتا۔ آپ اپنے محل کے نوکرون کی نسبت ہر طرح کی عدالتی احکام خودہی دینے کے مجاز ہین۔ ان احکام کی کوئی اپیل نہین ہوسکتی۔ آپکے پرایویٹ حالات و مقدمات بھی کسی عدالت مین پیش نہین ہوسکتے۔ لیکن پارلیمنٹ نے ان اختیارات شاہی کی نسبت چند قیود بھی لگا دی ہین۔ یعنے بادشاہ کوئی قرض بلا منظوری پارلیمنٹ کے خزانۂ عامرہ سے ادا کرنیکا حکم نہین دیسکتا۔ مروجہ قوانین کے برخلاف کوئی حکم سوائے پارلیمنٹ کے منظوری کے جاری نہین کیا جاسکتا۔ کسی متعہد عہدہ دار قوم کو جلاوطنی کی سزا نہین دیسکتا۔ کسی شخص کو بدست خود گرفتار نہین کرسکتا۔ گو اپنے حکم سے تمام اعلی سے اعلی عدالتون کے فیصلون کو فسخ کرسکتا ہے۔ مگر ججون کے فیصلہ یا ڈگری مین مداخلت نہین فرماسکتا۔ اور شاہی وظیفہ کا یہ طریقہ ہے کہ قانون انگلستان کی رو سے جو اراضیات و محالات تاجدار کے اخراجات خاص کے لئے وقف ہوچکے ہین وہ بھی پارلیمنٹ کو ہی تفویض ہوجاتے ہین۔ اور اوسکے معاوضہ مین پارلیمنٹ بلحاظ حالات زمانہ کوئی ایسی معقول رقم خزانہ سے بادشاہ کے لئے منظور کرتی ہے جو اوسکے لایق ہو۔ چنانچہ ملکہ معظمہ کو ۳ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ سالانہ کے علاوہ ڈچی آف لنکاسٹر وغیرہ کے نام سے بھی معقول آمدنی تھی۔ لیکن ۱۸۹۹ء مین بصدارت ڈبلیو۔ ایچ اسمتھ صاحب

تاجپوشی مین ۶۹ ہزار چار سو ایک پونڈ (۱۰ لاکھ ۱۴ ہزار ۸۵ روپیہ) ولیم چہارم کی تاجپوشی مین ۴۳ ہزار ایک سو انسٹھ پونڈ - جارج چہارم کی تاجپوشی مین ۲ لاکھ ۴۳ ہزار تین سو اٹھاسی پونڈ

بقیہ نوٹ صفحہ (۳۶)، جو کمیٹی شاہی اخراجات کے جانچ پڑتال کے لئے مقرر ہوی تو اوسکو معلوم ہوا کہ ملکہ معظمہ کے پاس کوئی پس انداز موجود نہین ہے - کیونکہ فرمانروایان فرانس - روس فارس وغیرہ کی مہاندارلون مین علاوہ سلطنت کی رقم کے خود ملکہ معظمہ نے بھی اپنی ذاتی رقم سے ۸ لاکھ ۴۲ ہزار پونڈ وقتاً فوقتاً صرف کئے تھے - الحاصل جب عورت کو اسقدر وظیفہ کافی نہو تو مرد کے لئے کیا کمتی ہوسکتا ہے - اسلئے ملک معظم کا وظیفہ ۵ لاکھ، ۷۰ ہزار پونڈ (۷۰ لاکھ روپیہ) مقرر کیا گیا - اسکے علاوہ آپ اوس کثیر جائداد کے بھی مالک ہین جو ملکہ معظمہ کے ترکہ مین آپکو پہونچا ہے - اس ترکہ کا اندازہ نہین کیا جاسکتا - کیونکہ دستور کے موافق بادشاہی وصیت نامون کو عدالت مین پیش ہونا یا رجسٹری کرانیکی ضرورت نہین ہوتی - پس جو اشیاء آپکو اور آپکے بھائی کو ترکہ سے ملے ہین اوسکی تعداد سوائے ملکہ معظم اور شاہی خاندان کے ممبرون کے دوسرا کوئی نہین جان سکتا - اور ملکہ الگزنڈرا کے لئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر وہ خدانخواستہ بیوہ ہوجائین تو اونکو ۷۰ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ دیا جائیگا - اسکے علاوہ ملک معظم کے دخترون کو فی دختر اٹھارہ ہزار پونڈ (۲ لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ) وظیفہ مقرر ہے ۱۲ مولف -

نوٹ متعلق صفحہ (۳۶)، ملک معظم کا تاج ایک لاکھ پونڈ (۱۵ لاکھ روپیہ) کا ہے - جسمین تمام ہیرے جڑے ہوے ہین - پرنس آف ویلس کا تاج خالص سونیکا ہے - اوسمین جواہرات نہین ہین - چونکہ انگلستان مین شہنشاہ کے سوا دوسرے پرنس - شہزادگان خاندان شاہی - ارل - ڈیوک - مارکوئیس - بیرن - کونٹ بھی پہنتے ہین - اسلئے ہر ایک کے تاج کی وضع و ترکیب جداجدا ہوتی ہے مولف

نوٹ متعلق صفحہ (۳۶)، تخت نشینی اور تاجپوشی مین جو بڑا طویل فاصلہ پڑ گیا - اسکے پہلے اسباب چار ہین - اول ملک معظم اپنی والدہ کے ماتم کی مدت متوسلان خاندان شاہی و اراکین سلطنت کے لئے ایک سال کی مقرر فرمائی - دوم ۱۴ اگست ۱۹۰۰ء کو ملک معظم کی ہمشیرہ پرنسس فریڈرک (جو شاہ جرمنی کی والدہ تھین) نے انتقال کیا جنکی تجہیز و تکفین مین آپکو جرمنی جانا پڑا - سوم - ستمبر ۱۹۰۱ء کو مسٹر میکنلی پریسیڈنٹ امریکہ مارگیا - جسکا ماتم آپکو سہنا ہوا - چہارم جنگ ٹرانسوال اندنون بہت زور و شور سے جاری تھا - الحاصل اسکے بعد مارچ ۱۹۰۲ء مین تاجپوشی کا انعقاد ۲۶ جون ۱۹۰۲ء کا اعلان کردیا گیا -

صرف ہوئے تھے۔ یہ امر بھی یہاں قابل اظہار ہے کہ اس جشن تاجپوشی میں ہندوستان سے ہندی فوج کے ایک ہزار جوان (جنمیں تمام قوموں کے آدمی مثلاً سکھ۔ ڈوگرے۔ آفریدی۔ راجپوت۔ جاٹ

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۷) افسوس ہے کہ اس اثنا میں جب تیاری ہی شروع ہوگئی۔ اور مہمان بھی جمع ہوگئے تھے۔ کہ عین موقع پر دفعتاً ۱۳ جون ۱۹۰۲ء کو ملک معظم بیمار ہوگئے پہلے آپکے دائیں طرف کمر میں درد ہوا پھر وہاں آماس ہوکر پیپ پڑگیا۔ آخر ۲۴ جون کو ڈاکٹر سر فریڈرک ٹریوس نے عمل جراحی کیا۔ اور ساڑھے پانچ انچہ گہرا زخم لگاکر گیارہ چھٹانک پیپ نکالا۔ اب مجبوراً ۲۶ جون کو جو تاجپوشی کا رسم قرار پایا تھا وہ ملتوی کیا گیا۔ اور اس التوا سے جو نقصان ہوا۔ اوسکا اندازہ ایک یورپین محقق ۵ لاکھ پونڈ۔ دوسرا ساڑھے تین لاکھ پونڈ بتلاتا ہے۔ الحاصل اسکے بعد جب ملک معظم کو شفاء کلی حاصل ہوگئی تو رسم تاجپوشی کی تاریخ ۹ اگست ۱۹۰۲ء قرار پائی اور تمام رسومات پہلے دیگرے طے پاکر تاریخ مقررہ پر تاجپوشی عمل میں آئی۔ گو اس جشن میں اکثر رؤسا۔ امراء اور کابرین سلطنت کو دعوت تھی لیکن اکثر رؤسا و امرا اپنے اپنے خاص وجوہات سے شریک نہوسکے۔ البتہ مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ جیپور۔ مہاراجہ کولہاپور۔ مہاراجہ بیکانیر مہاراجہ ایدر مع ولیعہد بہادر۔ مہاراجہ کوچ بہار مع رانی صاحبہ و سر سلطان آغا خان۔ و سر جمشید جی۔ جی جی بھائی۔ راجہ بھولی۔ نواب بہاسو۔ تعلقدار پرتاب گڈھ وغیرہ شامل تھے۔ خصوصاً مہاراجہ جیپور نے تو ایک پورا جہاز لنڈن کی آمد و رفت کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کرایہ سے لیا تھا۔ اور اوسکو گنگا کے پانی سے دھلواکر اوسمیں ایک مندر پوجا کے لئے قایم کیا گیا تھا۔ اور جہیز کے لئے تمام قسم کے جنس و اجناس بھی بھر لئے تھے۔ ۱۲ مولف۔

بہرگو ملک معظم کی تاجپوشی کے لئے پارلیمنٹ نے ۱۶ لاکھ پونڈ کی منظوری دی تھی۔ مگر لنڈن کے ایک انگریزی اخبار نے لکھا تھا کہ درباری تلواروں۔ طلائی لیسوں اور موٹر گاڑیوں پر ۳۵ لاکھ اور آرائشی جلسوں کے لئے پونے دو کروڑ روپیہ صرف ہوئے تھے۔ حالانکہ اس رقم کا تعلق پارلیمنٹ کی منظور کردہ رقم سے بالکل نہیں ہوتا۔ لیکن قیاس یہ چاہتا ہے کہ پارلیمنٹ کی منظور کردہ رقم صرف مراسم تاجپوشی میں صرف ہوئی ہوگی۔ اور جو اخراجات کا ذکر اخبار نے کیا ہے وہ جداجدا محکمہ جات و مجالس نے اپنے طور پر خرچ کیا ہوگا ۱۲ مولف۔

مرہٹہ دکھنی - مرہٹہ کنکانی - برہمن - گورکھا - گڑھوالی - ٹامل - مولبہ - میرہزاری - پٹھان - بلوچی پٹھان - ملتانی پٹھان - پنجابی مسلمان - مدراسی مسلمان - ہندوستانی مسلمان - دکھنی مسلمان شامل تھے لندن بلائے گئے تھے - چنانچہ لندن مین تاجپوشی کا رسم نہایت دھوم دھام اور تزک واحتشام کیساتھ انجام پایا - اور تاجپوشی کے روز ہی شہنشاہ نے مسٹر بالفور کو وزیر اعظم مقرر کیا - اور مجلس کے ارکان بھی جدید نامور کئے گئے - اور لارڈ جارج ہملٹن (جو اب تک وزیر اعظم تھے -) وزیر ہند مقرر ہوئے -

اس اثنا مین ۲۹ مارچ ۱۹۰۲ء کو لارڈ کرزن بہادر حیدرآباد دکن رونق افروز ہوئے - پھر چوتھے روز یکم اپریل روز سہ شنبہ کو شکار کے لئے نرسمہ پیٹہ تشریف لیگئے - اور وہان سے ۳ اپریل کو حیدرآباد واپس آئے - ۴ اپریل کو پانچوین محرم کے لنگر مبارک کا معائنہ کرکے پرائیویٹ طور پر حیدرآباد سے رخصت ہوگئے -

دربار تاجپوشی ہندوستان

جب لندن مین ملک معظم کی تاجپوشی کا رسم ادا ہوگیا تو لارڈ کرزن وایسرائے بہادر نے ہندوستان مین بھی ایک دربار تاجپوشی بمقام دہلی (حسب منظوری پارلیمنٹ و ملک معظم) قرار دیا - اور یکم جنوری ۱۹۰۳ء دربار تاجپوشی کی تاریخ مقرر ہوی - اور اس جشن کی شرکت کے لئے گورنر جنرل بہادر نے (۱۱۱) والیان ریاست و دیگر امرائے - ذی دولت کو مدعو کیا - انکے علاوہ نوآبادیون کے قایم مقامون و دول غیر کے سفیرون اور اخبارات کے ایڈیٹرون وغیرہ کو بھی دعوت دیگئی* الغرض اس جشن کا انتظام و اہتمام نہایت وسیع اور اعلے پیمانہ پر کیا گیا تھا -

* دربار تاجپوشی کے مہمانون کی سرپرستی کا انتظام تین قسم پر تھا - اول وایسرائے بہادر کے یوروپین مہمان - ایڈیٹران اخبار

کیونکہ وائسرائے بہادر کے پیش نظر یہ امر تھا کہ ہر طرح یہ جشن تاجپوشی۔ اوس دربار قیصری ۱۸۷۷ء سے بہت بڑھ چڑھ کر ہو۔ جو اوسوقت لارڈ لٹن نے بمقام دہلی اپنی وائسرائلٹی کے زمانہ مین کیا تھا

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۹) پنشنران غدر جنکے کیمپ و کھانے و سواری کے اخراجات گورنمنٹ کے ذمہ تھے۔ دوم وہ یورپین افسر جنکے حق کیمپ کا انتظام گورنمنٹ کے جانب تھا۔ اور باقی خورونوش و سواری کے اخراجات و انتظام اونہین کے ذمہ تھا۔ سوم ہندوستانی والیان ریاست۔ انکے نسبت گورنمنٹ کو صرف کیمپ کی جگہ بتلا دینے کا کام تھا۔ اور باقی تمام اخراجات وہ اپنی رقم سے کرتے تھے۔ ۱۲ مولف

دہلی بھی ہندوستان مین ایک فخر البلاد شہر ہے۔ جسکے کوچہ و بازارون کی بنیاد تاریخی زمانہ کے آب و گل سے پڑی ہے۔ اور اسکے اطراف نہایت قدیم زمانہ کے آثار نظر آتے ہین۔ اور اسکے نواح مین پتھر اور مٹی کے ڈھیرون کے نیچے شہر اندر شہر کی خاک دبی ہوی ہے۔ اور یہہ شہر زمانۂ قدیم سے بڑے بڑے راجاؤن اور بادشاہون کی تاجپوشی کے رسمون سے ممتاز چلا آتا ہے۔ تاریخون کے دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی صدی ایسی نہین گذری ہے جسکے اندر کوئی چھوٹا یا بڑا جشن دہلی مین نہ قرار دیا گیا ہو۔ بہرحال اس قسم کا جلسہ ہند مین کوئی نئی بات نہین ہے۔ چنانچہ ایسے جلسون کا حال رامائن و مہابھارت (جو ہندوستان کی بہت پرانی تاریخین ہین) مین بخوبی درج ہے۔ راجپوتون کے زمانہ مین ایسے جلسون کو سوائمیدھ جگ اور اسومیدھ جگ کہتے تھے۔ اور مسلمانون کے عہد مین اوسکا نام دربار یا جشن رکھا گیا۔ سب سے پہلے ۵ ہزار برس پیشتر دریائے جمن کے کنارہ پر (جہان زمانۂ حال کی دہلی آباد ہے۔) زمانۂ سلف کے ہندو مہاراجہ جدہشٹر کا دارالصدر تھا۔ جس نے اپنے تئین تمام روئے زمین کا فرمانروا مشتہر کرکے ایک بہت بڑا دربار کیا تھا۔ اور اس دربار کی شرکت کے لئے روس و سیلون و چین و ہنگری وغیرہ کے دور دراز مقامات سے بڑے بڑے راجہ و رئیس۔ دیوتا و امیر و غریب و دہقانی وغیرہ آئے تھے۔ درجودھن اور اونکے والد دھرتراشٹ۔ مہارانی دروپدی اور اونکے والد۔ راجہ سپال حکمران چندیری بھی شریک تھے۔ اور تمام اقلیم کے برہمن چھتری و دیش و شدر۔ اور پرانے رواج کے موافق معزز معمولی عورتین اس کثرت سے شریک تھے کہ جنکا شمار نہین ہو سکتا۔ اس دربار کے لئے ایک انجمنیر اور دوگرسی نامی نے مہامنڈل تجویز و ایجاد کیا تھا

چنانچہ اس جشن مین جو دربار ہال تیار ہوا تھا۔ اوس مین بارہ ہزار نشستین تہین۔ اور حضور والسرائے کا دایرۂ دولت۔ گورنران ولفٹنٹ گورنران و والیان ریاست واعیان ہند کے کیمپ ایسے خوشنما۔

(بقیہ فوٹ صفحہ ۷۴۰) جسکا طول وعرض دیڑھ میل مربع تھا۔ اسکی شکل مدور گنبد کے مثال تھی۔ جو ایک ہزار بلوری ستونون پر کھڑا کیا گیا تھا۔ اور اسکے ایک جانب ایک تالاب اس صنعت سے بنایا تھا کہ جسکا بیان احاطۂ امکان سے باہر ہے اسکے تمام زینے بلوری اور کنارون پر نہایت عمدہ پچیکاری کی گئی تھی۔ اور احاطہ کی دیوارین جواہر نصب تھے۔ چار پہاڑون پر ہزار بہادر جوان پہرہ دیتے تھے۔ اس منڈل کے باہر مختلف اقوام کے لوگون کو رہنے کے لئے بہت سے مکانات خوشنما بنے ہوئے تھے۔ اور ہر کمرہ مین مہمانون کے آرام کے لئے نفیس بستر اور لذیذ کہانا مہیا تھا۔ اسکی تیاری مین چودہ ہفتے صرف ہوئے تھے۔ مختاج خانہ کا انتظام مہارانی اور بھنڈارہ کا اہتمام راجہ کے چھوٹے بہائی راجہ سہدیو کے تفویض تھا۔ الحاصل موسم سرما کے ایک روز سعید مین مہاراجہ جودھشٹر اس منڈل مین تخت طلائی پر متمکن ہوا۔ سینا کی اون پر چتر طلائی لگایا۔ اور اونکے بہائی مروجہ جنبان تھے۔ مقدس سری ویاس جی پوجاری نے اوس پانی سے اونکو تیرتھ کیا۔ جو متبرک دریاؤن اور دور کے سمندرون سے لایا گیا تھا۔ سہسرنام نے ویدک بھجن گائے۔ دھومیا۔ اور جنا۔ دلکیا وغیرہ نے دیوتاؤن کو بھاگ دیا۔ روس وسیلون وچین کے راجہ اور پانڈہ کے عزیز واقارب نے نذرین پیش کین۔ اور بڑے عزت واحترام سے ناروجی نے اس ہندو مذہب کے ایک پارلیمنٹ مین صدارت کی جو اس منڈل کے ایک حصہ مین منعقد ہوئی تھی جہان جوان وعمر رسیدہ منی جمع تھے۔ اور زندگی کے عقدون پر خوب بحث ہوئی۔ اب سری کرشن (جو اس راج سوا یگیہ کے خاص بانی مہانی تھے۔) نے اس جلسہ کے فرمانروا کی فوت ظاہر کرنے کے لئے راجہ سہسپال حکمران چندیری کا سر قلم کر کے مہاراجہ کے قدمون پر ڈال دیا۔ اسکے بعد مہاراجہ جودھشٹر نے ہاتھیون کا جلوس (جسمین ۲۵ ہزار لاثانی ہاتھی جنکو مہاراجاؤن اور عزیزون نے پیش کیا تھا موجود تھے) اور رس لاکھ فوج کا معائنہ کیا۔ اور ناروجی کے مشورہ سے اس دربار کی یادگار مین اکثر مقامات پر نہرین اور تالاب بنوائے۔ تاجرون کے مال کا محصول معاف کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ کہتے ہین کہ اس دربار مین تیتھر بھی تھا۔ اور مختلف ممالک سے پہلوان بھی آئے تھے۔ ارباب نشاط مین ارباسی۔ رام بائی اور بہت مشہور

اور آراستہ و پیراستہ تھے کہ جنکے دیکھنے سے آنکھیں چکا چوند ہو جاتی تھیں۔ اور ڈاکخانے۔ تار گھر۔ سواری کی گاڑیاں۔ لائٹ دربار ریلوی۔ خورد و نوش کے ہوٹل وغیرہ کا انتظام نہایت عمدگی کیساتھ کیا گیا تھا۔ اور ملک معظم نے اس جشن کی شرکت کے لئے اپنے طرف سے اپنے چھوٹے بھائی ڈیوک آف کینٹ بہادر کو معہ ڈچس آف کینٹ صاحبہ کے ہندوستان روانہ کیا تھا۔ الحاصل ۲۹ ڈسمبر ۱۹۰۵ء روز دوشنبہ کو حضور وائسرائے کا دہلی میں داخلہ ہوا۔ اسٹیشن پر تمام عہدہ دار و والیان ریاست معہ اپنے اپنے جلو کی فوج کے حاضر تھے۔ جب جلوس کا تمام سامان اور فوج آگے بڑھی تو سوا بارہ بجے وائسرائے بہادر مہاراجہ صاحب بنارس کے ہاتھی (جسکا نام لچھمن تھا) پر جو نقرئی عجیب و غریب عماری کسا کھڑا تھا۔ سوار ہوئے۔ اور ڈیوک آف کینٹ مہاراجہ جیپور کے ہاتھی پر جو مہاراجہ رامپور کے نقرئی عماری کسی ہوئی تھی۔ بیٹھے۔ ان دونوں عماریوں کے بعد دائیں جانب کی قطار میں سب سے پہلے سرکار حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی زرد عماری تھی پھر اسی قطار میں یکے بعد دیگرے مہاراجہ کشمیر۔ مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ اندور۔ مہاراجہ ریوان۔ مہاراجہ اورچہہ۔ مہاراجہ ونتیا۔ راجہ دھار۔ راجہ دیواس کلان۔ راجہ دیواس خورد۔ مہاراجہ سمتھر۔ مہاراجہ چرکھاری۔ راجہ راجگڈھ۔ راجہ نرسنگھ گڈھ۔ مہاراجہ پٹیالہ۔ نواب بہاولپور۔ راجہ ناہھ۔ راجہ جیند۔ راجہ کپورتھلہ۔ راجہ ناہن سرمور۔ نواب مالیر کوٹلہ۔ راجہ فرید کوٹ۔ راجہ منی پور۔ ٹھاکر صاحب لمڑی۔ اپنے اپنے ہاتھیوں پر سوار تھے۔ اور بائیں طرف قطار میں سب سے پہلے مہاراجہ میسور تھے۔ اونکے بعد مہاراجہ ٹراونکور۔ مہاراجہ جیپور۔ مہاراؤ بوندی۔ مہاراجہ بیکانیر۔ مہاراؤ کوٹہ۔ مہاراول صاحب قرولی۔ مہاراول صاحب جیسلمیر۔ مہاراجہ الور۔ نواب ٹونک۔ مہاراؤ صاحب سروہی۔ رانا صاحب جھالاوار۔ مہاراجہ کولاپور۔ راؤ صاحب کچھ۔ میر صاحب خیرپور سندھ۔ سلطان صاحب شہر مکلا۔ ولیعہد صاحب سکم۔ مہاراجہ کوچ بہار۔ راجہ ہل پٹڑہ۔ نواب رامپور۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۴۱) گانیوالیان حاضر تھیں۔ اور پرتبھا دیوی (مشہور مغنی) نے اپنے گانے سے حاضرین کو محو حیرت بنا دیا تھا۔ ۱۲ مولف

مہاراجہ بنارس - راجہ ٹیہری گڑھوال - ٹہاکر صاحب موروی - راجہ بانسدا - راجہ ٹیریا کے ہاتھی تھے - اور سب سے اخیر نواب جنجیرہ اور انکے بعد ساہوکار دکنائی برہما وساہوکار کنگ ٹنگ برہما سوار تھے - مہاراجہ بڑودہ اپنی دوا گر مہارانی کے انتقال کی باعث اور مہاراناصاحب اودیپور اپنے ولیعہد کی بیماری کے سبب سے اسمین شریک نہو سکے -

۳۰ ڈسمبر ۱۹۰۲ء روز سہ شنبہ کی سہ پہر کو نمایش صنعت وحرفت کا افتتاح ہوا - اور اکثر والیان ریاست نے اس نمایش سے بہت سے اشیا خرید کئے خصوصاً سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے تین لاکھ روپیہ کا سامان خرید فرمایا - اور وایسرائے بہادر نے اعلےٰ اشیا نمایش پیش کرنیوالون کو طلائی - نقرئی - برنجی تمغے - سرٹیفکیٹ نقد انعام عطا کیا - ۳۱ ڈسمبر ۱۹۰۲ء روز چہار شنبہ کو کوئی کارروائی نہین ہوی -

یکم جنوری ۱۹۰۳ء روز پنجشنبہ کو عظیم الشان دربار ہوا - اس دربار مین بھی وایسرائے بہادر کی دائین جانب سب سے پہلے حضور نظام خلد اللہ ملکہ معہ شہزادۂ ولیعہد بہادر و مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنۃ مدار المہام کے رونق افروز تھے - آپکے بعد مہاراجہ بڑودہ و مہاراجہ میسور وغیرہ کی کرسیان درجہ بدرجہ تھین - بائین طرف سب سے پہلے مہاراجہ کشمیر معہ اپنے برادر اصغر کرنیل سر راجہ امر سنگھ بہادر و ولیعہد بہادر کے متمکن تھے - پھر درجہ بدرجہ بلوچستان آسام - بمبئی - ممالک وسطی بنگال و برہما کے والیان ریاست کی نشستین تھین - اول کیپٹن میکسول لقیب شاہی نے اعلان شاہی پڑہا - پھر حضور وایسرائے بہادر نے ایک ولیپ تقریر فرمائی - بعد ازان فارن سکرٹری نے تمام والیان ریاست کو وایسرائے بہادر کے حضور مین پیش کیا - یہان بھی سب سے پہلے سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے معہ ولیعہد بہادر و مہاراجہ مدار المہام کے حضور وایسرائے اور لیڈی لوک صاحب سے مصافحہ کیا - آپ کے بعد دوسرے

رؤسا و ایسرائے بہادر کے حضور مین پیش ہوئے ۔ اور دربار برخاست ہوا ۔ شام کو وایسرائے بہادر کے فرودگاہ مین تمام معزز پورپینون اور جلیل القدر مہمانون کی دعوت ہوی ۔

۲ جنوری ۱۹۰۳ء روز جمعہ کو صبح مین فوجی ورزشین ہوئین اور سہ پہر کو قدسیہ باغ مین حضور والا کے طرف سے دیسی رؤسا و امرا کو گارڈن پارٹی دیگئی ۔ رات کو روشنی اور آتشبازی کا سمان بندہا ۔ اسی شب بہادران غدر ۱۸۵۷ء کی بھی دعوت ہوی ۔

۳ جنوری ۱۹۰۳ء روز شنبہ کو پھر ایک دربار منعقد ہوا جسمین والیان ریاست ۔ اور انگریزی عہدہ دار و امرا و رؤسا و معززین کو جاگیرات عین حیات ۔ اتواب سلامی مین اضافہ تمغہ قیصر ہند درجہ اول ۔ تمغہ قیصر ہند درجہ دوم و تمغہ جات و خطابات آرڈر آف دی باتھ (جی ۔ سی ۔ بی) کمپینن آف دی انڈین امپائر (سی ۔ آئی ۔ ای) کمپینن آف دی اسٹار آف انڈیا ۔ (سی ۔ ایس ۔ آئی) نائٹ کمانڈران اسٹار آف انڈیا (کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی) نائٹ گرانڈ کمانڈران آف انڈین امپائر ۔ (جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای) نائٹ گرانڈ کمانڈران آف دی اسٹار آف انڈیا ۔ (جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی) ۔ آرڈر آف دی انڈین امپائر (کے ۔ سی ۔ آئی ۔ ای) نائٹ ہڈ ۔ نواب بہادر ۔ نواب بیگم ۔ خان بہادر نواب ۔ خان صاحب شمس العلما ۔ مہاراج و مہراج ۔ مہاراجہ ۔ مہارانی ۔ راجہ ۔ دیوان بہادر راؤ بہادر ۔ رائے بہادر ۔ سردار بہادر ۔ دیوان صاحب ۔ راؤ صاحب ۔ رائے صاحب ۔ سردار صاحب دیوان ۔ راؤ ۔ رائے ۔ سردار ۔ مہامہوپدھیایا عطا کئے گئے ۔ چنانچہ اعلیحضرت سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کو سب سے بڑا خطاب آرڈر آف دی باتھ نائٹ گرانڈ کراس سول ڈویژن (جی سی ۔ بی) دیا گیا ۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام سرکار نظام نائٹ کمانڈر انڈین امپائر (کے ۔ سی ۔ آئی ۔ ای) اور مسٹر فریدون جی جمشید جی (فریدون جنگ بہادر) پریویٹ سکریٹری مدار المہام سرکار نظام کمپینن آف دی انڈین امپائر (سی ۔ آئی ۔ ای) کے خطابات سے ممتاز ہوئے اور دیسی افسران فوج کو حسب مناسب اعزاز و انعام

سرفراز ہوا۔ اور ملک معظم کی اردلی کا بھی فخر عطا کیا گیا۔ اور دربار کے روز تمام ہندوستان کے جیلخانون سے جملہ ۱۶ ہزار ایک سو اٹھاسی قیدی رہا کئے گئے۔ جنمین دیوانی و فوجداری اور جزیرہ انڈمان کے دایم الحبس قیدی وسنگین جرایم کی مرتکبہ عورتین۔ شامل نہین۔ انکے علاوہ اکثر قیدیون کی میعادین تخفیف کیگئی۔ اور دیوانی قیدی۔ (جو قرضہ کی علت مین قید تھے) جنکا قرضہ ایک سو روپیہ سے کم تھا خزانۂ سرکار سے ڈگریدارونکو اونکے بابتہ رقم ادا کرکے اونکو بھی مخلصی دیگئی۔

۴ رجنوری ۱۹۰۳ء روز یکشنبہ کو کیمپ کے مشرقی پولو گراونڈ کے میدان مین نماز دعا کی مقدس کارروائی پادری ڈاکٹر کاپلسٹن صاحب بشپ آف کلکتہ (جو ہندوستان و سیلون کے اسقف اعظم ہین) کی پیشوائی سے ادا ہوئی۔ جسمین تمام اعلے واونے یورپین جنٹلمین و لیڈیان شامل تھین اور اسی روز سہ پہر مین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے اپنے ایوان لیڈ کوسیل مین چند چیدہ چیدہ والیان ریاست اور یورپین حکام کو گارڈن پارٹی کی پر تکلف دعوت دی۔

۵ رجنوری ۱۹۰۳ء روز دوشنبہ کو صبح مین ہندوستانی فوج کی قواعد ہوئی۔ اور سہ پہر مین ہندوستانیون نے وکٹوریہ گارڈن مین جلسہ کیا۔

۶ رجنوری ۱۹۰۳ء روز سہ شنبہ کو سہ پہر مین فٹ بال کی آخری بازی اور شب کو اسٹیٹ بال (شاہی جلسۂ رقص) کی دعوت ہوی۔

۷ رجنوری ۱۹۰۳ء روز چہار شنبہ کو صبح مین ہاکی کی آخری بازی۔ دوپہر مین والیان ریاستہاے ہند کا جلوس علیحدہ اور سہ پہر مین پولو کی آخری بازی ہوی۔

۸ رجنوری ۱۹۰۳ء روز پنجشنبہ کو فوجی گویٹ ریویو (علیحدہ فوج شاہی) ہوا جسمین فوج کی تعداد ۳۷ ہزار بتلائے گئی تھی۔ لیکن افواج پریڈ کی صحیح تعداد ۲۹ ہزار چھہ سو سولہ تھی جنکے ساتھ (۱۲۴) توپین تھین۔ اور اسوقت تمام فوج کی کمان ہز اکسلنسی لارڈ کچنر کمانڈر انچیف افواج ہندوستان

کے ہاتھ مین تھی - یہ امر بھی یہان قابل اظہار ہے کہ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین جو فوجی ریویو ہوا اوسمین فوج کی تعداد ۵ ہزار تھی -

۹ جنوری ۱۹۰۳ء روز جمعہ - رؤسا و امرا کو رخصتانہ پارٹیان دیگئین - چنانچہ سہ پہر مین - پولو گراؤنڈ پر جو ایٹ ہوم ہوا اوسکا نام راجپوت ایٹ ہوم تھا - جسمین پولو اور فٹ بال کا بھی اہتمام تھا - اور شام مین ایوننگ پارٹی - وائسرائے کے کیمپ مین دیگئی - چونکہ عطائے تمغہ جات و خطابات کے دربار مین صرف ہندوستانی آرڈر و خطابات وغیرہ ادا کردئے گئے تھے - لیکن انگریزی تمغہ جات و خطابات (جن جن والیان ریاست و عہدہ داران سرکاری کو عطا ہوئے تھے) کے رسوم انجام نہین پائے تھے - اسلئے وہ رسوم بھی اسی ایوننگ پارٹی مین طے کئے گئے - اور ان رسوم کا انجام دینا ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کینٹ بہادر کے ذمہ قرار پایا - چنانچہ سب سے پہلے ڈیوک صاحب نے شہنشاہ معظم کے جانب سے سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کو اپنے ہاتھ سے جی - سی - بی کا تمغہ پہنایا - اور اسکے بعد دوسرے مختص والیان ریاست و عہدہ داران سرکاری کو ڈیوک صاحب اور وائسرائے بہادر نے اس اعزاز سے متفخر فرمایا -

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء روز شنبہ کو وائسرائے بہادر اور ڈیوک آف کینٹ بہادر دہلی سے رخصت ہوئے - اسکے بعد تمام والیان ریاست و امرا و معززین ۱۱ سے ۱۵ جنوری تک دہلی کو خیرباد کہکر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوگئے - اس دربار کے موقع پر گورنمنٹ نے جو مراعات فرمائے ہین - اوسکا ذکر بھی ضروری ہے - یعنے اون ریاستون کو جنہون نے قحط سالی مین گورنمنٹ سے قرضہ لیا تھا - تین سال تک اوسکا سود معاف کردیا گیا - جسکی تعداد تقریباً (۶۰) لاکھ روپیہ ہوتی ہے - اور رعایا کے حق مین صرف پانچسو کی آمدنی والون کو انکم ٹیکس کی معافی دیگئی - نمک کے محصول مین بھی آٹھ آنہ کی تخفیف عمل مین آئی - جس سے گویا دو کروڑ دس لاکھ روپیہ سالانہ رعایا کو معاف ہوئے -

کہتے ہین کہ دربار تاجپوشی ہندوستان کے اخراجات کا تخمینہ ۲۶ لاکھ روپیہ ہوا تھا۔ مگر بارہ لاکھ روپیہ پر تصفیہ ہوگیا۔ کیونکہ دربار کے اختتام پر جو سامان واسباب کہ فروخت کردیا گیا اوسکی رقم وضع جانے کے بعد گورنمنٹ کے صرف بارہ لاکھ روپیہ خرچ پڑے۔ اور لوکل گورنمنٹون کے اخراجات جو اس موقع پر ہوئے۔ اوسکی تعداد ۱۴ لاکھ روپیہ ہے۔ اور ان دونون کا ٹوٹل * ۲۶ لاکھ ہوتا ہے۔ لیکن نمایش ومشقی جنگ کے اخراجات اسکے سوا ہین۔ اور شاملین دربار (رؤسا والیان ریاست) کے اخراجات کا تخمینہ کوئی تین کروڑ روپیہ تو کوئی پانچ کروڑ روپیہ تبلاتا ہے۔ رعایا کے اخراجات کا اندازہ ایک لاکھ پونڈ (۱۵ لاکھ روپیہ) سے زیادہ نہین ہوسکتا۔ جو روشنی۔ آتشبازی۔ تقسیم شیرینی (بچون کو) طعام وپارچہ (غربا کو) دیگر کھیلون مین صرف ہوا۔

جولائی ۱۹۰۳ء مین گورنر جنرل (لارڈ کرزن بہادر) نے ایک سفارت بماتحتی ینگ ہسبنڈ * تبت کو بھیجی۔ تبت کے لاما نے سفارت کو آنے نہین دیا۔ مگر انگریز گھسے چلے گئے۔ آخر ایک زمانہ کے بعد متعدد لڑائیونکے پیش آنے پر لاما نے مجبور ہوکر انگریزون سے معاہدہ کرلیا۔ جس سے سفارت کامیاب

* وایسرائے بہادر نے تو اپنی اسپیچ مین اخراجات خزانہ عامرہ ۸۴ ہزار پونڈ (ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ) اور اخراجات لوکل گورنمنٹان ۹۰ ہزار پونڈ (پونے چودہ لاکھ روپیہ) جملہ ایک لاکھ اسی ہزار پونڈ (سوا چھبیس لاکھ روپیہ) تبلایا ہے۔ اور اسکے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ لنڈن کی آبادی جو چار کروڑ دس لاکھ ہے رہان کی تاجپوشی پر ایک لاکھ پونڈ منظر رہے تھے۔ جو آبادی کے لحاظ سے فی کس چھ پائی ہوتے ہین۔ اور برطانیہ نے ۷۰ ہزار پونڈ ہندوستانی مہمانون کی خاطر داری پر صرف کئے ہین۔ ہندوستان کی آبادی ۲۳ کروڑ ہے جو رقم خرچ شدہ ایک لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ کو ہندوستان کی آبادی پر تقسیم کیا جائے تو فی کس دو پائی ہوئے۔ جو بمقابلہ لنڈن کے کچھ بھی نہین ہے ۱۲ مولف۔

* تبت چین کا ایک صوبہ ہے۔ اور وہان کا لاما روس وفرانس سے اتحاد رکھتا تھا۔ اسلئے انگریزون کو بھی دوستی پیدا کرنیکی خواہش ہوئی ۱۲ مولف۔

واپس آئی۔ اسی زمانہ مین ایک اور سفارت کابل بھی روانہ کیگئی۔ چنانچہ وہ بھی فاتحہ برام مراجعت کی۔
مئی ۱۹۰۲ء کو لارڈ کرزن کی مدت وائسرائی ختم ہوچکی تھی۔ لیکن اس اثنار مین اور دو سال کے لئے توسیع کی کارروائی کیگئی۔ چنانچہ ۶ اگست ۱۹۰۳ء کو تین سال کی توسیع کا حکم بھی آگیا۔ پھر ۳ اپریل ۱۹۰۴ء کو چھ مہینے کی رخصت پر آپ جہاز عرشہ پر سوار ہوکر ولایت تشریف لیگئے۔ اور یہان آپکی رخصت کے زمانہ مین لارڈ ایمپتھل بہادر گورنر مدراس نے گورنر جنرلی کے کام کو انجام دیا۔ چونکہ اکتوبر ۱۹۰۴ء مین لارڈ کرزن بہادر کو ہندوستان آنا چاہیئے تھا۔ مگر دفعتاً لیڈی کرزن صاحبہ کا مزاج علیل ہوجانے سے آپکو اور دو مہینے کے قریب ولایت مین ٹھہرنا پڑا۔ جب لیڈی صاحبہ کو صحت ہوگئی تو آپ نے ولایت سے مراجعت کی۔ اور ۹ دسمبر ۱۹۰۴ء کو ہندوستان داخل ہوئے۔ اگست ۱۹۰۵ء مین یہہ کارروائی چلی کہ فوج ہند کے وہ ایڈمنسٹریشن (انتظام وبندوبست کے متعلقہ ابواب) کمانڈر انچیف کے اختیار مطلق مین تفویض کئے جائین جو خالصاً فوجی ہون۔ مگر وہ صیغے جنکی بذریعہ فوج کے سربراہ ہوتی ہے۔ اور وہ خالصاً فوجی نہین ہین کونسل کے اوس رکن کے ماتحت کئے جائین جو ملٹری سپلائی ممبر کہلاتا ہے۔ چنانچہ ملٹری سپلائی ممبر کی خدمت کے لئے گورنر جنرل نے سر اڈمنڈ بارو (جو پشاور ڈویژن کے کمانڈنگ تھے) کی سفارش وزیر ہند سے کی۔ اور لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہندوستان نے بھی۔ وائسرائے بہادر کے اس انتخاب کو منظور کرلیا۔ مگر مسٹر بروڈرک سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا نے اس عذر سے اس انتخاب کو نامنظور کیا کہ سر بارو مین اسقدر لیاقت نہین ہے۔ جو اس عہدہ کو سنبھال سکے۔ پھر یہہ بھی لکھا کہ گورنر جنرل۔ لارڈ کچنر کے مشورہ سے کسی دوسرے شخص کا انتخاب کرین چونکہ وزیر ہند کی یہہ تجویز لارڈ کرزن کو ناگوار گذری اسلئے اونہون نے وزیر ہند کو اوسکا یہہ جواب دیا کہ میری نظر مین سیوائے سر بارو کے اس خدمت کے موزون کوئی نہین ہے۔ اگر آپ اس خدمت پر میرے حسب منشا سر بارو کے تقرر کی منظوری نہ دینگے تو مین کسی قسم کا ذمہ دار و جوابدہ نہین۔ بلکہ یہہ بہتر ہوگا کہ آپ

میرا استعفا ملک معظم کی خدمت مین پیش کردین - آخر لارڈ کرزن کا استعفا قبل از ختم مدت پیش ہوکر منظور ہوگیا - اور آپ کی جگہہ گورنر جنرلی کی خدمت پر لارڈ منٹو بہادر کا تقرر عمل مین آیا -

اس اثنار مین سیاحت ہند کی غرض سے پرنس آف ویلز ۹ نومبر ۱۹۰۵ء کو بمبئی مین رونق افروز ہوے - اور ۱۸ نومبر کو لارڈ منٹو ہندوستان آئے - لارڈ کرزن نے لارڈ منٹو کو وائسرائلٹی کا چارج دیکر اوسی روز ولایت کے قصد سے جہاز پر سوار ہوگئے -

ارل منٹو گورنر جنرل بہادر

۱۸ نومبر ۱۹۰۵ء کو ارل آف منٹو بہادر بعہدہ ایڈورڈ ہفتم وارد ہندوستان ہوے - جو اسوقت ۱۹۰۸ء تک بھی گورنر جنرلی کی خدمت پر مامور ہین - آپکے عہد کے بڑے واقعات یہہ ہین کہ نومبر ۱۹۰۵ء مین ہز ہائنس پرنس آف ویلز نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفرازی بخشی - اور تمام ہندوستان کی سیر فرمائی ۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو ہز ہائنس امیر حبیب اللہ خان بہادر والی کابل آگرہ داخل ہوے - ۳۱ توپ کی سلامی امیر صاحب کے اعزاز مین سر کیگئی - اور ۳۰ ہزار فوج (یہہ کل ہندوستان کی فوج کا ساتوان حصہ ہے) کی قواعد آپکو بتلائی گئی - اور ایک دربار عظیم الشان منعقد کرکے گورنر جنرل نے امیر کی خدمت مین (جی - سی - بی) کا تمغہ پیش کیا - اسکے بعد آپکا پورا لقب وخطاب ہز میجسٹی - سراج الملتہ والدین - امیر سر حبیب اللہ خان جی - سی - بی + جی - سی - ایم جی - امیر افغانستان ولحقات پڑہکر سنایا گیا - پھر امیر ہندوستان کے اکثر مشہور مقامات کی سیر کرکے کابل کو واپس چلے گئے -

۱۱ نومبر ۱۹۰۶ء روز دوشنبہ کو ارل منٹو گورنر جنرل بہادر حیدرآباد تشریف لائے - اور ۱۶ نومبر کی شام کو مراجعت فرماے کلکتہ ہوے -

اب ہم ذیل مین شاہی توضیع قوانین۔ طرز حکومت ہندوستان۔ سپریم گورنمنٹ کے صیغے تقسیم ملکی وغیرہ کے حالات ناظرینوں کی معلومات کے لئے لکھتے ہین۔

شاہی توضیع قوانین

ایسٹ انڈیا کمپنی کو اصلی فرمان ملکہ الزبتھ نے ۱۶۰۰ء کے اختتام پر عطا کیا تھا۔ اور ریگولیٹنگ ایکٹ ۱۷۷۳ء سے ہندوستان مین پہلا گورنر جنرل اور اوسکی کونسل مقرر ہوی۔ اور یہہ پہلا قانون تھا۔ جس سے ایسٹ انڈیا کمپنی بطور ایک حکمران جماعت کے قرار پائی۔ اسکے بعد ۱۷۸۴ء مین انڈیا بل جاری ہوا۔ جسکے رو سے صرف بطور نام گورنمنٹ ہندوستان کورٹ آف ڈائرکٹرس مین رہی۔ مگر دراصل بورڈ آف کنٹرول کے ماتحت ہوگئی۔ جس کا پریسیڈنٹ ہندوستان کی حالت بطور وکیل کے پارلیمنٹ مین پیش کرتا تھا۔ ۱۸۱۳ء مین ہندوستان کی تجارت عام کر دیگئی۔ اور ۱۸۳۳ء مین چین کی تجارت بھی چھوڑ دیگئی۔ اس اثنار مین گورنر جنرل کی کونسل مین ایک قانونی ممبر کا اضافہ کیا گیا۔ اور زمانہ پراونسز علیحدہ صوبے بنا دئے گئے۔ اور ۱۸۵۳ء مین بنگال ایک لفٹنٹ گورنر کے ماتحت کیا گیا۔ ایکٹ ۲۱ و ۲۲ وکٹوریا کو ڈ نمبر (۱۰۶) قانون دربارہ عہدہ حکومت ہند پر شاہی منظوری ۲ اگست ۱۸۵۸ء کو ملی۔ اسکے رو سے تمام مقبوضات ایسٹ انڈیا کمپنی سے منتقل ہوکر ملکہ معظمہ کے زیر فرمان آگئے۔ اور ۱۸۷۷ء مین ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا۔ اور وہ تمام اختیارات جو اب تک ایسٹ انڈیا کمپنی لوڈز آف کنٹرول کے تھے سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا۔ اور انکی معاون کونسل کو تفویض کئے گئے۔ اس کونسل کے ممبرون کی تعداد جنکو سکرٹری آف اسٹیٹ مقرر کرتی ہے اب تیرہ ۱۳ ہین۔ اور ایکٹ مجریہ ۱۸۸۹ء کی رو سے یہ دس سے کم اور ۱۴ سے زاید نہین

ہوسکتے - یہہ خاص امپیریل کونسل کا ذکر ہے - اور اسکے علاوہ بنگال - بمبئی - مدراس - پنجاب برہما مین مقامی کونسلین قائم کیگئی ہین -

طرز حکومت ہندوستان

ہندوستان کی مالگزاری یا محاصل کے خرچ کے اخراجات وزیر ہند کے دست قدرت مین ہین - جسکے ماتحت ایک کمیٹی یا کونسل ہوتی ہے - یہہ وزیر انگلستان مین معاملات ہندوستان پر غور و پرداخت کرتا ہے - بعض اوقات خفیہ معاملات (معاملات خارجیہ) مین یہہ وزیر مطلق العنان کارروائی کرتا ہے - اور اگر مناسب سمجھے تو کمیٹی کی رائے کے برخلاف کاربند ہوتا ہے - مختصر یہہ کہ کل معاملات ہند کو یہہ وزیر ہند بطور قایم مقام ملک معظم کے طے کرسکتا ہے - وایسرائے ہندوستان کا تقرر بادشاہ وقت یا وزیر کے اختیار مین ہے - ونیز گورنران بمبئی و مدراس و کمانڈر انچیف ہر احاطہ و جنکی لاٹ و ممبران کونسل گورنر جنرل و ممبران کونسل گورنر بمبئی و مدراس - و جمان ہائیکورٹ بمبئی و مدراس کا تقرر بھی اسی وزیر ہند کے اختیار مین ہے - البتہ لفٹنٹ گورنر کا تقرر گورنر جنرل خود کرتا ہے - مگر وزیر ہند کی منظوری لینی پڑتی ہے - اور یہہ سب عہدے بجز ججی ہائیکورٹ کے میعادی ہوتے ہین - اور یہہ میعاد عموماً پانچ سال سے زیادہ نہین ہوتی -

وزیر ہند کے ماتحت ہندوستان مین سب سے اعلے حاکم گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے - گورنر جنرل کی کونسل مین ۷ ممبر ہوا کرتے ہین - انمین جنکی لاٹ بھی شامل ہے - جو بلحاظ عہدہ کے ممبر ہوتا ہے - ونیز محکمہ تعمیرات کا افسر - اور وہ گورنر و لفٹنٹ گورنر جسکی قلمرو مین اس کونسل کا اجلاس ہو وہ بھی اس کونسل کے ممبر سمجھے جاتے ہین - اور ہندوستان کے نافذ العمل جملہ قوانین و ایکٹ گورنر جنرل باجلاس کونسل کے نام پر عمل پذیر ہوتے ہین - گورنر جنرل کو اختیار ہوتا ہے -

کہ کثرت رائے کے برخلاف بھی اگر مناسب سمجھین تو کاربند ہون جب اس کونسل کا اجلاس وضع آئین وقوانین کے لئے ہو تو زاید ممبر بھی شریک کئے جاتے ہین۔

سپریم گورنمنٹ کے صیغے

گورنمنٹ ہند کا کام ۶ محکمون پر منقسم ہے۔ محکمۂ مال وتجارت۔ محکمۂ داخلہ۔ محکمۂ محاصل وزراعت محکمۂ جنگی۔ محکمۂ قوانین۔ پبلک ورکس ومحکمۂ خارجیہ۔ اور ہر ایک محکمہ ایک ایک سکرٹری کے تفویض ونیز ایک ایک ممبر کے زیر نگرانی ہے۔ جو ہر ایک بات کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اور اگر کسی معاملہ مین تغیر وترمیم وتبدیل کی ضرورت ہو تو وہ معاملہ کونسل مین غور کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اور محکمہ خارجیہ مین گورنر جنرل خود ملکی معاملات کی غور وپرداخت کرتا ہے۔ محکمۂ مال وتجارت مین آمد وخرچ اسٹامپ آبکاری۔ ڈاک خانہ وغیرہ کا انتظام متعلق ہے۔ محکمۂ داخلہ مین سررشتہ تعلیم۔ سررشتہ طب۔ حفظان صحت جڈیشل (عدالت دیوانی وفوجداری) میونسپل۔ لوکل گورنمنٹ پولس۔ دینیات کا تصفیہ ہوتا ہے۔ محکمۂ محاصل وزراعت مین معاملہ سرکار جنگلات۔ زراعت وکاشتکاری ملک کا حساب کتاب کیا جاتا ہے۔ محکمۂ جنگی کے انسٹ جنگی بیڑے۔ اور جنگی افواج ہے۔ محکمۂ قوانین مین قانونی ممبر کونسل کے قوانین بناتا ہے اور پیش کرتا ہے۔ پبلک ورکس (کاروبار رفاہ عام) مین معاملات ریل۔ تار برقی۔ سڑک۔ انہار۔ عمارات وغیرہ طے پاتے ہین۔ محکمۂ خارجیہ مین اون تعلقات خارجی کے نسبت (جو ہندوستان۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ نیپال ودیگر ممالک سے ہین) غور ہوتا ہے۔ ونیز لاٹ صاحب کے ایجنٹونسی جو بعض خود مختار وباجگزار ریاستونمین متعین ہین خط وکتابت ہوتی ہے

تقسیم ملکی

آجکل یہ کہنا کہ ہندوستان احاطون پر منقسم ہے۔ بجا نہین۔ کیونکہ احاطون مین اوسوقت

منقسم تھا۔ جبکہ پہلے پہل انگریزون کی تین بستیان۔ فورٹ سینٹ جارج مبئی۔ و مدراس و فورٹ ولیم کلکتہ مین قایم ہوئی تھین۔ اسوقت برٹش انڈیا ۱۳ لوکل گورنمنٹون مین منقسم ہے۔ مثلاً گورنران مدراس و مبئی۔ لفٹنٹ گورنران بنگال۔ ممالک مغربی و شمالی جسمین اودھ بھی شامل ہے۔ پنجاب برہما۔ چیف کمشنران آسام۔ ممالک متوسط۔ برار (یہان کا چیف کمشنر حیدرآباد کا ریزیڈنٹ ہوتا ہے۔ اجمیر میواڑہ (گورنر جنرل راجپوتانہ کا ایجنٹ یہان کا چیف کمشنر ہوتا ہے۔) کورگ (یہان کا چیف کمشنر میسور کا رزیڈنٹ ہوتا ہے۔) بلوچستان۔ جزائر انڈمان۔

یہ حکام اعلےٰ بہت سی حد تک خود مختار ہین۔ لیکن گورنران بمبئی و مدراس کو بہت خود مختاری حاصل ہے۔ کیونکہ بعض خفیف معاملات مین وہ بغیر وساطت گورنر جنرل کے براہ راست وزیر ہند سے خط و کتابت کر سکتے ہین۔

برٹش انڈیا مین اسوقت (۲۵۰) اضلاع ہین۔ اور ضلع کے افسر کو ڈپٹی کمشنر یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا کلکٹر مجسٹریٹ کہتے ہین جو اپنے مفوضہ ضلع کا خود مختار اور حاکم صوبہ کے تر دیک ہر ایک بات کا ذمہ دار ہوتا ہے

سپریم گورنمنٹ کلکتہ (۱) گورنر جنرل بہادر (ماہوار ۲۵۰۰۰ علاوہ الاونس) (۲) پرایویٹ سکریٹری (۲۰۰۰ سنہ) (۳) اسسٹنٹ پرایویٹ سکریٹری (۴) ملٹری سکریٹری (۱۵۰۰ صدا) (۵) چار یوروپین ایڈیکانگ (۶) دو دیسی ایڈیکانگ (۷) سرجن (۲۴۰۰ سنہ)

کونسل گورنر جنرل بہادر = (۱) غیر معمولی ممبر (۲) پانچ معمولی ممبر (ہر ایک کی ماہوار ۶۶۶۶ سنہ) (۲) زاید ممبر (۴) زاید ممبر برائے وضع قوانین (۵) سکریٹری کونسل (ماہوار ۳۵۰۰ صدا)

سکریٹریان گورنمنٹ ہند = (۱) محکمۂ داخلہ (۲) محکمۂ محاصل و زراعت (۳) محکمۂ مال و تجارت (۴) محکمۂ خارجہ (ہر ایک کی ماہوار ۴۰۰۰ للعہ) (۵) محکمۂ جنگی (۶) محکمۂ کار و بار رفاہ عام۔

ایجنٹان گورنر جنرل بہادر = (۱) سنٹرل انڈیا (ماہوار ۲۵۰۰ للعہ) (۲) راجپوتانہ

(للعہ ۴۲۰۰ ماہانہ) (۳) بلوچستان (للعہ ۴۰۰ ماہانہ) (۴) رزیڈنٹ حیدرآباد (صہ ۵۰۰۰) (۵) رزیڈنٹ میسور (للعہ صہ ۴۵۰۰) (۶) رزیڈنٹ کشمیر (للعہ ۲۴۰۰ ماہانہ) (۷) رزیڈنٹ بڑودہ (۱ صہ ۲۵۰۰) (۸) رزیڈنٹ نیپال (۱ صہ ۲۲۰۰ ماہانہ) (۹) رزیڈنٹ گوالیار (۱ صہ ۲۱۵۰) (۱۰) پولٹیکل ایجنٹ خلیج فارس (۱ صہ ۲۴۰۰ ماہانہ) (۱۱) پولٹیکل ایجنٹ عدن (سہ صہ ۳۵۰۰) (۱۲) کانسل جنرل بغداد (۱ صہ ۲۵۰۰)۔

جنگی عملہ = (۱) ڈائرکٹر جنرل توپخانہ ہند (۲) ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس (۳) کمشنری جنرل انچیف (۴) ڈائرکٹر جنرل میڈیکل طب۔

ہیڈ کوارٹرس اسٹاف افواج ہند = (۱) کمانڈر انچیف ہند (ماہوار سہ صہ ۸۸۳۳ ماہانہ) (۲) سکرٹری صیغہ جنگ (۳) اڈجوٹنٹ جنرل (۴) کوارٹر ماسٹر جنرل (۵) پرنسپل میڈیکل آفیسر افواج حضور عالم پناہ ہند (۶) جج ایڈوکیٹ جنرل ہند (۷) پرنسپل وٹرینری افسر ہند۔

لفٹنٹ جنرل افواج = (۱) لفٹنٹ جنرل مدراس کمانڈ (۲) لفٹنٹ جنرل بمبئی کمانڈ (۳) لفٹنٹ جنرل بنگال کمانڈ (۴) کرنل پنجاب کمانڈ۔

کمانڈران درجۂ اول و درجۂ دوم = (۱) کمانڈر سکندرآباد (۲) اودہ (۳) میرٹھ (۴) لاہور (۵) پونا (۶) برہما (۷) حدود پنجاب (۸) کوئٹہ (۹) راولپنڈی (۱۰) مہاؤ۔ کمانڈران درجۂ دوم (۱) کمانڈر پشاور (۲) مدراس (۳) بلگوم (۴) جنوبی (۵) بمبئی (۶) سندہ (۷) نربدا (۸) آگرہ (۹) آسام (۱۰) ناگپور (۱۱) روہیلکھنڈ (۱۲) حیدرآباد (۱۳) سرہند (۱۴) ولیسہ (۱۵) پریسیڈنسی (۱۶) ڈیرہ جات (۱۷) عدن (۱۸) مانڈلے (۱۹) بندیلکھنڈ (۲۰) بنگلور۔

کرنل اسٹاف کمیڈنگ سٹیشن = (۱) ریاست ہائے شان (۲) بولری (۳) سیالکوٹ (۴) دہلی (۵) فیروزپور (۶) کانپور (۷) ملتان (۸) فیض آباد (۹) افواج کوہاٹ کرم (۱۰) نصیرآباد (۱۱) راولپنڈی

عملۂ پاوریان = (۱) بشپ کلکتہ (۲) بشپ مدراس (۳) بشپ بمبئی (۴) بشپ لاہور

(۵) بشپ رنگون (۶) بشپ ٹراونکور (۷) بشپ چھوٹا ناگپور (۸) بشپ لکھنؤ (۹) اسسٹنٹ بشپ کلکتہ (۱۰) اسسٹنٹ بشپ مدراس (۱۱) اسسٹنٹ بشپ بمبئی (۱۲) اسسٹنٹ بشپ آگرہ

صوبہ جات کی گورنمنٹین۔

صوبہ مدراس = (۱) گورنر (ماہوار ۱۰۰۰۰ روپے) (۲) پریویٹ سکرٹری (الصمّا ۱۵۰۰) (۳) ملٹری سکرٹری (الصمّا ۱۰۰۰) (۴) یوروپین اڈیکانگ (۵) دیسی اڈیکانگ (۶) میڈیکل افسر (الصمّا ۱۰۰۰) (۷) دو کونسلر (ہر ایک کی ماہوار صمّا ۳۳۳۳) (۸) ایڈیشنل ممبر آئین و قوانین سازی (۹) جنیل ممبر کونسل (۱۰) چیف سکرٹری (صمّا ۲۶۶۶) (۱۱) سکرٹری صیغۂ آمدنی (صمّا ۳۱۲۵) (۱۲) سکرٹری لوکل و میونسپل (اعصمّا ۲۵۰۰) (۱۳) سکرٹری کار و بار رفاہ عام (اعصمّا ۲۵۰۰) (۱۴) چیف جسٹس ہائیکورٹ (صمّا ۵۰۰۰) (۱۵) چانسلر (ہر ایک کی ماہوار للصمّا ۴۰۰۰) (۱۶) ایڈوکیٹ جنرل (الصمّا ۱۸۰۰)۔

صوبہ بمبئی = (۱) گورنر (ماہوار اعصمّا ۱۰۰۰۰) (۲) پریویٹ سکرٹری (الصمّا ۱۵۰۰) (۳) ملٹری سکرٹری (۴) یوروپین اڈیکانگ (۵) دیسی اڈیکانگ (۶) میڈیکل افسر (الصمّا ۱۰۰۰) (۷) دو کونسلر (ہر ایک کی ماہوار صمّا ۳۳۳۳) (۸) اکسس اڈیشنل ممبر کونسل (۹) چیف سکرٹری معاملات مالیہ داخلہ اور مختلف صیغہ جات (صمّا ۳۴۵۰) (۱۰) سکرٹری پولیٹکل و دیوانی و آئین سازی (صمّا ۳۱۲۵) (۱۱) ایجوکیشنل اور جنرل وغیرہ (اعصمّا ۲۵۰۰) (۱۲) پبلک ورکس (اعصمّا ۲۵۰۰) (۱۳) چیف جسٹس ہائیکورٹ (صمّا ۵۰۰۰) (۱۴) چیف جج (ہر ایک کی ماہوار للصمّا ۴۰۰۰) (۱۵) کمشنر سندھ للصمّا ۴۰۰۰) (۱۶) پولیٹکل رزیڈنٹ عدن (صمّا ۳۰۰۰)۔

صوبہ بنگال = (۱) لفٹننٹ* گورنر (ماہوار صمّا ۸۳۳۳) (۲) پریویٹ سکرٹری (لعصمّا ۹۹۰)

* بنگال کا تعلق پہلے براہ راست گورنر جنرل کے ماتحت تھا۔ لیکن ۱۹۰۵ء میں یہاں لفٹننٹ گورنر مقرر ہوا۔ ۱۲ مولف

(۳) ایڈیکانگ (۴۵۲۱۲ ماہوار) (۴) لفٹنٹ گورنر مجلس کونسل واضع آئین وقوانین (۵) ۱۸ ممبر کونسل (۶) چیف سکرٹری (۳۳۳۳ ماہوار) (۷) سکرٹری عام مالیہ ومعاملات (۲۹۱۲ ماہوار) (۸) سکرٹری جیوڈیشل صیغۂ داخلہ (۲۹۱۲ ماہوار) (۹) سکرٹری پبلک ورکس (۲۰۰۰ ماہوار) (۱۰) چیف جسٹس ہائیکورٹ (۳۱۳۵ ماہوار) (۱۱) دس جج (ہر ایک کی ماہوار للعقد ۶۰۰) (۱۲) ایڈووکیٹ جنرل (۲۰۰۰ ماہوار)

ممالک مغربی وشمالی اودھ = (۱) لفٹنٹ گورنر (ماہوار ۸۳۳۳ ماہوار) (۲) پریویٹ سکرٹری (۶۲۵ ماہوار) (۳) ایڈیکانگ (للعقد ۶۲۵ ماہوار) (۴) چیف سکرٹری (۳۰۰۰ ماہوار) (۵) سکرٹری دوم (۲۲۵۰ ماہوار) (۶) سکرٹری سوم (۲۲۵۰ ماہوار) (۷) لفٹنٹ گورنر پریسیڈنٹ کونسل (۸) چودہ ممبر کونسل (۹) چیف جسٹس ہائیکورٹ (۵۰۰۰ ماہوار) (۱۰) پانچ جج (ہر ایک کی ماہوار للعقد ۴۰۰۰) (۱۱) جوڈیشل کمشنر اودھ (۳۲۱۳ ماہوار) (۱۲) ایڈیشنل کمشنر اودھ (۲۲۵۰ ماہوار)۔

پنجاب = (۱) لفٹنٹ گورنر (ماہوار ۸۳۳۳ ماہوار) (۲) پریویٹ سکرٹری وایڈیکانگ (للعقد ۴۱۶۶) (۳) دس ممبر کونسل واضع آئین وقوانین (۴) چیف سکرٹری گورنمنٹ (۲۵۰۰ ماہوار) (۵) ریونیو وفنانس سکرٹری (۲۵۰۰ ماہوار) (۶) جوڈیشل وجنرل سکرٹری (۲۰۰۰ ماہوار) (۷) سکرٹری پبلک ورکس (للعقد ۴۱۶۶) (۸) فنانشل کمشنر (۳۵۰۰ ماہوار) (۹) کمشنر بندوبست (۳۰۰۰ ماہوار) (۱۰) چیف جج چیف کورٹ (۳۵۰۰ ماہوار) (۱۱) چار جج (ہر ایک کی ماہوار ۳۵۰۰ ماہوار)۔

جنوبی وشمالی برہما = (۱) لفٹنٹ گورنر (ماہوار ۱۳۳۳ ماہوار) (۲) پریویٹ سکرٹری (۳) ایڈیکانگ (۴) لفٹنٹ گورنر پریسیڈنٹ کونسل واضع قوانین (۵) سات ممبران کونسل (۶) چیف سکرٹری (۳۰۰۰ ماہوار) (۷) سکرٹری (۲۰۰۰ ماہوار) (۸) چیف جج چیف کورٹ (۳۶۰۰ ماہوار) (۹) تین جج (۱۰) جوڈیشل کمشنر اپر برہما (۳۰۰۰ ماہوار)

ممبجات متوسط (۱) چیف کمشنر (ماہوار ۲۶۶۶ ماہوار) (۲) سکرٹری چیف کمشنر (۲۵۰۰ ماہوار) (۳) جڈیشل کمشنر (۳۱۶۶ ماہوار)

آسام = (۱) چیف کمشنر (۴۶۶/۴ تنخواہ) (۲) سکرٹری (۱۰۰ تنخواہ)۔

برار = پیشتر برار کا تعلق ہمیشہ سے رزیڈنٹ حیدرآباد دکن (۴۰۰ ماہوار تنخواہ) سے رہتا تھا۔ مگر اب دراصی پٹہ ہوجانے سے ممالک متوسطہ میں برار کا الحاق ہوگیا اور چیف کمشنر ممالک متوسطہ سے راست طور پر تعلق بھی قایم ہوگیا ہے۔

اجمیر میرواڑہ = (۱) راجپوتانہ کا ایجنٹ یہاں کا چیف کمشنر ہوتا ہے (ماہوار تنخواہ ۴۰۰)۔

کورگ = رزیڈنٹ میسور یہاں کا چیف کمشنر ہے (ماہوار تنخواہ ۴۰۰)۔

بلوچستان علاقۂ انگریزی = ایجنٹ و چیف کمشنر بلوچستان (ماہوار تنخواہ ۴۱۶/۶)۔

جزائر انڈمان = یہ مقام جس دوام بعبور دریائے شور کے مجرمون کا ہے۔

جزائر نکوبار = چیف کمشنر و سپرنٹنڈنٹ (ماہوار تنخواہ ۳۰۰)۔

پرتگالی ہند = یہ پرتگال والون کا علاقہ ہے۔ جسمین گوا (نیچم) ڈامن اور ڈیو تین مشہور مقام ہین۔ محصول ۲۰ لاکھ پونڈ ہے۔

فرانسیسی ہند = یہ فرانس والونکا علاقہ ہے۔ جسمین پانڈیچری۔ چندرنگر اور کریکال تین مشہور مقام ہین۔

ہندوستانکی فوجی طاقت

مقام	گوری	توپخانہ گوری	سپاہ گوری	توپخانہ دیسی	سپاہ دیسی	سپاہ بیقاعدہ	توپخانہ بیقاعدہ	سپاہ بیقاعدہ	توپخانہ دیسی	سپاہ دیسی	توپخانہ بیقاعدہ دیسی
۱		۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
پنجاب	۴۰	۲۱۷۲	۱۴۷۴۸	۲۴۰۷	۹۳۶۴	۱۹۰۹۰	۰	۱۴۷۴۸	۳۶۳۵	۰	۴۹۳۰۶	۶۸۰۹۶
بنگال	۴۴	۴۲۰۴	۱۵۷۱۸	۷۷۷	۶۹۹۷	۲۱۸۱۸	۴۱	۱۵۷۱۸	۲۲۹۴۹	۱۳۴۵	۳۲۰۳۸	۵۳۸۵۳
مدراس	۶۸	۲۳۶۷	۱۰۳۰۹	۳۹۱	۱۷۹۳	۱۳۹۹۷	۸۴	۱۰۳۰۹	۳۹۲۵۰	۱۵۷۲	۲۹۹۵۶	۴۴۵۸۳
بمبئی	۴۳	۳۶۱۸	۱۶۱۴	۷۸۰	۴۶۵۴	۱۶۱۴۸	۵۳	۱۶۱۴	۲۴۱۶۴	۹۰۱	۳۰۵۹۸	۴۶۷۲۵

حیدرآباد کنٹیجنٹ = سوار (۱ رجمنٹ) توپخانہ (۲ توپ وغیرہ) پیدل (۶ پلٹن) باڈیگارڈ وغیرہ (۸۱۶۹)

میزان کل = انگریزی رسالہ جات (۷۳۰۹) متفرق افسیل (۷۸۹) دیسی رسالہ جات (۱۴۵۶۲) جملہ (۲۱۹۴۰۴)
سلسلۂ فرمانروایان جلیلہ دارالسلطنت ہندوستان =

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	سال وفات	مدت عمر	مدفن	حالات
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳
۲۰۲	ملکہ وکٹوریا	ڈیوک آف کینٹ	جرمن	۱۸۱۹ء ۱۲۳۵ھ	۱۸۳۷ء ۱۲۵۳ھ	لنڈن	لنڈن	۶۴سال ۷ ماہ	۱۹ جنوری ۱۹۰۱ء ۲۴ رمضان ۱۳۱۸ھ	۸۱سال ۸ ماہ	فروگمور	
۲۰۳	ایڈورد ہفتم	پرنس کنسرٹ البرٹ	جرمن	۹ نومبر ۱۸۴۱ء ۲۴ رمضان ۱۲۵۷ھ	۲۳ جون ۱۹۰۱ء غرہ شوال ۱۳۱۹ھ	لنڈن	لنڈن	۹سال ۷ ماہ				

اب ہم یہاں پر شاہان انگلینڈ کے تاجونکے چند نقشے اجمالاً کتاب تاج و نشان سے انتخاب کرکے لکھتے ہین۔ اور اسکے ساتھ شاہی اور فوجی نشانات [illegible] معرکے بھی تبلاتے ہین۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

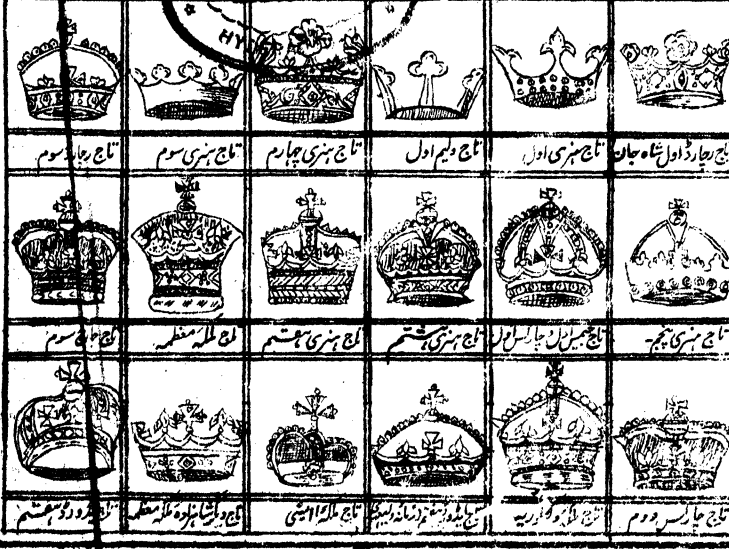

تاج جارج اول شاہ جان | تاج ہنری اول | تاج ولیم اول | تاج ہنری چہارم | تاج ہنری سوم | تاج جارج سوم

تاج ہنری ہیجم | تاج جیمس اول چارلس اول | تاج ہنری ہشتم | تاج ہنری ہفتم | تاج ملکہ معظمہ | تاج جارج سوم

تاج چارلس دوم | تاج ملکہ وکٹوریہ | تاج ایڈورد ہفتم زمانہ حیات | تاج ملکہ الیسی | تاج ولیم شاہزادہ ملکہ معظمہ | تاج ایڈورد ہفتم

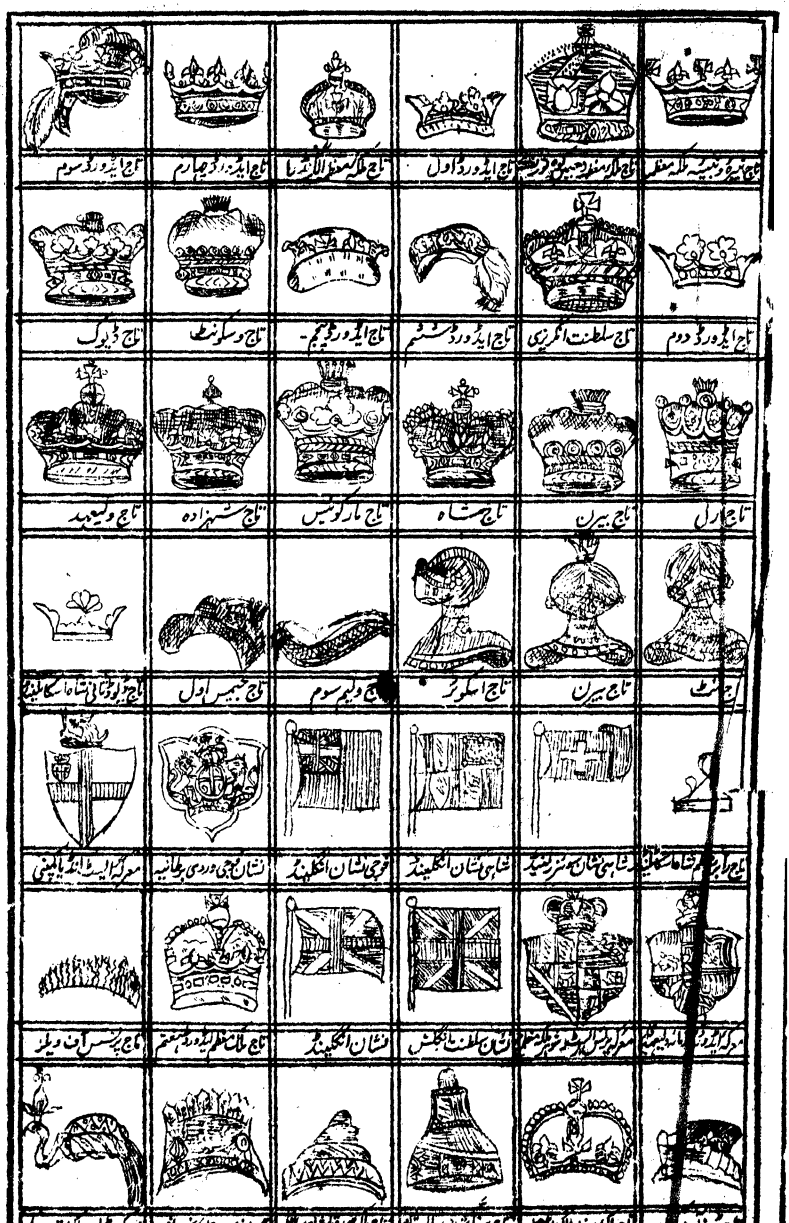
تاج پیرہ و بیبہ ملکہ معظمہ
تاج امپریل معظمہ جبیہ
تاج ایڈورڈ اول
تاج ملکہ معظمہ الاندرا
تاج ایڈورڈ چہارم
تاج ایڈورڈ سوم
تاج ایڈورڈ دوم
تاج سلطنت انگریزی
تاج ایڈورڈ ششم
تاج ایڈورڈ ہشتم
تاج وسکونٹ
تاج ڈیوک
تاج چارل
تاج پیرن
تاج جیمس
تاج مارکوئیس
تاج شہزادہ
تاج ولیعہد
تاج ملکہ ہنٹ
تاج پیرن
تاج اسکوٹر
تاج ولیم سوم
تاج جیمس اول
تاج ولیعہد شاہ اسکاٹلینڈ
موکہ کراؤن شاہ مسلمان
شاہی نشان سہ سترہ شید
شاہی نشان انگلینڈ
فوجی نشان انگلینڈ
نشان جہی دروی برطانیہ
موکہ کراؤن یا تاج پاپینی
موکہ کراؤن یا تاج پیرس
موکہ پرس پرسٹ شہر ملکہ معظمہ
نشان سلطنت انگلس
نشان انگلینڈ
تاج قلعہ ظریہ ایڈورڈ ہشتم
تاج پرنس آف ویلز
تاج و جزاف
تاج ملکہ معظمہ الاندرا
تاج ملکہ معظمہ شاہ
تاج ملکہ معظمہ شاہ
تاج کرنڈ ولیس آف ہنٹ ہیا

ذیل مین چند چیدہ اور منتخب شاہان انگلینڈ کے سکون کے نقشے درج کئے جاتے ہین۔